

مہاراجہ

حصہ ہفتم

کرنا پرپ

ادھیائے (۱)

درونا چارج جی کے بعد کرن کی سپہ
سالاری جنگ۔ قتل

درونا چارج کی وفات نے دریودھن اور تمام راجوں مہاراجوں
کے آگے زخموں پر ٹھک چھڑک دیا۔ یہ لوگ تڑپ تڑپ گئے۔ پہلے بھیشم
کی ہی موت سے امیدوں کا خون ہو چکا تھا۔ اب اور مایوسیوں کی گھ
ہا گئی۔ زخمی تھے۔ غم زدہ تھے۔ شکست سے ناام اور زندگی سے مایوس
تھے۔ کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہوش و حواس غائب۔ دست و پایہجاں ہٹکا
ہو گیا۔ کلبے میں سو سو ٹکاف۔ پیٹنے میں دارغ ہو
تے اٹھرتے استو ہتھماں کے پاس گئے

استو تھا مال کو میر کا سایہ اٹھنے سے جو رخ تھا۔ وہ قابل بیان نہیں۔ آنکھوں سے
 جاری تھیں۔ زبان پر آہ تھی۔ اور دونوں ہاتھ کلیجے کو پٹتا مے ہوتے تھے۔ بہت
 تک یہ لوگ ان کو کتنی دیتے رہے۔ دنیا کی ناپایداری کا ذکر اور ذکر و گورو
 سے جراتی کا امنوس ظاہر کر کے خیوں میں آئے۔ تو رات پھر ہلک نہ چھکی۔ روز
 میں گذشتہ نادانیوں کا امنوس پیٹھے بٹھائے۔ درد سر مول لینے کا رنج تھا۔ رات
 پہاڑ ہو گئی۔ کائے نہ کتنی بکٹی۔ گھڑیاں گنتے گنتے بڑی تسکین سے صبح ہوئی۔ تو
 وہی فوزیری کا سامنا ہوا۔ کشت و خون سے مڈبھیر۔ دونوں طرف سے پیاد
 جبٹ پٹا تیار ہو گئے۔ اور بہادران نامدار و ولادوان ضمیمہ شکار لئے
 اپنے غنیمتوں کو تیروں پر رکھ لیا۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ در پودھن
 لاکھ جانی بازی کیا۔ مگر ارجن کے تیروں نے کہن ایسے ولاد کو خاک سا
 چھوڑ کر کہن کے گرتے ہی فوج کھرام مچ گیا۔ سرداران لشکر کی جان اڑ گئی
 نمبر دلانے خبر پہنچائی۔ نوراج و دھرتراشٹ روویہ۔ سر پٹا لیا۔ کہ
 کیا غنیمت ہو۔ ایسی بچھاڑیں کھائیں۔ کہ عالم غشی طاری ہو گئی۔ اسی حال
 میں سب نے بڑے تاسف آمیز لہجے میں واقعہ درد انگیز و حادثہ فوزیری
 خبر دے کر دست بستہ عرض کی کہ

مباراج آپ نے نتیجہ دیکھ لیا۔ امنوس در پودھن وغیرہ نے سب
 امیدوں کا ٹول کر دیا۔ کہن کے مرنے پر اب اس کے نہ رہے گی۔ کی امید ہو
 ہے۔

راجہ دھرتراشٹ کیا کہوں۔ میں تو جیتے جی مر گیا۔ آہ ہمیشہ پتہ نہ
 چھوڑ گئے۔ دردنا چارج جی نے داغ دیا۔ استو تھا مال کی موجودگی میں
 یہ سانحہ جانگزا ہونا اور بھی تعجب انگیز ہے۔ کہن پر بھروسہ تھا۔ وہ
 نہ رہا۔ استو تھا مال کے اسگن اسٹر کچھ کام نہ دے سکے۔ کہن کی ہر پتہ
 سے بھی کچھ مطلب نہ نکلا۔ ہاتھ اب میں کروں۔ شاؤ منجد حار ہیں
 رہی ہے۔ ذرا بتاؤ۔ کہ کہن کے مرنے پر در پودھن وغیرہ کی کیا
 ہوئی؟

سنجے۔ کیا عرض کروں۔ سب دل شکستہ ہو گئے۔ ہر ایک کی کمر لڑ مٹ گئی۔ جب درویش چارج مارے گئے ہمارے لشکر کا بڑا حال ہوا۔ مگر چھتری دھن کا تقاضا تھا۔ سب کو کرن سے تقویت تھی۔ کرن کی بیباقیوں آپ سے پوشیدہ نہیں۔ بول درجے کا مہاراجہ تھی۔ سو بیروں کا مستراح۔ ارجن کے لئے مجسم تو جہاں تباہیں شیر۔ اس وقت تھا ماں جی کا کیا کہنا۔ رستم درجی کی ہی طاقت۔ اعلیٰ سے اعلیٰ لیاقت۔ دونوں کے دونوں ایک کیا ایسے ایسے سو پانڈوؤں کو اکیلے ہرا دیں۔ مصلحت سے یہ پھیر رہی تھی۔ کہ آپ کرن کے سر پر دستار افسری پاندہ تھی بھاسے۔ بخود معقول تھی۔ ہر ایک نے صاد کیا۔ اور رستم کے بہادریوں کا مستراح کرن وحش بان ماتھ میں لٹے بدن پر ہتھیار سجے درپائے آہن میں قرن۔ طاقت کے نشے میں چور شراب میں مست میدان جنگ میں جا پہنچا دن بھر میں نہ معلوم کتنوں کا خون بہا دیا۔ ایک ایک تیر ہیں ہزار ہزار سراڑ گئے۔ تو پہلے پانڈوؤں میں لشکر میں الامان الامان کی آواز آئی مگر ارجن کے بان قیامت کے بھٹے۔ آخر جان لے ہی کے رہے۔

ادھیا کے

کوروؤں کے مقتول سرداران لشکر کی فہرست
سنجے کی زبانی

سنجے کی گستاخو شکر راجہ دھرتراشت کو درپودھن کی طرف سے قطعی بائیں ہی ہو گئی۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ جب بھیشم پیام نہ رہے۔ درویش چارج چل بسے۔ کرن کا بھیا و اس نصیب ہوا۔ تو پھر درپودھن کی زندگی طرف کیا آس ہو چھپا کر بولے۔ کہ نہ
سنجے نے کچھ نہ کہ میرے پیار سے درپودھن کی کیا خبر ہے۔ ذرا بتاؤ

تو کہ کون کون میری آنکھوں کے تارے کام آچکے۔ ہانڈوئیل لئے کین کین کر پڑے
 جہاں جوں کا کام تمام کیا؟
 بچے۔ کرن اور اس کے سب بھائی کٹ گئے۔ بھیم سین نے دوشان
 کا خون پی کر اپنی پرتگیا پوری کر دکھائی۔

راجہ دھرتراشٹ۔ ماتے دوشان اور کرن کی موت یلچے کے مکڑے
 اڑائے دیتی ہے۔ آنکھوں میں اندھیرا چھار رہا ہے بھیم سین نے بڑی نالائی
 کہ دوشان کا خون پی لیا۔ بھلا کبھی انسان انسان کا بھی خون پیتے ہیں
 افسوس کہ سارا بس جو شے نے بول دیا نہ چوڑ بھتی۔ نہ راج چو پٹ
 سوتا۔ اچھا ان کا یوں قصہ تمام ہوا۔ اوروں کیا گزری کہو

سچے۔ بھیشم جی ہانڈوئیل کی ایک لاکھ فوج قتل کر کے خود بان سجا پر
 لیٹ گئے۔ درونا چانج جی پانچال دیش کے لشکر جہاد کو مار کر راہی ملک
 بچا ہوئے۔ کرن باقی ماندہ نصف فوج کو مار کر خاک پر سورا۔ بنشٹ نے
 بھی خوب داد شجاعت دی۔ فہیموں کو بڑے کے چنے چوہے۔ ہزار
 بہادروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ مگر آخر جان دیتے بنی پڑی۔ آپ کے
 راجہ مار بکرن کی ٹکڑے لینے والا بھی چراغ لے کر دھونڈا جائے۔ تو مشکل سے
 ملے۔ لیکن اسے بھی بھیم سین نے ملک عدم کو روانہ کر دیا۔ ادنت دیش کے
 یگین تاج شہر پادی بنی اور اڑو بند بھی میدان جنگ میں دھیر ہو گئے۔

درپودھن کے لاپتہ فائقی بیٹے نیاک اور لکشمی انجھو کے ماتھے سے مارے
 گئے۔ دوشان کا بہادر بیٹا باہو شامی بھی ابھتو کے پتر سے نذر اہل ہوا۔
 انوپا دیش کا راجہ حالانکہ اندر کا بیٹا تھا۔ اور گو بھگوت ساگر میں کشتی
 دھرم کے تمام اسلحہ اوصاف موجود تھے۔ مگر راجن سے ایکس پیش نہ گئی۔
 بہو سے شردا۔ شرابو۔ ایلشٹ سودیش سب راجن کے ماتھے قتل ہوئے
 اور مقتولوں کے نام بھی سن لیجئے۔ جو ذیل میں درج ہیں

مقتول	مقتول
راجہ کوئل دیش	راجہ کوئل دیش
چتر سین دفرزند راجہ دھرتراشٹ	چتر سین دفرزند راجہ دھرتراشٹ
برک سین دفرزند کرن	برک سین دفرزند کرن
بالمیک	بالمیک
دورکھ	دورکھ
فرزند راجہ دھرتراشٹ	فرزند راجہ دھرتراشٹ
عمار تھی درجے	عمار تھی درجے
درمرشن	درمرشن
برش برما وزیر	برش برما وزیر
راجہ برہنت	راجہ برہنت
اوگھ مان	اوگھ مان
بکیم دھورتے	بکیم دھورتے
جل سندھ	جل سندھ
ساجی	ساجی
مقتول	مقتول
رکم رتھ دفرزند شل	رکم رتھ دفرزند شل
راجہ کیکی	راجہ کیکی
فرزند بھگدنت	فرزند بھگدنت
راجہ مگدھ دفرزند جاسندھ	راجہ مگدھ دفرزند جاسندھ
ابھی شاہ راجہ ملیچھ دیش	ابھی شاہ راجہ ملیچھ دیش
راجہ کلنک دیش	راجہ کلنک دیش
گوپال گوپ	گوپال گوپ
المیش سورپیر	المیش سورپیر
مالیہ	مالیہ
مدرک	مدرک
راجہ راوڑ دیش	راجہ راوڑ دیش
گھٹوت کچ	گھٹوت کچ
ابجن	ابجن
ابجن	ابجن

آپ نے سری رام چندر اور راوڑ اندر اور برترہ گی لڑائیاں کاؤں
 سی سے سنی ہیں۔ میں نے ویسی ہی لڑائیاں آنکھوں سے دیکھ لیں۔ سوم
 کاتنک جی نے جس ویلیری سے مہاک داؤ کو مارا تھا جس کے زور بارو سے
 مہادیو جی نے اندھاک راہیس کو متل کیا۔ وہی طاقتیں وہی جڑا ہیں اس
 تجارت غظیم میں پیش نظر ہیں۔ جو کوئی مرا۔ وہ ہزاروں لاکھوں کا خون کر کے
 اگر آپ سری کرشن جی اور وڈر جی وغیرہ کی گفتگو مصاحبت پر کان دیتے
 تو یہ خورنہ ہی نہ ہوتی۔ پانڈؤں پر کسی طرح کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں
 بہادروں کا خون آپ ہی کی گردن پر ہے۔

ادھیائے ۳

پانڈوؤں کے مقتول سپہ سالاران اعظم کے نام

راجہ دھرتراشٹ روتے جاتے تھے۔ اور سنجے کی تقریر سنتے جاتے تھے۔ کہ روؤں سپہ سالاران نامدار کے نام شکر انہوں نے کہا کہ :-
اچھا یہ تو بتاؤ۔ پانڈوؤں کے سپہ سالاران میں سے کس کس کی جان

گئی

سنجے۔ پانڈوؤں کے سرداران لشکر میں سے بھی تو قتل ہوا۔ اس نے وہ
کار نمایاں کئے۔ اور ایسے جو ہر شجاعت دکھائے۔ کہ بس کیا کہوں۔ ان کے
ساتھ جو لاکھوں جاںیں ضائع ہوئیں۔ اس کا ذکر نہیں۔ میں نام عرض کرتا
ہوں۔ سن لیجئے۔

قاتل

مقتول

پانچال دیشی لشکر

راجہ براٹ

راجہ دروید

راجہ سمار سین

راجہ چتر سین

بیا گھروت

راجہ نل والی انوپ دیش

درونا چارج

استوتھان

قاتل

مقتول

کننت دیشی منتری (دوبر)

بھیشم
پتنامہ

مہرادران

بال بھیدر

نارائن ہری بھگت

چھ ہمار بھٹیوں کے

گھرو میں جید رنٹھ

کے ماتھ سے مارا

گیا

ہرکامان فرزند بلیشت

برہمنیت

درونا چارج

ہمار تھی راجہ انشان

بھوج راج

قاتل
درونا چارج

مقتول

چترا بدھ

چتر لودھی

پڑ و جت

کنٹی بھوج

راجہ چندیری

جہار تھی ورشٹ کیتو

سینا بندو

فرزند تیش پال

راجہ شش کیتو

سر نی مال

راجہ مکرھ

شکھ

آرتہ { فرزند راجہ پراٹ

بسواں

بوداں

راجہ کاشی

جہار تھی اتوچا

پو دھاسو

میتربا

چتر دیو

فرزند مسکھٹ

لکشمی فرزند
درونا چارج

اودھیا
راجہ کرن کی سپہ سالاری

جب راجہ دھرتراشٹ فریقین کے سپہ سالاروں کے نام سن چکے تو ان کو دیرپودھن کی شکست پر بڑا افسوس ہوا اور لاکھوں آدمیوں کی ہلاکت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ بچنے سے بولے کہ اچھا جو کچھ ہوا سو ہوا اب یہ بتاؤ کہ ارجن اور کرن کی سرکہ آرائی

کیونکر ہوئی؟
سنجے۔ درونپا چارج مرچکے۔ استونقماں کے دستروں شستروں نے کچھ کام نہ دیا۔ کوروؤں کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ تو دیرپودھن نے بڑی تندہی سے فوج کو روکا۔ اور شام تک لڑائی چھڑی رہی۔ بہت سے سوہیر مرے۔ بہنوں کو زخموں نے تڑپایا۔ درونپا چارج کی موت سے سب مایوس تھے۔ راجہ درپودھن نے مجلس شورت منعقد کی۔ استونقماں جی سے دریافت کیا۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ امیدیں ٹوٹ رہی ہیں۔ اہل فوج کی مایوسیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ آپ کچھ رائے دے دیجئے۔ اور سب راجے مناسب تجویز بتائیں استونقماں جی نے فرمایا کہ:-

تا جدار وقت کی وفاداری ہر انسان پر فرض ہے۔ راج بھگتی سے اہل دنیا کی دنیا اور عجبے میں سرخوئی ہوتی ہے۔ وقت اور موقعہ و مصلحت کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ طاقت ایشور کی دی ہوتی ہوتی ہے۔ اہول مملکت کے تدبیر لازمی ہے۔ اُمیدہ تقدیر ایشور کے کارخانے میں کسی کو دخل نہیں۔ اس کی مصلحت کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ بگاڑنا بنانا اسی کے اختیار میں ہے۔ مگر پھر بھی ہماری حیثیت اس بات کی متعنی ہے۔ کہ کوشش و تدبیر سے غافل نہ ہو۔ بڑے بڑے سوہیر لقمہ اجل ہو گئے۔ ہمیشہم تیار اور میرے تیار ایسے ہمارے یوں کے پرتا ہونے جو اب دے دیا۔ واقعی دل چھوٹا ہونے لگی بات ہے۔ لیکن ہمت ہے۔ تو سب کچھ ہے۔ دنیا بامید قائم پھر ہمیں مایوسی سے فائدہ۔ ابھی میں موجود ہوں۔ جب تک دم میں دم ہے۔ ہمت نہ ٹاروں گا۔ مرتے دم تک یہی حوصلہ رہے گا۔ آپ نہ بھرتا درمد جمران کی طرح دشمنوں کی بوٹی بوٹی اڑا لے کہ ہمارا سوہیر

سورج کا سر بایہ ناز فرزند راخہ کرن موجود ہے۔ اس کے تیر ساری کسر نکالنے کو کافی ہیں۔ سپہ سالاری کا تلک کچھیکگا۔ تو وہ دیکھا دے گا۔ کہ ارجن کے بان کی ہستی کیا ہے۔

درجودھن اس بات سے خوش ہو گیا۔ کرن کے تلک کی تیاری کی۔ سمجھا۔ کہ میں پالا مار لیا۔ کرن سے بولا۔ کہ ہمیشہ سے میرا تہارا چولی وامن کا ساتھ ہے۔ میں تم دونوں شروع سے یک جان دو قالب ہیں۔ میں سگے بھائیوں سے تمہیں زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ اور تم بھی میرے پسینے کے عوض خون گرائے کو تیار رہے۔ بیشک ہمیشہ تمہارا ہی اور درونا چارج جی دنیا کے بہادروں کے ساتھ رہے۔ مگر تمہاری بات ہی کچھ اور ہے۔ قدرت نے تمہارے تیروں کو کچھ اور ہی اعجاز بخشا ہے۔ منہ پر کتنا خوشاد ہے۔ لیکن سچ کہتا ہوں۔ کہ آج میرا دل بول رہا ہے۔ کہ فتح کا سہرا تمہارے ہی سر ہو گا۔ ہمیشہ تمہارا ہی اور درونا چارج جی کے سامنے پانڈوؤں کے کچھ حقیقت نہ تھی۔ مگر انہوں نے مجھ سے اور موت سے سارا معاملہ خراب کر دیا۔ خیر گذشتہ راضو اٹا۔ اب تم میدان میں جاتے ہو۔ میری سب بایو سیا دور ہو گئیں۔ تم لڑو۔ میں فتح کا ڈمکا بجانے کو تیار ہوں۔

یہ کہہ کر درپودھن اٹھا۔ منتروں سے پڑھے ہوئے پانی کے کلس ہاتھی دانت گینڈے کے سینک کے برتن موجود تھے۔ خوشنویات و غیرہ سے راجہ کرن کا تلک کیا۔ برہمنوں اور رشیوں مینوں کے وید منتر پڑھے۔ بھاٹوں نے شننا خوانی کی۔ کرن نے ہزاروں گائیں وان کیں۔ نہرو جو امر سے برہمنوں کو مال مال کیا۔ ہر ایک نے کرن چندر اور ارجن پر فتحیابی کی۔ دعا کی۔ فوجیں تیار ہو گئیں۔ فوجی باجوں نے پانڈوؤں کے لشکر کو کرن کے جوش و خروش کی خبر دی۔

ادھیائے (۵)

کرن کی سپہ سالاری میں پہلی لڑائی۔ مکر بیوہ اور

اردو چندریوہ کی تیاریاں سپہ سالاراں شکر کی لڑائیوں میں استوتھاماں وزیریم سین کی زم آرائی کو خصوصیت

صبح ہوتے ہی کرن نے میدان جنگ لکریوہ بنا کر اس خوبی سے فوج کو
ترتیب دی کہ لکریوہ کی شکل نظروں میں پھر گئی۔ کرن کی فوج نے لکریوہ کا منہ بنایا۔
اسکھوں کے مقام پر لکریوہ اور اس کے بھائی آلوک کے لشکر صف بستہ ہوئے۔
استوتھاماں کے بہادران لشکر نے لکریوہ کا نقشہ پہنچ لیا۔ راجہ درپو دھن کے دلائی
جانشین نے لکریوہ پر آجھایا۔ دائیں پاؤں کی جگہ ہمارے گویاں اور کرت پر مانی
فوجیں کھڑی ہوئیں۔ لکریوہ کی دیشی سپہ سالاروں کو لکریوہ کے ہاتھوں
پاؤں کے مقام پر لکریوہ کی طرف راجہ شکر جہاڑے کر صفت آراہنا۔
باجوں کا شور و غل سن کر دھرم راجہ جہاڑے لکریوہ سے یوں فرمایا کہ
آج کرن سے سامنا ہے۔ کرن کی تیاریاں کیا کہنا۔ لکریوہ کے لشکر کی
ناک پھی ہے۔ جو وقت اس پر فتح حاصل ہو۔ اس وقت سپہ سالار جان میں جان
آئے۔ سارا فوج اسی کا بویا ہوا ہے۔ درپو دھن اسی کے برتنے پر چلتا ہے
ارجن۔ آپ کے اقبال کی تائید درکار ہے۔ اطمینان رکھئے۔ کرن کی
بائی کچائی میں ہی لکریوہ لگا۔ آپ سیر دیکھیں۔ میں جیوہ بنا کر لکریوہ کو چھٹی
کا دودھ یاد کرتا ہوں

یہ لکریوہ جہاڑے اردو چندریوہ رچکر سپہ سالاراں لشکر کو باقاعدہ مستند
کاراڑ کیا۔ دائیں طرف دھرم سین۔ بھیم سین۔ وسط میں۔ راجہ جہاڑے
اور ارجن ان کے نکل رہے۔ راجہ پانچال اور درپو دھن ایسے ایسے
انگن اور دھرم سین کا اور ہمارے لشکر آراہنا۔ فوجی بے بجا تھے ہی وہ دونوں
افواج خطرناک بادلوں کی طرح اٹھتے۔ معلوم ہوئی تھیں۔ کہ بھری ہوا

میں دو دریا طوفان خیز نظر آ رہے۔ رتھ ہوا کی طرح چلے۔ گھوڑے تیز کی طرح چلے
 باجوں کی آواز سے بادلوں کی گرج دب گئی۔ بھاڑوں کے گڑبڑوں نے بجلی کی کڑک
 مات کر دی۔ ماتھی پکے۔ تو کالی آندھی سی معلوم ہوئی۔ کرن کی سپہ سالاری اور
 اس کی بے انتہا طاقت کے زعم نے کوردوں کے دل سے درونا چارج کا غم بھلا
 دیا۔ پانڈو نظروں میں تشکے کے برابر بھی نہ تھے۔ آخر دونوں لشکروں کی ٹڈبھڑ
 ہوئی۔ تیروں کے بادل ہوا میں چھا گئے۔ خون برسنے لگا۔ تیر کٹ کٹ کر گرنے
 لگے۔ سواروں سے سواروں نے ٹکری۔ پیادوں سے پیادوں نے سامنا کیا۔
 لاشیں ٹاڑی دلی کی طرح زمین پر پھیل گئیں۔ خاک اڑی۔ تو آنکھوں میں گھٹا
 ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ دن بھاڑوں کی طرح اندھیری رات معلوم ہوتا تھا۔ بھیم
 سین۔ دھرش دمن اور سکھڑی مکٹ ویٹے زڑہ بکتر پنے دیباٹے جو اسرات
 میں غرق ہنسیا رہے ہوئے۔ چندن کا ملک لگائے کر ٹٹے ٹٹے پکے۔ راجہ شل
 کر چتا ہوا سدراد ہوا۔ بڑی خوریز لڑائی ہوئی۔ بھیم سین ماتھی پر سوار اندر کے
 بکھر کی طرح لشکر پر ٹوٹا۔ دم کے دم میں ہزاروں جوان خاک و خون میں ملا دیے
 کشم و ہورت راجہ بنگاں نہایت بہادر فرما رہا تھا۔ اس نے اس رو۔ وندو
 سوڑ سے مقابلہ کیا۔ بھیم سین کے ماتھی کو راہی عدم کیا۔ ماتھی کے گرتے ہی بھیم
 سین کو دکر سامنے آگیا۔ اور گڑ سے اپنے مخالفت کی ہڈیاں چور کر ڈالیں
 اور دوسرے وار میں کشم و صورت کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس وقت بھیم سین کے
 ندرے زمین و آسمان میں گونج رہے تھے۔ ایک ایک لفظ میں بجلی کی سی کرن
 بھتی۔ جدھر چھٹتا تھا۔ پیر سے کے پڑ سے صاف ہو جاتے تھے۔ منہ بھرا جاتا تھا۔
 ساری فوج کے قدم اکٹھے گئے۔ مگر کرن پیکا۔ اور سب کو گھیر کر بڑھا دے دیتا
 ہوا میدان میں لایا۔ یزیدوں کی جھڑپی لگائی۔ کہ پانڈوؤں کے لشکر میں مری
 پر گئی۔ نکلنے کرن کے جوش و خروش کو روکا۔ بھیم سین استوتھاماں سے بھڑ
 پڑا۔ ساتھی بہد انوہد سے جنگ آزمایا ہوئے۔ سکھڑی اور سرست بر ما مقابل
 ہوئے۔ شل اور سہد یو سے سامنا ہو گیا۔ دوشاسن نے درویدی کے فرزندوں
 پر حملہ کیا۔ آتش و دگریر شعلہ زن ہوئی۔ پروانوں کی طرح اس آگ میں

تا معلوم کئے سوربیر جل کر خاکستر ہو گئے۔ ساکھی جی نے بند اور انوبند کی جان
 لی۔ انوبند کے بھائی نے ساکھی جی پر دھاوا کر کے دھنش کے ٹکڑے سے اڑا
 دیئے۔ ساکھی جی نے دوسرے دھنش سے سارہتی کو قتل کر ڈالا۔ راجہ کیلے
 نے ساکھی کو ایسا زخمی کیا کہ سارا بدن لہو لہان ہو گیا۔ اسوقت ساکھی جی کے
 غصے کی انتہا نہ تھی، تاؤ کھا کر ایک ہاتھ رسید کیا۔ تو راجہ کیلے زمین پر لوٹ
 گیا۔ فوج کے تھنوں میں ایسا دم کیا کہ بھاگتے راستہ نہ ملا۔ سرت برما اور
 چتر سین ہیں اس غصہ کی لڑائی ہوئی کہ خون ہی خون نظر آنے لگا۔
 دونوں مجروح ہوئے مگر آخر سرت برما نے فریق مخالفت کا سر اڑا دیا۔ چتر سین
 کے مرتے ہی فوج کا دل ٹوٹ گیا۔ ساکھی جی کے لشکر کی صفیں چیرتی ہوئی
 بھاگی۔ ساکھی جی نے روکا۔ تو چتر نے تیر و خنجر سے راستہ صاف کرنا چاہا۔
 اس وقت اس کی بہادری قابل تحریف تھی۔ مگر ساکھی جی سے مقابلہ کرنا آسان
 نہ تھا۔ اس نے سارہتی کو مار ڈالا۔ اور بڑی فوزی کے بعد پرست کے ہاتھ
 سے چتر کی جان لگی۔ فوج پر تبن پر حملہ آور ہوئی۔ دیر تک مقابلہ رہا۔ مگر
 پرست بند کے تیروں نے بدلی چھانٹ دی۔ اسوقت تھاں اور سیم سین کی لڑائی
 اکہ اندر اور برتر اس کے محاربات نظر کے سامنے پھر گئے۔ دونوں طرف سے
 ہتھیار چلے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کیا۔ دونوں کی پیشانی سے
 خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ دونوں پر تیروں کی گھٹا چھانی ہوتی تھی۔ کئی گھروں
 تک کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکا۔ جب تیروں کی بدلی چلی۔ تو اور استر
 شستر چلے۔ دونوں نے قوب جوش و فروش دکھایا۔ مگر کسی کا پاہ اور بجا
 یا بھاری نہ ہوا۔ دونوں فریق اور تمام سوربیر اس معرکے کو دیکھ کر حیران
 تھے اور ضربیں تیج اور گشتی پر تاپ۔ طاقت میں دونوں زبردست
 فن حرب و ضرب میں دونوں کو کمال۔ بڑی دیر تک ہتھیار چلے۔ جتنے کہ
 اور اس وقت تھاں اور ادھر بہیم دونوں بدحواس ہو کر اپنے اپنے رستوں پر
 گر پڑے۔ دونوں کے ساتھیوں نے یہ حال دیکھ کر میدان جنگ سے
 ہٹا دیا۔ کسی پر زیادہ آہن نہ آنے دی

ادھیائے (۴)

کرن اور نکل کا مقابلہ - محاربہ عظیم کو روٹوں کی فتحیابی

استوہتھاماں اور بھیم سین رتھوں پر لیٹ گئے۔ تو ارجن نے ان سو پر پو کا پیچھا کیا۔ جتھوں نے اس کے مارنے کا بیڑا اٹھا کر قسمیں کھائی تھیں۔ ارجن کے بان ہر ایک کے لئے موت سے کم نہ تھے۔ جس طرف گاڑ پود و حش کارخ ہو گیا۔ اُس طرف لاشوں کے اتبار لگ گئے۔ رتھوں پر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ہاتھتی معہ سوار خاک پر لوٹ رہے تھے۔ گھوڑوں کو تیروں نے چھید ڈالا تھا۔ بے سوار ادھر ادھر اور ہمارے مارے پھرتے تھے۔ یا خاک پر لڑ پٹتے تھے۔ بے شمار فوج ایک ہی دار میں کٹ گئی۔ کرشن جی رتھ ہانک رہے تھے۔ نہ نارائن کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ دیوتا خوش ہو رہے تھے۔ پھولوں کی بارش ہوتی جاتی تھی۔ راستے میں استوہتھاماں نے لکھاراکہ :-

اور ارجن ! ان لوگوں سے کیا مقابلہ کرتا ہے۔ دم داعیہ ہے۔ تو ادھر آ۔ ہنگھی مچھروں کے مارنے سے کیا فائدہ؟

ارجن نے سر ہی کرشن جی سے عرض کی۔ کہ کیا صلاح ہے۔ استوہتھاماں کا مقابلہ نہ کیا۔ تو اس کے چیتے تیز ہو جائیں گے۔ سب سمجھیں گے کہ ارجن پیچھے دکھا گیا۔

یہ سنتے ہی ارجن نے گھوڑوں کی باگ استوہتھاماں کی طرف موڑی اور استوہتھاماں سے کہا کہ

برہمن کل شر و مگٹ ! آپ در پود حن کے نمک خوار ہیں۔ آپ جان توڑ کر لڑیں۔ اور حق نمک ادا کریں۔ ارجن آپ کے سامنے ہے

استو تھاماں کے کان میں اواز آنے ہی اس کے دھنشن تباہ توڑ آٹھ
 بان بیکل کر سری کرشن جی کے بدن میں چھد گئے۔ اور تین بانوں نے ارجن کو
 زخمی کر دیا۔ ارجن زخم کھا کر شیر ہوا۔ جسم کے بہتے ہوئے خون بول کی حرارت
 اور بڑھادی۔ استو تھاماں کا جوتیر آیا۔ اس کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اور جوش
 غضب سے ایسے تیر مارے کہ استو تھاماں کو بھی رنجوں نے رُلا دیا۔ استو تھاماں
 درونا چارج کے بیٹے تھے۔ جوانی کی طاقتیں بہادری کے لئے سونے میں
 سہاگائیں۔ کرشن جی تو آٹھ تیر کھا کر خاموش رہے۔ منہ سے حرف نہ نکالا۔
 ارجن سے نہ دیکھا گیا۔ سری کرشن جی سے بولا کہ
 بابا سے استو تھاماں میرے گورو کے فرزند اور اس وقت اُن کے قائم
 مقام ہیں۔ مگر انہوں نے اس قدر دشمنی کی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں
 طرح دوں۔ لڑنے میں آیا تھا۔ آپ پر انہوں نے کیوں تیر چلائے۔ اچھا
 جاتے کہاں ہیں۔ مار کے نہ بھگا دوں۔ تو۔ دھنشن ہاتھ سے رکھ دوں۔ ارجن
 کی اس وقت آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ چہرہ سرخ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے تیر
 مارنے شروع کئے۔ تو استو تھاماں نے گھوڑے زمین پر چیت ہو گئے۔ سارنچی
 نے دم توڑ دیا۔ دھماکے لگے۔ استو تھاماں دوڑ کر دوسرے رنڈ پر جا بیٹھے
 اور سر بکھ ہو کر لڑے۔ ارجن پر اس وقت دو طرف سے زرخے تھے۔ ایک طرف
 استو تھاماں اور ان کی فوج تھی۔ اور دوسری طرف ارجن کی جان کے گامک
 قسم کھائے ہوئے راجے ہمارے۔ مگر ارجن کی چٹکی سے اس قدر جلد تیر نکلتے تھے
 کہ نظر کام نہ کرتی تھی۔ برسات گرتھا۔ کوروؤں کی فوج گرتی مرنے جاتی تھی
 اور آہ کے ساتھ واہ لفظ بھی نکل جاتا تھا۔ استو تھاماں نے سینکڑوں وہ
 تیر مارے۔ جنہیں وہیہ استر کہتے ہیں۔ لیکن ارجن پر کوئی وارہ کارگر نہ ہوتا تھا
 ارجن کے تیروں نے استو تھاماں کو پٹی اٹھلا دی۔ اور وہ بچا کر ایک طرف کو
 جلد سیئے۔ ارجن کے تیروں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ کوروؤں کی فوج کے
 ہزاروں سویر دم بھر میں کھٹے دیکھ کر کرشن جی بولے کہ
 مولیٰ گاجر کاٹنے سے کیا فائدہ۔ چلو کوئی اچھا شکار مارو۔ کرن سے

بڑھ کر کوئی پڑھن نہیں نہ ملیگا۔ اس صبا پر کمپا لگاؤ۔ جانے نہ پائے
یہ کہتے ہی انہوں نے اپنا رتھ کرن کی طرف بڑھا دیا، استونٹھماں اور پانڈو
سے بڑے جوش و خروش کے لڑائی ہو رہی تھی۔ ارجن اس کی طرف گزرتے
بھی نہ پایا تھا۔ کہ پانڈو محاربہ سخت کے بعد مارا گیا۔ درپو دھن نے دور کر قلم
چوم لئے۔ پانڈو ایسے بہادر کا مارنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ مگر استونٹھماں جی
کا کمال نام تھا۔ کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ اور پانڈوؤں کی فوج کو میدان
سے ہٹا دیا۔ ارجن نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔ اس
نے دریائے حیرت میں غوطہ لگا کر سری کرشن جی سے عرض کی کہ
رتھ بڑھائیے۔ دیکھئے۔ راجہ جد ہشٹر اور بھیم سین کہاں ہیں ؟
کہنے بھر کی دیر ہے۔ گھوڑے اڑے اور رتھ وہیں جا پہنچا۔ جہان کرن
بھیم سین وغیرہ کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا

اس لڑائی میں پانچال دیش کے مہاراجہ بھی کام آئے۔ کرن نے سب
کو نشانہ تر بنایا۔ یہ دیکھ کر نکل سہارپو اور درودھدی کے فرزند پانچال و لیش
کی فوج اور اپنے لشکر کو لئے ہوئے کرن کی طرف پیکے۔ مار مارو کے شور و
غل سے کان دیتے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ گدا پر گدہ۔ موسل اور صدا ہا قسم
کے ہتھیاروں سے لاشوں کا ڈھیر لگ گیا۔ پانڈوؤں کی بہت فوج لقمہ اجل
ہوئی۔ کرن کے تیر کسی کی ماں کے نہ تھے۔ جس طرف بوجھاڑ ہو گئی۔ میدان
صاف صاف خالی۔

دھرشٹ دمن کی طرف درپو دھن کے حکم سے دوسری فوج پر حملہ آور
ہوئی۔ جس وقت یہ دل بڑھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کالے بادل اُٹھنے سے چلے آئے
ہیں۔ سواروں نے تیر کی بارش شروع کی۔ دھرشٹ دمن نے بھی سنبھل کر تیروں
سے جواب دیا۔ جس مانتی پر برہمی کا وار ہوا۔ پیچ کر بھاگا۔ جس گھوڑے کو نیزے
نے چھیدا۔ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مانتیوں کے جسم سے اس طرح خون جاری تھا
گویا کالی گھٹا سے شہاب کی بارش ہو رہی ہے۔ مانتی رکھوں کو ٹپکتے پھلتے اور
ٹکڑے ٹکڑے۔ جو سامنے آ جاتا تھا۔ زناہ نہ بچتا تھا۔ سوڈ سے گھوڑے کو

اچھالا۔ تو سوار کی ہڈیاں چور دانتوں سے رتھ کو دیا۔ تو پڑ زہ پڑ زہ الگ۔ راجہ
 انگ نے نکل کر رتھ تو مردوں سے وار کئے۔ مگر نکل کے ہاتھ سے موت تھی۔ اس
 بہادر نے سب کو مر توڑ پھوڑ کے اس کا سر اڑا دیا۔ اور فتح کے ڈنکے بجائے
 راجہ کے دم توڑتے ہی انگ ویش کی فوج نے نکل پر پورش کی۔ مجاہد
 عظیم پیش آیا۔ سہادیو نے صدیا ہاتھی مار ڈالے۔ نکل نے صفیں کی صفیں لٹ
 دیں۔ سانجھی جس طرف گرا۔ آفت برپا کر دی۔ کسی کا منہ نہ ہوا۔ کہ سامنا
 کرے۔ یا قدم جمائے۔ یہ لوگ مارتے کاٹتے کرن کی طرف چھکے۔ دوشاسن
 نے بھگوڑی فوج کو روکا۔ دوپٹہ ہوا میں اڑتا دیکھ اہل لشکر مڑ پڑے۔ اور
 سہادیو کی طرف رخ ہونے ہی سہادیو نے کئی بہادروں کو زخمی کر کے ہان کئے
 سار تھیوں کو روانہ نکال عدم کیا۔ دوشاسن نے پورش کی۔ تو فریقین زخمی
 ہو گئے۔ دوشاسن کی فوج بھاگی۔ غش نے دوشاسن کو بے ہوش کر دیا۔
 سار تھی اسے لے کر بھاگا۔ کرن بھاگی ہوئی فوج کو روک کر نکل کے سامنے
 آیا۔ نکل گال بھانا اور ہنستا ہوا بول لگا

شکر ہے۔ آج دیوتاؤں کی نظر عینا ہوئی جس پڑھن کی تلاش
 ممتی۔ اس کی موت خود بخود سامنے آئی۔ اسے کرن۔ اب تو نچ کے کہاں
 جاسکتا ہے۔ تیری عداوت و شقاوت کی سزا آج میرے ہان دیں گے۔
 سارا بس تیرا ہی بویا ہوا ہے۔ کو رو تیری شرارت سے ہمارے دشمن ہوتے
 اچھا وہ مزا چکھ۔ ابھی تجھ کو مار کر کلیجہ ٹھنڈا کرتا ہوں۔

کرن گرجا۔ کہ فضول باتوں سے کچھ حاصل نہیں۔ تو سامنے کھڑا رہا۔ اپنے
 منہ میاں بیٹھو سب بنتے ہیں۔ مگر بہادروں کی زبان سے خود ستائی کے کلمے
 نہیں نکلتے۔ ٹھہرا بھی غرور کا نتیجہ ظاہر ہوا جاتا ہے۔

یہ کہہ کر کرن نے تار توڑ تہتر تیر مارے۔ اتنے زخم کھا کر نکل نے بھی
 اتنی تیروں سے کرن کا جسم چھید ڈالا۔ کرن نے سونے کے پرگسوں کے تیر
 مار کر نکل کا دھنش بیکار کر دیا۔ نکل نے دوسرے دھنش سے ۷۰ تیر ایسے
 مارے کہ کرن بو کھلا گیا۔ سار تھی کے زخم شدید گئے۔ نکل کی چابک دستی

دیکھ کر کوزہ لشکر حیران ہو گیا۔ لیکن کرن نے دوسرے دھنش سے نکل کے نازک نازک اعضا چھپائی کر دیئے۔ نکل نے بھی بڑی دلیری سے زخم برداشت کئے۔ اور دھنش توڑ ڈالا۔ پھر آدھ کر کرن نے اور آدھ نکل نے ایک دوسرے کے بالوں کاٹ کر اس طرح تیر برسائے کہ جاں سانس نظر آئے۔ لگا۔ نکل جھنجھلایا۔ تو ایسی تیزوں کی کھربار کی کہ فوج کے پاؤں اکھڑ گئے کرن نے نکل کے سارے تھقی اور گھوڑوں کی جان لی۔ نکل رتھ سے کوڑ کر پرگئے ہوئے بھینٹا۔ کرن نے اس کے ٹکڑے کر ڈالے۔ نکل کے پاس کوئی ہتھیار نہ رہا تھا۔ تب تو کرن کی چڑھ بنی۔ پچاسوں تیر بدن میں وار سوار کر دیئے۔ نکل بھاگنے لگا۔ کرن نے ہنس کر دھنش کاچوٹ گئے میں ڈال کر کھینچا۔ اور کہا کہ

بس اسی رتھ پر بہاؤ ہی کا دعویٰ تھا۔ کہتا ہوں۔ کہ کوزوں سے لڑو گے۔ تو کتنے کی موت مارے جاؤ گے۔ پٹوں کے مقابلے میں اللہ تم لوگوں کی سرخروئی ہو سکتی ہے۔ ماما کے بچن کا خیال ہے۔ نہیں تو ایک جھٹکے میں اسی وقت فیصلہ کر دیتا۔ چپ چاپ تے چلے جائے۔ اسی میں خیریت ہے یہ کہہ کر کرن نے نکل کو رہائی دی۔ نکل وہاں ہی بول میں کٹ گیا۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے جدھشٹر کے رتھ پر جا بٹھا۔ ندامت سے چہرے پر عرق ہی عرق تھا۔ کرن نے اب پانچالوں کے سر پر آفت ڈھائی۔ پھر کی طرح گھوم گھوم کر اتنے سویر مارے۔ کہ خون سے زمین پر گال سا چھڑک گیا۔ ہزار مار رتھ ٹوٹ گئے۔ وہجا میں گر پڑیں۔ سوار وریا سے خون میں غوطہ زن کئے۔ گھوڑوں کی لاشوں کا شمار نہ تھا۔ تو مراد رہا نہ رہا تھا کہ جسم میں پیوست تھے۔ سوا پیدل ہو گئے۔ اور گھوڑے بے سوار جس کا جدھر سینک سماتا تھا۔ بھاگا جاتا تھا۔ جو پانچال دیستی پھلی رڈیوں میں جمع سلامت بچے تھے۔ ان کا کرن نے غامہ کر دیا۔ لڑائی نہایت سخت اور خونخوار تھی۔ پانڈوؤں کو شکست کا افسوس ہوا۔ کرن نے جوش خوشی میں نو بہت تعارے بجا دیے۔

اوصیائے (۷)

راجہ جیدھشٹ اور دیو دھن کا دوید و متھالہ اور
بیسہ سالاروں کی باہمی جنگ و جدل۔ کرن
کی شکست۔ ارجن کی فتح

سنجے واقعات جنگ بیان کر رہا ہے۔ کہ آپ کے فرزند سر بلند اولوک
نے آپ کے جگہ بند پوتس کے سر پہنچ کر ڈال دیا۔ کہ اونا لائق جنگ خاندان
تیسے حقیقی بھائیوں کے جوش خون کو چھو لے بھاڑیں جھونک کر دشمنوں کا
ساکھ دیا۔ وہ اسی وقت تیری گوشمالی جہاز سے۔ جو بدانی ایسے وقت
میں دفار سے انکی موت زندہ گی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔
پوتس کے لئے یہ کھے پیر و نشتر نہ تھے۔ وہ بیست ہی آگہ چکیا
او۔ کئی ایسے تیر مار سکے جن کا نشانہ بھر پور بیچھا۔ اولوک زمین ہی ہوا۔ لیکن
نے بھی پوتس کے سارے بھائی کو ہلاک کیا۔ گھوڑے مار ڈالے۔ پوتس جیت گیا تو
رہنے پر سوار ہوا۔ تباہ کیا اور کس کہیں سے نہیں ہندیا۔ اور بدھسوی ہنچا۔ اس طرف
خون ہی خون برستا نظر آیا۔ چاروں طرف گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ہر طرف
لگاہ جاتی تھی۔ تیروں کے بادل چھپا سکے دکنائی دیتے تھے۔ تلواریں آنکھوں میں
چکا چوند پرید کرتی تھیں۔ ہتھیار تو ہتھیار۔ چل رہے تھے۔ رتا نیاک حملہ آور ہوا۔ تو
برائے سارے بھائی اور گھوڑے مار ڈالے۔ تانیاک کو بھی زخمی کیا۔ خود بھی گہرے
گہرے زخم کھائے۔ شکنی نے سرت سوم پو بدن پھر کا سا جھٹا بنا دیا۔ سرت سوم
لے شکنی کے جسم میں سنا۔ وں کی جبری کے سے سواش کر دیتے۔ شکنی سہیل
تو سرت سوم کے گھوڑے اور سارے بھائی بدن سے لڑتے دھو بیٹھے۔ دھن

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ست سوم کو سواری نہ ملی۔ تو فرش خاک پر اتر پڑا۔ اور
شکلی کو اچھی طرح زخمی کر دیا۔ اس وقت بڑے شور کی لڑائی ہو رہی تھی۔
دوتا بھی ست سوم کی جرات و بہمت پر فرین کرتے تھے۔ ست سوم تلوار لے
کر سر ہوا۔ شکلی کے بھرتے تلوار توڑ دی۔ ست سوم نے آدھی تلوار کھینچ مار دی
شکلی تو چوٹ بھا گیا۔ مگر دھنش کٹ گیا۔ سوار اور پیدل کے مقابلے میں زمین
و آسمان کا فرق تھا۔ لہذا ست سوم تو دوسرے رتھ کی فکر میں ہوا اور شکلی
وقت فرصت غنیمت سمجھ کر پانڈوؤں کے سر پر جا پہنچا۔ کرپا چارج نے دھڑٹ
کی پورش کا اسی طرح نندا کیا۔ جس طرح شیر متواسی ناٹھی کا نشہ ہر
کرتا ہے۔

جس وقت کرپا چارج کا رتھ دوڑا۔ سب لوگ سمجھ گئے کہ آچاہے جی
درونا چارج کا بدلہ لیتے بغیر نہ رہیں گے۔ دھڑٹ و من کوئی دم کا ہی جہاں
ہے۔ پانڈوؤں کی فوج کے دن پورے ہونے لگے۔ سروں کا انبار لگ گیا۔
کرپا چارج نے اس خوبی سے تیرے مارے۔ کہ دھڑٹ و من چوٹیں نہ
بچا سکا۔ ایک ایک ترپ دس دس تیر بیٹھے۔ جب زخموں سے بدن چور چور ہو گیا
تو اس کے سارے بھتی نے ہی مناسب سمجھا۔ کہ موقعہ بچا جانا چاہیے۔
نہ ہر جائے مرکب تو اس انداختن
کہ جانا سپر باید انداختن

پر عمل کر کے وہ چکر کھاتا ہوا رتھ کو بڑھالے چلا۔ کرپا چارج گوتم رشی کے فرزند
ہیں۔ ان کی طاقت کا مقابلہ کرنا کار سے واردہ ان سب خیالات سے دھڑٹ
و من نے بھی سوچا۔ کہ مقابلے ڈھب سے۔ فائدہ کیا منت جان جائے۔ دل
کی ہوس نہ نکلے۔ پس اس کے اٹھائیس سے سارے بھتی نے اسکو بھیم سین کے لشکر
میں پہنچا دیا۔ کرپا چارج فتح کا سنکھ بجاتے ہوئے پیچھے ہوئے۔ مگر کوئی نشانہ
کار گر نہ ہوا۔ دل کی ہوس دل ہی میں رہ گئی۔

ادھر سکھڑی اور سرست برما سے چھڑی ہوئی تھی۔ دونوں ریلے لڑنے
زخمی ہو گئے۔ لیکن سکھڑی زخموں کی تکلیف سے ایسا بے ہوش ہوا کہ بدن

میں جان نہ رہی۔ سارہتی رتھ بھگالے گیا۔ اور اس طرح جان بچائی۔ ستنی
 ارجن کا راجہ شل اور نارائن فوج سے مقابلہ ہوتا۔ نارائن فوج وہ زبرد
 فوج تھی۔ جو سری کرشن جی نے دریودھن کو کمک کے لئے عطا کی تھی۔ اس
 فوج جارتے فوج سے مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ سری کرشن جی کو بھی زخمی کر دیا
 ذرا بھی مروت نہ تھی۔ نہ کچھ پاس و لحاظ کیا۔ ارجن کو سخت غصہ آیا۔ سری کرشن
 جی سے درخواست کی کہ

ست سین کے پتروں نے آپ کی خدمت میں گستاخیاں کیں ہیں۔
 پس رتھ اُسی طرف لے چلتے۔ جب تک میں اُسے نہ ماروں۔ صبر نہ آئے گا۔
 درخواست کی دیر تھی۔ رتھ کے گھوڑے ہو اسے بائیں کرتے ہوئے وہیں
 جا پہنچے۔ ارجن نے پہنچتے ہی ایک وار میں گردن سے بر جھا کر دیا۔ نارائن
 سہما کے دوسرے سپہ سالار کا نام مہر سین تھا۔ اس نے مورچہ روکا۔ لیکن اس
 کی بھی وہی حالت ہوئی۔ اب تو نارائن فوج اور قہر وہ بہادروں کی
 آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ سب کے سب ارجن کے پیچھے پڑ گئے۔ مگر جس وقت
 کانٹہ لودھنشل نے چاروں طرف تیروں کا دو ٹکڑا برسیا۔ سرداروں اعضا کھیر
 لکڑی کی طرح ہل گئے۔ لاشیں موسم خزاں کی طرح پتوں طرح ادھر ادھر گر گئے
 لگیں۔ ایک تیر سینکڑوں کا خون چوس گیا۔ ساری فوج اس طرح بھائی۔ چیسے
 شیروں کی صورت دیکھ کر بومڑیاں

راجہ دریودھن راجہ جدھشٹر سے مصروف کارزار تھا۔ دریودھن کی
 چار بانوں ہی میں سٹی پٹی بھول گئی۔ ۱۶ تیروں سے چاروں گھوڑے مر گئے۔ ایک
 ہان دھجا کر اسے کوکائی بنا۔ ایک تیر نے سارہتی کی جان لے لی۔ اور دریودھن
 زمین پر اکوڑا۔ بھاگے تو کدھر جائے تو کہاں۔ راجہ جدھشٹر کے پتروں سے
 جان کی امان نہ تھی۔ پیریت ہوئی۔ کہ کیا چارج اور استوتھماں جی پہنچ گئے
 ان سب کو بچا کر دھرم راج جدھشٹر کو جا گھیرا۔ لینا۔ پکڑنا۔ مارنا کی آواز اور
 باجوں کے شور و غل سے میدان گونج اُٹھا۔ آتش جنگ کے فوجیے بھڑک اُٹھے
 استوتھماں نے دھرم راج کا مقابلہ کیا۔ کشت و خون سے زمین پر نہنگا مہ قہا

ہر پاس ہو گیا۔ سوار پیادے۔ افسر سپاہی سب اپنے اپنے حریفوں سے مصروف
 حرب و ضرب ہوئے۔ دیکھتے دیکھتے نہ جانے کتنے جانوں پر گزر گئی۔ نہ لاشوں
 کا شمار تھا۔ نہ مجروحوں کا حساب ستانجی۔ دھڑ دھڑ دمن۔ راجہ جہد شہر دروہ پاد
 کے فرزند بیوہ۔ منویوٹس۔ اتو چاویغہ خوب جان توڑ کر لے کر ن کے لشکر
 کو ایسی بودی مار ماری۔ کہ چھٹی کا ڈوڑھ یاد آ گیا۔ اب یہ لوگ سخت و سخت
 کہتے ہوئے کرن کے سامنے پہنچے۔ کرن نے اس پوریش کو پڑی بہادری
 سے روکا۔ چہتر دھنٹ سے نکلتا تھا۔ نادک اجل کا کام کرتا تھا۔ سوار پیادے
 گھوڑے لہا لہتی یا تو چنچ چنچ کر بھاگے۔ یا وہیں ٹھہر ہوئے۔ اتنے میں جن
 آپہنچا۔ کرن کے نشانے خطا ہونے لگے۔

ارجن کا جو تیر تھا۔ وہ کاری۔ جو نشانہ تھا۔ وہ بیخفا قریب تھا۔ کہ کوروی
 کی فوج اپنے مقتولوں اور مجروحوں کو روندتی ہوئی بھاگ نکلی۔ مگر کرن کی بہت
 بدستور قائم تھی۔ اس لئے خلاف معمول رات تک خونریزی کی گرم بازاری
 رہی۔ آخر کوروی سینا ملک کر پیچھے ہٹی۔ اور بانڈوؤں کا لشکر سری کرشن جی
 کی جے مناما۔ اور ارجن کی تعریف کے گیت گاتا ہوا اپنے پڑاؤ پر آیا۔

آدھیاٹھ

سری کرشن جی کے مقابلے میں راجہ شل کی رہ
 کرن کی رتھ بانی کی تجویز۔ دیو دھن کی راجہ شل
 سے درخواست۔ راجہ شل کی ناراضگی۔ آخر میں

منظوری
 راجہ دھرتراشت بنجے سے بولے کہ ارجن سے بڑھ کر آج کوئی

صاحب طاقت نہیں۔ یہ واقعی بیکتاے زمانہ ہے۔ تن تہا سو بھدرا کو اڑا لینا
 بیک بینی دو گوش۔ کھانڈوین کی آگ بجھانا۔ شیوجی سے لڑ کے اُن کو خوش
 کرنا۔ بے مدد غیرے نات کو چراجھسوں کا قلع قمع کر کے راجہ اندر کی بات
 یاد رکھنا۔ یہ سب باتیں کچھ معمولی نہیں سچ مچ ارجن ہی کا کام تھا۔ کہ ایسی کئی باتیں
 کر کے دیوتاؤں کو بھی حیران کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے لشکر میں
 ارجن کے مقابلے کا کوئی شخص نہیں۔ پانڈوؤں کے سامنے بیٹھنے کی ہیں تو
 کسی میں طاقت نہیں دیکھنا۔ میری امیدوں کا دار و مدار کرن پر ہے۔ کہیں اس
 محرکہ آرائیوں کے واقعات کیا ہیں؟

سنجے بولا کہ جوقت صبح ہوئی۔ درپو دھن نے سب راجاؤں کو جمع کیا
 سب زیوہا بن میں غرق زرق برق لباس پہنے ہوئے فرام ہوئے۔ درپو دھن
 سے معاملات جنگ پر گفتگو چھیڑی۔ کرن بولا کہ صاحب

آپ نہ گھبرا ئیں۔ ارجن کو گانڈ دیو دھنشن پرنا رہے جس کی میری نظر میں
 کچھ بھی حقیقت نہیں۔ میرے پاس وہ عجیب و غریب دھنشن ہے۔ جو سب کراماں
 نے تحفہ اندر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس دھنشن کی صفت بیان کرنا آسان
 نہیں۔ اندر نے اسی سے راجھسوں کو کالعدم کیا۔ پر سرام جی نے اسی سے اکیس
 مرتبہ چھترپوں کو جڑ بنیاد سے مٹا دیا۔ ایسے دھنشن کے ہوتے ارجن کی حقیقت
 ہی کیا ہے۔ کہ میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر کل ارجن گچ گیا۔ تو کیا بحرے کی ماں کب
 تک خیر منائے گی۔ آج کہاں بچ کے جانے لگے۔ میں اور کرن تو آج ہی ارجن
 کو پھر دکھا پھر دکھا کر ماریں گے۔ ارجن مجھ سے کبھی سر نہ نہیں ہو سکتا۔ مگر مشکل یہ
 آپڑی ہے۔ کہ دنیا کے سرتاج سری کرشن چندر رتھ دیکھتے ہیں۔ جس کا سارو ہتی
 خالق کا ثبات ہو۔ اس سے کوئی برابر انکار کھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ارجن
 کے رتھ کو دیکھئے۔ سونے اور ہواہرات کے سوا کسی اور چیز کا نام نہیں دھجا
 میں بھی ہنومان جی کا جلوہ جہاں آ رہے۔ رتھ کے گھوڑے بھی سری کرشن
 جی کے اشارے سے چلنے والے ہیں۔ ان سامانوں کے ہوتے ارجن سے
 کوئی بازی نہیں لے سکتا۔ انہیں اسباب سے ہر لڑائی میں اس کی فتح ہوتی

ہے۔ اگر آپ کو اپنی فتح منظور ہے۔ تو بس اتنا کام کیجئے۔ کہ راجہ شل میرا سارٹھی ہو جائے۔ اور آپ ہر وقت میری کمک پر رہیں۔ اٹھو دیا یعنی فن اسپرانی میں یا تو سری کرشن جی کو مہارت کامل حاصل ہے۔ یا راجہ شل کو۔ راجہ شل رکھتا نہیں۔ پیروں کے چھکڑے ساتھ رہیں۔ اور میں لڑوں۔ تو پھر ارجن کی ہیکڑ کا بھلا دینا کچھ بات نہیں۔ میں دعوتے سے کہتا ہوں۔ کہ پانڈوؤں کو نیچا دکھا کر پانی پیوں گا۔

دریودھن نے سب باتیں منظور کیں۔ اور فوراً اٹھ کر راجہ شل کے پاس گیا۔ بڑی خوشامد و رآمد بڑی میت و سماجت سے کہا۔ کہ آپ وہ آپ کے ہاتھ آپ چاہیں۔ تو ارجن کا زیر کرنا کچھ مشکل نہیں۔ مشکل یہ آپڑی ہے۔ کہ کرشن جی ارجن کا ساتھ مانگتے ہیں۔ ادھر کوئی مقابلے کا سارٹھی نہیں۔ آپ تکلیف کریں تو معاملہ چوکس ہو جائے۔

راجہ شل یہ تقریر سنکر اننگختہ ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ بھوشن بیڑھی کہاں ہو گئیں۔ جوش غضب سے بولا کہ کوئی ہے۔ میری فوج سے کہے۔ کہ آخر بخت باندھیں۔ پوریا بندھنا سمیش میں اپنے گھر چلتا ہوں۔ بس ہمدردی کا پہل پالیا۔ بیغزنی کی حد ہو گئی۔ مجھ کو ایک سوت پتر کے رخصبانی کی خدمت سپرد ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور ذلت کیا ہو گی۔ دریودھن سے بولا کہ

آپ کیا مجھ کو کوئی ایسا دینا سمجھتے ہیں۔ آپ کرن کی حقیقت سمجھتے ہو مگر نظر میں اس کی کچھ وقعت نہیں۔ جس وقت کیئے۔ کرن کو ناکوں چنے چباؤں آپ اسی وقت کرن کو بٹائے پہلے میرا اور اس کا تیار ہولے۔ تب اور کچھ بات چیت ہو۔ اگر میرے تیرساںپ کی طرح کرن کو ڈسیں۔ میرے بازو بھر کی طرح اسکا سر نہ توڑیں۔ تو شل نام نہ رکھوں۔ کیئے تو پہاڑوں کو ریل دوں۔ سمندر کو خشک کر دوں۔ مجال کیا جو فرق ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ نے میری عزت کا کچھ پاس نہ کیا۔ اور کرتا کئے دل میں حقارت منظور رکھی میں محبت کے خیال سے آیا تھا۔ کہ آپ اس دعوت میں شریک ہوں۔ آپ

اچھی قدر دانی کی۔ واہ جناب واہ۔
 راجہ شل بڑی ناراضگی سے یہ باتیں کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سب راجے
 منہ دیکھ کر رہ گئے۔ وریودھن نے لپک کر دامن پکڑ لیا۔ بہت کچھ خوشامد
 الفاظ کہے۔ قوت و طاقت کی تعریف میں گوہر افشانی کر کے کہا کہ
 مدد ویش کو آپ کی ذات سے روٹی ہے۔ آپ کے پائے کا کوئی
 تاجدار نہیں نظر آتا۔ کرن میں آپ کے سامنے آنکھ اٹھانے کی طاقت کہاں۔ اس
 کی بساط ہی کیا ہے۔ آپ کو کسی سے کیا غرض۔ ہمدردی جو کچھ ہے۔ وہ تو مجھ سے
 ہے۔ میری ہی وجہ سے آپ نے اتنی زحمت اٹھائی۔ میں آپ کی ہر باتوں کا
 شکر یہ کہاں تک ادا کروں۔ میری درخواست صرف اس نیت سے تھی۔ کہ
 ارجن اور کرن کا مقابلہ ہے۔ فتح و شکست کی نیک نامی و بدنامی کے حصہ دار
 آپ بھی ہیں۔ میں نے یہ سوچا تھا۔ کہ جب جگت کے سوامی، سری کرشن چندر راجن
 کا رتھ مانگتے ہیں۔ تو ان کے مقابلہ میں آپ کرں کا رتھ مانگیں۔ اور پھر کرشن
 چندر راجن کو مزہ چکھا کر فتح کا سہرا اپنے سر بانا دیں
 راجہ شل یا تو ٹھٹھے میں تھا۔ یا اس گفتگو سے نرم ہو گیا۔ بولا کہ:-
 اگر سری کرشن جی کا مقابلہ ہے۔ تو خیر کچھ مذہب نہ نہیں۔ مجھے آپ کی خاطر
 منظور ہے۔ میں کرن کا رتھ مانگوں گا۔ مگر ہر امن میں میری مرضی مقدم رہے گی۔
 اگر کوئی حکومت چھانیکا۔ تو بیڈ حسب ہوگی۔ کرن نے راجہ شل کی خوشی منظور کی۔
 اور جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

اُدھائے (۹)

کرن کے ساتھ راجہ شل کی رتھ بانی کا فیصلہ

سنجے سخن سراہے کہ اسے بھرت بنیوں کے سر تاج دھارا بہ و عمر تراشت
 جی۔ راجہ شل نے کرن کی رتھ بانی منظور کر کے وریودھن سے اس لڑائی کا ذکر

کیا۔ جس میں مہادیو جی مہاراج سے تارکا سُر کے بیٹے برتر اسکر کا مقابلہ تھا۔ اور
 مہادیو جی کی رتھبانی بر مہا جی نے قبول کی تھی۔ اس کے بعد بولا کہ میرے مقابلے
 میں وہ سری کرشن ہوں گے۔ جن کو حال و راضی مستقبل کی سب خبریں ہیں۔
 اُن کا رجن کی رتھبانی قبول کرنا خالی از علت نہیں۔ اول تو ان کی موجودگی
 میں رجن کا رویاں بھی میلا نہیں ہو سکتا۔ بالقرض کرن مار بھی ڈالے۔ تو یاد
 رکھیے گا۔ کہ کرشن جی سب کو موت کا دروازہ اور فنا کا ناکا دکھا دیں گے۔ سری کرشن
 جی جیسے چاہیں۔ ایک جنبش نظر میں ہلاک کر دیں۔ ذرا سے اشارے میں دنیا اٹ
 پلٹ ہو سکتی ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ سیدھی انگلی سے گھی بغل آئے۔ تو انگلی
 پیڑھی کرنے سے کیا فائدہ۔ میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ عداوت و دشمنی
 کو بھاڑ میں جھونکے اور گلے میں بل جائیے۔ کیا فائدہ کہ سانپ تو نہ مرے۔ اور
 لاکھی ٹوٹ جائے۔ میں رٹائی سے جھجکتا نہیں۔ مگر عقل کی آنکھیں دکھا رہی
 ہیں۔ کہ نتیجہ اچھا نہیں۔ یوں تو ہم سب جان دینے تیار ہیں۔ جو منہ سے کہہ دیا۔ اس میں
 بال بھر فرق نہ ہو گا۔ لیکن جب جانے دینے سے بھی مطلب براری نہ ہوئی۔ تو جان
 دینا بھی فضول۔ اسی لئے میری رائے ہے۔ بغل گیر ہو جائیں۔ آئندہ آپ اپنی
 مرضی کے مالک ہیں۔

دروہن کو دل ہی دل میں یہ الفاظ ناگوار معلوم ہوئے۔ مگر بھروسہ انہیں
 لوگوں پر تھا۔ اس کے کچھ خوشامد اور کچھ بے تکلفی سے اس نے کہا کہ
 گو آپ اور کرن دونوں آفتاب اور مانتاب ہیں۔ جہاں آپ اور وہ
 دونوں ہوں۔ وہاں منہ کا جھنڈا گڑنا کچھ شکل نہیں۔ آپ صلح کی رائے دیتے
 ہیں۔ مجھے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ آپ اکیلے پاؤں کو جیت سکتے ہیں۔ کسی کی
 مدد کی بھی ضرورت نہیں۔ پھر آپ کا ایسا اوجھا جیال۔ اس سے آپ ہی کی نہیں
 بلکہ کرن سے سو بیروں کے سر تاج اور شستر دھاریوں کے سر پائے فخر کی بھی
 تنگ ہوتی ہے۔ کرن کی طاقت آپ دیکھ چکے۔ اس کے پیروں کے سامنے کوئی
 نہیں ٹھہر سکتا۔ گھٹو تاج کو زیر کرنا آسان نہ تھا۔ اس کے طلسم و نیزنگ غضب
 کے۔ مگر کرن نے خاکسار پر سلا دیا۔ نفل۔ سہادیو۔ بھیم سین آپ کی آنکھوں کے

سانسے پیچیدہ کیا گئے۔ کرن چاہتا۔ تو سب کو مار ڈالتا۔ سر کوئی وجہ تھی۔ اس لئے
جان بخشی کی۔ سانچی جی کی قوت ظاہر ہے۔ بڑے بڑے سور پیران کے سامنے
کان پکڑتے ہیں۔ لیکن کرن نے ان کو بھی سر کیا۔ پانڈو تو شٹ پیچھے ہیں۔ کرن
چاہے۔ تو اندر کی بھی پٹی بھلا دے۔ آپ کا کیا کہنا۔ شاستر آپ کے نوک زبان
راج نیت آپ کو حفظ۔ اسٹر شستر کے آپ دھنی ہیں۔ روکے زمین پر کوئی
آپ کا جواب دینے والا نہیں۔ پانڈو سری کرشن جی کے بل پر آراستے ہیں۔ مجھ
کو آپ کی ذات پر فخر ہے۔ اور بھروسہ ہے۔ اگر راجن کے مرنے پر سری کرشن
جی ستیاریا اٹھائیں گے۔ تو مجھے کچھ بالوسی کی بات نہیں۔ کرن کے لہدان کی سرکوبی
کے لئے آپ موجود ہیں۔

راجہ شل اس خوشاداز تقریر سے خوش ہو گیا اور بولا کہ
آپ میرے دست قدرت کو سری کرشن جی کے قوت بازو پر ترجیح دیتے
ہیں۔ اور دھرم کی سی کہتے ہیں۔ تو میں بھی جان لڑانے کو تیار ہوں۔ خود بھی
لڑ دوں گا۔ اور سارہی بھی بنوں گا۔ مگر مرنی ہر کام میں میری ہی مقدم رہے گی
کرن کے کہنے پر تبکا بھی ہلاؤں۔ تو یہ ناممکن ہے۔
کرن اور دیودھن دونوں نے یہ بات منظور کی۔ راجہ شل اپنی سہیلہ
قائم رہنے سے خوش ہو گیا۔ کرن کے جیتے بھی تیز ہو گئے۔ دیودھن سے بولا کہ
بس پالا ہمارے ہاتھ۔ اب پانڈوؤں کی خیر نہیں۔ سری کرشن جی کیا ہزار
ایسے ایسے سری کرشن بی ان کے حمایتی نہیں۔ تو کیا ہو سکتا ہے۔

شکر چلا کہ اپنی ندمت اور تقریباً دوسروں کی مدد و تفسیح چاندوں
سے غائب ہو گیا۔ تنقیر رہتے ہیں۔ ایسے ہیں اور کچھ لو نہیں کہتا۔ لگتا تھا کہ
بغیر رہ بھی نہیں سکتا۔ جس وقت گھوڑوں کی باگ ہاتھ میں لڑکا۔ راجہ اندر کا
سار تھی مائل ڈنگ ہو جائیگا۔ یہ کہہ کر اس نے ہتھ منگوایا۔ گھوڑوں کی باگ میں
لی۔ کرن کو سوار کیا۔ اور کہا کہ

چلیے۔ پانڈوؤں کو جیتے۔ آج رات یہی سامنا ہو۔ تو آپ ہتی کا
ادنیا ہو گا۔

اب کوروٹوں کی فوج چوینٹی دل کی طرح بڑھی۔ باجوں کی آواز سے
کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔ زمین خراگئی۔ آسمان کانپ اٹھا۔ ہڈیاں برسی
شروع ہوئی۔ طرح طرح کی بدشگونیوں سے سامنا ہوا۔ مگر کورو اپنے زعم میں
مست اور غرور میں اندھے ہو رہے تھے۔ کسی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ موت کے
ہنہ میں دھنستے چلے گئے

کرنا بولا کہ

راجہ شل۔ مطلب پانڈوؤں سے ہے۔ ان کے مربے پر لڑائی کا خاتمہ
ہے۔ اسی لئے رتھ اُسی طرف بڑھا لے چلو۔

شل نے کہا۔ کہ زیادہ بڑھ برہ کے بائیں بازو ٹھیک نہیں۔ یہاں اس وقت
ال بجاتے ہیں۔ جب کچھ کر کے دکھاتے۔ کہا ر، تم اور کہاں ارجن۔ ایک اور ہنار
افرق ہے۔ ارجن پر مٹو تم کہلاتا ہے۔ اُس کو دُنیا نے آبنائے جنس کا سرتاج
ن رکھا ہے۔ تم وہی ہو۔ کہ گندھروں نے دریو دھن کو رائیوں سمیت گرفتار کر
یا۔ مگر تمہارے کتے کچھ نہ ہوا۔ ارجن کو دیکھو۔ کہ اس نے گندھروں کو مار مٹایا۔
روریو دھن کی عزت بچائی۔ اگر اس وقت ارجن نہ پہنچتا۔ تو دریو دھن کا کون تھا
بے ارجن پر فتح کی امید رکھنا آسان نہیں۔ مگر ہاں کوٹشش و تیر بھی شرط ہے
چلتا ہوں۔ مگر یہ امید نہیں۔ کہ فتح کی صورت دیکھنی نصیب ہو۔ اگر آج تک
سادقہ بھی تم ارجن کو نہ بچا دکھا چکے ہوتے۔ تو میرے حوصلوں میں جان رہتی۔
خیر مجھے تو اس سے عرض ہے۔ کہ سری کرشن جی کے مقابلے میں اشو و دیل کے
دکھاؤں

کرنا ان باتوں کو خاموشی سے پی گئی۔ اور راجہ شل نے بڑی تیزی سے
ٹانکا۔

اُدھیا گئے (۱۰)

راجہ شل اور کرنا کی کٹی کٹی باتیں

جو وقت رتھ پانڈوؤں کے لشکر کے سامنے پہنچا۔ کرن بڑے غرور سے بولا
 کہ جو شخص ارجن کی صورت دکھاوے۔ اُسے تھما ماراں گا انعام دوں۔ اور جو ارجن
 کے مقابلے میں میری تعریف کرے۔ اس کا موٹیوں سے بھر کر جو اہرات سنے لا دوں
 اس زعم اور بکھر کی باتوں سے دیودھن کی کالی کالی جاتی تھی۔ وہ دل ہی دل
 میں سمجھتا تھا کہ میں آج کرن پانڈوؤں کو مار کر ضرور میری فتح کے ڈنکے بجائے گا
 راجہ شل کو یہ بھوکا اس نامہند معلوم ہوئی۔ اس نے کہا کہ
 انعام و اکرام گھر و اسے میں رکھو چسپ چسپاتے چلو۔ تو ارجن کا سامنا کر دوں
 آج گیلڈوں کے شیروں کا شکار کیا۔ اس سے بڑھ کر اور بدشگونی کیا ہوگی
 معلوم ہوتا ہے۔ کہ موت تم کو میدان جنگ میں کینچ کر لے چکی ہے۔
 کرن وہاں سے نہیں بکتے ہیں۔ فضا لیاٹ سے کچھ فائدہ نہیں۔ مجھے اپنے
 زور بانہ پیر بھروسہ ہے۔ بدشگونیاں ہوں۔ تو بچے پروا نہیں۔ یہاں ارجن کو
 مارے بغیر وائیں ماتھ کا کھانا حرام ہے۔ اگر راجہ اندر بھی ارجن کی طرف جوں تو
 جیتنا نہ چھوڑوں

شل۔ زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ جو وقت ارجن سامنے آجائے گا۔ تو ساری
 شیخی و ہری رہ جائے گی۔ تم ارجن کو سامنے بلا کر کو یا موت کو دھوت دیتے
 ہو۔ تمہارا منہ نہیں۔ کہ ارجن کے سامنے شیر مکو۔ موت کے پیٹے کو اتنا غور
 کرنا لازم نہیں۔ منہ کا پچھو ہرچہاں اور بات ہے۔ اور ارجن کا سامنا کرنا اور
 بات۔

کرن یہ باتیں سن کر آگ ہو گیا۔ بڑے عین میں آ کر بولا کہ
 راجہ شل میں تھمے میں لگم دوں۔ نہ جان رو کو۔ تمہارا جہانہ چیز ہی کیا
 ہے۔ اس کے جمانڈ پودھنٹس میں دھولی کے اندر پول گئے۔ میرا اور کیا ہوگا ہے
 سری کرشن جی سدیشن چکر پڑا کر۔ میں سیکھ رہا ہوں۔ تمہارا
 جب میں گمانڈ پودھنٹس اور سدیشن کے پرستہ آ کر سری کرشن اور ارجن
 کی تکابوٹی کروں۔ اور تمہیں سری کرشن کی مڑو چاکتاؤں۔ تم جب سوتا ہے
 کرشن اور ارجن ہی کی تعریف کر کے میری خدمت کرتے۔ اور ایسے ایسے دھوکے

سے ڈراتے ہو۔ اسکا نتیجہ اچھا نہیں۔ مدر دیش والے ہمیشہ سے محسن کش
 مشہور ہیں۔ دوستی کر کے دغا دینا ان کا خاصہ ہے۔ جس شخص سے چاہے پوچھ
 لو۔ مدر دیش والوں کا جھوٹا بے ایمان ہی کہیگا۔ ماں پیا باپ بیٹے ہوں یا
 واناو۔ سب سے مہنی دل لگی کرنا ان کا شیوہ ہے۔ شراب پینا تو درکنار
 گائے کا گوشت بھی پائیں۔ تو ہڑپ کر جائیں۔ جو بات کہیں گے۔ بے تکلی۔ لحاظ و
 ادب کا نام نہیں۔ فحش گیت گاتے شرم نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ برہمنوں سے عداوت
 اور ان لوگوں سے دوستی کرنے میں نقصان کے بوا فائدے کی شکل نہیں۔ قندھا
 والے بھی اسی طرح بارہ بانٹ ہیں۔ عورت ہو یا مرد۔ جسے دیکھو۔ اونٹ گدھے
 کی طرح کھڑے کھڑے پیشاب کر رہے ہیں۔ جب دھرم کرم درست نہیں۔
 تو اولاد خاک اچھی ہوتی۔ تم بھی جس ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ وہ بھی اپنی
 قندھاری عورتوں میں سے ہے۔ پھر تم میں دھرم کرم کہاں۔ مدر دیش۔ سند
 دیش اور سویر دیش کے باشندے پلچہ اور ادھری ہوتے ہیں۔ وہ کیا جائیں
 کہ دھرم کیا چیز ہے۔ خبردار اب میرے خلاف کوئی حرف منہ سے نہ لگنا۔ میں
 یو دیو دھن کی رفاقت و دغا داری میں شریک رہنے کو تیار ہوں۔ میری طاقت
 وہ ہے۔ کہ تینوں لوک نام سے کانپ اٹھتے ہیں۔ آج تک مجھ سے مقابلہ پیدا کر دینے
 والا پیدا ہی نہیں ہوا۔ تم مجھے کرشن اور رجن کا نام لے کر ڈرانا چاہتے ہو۔
 سنہ و سہو رکھو۔ کہو تو ابھی تمہاری بوٹی بوٹی چیل کوؤں کو کھلا دوں۔ بس کہہ دیا
 کہ اب پیچھے سے بیٹھے رہو۔ ورنہ یہ گرز ہو گا۔ اور تمہارا سر
 راجہ شل۔ اگر تو شراب نہ پیئے ہوتا۔ تو میں ابھی تم سے سمجھ لیتا۔ شرابی کی بات
 کا برا ماننا ہی برا ہے۔ اونگ خاندان۔ تو بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا ہے۔ اپنے
 کو نہ جانے کیا سمجھا ہے۔ میں نے دریودھن کی مروت سے رکتھانی منظور کی
 ورنہ تیری حیثیت کیا ہے۔ تیری باتوں سے مجھے ایک کہانی یاد آگئی۔
 ایک کو آروندر کسی مہاجن کے یہاں آتا تھا۔ اور جو ٹھن کھا کر اضرہ
 خواہ مخواہ مرد آدمی بن گیا۔ مہاجن کی سکونت سمندر کے کنارے تھی۔ اتفاق
 سے کچھ مہنس وہاں آ پہنچے۔ تو مہاجن کے بیٹوں نے تو سننے کے موٹا پے کی تلافی

کی۔ کو آمار سے غرور کے آپے میں نہ رہا۔ مہنوں سے بولا۔ کہ تم کچھ بھی مال
 نہیں۔ میں کہو تو سی طرح سے اڑ کر تمہارے ہوش اڑا دوں۔ جس میں دم دلیہ
 ہو۔ تو سمندر پر طاقت پر وار دکھائے۔ مہن مہن کر یوے۔ ذرا ہم کو بھی اپنی
 بدواز دکھا دو۔ ہم بھی تمہاری سی اڑان سیکھ جائیں۔ کو آ اور بھی نشہ غرور
 میں مست ہو گیا۔ اور مہنوں کے ساتھ اڑا۔ مہنوں کی پرواز ایک ہفتی
 مگر کوئے صاحب بھی ادھر پک گئے۔ کبھی ادھر تاوا لگا لیا۔ سینگڑوں
 چکر کاٹے۔ ہزاروں مرتبہ چیل کی طرح منڈلاتے پھرے۔ آخر نوبت بایں جاسید
 کہ بازو شل ہو گئے پرواز میں طاقت نہ رہی بچلایا۔ کہ دو ماٹی ہے۔ کسی
 طرح جان بچاؤ۔ مہن پہلے تو ہنسے۔ پھر رحم آگیا۔ ایک مہن نے پنجے میں
 میں دلوچ کر حضرت کو کنارے ڈال دیا۔ اور کہا۔ کہ بھیا۔ جہاں کی جو ٹھن
 کا موٹا پا اور ہے۔ اور قدرت کی طرف سے ملی ہوئی طاقت اور۔

اُسے کرن۔ یہ کہانی تمہارے ہی حسب حال ہے۔ راجہ دھرتراشت
 کے بیٹوں کے محکموں نے کوئے کی طرح تمہارا پیٹ پھلادیا۔ جس وقت
 ارجن سے مقابلہ ہوگا۔ تو ساری ہیکڑی گردبرو ہو جائے گی۔ سارا نشہ اڑ
 جائے گا۔ راجہ راٹ پر جب چڑھاٹی کی ہفتی۔ تب بھیشم پتاہم درونا چارج
 اور تو نے کیا بنا لیا تھا۔ جو وقت ارجن میدان میں آیا۔ سب کے سب دم
 دبا گئے۔ زبانی صبح خیز سے کام نہیں چلتا۔ منہ کے بھر بھڑیے کچھ بھی
 نہیں کر سکتے۔ پر سرام جی۔ بھیشم پتاہم۔ درونا چارج۔ مار کھڑے ایسے
 ہاتھ پاؤں نے ان طاقتوں نے بیان میں جتنا مبالغہ کیا۔ سب سچ ہے۔ ان کو
 کوئی حیت نہیں سکتا۔ ارجن ارجن ہی ہے۔ تم اس کے پاسنگ برابر نہیں۔ تھ
 وہ کو اعلمند تھا۔ جس نے ماری مان کر مہنوں سے پناہ مانگی تھی۔ اگر تجھ میں عقل
 ہے۔ تو غرور کو بھاڑ میں چھونک کر سری کرشن چندر اور ارجن سے پناہ مانگ
 نہیں۔ تو موت کا دروازہ کھلا لیگا۔ ابھی چیتے تیز ہیں۔ مگر جس وقت ترلوکی کے
 مالک ارجن کا رٹھ مانگے ہوئے سامنے آئیں گے۔ تو تیری کائنات بس اتنی ہوگی
 جیسے سورج کے مقابلے میں جگنو کی۔

اُدھیائے (۱۱)

راجہ کرن کا تھرو راجہ نشل کا عتاب۔ باہمی نزاع
لفظی نویت بہ جنگ۔ دیرپو دھن کے عاجز اتہ بڑاؤ

سے اصلاح

راجہ نشل کی باتیں کرن کو چوناسی لگیں۔ ایک ایک لفظ تلے گویا زخم پر نمک
چھڑک دیا۔ تاؤ کھا کر بولا۔

کرشن اور ارجن کی تعریف میں زیادہ زبان نہ گھسو۔ میں سب کی حقیقت
خوب جانتا ہوں۔ پر سرام جی میرے گورو ہیں۔ ایک دن وہ میرے زانو پر سر
رکھے سو رہے تھے۔ راجہ ابذر میری طاقتوں پر حسد کر کے کیڑا بنگیا۔ اور ران
میں اس طرح کاٹنا شروع کیا۔ کہ خون کی دھار نے پر سرام جی کو جگا دیا۔ جو وقت
پر سرام جی اٹھے۔ انہوں نے میری غور سے دیکھا۔ اور کہا۔ کہ تو بھی برہمن نہیں۔ سچ
سچ کہو۔ کون ہے۔ کیڑا اس طرح کاٹے اور زانو نہ پہلے۔ یہ ضبط برہمن میں کہاں۔
میں نے جواب میں سچ سچ کہہ دیا۔ کہ میں سوت پتر ہوں۔ اور معافی مانگی۔ کہ برہمن
کے بھیس میں فنون حربہ و ضرب سیکھ لئے۔ پر سرام جی کو غصہ آگیا۔ اور فرمایا۔ کہ
اچھا۔ جو کچھ سیکھا ہے۔ وہ لڑائی کے وقت بھول جایا کر و گئے۔ چنانچہ اسی بددعا
سے میں نے وہ شکنجے گھٹوت کچ کو مار دی۔ جو ارجن کے واسطے محفوظ رکھی تھی۔ مگر
کچ پر واہ نہیں۔ اور بھی میرے پاس ایسے ایسے ہوا ستر ہیں جن سے ارجن ایسے
باون ہزار خاک پر لیٹ رہیں۔ پر سرام جی کی بددعا کے علاوہ ایک واقعہ اور
بھی تھا جس کا خیال بھی اس وقت دل میں چٹکیاں لے رہا ہے۔ میں تیر اندازی
کی مشق کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک سوسے کا بچہ اٹھنا لے آگیا۔ تیرکاری تھا۔

اس غریب کی جان چلی گئی۔ برہمن کے دل پر چوٹ لگی۔ بد دعا دے دی۔ کہ جنت
میدان جنگ میں رتھ پہنچے۔ تو ہتیا زمین میں دھس جائے۔ ایک پچھڑے کے خون
میں نے ہزار گائیں دینا منظور کیں۔ مگر برہمن اپنی بات پر قائم رہا۔ زبان نہ بدلتا
تھی۔ نہ بدلی۔ اگر اس برہمن کی بد دعا سے میرے رتھ کا ہتیا نہ گرے تو اندر برہن
کو پیر سب ملے بھی آئیں۔ تو قدم بھگا دوں۔ ارجن کس شمار قطار میں ہے۔ اے
راجہ شل مجھے دھرم کا خیال ہے۔ فضولیات کی طرف نظر نہیں کرتا۔ اس لئے
پتری باتیں بھی سنیں ان سنی کر دیتا ہوں۔ تو لاکھ خوف دکھلائے۔ مگر مکر
دیوتاؤں سے بھی ڈرتے والا نہیں۔ میری قیمت میں ناموری ہے۔ میری سرفرو
ہیں فتمندی لکھی ہے۔ کوئی دشمن ہو۔ اس کی موت میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر دیوتا
کا معاملہ ہوتا۔ تو میں دکھا دیتا۔ کہ بد لگامی کا مزہ کیسا ہوتا ہے۔ تم ایسے ہزار شل
میری چوتیاں سیدھی کرتے ہیں تو دیوتاؤں کی طرف سے ہے۔ اس لئے طرح
دیتا ہوں۔ کوئی اور ہوتا۔ تو اب تک صبح سلامت نہ رہ سکتا۔
راجہ شل کی آنکھیں بھی خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ تیوروں پر بل ڈالکر

بولے۔

تو کیا تجھے ایسے ہزاروں کرن بھی ہوں۔ تو نہیں کر رکھ دوں۔ تننا ہی جاتا
ہے۔ اگر اسی جانا ہے۔ سیدھے منہ ہات نہیں کرتا۔ ول چاہتا ہوں۔ کہ اسی وقت
منہ میں دھام دیدوں۔ سارا کس بل نکال ڈالوں۔
کرن نے اس کو جواب میں سینکڑوں صدائیں سنائیں۔ جو منہ آیا۔ بک گیا
اس نے کہا۔ کہ یہ تنہا رقص نہیں۔ اس سرزمین کی تاثیر ہی ہے۔ جہاں تو پیدا
ہوا ہے۔ لوگ سچ کہتے ہیں۔ کہ پنجاب اور سندھ کے باشندے حد درجے کے
نالائق ہیں۔ گویا جنہاں سستی سے دور رہنے والوں میں شرافت کہاں۔ پترے ملک
کی عورتوں کو شرم نہ لحاظ۔ نیکی نہایت۔ تو فخر سمجھیں۔ حرام کاری جائز۔ فحش گلے
میں فرد۔ جلسوں میں ناچ گانے عادی۔ پرلے سرے کی شرا بخور۔ مرغ تک کھائیں
ادھرم اور پاپ کے بڑے عورتوں مڑوں کو کچھ کام نہیں۔
چندر بھگت (چناب) شندور (سٹیج) بیاشا (بیاس) ارادنی (راوی)

میتسرا عرف جہلم اور سندھ کے درمیانی ملک میں کون ہے۔ جو پاپ سے خالی نہیں
ان لوگوں کا شرادھ دیوتا قبول نہیں کرتے۔ ان کو خور دینی و ناکور دینی چیزوں سے
نہ پرہیز ہے۔ نہ دھرم سے نام کو رعیت۔ اس ملک میں پلو کے درخت کے سوا
اور کیا ہے۔ جینڈ کا کوئی شاید ہی نام جانتا ہو۔ یا غلام زاد ہے۔ یا دختر کش۔ گوشت
خوار۔ ظروف لگی میں کھائے والے نہ یگیوں سے واقف نہ ہوں سے آگاہ۔ یہ
میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ ایسے ایسے برہمنوں کی زبان سے سنا ہے۔
جو تمام دنیا کے سیاح اور ہمارے پرست پر تپ کر کے مجھے درشن دے چکے۔ واقعی
پنجاب کے لوگوں میں دھرم کم کا نام نہیں۔ سناٹن دھرم ہے۔ تو کوشل کاشی
پاند۔ کائنگ۔ مگدھ چندیری میں۔ اسے راجہ شل لوا ایسے دھرم کی دار السلطنت
کا راجہ۔ پاپ کی راجدھانی کا مالک۔ اور مجھ سے زبان لڑاتا ہے۔ تجھ پر زوف
ہے۔ میں نے بہت طرح دی۔ اب زیادہ بڑھاؤ ہوگا۔ تو ارجن سے پہلے تیرا
ہی سر اڑاؤں گا۔

شل۔ تو پرانی پھٹی دکھاتا ہے۔ اپنی آنکھوں کا شہتیر تو دیکھ۔ انگ ویش
سے بڑھ کر کون ملک بدنام ہوگا۔ جو ہے۔ وہ ہوگی۔ جسکو دیکھو و بخیدہ اپنے عیب
سے بے خبر۔ دوسروں کی بُرائی کرنے میں فرو۔ بیٹا بیٹی بچنے کے لئے ہر وقت
موجود۔ ایسے نالائق ملک کا فرمانروا ہو کر تو ذرا ادب نہیں کرتا۔ بھیٹم جی اور
رختی کا خطاب دے گئے۔ تب بھی میرے سامنے منہ کرتے شرم نہیں آتی۔ اسے
یو یو کوئی ملک ہو۔ کوئی ولایت ہو۔ وہاں سب باشندے ایکسا سے نہیں ہوتے
جو اچھے لوگ ہیں۔ وہ اچھے لوگوں کے حالات اور خیالات سے ملک کی جہانیت
کا انداز کرتے ہیں۔ جو نالائق ہیں۔ جن کو عیب جوئی کی عادت ہے۔ ان کو
اچھی باتیں اسی طرح سمجھائی نہیں دیتیں۔ جیسے اُٹو کو آفتاب۔ سوڑ کے سامنے
اچھی اچھی تختیں رکھ دو۔ مگر وہ منہ غلیظ ہی پر مارے گا۔ یہی حالت عیب
جو یوں کی ہے۔ یہ کہہ کر راجہ شل نے کرن کو جی بھر کے سخت ست کیا۔
اور تلو مارا تھ ہیں لے کر اُتر پڑا۔ لاکار کہ پڑا مرو ہے۔ تو آجا۔ یا نو نہیں یا
میں نہیں۔

دریودھن کی اس وقت روح کانپ گئی۔ جو اس رخصت ہو گئے۔ دوڑا
 ہوا۔ کرن کے پاس پہنچا رمنت سماج کی۔ ادھر راجہ شل کے ماتھے جوڑے۔ بڑی
 خوشامد سے دونوں کو ٹھٹھا کیا۔ اور دست بستہ کہا۔ کہ طویلہ میں لیتا بیچ کا وقت
 نہیں۔ اگر یہی غصہ دشمنوں پر ہو۔ تو میرا کام سہل ہو جائے۔ اور آپ دونوں
 کا کام ہو۔

اوصصالے کے (۱۲)

۱۔ راجہ جد ہشت اور کرن کا مقابلہ۔ (۱۲)
 کرن کے مقابلے میں بھیم سین کی فتح ہوئی

کرن نے یہ۔ ان جنگ میں پہنچا۔ یہ تیار کیا۔ اور خود مقدم لشکر بن گیا۔
 دریودھن کے وسط میں صف بندی کی۔ چاروں طرف پہاڑی ٹڈی بول کی
 طرح چھا گئی۔ کا مہروج اور قندھار کے بیچہ گنگا گنگا کی طرح گھبرائے۔
 ہر صف لشکر میں رنگ رنگ کے فوجی پھر پے اڑنے لگے۔ باجوں کی آواز نے
 پہاڑ اور ان جنگی کعبہ جوش و جروش بڑھانا شروع کئے۔ فوراً ہی پانڈوؤں کا لشکر
 سامنے آگیا۔ ارجن بھیم سین دھرتراشٹ دمن سب سے آگے تھے۔ راجہ جد ہشت
 کی تجویز سے بھیم سین اور سوہو دھن (دریودھن) کا مقابلہ قرار پایا۔ نکل اور برش
 سین۔ سہادیو اور سنہیل ستانیک اور دوشاسن۔ ستانکی اور کرت برما۔ پانڈو
 اور اسٹو تھا مال کی جوڑیں طے پائیں۔ خود راجہ جد ہشت کرپا جارج کے مقابلے کو
 تیار ہو گئے۔ سکھنڈی اور دروپدی کے فرزندوں نے باقیمازہ راجوں سے ٹکر لینا
 منظور کیا۔ ارجن کے تیر تہ کش سے نکل پڑتے تھے۔ کرن جی نے رتھ اس تیزی
 سے مانجا۔ کہ ہوا پیچھے رہ گئی۔ راجہ شل نے کرن کو خبر کر دی۔ کہ وہ دیکھو۔ ارجن
 کے چار گھوڑوں کا رتھ اڑا ہوا چلا آتا ہے۔ ہوشیار خبردار۔ ذرا جانوروں کی آواز
 بھی سننا۔ کیسی دل خراش ہیں۔ کوئی ٹکون نیک نہیں ہوتا۔ ہر شگونیوں

کچھ اور پیشگوئیاں کر رہی ہیں۔ قسم خوردہ بہادروں کی لالکار پر ارجن سب کو مارتا کاٹتا چلا آ رہا ہے۔ اب تم سنبھل جاؤ۔ زود سے بچے رہو۔

کرن۔ آپ یہ کہتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کراہجن کو قسم خوردہ بہادروں کے گھراؤ میں سے نکلنے کا کوئی راستہ اور بچاؤ کی صورت نہیں۔

راجہ شل۔ میں خیال است و محال است و جوں۔ کوئی انسان ہوا کو مسختی میں بند کر لے۔ تو ممکن ہے۔ ایندھن سے آگ کا لاڈ بچھ جائے۔ اگر ارجن کو کوئی گرفتار کر سکے۔ یہ اس وقت بھی ممکن نہیں۔ جب آفتاب مشرق کے عرص من مرتب سے طلوع ہو۔ ارجن تو ارجن۔ وہ دیکھو بھیم سین کیسے ہاتھ دکھاتا ہوا آ رہا ہے۔ دھرم راج جادھشٹر کا بیج۔ دیکھو چہرے پر نظر نہیں جیتی۔ درو پدی کے پانچوں بیٹے بھی تیروں کی جھڑی لگائے ہوئے بڑے چلے آ رہے ہیں۔ جلدی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ نہیں تو کچھ اور کا اور ہو رہیگا۔

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ پانڈوؤں کا لشکر دوڑتا ہوا اس طرح کو روڑوں کے لشکر سے جا بھڑا۔ جس طرح سیلاب دیوار سے ٹکڑ کھاتا ہے۔ بس یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گنگا اور جہنا کا پانی زور شور سے بہتا ہوا نشیب میں گر رہا ہے۔ ارجن کے حلف اٹھاتے ہوئے ہزاروں بہادروں کی جان لے لی۔ وکن سے اتر کی طرف لپکا۔ تو میدان صاف۔ پورب سے پچھم کی طرف دھنس کا رخ کر دیا۔ تو صفیں کی صفیں خالی۔ جس وقت ارجن گر جاتا تھا۔ ساکھ ہی مہابیری بھی ہم آواز ہو کر سوہمیروں کا پتہ پانی پانی کر دیتے تھے۔ شکنی اور کامبھوج والے سانجی جی سے بھڑپڑے۔ درپودھن اور اس کے بھائیوں نے پانچال اور چنڈیری کے بہادروں سے مقابلہ کیا۔ کرن اس محارہ سخت کو دیکھ کر دوڑا ہوا آیا۔

دھرشٹ دمن نے ادھر کرن کی راہ روکی۔ دم بھر میں ہزار ہا ماتھی اگھوڑے مر گئے۔ سواروں کا ایک ایک عضو خون میں تیرنے لگا۔ کرن اس وقت دانت پمیتا ہوا آگے بڑھا۔ تو دل پیٹ گیا۔ پانڈوؤں کے لشکر نے منہ پھیر لیا۔ پانچال والے۔ پانچال والے دل کے بڑے مضبوط تھے۔ ان کا جوش کم نہ ہوا۔ دوڑ ماری تو کرن کو چاروں طرف سے جا گیرا۔ لگواہ رے کرن۔ اس پھرتی سے

تیر مارے۔ کہ چتر سین۔ بھان دیو۔ سینہ بندر سور سین کو خاک پر سلاویا۔ فرج
جو کئی۔ وہ گھائے میں تھی۔ سور سین اور ست سین کرن کے بیٹے اس خوبی
سے لڑے۔ کہ دشمنوں کی زبان سے کسب تکلیف نکلتی تھی۔ جب کرن کا جوش و
خروش بڑھنے لگا۔ تو دھڑلے سے دمن۔ ساکی جی۔ بھیم سین۔ جینے۔ ساکنڈی
وہیکانہ کرن پر حملہ آور ہوئے۔ کرن زخمی ہوا۔ درپودھن بہت ہی فوج لے
ہوئے کما کما کو اپنا۔ سور سین فرزند کرن کے تیروں سے بھیم سین زخمی ہو
ہو گیا۔ اور لیش میں آکر سور سین کا سر اڑا دیا۔ سار تھی اور گھوڑے سب
مار ڈالے۔ سور سین کے مرتے ہی کرن کے اور بیٹے جان چھوڑ کر بھاگے
کر پا چارج اور کرتا برما مقابلے کو آئے۔ تو بھیم سین نے ان کو بھی مار کھجایا
کرن نے بھیم سین کے جسم پر کئی تیر پوست کر دیے۔ نکل منابے کو پہنچا۔ تو
خود بھی زخمی ہوا۔ اور کرن کو بھی گھائل کیا۔ ساکی اور برکھ سین سے بڑے
رور شور کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ساکی نے سار تھی کو عدم کا ناکا دکھایا۔ اور
گھوڑے مار گرائے۔ برکھ سین رختہ سے اتر پڑا۔ دو شاہن اس کی خیریت
منانا بڑا۔ دیکھ کے لڑنے پہنچا۔ لڑائی جاری تھی۔ برکھ سین کے تیروں سے
ساکی اور ساکنڈی مجروح ہوئے۔ ادھر سے فارغ ہو کر وہ دھرم راج جی
کی طرف متوجہ ہوا۔ برکھ سین فرزند کرن نے اچھے اچھے ہمار تھی زخمی کئے
کرن نے اس تیزی سے تیر اندازی کی۔ کہ نہ تیر زکش سے نکلنے معلوم ہوئے
تھے۔ نہ چٹکی سے۔ ایک آنڈی کا سا جھونکا تھا۔ جو برابر پل رہا تھا۔ ہزاروں
لاشیں زمین پر ڈھیر تھیں۔ آنکھوں پر خون کے ندی نالے چڑھے دکھائی
دیتے تھے۔ کرن جس وقت سامنے آیا۔ درشت لڑنے فرمایا
تو ہی فساد کی جڑ تھ ہے۔ جب دیکھ کر برن سے وائو نہ مجھ سے عداوت
درپودھن کے پھیر میں نہ عقل رہی نہ دقت۔ پشہ۔ شفی تر سے کو مہبت۔
شکر ہے۔ کہ تو بے منت غیر خود آگیا۔ میری مت مانگی مراد ہی آتی ہی نہیں ہوگی
اور تیری لاش۔

کرن نے لگا مار کئی تیر مارے۔ پانچ شتر کے جسم سے ہونہ نکلا۔ راجہ جی ہنر

نے بھی کرن کو کورا نہ چھوڑا۔ جسم میں کئی زخم لگے۔ اس وقت اس کی طلائی منق سے اس طرح تیر نکل رہے تھے جس طرح مکھیاں کسی درد دیوار سے اڑ رہی ہوں۔ جدھشٹر کے تیروں سے کئی راجے ہلاک ہو گئے۔ فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ کرن دوڑا سب طرف سے گھر گھار کے فوج کو اکٹھا کیا۔

اسی طرح میں راجہ جدھشٹر کا ایک تیر کرن کے پہلو میں لگا۔ جس سے صدے سے اُسے غم آگیا۔ کوروؤں کی فوج روپڑی نہالہ آہ و فریاد بلند ہو گئے۔ پانڈوؤں کے لشکر نہیں بجائے گئے۔ شور مچ گیا۔ کہ وہ مارا

ذرا دیر کے بعد کرن اٹھ بیٹھا۔ اور جادھشٹر پر ایسے تیر برسائے۔ کہ زخموں سے بدن چوڑ چوڑ ہو گیا۔ پانچال اور چندر دیشی راجے دوڑ پڑے۔ ساتھی۔ چلتیاں بولیں۔ پانڈو۔ دھرشٹ دمن۔ نکل۔ سہدیو نے کرن کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ ہزاروں ہی گھوڑے دیکھتے دیکھتے مر گئے۔ خون کا دریا طوفان خیز ہو گیا۔ کرن نے اس وقت بڑی دلیری سے خاص خاص استروں سے وار کیا۔ منتر زبان پر تھے۔ رستہ ماتھیں۔ پانڈوؤں کے لشکر پر آفت نازل ہوئی۔ جس پر تیر چل گیا۔ وہ سانس نہ لے سکا۔ مہاراجہ جدھشٹر کے دھنش کو توڑ کر کرن نے نوے تیروں سے زخم لگا دیا۔ چار آیتہ کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ راجہ جدھشٹر ایک خوشخوار برہمن لے کر دوڑا کرن نے اسے بھی کاٹ دیا۔ جب اور بس نہ چلا۔ تو نوے وارے وار کیا۔ اور کئی زخم رسید کئے۔ کرن نے جدھشٹر کا فوجی نشان گرہا دیا۔ رہتہ توڑ ڈالا۔ فوج مارنی شروع راجہ جدھشٹر دوسرے رہتہ پر چڑھنے کے لئے دوڑا۔ کرن نے لپک کر بازو بکھڑ لیا۔ رول میں تو آیا۔ کہ گرفتار کر لیجئے۔ ادھر مانا کنتی کی ہدایت یاد آگئی۔ اور ادھر شل تے کہا۔ خبر داں ماتھ نہ لگانا۔ دھرم راج نظر بھر کے دیکھ لیں گے۔ تو بھی جسم ماتھ ہو جائے گا۔

کرن نے بازو چھوڑ کر کانڈھے پر رکھ کر روک لیا۔ اور کہا بس اسی بھگوڑے پن پر دھرم راج کہلاتے ہو۔ چھتری ہونے۔ تو کبھی پیچھے نہ دکھائے۔ اب خبردار۔ میدان جنگ میں منہ نہ دکھانا۔ تم کو تو یہی چاہیئے کہ برہمنوں سے کہنا ہوتا تھا کہ وہ۔ یا درکھنا۔ کہ کرن کے مانا کنتی کی ہدایت کے

کے موافق جان بخشی کی۔ ورنہ کہو تو ابھی ٹیٹھا دبا دوں۔ اگر کچھ شرم و غیرت ہے۔ تو پھر کبھی کرن سے رہنے کا نام نہ لینا۔

کرن تو کہتا ہوا دوسری طرف چل پڑا۔ اور جدو جہد نظر پنچی کٹے ہوئے دوسری مڑ پڑا۔ ساکھی۔ نکل۔ سہیلو۔ راج چندری۔ درویدی کے پیٹے ساتھ گئے۔ کرن جس طرف گیا۔ اسی طرف بلانا زل ہو گئی۔ جو منہ آیا۔ اس کو منہ کی کھانا پڑی بحیم سین درویدی کے فرزندوں اور ساکھی جی کو لے کر ہوئے دفعتاً کوروؤں کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ ایسی بودی مار ماری۔ کہ کوروؤں کی فوج جی چھوڑ کر بھاگی۔ اسوقت ایک ہنگامہ برپا ہوا جو جکے سامنے آگیا۔ اس نے اسے خاک پر سلا دیا۔ اپنے پرانے کی قمیز نہ تھی۔ ادھر آتش وارد دیگر شعلہ خیز تھی۔ ادھر آکاش سے گھانے کی آواز و نواز آوازیں آنے لگیں۔ جولاں گری۔ اسے اسپروں نے اٹھا کر ہمان پر مارا۔ اور ہمان اڑا۔ تو نظر سے غائب۔ دیکھنے والوں کو جہاں حیرت تھی وہاں حسرت بھی ہوئی۔ کہ ہم بھی اسی طرح سوگ میں جایں۔ چنانچہ وہ دونوں۔ لشکر جان پر کھیل گئے۔ ماتحتی ماتحتی گھوڑے گھوڑے۔ سوار سوار۔ پیدل پیدل سب مارنے مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ ہتھیاروں سے ہتھیاروں کا مقابلہ ہوا۔ لات گھونٹنے اور کشتی تک نوبت آئی۔ اس طرح لاشوں کا ڈھیر لگا۔ کہ کسی کا قدم نہ آگے بڑھ سکتا تھا۔ گھوڑے کے تنگ خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ماتحتیوں کے ہودج اور گھوڑوں کے زین خالی تھے۔ رہتو بے سوار کھڑے تھے۔ درویدوں نے عین موقع پر پانڈوؤں پر حملہ کیا۔ مگر بیکار۔ انہوں نے درویدوں کی بھی ڈگت کر ڈالی۔

اسی وقت شکنی مدد کو آگیا۔ کرن نے بھی اسی طرف رخ بڑھایا۔ دونوں ڈول اٹھنے لگے۔ دیکھ کر بحیم سین نے ساکھی اور وحشت دمن کو راج جدو جہد کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ اور خود کرن کی طرف بڑھا۔ ابھنڈ اور گھوڑوں کے مارنے پر بحیم سین کے جوش و خروش کی حالت تھی۔ مگر آج وہ گویا مارنے اور مارنے کی قسم ہی کھا کر آیا تھا۔ اسکی سرخ سرخ آنکھیں گویا سب کو کھاتے ہی لیتی تھیں۔ چہرے پر وہ جلال تھا۔ کہ صورت سے دور معلوم ہوتا تھا۔ بحیم سین جوش

میں بھر پڑا آتے دیکھ کر راجہ شل بولا کہ

راجہ کرن دیکھو سامنے کون آرہا ہے۔ اس وقت بھیم سین کا روکنا مشکل ہے۔
ایسا جوش میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

کرن۔ جی ہاں۔ پہچانتا ہوں۔ واقعی بھیم سین سا طاقتور کوئی نہیں۔ کیچک مک
پڑمب۔ کرمرے ایسے ایسے شہ زور اسی کے زور بازو سے لقمہ اجل ہوئے۔ دوسرے
کی طاقت نہ تھی۔ کہ ان کو زیر کر سکتا۔ اچھا رختہ ادھر سے ارجن کی طرف لے چلو
کیونکہ مجھے واسطہ ہے۔ تو اسی سے۔

راجہ شل۔ بھیم سین سر پر آگیا۔ پہلے اس سے رنٹو۔ پھر ارجن سے لڑ لینا۔
یہ گفتگو ہو سی رہی تھی کہ بھیم سین بجلی کی طرح کڑکتا بادل کی طرح گرجتا
فوج کو گھاس کی طرح کاٹتا۔ بہادروں کو ٹنڈیوں کی طرح پیٹتا آ پہنچا۔ کرن سے
بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ دونوں زخمی ہوئے۔ کرن نے بھیم سین کا دھنش دوپارہ
کر دیا۔ بھیم نے دوسرے دھنش سے ایسے تیر مارے۔ کہ کرن غش کھا کر گر پڑا۔
راجہ شل رختہ لے بھاگا۔ فوج بھی ساتھ ہوئی۔ بھیم سین نے بھاگتوں کا اچار نکال
ڈالا۔ جب سب بھاگ گئے۔ تو پھر بھیم کی اچھل کود کا کیا ٹھکانا۔ میدان میں
شیر کی طرح گرج گرج کر خوب فتح کے نعرے بلند کئے۔

ادھائے (۱۱)

ارجن اور پنپتکوں کا سخت مقابلہ

جب وقت کرن بے ہوش ہو گیا۔ بھیم سین نے خوب خوب ماتھو دکھائے۔
کو روؤں کا کوئی سردھڑنہ نہ رہا۔ تو درپو دھن نے بہت سے راجے چہارابے اور
فوج کرن کی حفاظت کو روانہ کئے۔ مرت بان ایک لشکر جو آریئے ہوئے
بھیم سین کے مقابل ہوا۔ بان برسے۔ تو بھیم سین کے مقابل ہوا۔ بان برسے تو
بھیم سین اس طرح چھپ گیا۔ جس طرح بدلی میں آفتاب۔ بھیم سین کے

غصے کی حد نہ تھی۔ اس نے ایک دم میں بچا س رہی مار کر نبشت کا سر دھڑ سے
چرا کر دیا۔ اس کے بھائیوں نے زغہ کیا۔ تو دیو دھن کے دو بھائی بکٹ اور
مسکو کو مار کر راجہ کرات اور اپ نند کو بھی راہی عدم کیا۔ کوروا سو وقت گویا موت
کے منہ میں تھے۔ جو تھا ادھر ادھر دم دہاتے جاتا تھا۔ اس عرصے میں کرن کے
اوسان ٹھیک ہوئے۔ اس نے بھی سین کا زور توڑنے کے لئے تیر بازی شروع
کی۔ ادھر بھی سین نے تیر مارے۔ تیروں نے کرن کو زچ کر دیا۔ ادھر کرن
نے بھی سین کو۔ بھی سین کا دھنش ٹوٹا۔ تو اس نے پیک کر بھر مارا۔ مگر کرن نے
وار خالی دیکر بھڑائی توڑ ڈالا۔ بھی سین نے دوسرا دھنش لے کر کرن کی زورہ چھید
ڈالی۔ ایسا زخمی کیا۔ کہ غش آگیا۔ جب پھر ہوش آیا۔ تو سنبھلا۔ اور بھی سین کے
سار تھی کی جان لے لی۔ بھی سین رتھ سے کود کر بھڑکے ہوئے چھینٹا۔ سات سو
ہاتھی قتل و مجروح کئے۔ فیمل نشین بھاگتے جاتے تھے۔ مڑ مڑ کے لڑتے بھی تھے۔
مگر بھی سین سب کو مارتا ہوا بڑھا چلا جاتا تھا۔ کچھ ہاتھی ہی نہیں۔ سو سے زیادہ
رتھ سوار بھی بھی سین کے بحر سے ہلاک ہوئے۔ کوروؤں کی فوج تتر بتر ہو گئی۔
دیو دھن کے پانچ سو رتھ سوار گھیرے کو آئے۔ تو سب کی ہڈیاں چور ہو گئیں
شکنی مقابل ہوا۔ تو تین ہزار سواروں کو مار کر رتھ پر سوار ہوا۔ اور کرن کے مقابلے
میں راجہ جدہ شتر کی مدد کو پہنچا۔ یہاں بھی خوب سرکہ آرائی ہو رہی تھی۔ کرن
نے راجہ جدہ شتر کے سار تھی کو مار کر آیا۔ جدہ شتر بھاگا۔ تو کرن نے پیچھا کیا۔
تیر کے برابر دوسرا تیر بر سار مانتا بھی سین نے کرن کی گردن ناپی۔ ساتھی نے
کرن کو اور کرن نے ساتھی کو زخمی کیا۔ بھی سین نے استوتھما ماں اور شکنی
پر حملہ کیا۔ کہہ پا چارج اور شکنی نے بھی سین کو گھیر کر خوب جانبا زیاں کیں
ایسی گھسان لڑائی ہوئی کہ صبح سے دوپہر تک کسی نے دم نہ لیا۔ ہر فرق
نے دوسرے کے مان باپ کو گالیاں دیکر خون بہانے میں کوئی دقیقہ باقی
نہ چھوڑا۔ مار مار کے سوا اور کچھ نہ سنا دیتا تھا۔ کوروا بحر بند پال رہا لے
شکنی۔ بر بھی وغیرہ سینکڑوں قسم کے ہتھیار ادھر ادھر پڑے تھے۔ سروں
کا انبار لگا تھا۔ دھڑا لگ ڈھیر تھے۔ سپیشک قہیں کھا کھا کر ارجن پر حملہ

آ اور ہوئے تپروں سے ارجن اور سری کرشن جی زخمی کر تھ پر ٹوٹ پڑے۔
 کئی بہاؤوں نے سری کرشن جی کا بازو پکڑ کر گرفتار کرنا چاہا۔ مگر انہوں نے
 ایسا اچھٹکا دیا۔ کہ اچھے اچھے شہ زور دھور جا پڑے۔ ارجن نے اس وقت بلوہ اٹھائی
 اور سر اڑانا شروع کئے۔ تو حملہ آور بھاگے۔ اس وقت اس نے دیوت سکھ
 بھی لیا۔ اور سری کرشن جی نے پنج جنبہ سکھ بجا کر سب کی رُوح قبض کی۔ جو یو
 کو بچا۔ گئے ہوئے ویکھ کر ارجن نے ناگ رُوپی نامی بازوں سے سب کے قدم
 جکڑ لئے۔ کسی کی مجال نہ ہوئی۔ کہ اس جگہ سے ذرا بھی جنبش کر سکتا۔ اس موقع
 پر ارجن نے گانڈیو و جھنش سے ہزار ہا سویر قتل کر دیئے۔ نو شہاں نے گڑ
 استر سے سانپوں کی بیڑیاں کاٹ دیں۔ اور ایسے تیر مارے۔ کہ ارجن کا بدن
 تن ہو گیا۔ کوروؤں کی فوج خوش ہو گئی۔ کہ ارجن قتل ہوا۔ سکھ بچنے لگے۔
 فتح کے ڈٹے پر چوٹ پڑ رہی تھی۔ کہ ارجن سنبھلا۔ اور اندر استر منتر پڑھ کر مارا
 تو ہزاروں ہاں ایک ہی ساتھ سر ہو گئے۔ ایک ہی وار میں ہزاروں کا کام تمام
 ہو گیا۔ سپستک اور گہال گھبرا اٹھے۔ آن و احار میں دس ہزار فوج کٹ گئی
 یہ حالت دیکھ کر سپتک بہاؤوں نے ہم ہزار سپاہ تین ہزار مائیتوں اور دس
 ہزار رنیتوں اور دس ہزار رنخوں سے ارجن کو جا گھیرا۔ اور قسم کھائی۔ کہ یا مارے
 یا سید ان میں دم توڑیں گے۔ مگر قدم پیچھے نہ ہٹا۔ مقابلہ سخت تھا۔ سہ گامہ
 کارزار گرم ہو گیا۔

ادھیائے (۱۴)

راجہ جیدھشٹر اور ارجن کی نزاع لفظی
 کرشن جی کی فہمائش سے کدور کا دفعیہ

ذیر تک کر پاچار ج اور استو تھماں دھرم شٹ دمن اور سکھڑی سے
 سرگرم کارزار رہے۔ ارجن کی کھگائی ہوئی فوج دیرودھن اور شکنی گیر

کھار کے لائے۔ کہ پاچار ج اور سوکھت سے خوب مار دھاڑ ہوئی تھی کہ دونوں زخمی ہوئے۔ آچار یہ نے حریف کے رتھ بان اور گھوڑے قتل کر دیئے سوکیت کا تیر بھر پور پیٹھا۔ اور سر اڑا کر کہیں سے کہیں پہنچایا۔ سوکیت کے مرنے ہی سارے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ جاہر جس کا رخ ہو گیا۔ اسی طرف کو بھاگ نکلا۔ بھیم سین اور ساتھی جی دوڑے ہوئے گئے۔ فوج کو پھر کچا کر کے کہ پاچار ج سے ٹکرائی۔ وعر شٹ و من نے اسٹو تھاں پر حملہ کیا۔ خوب خون کا دریا بہا۔ پانڈوؤں کا لشکر گھبرا اٹھا۔ بھاگنے کی نوبت آئی ہی تھی۔ کہ ساتھی جی راجہ جدھشٹر کو ملے ہوئے اسٹو تھاں کے سامنے آئے۔ اسٹو تھاں جی نے ایسے تیر برساتے۔ کہ سواروں بھاؤں کی جھڑی گر دو گئی۔ راجہ جدھشٹر بولے کہ اسے برہمن دیوتا۔ تم نہ الفت کے خیال سے مصروف کارزار ہو۔ نہ کسی کے فائدہ اور نقصان پر نظر ہے۔ کچھ غم ہے۔ تو صرف یہ کہ جہ طرح بنے مجھے ماریے۔ لیکن یاد رکھیے۔ میں آپ کے تے چڑھنے والا نہیں۔ آپ کے لئے وید پڑھنا اور وان دینا لکھا ہے۔ مگھتری دھرم کا آپ کو وقوف کہاں۔ آپ درنا پاچار جی کے بیٹے ہیں۔ تو ہوا کریں۔ میں بھی انہیں کا چلیہ سوں آپ کو میرے بچے سے چھٹکارا محال ہو گا۔ آپ کو بھی سوگ میں روانہ کر دیا۔ اور آپ کی آنکھوں کے سامنے کو روٹوں کو ایسی جگہ ماروں۔ کہ یہاں پانی نہ ملے۔

استو تھاں نے راجہ جدھشٹر کی تقریر بے پرواہی سے سنی۔ زبان سے کچھ بھی نہ کہا۔ ماں تیر ہی برساتے رہے۔ راجہ جدھشٹر ادھر سے کڑا کر سواروں پر ٹوٹ پڑے۔ واماں سے بڑھ کر کرن پر حملہ کیا۔ کرن اور جدھشٹر دونوں نے تیروں کا پیٹھ پر سامنا شروع کیا۔ جدھشٹر زخموں سے پریشان ہو گیا۔ قدم نہ ٹکے۔ موقعہ بچا کر دوسری طرف چل دیا۔ ارجن کی تھوڑی دیر سے راجہ جدھشٹر پر نظر نہ پڑی تھی۔ اس لئے اس کے کہنے پر سری کرشن جی اس کا رتھ واماں بڑھا کر لے گئے۔ جہاں راجہ جدھشٹر عالم پریشانی میں

ارجن کو دیکھتے ہی بولے کہ

بھائی۔ خون کرن کے ہاتھ سے مر رہی ہے۔ بھیم سین کو تنہا چھوڑ کر کھسک
آنا کرن کی عقلندہ سی تھی۔ تم نے ودیت بن میں عہد کیا تھا۔ کہ کرن کو ماروں گا
وہ عہد کہاں گیا۔ اگر قبل سے مجھے معلوم ہوتا۔ کہ زبانِ ارجن خراج ہے۔ تو میں
تم پر بھروسہ ہی کیوں کرتا۔ تم نے میرے لئے ناحق تیرہ برس مصیبتیں جھیلیں۔ تم
نے اپنے پیدا ہونے کے وقت کی آکاش بانی کو بھی چھوٹا کیا۔ معلوم ہو گیا۔ کہ تم
کرن سے بچتے ہو۔ بہتر ہے۔ کہ تم رکھ مانگو۔ سری کرشن جی کرن سے مقابلہ کریں
جب ایسا کچلا پنا ہے۔ تو پھر گاندیو وحش کی رشتی خراب کرنے سے کیا فائدہ۔
لاڈ میں کسی اور بہادر کو دے دوں۔ ہنومان جی کی دھجی بھی اتھارے رکھنے پر بیکار
ہے۔

ارجن کی آنکھیں یہ تقریر سننے پہی سرخ ہو گئیں۔ مطلق ضبط نہ ہوا۔ فوراً
تلاوار کھینچ کر لپکا۔ مگر سری کرشن جی نے پکڑ کر کہا۔ کہ

یہ بے ادبی کیا معنی۔ وہ دیکھو۔ بھیم سین نے دشمنوں کے قدم چمکھا دیئے
تم جوش خون سے راجہ جدھشٹر کو دیکھتے آئے تھے۔ یا ان پر تلاوار توڑنے۔ بڑے
بھائی کی خدمت میں ایسی گستاخی۔ اُن کو اس وقت سخت تکلیف اٹھانی پڑی
اس لئے جو اس ٹھکانے نہیں۔ تمہیں سخت سست اسوا سے کہتے ہیں۔ مگر
جرات میں آئے۔ اور جوش میں آکر دشمنوں کے دھڑے اڑاؤ۔

ارجن۔ لیجئے یہ گاندیو وحش رکھا ہے جس کا جی چاہے۔ لے لے۔ راجہ
جدھشٹر بڑے بھائی ہیں تو ہٹوا کریں۔ میں لاکھ تیرہ داشت کرونگا۔ مگر ایسے
الفاظ سننے کی طاقت نہیں۔ میرے دل پر سخت چوٹ لگی ہے۔ میں راجہ جدھشٹر
کو ضرور ماروں گا۔ زبان سے جو کہا سو کہا

مر کرشن جی۔ تم سنئے عقلمند ہو کر موقوف اور محل کو نہیں دیکھتے۔ مناسب اور
نامناسب جائز اور ناجائز بات کا لحاظ نہیں۔ راجہ جدھشٹر ایسے دھرماتما بھائی
پر تلاوار اٹھانا اس سے بڑھ کر حماقت اور کیا ہوگی۔ راجہ جدھشٹر نے جو کہا بھیک
کہا۔ بیشک انکو کرن مارنے کی قدرت ہے مگر تم اس کو نہ مار سکے۔ راجہ جدھشٹر ہیں

تمام نمیک اوصاف موجود ہیں۔ ان سے جو گستاخی کرے۔ میں اُسے اچھا نہیں سمجھتا۔
ارجن۔ گانڈیو دھنشل میں اور کسی کو دیدوں۔ ایسا کہنے والا اسی قابل ہے کہ
اس کا ریرٹا دیا جائے۔ میرا شروع سے عہد ہے۔ ایسے شخص کو فوراً قتل کر دو مجھ
چنانچہ عہد پورا کرنے کے لئے سروت و لمانا کی ضرورت نہیں۔

سرکیشن جی۔ زبان کا گھاؤ تلواری کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ مغز و باغضت
لوگوں کی شان میں ایک ناشائستہ لفظ کہنا بھی ان کو مار ڈالنے کے برابر ہے پس
جو چاہو کہہ لو۔ مگر تلوار میان میں رکھو۔

ارجن راجہ چارھ سٹری سے بولا کہ آپ تو کوس بھر جان چھپائے پھر تھے تھے
پھر مجھ پر طعنہ زنی کس منہ سے کی۔ بھیم سین دجی اگر مجھے برا بھلا کہتے۔ تو بات
بھی تھی۔ انہوں نے دشمنوں کو نوک دم ہٹکا دیا۔ لاشوں کے ہر جگہ ڈھیر ہو رہے تھے
لگا دیتے۔ جب بحرے کر۔ تھکے کودے۔ تو مابھی گھوڑوں کی قضا آگئی۔ میں
نے اپنے وقت بازو سے کوروٹوں کی آدھی فوج قتل کی ہے۔ جس گانڈیو دھنشل
موقر پر میدان جنگ خون سے رنگ دیا وہ مجھ سے اور کسی کو دلوایا جائے۔
کیا کہوں۔ کہتے ہوئے زبان کیوں نہ کٹ گئی۔ آپ کو رلائی ہی کی تیز کیا۔ وید
اور بعبید جانیں یا اوم اوم سواہا۔ مجھ کو دیکھئے۔ کہ کتنے راجو جگیہ کرادیئے۔
رکتے زبردست راجو ہمارا جو کو مطع و فرمانبردار کیا۔ عمر بھر آپ کے لئے
مصیبتیں اٹھائیں۔ اور پھر بھی آپ پورے نشتر چھوٹیں۔ خود شرم نہیں۔ دوبروں
کو طعنہ زنی کرنے میں مردمی دکھائے ہیں۔

اینا کہہ کر ارجن نے پھر میان سے تلوار کھینچ لی۔ مری کرشن جی نے ہاتھ
پکڑ کر کہا کہ

آج تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہیں بھڑبھڑ تو نہیں پی گئے۔

ارجن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہیں بھٹکا تو نہیں پی گئے۔

ارجن نے ناتھ چھوڑا کر کہا کہ

کہا تھے اب میری زندگی بیکار ہے۔ میں اسی تلوار سے اپنی گردن کاٹ
کاٹ کر کیلچ ٹھنڈا کر دوں گا۔ امیوس بڑے بھائی کی شان میں ایسی گستاخی

سرکشیں جی۔ خواہ تم اپنی گردن کاٹو یا راجہ جد ہشتر کو مار دو۔ دونوں حالت میں
زرک رکھا ہوا ہے۔ تم نے جو کہہ لیا۔ اس کا کچھ خیال نہ کرو۔ راجہ جد ہشتر سے
اپنی شجاعت کا اظہار کرو۔ تو سارے پاپ دور ہو جائے گا۔

ارجن راجہ جد ہشتر سے مخاطب ہو کر بولا۔ کہ جناب میں وہ ہوں۔ جس کے
مقابلے کی جہاد یو جی کے سوا اور کسی میں طاقت نہیں۔ بھیشم پتاماہ اور درونا
چارج ایسے ایسے بہادروں کو مارنا میرا ہی کام تھا۔ جیدرختہ ایسے سویروں کے
گھروں کو میں نے ہی ماتم خانہ بنایا۔ گیارہ چھوٹیاں میری ہی قوت بازو سے خاک
میں مل گئیں۔ دیتا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ میں کرن کو خاک پر سلاؤں گا۔ میرے
سوائے اور کسی میں دم نہیں

ارجن اپنی تعریف کر کے بھی مادم ہوا۔ اور مارے غیرت کے جد ہشتر کے
پاؤں پر گر پڑا۔ گستاخوں کی معافی مانگی۔
راجہ جد ہشتر بولے کہ

بھائی۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں نے تمہیں سخت مست کہا۔ بڑی
غلطی کی۔ میں حد درجے کا جاہل۔ بے وقوف۔ کاہل۔ ڈرپوک اور ہینر ہوں۔ کیا خوب
ہو۔ کہ میرا سر قلم کر دو۔ مجھ ایسے نالائق کو تو صحرا نور دی ہی نہیں ہے۔ لو میں بن
کو جانا ہوں۔ راج پاٹ سب تہارا
یہ کہہ کر راجہ جد ہشتر ہتھیار ڈال کر بن کو چلے گئے۔ سری کرشن جی نے
روکا اور کہا کہ

عقل مند لوگ فتنو لیا ت پر خاک ڈالتے ہیں۔ بڑوں کی بزرگی یہی ہے
کہ چھوٹوں کو معاف کریں۔ چھوٹوں کی سعادت اسی میں ہے کہ بڑے مار بھی
لیں۔ تو آف نہ کریں۔ آپ اطمینان رکھیے۔ کہ کرن کی موت قریب آگئی۔ جہاں
وقت برابر آیا۔ وہیں گاندیو دھنش نے ٹیڈا لیا۔

ارجن نے راجہ جد ہشتر کو آمادہ صحرا دیکھا۔ تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اور دوڑ قدم پکڑ لئے۔ اور ماتھ جوڑ کر بولا کہ

قصور معاف ہو۔ چھوٹوں سے خطا ہو ہی جاتی ہے۔ آپ بزرگ ہیں

درگزر فرمادیں۔
 راجہ جد ششتر نے سینے سے لگا کر کہا۔ کہ میں نے جو کچھ کہا۔ پریشانی کی حالت
 میں تھا۔ کچھ بذمیتی نہ تھی۔ بلکہ منظور تھا۔ کہ تمہارا بوش بڑھے۔ اور کرن کا کام تمام ہو
 ارجن۔ تو اچھا اب تو کوئی حرف شکایت نہیں۔ اجازت دیجئے کہ گانڈیو دھنش
 ماتھے میں لوں۔ اور دعا دیجئے۔ کہ کرن کو مار کر پرنگیا پوری کروں۔
 راجہ جد ششتر نے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر اجازت دی۔ رتھ پر سوار کیا۔ اور

کہا کہ

ہاں ارجن آج دیکھوں گا۔ کہ گانڈیو دھنش میں کیا کمالات ہے؟
 ارجن۔ جب تاک کرن کو نہ ماروں گا۔ زرہ بکتر نہ آتا روں گا۔ اور نہ آپ کو
 صورت ہی دکھاؤں گا۔

اُدھیائے (۱۵)

کرن کے مارتے کے عزم سے ارجن
 کی میدان جنگ میں لڑائی

کرشن جی نے رتھ دوڑایا۔ گھوڑے آندھی کی طرح چلے۔ تو کوریووں کی
 فوج کانپ اٹھی۔ ہر ایک دل میں ہی بولا۔ کہ
 آج کرن کا بچنا محال ہے۔ ارجن جس وقت راجہ جد ششتر رخصت ہو کر
 چلا۔ طرح طرح کے نیک شگون پہنے۔ گوشت خوار پرند رتھ کے آگے آگے
 چلے جاتے تھے۔ کرشن جی نے فرمایا کہ

اے ارجن۔ تمہاری ٹکر کا کوئی پہاؤ روئے زمین پر نہیں۔ اس
 پر لطف یہ کہ وہ گانڈیو دھنش تمہارے قبضے میں ہے۔ جو ابتدا سے آئرش
 میں رہا جی نے پہا کیا۔ کرن کے برابر بھی کوئی سویر نہیں۔ اس کی سی

شستر دیا جانے والا چارخ لے کر ڈھونڈو۔ تو بھی نہ ملے۔ ایٹور چاہیگا۔ تو
 آج تمہارے ہاتھ سے کرن کی جان جائے گی۔ اور جدہ شتر کا دنیا میں جس گج
 رڈائی کے شتر دن ہو چکے۔ اب زیادہ طوالت فنوں ہے۔ راجہ جدہ شتر
 رنج میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میں رتھ کرن کی طرف لے چلتا ہوں۔ سنبھل جاؤ۔
 رتھ آگے بڑھا۔ کرن نے تیر مارنے شروع کئے۔ نکل کے تیروں نے کرت برا
 کوزر جنی کیا۔ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ دھڑٹ
 کے ہاتھ سے مجروح ہوا۔ آتو جانے کرن کے فرزند سکھین کی جان لے لی۔ کرن
 نے آتو جانے گھوڑوں کو مار علم شتر توڑ ڈالا۔ آتو جانے کرن کو زخمی کر کے
 سکھڑی کے رتھ پر سوار ہو کر کرپا چارج کو جا گھیرا۔ اسنو تھماں نے دونوں کو
 بٹا دیا۔ بھیم سین پر کوروؤں کا لشکر ٹوٹ پڑا۔ بھیم سین نے دریودھن سے مقابلہ
 کر کے بہت سے راجے قتل کئے۔ اور حملہ آوروں کو مار بھیج دیا۔ اسوقت پارل
 طرف ایسی گھمسان رڈائی ہو رہی تھی۔ کہ بھیم کو اپنی اور کوروؤں کی فوج نہ
 پہچان نہ پڑتی تھی۔ ساربتھی سے کہا کہ

راجہ جدہ شتر کہاں ہیں۔ یہاں ہوں۔ وہاں مجھے لے چلو۔ اور تباؤ
 کہ ہتھیاروں کی کیفیت کیا ہے۔ رتھ اکسا ساربتھی نے عرض کی۔

مارگن بان ساٹھ ہزار۔ مٹور واپس دس ہزار۔ نارائین بان دو ہزار
 پرورت مشام ۲ ہزار۔ مدگر تو مرو بھر وغیرہ بہت کافی ہیں۔
 بھیم سین۔ اسوقت ارجن آجاتا تو میں سارے دشمنوں کو مار ڈالتا۔ ایک جیتا نہ
 بچتا۔

ساربتھی۔ وہ سامنے دشمنوں کو مارتے ہوئے ارجن ہی آرہے ہیں۔ ہاتھوں
 کی طرح سینے۔ ہنومان جی کی گرج غنوں کے پتے پھاڑ رہی ہے۔ دھوت
 اور پنج جلیہ کی آواز سے کوروؤں کے کلبجے ہلے جاتے ہیں۔ سرری کرشن جی
 کا چکر ہاتھوں کے سر کاٹتا ہوا بادل سے چھانٹ رہا ہے۔ اسوقت سرکپشن
 جی کا سر ڈپ ایسا موہنی ہے کہ دل لوٹ پڑا جاتا ہے۔ سر پر جڑاؤ لکھٹ
 گلے میں بھیننی مالا کی زینت کا کیا کہنا۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ راجہ اندر راجہ

کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ ذرا دیر میں ارجن جی چار سو ماتھی اور تین سو سار تھی مار چکے۔ ذرا دیر میں دیکھئے۔ اور کیا ہوتا ہے۔

اڈھالے (۱۶)

بھیم سین کی فتح عظیم۔ دوشاسن کا قتل کوروؤں کی شکست فاش

بھیم سین سار تھی سے باتیں کر ہی رہا تھا۔ کہ ارجن دشنوں کو مارتا شیر کی طرح گر جاتا ہیں پہنچ گیا جہاں بھیم سین مست ماتھی طرح جھومتا ہوا فوج کے دھوئیں اڑا رہا تھا۔ ارجن نے کپینک ہزاروں رکتہ سوار اور فیل لیئان بہادر قتل کر ڈالے۔ بھیم سین نے ذرا سی دیر میں ایک لاکھ سپاہی دس ہزار ماتھی اور پانچ ہزار گھوڑے مار کر دریائے خون کا سیلاب دکھا دیا۔ دریودھن گھبرا اٹھا۔ ایک ایک سے ماتھے جھٹکنا پھرا۔ کہ بھائیو جلدی جاؤ۔ بھیم سین کو مارو۔ اس نے ساری فوج کاٹ ڈالی۔ بہت سے راجے دوڑ پڑ گئے۔ بھیم سین کے گھوڑوں اور سار تھی کی زمرنی کر ڈالا۔ شکنی نے بھیم سین کے بائیں بازو پر برچی ماری۔ کوروؤں نے خوب تیر بھانے۔ بھیم سین نے سب کے گھوڑے اور سار تھی قتل اور مجروح کئے۔ شکنی کو ایسا تیر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ دریودھن نے جلدی سے اٹھو کر دوڑ بھنچا دیا۔ ورنہ جان بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ شکنی کی یہ حالت دیکھ کر کوروؤں کی فوج جان لے بھاگی۔ کرن نے بھیم سین کا زور توڑا۔ اور پانچال والوں کو خاک پر سلاتا ارجن کی طرف چلا۔ بہت سے پانڈو بہادر مذرا اہل سپہے۔ اُدھر ارجن بھی ماتھا ہوا چلا آتا تھا۔ اچھے اچھے رکتی اور جہار تھی گونڈیو دھشتل نے راہی عدم کر دیئے۔ کرن جہار ما۔ لیکن فوج روکے نہ سکی۔ ارجن کے

دفت سے سب کے خواص باختہ تھے۔ راجہ پانچال کبھی سے کرن کے ماتھے سے
نن بوٹے۔ سناٹکی زخمی اور بیڑک قتل ہوا۔ کرن نے سناٹکی پر بھالا چلایا۔ سناٹکی
نے تیروں سے بیکار کر دیا۔ چوٹ پانے نہ دی۔ اسی طرح میں دوشاسن نے
بھیم سین پر حملہ کیا۔ بھیم سین کو کئی زخم لگے۔ سار بھتی اور گھوڑوں کو چھوٹیں آئیں
بھیم سین نے جوش غضب سے ایک گرز اس زور سے سر پر مارا۔ کہ کھوپری
پھٹ گئی۔ خون آبل پڑا۔ اور دوسرا گرز رسید کیا۔ تو چاروں شانے چت زمین
پر آ رہا۔ بھیم سین بڑے زور سے نعرہ مار کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اور استو بھتاں
کر پانچا دیج اور دوجو دھن سے مخاطب ہو کر بولا کہ

میں اس کا خون پی کر اس وقت کی پرتگیا پوری کرتا ہوں۔ جب اس
نالایتی دوشاسن نے مہارانی وریودھ کی پر بھری سبھا میں زیادتیاں کی تھیں
جس میں دم ہو آئے۔ بجائے۔ یہ کہہ کر اس نے چلو بھر وہ گرم گرم خون پیا۔ جو
دوشاسن کے سر سے بہ رہا تھا۔ بھیم سین خون پیتا جاتا تھا۔ اور پٹخار سے بھر
کر کھتا تھا کہ

کیا لذیذ خون ہے۔ آہا وودھ امرت میں بھی یہ مزہ نہیں۔

خون پی کر بھیم دوشاسن سے بولا کہ
کیوں دیکھا۔ پرتگیا پوری کی۔ کہ نہیں۔ کر قوت کا کیسا مزہ چکھا؟
دوشاسن کہتا ہوا بولا کہ۔

ہو نہار مٹی نہیں۔ وریودھن کے کہنے سے میں نے ضرور ادھر م کھتا تھا
ابھی تو تمہیں نے خون پیا ہے۔ تھوڑی دیر میں کسے اور گیڑ پوٹیاں فوج
فوج کر کھائیں گے۔ ماضوس کہ استو بھتاں کرن وریودھن صائے کھڑے
ہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ اب تمہارے اختیار میں ہیں۔ کشتریوں
کا دھرم نباہ چکا۔ چاہے تم ہو پٹیو۔ چاہے کتے ہڈیاں چبا لیں۔

بھیم سین کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اس نے بازو لٹو کر زور سے منہ پر مارا
اور ٹکا کاٹ کر چلو میں خون پی کر تھپہ دگاتا ہوا بولا

واہ واہ کس مزہ کی چیز ہے۔ ہزار شربت اس پر قربان

اس وقت بھیجیم سین اس طرح خون پی رہا تھا جس طرح کوئی پیسا ٹھنڈا
 ٹھنڈا پانی پی کر خوش ہوتا ہے۔
 بھیجیم سین کو خون پیتے اور قہقہہ لگاتے دیکھ کر کوہوؤں کی روح فنا ہو گئی
 اہل لشکر کا اپنے تھکے تھکے بھاگے۔ دریو دھن وغیرہ کے ہاتھوں سے ہتھیار چھوڑ
 پڑے۔ بھیجیم سین کی صورت سے سب کو ڈر معلوم ہوتا تھا۔ ادھر بھیجیم سین ووشا سن
 کا خون پی کر کرن کی طرف لپکا۔ ادھر ہیود دھامو نے چتر سین کو زخمی کر کے شکست
 دی۔ بھیجیم سین کرن کے سامنے پہنچا۔ تو سارے کپڑے خون سے رنگے ہوئے
 تھے۔ کرن سے بولا کہ اوہ بس کی گناہے۔ دیکھ بھیجیم سین کی پڑ گیا پوری ہو گئی
 ووشا سن کے خون نے خوب مزہ دیا۔

اب تجھ کو بھی اسی طرح مار کر کپڑے رنگوں گا۔ سارا بس پترا ہی بویا
 ہوا ہے۔ ہوشیار رہنا
 بھیجیم سین نے بہت کچھ صلواتیں سنائیں۔ مگر دریو دھن اور کرن بالکل
 چپ سا دھمے کھڑے رہے۔ بھیجیم سین دماں سے گر جاتا ہوا ارجن کے پاس
 آیا۔ سب لوگ وضع کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اور کہا مبارک ہو۔
 بھیجیم سین بولا۔ ابھی کیا مبارک دیتے ہو۔ جس وقت دریو دھن کی دان
 توڑ کر پڑ گیا پوری کر دوں۔ اس وقت منہ میٹھا کرانا۔

اَوّھیا گئے (۱۵)

ارجن کے ہاتھ سے کرن کے فرزند پرکھ سین کا قتل
 ارجن اور کرن کا سامنا۔ اسٹو تھا مال کی دریو دھن
 کو صلح کی فہمائش۔ دریو دھن کا انکار

بھیم سین وہی خون سے زنگی ہوئی پوشاک۔ پہننے پھر کرن کی طرف کی طرف ہڑا
 بھنگی کوچی پاسی۔ دندو مار۔ دھڑ دھڑ وغیرہ دریو دھن کے دس پوائی دو شاسن کا ہار
 لینے کو بھیم سین کے گرد ہوئے۔ بھیم سین نے سب کو دم قتل کر دیا۔ بھیم سین کی خون
 شکل سے ساری خون کا نیپ رہی تھی۔ کرن پر بھی ایسی ہیبت طاری تھی۔ کہ تصویر کی
 طرح حرکت نہ ہوتی تھی۔ شل نے یہ کیفیت دیکھی۔ تو کہا۔

ہیں! راجہ کرن یہ کیا ہوتا خوف۔ تم ایسے بہادر ایسے سوہیر۔ تمہیں کس
 بات کا ڈر۔ میں تمک دینے کو تیار ہوں۔ استوتھماں کہ پاچار ج۔ دریو دھن مدو
 کے وقت جان تکا دریغ نہ کریں گے۔ سنبھلو۔ ہوشیار ہو جلیئے۔ بھیم سین پلا آ رہا
 ہے۔ تم دریو دھن کے جانثار ہو۔ اس نے بہتری کا سر چٹہ تمہیں کو بنایا ہے۔ ہتھیار اٹھاؤ
 اور بھیم سین کو زمین پر گراؤ۔

کرن نے حسرت بھری نظر سے بھیم سین کو دیکھ کر ہتھیار سنبھالے۔ بد کہ سین
 فرزند کرن نے نکل کا قافیہ تنگ کیا۔ نکل کے گھوڑوں اور سار تھی کی جان پر گزری
 نکل سنبھلا۔ تو بد کہ سین کے ہوش اڑا دیئے۔ مگر بد کہ سین کا پیہ بھاری رہا۔ نکل کو
 اس نے ناکوں چنے چوائے۔ چار حشر کے اشارے سے ارجن کرن کی طرف سے گزرا
 اور یہ کہتا ہوا نکل کی مدد کو پہنچا۔ کہ

کرن ذرا صبر کرنا۔ بد کہ سین کو مار لوں۔ پھر تجھ سے نمٹوں۔

بد کہ سین نکل کو پھوڑ کر ارجن کی طرف آیا۔ تھوڑی دیر اچھا مقابلہ رہا۔ مگر
 ارجن کے تیر خون بہا کے رہے۔ بیٹے کو مرتے دیکھ کر کرن کی آنکھوں میں اندھیرا
 چھا گیا۔ ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ غشی طاری ہو گئی۔ ارجن جب تک کرن تک
 پہنچے۔ کرن کو ہوش آ گیا۔ اور دھنشان بان لئے سامنے آ گیا۔

اس وقت عجب عالم تھا۔ تمام دیوتا اور دانو موجود تھے۔ دیوتا کہتے تھے۔
 کہ ارجن کی فتح ہو گی۔ دیوتوں کا قول تھا۔ کہ کرن جیتے گا۔ دیوتا سری کرشن جی ترلوکی
 ناتھ اور ارجن کے زرد پ پر پھول برسائے لگے۔

کرن راجہ شل سے بولا کہ

لڑتا ہوں۔ مگر یہ تو ہوا۔ اگر میں کام آیا۔ تو تم سے کیا امید رکھوں۔ لگی

راجہ شل۔ اگر ایشور نہ کرے۔ تہا رے دشمنوں کی جان گئی۔ تو میں سری کرشن اور
ارجن دونوں کو خاک و خون میں لٹا دوں گا۔

ادھر ارجن نے بھی سری کرشن جی سے ایسا ہی سوال کیا۔ جس کے جواب
میں سری کرشن نے فرمایا کہ

تم کو مارنے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔ تم البتہ کرن کو مار لو گے۔ بالفرض نوع
دیگر ہو۔ تو میں اپنے ہاتھ سے کرن کو قتل کروں گا۔

باتیں ختم ہو گئیں۔ شکہ بجھنے لگے۔ دھنش سے تیروں کی بارش شروع
ہوئی۔ دونوں بہادرروں نے اپنی اپنی مخالف فوجوں کے ہزاروں سو بیر مار ڈالا
رہا اٹی کا رنگ دیکھ کر دریودھن اور کرن دونوں فتح سے مایوس تھے۔ استوتھمانا
جی نے قطعی فیصلہ ہی کر لیا۔ کہ ارجن کرن کو مارے گا۔ انہوں نے دریودھن سے
کہا۔

اب بھی کچھ نہیں گیا۔ دُور اندیشی یہی ہے کہ پانڈوؤں سے ملاپ کر لو۔ تمام
نامور بہادر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ صرف چار پانچ باقی رہ گئے ہیں۔ تم راضی
ہو۔ تو میں صلح کرادوں۔ راجہ جہشتر کو کبھی خونریزی پسند نہیں۔ سری کرشن جی بہتر
اسی صلح کے خواہاں ہیں۔ ارجن اتفاق پسند کرتا ہے۔ مکمل سہیلو اور یکم سین بھی
میرے کہنے کو کبھی ناٹیں گے۔ اگر وہ لوگ عذر کریں۔ تو میرا ذمہ۔ صرف اتھمانا
رہنا سندی کی دیر ہے۔ اگر میرے کہنے پر عمل کرو۔ تو ادھاراج بانٹ دو۔
تاکہ سارا جھنجھٹ دُور ہو جائے۔ تم شروع سے غلطی میں پڑے ہو۔ کسی کا
سمجھانا نہ مانا۔ کرن تہا را دوست ہے۔ تم اسے جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتے
ہو۔ جس وقت اسکی بھی جان چلی جائے گی۔ تب تمہیں اپنی زندگی حرام معلوم
ہو گی۔ اور عمر بھر پچھتاؤ گے

دریودھن۔ آپ کا فرمانا بہت دُورست ہے۔ مگر وہ نظارہ نہیں بھولتا۔ جو
بھیم سین نے دو شاسن کا چلوؤں خون بہا۔ ارجن اور کرن سے بالنوں پر ہے
کبھی میل جول نہیں ہو سکتا۔ اگر میں آپ کا کہنا مان بھی جاتا۔ تو پانڈو
بھد سے صاف نہ ہوں گے۔ کرن ایسی باتیں سنید گا۔ تو اس کا دل اوجھا ہو جائیگا

اس وقت موٹو یہ ہے کہ ہم اس کا حوصلہ بڑھائیں بڑھادے دیں۔ رخ مچا دینا
منجانی دے۔

اُدھائے (۱۸)

کرن اور ارجن کی جنگ آزمائی۔ سورجن ناگ
کا ارجن کے ہاتھ سے خاتمہ

ارجن اور کرن سے لڑائی چھڑ گئی۔ دونوں زخمی ہو گئے۔ ارجن نے اگن
بان سے چادروں طرف آگ برسا دی۔ کوروؤں کا لشکر بھاڑ کے چنوں کی طرح
بھٹنے لگا۔ کرن نے برن آستر سے آگ نکل کر کے منتر پڑھ کر ایسا تیر چلایا کہ گھنگھو
گھٹائیں چھا گئیں۔ موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ ارجن کے آستر نے بادل بھاڑ
دیئے۔ بارش بند کر دی۔ اور فوراً ہی گانڈیو دھنس سے اندر کے بحر کے ساتھ
ہی ہزاروں بان بگل پڑے۔ کرن کا بدن زخموں سے چور چور تھا۔ اس نے
پر سرام کے عطا کردہ بھارگو آستر سے جواب دیا۔ پانچال کے اچھے اچھے شجاع
و دلیر بہادران لشکر مجروح ہوئے۔ ہزار مایا ہتی گھوڑے مر گئے۔ سینکڑوں
دھتوں پر سواروں کا نام و نشان نہ تھا۔ کوروؤں کی فوج نے آثار فتح و بیکھ
تقارہ ظفر بجایا۔ سری کرشن اور ارجن کے رخ ڈھیلے دیکھ کر بھیم سین تیز تپ
کرایا۔ اور کہا کہ۔

آنکھیں بند کر کے لڑ رہے ہو۔ کون آستر کرن کے مقابلے میں کارگر نہیں
ہوتا۔ کیا وہ دن یاد نہیں۔ جب کرن کے اشارے اور درپودھن کے حکم سے
دو نشان نے ہمارا فی درپودی کی عزت اتارنی چاہی تھی۔ جوئے میں کسی
وات سے بے ایمانی ہوئی۔ آج تک جو تکلیفیں ہم نے برداشت کیں۔ اس
کابانی مہانی یہی کم محنت ہے۔ کرن سامنے آگیا۔ نکار زور پر ہے۔ اب لیت و

اول لعل کی وجہ۔ مین میکھ کا باعث؟
 سری کرشن جی نے بھی ارجن کو ہسکایا سر کاٹ لینے کی تحریک کی۔ اور
 بہت دلائی۔ جس پر اس نے گانڈیو دھنش چڑھا کر زہر میں سمجھے ہوئے تیر سر کٹے
 مگر کرن بر کوئی وار کارگر نہ ہوا۔ ارجن کا جوش ابھرا آیا تھا۔ اس نے چکر اوپر پر
 سے متواتر چلے گئے۔ ان حملوں میں کرن کے محافظ شکد اور فوج نمک کا بہت
 کچھ نقصان ہوا۔ کرن نے بھی اس کے جواب میں پانڈوؤں کے لشکر کو مارنے
 مارنے آکر دیا۔ سری کرشن جی نے پھر ارجن کو ابھارا۔ سودرشن چکر چلانے کی
 ہدایت کی۔ سردرشن چکر فدا ارجن کے ماتھے سے نکل کر چلا۔ اور ہر طرح شعلہ
 زنی کرنا شروع کی۔ کوروؤں کا لشکر بھٹے کی طرح جھٹنے لگا۔ ہر زبان سے کرن
 کی دوبائی نکل گئی۔ جب تک ارجن آگ فرو کرنے کی فکر کرے۔ تب تک ارجن
 کے شستر نے آگے ہزار مروان اسد شکا۔ اور کئی سو ماہتی گھوڑے قتل کر دیے
 کرن نے اپنا استر چلایا۔ جس سے آگ الگ نکل ہوئی۔ اور پانڈوؤں کی فوج
 میں الگ اٹھانکھ چکیا

یہ محاربہ خورید تھا۔ جس کی سیر سے ڈیوتا تک بہانوں پر بیٹھے ہوئے انگشت
 بندھاں تھے۔ اور بلارور رعایت زبان پر فریقین کی تعریف و توصیف تھی
 جس وقت ارجن تیرا مٹا تھا۔ کرن کا رتھ بائیں قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا مگر
 کرن کے تیر سے ارجن کا رتھ صرف تین ہی قدم پیچھے سرکتا تھا۔ تاہم سری کرشن جی
 کرن ہی کی ثناء و صفت میں رطب اللسان ہوتے تھے۔ ارجن جیراں تھا۔ کہ
 سری کرشن جی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ بے انصافی کا خیال کیسا۔ اس طرح کی سبٹ
 وصری کا سبب کیا۔ پوچھا کہ

جناب کرن کی اٹھی تعریف کیا معنی؟

سری کرشن جی نے فرمایا۔ تمہارے رتھ پر تین لوک کا بوجھ لٹے ہوئے بیٹھا
 ہوں۔ اس کے علاوہ سری ہنومان جی کا رتھ پر سایہ ہے۔ ایسے رتھ کا تین قدم
 ہٹا دینا کرن کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ تم نے اگر کرن کا رتھ بائیں قدم
 ہٹا دیا۔ تو کون تیر مار لیا۔

ارجن اس بات پر خاموش ہو گیا۔ اسنے ہی میں کرن لے تا بڑ توڑ پانچ اگن ہانوں سے کرن جی پر وار کیا۔ کرن جی زخمی ہوئے۔ اور بان زمین کو چسپاں۔ پھر اڑے تو ارجن کے تیروں سے دوبارہ ہو گئے۔ اگن بان زمین میں سملے تو تنک شک کی اولاد زخمی ہو کر زمین سے نکل پڑی۔ اشوسین ناگ پاتال میں محو استراحت تھا۔ تاؤکھا کر لیگا۔ اور کرن کے ترکش میں دیکھا جائے گا۔ غرض یہ مٹی۔ کہ ارجن سے عداوت کا عوض ملے۔ اشوسین وہی ناگ تھا۔ جو کھاڈو بن میں جلنے سے محفوظ رہا تھا۔ اور ہر وقت اس کے دل میں عوض لینے کی کٹھنی رہتی رہتی تھی۔

جب وقت سری کرن جی کے جسم نازک پر زخم لگے۔ ارجن آگ بگولا ہو گیا۔ مٹر پڑھ پڑھ کر ایسے تیر مارے۔ کہ کرن کو غش آگیا۔ ذرا دیر کے بعد کرن کے جو اس ٹھکانے ہوئے۔ تو تیروں کی بوچھاڑ شروع کی۔ تو اشوسین تیر بن کر کرن کی ٹانگی میں آگیا۔ اس وقت تمام دیوتا گھبرا اٹھے۔ آکاش میں کہرام مچ گیا۔ کہ بس اب ارجن کی جان گئی۔ شل بولا کہ یہ بان بڑی عمدگی سے مارنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ شست نہ بندھے۔ کرن نے تیر چلایا۔ اور زور سے کہا۔ کہ

وہ مارا۔

تیر ٹھکی سے بگلا۔ تو اوج ہوا پہ پہنچ کر شعلہ زن ہو گیا۔ سری کرن جی نے رتھ زور دیا۔ تو پہنچے ایسے زمین میں دھنس گئے۔ کہ گھوڑوں نے کھٹنے ٹیک دیتے۔ پھر بھی اس بان سے ارجن کا ٹکٹ سر سے گر پڑا۔ جو راجہ اندر نے رحمت فرمایا تھا۔ جسم میں بھی کٹی چر کے لگے۔ ارجن نے جلد می سے ایک دوپٹہ سر میں لپیٹ لیا۔ ناگ روپنی بان جب سر نہ اڑا سکا۔ تو کرن سے بولا کہ

میں تو اپنا کام کر چکا تھا۔ آپ ٹھیک نشاۃ رکاسکے۔ اب کے دھنشن کے چلے چڑھاؤ۔ تو ضرور سر کاٹ کے رہوں
کرن کو حیرت ہوئی۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ پوچھا تو ہے کون؟
جو اب ملے کہ ارجن کا جانی دشمن۔ یہی نہیں۔ بلکہ مجسم موت۔ آپ

مجھے چھوڑیں۔ تو ارجن کو جراح بھی نہیں بچا سکتے +
 کرن۔ میں ارجن کو اپنے ہی قوت بازو سے مار دوں گا۔ مجھے دوسرے کی مدد و ہمدردی
 نہیں۔ اس کے علاوہ جو تیر میری چٹکی سے نفل چکا۔ پھر میرے استعمال کے قابل نہیں
 رہتا۔ یہ ارجن کیا مال ہے۔ اگر ایسے ایسے سوار جن اور ہوں۔ تب بھی میں اپنے
 ہی زور بازو سے یہ اسی عدم کردوں۔ تم میرے واسطے تکلیف نہ کرو۔
 ناگ کو کرن پر غصہ آیا۔ مگر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ اس نے فوراً
 ہی اپنی اصلی صورت بدل کر ارجن کی طرف رخ کیا۔ سری کرشن جی نے پہچان لیا
 کہ دیکھو وہی اشدھین ہے جس کی ماں کھانڈوبن میں جل کر خاک ہو گئی تھی
 ارجن نے دیکھتے ہی چھتیر ایسے مارے۔ کہ اس کی کوششیں ناکامیاب
 رہیں۔ وہ آکاش سے زمین پر گرا۔ کرشن جی نے دونوں ہاتھوں سے رختہ
 اٹھا لیا۔ گھوڑے ہنسنے لگے کھڑے ہوئے۔ ہر طرف سے سوار تھیں بلند
 ہوا۔ فتح کے ڈنکے لگے +

ادھیائے (۱۹)

مخاریمہ نو زریہ مع کرشن پر انگریز ارجن کے ہاتھ سے کرن کا قتل

کرن نے اس وقت ارجن کو تیروں سے چھپا لیا۔ ارجن نے بھی کرن کا جسم
 چھید کے خون کے پھوٹے چھڑا دیئے۔ کرن کا بدن لہو بہاں تو ہوا۔ نگرانی
 آنکھ حرارت اور تیز ہو گئی۔ سری کرشن جی پر ایسے ایسے وار کئے۔ کہ جسم اقدس
 میں تیر چھب گئے۔ ارجن کو تاب کہاں تھی۔ کہ وہ کرشن جی کی تکلیف کا تحمل نہ
 تھا۔ فنا ہی ٹکٹ اور کنڈیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے زرہ بھی بے کار کر دی
 کرن کا جسم یوں خستہ ہو رہا تھا۔ اس پر ارجن کے سولہ تیر اس زور سے

سیٹے پر بیٹھے۔ کہ بدن سنسنا گیا۔ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔ ارجن چاہتا تو ایک آدھ نشانے میں خاتمہ کر دیتا۔ مگر نہیں۔ اس نے خریف کی عالم غشی میں خیزی مناسب نہ سمجھی۔ راجہ شل منہ پر چھینٹے دے کر کرن کو ہوش میں لایا۔ کرن اٹھا۔ توتیروں کی آندھی چلنے لگی۔ برابر کی مار ہو رہی تھی۔ کہ برہن کے منہ پر اپنے کرن کے رتھ کے پیٹے زمین میں گاڑ دیئے۔ گھوڑے لاکھ رنور لگاتے ہیں۔ مگر رتھ کو جنبش نہیں ہوتی۔ دوسرے سراپ نے پر سرام کا عطا کردہ استر چلانے سے باز رکھا۔ اسے یاد ہی نہ رہی۔ کہ یہ استر اس کے پاس ہے۔

کرن اس وقت رخوں سے پریشان اور زندگی سے مایوس ہو کر بولا کہ میں تو سمجھتا تھا۔ کہ دھرم دھرم بوالوں کا معین و مددگار رہتا ہے۔ مگر افسوس۔ کہ میرا خیال غلط نکلا۔ میرے عمر بھر کے دھرم اس وقت کچھ کام نہیں کرتے۔ ایسے دھرم گرم پر لعنت۔ اس سے تو ادھم ہی ہزار درجہ اچھا تھا۔ اسی طرح دھرم کو بہت کچھ بڑا بھلا کہہ کر کچھ مایوسی اور کچھ غصے کی حالت میں برہم استر سے دار کیا۔ ارجن نے اسے استر سے اس کی طاقت زائل کیا۔ پھر توتیروں سے انہیں کرن نے پاس نہ چھینکے دیا۔

ارجن نے منتر پڑھ پڑھ کر برہم استر کا دار کیا۔ دیتاؤں کے دیئے ہوئے شتر چلائے۔ مگر کرن کسی کی زور نہ آیا۔ سارے دار حالی دیئے۔ اتنے ہی میں رتھ کے پیٹے زمین میں گر گئے۔ راجہ شل کو معذوز دیکھ کر وہ رتھ سے کودا۔ سورج بھگو ان کا تصور کر کے منتر پڑھ کر رتھ کو اٹھارا۔ تو زمین چار انگل اٹھ گئی۔ مگر پیٹے نہ ٹھکنے تھے نہ ٹھکنے۔ کرن کے بے اختیار آنسو نکل آئے۔ گہرا کر ارجن سے بولا کہ

تم بہادر ہو۔ بہادری تمہارے نام سے زندہ ہے۔ جو سوہمیر ہیں۔ وہ پناہ گیر۔ رہتے اور ٹھٹھے بالوں پر ہتھیار نہیں اٹھاتے۔ تو دھرم کے واقعات ہوں۔ پس اس وقت گانڈیو دھنیش ماتھ سے نہ چھوڑے۔ جیسے کہ میں نے زمین سے پہلے نہ نکال لوں۔ بہادروں کو دھرم کا خیال ضروری رکھنا چاہیے

بلا سے جان جاتے
 سری کرشن جی نے جواب دیا۔ کہ کیا دھرم دھرم کی رٹ لگائے ہیں۔ تو
 دریودھن اور سنکئی دھرم کو کیا جانیں۔ یہیم سین کو زہر دینا۔ سانوں سے ڈسنا
 دریا میں پھینکنا۔ لاکھا سندر میں پانڈوؤں کی جان لینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی
 تھی۔ جو تھے میں بے ایمانی کرنا۔ دروپدی کی عزت خاک میں ملانا دھرم ہی کے
 تو کام تھے۔ ابھنڈو جب چھ ہمارے ہیں نے بے ایمانی سے مارا۔ اس وقت تیرا
 دھرم کہاں تھا۔ جب اپنے اوپر پڑی تو ہٹ دھرم دھرم کی آڑ لے کر مطلب
 کاٹھنا چاہتا ہے۔ ہماری بلا سے پہتہ زمین میں گر گیا۔ مرد ہے۔ تو اسی
 طرح مقابلہ کر۔

کرن اس تقریر سے جھپک گیا۔ اور رتھ پر کھڑے ہو کر ایسے تیر مارے
 کہ سری کرشن اور ارجن زخمی ہو گئے۔

ارجن نے برہم استر سے وار کیا۔ کرن نے برن استر سے برہم استر کی کور
 دیا دی۔ چلوں طرف باول چھا گئے۔ اور ارجن غش کھا کر بگڑ پڑا۔ کرن نے
 وقت فرصت دیکھ کر وقت فرصت دیکھ کر پھر بہتوں میں زور لگانا شروع
 کیا۔ سری کرشن اسی عرصے میں ارجن کو ہوش میں لائے۔

اور کہا کہ

اڑا دو ہیر۔ اب حلیف رتھ پر قدم نہ رکھنے پائے۔

ارجن نے منتر پڑھ کر تیر مہر کیا۔ ہنشاہ بھر لپٹا تھا۔ کرن کا سر کٹ کر ڈور چاٹا
 مگر دھڑ دھن پر نہ گرا اور ایک نور سے جسم سے نکل کر سورج میں جا بلا۔ سب لوگ
 حیران ہو گئے۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ تھوڑی دیر میں ارجن کے ایک تیر سے دھڑ کو بھی
 زمین پر لٹا دیا۔ اور پانڈوؤں کے لشکر میں خوشی چھا گئی۔ سری کرشن اور ارجن
 کے منکھ کی آوازیں آکاش میں گونجنے لگیں۔ زمین سے خود بخود ہتھ اٹھ کر آوازیں ملنے لگی
 بھگایا۔ اور دریودھن وغیرہ سر پٹنے لگے۔ سارے لشکر ماتم چھا گیا۔ پانڈو اور کور
 کرن کی لاش دیکھ دیکھ کر دلیری و شجاعت کی ثنا کرتے تھے۔ دوست و دشمن
 سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوئیں۔ اپنے سویر کے دنیا سے اٹھنے کا رنج عالم گہر

اُدھیا ئے

دریودھن کو کرن کا صدمہ راجہ دھرتراشت کو
 رنج جانتا تھا۔ پانڈوؤں کے لشکر
 میں توشیاں

سنو راج غروب ہونے ہی کو تھا۔ کرن کا آفتاب زندگی گوشت مغرب میں چمپا
 گیا۔ راجہ شل نے دریودھن کو واقعہ دردناک سنایا۔ تو دریودھن پچھاڑ کھا کر زمین
 پر گر پڑا۔ راجہ شل نے منبھالا اور کہا۔ کہ مرے کو تو کرن مرا۔ مگر جنگ آزمائی کے لیے
 جو ہر دکھائے۔ کہ دیوتا تک دریا سے حیرت میں غوطہ زن تھے۔ موت سے کسی کا بس
 نہیں۔ جب وقت برابر آ جاتا ہے۔ تو دیوتاؤں کے بنائے بھی کچھ نہیں بنتی۔ اب تک جو
 کچھ ہوا شدنی تھا۔ اب میری صلاح ہے۔ کہ پانڈوؤں کی طرف سے دل صاف کر دو۔
 میں صلح کرادوں گا۔

دریودھن کے دل پر گہری چوٹ تھی۔ منہ پیٹ کر بولا کہ
 ہائے صلح کی صورت اب کیا؟

جو وقت راجہ دھرتراشت نے کرن کی وفات کا حال سنا۔ سر پیٹ پیٹ کر
 رور مرنے لگا۔ آہ سرور سے سینے میں دھونکنی چلنے لگی۔ شور فریاد نے نوچہ دم سے کچھوں
 و ترپانا شروع کیا۔ دونوں ہاتھوں سے کلبہ تھامے ہوئے بولا کہ
 ہائے سنے کیا جزئی؟

میں تو بچتے ہی مر گیا۔ کرن پر میرے بیٹے کی امیدیں موقوف ہیں۔ آہ وہ
 بھی مکر توڑ گیا۔ اب میرے کلبے کے ٹکڑوں کو زندگی کی آس کیا۔ بیہیم سین اور
 بہمن میرے بٹھرے کی جڑ ضرور کاٹ کر نام و نشان مٹا دیں گے۔ اھوس مجھے

موت نہیں آتی۔ رنج بہتہ بہتہ پتھر کا کاجہ ہو گیا۔ بول تڑپ تڑپ کر پسلیاں
توڑے ڈالتا ہے۔ مرغِ رنج پھر دک رہا ہے۔ وزا یہ تو بتاؤ۔ اس حادثہ جگر
خراش سے پیارے دریودھن پر کیا گزری۔ اس کے دشمنوں پر تو کوئی مصیبت
نازل نہیں ہوئی؟

بچے۔ جہا راج دریودھن کے مددے کا ذکر فضول ہے۔ کرن کے مرنے
سے وہ ادھر مرا ہو گیا۔ زمین پر سروے مارا۔ جو وقت ذرا طبیعت ٹھہری۔ جوش غضب
سے اٹھا۔ اور قسم کھائی۔ کہ ابھی ارجن کو مارے رکھے دیتا ہوں۔ جاتا کہاں ہے
راجہ شل سے کہا۔ کہ فوج بڑھاؤ۔ میں چلا۔

ادھر بھیج سین کرن کی لاش دیکھ کر بغلیں بجا۔ اس کے نعروں سے فوج
کے کلیجے دہلے جاتے تھے۔ دریودھن پچاس ہزار پیدل بہادروں کو لے کر وڑا
بھیم سین نے رنج سے کڑو کز بجز اٹھایا۔ مقابلہ ہوا۔ مگر بھیم سین نے ساری فوج میک
کی طرح پس ڈالی۔ دھڑ دھڑ دھن نے شکنی سے سامنا کیا۔ دریودھن بھیم سین
سے بھڑا دیا۔ کچھ دیر لڑائی رہی تھی۔ کہ ارجن جا پہنچا۔ کانڈیو دھنشن سے ہزاروں
باقی گھوڑے مر گئے۔ شکنی کو دھڑ دھنشن دھن نے چا کھا دیا۔ ایسا مارا رہی۔ کہ
غش کھا کر گر پڑا۔ باقی ماندہ فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ دریودھن دھڑ دھنشن سے چلایا
کہ

بہادروں بھاگو گے تو پانڈو ڈھونڈھ کر مارے بجز نہ رہیں گے۔ چنیا محال
سمجھو۔ اس سے بہتر یہی ہے۔ کہ قیمت آزمائی کرو۔ ایک دفعہ اور مکر لو۔ تم لوگ
کرارے پڑے رہو گے۔ تو میں سب کو خاک پر سلاؤں گا۔ سری کرشن اور ارجن دھن
سے چور ہیں۔ کرن ان کو ادھر مرا کر چکا ہے۔ پھر مار لینا کیا مشکل ہے۔ بہادروں میدان
جنگ سے پیٹھ نہیں دکھاتے۔ منہ پر تلواریں کھا کر مرنے والا سپدھا میکٹھ میں جاتا ہے
دریودھن کا کرٹکانسکر فوج پلٹ پڑی۔ اور دل شکستہ دریودھن پانڈو
سے نبرد آزما ہوا۔ کرن اور ارجن کی لڑائی میں باقی لاشیں ڈھیر تھیں۔ کہ قدم
رکھے کو جگہ نہ تھی۔ نہ آگے بڑھنے کو راہ ملتی تھی۔ نہ ادھر ادھر چلنے کو۔ راجہ شل
لاشوں کا ڈھیر دیکھ کر گھبرا اٹھا۔ آہ کرن۔ مائے کرن کہتا ہوا۔ دریودھن

سے ملتی ہو کہ

اب لڑائی سے ہاتھ اٹھاؤ۔ فوج ہا نکل خستہ ہو گئی ہے۔ رہے ہیں بہاؤ
کی جان نعت میں ضائع نہ کرو۔ دن بھی ٹوٹل گیا۔ ڈھیلوں میں لوٹ جائیں
دریودھن کا دل ٹوٹ ہی رہا تھا۔ مگر دن بچ کر گئے پھر پڑا۔ ارجن اور
سری کرشن سکھ جاتے ہوئے راجہ جدھشٹر کے پاس آئے۔ اور کہا
مبارک۔ ارجن نے کرن کو مار لیا۔ آپ کے اقبال کو آفریں۔

جدھشٹر نے دوڑ کر سری کرشن جی کے قدم چوم لئے۔ ارجن کو چھاتی سے
لگا لیا۔ شاہا ششی دی۔ سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور سری کرشن جی سے عرض کی کہ
مہاراج۔ میں کیا۔ اور میرا اقبال ہی کیا۔ ساری برکت آپ ہی کی ہے
آپ نے کرن کی جان لے کر بڑی آفتوں سے نجات دلوائی۔ آف او ہٹ سے
موزی کو مارا۔ اس کمبخت نے مجھے ایسا زخمی کیا۔ کہ فرش مصیبت پر پڑا ہوا
چوٹیں سینک رہا ہوں۔ آج تک جس کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ آپ ہی کے فیض
توجہ سے تھی۔ واقعی آپ اور ارجن دونوں نے نارائن ہیں تمارے اور بیاس جی
نے جو کچھ فرمایا۔ اس کی تصدیق برابر ہوتی جاتی ہے۔

یہ کہہ کر راجہ جدھشٹر مشعلوں کی روشنی میں اس مقام پر آئے۔ جہاں کہ زمین
کرن کا ٹون پنی کر چپک رہی تھی۔ لاش دیکھ کر راجہ جدھشٹر کو یقین ہو گیا۔ کہ بس
اب راج سلطے میں کچھ دیر نہیں۔ ایک دو روز میں دریودھن بھی پونہی خاک
پر سوتا ہو گا۔ بس پھر کیا ہے۔ بالکل میدان صاف۔ سکھڑی وھرشٹ و من
اور سانگی وغیرہ نے راجہ جدھشٹر وغیرہ کو مبارک باد دی۔ اور سب سری
کرشن جی کی ثناء و صفت میں تر زبان ہوئے۔

یہ سب درونا کی کیفیت سن کر راجہ وھرشٹ پینچ پینچ کر رونے
لگے۔ محل میں کہرام مچ گیا۔ گاندھاری مائے کر کے زمین پر گر پڑی۔
سارے سہنا پوری ہیں اسی چھاگئی۔ ہر گھر ماتم خانہ بنگیا۔

کرن پرب
تمتم

نہا بھارت

حصہ ہفتم شل پر

اُدھسائے (۱)

راجہ دھرتراشٹ کو قتل اور دیودھن کے قتل
کی اطلاع سنجے کی زبان سے ماتم سخت کرئی زاری
آہ و فغاں

جینے جی نے جو کچھ سوال کیا۔ اس کے جواب سے سدا عقداہ حل ہو جائیگا۔

بیشم پائین جی نے فرمایا کہ

جب وقت میدان جنگ میں کرن نے دم توڑا۔ اور دیودھن خود اودھ دراج
گیا۔ اس کی زبان سے ماتمے کرن ماتمے کرن کے یہ کچھ اور کواڑ نہ آتی تھی
جان پر کھیل کر لڑا۔ مگر بے سود۔ راجہ شل نے فتح کی حامی بھری۔ بڑی بڑی
خوہیز لڑائیاں ہوئیں۔ نہ معلوم پانڈوؤں کی کتنی فوج راجہ شل سے راہی عدم
کی۔ بالآخر راجہ جدھشٹر نے شل کو فرش خاک پر سلایا۔ شل کے مرے پور دیودھن

کے دونوں بازو شل ہو گئے۔ ہتھیں بالکل ٹوٹ گئیں۔ جو صوں میں جان نہ
 نہ رہی۔ جب تک شل چلتا جاگتا تھا۔ دریو دھن کی اسیدیں مروہ نہ ہوتی تھیں۔ دریو دھن
 کو باپوس دیکھ کر راجہ شل خم ٹھونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بڑے چوٹ و خروش
 سے میدان جنگ میں ایسی معرکہ آرائی کی کہ دوست دشمن قوت بازو کو
 سہا رہتے تھے۔ راجہ شل نے ہزاروں بہادریاں خیر گزار کا خون اپنے سر پر لیا۔
 پانڈوؤں کے لشکر میں مری پڑ گئی۔ آخر کار راجہ جادھو شل کے ماتھے سے اس
 پلنگ بیشہ دلاوری و نہنگ دریائے صفدری کی کشتی حیات بھی نذر گرداب
 غلام ہوئی۔ شل کے مرنے و دریو دھن کو مطلق زندگی کی آس نہ رہی۔ جان
 چنہا کر ایک تالاب میں روپوش ہو گیا پانڈو دریو دھن کی تلاش میں سرگرداں
 ہوئے۔ آخر جو سیدہ یا بندہ کی شل صادق ہوئی۔ پانڈوؤں نے تالاب کا
 محاصرہ کر کے بہت کچھ سخت سست الفاظ سے دریو دھن کو یاد کیا۔ دریو دھن
 کو تاب نہ آئی۔ تالاب سے نکل آیا۔ بھیم سین سے لڑائی۔ خوب مقابلہ ہوا۔ لیکن
 بھیم سین نے ران کو توڑ دیا۔ پرتگیا پوری کی۔ جو دروہدی کی بیخیزی کے وقت
 اس نے بھری میں دعوئے کسائے کی تھی۔

جب دریو دھن خاک پر لوٹ کر آخر چھکی کا منتظر ہوا۔ تو استوتھماں
 نے بھون مار کر پانڈوؤں کی فوج کا ایک ایک سپاہی قتل کر ڈالا۔
 آفتاب طلوع ہی ہوا تھا۔ کہ سچے راجہ دھرتا شل کے درو دولت
 پر حاضر ہوا۔ اس وقت راجہ دھرتا شل ہارانی گاندھاری کے پاس بیٹھے ہوئے
 کرن کے رنج میں آئو بہا رہے تھے۔ ارکان دولت کے صہ پر بھی آہ و فغاں
 تھی۔ رانیوں کے آہل اور وابستگان و امن و دولت کے دھال آنسوؤں
 سے تر تھے۔ سچے راج محل میں گیا۔ ڈھاریں مار مار کر بھیا۔ اور قدام پکڑ کر
 بولا کہ

سچے بد نصیب قد ہوس ہے۔ کہ اے ستر راج تاجداران روزگار و خیر
 خیر گزاران ضیغ شکار۔ کیا کہوں۔ کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ زبان کھوٹے دل پر
 چوٹ لگتی ہے۔ افسوس کہ راجہ لوک شکنی کا بھوج۔ سہنسک۔ یلیچوٹ

اور کوہستان کے راجاؤں نے میدان جنگ میں دم توڑا۔ مشرق و مغرب
جذب و شمال کا کوئی راجہ باقی نہ رہا جس سے بہادر کی کام تمام تازہ رہ سکے۔
آپ کے سب فرزندان نام واد کام آئے۔ اور دیو دھن کی ران توڑ کر ہیم سین
نے اپنی بات رکھ لی۔ آہ جس دیو دھن کے سر پر جواہرات سے جڑاؤ چھتر سا یہ
افکن رہتا تھا۔ آج زمین اس کے لٹھے بستر نرگ بن رہی ہے۔ نہ پارے
مددگارے۔ دھڑلہ من رکھڈی۔ بیو دھامنو۔ پر بھدرک۔ پانچال اور
چندیری کے فرما زوا۔ آپ کے تمام جگر بند۔ دوسو پدی کے پانچوں فرزندان کرن
کے سب تخت جگر مہ فوج و لشکر کو لے کشیتر میں کام آئے۔ کوروؤں کے
لشکر میں سے صرف تین شخص باقی ہیں۔ کرپا چارج۔ کرت برما۔ استو تھاماں
اور گیارہ اکشوبھنیوں میں کوئی متنفس باقی نہیں۔

پانڈوؤں کی طرف سے سات آدمی زندہ بچے۔ پانچوں پانڈو۔ سری کرشن
اور سانکی اور سب فوج کٹ گئی۔ ڈیرے سنسان پڑے ہیں۔ جہاں بیسیوں
کوس تک لٹائی ڈل چھاپا ہوا تھا۔ واماں اب آدمی صورت دکھائی نہیں دیتی
۱۸ دن میں ۱۸ چھوہنیاں نیست و نابود ہو گئیں۔ روئے زمین پر کون گھر
ہے۔ جس میں ماتم نہیں۔ دیتیا میں پیاؤں کی آبادی رہ گئی ہے۔ مروجہ شمار
میں یتیم ہی یتیم شمار ہوں گے۔ بڑھے جو انوں کا نام نہ ہوگا۔

جو قہر نے یہ جان خراش سرگزشت بیان کی۔ راجہ دھرتاشٹ
غش کھا کو پٹ سے گر پڑے۔ محل میں کہرام مچ گیا۔ وودرجی کو بھی غش آگیا
رانیوں زمین پر سر سے دے مارتی تھیں۔ لٹکے سے خون کے فوارے
چھوٹ رہے تھے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ رہا تھا۔ نوکروں۔ چاکر
لوڑیلوں۔ باندیوں نے دوڑ دوڑ کر غلجہ منگھایا۔ یا کیوڑ سے گلاب سے منہ
سوکھلایا۔ ہلکے جھلے۔ تنو سے سہلائے۔ تب کہیں سب کو موٹن آیا۔ راجہ
دھرتاشٹ وودرجی سے چپٹ گئے۔ اور پیچ پیچ کر رو لئے لگے کہ ہاتھ
اٹھا رہ چھوہنیاں کٹ گئیں۔ میرے سو بہادر بیٹے داغ جہانی دے گئے
اور میں بے حیاتی سے جیتا بیٹھاموں۔ نف ہے بیٹی زندگی پر۔ اے

دور جی! تم میرے قہری زندگانی کا دار و مدار تہیں پر ہے۔
 تک میں نافک ہفت اقلیم۔ آب پانڈوؤں کا میطع و قربان در پینوں کا۔ یہ
 کسی طرح گوارہ نہیں۔ اس سے بس قہر میر کرو۔ کہ مریخ ریح قفس عنصری
 کا پیچھا چھوڑ دے۔ یہ کہہ انہوں نے مہارانی کا نہ ہار می اور سب بیٹوں
 کی بیوہ رایتوں کو ہٹا کر اس زور سے سرو سے مارا۔ کہ دوسرا ہوتا۔ تو
 سامن نہ لیتا۔ مگر راجہ دھرتراشت کی امیر بر نہ آئی۔ جان نکالے نہ لگی
 روپڑے کے

قیمت اتنا دکھا چکی۔ اب وہ کیا دکھائے گی۔ مائے تقدیر نے کیجہ
 پتھر کا کر دیا۔ کسی طرح چھاتی پھاڑے سے نہیں بھلتی۔ آہ جن کے سو بیٹے
 مر جاویں۔ اور وہ زندہ بیٹھا رہے۔ اس کی اسی بیجا نہ زندگی اور ریس کی ہوگی
 مائے جن پیار سے آنکھوں کے تاروں کی آواز سنکر ماتھ بھر کا کیجہ ہو جاتا تھا
 اب وہ دنیا میں نہیں۔ زندگی ہو تو کیونکر۔ افسوس جس کے سو بیٹے دنیا
 کے جیتنے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ وہ چٹو بھرو پانی کے محتاج ہو جائے۔ میرے
 مرتے پر مجھے اب کون پانی دے گا۔ آج سے سویرے سویرے کون کہیگا۔
 کہ پتا جی کو ڈنڈوت ماتا جی کو پر نام۔ پیار سے دیو دھن۔ تم کہا کرتے تھے۔ کہ
 میں اپنے وقت بازو سے پانڈوؤں کا چر سا نکال ڈونگا۔ کرن کی طاقتوں کا
 زعم۔ بھیشم جی۔ درونا چارج۔ کہ پا چارج وغیرہ کے کمالات کا گھمنٹا کیا ہو گیا۔
 وہ بڑے بڑے سویرے راجے ہمارا جے کہاں ہیں۔ جگو دنیا بونا مانتی تھی۔ جن
 کے بھروسے پر تو نے پانڈوؤں کے مار ڈالنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ وہ سب کہہ
 چلے بیٹے۔ آہ آج میرا سب سے پیارا کیجہ کا ٹکڑا زمین پر رہا دن کی تھکائی
 ٹھکانے کو گرسیدھی کر رہا ہے۔ خون کے فوارے منہ پر چھینٹا دے رہے ہیں
 مگر آنکھیں نہیں کھلتیں۔ چوٹیاں زخموں کو بغل گد گداتی ہیں۔ لیکن نیند
 ایسی غالب ہے۔ کہ پلاک سے پلاک جڑا نہیں سوتی۔ آہ دیو دھن! خود را
 ہی نہیں دے گیا۔ بلکہ پانڈوؤں کا دست نگر کر گیا۔ اسے بٹھ مجھ سے تو
 پانڈوؤں کی روٹیاں نہ توڑی جائیں گی۔ بلا سے جان چلی جائے۔ خیر

کچھ تقدیر میں لکھا تھا۔ ہوا۔ جو اور سر نوشت ہوگی۔ جو وہ ہوگی۔ اس کا روزنا تو عمر بھر ہوگا۔ اب یہ تھاؤں کہ میدان جنگ میں کیا کیا واقعات گزرے۔ کس کس کا مقابلہ ہوا۔ اور کس کس کے ہاتھ سے کس کس کی موت ہوئی۔

ادھیانے (۲)

راجہ شیل کا سپاہی کے لئے انتخاب

مرن کے مرنے پر کورٹوں کے لشکر میں پیش پڑ گئی۔ جو بھاگے۔ وہ کچھ مارے گئے۔ کچھ رتھوں کے پیروں اور ماتحتیوں کے پاؤں سے کچل گئے۔ ارجن اور بھیم سین کا وہ خوف غالب تھا۔ کہ سب آنکھیں بند کئے بھاگے جاتے تھے۔ کسی میں دم نہ تھا کہ ایک وفد تو تڑکے دیکھے۔ دریودھن بڑی منت سماجت سے سب کو کینچ لایا۔ اور جس وقت خود جان پر پھیلنا تو فروج بھی ذرا ٹرک گئی۔ استوتھماں نے تلخ کے واسطے بہت کچھ کہا۔ مگر دریودھن اپنی ہٹ پر اڑا رہا۔ کچھ نہ سنا۔ اسکو یقین نہ تھا۔ کہ پاٹوؤں کا کسی طرح دل صاف ہو سکتا ہے اس لئے کہا۔ کہ

اور لوگ چاہے بھول گئے ہوں مگر بھیم سین اور ارجن کو جو وقت گزشتہ معلوم یاد آئیں گے۔ اس وقت ان کا غصہ ہر حالت میں زہر کا گینگا۔ ارجن ممکن بھی ہے کہ اچھنوں کی وفات کے رنج کو دل سے بھلا دے۔ کبھی نہیں۔ صلح ہو بھی جائے۔ تو دل کی گریں پھنسی سے پھوڑا ہوں گی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ پاٹوؤں کے زخم اس لڑائی میں آؤں بھی تازہ تازہ ہو گئے۔ ان کے لئے کوئی مرہم ہے۔ تو وہی جنگ جنگ آرائی میں۔ پس جب خونریزی شدنی ہے۔ تو پھر دباک سے کیا فائدہ جنگ دوسرا دو۔ ممکن ہے۔ کہ اب کے معرکے میں ہم ہی ہاری رہیں۔ اور پاٹوؤں کی کور دبا جائے۔ یہ کہہ کر اس نے استوتھماں جی سے عرض کی۔ کہ

ہمارا ج! آپ سب کے بھروسے پر میں نے پاٹوؤں سے پیر مول لیا۔ مگر

آپ ہی کچا جایش گئے۔ تو پھر دنیا جہان میں کون ہو گا۔ درونا چارج بھی ہمارے گورنر تھے۔ ان کو پانڈوؤں نے مار ڈالا۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم عوض نہ لیں۔ جب میری جان میں جان اور دم میں دم ہے۔ کبھی پیچھے قدم نہ ہٹاؤں گا۔ بلا سے میدان جنگ میں پھر ٹک پھر ٹک کر جان اٹکے۔ آپ کچلی باتوں کو بھول جائیے۔ اور فرمائیے کرکرن کے عمن کون سپہ سالار مقرر کیا جائے؟

استوتھماں جی نظر بھانتے تھے۔ قیادہ دیکھ کر تباہ دیتے تھے۔ کہ دل میں یہ بات ہے۔ پس انہوں نے تحریر کر دیا۔ کہ

راجہ شل سے بڑھ کر کوئی اس عہد سے کے لائق نہیں۔ راجہ شل وہ بہادر ہے۔ جس کے مقابلے کے آج اکاٹھ کا نکلیں گے۔

تجویز معقول تھی۔ سب راجوں ہمارا جوں نے بھی راجہ شل کے زیر علم جا بٹازی کا بیڑا اٹھالیا۔ رات اسی تجویز کی تکمیل میں ختم ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی پانڈوؤں کو اس بات کا پتہ لگا۔ ارجن نے سری کرشن جی سے کہا کہ

ہمارا ج ماموں صاحب کو سپہ سالاری کا ہمدرد عطا ہوا ہے۔ فرمائیے۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے ہر وقت ہم لوگوں کی حفاظت و دسٹگیری کی ہے۔ اس وقت بھی وہی نظر عاطفت ہونی چاہیے۔

سری کرشن جی نے راجہ جہشتر سے فرمایا

دھرم راج آپ کے ماموں راجہ شل بڑے طاقتور بلند اقبال۔ نہ ہر دست اور مرو میدان ہیں۔ بھیشم جی درونا چارج جی اور راجہ کرکرن کے مقابلے کا کوئی ہے۔ تو یہی مقابلے کا کیا ملنی۔ ترازوؤں میں تولتے۔ تو انہیں کا پلہ جھبکا رہے میدان جنگ میں پہل مسٹ ہے۔ اور عرصہ کارزار میں شیراز۔ سکھنڈی اور دھرم کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مقابلے کی تاب لائیں۔ اس لئے آپ ہی راجہ شل کو نیچا دکھائیں جو وقت راجہ شل کام آگیا۔ بس کوروؤں کی گویا جان نکل گئی۔ میدان کارزار میں آپ کا ٹپ آپ کی مدد کر لیگا۔ فحشابی میں مطلق شک نہیں۔ پس تیاری کیجئے۔ سویرے راجہ شل سے مٹھ بھڑ ہوگی۔

یہ فرما کر سری کرشن جی اپنی فرود گاہ کو روانہ ہوئے۔ اور تمام راجوں

عہد اجوں نے آرام و آسائش کے لئے راجہ جد ہشتر سے رخصت حاصل کی۔

آدھیائے (۳)

میدان جنگ میں راجہ کرن کے تین بہادر
پلیٹوں کی زندگی کا خاتمہ۔ بھیم سین اور
راجہ شل وغیرہ کے محاریات۔ عظیم

صبح کا گرجتے ہی راجہ شل سپہ سالاری کی خلعت پہنے۔ بدن پر ہتھیار
بجے۔ دریودھن کی خدمت میں پہنچا۔ اور عروج اقبال و ترقی دولت کے ذکر
میں مبارکباد سے کام لے کر میدان جنگ میں پہنچا۔ سپہ بھدرہ بھوجہ بنا کر فوج
کو باقاعدہ ترتیب دی۔ اور خود تیز و گھوڑوں کی رتھ پر سوار ہو کر اس طرح
اپنے جلال پر نازاں ہے۔ جیسے عوہر کا سورج۔ راجہ شل کے بہادرانہ تیور اور
مردانہ ٹھاٹھاٹ ہانڈوں نے دریودھن کا دماغ آسمان پر پہنچا دیا۔ یا تھوڑی دیر قبل
پانڈوؤں کے رعب و اب سے پتہ پانی پانی ہو رہا تھا۔ یا اب رگوں میں تازہ
خون دھرنے لگا پانڈوؤں کی طاقتیں اس کی نظر سے گر گئیں۔

وہ لشکر خونخوار کو تین حصوں میں منقسم کر کے شیر کی طرح گرجتا ہوا زمین
میں آدھکا۔ پانڈوؤں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اپنی فوج کو تین حصوں
میں منقسم کر کے اپنے رتھ آگے بڑھائے۔ دریودھن نے حکم دیا۔ کہ پانڈوؤں
کے فرداً فرداً مقابلے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ جدھر موقع
و مصلحت دیکھے۔ غنیمت پر جاٹوٹے

نکھ بجاتے ہی دھڑٹا دمن اور ساگی جی راجہ جد ہشتر کی رفاقت میں
شل کے مقابلے کو لپکے۔ ارجن نے کرت برما اور سنپتکوں کے ٹڈی ڈل کو روکا

سویک کشتری بھیم سین کو لٹے ہوئے کمر یا چارج کے سر پہنچا۔ اور جتنے پہلو تھے۔ سب ایک دوسرے کے خون سے پیاسے پیاس بھالنے کے لئے دوڑ پڑے۔ اور شعلہ دار دیگر بلند ہو گیا۔ اس وقت راجہ دھرتراشت نے سنجے سے پوچھا۔

اس محاربے میں کور وٹوں اور پانڈوؤں کے زیر علم کتنی فوج تھی۔ سنجے۔ کور وٹوں کے لشکر میں ۱۲ لاکھ پیادے۔ دس ہزار سات سو سوار۔ چھ چھ ہزار ماتھی اور رتھ تھے۔ اور ساری چھ ہندیاں اگلی لڑائیوں میں کٹ مر چکی تھی۔

جس وقت دونوں لشکر بادلوں کی طرح امنڈ کر مقابل ہوئے۔ اور ہتھیاروں نے خون برسانا شروع کیا۔ تو لاشیں ٹڈیوں کی طرح زمین پر پھیر گئیں۔ ماتھیوں نے ماتھیوں کو مارا۔ سواروں نے سواروں کی چوہیں ڈھیلی کیں۔ پیادوں نے پیادوں کی ہڈیاں پکس پکھوں سے رکھوں کے ٹکڑے چور چور ہوئے۔ ماتھی گھوڑے جان لے کر بھاگے۔ تو پیادوں کا مغز بھل گیا۔ ہزاروں رکھوں کی جھپٹ میں آئے۔ زخمیوں کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ ہزاروں ماتھ پاؤں دے دے مارے تھے۔ ہزاروں کا دم ٹوٹ رہا تھا۔ کراہنے واؤں کی دردناک آواز کلبوں کے ٹکڑے اڑائے دیتی تھی۔ اعضا الگ کٹے پڑے تھے۔ موہڑا لگ پھرک رہا تھا۔ خون کا دریا ایسا موجزن تھا۔ کہ رہتوں کے پیٹے کچھڑ میں ڈھسے جاتے تھے۔ گھوڑوں ٹاپیں دلدل سے نہ نکل پاتی تھیں۔ ارجن اور بھیم سین جس طرف جھپٹ پڑے۔ ہزاروں سرگردن سے جدا ہو گئے۔ ہڈیاں پسلیاں سرمہ کی طرح پس گئیں۔ کور وٹوں کے لشکر کے اوسان خطا تھے۔ راجہ شل جو ش غضب سے ارجن اور بھیم سین کی طرف لپکا۔ چتر سین نے نکل سے ہنگامہ آرائی کی۔ دیر تک سخت خوریزی ہوتی رہی۔ چتر سین کرن کا بیٹا تھا۔ اس کی بہادری بھی ضرب المثل تھی۔ مگر لکھن نے لڑنے ایک بار دوڑ ماری۔ تو رتھ پر چڑھ کر سر کاٹ ڈالا۔ کور وٹوں کے لشکر میں نالہ ماتم بلند ہوا۔ پانڈوؤں کی فوج نطفہ موج نکل کی واہ واہ ہونے لگی۔ ایسے قوت

بازو کو دم توڑتا دیکھتے سکھین اور رشتہ سین خون کے گھونٹ پیتے ہوئے دوڑے
 اور نکل کر مارے تیروں کے پریشان کر دیا۔ فریقین زخموں سے چور چور ہو گئے
 لباس آہنی خون سے تر ہو گیا۔ نکل کا سار تھی قتل ہوا۔ تو نکل شکستہ مار کر ست
 سین کی جان لے لی۔ دو بھائیوں کی موت سے سکھین کے بازو ٹوٹ ہو گئے۔
 آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ غصے سے آگ ہو کر اس طرح تیر مارے کہ نکل کے
 گھوڑوں نے عدم کاراستہ لیا۔ اور علم طمانی سر بسجود ہو گیا۔ نکل نے طیش میں
 آکر ادھ چند رہاں سے نشانہ لگایا۔ کہ سو کھین کا سر اڑ گیا۔ اور سارے لشکر
 پش پڑ گئی۔ دریدروہن کے حکم سے راجہ شل نے نکل پر حملہ کیا۔ نکل نے اسے ہٹو
 کا مینہ برسیا۔ کہ ہزاروں بہادروں خاک و خون میں مل گئے۔ اتنے ہی میں سانجی
 می۔ بھیم سین اور ہمارا جہد ہشٹر نکل کی کما کو مہنچ گئے۔ خوب خونریز محاربہ
 ہوا۔ جب ان بہادروں کے استروں شستروں نے اپنے اپنے واروں سے
 ہڈی سی چھانٹ دی۔ اور کوروؤں کا دل سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے لگا۔
 قہار جہد شل نے بڑھ کر وصلہ افزائی کی۔ اور دھنشل پر بان چڑھا کر ایسی
 خیزہ کی۔ کہ پانڈوؤں کی فوج کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ پر بھدرک کشتری
 اور چندر بے تر تیغ ہوئے۔ راجہ شل اب راجہ جہد ہشٹر کی طرف مخاطب ہوا
 اور کئی زخم پہنچائے۔ راجہ جہد ہشٹر نے پانچ ہی بانوں سے اسے بھی زخمی کیا
 اور نکل اور سہادیو نے ایسا سخت پکڑا۔ کہ اس پر اگندہ ہو گئے۔ کچھ کرتے
 دھرتے نہ بنا۔ کوروؤں نے گرفتار مصیبت دیکھ کر اپنے بہادر سپہ سالار
 کی مدد کی۔ شکنی نے بھیم سین سے مقابلہ کیا۔ کرت برما نکل کی خبر لینے کو جا پہنچا
 کوروؤں کا لشکر موقعہ پا کر ایک ساتھ پانڈوؤں اور دریدری کے پانچوں فرزندوں
 پر گرا۔ سب لوگ تیروں سے چھپ گئے۔ راجہ جہد ہشٹر کو زخموں سے سخت
 بے چینی ہوئی۔ کہ راہ کر آٹھے۔ بھیم سین فوراً شل کی طرف دوڑا۔ جاتے
 ہی رتھان پر اس زور سے گرز چلایا۔ کہ سالس نہ آئی۔ پھر دوڑ کر ایک وار
 شل پر کیا۔ گرز چھاتی پر بیٹھا۔ ایسی سخت چوٹ آئی۔ کہ سنبھل نہ سکا۔ آنکھوں
 میں اندھیرا چھا گیا۔ ماتھے پاؤں سننا گئے۔ تاب مقابلہ نہ رہی۔ پیٹھ دکھا کر

دو در پلہ دیا۔ ہاتھ دونوں نے بھیم سین کی ثنا و صفت میں گوہر افشانی کی۔ سب
یہی سمجھے۔ کہ گرز نے پسلیاں توڑ دیں۔ مگر نہیں ذرا دیر میں راجہ شل کے ہوش
بچا ہوئے۔ ہاتھ پاؤں میں نئے سر سے جان آئی۔ گرز لے کر سامنے آیا۔ اور
اس طرح گرا کہ سب کو حیرت ہو گئی۔ جو تھا۔ دونوں دست و بازو کو آفریں
کہتا تھا۔

اڑھیاٹے (م)

خونریز لڑائیوں کے بعد راجہ جید ہتھسٹر کے ہاتھ سے راجہ شل کا قتل

بچے راجہ و ہتر تراشٹ سے راجہ شل کے غار بات کا ذکر کرتا ہوا جنگ
کی تصویریں چشم خیال کرتا ہے کہ
گرز کی لڑائی میں سری کشن جی۔ بھیم سین اور راجہ شل کے مقابلے
کا جو ان کو مٹی نہ تھا۔ سازی دنیا ان تینوں براہوں کا لوٹا مانتی تھی۔ بلرام
جی۔ بھیم سین اور درلودھن کے گورو تھے۔ مگر ان کو اپنے اور شاگردوں
سے راجہ شل پر فخر تھا۔ راجہ شل اور بھیم سین کی جوڑ کانٹے کی نلی تھی جب
دونوں نے گرز اٹھا کئے۔ تو میدان جنگ میں سارے سوہرستن ہو گئے
جس وقت گرز سے گرز بجاتھا۔ تو ایسی آواز آتی تھی۔ گویا دو پہاڑ ٹکرا رہے
ہیں۔ دونوں نے لاکھ چوٹیں بچائیں۔ ہزاروں وار خالی دیئے۔ مگر سارا بدن
لہو لہان ہو ہی گیا۔ دونوں پر ایسی غشی طاری تھی۔ کہ زندگی و موت کا اندازہ
ہونا مشکل۔ کہ یا چارج فوٹا راجہ شل کو وہاں سے اڑے گئے۔ مگر بھیم سین کی
بہت جلد آنکھ کھل گئی۔ چہرے کا پسینہ پونچھنا آٹھ بیٹھا۔ تو شل کو غائب دیکھا
خون ٹھونک کر آٹھ کھڑا ہوا۔ لاکھار نے لگا۔ کہ او شل کہاں ٹوم و جا گیا۔ مرو ہو۔
تو سامنے آؤ۔ راجہ شل کے جانے پر شکنی اور کرت براہ پڑھ پڑے پہاڑوں

کالشر رلتے ہوئے پانڈوؤں کے سر پر پہنچ گئے۔ استوتھماں اور ارجن سے بڑی
 خوریز جنگ ہوئی۔ اس عرصے میں راجہ شل ابھی تازہ دم ہو کر میدان جنگ میں
 پہنچا۔ راجہ جد ہشٹر زہر پتھے۔ تیروں کی بوچھاڑ دونوں طرف سے ہوئی۔ ادھر
 راجہ شل ادھر جد ہشٹر دونوں تیروں سے چھب گئے۔ سہادیو نے راجہ جد ہشٹر
 کی مدد کی۔ شل کی کمک کو آڈٹا۔ دونوں سوہیر جان توڑ کر لڑے۔
 راجہ جد ہشٹر اور راجہ شل کے سار بھتی اور گھوڑوں کی جان گئی۔ دونوں دوسرے
 ریتوں پر سوار ہو کر تیر و تفنگ سے کام لے رہے تھے۔ کہ ساتھی جی اور شل
 نے کوروؤں کی فوج میں پل چل ڈال دی۔ راجہ شل پر ایسے وار ہوئے۔ کہ اس
 کو سنبھلنا تو پھر ہو گیا۔ مگر رول میں بہادری کا جوش تھا جو صلے شیر ہو رہے تھے
 جان پر کھیل کر راجہ جد ہشٹر کو ایسا نیچا دکھلایا۔ کہ دھرم راج گھبرا اٹھے۔ ان
 کو خیال ہوا۔ کہ سری کرشن جی کی پیشین گوئی فقط زبانی جمع خرچ تھی۔ ورنہ راجہ
 شل کے تیر اس طرح آگ نہ برسا سکتے۔ نہ بہیم سین کے گرز کی چوٹیں اس
 سے سہی جاسکتیں۔ راجہ شل مدد ویش کا فرما زوا میر سے ہاتھ سے قتل نہ ہو سائیں
 خیال است و محال است وجوہ

راجہ جد ہشٹر ایسے توہمات سے غلطانہ بیچان ہو رہے تھے۔ کہ بہیم
 سین گرز لے آ پہنچا۔ اور پھر نہ ہی گد کے کی سی چوٹیں ہونے لگیں۔ ارجن
 کو اس طرف آتے دیکھ کر استوتھماں جی سدراہ ہوئے۔ لڑائی چھڑی۔
 ارجن کی تیر اندازی کا کیا کہنا۔ سامنے ہونے ہی گئیے۔ اور ریت بان کو
 راہی عدم کیا۔ اور استوتھماں جی کو اس لئے طرح دی۔ کہ گور و جی کے
 فرزند دبند ہیں۔ استوتھماں جی کو پاس دوانا سے غرض نہ تھی۔ انہوں
 نے لوہے کا ٹوسل کیلچ مارا۔ ارجن نے فوراً اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے
 استوتھماں خون کے گھونٹ پی رہے تھے۔ لال لال آنکھیں کر کے تو بخوار
 پر گھ سے وار کیا۔ ارجن نے اسے بھی توڑ پھوڑ کے بیکار کر دیا۔ اور استوتھماں جی
 کو تیروں سے ایسا زخمی کیا۔ کہ وہ مقابلے سے ہٹ گئے۔ اور وہاں سے چکر سورنہ
 سے جنگ آزما ہوئے۔ اس کشتری نے ایسی داد شجاعت دی۔ کہ سب دام

واہ کرتے تھے۔ مگر جنگ دوسروں اور دروغ و شکست اختیار ہی نہیں۔ استو تھا مال
 جی نے آخر کار اس کو عوانہ ملک عدم کیا۔ اور سپنٹکوں کو ساتھ لے کر پھر ارجن
 کے مقابل ہوئے۔ ایک طرف یہ دونوں شیر پینہ دلاوری مصروف کارزار تھے
 دوسری شل اور نکل سے لڑائی چھڑ گئی۔ راجہ شل نے نکل کی اچھی طرح خبر
 لی۔ راجہ جد ہشتر آئے۔ توان کا بھی ذہنی حال ہوا۔ آخر بھیمن سین بھی وہیں جا
 پہنچا۔ اور آتش حرب و ضرب شعلہ انگیز ہوئی۔ راجہ شل اکیلا تھا۔ اور اس
 طرف تینوں بھانجے۔ ساموں بھانجوں کی لڑائی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ وار
 پر وار جھڑپیں ہوتے تھے۔ کبھی یہ رزم تھے۔ کبھی وہ گرم۔ راجہ شل جو وقت
 گرما اٹھا۔ فوراً سے تیروں کے پانڈوؤں کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے۔ جو
 تھا۔ جان چھڑانے کی فکر میں۔ ادھر ادھر کنائی کٹاتا تھا۔ قریب تھا۔ کہ سارا
 لشکر بھاگ نکلے۔ مگر نہیں ارجن اور بھیمن سین نے لڈکار لڈکار کر سب کو ثابت
 قدم بنایا۔ اور لڑائی پر جٹ گئے۔ ارجن نے راجہ شل کا مقابلہ کیا۔ دریو دھن
 نے بھیمن سین کا طلاکار علم شاہی توڑ دیا۔ بھیمن سین کو تاب کہاں۔ وہ چوٹ کھائے
 ہوئے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھا کر دریو دھن پر حملہ آور ہوا۔ گھوڑے رنجی
 کئے۔ سارے تھی کو ڈبھ کر کیا۔ اور اس زور سے گزرا۔ کہ دریو دھن کی آنکھوں کی
 پتلیاں اکٹ پلٹ ہو گئیں۔ بدن سنسا گیا۔ گھوڑے سر پر پاؤں لہک کر بھاگ
 نہ جاتے۔ تو دریو دھن کی نہ جانے کیا گت ہوئی۔ مگر ایٹور نے خیر کی۔ کوروؤں
 کے لشکر میں کہرام مچ گیا۔ ہراہل فوج کو گمان تھا۔ کہ بدن میں جان ہاتی نہ
 رہی۔ مگر کہ پا چارج اور استو تھا مال جی نے منہ پر پانی کے چھٹے دے کر وہاں
 ٹھکانے کئے۔ دریو دھن کے اعضا میں جان آئی۔ تو پھر دست بدست
 لڑنے کو آ پہنچا۔ راجہ جد ہشتر اس وقت نہایت ہی پر جوش تھے۔ انہوں نے
 ایسی ماڈھیں ماریں۔ کہ ہزار ہا بہادر چیت ہو گئے۔ جو سامنے آیا لقمہ موت ہوا
 صفیں کی صفیں اکٹ گئیں۔ ہر طرف گھاس ایسی کٹ گئی۔ فتح کے آثار دیکھ
 کر راجہ جد ہشتر آگے ہی بڑھتے گئے۔ نکل اور مہدیو نے دائیں پائیں بٹھا
 کی۔ اور ارجن و بھیمن سین پیچھے ہوئے۔ کوروؤں کے فوجی دستے بھی چھوڑ

طرف سے پیش کر رہے تھے۔ لیکن راجہ جدمشہد کا بے بہاڑ اور بادل چھاٹتا ہوا
 بڑھا۔ تو راجہ شل نے خوب تیروں کی بارش کی۔ مکتوڑی دیر تک دونوں جوڑ برابر
 رہے۔ فریقین کے تمام بہادروں نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور دیکھنے لگے۔ کہ کیسی
 لڑائی ہے۔ راجہ شل کے تیروں نے سہیلو اور نفل کو خون سے نہلا دیا۔ بھیم سین
 کے گھوڑے ہلاک کر دیئے۔ راجہ جدمشہد اس وقت دھرم راج نہ معلوم ہوئے تھے
 بلکہ اندر اور بہادروں کو نظر آتے تھے۔ جن کے بھراور ہواپاش نے بڑے بڑے شور مچا
 کوا۔ کہ اپنے جلال کی قدرت دکھائی تھی۔ انہوں نے شیر کی طرح عوکار کر اپنی
 طلائی شکتی ماری۔ تو راجہ شل کے سینے پر گہری چوٹ کھا کر ایسا زین پر چیت
 ہوا۔ کہ پھر نہ اٹھ سکا۔ طاہر روح نے پرواز کھول دیا رقص عنصری خالی ہو گیا۔
 جس وقت یہ پہ سالار اعظم اور سراج بہادران عالم بستیہ مرگ پر سویا۔ ہانڈو
 کے لشکر میں بدھاتیاں بکھنے لگیں۔ راجہ شل کے بھائی کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
 ہر پٹیا ہوا بڑے طیش میں حملہ آور ہوا۔ لیکن راجہ جدمشہد کا اقبال مدد
 پر تھا۔ ذرا ہی دیر میں اس کا بھی سر کاٹ کر راجہ شل کے پاس سنا دیا۔ اور کھروڑ
 کے بقیہ لشکر پر ایسی آفت ڈھائی۔ کہ سب بہادروں نے پیٹے پیچھے چلائے بھا
 کھڑے ہوئے۔ کرت برائے لاکھ چاہا۔ کہ راجہ شل کا عرصہ لے۔ مگر سانس ہی
 نے بول کی ہوس نکلتے نہ دی۔

اَوّھیاے (۵)

سہیلو کے ہاتھ سے راجہ شل کی قتل

سنجے لے کہا کہ جب راجہ شل میدان جنگ میں سوچکا۔ تو کرت ہراما اور
 سانکی کا مقابلہ شروع ہوا۔ اور پھر پانچال ویشی بہادروں نے کوروؤن کی
 فوج کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر راجہ وریو من کہا چارج اور اتو تھا
 جی آگے بڑھے۔ اور ارجن کے دو بدوکلہ بلکہ جنگ کی۔ اس وقت تھا ماں کے ہاتھ

سے بہت فوج زخمی ہوئی۔ اور ہزاروں سویر پیر قتل ہوئے۔ راجہ شل اور کرن کے بارے جانے سے ان کے لشکر کی بہت شکست ہو رہی تھی۔ اس سرکے میں ان کے قدم میدان سے اٹھ گئے۔ راجہ درپودھن نے لکار کر کہا۔ کہ اسے بہادر و میرے بیٹے جی بہت مارنا کیا معنی۔ پیٹھ دکھانے کی سند نہیں سر و لڑی کی طرح میدان سے نہیں بھاگتے۔ یہ کڑکا سننے ہی کرت برما اور لشکری نے اپنی فوج کو پھر پانڈوؤں سے لڑا دیا۔ اور فوج کی بارش شروع ہوئی۔ سویر پیر جن نے کرت برما کو ڈٹ لیا۔ اور اپنے گانڈ پودھنش سے اسکو اور اسکے رتھ اور گھوڑوں کو نشانے پر رکھ کر اڑا دیا۔ کرت برما فوراً ہی دوسرے رتھ پر سوار ہو کر مقابلہ کرنے لگا۔ ارجن کو نہایت غصہ آگیا۔ اور سات سو رتھ سواروں کو نیست و نابود کر کے فتح کا آواز بلند کیا۔ اور ہر بھیم سین نے اپنے گرز سے ایک چھوٹی ڈل کو مارا۔ چنگار فوج زندہ بچی۔ وہ جان بچا کر میدان جنگ سے مٹھ موڑ گئی۔ لیکن کرت برما چارج اور استو پتھال نے فوج کو پھر روکا۔ اور پانڈوؤں کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ مقابلہ شروع ہوا۔ اس وقت کور وٹوں کا جوش استو پتھال تھا۔ کہ ارجن بھی گھبرا اٹھا۔ اور سری کرشن جی سے بولا۔ کہ جب تک بے عقل اور نادان درپودھن کا قاتل نہ ہوگا۔ دونوں طرف ہی اس طرح بہادر اور سویر پیر قتل ہوتے رہینگے۔ جب اس نے جیشم اور درونا چارج پر سرام وغیرہ کا ذکر کیا۔ آپ کا بھی کہنا بھی کہنا نہ مانا۔ تو پھر اور ذمہ کس کے مان کا ہے۔ جب اس نے دنیا میں قدم رکھا تھا۔ اس وقت ورتھ جی واور اور مہاتماؤں نے پیشینگاہی کی تھی۔ کہ اس کے سب سے ہزاروں کشتریوں کا خون ہوگا۔ چنانچہ وہی بات پیش آرہی ہے۔ ہماروں راجہ مہاراجے اس جنگ میں کام آچکے۔ معدروسے چند فوج رہے ہیں۔ ان کا بھی خاتمہ رکھا ہو ہے۔ اس لئے آپ میرے راہیہ کو فینم کی طرف بھیجئے۔ کہ کچھ کچھ قوم کو میں اپنے گانڈ پودھنش سے راجہ ملک عدم کروں۔ کیونکہ آج اٹھارہ دن سے یہ جنگ غلیم ہو رہی ہے۔ اگر درپودھن جیشم جی مہاراج کی شکست پر بھی صلح پر آمادہ ہو جاتا۔ تو اسنے مہاراجتی ماچاؤں سے دنیا کالی نہ ہوتی۔ مگر اس کم بخت درپودھن نے ایک بھی نہ مانی۔ اور ایسی ضد کی۔ کہ راجہ چدرھشتر کو

ذرا بھر زمین دینے میں بھی تکلیف ہوئی۔ اس کا عذاب اسے بھگتنا ہے۔
 آپ میرے رکھ کو غنیم کی فوج میں جلدے چلتے کہ میں فوج غنیم کو آتش اہل
 میں جلا کر خاک سیاہ کر ڈالوں۔ سرکچرشن جی نے زتھ کو تیز ہالک دیا۔ اور
 ارجن نے اپنے گانڈ پودھنش سے دل بھاڑنا شروع کیا۔ بازو اور سر کٹ کر گرے
 لگے۔ گھوڑی اسی دیر میں لاشوں کے اٹار لگ گئے۔ خون کا دریا بہنے لگا۔
 کوروڑوں کی فوج جان چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ مگر گانڈ پودھنش سے جو تیر نکلا۔
 اس نے قتل عام کر دیا۔ رتھ ٹوٹ گئے۔ زخمی گھوڑے بھاگنے لگے۔ ماتھوں
 کی سونڈیں کٹ گئیں۔ جموں سے خون کے پھوارے چھوٹنے لگے۔ دھڑٹ
 دمن سکھنڈی اور بھیم سین پر جس نے زرعہ کیا۔ وہ مارا گیا۔ جو منہ آیا۔ اس
 نے منہ کی کھائی۔ راجہ دریو دمن نے فوج کی تہت شکست ہونے پر شکنی
 سے تین ہزار ماتھوں کی مدد مانگی۔ اور زرعہ کر کے ہانچوں پانڈوؤں کو گھیر لیا۔
 ارجن نے گانڈ پودھنش ماتھ میں لیا۔ توتیروں نے چکی سے نکلنے ہی آفت دھانا
 شروع کی۔ آدمی تو آدمی بڑے بڑے مٹی ایک ایک تیر سے اڑتے ہوئے
 نظر آتے تھے۔ پھر تو بھیم سین نے دل میں گھس کر فوج تریتر کر دی۔ اور
 راجہ جردھشٹر اور لکل اور سہادیو نے بہت سی فوج کو شربت اہل پلا یا۔
 دریو دمن کو ایسی چوٹیں لگیں کہ ہوش و حواس غائب ہو گئے۔ غش کھا کر
 زمین پر گر پڑا۔ اہل فوج معرکے۔ سب سمجھے کہ دریو دمن کا خاتمہ ہو گیا۔
 جو تھا۔ وہ ایک ایک سے خیر و عافیت پوچھتا تھا۔ جو قوت دریو دمن
 کی فوج لے کر بھاگی۔ میں بھی میدان جنگ سے چھپت ہوا۔ اور کرپاچا
 کی پناہ لی۔ یہاں دوسری مصیبت کا سامنا ہوا۔ دھڑٹ دمن نے مجھ
 آٹا دیکھ کر دھاوا کر دیا۔ ساتھ ہی سانکی جی بھی سر پہنچ گئے۔ میں نے لاکھ
 بچاؤ کی تدبیر کی۔ نشانے بچاتے چوٹیں روکیں۔ وار کئے۔ مگر کسی طرح بھی
 نجات نہ ملی۔ آخر کار سانکی جی نے گرفتار کر کے زندگی سے مایوس کر دیا۔
 لیکن اتفاق سے جان بچ گئی۔ بھیم سین گز لئے ہوئے ماتھوں پر ٹوٹ
 ہوا۔ تو سب کے چٹکے چھڑا دے۔ کوروڑوں کی فوج بھاگنے لگی کہ پانچ

ساتھی جی سے بھر پڑے۔ بڑی سرگرمی سے لڑائی ہوئی۔ میں اپنی جان کی
 نیک میں تھا۔ ساتھی جی اور ان کے لشکر کو کسپا چارج کی طرف متوجہ دیکھ کر
 وناں سے بھاگا۔ تو دور جا کھڑا ہوا کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ کہ کیا ہوا۔ دریودھن
 کی مجھے ہی نہیں۔ سارے اہل لشکر کو فکر تھی۔ کوئی اس کی زندگی سے مایوس
 تھا۔ کسی کو اس کی تلاش میں سرگردانی تھی۔ بڑی تلاش سے دریودھن کا
 پتہ لگا۔ لوگوں کی جان میں جان آئی۔ مایوسیوں کا خاتمہ ہوا۔ دریودھن
 کے حقیقی بھائی دیپدین۔ سوست چتر۔ بھیم بل۔ اوگر سین۔ چتر چاب۔ پرہاسو
 درویدر ش اور سدیوچن انگاروں پر لوٹا رہے تھے۔ دریودھن کی حالت
 دیکھ کر ان سے بھرتہ ہوا۔ ایک ساتھ سب کے سب بھیم سین پر ٹوٹ پڑے
 بھیم سین اس وقت اکیلا تھا۔ کسی کی مدد نہ تھی۔ مگر جس وقت وہ منہش سے تیر
 پر سائے۔ سب راہکاروں کا سر اڑ گیا۔ میں دور سے لڑائی دیکھ رہا تھا
 تاب نہ آئی۔ تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اور دریودھن کے ساتھ
 چھو لیا۔ مگر دریودھن کی حالت اس وقت نازک تھی۔ بھیشم جی سے لے کر اور
 سب ہمارے ہی مرچکے تھے۔ شاہو کا بیٹا شکنی اس وقت پانچ سو سواروں کے ساتھ
 باقی تھا۔ پا در جو دھن اور سوورشن۔ سری کرشن جی نے شکنی کی گذشتہ شہزادی
 اور بدھاشیوں کو یاد دلا کر پانڈوؤں سے کہا۔ کہ اب کیا دیکھتے ہو۔ میدان
 صاف کرو۔ بھیشم۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل۔ ایسے مار لیے۔ تو اب ان کا ماننا
 کیا مشکل ہے۔ ذرا بہادری سے کام لو۔ اور دروز روز کی خوریزی سے چھٹی
 کرو۔ موزیوں کے مارنے میں تامل کرنے کی ضرورت نہیں۔ شکنی کو آج ہی
 نہ مارا۔ تو کچھ نہ کام۔ فساد کی جڑھ ہی نہ کٹی۔ تو پھر لطف ہی کیا۔ یہ کہتے ہی سری
 کرشن جی نے رتھ مانگا۔ ادھر گھوڑے دوڑے۔ ادھر ارجن اور بھیم سین کے
 منکھہ بچے۔ شکنی خم بٹونک کر ارجن سے ترو آزا ہوا۔ سوورشن نے بھیم سین
 سے ٹک کر لی۔ دریودھن سہدوپر چھٹا۔ اور اس زور سے پسر مارا کہ سہدوپر
 نے منہ سے خون کھوک دیا۔ اور ساتھ پاؤں میں جان نہ رہی۔ میں تو سمجھتا
 تھا۔ کہ پانچ کے عوض چار پانڈو رہ گئے۔ مگر ذرا دیر میں دیکھا۔ تو سہدوپر بھی

سلامت ہے۔ اور درپردہ من کے زخم ہونے کے فوارے چھوڑ رہے ہیں۔ دوسری طرف نظر کی۔ تو شکنی اور ترگرت ویشی بہادروں کا بڑا حال پایا۔ ان لوگوں نے پہلے تو سری کرشن اور ارجن تک کو چھٹی سکوڑو دھ کی یاد دلا دی۔ مگر تھک سے کہیں کا بس ہے۔ ارجن نے ست کرماں اور سو سیرماں کا سر اڑا دیا۔ ۴۵ مہاراجہ مار ڈالے۔ بیہیم سین نے سو درشن کو خاک و خون میں ملا دیا۔ ساری خوج مار کر پھگادی۔ بھگلی سوئی فوج کو چھتری دھرم کا جوش دلا کر درپردہ من نے پھر حوصلہ دلایا۔ شکنی بڑے جوش کے ساتھ اسد پوکے سامنے آیا۔ سہرہ پور لاکھ

ماموں صاحب۔ آج آپ کو ان بے ایمانیوں کا مزہ ملیگا۔ جو آپ نے جوئے میں کی تھیں۔ آپ ماموں ہیں۔ مگر اس وقت چابنا کر چھوڑو نگا۔ ہاں سے میں آیا۔ ہوشیار ہو جائیے۔

یہ کہتے ہی سہرہ پور نے حملہ کیا۔ شکنی نے بھی بڑی دلیری سے وار کئے۔ لیکن زندگی نے وفانہ کی۔ دن پورے ہو گئے تھے، سہرہ پور نے ایسا تلا ہوا ہاتھ سیر کیا۔ کہ سر دھڑ سے جدا ہو گیا۔ شکنی کے فرزند کی آنکھوں میں خون اُترا۔ تو شیر کی طرح چھپٹ پڑا۔ مگر اس کی بھی وہی حالت ہوئی۔ سر کا دھڑ۔ باپ کی لاش کے پہلو پہ پہلو دریاے خون میں غوطہ زن ہو گیا۔ شکنی کے مرتے ہی کوروؤں کے لشکر میں بھاگ پڑ گئی۔ اور تو اور خود درپردہ من بھی دم دہا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ پانڈوؤں کے لشکر نے تالیاں دیں۔ سری کرشن جی جوش مسرت سے اپنا بیچ جنبہ منکھ بھونکا۔ تمام راجاؤں نے سہرہ کے سر پر پھول برسائے۔ شتا دھرت میں گوبہرا نشانی کی۔ راجہ جدھنٹر نے پیٹھ ٹھونکی۔ بیہیم سین نے کیلجے سے لگا لیا۔ ارجن نے شہاوش دی۔ نکلنے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ درپردہ من کے یہاں گویا دنیا مٹنی ہوئی۔ جو تھا اُداس ہر ایک مغوم



ادھارے

دریودھن کی قطعی شکست اور تالاب میں پوشی

سنجے دھرتراشت سے کہہ رہا ہے کہ
 شکستنی اور اس کے فرزند کی وفات پر ساری فوج نے پیٹھ دکھا دی۔
 جس وقت سب بہادروں کے قدم اٹھ گئے۔ دریودھن گھبرا اٹھا۔ اور
 ادھر دوڑ دھو پ کر پھر سپاہ اکٹھی کر لی۔ اور سمجھایا کہ بھاگنے سے مقرر نہیں
 پانڈو جیتے رہے۔ تو کہیں کسی کو جیتنا نہ چھوڑیں گے۔ ہم لوگوں کے لئے کوئی
 جائے پناہ نہیں۔ اس لئے جان پر کھیلنے کے سوا اور کوئی نجات کی صورت
 نہیں۔ آؤ چلیں۔ لڑیں۔ جو ہر جہز دی دکھائیں۔ اگر دشمنوں کو مار لیا۔ تب
 بھی پو بارہ مارے گئے۔ تو سو بوج لوک کہیں نہیں گیا۔ اس سے سب سوچوں
 پر تاؤ دے کر ہتھیار اٹھاؤ۔ غنیوں کو ناکوں چنے چوڑے۔ فتح ہو یا شکست
 اپنا مطلب ماتہ سے جانے والا نہیں۔ اس وقت گیا رہ چھوہنیوں میں
 سے راجہ دریودھن کے سوا اور کوئی راجہ مہاراجہ نظر نہ آتا تھا۔ سب لقمہ
 موت بن چکے تھے۔ باقی ماندہ فوج لاکھوں کی شکستہ تھی۔ لیکن دریودھن کو ہتھیاری
 پر جان لئے ہوئے دیکھ کر مردہ جموں میں تازہ خون دوڑ گیا۔ اور تیغ و تلنگ
 سنبھا لکر جانبازی کے لئے جھٹ گئے۔ راجہ دریودھن نے بلا مدد غیر کے صرف
 اپنی قوت بازو سے بہت کچھ داؤد ناوری دی۔ لیکن قسمت سیدھی نہ تھی۔
 فتح کا پانسہ چیت نہ ہوا۔ اور جان کی فکر اسے میدان جنگ سے ہٹائے گئی۔
 پانڈوؤں کی چھوہنیاں کٹ مر چکی تھیں۔ تاہم دس ہزار پیدل پانچ
 ہزار سوار اور دو ہزار سات سو تانتی راج رہے تھے۔ دریودھن کے بھاگنے

ہی۔ اب جن بھیم سین اور دھر شٹ نے جس کو جہاں پایا۔ ان کو وہیں مار
کر آیا۔ لینا۔ پکڑنا۔ مارنا۔ جانا نہ پائے۔ کی آواز چار طرف سے آرہی تھی۔
کیا تو راجہ درپودھن کو گیارہ چھو ہنیاں کا زور تھا۔ کہاں اب استوتھماں
کہ پا چارج اور کرت برما کے سوا باقی نہ بچا۔ اور نیدرین جنگ میں کوئی
اس کی دروڑناک حالت پر آنسو بہانے والا بھی نہ رہا۔ اور وہ بھی اس
وقت ایسے جو اس باختہ تھے۔ کہ ساتھ نہ دے سکے۔ میں نے جو وقت یہ رنگ
دیکھا۔ روپڑا۔ آنسو تھامے سے نہ تھے۔ پانڈو درپودھن کی کاس میں پکے۔ تو
سانکی جی نے مجھے چپڑ غٹو کر لیا۔ اب میرے جو اس کہاں سمجھ لیا۔ کہ تلوار کے
سیان سے نکلنے کی دیر ہے پھر یہ بچ لاکھاں۔ مگر بھلا ہو۔ بیاس جی کا۔ وہ اتفاق
سے آہنچے۔ اور مجھے موت کے نیچے سے چھڑا دیا۔ میں نے جان کے خوف سے
زرہ بکتر تیر و خنجر وہیں پھینکے۔ اور دماں سے لمبا پڑا۔ تو بیاس جی کے تالاب پر
راجہ درپودھن کو آنسو بہاتے دیکھا۔ جس راجہ درپودھن کے نام سے دنیا کا پتی
مکتی۔ جس کے قدموں پر بڑے بڑے مہاراجوں کے ٹکٹ جھگٹے تھے۔ سو وقت اس
کے ماتھے پاٹوں بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ سارا جہم زخموں سے لہو لہان تھا۔ جو وقت
سامنا ہوا۔ ادھر میری آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ ابل پڑا۔ ادھر راجہ درپودھن
کی ہچکی لگ گئی۔ ہتھوڑی دیر کسی کے آنسو نہ تھے۔ آستینیں تو ہو گئیں۔ جب میں
نے طبیعت روک کہ آنسو پوچھے۔ تو راجہ درپودھن نے پوچھا۔ کہو فوج میں
اب کون کون باقی ہے۔ ساری فوج تو نہیں مار ڈالی گئی۔ میرا جواب تھا کہ
چھترتی۔ استوتھماں۔ کہ پا چارج اور کرت برما کو دیکھا۔ اوروں کا حال ایٹور
جانے۔ مگر جہاں تک یقین ہے۔ اور کوئی نہیں بچا۔

اس خبر سے راجہ درپودھن کو جو صدمہ ہوا۔ اس کا اظہار کرنا زبان کا کام
نہیں۔ راجہ درپودھن نے ایک ماتھے سے کلیجہ تھام لیا۔ اور ایک ماتھ میرے
کندھے پر رکھ کر ٹون کے آنسو بہائے۔ اور فرمایا کہ اب میری زندگی عبث ہے
ایسے جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے اپنے چکرور تی تہا راجہ دھر ترا شٹ
اور دیوی سروپ مانا گاندھاری کو کیا منہ دکھاؤں۔ ہسٹنا پور والے کیا

گے۔ سری کرشن جی نے پانڈوؤں کو قبا دیا۔ اگر وہ نہ ہوں۔ تو اب بھی گئی
 گزری حالت میں میں اٹھیں دم پانڈوؤں کا کچا مغز نکال سکتا ہوں۔ پتا جی
 اور ماتا جی سے کہہ دینا۔ کہ میں میری الفت دل بھلا دیں۔ دنیا فانی میں کسی کا
 قیام نہیں۔ انسان پانی کا بندھا ہے۔ دور روزہ زندگی کو مطلق ثبات نہیں۔
 ایک روز مرنا لازمی تھا۔ اگر برسوں چار پانی پر پڑے پڑے جان جاتی۔ تو
 سب کی جان کو اور خوف ہوتی۔ شکر ہے۔ کہ میں سیدھا بیکنڈ جاؤں گا۔
 بہادروں کے لئے بیکنڈ کے بوا اور کہیں ٹھکانا نہیں۔ بس ایسی موت کا غم کیا
 ہمیشہ تپا مہ دھونا چارج۔ کرن۔ بید رہتے۔ شل ایسے ایسے ہنگ وریاٹے بہا
 دیا گئے اہل میں غرق ہو گئے۔ گو میں اب تک صحیح سلامت ہوں۔ لیکن موت
 سامنے مٹ پھیلائے کھڑی ہے۔ وقت برابر آیا۔ اور دم قتا۔ پانڈو یعنی جان
 لئے دم نہ لیں گے۔ افسوس میں نہ جانتا تھا۔ کہ سری کرشن جی کی ذات واحد
 کو یہ قدرت حاصل ہے۔ ورنہ میں ان کے لشکر جبار اور خزانہ بے شمار کی طرف
 آنکھ بھی نہ اٹھاتا۔ آہ! ذرا سے مغالطے میں میری گیارہ چھوہنیوں کا خون
 ہو گیا۔ پانڈوؤں کی چھوہنیاں بھی میرے بہادروں کے ہاتھ سے خاک
 میں مل گئیں۔ پانچ گاؤں کے لالچ نے ساری سلطنت پر پانی پھیر دیا۔ اب
 میرے باپ ماں ان لوگوں کے دست نگر ہوں گے۔ جن کو میرے اونٹنے
 نمک پر وردہ بھی تپڑوں میں نہ لاتے تھے۔ حالانکہ مجھ میں اب جان اپنر
 ہاتھ پاؤں بالکل کٹ گئے۔ نہ کوئی شریک حال ہے۔ نہ ہمدرد۔ مگر پھر بھی
 دم داعیہ دی ہے۔ اگر سری کرشن جی ادھر نہ ہوں۔ تو ایک دفعہ اب بھی
 ٹھکرے کر پانڈوؤں کو مزہ چکھا سکتا ہوں۔

یہ کہہ کر یودھن تالاب میں چھپ گیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ تو پانی بالکل
 بے حس۔ سر کا نام و نشان نہیں۔ اس بد اقبالی کے وقت بھی راجہ در یودھن
 کی طاقت و رعب سے دل کو حیرت ہوئی۔ مگر آنکھوں سے اس بات پر آنسو
 جاری ہو گئے۔ کہ جس راجہ در یودھن کے اشارے پر دنیا چلتی تھی۔ جس
 کے قدموں پر کروڑوں بہادروں نے سر قربان کر دیئے۔ وہ اس کیس

مہر سی کی حالت میں اس طرح زندگی کی گھڑیاں گئیں۔ افسوس کچھ تو اس
صدیہ غم۔ کچھ ماتم عام اور کچھ اپنی تھکاوٹ سے مجھ میں اتنا دم تھا کہ وہاں
سے ہل سکوں۔ اتفاق سے اسی وقت استو تھا ماں کہ باچا سچ اور کرت پر ماکا پتے
کا چتے کا پتے ماں پہنچے۔ رہتوں کے گھوڑوں کو ایک ایک قدم چلنا کالے
کوس کاٹنے کے برابر تھا۔ پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے۔ بدن پسینہ پسینہ
ہو رہا تھا۔ آتے ہی مجھ سے پوچھا کہ کہو

راجہ وریدو من کس طرف گئے۔ کہاں میں گئے؟
میں نے جوابات تھی۔ بتا دی۔ وہ اس کیفیت کو شکر رو پڑے۔ مجھے
ایک دھڑیر بٹھا کر یہاں روانہ کیا۔ اور خود آستہ ہاتھ دو دوں ماتھوں سے
کلیجہ تھامے اپنے غیموں کو پلٹ گئے۔

اڑھائے (۱۰)

مشورات کی گریہ وزاری اور ہستیا پور میں روانگی

آفتاب گو شیشمرب میں چھپنے لگا۔ استو تھا ماں کہ باچا سچ اور کرت
برا خیموں میں پہنچے۔ عورتوں کی دردناک چیخوں نے دل ترہا دیا۔ صدیہ
ماتم نے کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ہزارا رانیاں بال فوج فوج کر
ہر دے دے مارتی تھیں۔ جوڑیوں کا زمین پر ڈھیر لگ گیا۔ زرکار کے لباس
پڑے پڑے ہو رہے تھے۔ کوئی غاوند کے غم سے سینہ چاک کر رہی تھی۔
کیسی کے دل کلیجے کے ٹکڑوں کی جدائی نے قیامت توڑ کر زخم ڈال دیئے
تھے۔ اگر ایک بھائی کی مفارقت میں شرتی تھی۔ تو دوسری باپ کا سایہ اٹھ جانے
سے پچھاڑیں کھاتی تھیں۔ ان لوگوں نے اسی وقت ان کو رہتوں پر سوار

کر کے ہستنا پور روانہ کیا۔ بلوئس زرکان اور غزاؤں بے شمار دلوٹ چمڑے چمڑے میں
وقت راجہ جد ہشتر اور ہم سین نے مستورات کی بیٹیابیوں کا حال متا۔ دل پاش
ہو گیا۔ آنکھیں پھر آئیں۔ بیوتس کو ان کے ہمراہ کیا۔ بیوتس نے سب کو ڈھارس
دی۔ رنجوں پر مرہم صبر کا پھار رکھ کر ہستنا پور پہنچایا۔ وڈرجی نے خبر پائی۔ تو
بیوتس سے آکر ملے۔ وریو دھن کی کیفیت پوچھی۔ اور سارا حال شکر بیوتس کی
ضیافت کو عمدہ الفاظ سے سراہا۔ اور کہا۔ کہ تمہارے اور راجہ جد ہشتر کے ہوا
ان بے نواؤں کا اب کون ہے۔ راجہ دھرتراشت کے نام یو اور پائی دلو
صرف تمہیں اور پاندورہ گئے۔ اندھے کی لاشی ایک نہیں ہو۔ جاؤں ماں باپ
کے قدم بھی دیکھو۔ وہ تمہیں دیکھ کر جی جائیں گے۔ ابھی ان کی آنکھوں میں
دنیا اندھیر ہو رہی ہے۔ بیوتس نے والدین کے قدم چومے۔ دھرتراشت اور
گاندھاری نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا۔ واقعات پڑھے۔ جن وقت آفت رسید
عورتیں محل میں نہیں۔ ایک شو رما تم بنا ہو گیا۔ سارے شہر میں پیش پڑ گئی۔ ہر
گھر ماتم خانہ ہو گیا۔ ہزاروں مکان بے چراغ ہو گئے۔ سب ہی روئے تھے۔ کہ
ماتے وریو دھن نے لاکھ لاکھ خاک کر دیا۔ اگر پانچ گاؤں دے دیتا۔ تو آج
دنیا کیوں سونی ہوتی۔ ہر شخص راجہ جد ہشتر کے دھرم۔ صبر۔ قناعت اور
افق اقبال کو سراہتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ حق حق را رسید۔ راستی کی ہمیشہ فتح
ہے۔ بیوتس نے رات رات نو اس میں کافی۔ ۱۲ گھنٹے میں پل بھر آنکھ نہ چمکی۔ ۱۸
چھوہنچوں کی تصویر آنکھ کے سامنے پھرتی رہی۔ راجہ دھرتراشت اور گاندھاری
جی کے صد مات جانکاہ نے نیند کو پاس نہ چھکنے دیا



گدا ارب

یعنی

نشانِ ارب دوم

اُدھیائے (۱)

کرپا خراج۔ استو تھاماں اور کرت رما کی لالاب
کے کنارے رسائی، دریو دھن کو کھٹکو

دریو دھن تالاب میں روپوش ہو چکا۔ بنجے نے راجہ دھرتراشت کو اس
کی دلی مایوسیوں کی خبر سنا کر چین کر دیا۔ راجہ دھرتراشت کے ہاتھ سے کلیجہ
تھام کر بنجے سے پوچھا۔
یہ تو بتاؤ۔ پانڈوؤں نے دریو دھن کو تالاب کے اندر سے کیونکر ڈھونڈ

لگا لا۔

بنجے۔ مہاراج۔ ادھر راجہ دریو دھن بھاگے۔ اور اُدھر کرپا پانچ
ادھر کرتا رہا۔ مٹی جان پر آہنی تختی۔ ایسے کوئی ایک دوسرے کا ساتھ نہ دے
سکا۔ جس کا جھٹکا ترخ ہو گیا۔ اسی طرف بھاگ بٹھا۔ پانڈوؤں کو مطلع معلوم
نہ تھا۔ کہ کون کس طرف گیا نہ انہوں نے چاروں طرف سوار دوڑا دیئے

مجزوں نے سرائے رسائی شروع کی۔ کہ پانچارج استو تھاں اور کرت برا
اتفاق سے مل گئے۔ درپودھن کا کسی کہتہ نہ تھا۔ ادھر ادھر ٹاپتے ہوتے
تالاب کی طرف پہنچے۔ تو کچھ سن پائی کہ راجہ درپودھن تالاب کے اندر
نشریت رکھتے ہیں۔ انہوں نے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا۔

آپ کو خوشخبری ہو کہ ہم لوگ آپ پر جان قربان کر لئے تو اب تک
زندہ ہیں۔ اگر موت بھی سامنے آئے۔ تو اس کی جان نہ چھوڑیں۔ پانچوڑوں
کی حقیقت ہی کیا ہے۔ بے مارے چھوڑیں۔ تو نام بدل ڈالیں۔

درپودھن کے ماتھے پاؤں میں جان نہ تھی۔ اس کو سب طرف سے
کالے ناگ ڈسنے نظر آتے تھے۔ زندگی سے ماتھے دھو چکا تھا۔ ان تینوں
مہاراجوں کی آواز اس کی رگوں میں لسی قدر تازہ خون پیدا کر دیا۔ لیکن
شکتہ دلی ہمتیں ہست کر دیتی تھیں۔ وہ بولا

مجھے آپ لوگوں کی ذات پر پورا بھروسہ ہے۔ واٹھی آپ نے مر وہ
امیدوں کو اس وقت زندہ کر دیا۔ مگر انہوں نے کہ بدن زخموں سے پھلتی ہو رہا
ہے۔ رگ رگ میں درد۔ عضو عضو زخمی۔ ہل کے پانی پینا حال۔ ماتھے پاؤں
چلانا ڈوب کر۔ تھکائی نے مار ڈالا۔ آپ سب بھی ۱۸ دن کے تھکے ماندے
ہیں۔ دن بھی ختم ہو گیا۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ آج آرام کیجئے۔ نیت سب
بخیر۔ صبح کو قیمت آزمائی کی جائے گی +

ادھیا (۲)

راجہ جی دھشکر کو درپودھن کی روپوشی کی اطلاع۔
پانڈوؤں کی تالاب پر آمد۔ درپودھن پر لعن طعن
اس کا طیش۔ باہم گفتگو۔ بھیم سین اور درپودھن

سے مقابلے کی شدت

دریودھن تالاب غوطہ لگا چکا تھا۔ استوتھاماں۔ کہہ پاچارج اور کرت
برما کے رتھ کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ جنہوں نے بھاسپ لیا کہ ہونہ
ہو۔ راجہ دریودھن تالاب میں چھپ رہا۔ لوگ انعام و اکرام کے لالچ میں
راجہ جدھشٹر کی خدمت میں پہنچے۔ بہن کا گوشت نظر کر کے دریودھن کا
ہتہ بتا دیا۔ راجہ جدھشٹر مارے خوشی کے اچھیل پڑے۔ پانچوں بھائی سری
کرشن جی کے ساتھ پیکے۔ اونچے پکے راجہ بھی شیروں کی طرح گرے۔ سنکھ
بجاتے فتح کا پھر برا اڑاتے ہوئے تالاب کی طرف بڑھے۔ شور و غل منکر
استوتھاماں وغیرہ بولے۔

راجہ دریودھن پانڈمہاں بھی آ پہنچے۔ آپ کا حکم ہو۔ تو سب کے منہ
پھیر دیئے جائیں۔

دریودھن۔ میری رائے جنگ کی نہیں۔ دھوکا دے دیتے ہیں
بہتر ہے۔ کہ آپ بھی موقعہ بچا جائیں۔

تینوں مہارنجی تو دریودھن کی حالت زار افسوس کرتے ہوئے رتھ
چھوڑ کر ایک بارے کے ہیں ٹھک گئے۔ یہاں راجہ جدھشٹر نے تالاب پر پہنچ کر
سری کرشن جی سے فرمایا۔ کہ اب تک دریودھن نکر و دغا سے باز نہیں آتا
یہاں بھی بدھیتی سے تالاب میں چھپ بیٹھا ہے۔

سرمجشن جی۔ کچھ پرواہ نہیں۔ مکارا و دغا باز کو دغا ہی سے مارے گا حکم
ہے۔ راجھپوں نے فریب سے کام لیا۔ تو راجہ اندر نے بھی فریب ہی

سے گونہالی کی۔ راوون نے جانگی جی کو فریب دیا۔ تو سری رام خیدرجی
نے اچھی طرح خبر لی۔ راوون جی اگر راجہ بل کو نہ چھلے۔ تو کام نہ بنتا۔ دھرم

راجہ جی۔ چھلی کپٹی۔ دغا باز مکار کو جان سے مارنا ہی دھرم ہے۔ رام ہونا
میں جس طرح میں نے راوون کو کبھ کرنا کو راہی عدم کیا۔ اسی طرح اس
وقت تم دریودھن کو جان کٹنے بغیر نہ چھوڑو۔

راجہ جدهشتر یہ منکر کرنا کئے۔ تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر گرے۔

سب تمہیں دریودھن کہتے ہیں۔ مگر میں سوچو دھن کے نام سے یاد کرتا ہوں۔ تمہارا جہم چھتری قوم میں ہوا۔ دنیا کے سو بیروں کو تم نے کبھی کچھ مال نہ سمجھا۔ تمہاری سی دولت۔ تمہاری سی شان و شوکت کے سامان۔ تمہارا عظیم الشان لشکر دنیا میں کس کے پاس تھا۔ آج کیا ہے۔ جو سیریلوں کی طرح تالاب میں منہ چھپائے بیٹھے ہو۔ کہیں مرد بھی لڑائی سے مٹھ چھپاتے ہیں۔ نانا۔ بھائی۔ ساموں۔ چچا۔ سرسارے۔ دادا۔ گرو۔ عزیز۔ اقربا سب کو موت کے منہ میں جھونک کر اپنی جان کو اس قدر سمجھنا انسانیت و حمیت کے خلاف ہے۔ بہادر تیر و تلوار کے زخموں کو جسم کا زیور سمجھتے ہیں ان کو ایسی موت زندگی سے ہزار درجہ اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تم ایسی مبارک موت سے ڈر کر لڑائی سے بھی چراتے ہو۔ تھکے۔ اگر تمہارے جسم میں چھتری خون ہے۔ تو آؤ۔ خم ٹھونکو۔ مردوں کو گھونگٹ کی ضرورت نہیں دریودھن نے تالاب کے اندر یہ غیرت دلانے والے فقرے کہنے۔ تو جوش مردی نے خاموش نہ رہنے دیا بولا

آپ لعن و طعن نہ کیجئے۔ میں نے لڑائی سے ہمت نہیں ماری۔ سب عزیز و اقارب میدان جنگ میں سو گئے۔ میں بیک بینی دو گوش رہ گیا۔ تنہائی کی حالت میں یہی مناسب تھا۔ کہ گوشہ عافیت میں آرام کروں۔ دن بھی ڈہل گیا تھا۔ لڑائی کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ اس صورت میں نے یہ جگہ استراحت کے لئے پسند کی۔ تو کیا بڑا کیا۔ جن بھائیوں کے لئے میں نے اتنا درد سربول لیا۔ وہ سب چھوڑ گئے۔ جن کے بھروسے پر میں نے آپ کے مقابلے میں ہتھیار اٹھائے تھے۔ ان میں سے ایک باقی نہیں۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ میرے دن آگئے۔ اقبال و غادے گیا۔ مجھ میں آپ سے مقابلے کی طاقت نہیں رہی۔ زمین بیوہ ہو گئی۔ کشتری سو بیروں سے اٹھ گئے۔ اب میں کس پر حکومت کروں۔ آپ نے بہت دنوں صحرانوردی کی۔ اب آپ

شوق سے عنان سلطنت ماتھے میں لیجئے۔ اب میں وہ مرگ چھالا اور ٹھونکا
جو آپ نے اوتار کر پھینکا ہے۔ مجھ کو مطلق تاج شاہی کی ہوس نہیں۔
راجہ جہدھشر پر یاس بھرے ہوئے الفاظ نے ایسا اثر کیا۔ کہ آنکھوں
میں آنسو بھر گئے۔ فرمایا کہ

دریودھن اتنے مایوس ہو۔ جب تک سوانسایت تک آسا۔ جس وقت
تک سانس چلتے رہیں۔ مایوسی مناسب نہیں۔ ایٹور نے ہمیں طاقت دی
ہے۔ جو کام اپنے ماتھے پاؤں کرنے ہیں۔ وہ دوسروں سے ممکن نہیں
تم ضرور لڑو۔ اور دیکھو کہ قیمت کا پانسہ چت ہوتا ہے۔ یا پٹ۔ اگر
چیت ہو گیا۔ تب تو تمہارے پو بارہ ہیں۔ ورنہ بازی میرے ماتھے میں۔
تمہارے جیتے جی سلطنت پر قف کرتا ہوں۔ تم میں اگر حکومت دینے
کی قدرت بھی ہو تو میں لینے والے پر لعنت بھیجتا ہوں۔ وہ دن یاد ہے۔ کہ
سوئی کے منہ کے بھرنے دینے سے انکار تھا۔ اب اتنی فیاضی کیسیاں پٹ اس
طرح مٹایا نہیں جاتا۔ اب بات تب ہی ہے۔ جب دست بدست کلمہ ہو کر
حکومت دینے پر مجبور ہو۔ یا ہم کو بیچا دکھا کر خود غلطی عالم پناہی دکھاؤ۔ اتنا کہہ کہ
راجہ جہدھشر نے سر سے آخر تک دریودھن کی تمام شراروں اور دشمنیوں کو
گنا کر دریودھن کو عرق خلعت میں ڈبو دیا۔ وہ وہ طعنے دیجئے۔ ایسے ایسے زبان
کے زخم لگائے۔ کہ دریودھن تلملا گیا۔ لاکھ بیبت ہر طرف سے گھیرے ہوئے
مٹی موت ہزار منہ پھیلانے سامنے کھڑی نظر آتی تھی۔ مگر دریودھن نے تا دکھا کر
سر چاؤ آب سے باہر نکال ہی دیا۔ بدن غصے سے کانپ رہا تھا۔ چہرے پر
سرخی دوڑ رہی تھی۔ پسینہ پیشانی پر جھلک رہا تھا۔ منہ سامنے کر کے بولا۔
دھرم کی لڑائی منظور ہو۔ تو ایک ایک سامنے آ جائے۔ لاکھوں زعموں
سے چور ہوں۔ مگر پھر بھی کرشن جی ارجن بھیم بین یا تم مقابلے پر ہو۔ تو ایک ایک
کو مزہ چکھا دوں۔ کہ دھرم راج دھرم راج کے خطاب کا سارا گھمنڈ بھی نکل
جائے۔ راجہ جہدھشر کا جواب یہ تھا۔ کہ

کیوں نہیں۔ آخر چھتری کے بیٹے ہو۔ چھتری دھرم تمہاری گھٹی میں

پڑا ہے۔ پھر کہیں نہ ایک ایک کر کے ہم سب کو زیر کر دو گے۔ مگر یہ بتاؤ۔ کس سے لڑنے کا ارادہ ہے۔ ہم پانچوں بھائی کھڑے ہیں۔ کسی ایک کا ماتھہ پکڑ کر کھینچو۔ تو قدر عافیت معلوم ہو جائے۔ اگر تم جیتو تو حکومت انتہاری۔ ہم بیچا دکھائیں۔ تو ہم تخت حکومت کے مالک۔ بس فیصلہ۔ تم مجھ کو دلا چنا سمجھتے ہو تو لے۔ بس آ جاؤ۔ کہے دیتا ہوں۔ کہ راجہ اندر مدد کر میں۔ تب بھی انتہاری خیر و عافیت نہ ہو۔ ایک اوچھڑ میں ساری پانی کچائی لگا کر رکھ دوں

یہ الفاظ سن کر درویدھن آگ ہو گیا۔ تاب ضبط باقی نہ رہی۔ جان پر کھیلنے کے لئے تالاب کا پانی چیرتا ہوا ساحل پر جا کھڑا ہوا۔ بدن مرصع طلائی زیوروں سے آراستہ تھا۔ ڈیل ڈول سے طاقت برستی تھی۔ چہرے پر لاکھ مرونی چھائی تھی۔ پر شاہی جلال اپنی جھلک دکھائی رہا تھا۔ طلائی بحر ماتھ میں بلی فی طرح چمکتا تھا۔ مگر درویدھن کی ہمتوں کی طرح شکستہ جس وقت درویدھن اس شان سے نمودار ہوا۔ پانڈوؤں نے ہتھکڑے لگائے۔ اور پانچال دیشی راجاؤں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ درویدھن کے کپڑے تربتر تھے۔ عضو عضو سے پانی ٹپک رہا تھا۔ مخالفوں کی منہجہ پسند ہی پر آئے اور بھی طیش آیا۔ کرٹاک کر بولا

سخراہن کیا کرتے ہو۔ میں موجود ہوں۔ جس کے سر پر موت سوار ہو۔ جسکو کچھ دم و اعیہ ہو۔ سامنے آ جائے۔ مگر شرط ایک ایک کی ہے۔

راجہ جدہ شتر۔ واہ رے ننھے اس وقت ایک ایک کی شرط۔ اجماع ایک تھا۔ کہ نہراہ۔ اس پر چھ ہمار تھی اپنا اپنا لشکر لے کر ٹوٹ پڑے۔ تب ستر سے بڑھ گیا۔ کہ ایک ایک کی شرط ہے۔ چلو پھر پانی میں ڈوب مرو۔ کیا کروں۔ درویدھن کا پاس ہے۔ سوزن اسی وقت سب کے سب بوٹی بوٹی قیمہ کر کے اجماع کا عزم لے لیتے۔ خیر خاطر ہے۔ ایک ہی ایک کی شرط سہی۔ مگر ذرا بال سنبھا لو۔ منہ دھو ڈالو۔ ہتھپارہ پا جو زرہ بکتر و درکار ہوں۔ مانگ لو۔ جس میں یہ کہنے کو نہ ہو۔ کہہ چرخی میں ڈوب اٹک گئی۔ پانسہ لاکھ میں رہ گیا۔ ہم پانچوں بھائی ختم ٹوٹ کر رہے ہیں۔ جس سے چاہو لڑو۔ تم جیتو تو سلطنت انتہاری۔ ورنہ ہم تاج

شاہی کے مالک۔ سری کرشن جی فریقین کی گفتگو خاموشی سے سن رہے تھے۔ جب جوڑ کا فیصلہ ہونے لگا۔ تو ان سے رمانہ کیا۔ جدہشٹر سے بولے۔ کہ ہرگز میں فتنوں بات کی کبھی اجازت نہ دوں گا۔ دریو دھن جس سے چاہے لڑے۔ یہ شرط بالکل مہمل ہے۔ تم میں یہ طاقت نہیں۔ کہ دریو دھن کے وار برداشت کر سکو۔ میری تجویز ہے۔ کہ صرف بہیم سین سے مقابلہ ہو۔ اور اس جوڑ کی جیت نافرخت و شکست کا فیصلہ کشتی باز کو کشتی باز سے لڑنا چاہیے۔ تیر انداز کو تیر انداز سے۔

راجہ جدہشٹر آپ کا فرمانا بہت درست۔ مگر آپ اطمینان رکھیں۔ میں اکہلا دریو دھن کے لئے کافی ہوں۔ مانتھ پاتون کا جیال نہ کیجئے۔ آقاں کے سامنے شیر بھی دم دبا جاتا ہے۔

بہیم سین۔ بہت بجا بالکل ٹھیک۔ جب میں موجود ہوں۔ تو آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت۔ مہاراج سرکریشن چندر جی کا بھی اشارہ ہو گیا۔ آپ پیر دیکھئے۔ میں ابھی درجو دھن کو چیت کرتا ہوں۔ یہ دیکھئے گدا۔ ادھر میرا وار ہوا۔ ادھر دشمن نثارو۔

درجو دھن۔ منہ کی بڑ بڑ سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو گرہ جیگا۔ وہ برسیگا نہیں جس طرح زبان چلتی ہے۔ اس طرح گرز بھی چلے۔ تب لطف ہے۔ مرد ہو۔ تو باتک پنہ کے مانتھ دکھاؤ۔ جو مارے پالا اسی کے مانتھ

یہ کہتے ہی دریو دھن نے سر پر ایک صاف باندھ لیا۔ اور خود بکتر زرہ چو شن چلنے چار آئینہ پہنکر اس طرح پتیرے بدلنے لگا۔ گویا شیر شکار کو زد پہلا رہا ہے۔ بہیم سین نے گرز کا ندھے پر رکھ کر کہا:-

وہرم راج جدہشٹر۔ آج الیوڈ نے عرض لینے کا موقع دیا۔ ذرا سی دیر میں اس پانی کی ہڈیاں میرے گرز سے سر مہوں گی۔ اس وقت میری وہ پرتگیا پوری ہو گی۔ جو میں نے اس وقت کی تھی۔ جب یہ نگ خاندان رانی درویدی کی عصمت و عفت کا گاہک ہو رہا تھا۔ اچھا لے۔ دریو دھن ہوشیار تیری موت آگئی۔

یہ کہتے ہی بھیم سین تیشیر کی طرح ٹکارتا ہوا آگے بڑھا اور دریودھن کی موت سر پر کھیلنے لگی۔

ادھیائے (۳)

دریودھن اور بھیم سین کے معرکہ گزربازی میں سری بلرام جی عرف بلیدیو جی برادرِ معظم سری کرشن جی کی تشریف آوری

مہاجرات کے دلوں میں سری بلیدیو جی تیرتھ یاترا میں مصروف تھے جس وقت بھیم اور دریودھن کا سامنا ہوا۔ اتفاق سے اُسی وقت وہ اس مقام پر وارد ہوئے۔ جہاں کوروؤں اور پانڈوؤں کی قسمت کا آخری فیصلہ شدنی تھی۔ دریودھن اور بھیم سین فن گزربازی میں بلیدیو جی ہی کے شاگردِ رشید تھے۔ اس لئے ان کے باہمی مقابلے کا اشتیاق ان کو موقعہ وار دستاویز پہنچ لایا۔ جس وقت نزول ہوا۔ سری کرشن جی اور پانڈوؤں نے دوڑ کر قدم چومے۔ بڑی تعظیم و کرم کی۔ مگر دریودھن نعمتِ خوری سے پورے بدستور گزرتانے ہوئے تنہا اُکڑتا رہا۔ سراوہ ختم کرنا کیا معنی۔ اس نے خیال بھی نہ کیا۔ کہ کون واجبِ التعظیم بزرگ آنکھوں کے سامنے ہے۔ بلیدیو جی اس وقت ان راجوں کے حلقے میں تھے۔ جنہوں نے پانڈوؤں کی جان۔ ہی خلعت اعزاز پایا تھا۔ دریودھن کی طرف نظر اٹھائی۔ تو گیارہ چھہ سنی ذل میں سے ایک سپاہی بھی ساتھ نہ تھا۔ بدن زخموں سے پورے کپڑے پانی میں تھرا پڑ چہرہ آواں۔ آخر اقبال بے نور۔ مگر اکڑ رہا ہے۔ دم دینے میں فرق نہیں بھیم سین آدھرتانے ہے۔ ادھر دریودھن۔ دونوں ایک دوسرے کے خون

کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ قہر آلودہ نگاہیں اپنے اپنے حریف کو چیتا کھانے کچا چھا جانے کی قمیص کھاتے ہوئے بیڑا اٹھاتے ہوئے ہیں۔ بلدیو جی کرشن جی کو نکلے سے لگا کر ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ جمال جہاں افروز نے شیوہ مارتی کو شرف پونو کے چاند سے منور کر دیا۔ صد نادروں میں دو آفتاب جہاں تاب روشن نظر آتے تھے۔ ادھر گھنٹیاں م سری کرشن جی کی سالنی صورت موہنی مورت آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی تھی۔ ادھر بلدیو جی کا پیتا مہر ساون بھادوی کے نیلگوں آسمان کی تصویر پیش نظر کرتا تھا۔ مہر پر جڑاؤ ملکٹ۔ بازو پر مرصہ جو شن گھے میں جو اہرات کا کنٹھا۔ سینے پر قیمتی موتیوں کے ہلے۔ پھولوں کے مار۔ مزید ہاں کمر سے کاندھے تک مہین زر کار ریشمی دوپٹے۔ صورت و سیرت زیور و لباس سب سے ایک دلاویز اور ابرستی تھی۔ اس پر بہادرانہ تیور میں سونے پر سہاگا کا کام دے رہے تھے۔ دوشیروں کا کلہ بکلہ دیکھ کر بلرام جی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ دونوں جس طرح چاہو۔ لڑو۔ مجھے کچھ واسطہ نہیں۔ مجھے اس وقت سب اہم شائی نہیں۔ طرفداری یا رعایت کسی کی نہ ہوگی

سری کرشن جی نے مراد ب جھکا کر عرض کی۔

آپ کو کسی کی رعایت سے کیا مطلب۔ آگ جانے لو مار جانے۔ کوئی مارے یا چیتے۔ آپ فقط سیر دیکھیں۔ ابھی آپ نے یہ بھی نہ فرمایا۔ کہ ۱۲ دن میں کہاں کہاں کی سیر کی۔ اور اس وقت ادھر کیونکر آنا ہوا۔

بلرام جی۔ جو وقت آپ نے تن تنہا رجن کا ساتھ دیا۔ اور دریودھن کو کرت برائے ماتحت اپنی ایک اکٹوہنی نارائن سینا دیکر رخصت کیا۔ اور جب میں سنے دیکھا۔ کہ دھرتی اشٹ اور دریودھن اپنی مٹھ پر قائم رہے۔ آپ کا کچھ کہنا نہ مانا۔ تو میں سب کو قہمت پر چھوڑ کر ودار کا سے چل دیا۔ سرستی کے خوب اشنان کئے۔ جنگلوں میں پتوں پتوں کی سیر کی۔ صد نا مہرک استھان دیکھے۔ سرستی کے کنارے جگ کر کے قرب وجوار کے تیرکتوں میں اشنان و صیان پو جا پاٹ دان پن کا آئند لٹا۔ یہاں سے دہل جی اور بھار دواج کا ساتھ ہوا۔ تو خوب تیرکتوں کی سیر نصیب ہوئی۔ مہرا بن سے کاریوں

کاربوں سے جتنا جی میں پہنچ ہوئی۔ تو بس بکینٹھ کا سا مزہ آگیا۔ سوچ کی کنیا دھرمراج یعنی جمران کی بہن، جتنا جی کی جو کچھ عصمت سننے میں آئی۔ عجب دلا دینہ اور خوشگوار تھی۔ میں اس پوتہ قندی کے کنارے کھائیں سن رہا تھا کہ دفعۃً نارودھی وارد ہوئے۔ تعظیم و تکریم اور مزاج پُرسی کے بعد دنیا چل کے حالات پوچھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کوروٹوں پانڈوٹوں نے بازار گرم کر دیا۔ ہمیشہ جی۔ درونا چارج۔ کرن۔ رشل۔ سب گھوڑے بچکے بستر مرگ پر سو گئے اور اب درپودھن اور بھیم سین کا مقابلہ ہے۔ چنانچہ یہ خبر سنکر میں یہاں نہ پہنچا۔ دونوں کی محبت یہاں گھسیٹ لائی۔ یہ بھی دیکھنا تھا۔ کہ کس کے نصرت و بازو زیادہ کار نمایاں کرتے ہیں۔ چنانچہ اب دیکھنا ہے۔ کہ پالا کس کے ماتھے رہتا ہے۔ میری دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ میں دونوں کو ایک نظر سے دیکھوں گا۔ جو ڈر برابر کی ہے فتح و شکست ایشور کے ماتھے ۛ

ادھیا (۴)

بھیم سین اور درپودھن کی کریم وزاری۔ بھیم سین کی فتح۔ درپودھن کی شکست

صوفت بھیم سین اور درپودھن مقابل ہوئے۔ گرز سے گرز بھجنے کی نوبت آنے ہی کو تھی۔ کہ بلدیو جی ہماراج نے فرمایا یہ جگہ لڑائی کے لئے موزوں نہیں۔ رٹنے مرنے کے لئے کوئی مناسب اور مقدس مقام ہے۔ تو صرف کر کشیتر ۛ

سب لوگوں نے بلدیو جی کی تقریر پر توجہ کی۔ اور فوراً ہی کر کشیتر کے میدان میں جا پہنچے۔ دونوں پلنگ بیٹھ شجاعت شیر کی طرح ڈھاکر اور جوجس کے منہ میں آیا۔ ایک دوسرے کی شان میں بختارنا۔ راجہ

دھرتراشت کی آنکھوں سے اس وقت بے اختیار آنسو ٹپک پڑے۔ دل
تڑپ گیا۔ بولا کہ

مائے! میری جان و جگر دریودھن کی یہ حالت کیسی۔ کہاں گیارہ
اکٹوہنی فوج کا برتا۔ کہاں تنہائی نہ جانے غریب نے بکیسی گے عالم میں
کہہ نہ کر بھیم سین کے وہ الفاظ برداشت کئے۔ جن کا زخم تیر و خنجر سے بھی زیادہ
جگہ خراش کھتا۔ آہ جس دریودھن کی ذرا سی ترچھی نگاہ چار اطراف عالم میں
زلزلے کی سی کیفیت ہو جاتی تھی۔ اسکی کس پرسی کی یہ مصیبت۔ جس مرنا
خمر کو دنیا تاج زمانہ مانتی تھی۔ اس کو زبان کے زخم سے جو تکلیف محسوس
ہوئی ہوگی۔ اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ میں خیال بھی کرتا ہوں۔ تو
وہ کہہ رہا ہے۔ کچھ کے ٹکڑے اڑتے ہیں

سنے بولا۔ جہاراج مشیت ایزدی میں دخل نہیں۔ ایشور کی مرضی کے
آگے کسی کی پیش نہیں جاتی۔ ذرا طبیعت کو روکئے۔ دل سنبھالئے۔ اور
سنئے کہ کرکشیتر میں کیا گزری۔ جہاراج جی میں نے معتبر گوئیوں سے سنا کہ
جس وقت دو نوں بہادر گزتان تان کر چلے۔ آسمان پر غبار چھا گیا۔ خون
کی چھڑی لگی۔ دریودھن کی طرف وہ وہ بدشگونیاں ہوتیں۔ کہ بھیم سین
ماحتی کی طرح چٹکھڑتا ہوتا راجہ جد ہشتر سے بولا۔

میرے دھرم راج۔ یا لا اپنے ہاتھ۔ بازی اپنی۔ دریودھن جانا کہاں ہے
آج ہی اس سے اگلی پچھلی گسر نکالے لیتا ہوں۔ جو پڑ گیا کی ہے۔ وہ اسی
وقت پوری دیکھ لیجھٹیکا۔

دریودھن بھی شیر کی طرح بپھر رہا تھا۔ گرج کر بولا۔

واہیات! یک جہک سے کیا مطلب۔ دو دو ہاتھ سے معلوم ہو جائے

کہ میر کون ہے۔ اور سو اسیر کون

بھیم سین کہے دیتا ہوں۔ کہ اب سہننا پور دیکھنا فیصلہ نہ ہو گا۔
دھرتراشت مائے دریودھن مائے دریودھن کہتے کہتے دم توڑ دے گا۔
مجھے ایک نظر دیکھنے کی ہوس رہ جائے گی

دریودھن۔ جو ہو گا اس کا ذکر فضول جو گزرے گی۔ وہ میری جان پر۔ تمہیں اگھٹنے سے کیا حاصل۔ عورتوں کی طرح کھسیاں پٹ نہ کرو۔ مرد ہو تو زبان کے عوض گرز چلاؤ۔ فضول ہو اس کا وقت نہیں۔ موقوفہ سے کہ تم میرا کھایا پیا نکال دو یا میں تمہارا یہ کہہ کر دریودھن نے و انت کٹکٹا اور گرز لے کر بھیم سین پر دوڑا

بھیم سین بولا

گرز لے کر کیا جھپٹا ہے۔ ایک اوجھڑ میں کام تمام کر کے رکھ دوں گا جہاں ہے تو یہ کہ تجھے سمجھا دوں۔ کہ آج تجھے کن کن شرارتوں کا خمیازہ کھینچنا ہے۔ تیری ایک ایک شیطنت کی تصویر اس وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تو نے اپنی خودی کے زعم میں بھیشم پیامہ۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل۔ ایسے ایسے بہادران عظیم النظر و استواران فن تیغ و تیر کا خون کا اپنے سر پر لیا۔ گیارہ چھبیسوں کی جان گواہی۔ ہماری سات چھ ہینوں کا بھی ستیا تاس کیا۔ لاکھوں بوائے تیری جان کو رو رہی ہیں۔ لاکھوں یتیموں کا صبر تجھ پر پڑ رہا ہے۔ اب تاک کسی کرے سے سامنا نہ ہوا تھا۔ اس سبب سے تو بچ رہا۔ شکر ہے کہ آج تیری موت تیری رفاقت کی۔ اب یہ گرز ہو گا

اور تیرا سر

دریودھن۔ اکیلا جان کر ایسی باتیں، اگر میرے حمایتی بھی موجود ہوتے۔ تو منہ سے بات نہ نکلتی۔ بس اب زبان کا سینچر آنا۔ وہ۔ اور قیمت کا فیصلہ کرو زبان جمع خرچ سے کچھ حاصل نہیں

دریودھن اس وقت تنہا تھا۔ اس کو یہ بھی اُمید نہ تھی۔ کہ دم نکلتے پر کوئی دو آنسو ڈال دیگا۔ مگر واہ ربی ہمت و جرات۔ اس کے پتور بدستور تھے۔ چہرے پر ذرا بھی میل نہ تھا جن وقت بھیم سین نے وار کیا۔ حاصرین موقع دہل گئے۔ دریودھن نے بھی چوٹ بجا کر ایسا ماتھ رسید کیا، کہ اہل تماشا کی جان اڑ گئی۔ بھیم سین گرز کو چکر دینا ہوا۔ دریودھن پر چوٹ کرتا تھا۔ دریودھن بھی بڑی پھرتی سے گھٹیاں بجا بجا کر سر کرپاٹ باہر آئے ماتھ دکھاتا تھا۔ مگر

کسی کی غزب کارگر نہ ہوتی تھی۔ دونوں کا دم پھول گیا۔ تو کچھ دیر سستائے۔ جب پھر ہاتھ ہاتھ پاؤں میں جان آئی۔ تو اٹھئے۔ ایسی مارو مارا ہوئی۔ کہ دونوں بہادروں کا جسم چور چور ہو گیا۔ زخموں سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ جب بھیم سین کے واروں سے دریودھن تنگ آ گیا۔ تو ایک مرتبہ جی کڑا کر کے جان پر کھیل کر اس روز سے گرز کا وار کیا۔ کہ بھیم سین تیور اکر زمین پر چپت ہو گیا۔ مگر تھا۔ جیالا۔ گرتے ہی سنبھلا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی

دریودھن کے دست و بازو نے اوروں ہی کو نہیں۔ سری کرشن جی کو بھی گر داب حیرت میں ڈال دیا۔ جناب ممدوح ارجن سے بولے کہ بس سمجھ لیا۔ کہ بھیم سین کی پیش نہ جائے گی۔ دریودھن روٹیں تن بٹے۔ اس پو گرز کا اڑ گیا۔ یہ ضرور بھیم سین کو مار لیگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ کوئی چال کھیلی جائے۔ طاقت کا گھمنڈ کچھ کام نہ دے گا اس کو اپنی پڑ گیا کا مطلق خیال نہیں۔ بھیم سین قسم کھا چکا ہے۔ کہ ران توڑوں گا۔ جس وقت یہ بات یاد آئی۔ بس دریودھن کا حاتمہ ہے۔

بھیم سین لڑتو دریودھن سے رہا تھا۔ مگر کان اسی طرف تھے۔ جو ہیں اس نے ارشادہ پایا۔ دریودھن کی جان کا گالک ہو گیا۔ بادل کی طرح گرج کر چپٹا اور گرز گھما کر اس زور سے ران پر مارا۔ کہ دریودھن ہنٹ سے زمین پر گر پڑا ہاتھ پاؤں سے جان بھل گئی۔ ہر طرف سے واہ واہ کا شور بلند ہوا۔ جو تھا بھیم سین کی تعریف کرتا تھا۔

ادھر لوگ تعریف کے پل باندھ رہے تھے۔ ہر طرف بغلیں بچ رہی تھیں کہ دفعہ دریودھن پھر سنبھلا۔ اور اٹھ کر اس زور سے گز مارا۔ کہ سب بھیم سین کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ لیکن بھیم سین بھی موم کا نہ تھا۔ گرتے ہی اٹھ بیٹھا۔ پیتر سے بدلے گرز چکر دیا۔ اور دریودھن کی طرف لپکا۔ سرکیشن جی چھتی نظر سے پوٹوں کو دیکھ رہے تھے۔ دریودھن کی ایک ایک چوٹ تیرا حل کے وار سے کم نہ تھی۔ راجہ جدو شٹر بولے۔ آپ نے بڑی غلطی کی۔ دریودھن کی چوٹیں دیکھئے۔ کس غضب کی ہیں۔ اگر ایشور نہ کرے۔ اس

کا داؤد چل جائے۔ تو آپ کے پٹے کیا پڑے۔ درپودھن ہی پھر راج کا مالک ہو کر آپ کو انگلی پر بچا لیتا۔

بھیم سین کے کان میں بھنک پڑ رہی تھی۔ پتیرے بدلتا ہوا بولا کہ
مہاراج! آپ کس خیال میں ہیں۔ چپ چاپے سیر دیکھتے دیکھتے۔ میں
ابھی اس نالائقی کو بستر مرگ پر ملائے دیتا ہوں۔ آپ کسی طرح کی فکر نہ کیجئے
درپودھن کو اس تقریر سے مرچیں لگی۔ بڑے طیش میں گرز لے کر دوڑا۔
مگر بھیم سین نے زانوؤں پر ایسا تلاما تھام لیا کہ درپودھن کراہ کراہ کر زمین
پر لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پانڈو اور اس کے ہمراہی پھولے نہ سمائے۔ منکھوں کی
آواز چاروں طرف گونج گئی۔ آسمان پر خاک اڑتی دکھائی دی۔ چرند پرند کی
آوازیں میں دردناک اثر تھا۔ خلاصہ یہ کہ درپودھن تو ادھر مرا ہو کر خاک
پر لیٹ گیا۔ اور سب بھیم سین کے ڈنڈے تل کر شاہاں دینے لگے۔

ادھیائے (۱۵)

بھیم سین کی درپودھن پر ٹھوکر بازی۔ راجہ جودھشٹر
کا اظہار افسوس۔ بلرام جی کا عتاب
سرکشن جی کی دل دہی

درپودھن زمین پر بے ہوش پڑا تھا۔ بھیم سین کا ماتھوں کیلج بڑھ گیا۔ آنکھوں
میں خون اتر رہا تھا۔ مارے غصے کے اس پر لپکا۔ اور پاس پہنچتے ہی پاؤں سے
صح منکٹ کو بھڑکادی۔ سر پر ایک لات جڑی۔ اور بولا:-

بہت تیرے مردود کی۔ اب تو سزا پاتی۔ یہی کم بخت بھری سبھا میں
ہم لوگوں کو چڑانے کے لئے چمکتا شکتا ناچتا تھرتھاتا کچھ کہو۔ ورنہ پدی کو

گو گھوڑے کا منہ بلا کہ نہیں۔ زہر خورانی کا جہازہ۔ لاکھ کے مندر میں جلائے کا
نتیجہ دیکھ لیا۔ کہیں سے ہمیز ہم نام دتے۔ یا تو اور تیرے حمایتی۔ دیکھ مروا ہے
بات کے دھنی ہوتے ہیں۔ ران توڑنے کی بات پوری کر دی کہ نہیں۔ او عقل
کے اندھے۔ اندھے کے بیٹے نالائقی۔ ننگ نامدان۔ اگر راجہ جدہشٹر کا پاس
نہ ہوتا۔ تو اسی وقت تیری ران کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ جب تو درود پدی
کو بٹھانے کے لئے زانوؤں پر تھکیاں دیتا تھا۔ کیا کہوں۔ اتنے دلوں ول
میں ہوس لئے رہنا پڑا۔ دل میں لپیٹی تھا کہ دھرتراشت اسمیت سب کو وہیں
قہر کر دوں۔ شکر ہے۔ کہ آج دل کے ارمان نکلے۔ اس وقت بدن میں دھڑلہ
خون بڑھ رہا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ دو بڑے کروں میں کھوپڑی کے پر کچھ اڑا
دوں *

راجہ جدہشٹر کو بھیم سین کی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی۔ درپودھن کی حالت
زاران کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ بھیم سین سے فرمایا :-
تم نے اس وقت سخت نالائقی کی۔ درپودھن وہ شخص ہے۔ جس سے
تمام دنیا بھرتھر کا پتی تھی۔ بڑے بڑے تاجدار قدموں پر سر رکھتے تھے۔
پورب پرچم۔ آئے دکن میں جس کے اٹھ ج اقبال کا طوطی بولتا تھا۔ جس کے زیر
علم گیارہ اگستہی دل نے اپنی جانیں قربان کیں۔ ایسے صاحب جاہ و حشم
مالک بطل و علم کا سر ٹھکانا کیا معنی۔ تم دھرتما ہو۔ تمہیں ایسی باتیں زیبائیں
مانا کہ درپودھن نے حواشیوں کے کہنے سننے میں آکر ہم سے دشمنی کر لی۔ مگر
ہے تو ہمارے ہی چچا کا بیٹا۔ ہمارے چچا کا بھتیجا۔ اور ہمارا ہمارا بھائی
پہ کہہ کر راجہ جدہشٹر کو بھاتے ہوئے درپودھن کے سر مانے گئے۔
میر پر دھست شفقت پھیرا اور کہا۔

کہانی صاف کرنا۔ بھیم سین نے بہت بُرا کیا۔ افسوس کم محبت ہم مجتوں
نے ایسے کان بھرے۔ کہ تم نے ہم سے عداوت مول لے لی۔ تم ہم کو دشمن
سمجھے۔ اور یہ نہ سوچے۔ کہ تم خود سانپوں کو دودھ پلا رہے ہو۔ وہ تمہارے
خیر اندیش نہ تھے۔ آئین کے سانپ تھے۔ مانگے ان نالائقیوں نے سارا

خاندان غارت کر دیا۔ بہاری خداسی غلطی دینا بہادروں سے خالی کر دی۔ بیہوش
پتلمہ۔ درونا چارج۔ کرن شکنی۔ جید رتھ ایسے ایسے سوہیروں کے بیٹھنے سے
شجاعت کے بیٹھنے سے شجاعت و دلیری کا نام میٹ گیا۔ تم تو مزے میں رہے
گھڑی دو گھڑی میں چلتا دھندا کرو گے۔ سارے رنج و غم فکر و کاش سے
چھٹکارا مل جائے گا۔ سو رنگ میں جگہ پاؤ گے۔ بیٹی میری خراب ہوئی۔ کہ سب
بھائی بہنوں نانی پوتوں۔ نانا۔ ماموں۔ لڑکوں چاکروں و پھرہ کے رنج سے
جیتے جی نجات نہ ملے گی یہ ہوداؤں کی مائے واپلاشن سن کر کلیجہ ہر وقت ٹھوٹے
ٹھوٹے ہو گا۔ تم جانتے ہو کہ مجھے راج مٹنے سے خوشی ہو گی۔ نہیں ایسی زندگی
مجھے موت سے بدتر ہو گی۔ راج زک سے بڑھ کر۔

مائے مجھ سے بیکس بیٹیوں اور سینہ چاک عورتوں کی صورت کیسے
دیکھی جائے گی

راجہ دھرتی اشٹ کا دل یوہیں تڑپ رہا تھا۔ دریودھن کا سر ٹھکرائے
جانے کی کیفیت سن کر زور زور سے رو پڑے۔ منہ پیٹ کر پوچھا
دریودھن کی یہ دُرگت ہوئی۔ ادب لرام جی بیٹھے دیکھا کئے۔ ٹکپہ نہ
بولے۔

سنجے۔ دہ شیش جی کا۔ دھرم کی مجسم تقدیر۔ بھلا خاموش رہ سکتے تھے
انہوں نے بھیم سین کو خوب دھڑکا لیا۔ بولے کہ
ناف کے نیچے گز مارنا کیا سنی۔ دریودھن کے ساتھ یہ ادھرم۔ شاستر
نی ایسی خلاف ورزی۔ رہ ابھی تیرا سر توڑے رکھے دیتا ہوں۔ یہ موٹے موٹے
ماٹھے پاؤں کچھ کام نہ دیں گے۔

یہ کہتے ہی انہوں نے ہل اٹھایا۔ اور بھیم سین کی طرف دانت کھٹکا کر پکے
سری کرشن جی نے جھپٹ کر دامن پکڑ لیا۔ اور ماتھے چوڑ کر بولے کہ۔
آپ کا غصہ بجا ہے۔ مگر ذرا سن لے لیجئے۔ کہ بھیم سین قابل معافی ہے۔
یامستی عتاب۔ جس وقت دریودھن درویدی جی کرنا توڑوں پر بھڑکنے کے
لئے بال پکڑ کر کھڑا رہا تھا۔ اس وقت بھیم سین نے بھی قسم کھائی تھی کہ پانی

راں توڑوں گا۔ چنانچہ اس نے اپنا دعویٰ پورا کر دکھایا۔ اس میں اس کی کچھ خطا نہیں۔ دریودھن نے اس کو خود موقع دیا۔ کہ راں ٹوٹے۔ دھرم شاستر کی رو سے ذاتی بہبودی کے واسطے دشمن قلع فتح دوست کی بہتری کے لئے دشمن کے دوست کی بربادی اور دوست کی بھلائی کی غرض سے دشمن کے دوست کے ہنر و نابود کرنے کی ضرورت ہے۔

پانڈو ہمارے پیچھے ہیں بھائی ہیں ہمارے دادا اور ان کے نانا ایک ہی تھے۔ سو بھدر کے رشتے سے ارجن ہمارا بہنوئی بھی ہے۔ بس ان کی بہتری ہو۔ تو ہماری بھی بہتری ہے۔ دریودھن کی بہتری سے ہم کو کیا غرض۔ پانڈو کی بے عزتی کی سزا جکولے۔ ہماری عین خوشی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو تیرے رشی کی بددعا معلوم ہے۔ انہوں نے دریودھن کو یہی سراپ دیا۔ جو بھیم سین نے سچ کر دکھایا۔ اس لئے آپ تشریف رکھیں بھیم سین بے خطا ہے۔

بلرام جی آپ جو کہتے ہیں بہت درست ہے۔ خبر جو شتر نے تھامے ہوئے۔ میں کہے دیتا ہوں۔ کہ دنیا میں جہاں بھیم سین کے نام کی عزت ہوگی۔ وہاں یہ وہبتہ بھی ضرور قائم رہے گا۔ کہ اس نے دریودھن کو ادھرم ماما سری کرشن جی بلرام جی کا عقد رفع کر کے راجہ جادھتر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ

آپ نے بھیم سین کو پہلے ہی کیوں نہ منع کر دیا۔ کہ ایسی شرارت نہ کرے۔

راجہ جادھتر۔ مجھے اس کی مطلق خبر نہ تھی۔ مجھے شان و گمان بھی نہ تھا۔ کہ بھیم سین اس طرح آپ سے گزر جائیگا۔ ایسٹور گواہ ہے۔ کہ میں دریودھن کو اکھڑتے دیکھ نہیں سکتا۔ مجھے جب خاندان کی تباہی کا خیال آتا ہے۔ تو کلیجے پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ مگر کیا کروں۔ نہ روئے بن پڑتی ہے۔ نہ ہنسنے ہی کو جی چاہتا ہے۔ بھیم سین ناچہ جوڑ کر سامنے آیا۔ اور کہا کہ

دھرم راج جی۔ میدان صاف ہو گیا۔ سب ادھرمی دنیا سے رحلت

کر گئے۔ دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا سرخ و غم کا موقعہ نہیں۔ مڑے سے راج
 کیجئے۔ مہارے دل کا کاٹنا اہل گیا۔ اور کیا چاہیئے۔ راجہ جہریشٹر نے سری
 کرشن جی کی طرف رخ کر کے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ
 یہ سب آپ ہی کی مایا بنی۔ آپ کی توجہ نے آج دشمنوں سے بھگ کر دیا
 کہاں تک شکر گزار ہوں

ادھیائے (۶)

سری کرشن جی سے دریودھن کی سخت زبانیاں

دریودھن پر ساری لڑائی کا دار و مدار تھا۔ اسی کی موت پر فتح و شکست
 کا فیصلہ مختصر تھا۔ جب بھی سین نے اسے بھی زمین پر لٹا دیا تو پانڈوؤں
 کے راجاؤں اور ان کے بقیہ اہل لشکر کو یا زور زور کی درو سری اور جان
 کے خوف سے امان ملی۔ سب خوشی کے مارے جامے میں پھلے نہ سماتے
 تھے۔ قبائیں جسم پر تنگ بھتیں۔ بند ڈٹے جاتے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر بھی
 سین کی تعریف آگے آگے تھی۔ جو تھا۔ دست و بازو کو سراہتا تھا۔ جو تھا۔ بھیم سین
 سے ہی کہتا تھا۔ کہ دریودھن کو اس طرح زیر کرنا فقط آپ ہی کا کام تھا۔ واقعی
 آپ نے بڑے کافر کو مارا۔ خوب نالائقیوں کا مزہ چکھایا۔ مرد و اپنے آگے کسی
 کو کچھ بھجتا ہی نہیں تھا۔ آپ پتہ جی سے سیکھتے نہیں بن پڑتی۔ سارے کس بل
 جمل گئے۔ تمام چستیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ سری کرشن جی دل ہی دل اس فتح نمایا
 سے خوش ہو رہے تھے۔ راجاؤں کی تعریفوں سے ان کی باچھیں کھلی جاتی تھیں۔
 جب انہوں کے دیکھ لیا۔ کہ دریودھن گھڑی دو گھڑی کا جہان ہے۔ زندگی
 کی مطلق امید نہیں۔ تو سب نے فرمایا کہ۔

اوپلیں۔ آج تو آرام سے سوئیں۔ جس نالایق نے سنا جاگنا حرام کر رکھا تھا۔ اس سے بے نگر می حاصل ہو گئی۔ بھیم سین نے فتنہ خوابیدہ کو ایسا سٹلا دیا کہ اب جاگے۔ تو اول درجے کا بے جیسا ہے۔

دروہن خاک پر پڑا ہوا تھا۔ اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رہ رہ کر چکر پر چکر آتے تھے۔ مگر سب کی باتیں سن رہا تھا۔ چپ ایسی ساوہ لی تھی کہ سب جانتے تھے کہ خطہ دو خطہ میں خاتمہ ہے۔ راجاؤں کی باتیں سنتے سنتے اس کا کلیجہ پک گیا۔ دل پر گھن کی چوٹیں پڑتی تھیں۔ مگر ہونٹ ہی لٹکتے تھے۔ لیکن جب سری کرشن جی نے دوچار جی کی باتیں کیں۔ تو اس سے رہا نہ گیا۔ مگر ہاتھوں کے سہارے اٹھ بیٹھا۔ آنکھیں غصے سے میر ہوئی ہو گئیں۔ چہرہ تمٹما اٹھا۔ بیور بد لکر بولا کہ

”او کنس گے غلام زادے“ بڑھ بڑھ کے باتیں مارتے شرم نہیں آتی سارا بس تیرا ہی بویا ہوا ہے۔ اگر تیری شرارت نہ ہوتی۔ تو بھیم سین کی کیا مجال تھی کہ مجھ کو ماتھ بھی لگا سکتی۔ تو نے اشارہ کر کے میری ران تڑوا ڈالی ہر وقت تو نے ارجن کی مدد کی۔ جب ہوا۔ مجھ کو دھوکا دیا۔ لاکھوں سویر تیری ہی چال لایوں سے پیوند خاک ہوئے۔ مگر تجھ کو نہ الیور کا ڈر ہوا۔ نہ تیرے دل میں ذرا رحم آیا۔ بھیشم پتاما کو ارجن مار لیتا۔ کیا دم تھا۔ مگر تو نے سکھڑی کو آگے کر کے ان کو دغا سے مارا دیا۔ دیوتاؤں کا بھی حوصلہ نہ تھا کہ درنا چارج کا سامنا کر سکیں۔ لیکن تو نے استوتھناں ماتھی کے مرنے پر بے ہتھیار آچار یہ کو نشانہ اہل بنوایا۔ کرن نے جو برجی ارجن کے لئے محفوظ کر رکھی تھی۔ وہ پیری ہی بدولت گٹھوت کچ کا خاتمہ کر کے بیکار ہو گئی۔ اگر تو چالاکی نہ کرتا۔ تو آج ارجن کی صورت دکھائی نہ دیتی۔ بھور سے شر واکا ماتھ ٹوٹا تھا۔ تو نے سانگی جی کو آکسایا۔ اور اس غریب کی جان لے لی۔ سروپ راج کے فرزند اسو سین نے ارجن کی جان لینے میں کیا باقی رکھا تھا۔ مگر تو چال کبیل گیا۔ ارجن کو بچا کر ایسے سویر کو خاک پر سوا دیا۔ کرن کے رختہ کا بیٹیہ زمین میں دھنسنے اور تو ارجن سے کہے کہ مار دے بان۔ اس سے بڑھ کر بے ایمانی اور کیا

ہو گی۔ شروع سے آخر تک تیری ہی دعا بازیوں سے اتنے سوہیروں کو
آغوشِ اہل میں سونا نصیب ہوا۔ اگر تیری مکاریاں نہ ہوتیں۔ تو دریودھن
کو چٹینے کی طاقت اندر میں بھی نہ ہوتی۔ افسوس میں کیا جانتا تھا۔ کہ سری کرشن
جی ایسی دغا دیں گے۔

دریودھن کے ان سخت و سست الفاظ نے سری کرشن جی کے دل
پر زہر کے بجھے فشر چھوڑ دیئے۔ انہوں نے لاکھوں ضبط کیا۔ مگر طبیعتِ روکے
سے نہ رکی۔ فرمایا۔

اوسرنا پاقصور۔ جامہٴ سخا و جامہٴ فتور۔ عقل کے اندھے بیوقوفوں کے
سترناج بکھا دیا ہیات بکتا ہے۔ منہ میں لگام دے۔ زبان بند کر۔ آفتاب پر
خاک نہیں پڑتی۔ آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے۔ کتنا نالایق سمجھایا۔ مگر اور بھی
کھوپری کچھ نہ سمجھی۔ بھیشم جی۔ درونا چارج۔ و دور۔ نارو جی۔ مار کنڈے سب
سمجھاتے سمجھاتے مار گئے۔ مگر ہر وقت ٹن ہی کی کہہ گیا۔ سوئی کے ناکے بھر
زمین پانڈوؤں کو نہ دوں گا۔ نہ دوں گا۔ اب وہ دعوے کہاں گئے۔ کرن
نے جو کان میں پھونک دیا۔ بس وہی پتھر کی لکیر شکنی نے بوٹی پڑھا دی پوٹی
پر ہما کا اکثر ناخن کی لکیریں مٹ۔ مگر سرکا بھرت نہ اُترنا تھا نہ اُتر اب پوٹو
مجھ نہیں تراشتا ہے۔ اپنے طوفان بے قیزی کی کچھ خبر ہی نہیں بھیجیں۔ سین کو
زہریں نے ہی دیا۔ لاکھا مند میں پانڈوؤں کے جلانے کی کوشش میں نے
ہی کی۔ راجہ جدھشٹر کو میں نے ہی بے ایمانی سے جوئے میں جتنا۔ ہمارا فی دودھا
پہ میں نے ہی وہ بدعتیں کیں۔ جن کا خیال کرتے ہوئے اب لوگ کھڑے ہوئے
ہیں۔ میں ہی تو پانڈوؤں کو ہینر اور نامرد کہہ کہہ کر منہ جھٹاتا تھا۔ راجہ براٹ کے
یہاں میں ہی پانڈوؤں کی جان کا گامک ہوا تھا۔ اٹھو اٹھو ایسے بہادر کو میرے
ی اشارے سے لاکھوں آدمیوں نے قہم کیا تھا۔ خیر نہا۔ کہ رسی دراز تھی جن
پر سے نہ ہوئے تھے۔ مجھ کو تجھ پر رحم آتا ہے۔ کوشش یہ تھی۔ کہ کسی طرح
یری انکھیں کھلیں۔ ورنہ ارجن اور بھیم سین کب کے تجھے ختم کر چکے ہوتے۔
تیری خطاؤں کا شمار بد کرداریوں کا کچھ حساب نہیں۔ تمام دنیا کو معلوم ہے۔

کہ تو نے پانڈوؤں کے ساتھ کیا کیا بدسلوکیاں۔ کون کون ظلم و ستم کیے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ تو اپنے زعم میں خود منہ گئے بل گرا۔ تو نے اپنے ہاتھ سے پاؤں پر کلباڑی ماری۔ جو اچھا کرتا ہے اس کا پھل ضرور پاتا ہے۔ تیرے اعمالوں نے تجھے آج یہ دن دکھایا۔ جیسی کرنی ویسی بھرتی۔ کہاوت ٹھیک ہوتی۔ مجھے چاہیئے کہ تو اپنی بد اعمالیوں پر آئندہ بدسلوکی نہ کرے۔ مگر تیرے تو مغز میں چربی ہے۔ ابھی تک عقل کی انگلیں نہ نکلیں۔ جو جھگڑائے لے ہو وہ۔ جو کہتا ہے۔ بے تکی۔ دم پر بن رہی ہے۔ لیکن انجام تک نہیں کہتے۔ کی دم بارہ برس تک ٹیڑھی

دریودھن۔ سریکرشن چندر۔ ہونٹوں پر دم۔ بلوں پر جان ہے۔ جس طرح چاہے چیتے تیز کیجئے۔ اگر ان نہ ڈرتی۔ آپ بھیم سین کو اشارہ نہ دیتے نہ دیکھا دیتا۔ کہ بھیم سین کس طرح زمین پر لوٹ رہا ہے۔ اور کس طرح دریودھن سے جان چھڑپا کر پانڈو بھاگتے پھرتے ہیں۔ خبر جو ہونا تھا۔ سو ہوگا۔ اب اس کا رونا کیا۔ لیکن یاد رکھیئے گا۔ کہ آپ سب لوگ عمر بھر جھینکیں گے۔ زندگی میں ایک نہ ایک کوقت گلے کا مار رہی مجھے ایشور نے تمام فکروں سے نجات دی۔ میرا سورگ کو جاؤں گا۔ ان اعزاء و اقربا و دوست و احباب سے بلوں گا۔ جن کے خون سے میدان کرکشیتر کی زمین شرفا شرح ہو رہی ہے۔

دریودھن یہ باتیں کر ہی رہا تھا۔ کہ یکایک آکاش سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ اپسرائوں کی لہر سرائیاں دیوں پر موہنی ڈالنے لگیں۔ سب حیران ہو گئے۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ حاضرین موقعہ نے تسلیم کیا۔ کہ واقعی دریودھن کے ساتھ دغا ہوئی۔ بھیم سین جو چاہے کرتا۔ لیکن سری کرشن جی اشارہ کرنا مناسب نہ تھا۔

سری کرشن جی قیافے سے جان گئے۔ کہ لوگوں کے خیال کیا ہیں لہذا انہوں نے سب کی تسفی کے لئے فرمایا کہ
دراغور کیجئے گا۔ بھیشم ہمارے درون آچار یہ جی کر۔ پھوڑے

شردا ایسے کاملان وقت کو چیتے کی کس میں قوت و طاقت تھی۔ درپودھن کے فولادی جسم پر انڈر کا بھر بھی اڑ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے میرا فرض تھا کہ وہ حکمت عملیاں بتاؤں جن سے آپ لوگوں کی فتح ہو۔ اپنی اور اپنے دوست کی فتنہ دہی کے لئے دست و بازو سے کمک پہنچانا یا حسن تدبیر سے نیک سودہ دنیا گناہ نہیں۔ میں نے ساری فوج اور ساری دولت درپودھن کو دے دی تھی۔ اپنے پاس کچھ بھی باقی نہ رکھا تھا۔ اس کا احسان تو کیا گزرا تھا۔ ارجن کے رتھ مانگنے یا حسب موقعہ مشورہ دینے پر مجھ کو کوئی عیب لگائے تو اپنا منہ خراب کرے۔ میں بے دافع ہوں۔ بھیشم جی۔ درونا چارج۔ کرن اور بھورے شردا اصل میں چار لوگ ہیں۔ ان کے چیتے کی انڈہ میں بھی طاقت نہ تھی۔ یہ کہتے کہ میری حکمت عملی سے بات بن گئی۔ نہیں تو کون کوروں کو چیت سکتا تھا۔ پانڈوؤں کی سانچھو بنیوں کے لئے ان میں سے صرف ایک لوکیال کافی تھا۔ گیارہ چھوہنیاں کھڑی ہوئی سیر می ویکھتیں۔ او پانڈو دھنکی۔ دوشاسن اور درپودھن کے ماتھوں سے وہ ظلم برداشت کرتے۔ جن سے گھور زک میں مہاپاپوں کو بھی کبھی سامنا نہ ہوا تھا۔ دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دیوتاؤں نے بھی حکمت علیا ہی سے مطلب گمانٹا ہے جب دھرم سے مقصد باری نہ ہوتی ہو۔ تو چاکا سے کام لینے میں مضائقہ نہیں۔ غنیم پر رحم کرنا گویا سانپ کو دو وہ پلانا اور اپنے گئے پر اپنے ماتھ سے تیار پھیرنا ہے۔ اسی لحاظ سے میں نے پانڈوؤں کو وہ ترمیمیں بتائیں کہ کورو منہ کی کھا گئے۔ اور پانڈوؤں کی فتح ہوئی۔

آفتاب غروب ہوئے کو تھا۔ ماتھ گھوڑے سے سو ابرہیا دسے سب دن کے تھکے ماندے تھے۔ سہری کرشن جی نے سب سے فرمایا کہ بس اب آرام کا وقت ہے۔ آرام گاہوں میں چلنا چاہیے۔ حکم پاتے ہی سب لوگ مشکہ بجاتے۔ فتح کی خوشی مناتے ڈیروں پر سہتے۔ درپودھن میدان میں تنہا تھا۔ گوشت خوار جانوروں سے جھا

منگورکتی۔ لہذا چنانچہ وہاں چھوڑ دیئے گئے۔ جنہوں نے رات بھر ہرہہ دے
سویرا کر دیا۔

آدھیائے (۵)

سری کرشن جی کی ہستناپور میں روانگی۔ راجہ
دھرتراشٹ اور مہارانی گاندھاری
کو دلا سادی

دیرلودھن میدان میں موت کی گھڑی کا منتظر تھا۔ راجہ جہشہ دتتو
غنیوں کے خیوں میں پہنچے۔ تو دولت کا ڈھیر لگ گیا۔ سونے جو اہرات مانگتے
لگے۔ تمبیتی زیور اکٹھا کئے نہ آسکتے تھے۔ صد ہا دیون کا مال و اسباب بٹے چڑھا
ماہی گھوڑے لاکھوں قبضے میں آئے۔ کرن بابیک۔ راجہ شل بھی شرم پتا
راجہ قندھارہ ایسے ایسے راجاؤں کے ڈیروں میں اتنی دولت ملی۔ کہ محاسب
نکل نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھی۔ سری کرشن جی نے ارجن سے فرمایا۔
دشمنوں کا قلع قمع ہو چکا۔ سارے غنیمت خاک و خون میں مل چکے۔ اب
میں جنگی لباس اتارتا ہوں۔ تم بھی زرد وشن وغیرہ اتار ڈالو

یہ فرما کر جوں ہی سری کرشن جی رتھ سے اترے۔ سب کے دیکھتے
دیکھتے ہنومان جی کی دھجا غائب ہو گئی۔ اور رتھ دھنڈے پر اٹھ گیا۔ لوگ حیران
ہو گئے۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ نہ آگ لگی۔ نہ کوئی مشعل اٹھا، رتھ کی یہ حالت کیسے
ہو گئی۔ ارجن نے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ

تم رتھ کو کیا ناہت سمجھتے تھے۔ یہ تو بھی شرم پتا۔ ورنہ چارچ۔ کرن
اور شل کے تیروں سے بالکل چکنا چور تھا۔ برہم استروں کی آگ سے اسکے تمام

ترے راکھ سے بدتر بنے ہاگ میں اس پر سوار نہ رہتا۔ تو راکھ کے ڈھیر کے ہوا
 تم کچھ نہ دیکھتے۔ اب میں نے جگہ پر شاہک اتار دی۔ تو راکھ نے بھی چولا چھوڑ دیا
 راجہ جد ہشتر سے دھرم راج آپ کو فتح مبارک سوشن عہدت ہو گئے
 آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی۔ آپ نے اوپاری کے مقام پر ارجن کی حفاظت کے
 لئے فرمایا تھا۔ میں نے فرض منصبی ادا کر دیا۔ جدیدہ اور کرن کے مقابلے و مجاہدے
 میں ارجن کی غیریت نہ تھی۔ مگر شکریہ کہ روپاں تک میلانہ ہونے پایا۔ اب
 ایٹور نے سب فکروں سے چٹکارا کیا۔ شوق سے تاج شنشای ہر پر رکھے
 اور نگہا شانی نور رونق دیجئے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں روئے زمین
 پھانچ آپ کو حکومت کرتے کا حق حاصل ہو گیا

راجہ جد ہشتر نے قدموں پر ہر جھکا دیا۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کی

جو کچھ ہوا صرف آپ کی عنایت سے۔ اگر آپ حمایت نہ کرتے۔ تو ہم
 لوگوں میں گیارہ اکتاہنیوں کے سامنے ٹمٹھنے کی کیا طاقت تھی۔ درپودھن
 کی طرف بھیستم۔ درون۔ کرن۔ شل۔ جدیدہ ایسے ہی سوار پرستے جس سے
 موت بھی ڈرتی اور ہنہا مانگتی تھی۔ ان کو آپ ہی نے خاک پر سلا دیا۔ ارجن
 کیا طاقت تھی۔ کہ سامنا بھی کر سکتا

سرکھشن جی۔ میں نے جو کچھ کیا۔ وہ مجھ پر فرض تھا۔ جو کچھ ہوا۔ اسے تابیدہنی
 سمجھو۔ اب ان باتوں کا ذکر فضول سمجھو۔ ہم سب بروقت کی فکر سے چھٹی
 پائے۔ راج میری راستے ہے۔ کہ خیوں کے ہا ہر آرام سے پاؤں پھیلا کر سوئیں
 اندر سونے کی ضرورت نہیں۔

راجہ جد ہشتر بہت بہتر۔ مگر مجھے خوف مہارانی گاندھاری کا ہے۔ وہ
 بڑی پتی برتاویں۔ ان کے شب کی طاقت وہ ہے۔ کہ درپودھن کا جہم نو لاہتی
 بنا دیا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ درپودھن کی موت کا حال سن کر کچھ زبان سے کہیں
 ان کے منہ سے جو بات نکل جائے گی۔ کبھی پیٹ نہ پڑے گی۔ جس کو کہہ دیا۔ کہ
 جل جائے۔ جمال نہیں۔ کہ نکال سکے۔ اس لئے میری وہ خواست ہے۔ کہ آپ ان
 کو اور مہاراجہ دھرم راج کو قود تھیں۔ کہ ہارانی گاندھاری کو

کے عتاب سے بچاؤ رہے۔ سر می کرشن جی نے فوراً ہی وارک سادھی سے
 رتھ کو سواپا سوار ہوئے۔ اور سواکی طرح مستنیا پور پہنچے۔ راجہ دھرتراشت
 اجیدر جی کو پاس بیٹھے پایا۔ دونوں کو روٹوں کی تباہی پر آنکھ آنسو
 رو رہے تھے۔ آنکھیں روئے روئے سوچ گئی تھیں۔ آسو پونچتے پونچتے
 رومال تر ہو گیا تھا۔ سر می کرشن جی پہنچے۔ تپتپٹ پیٹ کر خوب روئے۔
 آنسوؤں کا ایک دریا اُمتڈ پڑا۔

بہت دیر تک سارے محل میں کھرام مچا۔ ہر طرف سے دہرائے نام
 بلند رہی۔ سر می کرشن جی راجہ دھرتراشت کے آنسو پونچھ کر بوسے۔
 آپ کے عزیز بڑے خوش نصیب تھے۔ کہ میدان جنگ میں کار نمایا
 کر کے میدان سے گزر گئے۔ پانڈوؤں نے فتح پائی۔ مگر ان سے بڑھ کر
 کوئی بد نصیب نہیں۔ تمام بواؤں کے رنج و غم سے ان کو رات دن منہ نہ
 آستے گی۔ زندگی حرام رہے گی۔ ان کو حکومت کا کچھ بھی مزہ نہ آئیگا۔ ہیشک
 آپ کو جو صدمہ ہوا وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ اس وقت آپ کے
 دل پر جو چوچیں ہیں۔ وہ شاید ہی اپنی زندگی میں کسی نے اٹھائی ہوں
 کیا عرض کروں۔ شہنی ہی کچھ یوں تھی۔ ورنہ ہمیشہ تیار۔ درونا چارج آپ
 میں لے کر بیٹھا مارا۔ مگر درپوش کی عقل میں کچھ بات نہ آتی۔ آنسوؤں کی گھٹی
 اور دو شاہن کی وجہ سے لاکھ لاکھ غائب ہو گیا۔ راجہ بدھشٹر کی فتح تو آپ کو
 مگر وہ اپنی زندگی کو حرام سمجھ رہے ہیں۔ آپ جلتے ہیں۔ ان کو آپ کا کیسا
 لحاظ دیا ہے۔ وہ آپ کے پاؤں دبانے کو فخر سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کی
 ان پر نظر عنایت رہی۔ تو وہ پیشاب اٹھانے میں بھی کبھی قصور نہ کریں۔
 پانڈوؤں نے معافی مانگی ہے۔ مسکار بھی ہے۔ راجہ بدھشٹر قد مبوسے کے لئے
 آنسوئے تھے۔ مگر عتاب کے خوف اور شرم کے لحاظ سے رک گئے۔ آیا
 کی اجازت ہو۔ تو فوراً حاضر ہو کر خاک قدم کو ماتھے سے لکائیں۔ جس وقت
 میں ان سے رخصت ہوا۔ آپ اور مہارانی گاندھاری کے رنج و غم کا خیال
 کر کے انہوں نے آنسوؤں کی جھڑی لگا دی۔ سر پہ پیٹا پرٹ کر روئے۔

رہا رانی کا نگہاری سے مخاطب ہو کر آپ ساکشات سنی میں۔ انویا اور
لوپا راند رانی آپ کے پاؤں کی دھوون بھی نہ تھیں۔ افسوس کہ آپ کے
فرمانے کو بھی گوروں نے اس مکان سے منکر اس کان سے اڑا دیا۔ آپ
کی زبان سے جہاں تکلی تھی۔ وہی ٹھیک ہوئی۔ آپ کا قول تھا کہ دھرم
کی ہی تھے ہو گئی۔ چنانچہ وہی ہوا۔ آپ ایسی پتی بتا ستری اگر چاہے تو
دریا میں آگ لگا دے۔ دن کو ماہتاب چمکا دے۔ آپ جس کو نظر قبر سے
دیکھ دیں وہ ایک آن میں خاک سیاہ ہو جائے۔ آپ کی زبان سے نکلا
ہوا لفظ اچھا ہوا برا۔ تیر بہدف ہے۔ کوہ سے۔ تو دنیا کا غاتمہ ہو جائے۔ دعا
دیجئے۔ نہ جلانے کی فکر ہی نہیں کو نہیں پھوٹا نکلیں۔ آپ سے کچھ کہنے کی
ضرورت نہیں۔ جو آپ کی دل کی آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ وہ اوروں کو اتنی
بڑی بڑی آنکھوں سے بھی نہیں سمجھتا۔ اس لئے میری جرأت نہیں کہ آپ کو
سچ بتاؤں۔ آدمی سمجھتا اُسے ہے۔ جس دھرم و فراست نہ ہو۔ لیکن جو ساکشات
شرستی ہو۔ اُسے نشیب و فراز سمجھنا ہی کیا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ
سارا حکم غلط کر ڈالیں گی۔ ہونہار سے کسی کا بس نہیں۔ شدتی بغیر ہونے
وہ نہیں لکھنا۔ لاکھوں راجے ہمارے جیسے عوارض ہو کر چل بسے ہزاروں
کو کئے کی سی بوت نصیب ہوئی۔ اگر خوش نصیب تھے۔ تو آپ جگر بند ہو
سیدھے سورگ کو چلے گئے۔ بلا سے شکست حاصل ہوئی۔ لیکن کہنے کو نہ
ہوا۔ کہ پھتری دھرم سے روگرداں ہوئے۔ وہ ماں بڑی خوش نصیب
ہے جس کے بہادر بیٹے میدان کارزار میں کا آئیں۔ وہ یوگ بہ قیمت ہیں
جن کو اپنی زندگی میں اعزاز کا دکھ ہو۔ مگر آپ مستثنیٰ ہیں۔ آج روئے زمین
پر آپ سنی پتی بتا عورت نہیں۔

رانی کا نگہاری کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ وہ دل پر پتھر رکھتے
ہوئے۔ سب پاتیں سنٹی رہی۔ اور آخر میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔
اور بولی۔

میری خوش قسمتی تو ظاہر ہے۔ آج اندھے کی لالچی کوئی نہیں۔

بڑھاپے کے سب سہارے جاتے رہتے۔ بیشک راجہ جی جی ہشت راتیں تھے۔ مگر پورا پورا دور پورا پورا زردیا۔ کھوٹا بیٹا اور کھوٹا پیسہ کسی نہ کسی کام آ ہی جاتا ہے۔ سو یودھن لاکھ بڑھتا۔ پھر بھی اپنی تھا۔ راجہ جی ہشت لاکھ اطاعت گزار تھے۔ مگر پھر بھی پڑائے پیٹ کا ہے۔ میں تو شروع سے چاہتی تھی کہ پانڈو کو کوروؤں میں سیل ہو جائے۔ لیکن ہوتی اور تھی۔ خیر ایٹور کی مرضی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ سری کرشن جی کو اسرار غیب کی خبر ہو جی انہوں نے فرمایا۔ کہ اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ ضرورت یہ ہے کہ استوتھماں کی نیت ٹھیک نہیں۔ وہ آج پانڈوؤں پر شون مار کر آپ کے خاندان کا بالکل نام و نشان مٹانا چاہتا ہے۔ کوروؤں کے رہنے سے پورا آپ کو رنج ہوا۔ وہ زندگی کے لئے داغ ہو گیا۔ اگر پانڈو بھی نذر اہل ہوئے تو آپ کو چلو پانی کی بھی آس نہ ہو گی۔

راجہ دھرتی اشٹ اور مہاراجی گاندھاری نے وزیر اہی رخصت کیا۔ اور بڑی منت سے کہا۔ کہ آپ ذمہ دار ہیں۔ خبردار پانڈوؤں کا بال بچا نہ ہونے پائے

اس طرح اجاڑت پاکہ سری کرشن جی رخصت ہوئے۔ رتھ ہوا کی طرح اٹھا۔ اور میدان کر کشیتر میں جا پہنچا۔ یہاں اس عرس میں بیاس جی تشریف لائے۔ راجہ دھرتی اشٹ اور گاندھاری جی کو نکس دی۔ فرمایا کہ :-

سری کرشن جی بسن جی کا اوتار ہیں۔ ان کے ایٹور ہونے میں فرق نہیں۔ ان کی قدرت سمجھنے کے لئے روشن منیری درکار ہے۔ دیکھئے دیکھئے یہاں تھے۔ اور سمجھ گئے۔ کہ استوتھماں کی نیت یہ ہے۔ اب مجال نہیں۔ کہ استوتھماں پانڈوؤں کا رویا بھی دکھائے۔ اور دویودھن ان باتوں کو باد ہوا ہی نہ سمجھ لیتا۔ تو آج اسی کی فتح کے ڈنکے بجتے ہوئے۔ لیکن طوفان لے لپڑی کا علاج کیا۔ جو زور و طاقت پر مزد تھے۔ انہوں نے ایسا نچا دکھایا کہ پہلے تک سر نہ اٹھائیں گے۔ آئندہ بھی جو ان کے کہنے پر نہ چلیگا۔ منہ کی

کھائے گا۔

اڑھائے (۸)

پانڈوؤں کے مارنے کے لئے استوتھماں کا تیک

سنجے آنکھوں سے آنسو بہا بہا کہ راجہ دھرتراشٹ سے گویا ہوا کہ
 مہاراج! درپودھن کی حالت لحظہ بہ لحظہ ابتر ہوتی جاتی تھی۔ ہزار ہا
 لاشیں اس کے آس پاس پڑی ہوئی اہل نظر کو متاثر سے حسرت دکھاتی
 تھیں۔ درپودھن درویش سے نہایت بے چین دعا مانگتا تھا۔ کہ جلد آخری ہجرت
 آئے اور تکلیف سے پھینچا چھوٹے۔ اس کے بال بالکل پریشان تھے۔ سدا
 بدن لبو لبان ہو رہا تھا۔ زنگ رنگ ہیں درویش منس میں ٹپیں تھیں۔ آپ
 کے کیچے کاٹکڑا موت کے انتظار میں زطپ رہا تھا۔ کہ استوتھماں کہہ پا
 چارج اور کرت برما ڈھونڈتے کھوجتے وہاں پہنچے۔ صورت دیکھی تو رو پڑے
 بے ساختہ منہ سے چیخ بھگ گئی۔ درپودھن موت کے منہ میں تھا۔ ان کو دیکھتے
 ہی گویا بدن میں جان آگئی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حسرت بھری نظر سے ایک
 ایک کا منہ دیکھنے لگا۔ اور بولا کہ

مائے! آپ لوگوں کی عدم موجودگی میں میری یہ حالت ہوئی۔ بھی
 سین نے دغا سے میری ران توڑ دی۔ سر پہ کھڑکیں ماریں۔ ٹکٹ کو پاؤں
 سے ٹھکرایا۔ آہ جان نہیں نکلتی۔ تخت حکومت پر بیٹھنے والے کی یہ درگت۔
 افسوس کہ موت بھی رحم نہیں کھاتی۔

استوتھماں آپ ابھی مایوس کیوں ہیں۔ آپ کی خادمگزار می کے
 لئے ہم قینوں جا شمار موجود ہیں۔ ہم لوگوں کے جیتے جی راجہ جی دھرتراشٹ
 سلطنت پر قدم رکھے۔ مجال نہیں۔ میں آج ہی پانچوں بھائیوں کے سر آپ
 کے قدموں پر ڈالوں گا۔ رات ہوئے دیکھئے۔ پھر دیکھئے کہ پانڈوؤں کو کیسا
 مزہ چکھاتا ہوں؟

استو تنہا ماں کو آتے دیکھ کر محافظ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ دریودھن نے کہا کہ اگر یہی ہے۔ تو میں بتلگا کر دوں۔ مگر افسوس کہ کچھ سارو سامان نہیں۔

کریا چارج۔ سارو سامان کی ضرورت ہی کیا۔ میں ابھی پانی لاتا ہوں آپ شگون کر دیجئے۔ یہ کہہ کر کریا چارج دوڑے ہوئے گئے۔ پانی لائے۔ دریودھن نے استو تنہا ماں کا ہلکا کر کے دوسرے رفیقوں سے کہا کہ

بڑی ہوشیاری درکار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ پانڈوؤں کے چپکے میں نہ آجائیں۔ ان کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ انہوں نے بھیشم تیار۔ درونا چارج مکرن اور مجھ کو دھوکے سے مارا ہے۔ سری کرشن جی بیشک

تردو کی تائید ہیں۔ ان کی بات نہ ماننے سے مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ شل منہور ہے کہ ”ہر کہ دوست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید“ آج مجھ سے بڑی خطا ہوئی۔ گفتنی و ناگفتنی سب کہہ ڈالی۔ جو منہ آیا۔ سٹری کی طرح بک گیا۔ مرتے وقت ان کی شان میں ایسی گستاخی

کرنا مناسب نہ تھی۔ مگر درخن از زبان گذشتہ و تیراز کہاں جتہ باز بدست نئے آید! اب میں پھیتا ہوں کہ کیا غلطی ہوئی۔ لیکن کیا ہوتا ہے۔ خیر بیاں اور سب کچھ ہو۔ وہاں یہ بھی سہی۔ اچھا اب آپ لوگ مصروف ہو رہے

والدین کہ تسلی دیجئے گا۔ رنج و غم سے کچھ تابندہ نہیں۔ میری پوہنی بدھی تھی اقتدیر کے نوشتے ہیں کون رو بد دل کر سکتا ہے۔ راجکمار مکشن کی ماں کو بھی ڈھارس دے دیجئے گا۔ رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں۔ میں سو رگ کو جاتا ہوں۔ اب وہیں سب سے ملاقات ہوگی سسے بس رات ہو گئی۔ بہتہ داتا گنیش کیلئے۔

استو تنہا ماں وغیرہ دریودھن سے رخصت ہوئے راستے میں دریودھن کی حالت پر ہر ایک آفسہ بہانا اور اس کی پوچھنیوں کو روٹا تھا۔ یہ لوگ بھی صلح کی فہمائش کرتے کرتے مار گئے تھے۔ لیکن دریودھن اپنے نشتر خودی میں چور تھا۔ کسی کی ایک نہ مٹنی۔ سب کو رنج تھا کہ جس دریودھن

کے اشارے میں گیارہ اکٹوہنیوں چلتی بھٹیں۔ وہ آج یوں خاک و خون میں
بیٹ رہا ہے

اسکو تنہا مانے کہا۔ خیر جو شدنی تھی۔ ہو گئی۔ اس کو اب ڈک کر کیا۔ آج
ہیں فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ پانڈوؤں نے جس طرح بھیشم تہامہ۔ ورونا چارج
کرن۔ راجہ وریو ورن کو دغا سے مارا ہے۔ اسی طرح میں بھی ذرا دیر میں
پانڈوؤں کے سر کاٹے رکھے دیتا ہوں۔ آپ لوگ سیر دیکھیں۔



تمام شد

مہا بھارت

سویتیک پرب

اڈھائے (۱)

استو تھا مال کے سچون مارنے کا تہیہ

مہاراجہ دھرتراشٹ اپنے فرزند ان والا شان کی شکست کے غم میں مل اور دل شکستہ ہیں۔ سچے بکری دی اور روزگار و انقلاب بایں دنہار کو نظر عبرت سے دیکھتا ہوا مہاراجہ ممدوم سے گویا ہے کہ

مہاراجہ در یودھن کی حالت زار کا میں ذکر کر چکا اب استو تھا مال کرپا چارج اور کرمت برما کی کیفیت سنئے۔ یہ لوگ راجہ در یودھن سے جدا ہو کر اپنے اپنے ڈیروں پر پہنچے۔ دیکھا کہ ہر طرف سناٹا ہے۔ جس لشکر میں ہر وقت چیلن ہل رہتی تھی۔ وہاں مری پڑی ہوئی پائی۔ راجہ در یودھن کے اقبال اور اوج و عروج کے مقابلے میں اس کی دردناک حالت کا خیال۔ ان کا دل تڑپا ہے دیتا تھا اور ان کی آنکھوں کے سامنے انقلاب روزگار کی تصویر پھر پھر کر تڑپتے ہوئے دل میں کانٹے سے جھبھتی تھی۔ یہ لوگ دہے پاؤں ڈیرے میں گئے۔ لیکن پانڈوؤں کا وہ فوب غالب تھا کہ جان دہلی جاتی تھی سب کے سب بھی ہیں۔ لے ہوئے چھپے تھے۔ مگر دل کا پتا تھا کہ کہیں پانڈوؤں کا کوئی طرفدار خبریا کرنا تھا صاف

نہ کر بیٹھے۔ اس وقت کوروؤں کے لشکر میں یا تو زخمیوں کے کراہنے کی آواز آتی
 تھی۔ یا گوشت خور جانوروں کی۔ ان سے یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ اور ہر پانڈوؤں
 کا خوف بھی غالب ہو رہا تھا۔ اسلئے موقعہ محل نے ہی مشورہ دیا۔ کہ کہیں کھسک
 جاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ یہ تین جاتیں بھی فرشتہ اجل کی نظر ہو جائیں۔ تینوں روپوش
 لاکھ چپا لے اور بہاؤ تھے۔ مگر اگلی شکستوں نے دل توڑ دیا تھا۔ ان کے قدم اٹھ
 ہی گئے۔ اور آفتاب کے غروب ہوتے ہی چلے۔ تو دو کوس کا پانا مار لیا۔ راستہ
 زریو دھن کی حالت کے افسوس نے کاٹ۔ یا تینوں بہاؤ کہتے تھے۔ کہ ہمارے
 سب امیدیں خاک میں مل گئیں۔ گیارہ چھوہ مہینوں کے کٹ مرنے کا اتنا تعجب
 نہیں۔ جتنا درپو دھن کے زیر ہو جانے پر ہے جس کا جسم فو لاوی۔ جس میں دس
 ہزار ہاتھی کا زور۔ وہ دم بھر میں بے دست رہا نہ ہو جائے۔ تو بد قسمتی کی حد سمجھ
 لینا چاہیے۔ آہ جس درپو دھن کے قدموں کے تلے حمل و کھواب کے فرش پہنچے
 رہتے تھے۔ جس کے تلے جلتے ہی نہیں۔ کہ چاک کسے بہتے ہیں۔ وہ خاک و خون
 میں لوٹ رہا ہے۔ کوئی منہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی ٹپکنا نہ والا نہیں پھر
 کر مر جائے۔ تب بھی کوئی نہیں۔ جو دشمن کی طرف پاؤں کھکے لٹا دے۔ یا جانوروں
 کی چیر بھاڑ سے بچائے۔ جس جگہ یہ لوگ پہنچے۔ وہ ایک جنگل تھا۔ انہوں نے کھجی
 جاتے پناہ کی تلاش میں بہت پاؤں توڑے۔ مگر تو خوار جانوروں نے قدم نہ
 نہ لگے دیئے۔ آخر آگے بڑھے۔ وہاں کچھ صورت امن دیکھی۔ جھگڑے چھتار سے
 مدد خوں کے ساتھ پانڈھ دیئے۔ اور آپ بھی وہیں بیٹھ گئے۔ کہ ذرا سستا میں
 پھر کوئی امن کی جگہ تلاش کر لی جائے گی۔ سب لوگ دن بھر کے تھکے تھے شکست
 فاش سے بول اُداس رہا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی۔ تو کر پا چارج و کرتا پرما
 کی آنکھ لگ گئی۔ مگر استوتھماں کی ہلک نہ چسکی۔ رینند آتی بھی تھو پٹیوں سے گھر
 سے دُور کارویا۔ استوتھماں درختوں کی چھاؤں میں بیٹھا تھا۔ تمام مرغان خوش نوا
 نما موش تھے۔ جگنوؤں کی ایک ایک شاخ پر سرو چراغاں کی کیفیت تھی۔ پرندوں
 میں صرف وہی پرند اڑتے نظر آتے تھے۔ جن رات کی تاریکی میں روشنی کا لطف
 آتا تھا۔ دفعتہ کچھ اُتو درختوں پر آ بیٹھے۔ اور انہوں نے جنگلی کوقوں کو کاٹنا شروع

کیا۔ کچھ کو سے چلاتے ہوئے اڑ گئے۔ بکتوں نے درختوں کی ٹنکریں کھا لیں۔
 مگر آٹوؤں سے اپنے پیٹ بھر نے کا سہ پیتا کر لیا۔
 استو تھا ماں یا تو دریودھن کی حالت پر دل ہی دل میں رورہتا تھا۔
 یا سوخت چنک ساڑا۔ آٹوؤں کی حرکتوں نے اس کے دل میں جانت پیدا
 کہ وہی دل میں سوچا کہ بیشک دشمنوں کے مارنے میں انہیں پرندوں کی
 پیروی کرنا لازم ہے۔ بزرگ سچ کہہ گئے۔ کہ دشمن شل یا عاجز ہو جائے۔ کھانا
 ہو۔ کہیں جاتا ہو۔ جاگتا ہو یا سوتا ہو۔ حالت میں مار ڈالنا ہی انسان کا فرض ہے۔
 اگر کو سے اس وقت ہوشیار ہوتے۔ تو کبھی مار سے نہ جاتے۔ آٹوؤں نے ان کو غفلت
 میں پا کر اپنا آگے سیدھا کیا ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ بٹخوں مار کر پانڈوؤں سے۔ یہ
 اپنے پتا درمنا چارج اور اپنے راجہ دریودھن کا عوض لے کر کیلجہ ٹھنڈا کر دے گا۔
 پانڈو اس وقت غافل ہو گئے۔ آج ان کی تہ بند کئے۔ ٹے گی۔ اس لئے اس نے
 کرت پر ما۔ اور کرپا چارج کا شانہ بلایا۔ وہ چونک کر اٹھ بیٹھے۔ تو استو تھا ماں نے
 دل کا منصوبہ بتایا۔ اور کہا کہ دریودھن کو کیم سین نے میرے پتا درمنا چارج
 کو دھڑکھڑا دیا۔ اور راجن نے ہمیشہ جی کو فریب سے مارا۔ پھر کوئی وجہ نہیں
 کہ ان کو طرح دی جائے۔ رات کا وقت ہے۔ اس وقت پانڈو کھڑے بچکر سو
 رہے ہوں گے میری رائے ہے۔ کہ ان سے عوض لوں۔ فریائیے آپ لوگ کیا
 کہتے ہیں؟

اڑھیا کے (۱۲)

کرپا چارج کی نصیحت۔ استو تھا ماں کی تہ۔
 راجہ جہدھڑکھڑا کے خیمے تک رسائی۔ عالم
 خیرت۔ ہما دیو جی کی مہربانی

جو وقت استوتھاماں کا ارادہ بنا۔ کہ پانچارج نے دانتوں کے تلے زبان
 دباٹی۔ اور کہا کہ ایسا خیال نہایت نامناسب ہے۔ انسان تقدیر و تدبیر کی تدبیر
 میں ایسا جکڑا ہوا ہے۔ کہ ہل نہیں سکتا۔ تقدیر و تدبیر میں شرف ہے۔ تو تقدیر کو
 مگر تقدیر ہی معاملات میں تدبیر بھی شرط ہے۔ تدبیر سے جو غافل ہے۔ اس کی تقدیر
 بھی کبھی موافق نہ ہوگی۔ اس لئے انسان کا فرض ہے۔ کہ تقدیر پر خوشا کر رہے۔
 اور تدبیر کی ناکامیابی پر ماتھے پر ماتھے نہ رکھے۔ تقدیر بھی درست ہو۔ تدبیر بھی
 بن پڑے۔ تو کام کے بننے میں فرق نہیں۔ تقدیر کا لکھا کسی نے نہیں دیکھا۔
 کیا معلوم۔ کس کی قیمت میں کیا بدھا ہے۔ مگر مایوسی کی حالت میں تدبیر و کوشش
 سے ماتھ اٹھا لینا بھی جہاں انسان کا فرض نہیں۔ وہاں صرف تدبیر ہی پر
 بھروسہ کرنے سے کسی مقصد۔ برآری کی امید کرنا فضول ہے۔ دیو و صن
 نے اپنی طاقت کا بھروسہ کیا۔ تقدیر کے معاملات پر نظر نہ کی۔ پانڈو ۳۱ برس
 بد نصیبی کی عمر ختم کر چکے۔ جب بارہ برس کے بعد کوڑھے کے دن پھرتے ہیں۔
 شب راجہ جہدھشٹر کی اقبال مندی کا عروج بھی قدرتنا لازمی تھا۔ ہم لوگوں نے
 لاکھ منگوا رہا۔ مگر دیو و صن اپنی ہی دھن میں مست رہا۔ جس کا نتیجہ آنکھوں کے
 سامنے ہے۔ بحر بے لے لئے کہیں دور جانا نہیں۔ یہ بھی خوب یاد رکھو۔ جہاں
 خود رانی کا دخل ہے۔ وہاں کامیابی کا منہ دیکھنا محال۔ آدمی کو چاہیے۔ کہ
 جو کام کرے۔ دو چار آدمیوں کا مشورہ لے کر۔ جو جلدی کر کے دوڑا۔ اسکا
 کام سمجھ لو۔ کہ ضرور ٹھکے گا۔ اسی لئے میری رائے ہے۔ کہ اسوقت ہم لوگوں
 کے صلاح و مشورہ کو کچھ ہی چیز نہ سمجھیں۔ ہم لوگوں کی عقل ٹھکانے کہاں۔
 دماغ پریشانی کے مارے کچھ کام ہی نہیں کرتا۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ چلے
 دوبرجی اور ہمارا جہدھتر اسٹ سے پوچھ لیں۔ کہ اب کیا کرنا لازم ہے۔

استوتھاماں کے سر پر ہر جھوٹا سوار تھا۔ اس نے کہ پانچارج کی بات
 دیکھ کر کہا۔ کہ چھل کپٹ کے معاملے میں کسی سے پوچھ کچھ کرنا حماقت ہے۔
 چھل و فریب کی کوئی دوسرا شخص رائے نہ دے گا۔ وجہ یہ کہ اُسے کیا خبر
 کہ فریبوں کے ماتھے سے کیا ہوا۔ اسپر نہیں گزری بلکہ ہم پر۔ جس کو چوٹ لگتی

اسی کو درد کا مزہ معلوم ہوتا ہے۔ نہ کسی اور کو۔ لوہے کے کاٹنے کو یوں ہی ہو۔ تب کام نے جنگل میں ایک طرف آگ لگے۔ تو دوسری طرف آگ لگا دینے سے ہی آگ لگنے دینے سے ہی آگ جلد بجتی ہے۔ آگ کا جلا بھی آگ سے اچھا ہوتا ہے۔ اسی اصول پر فریبیوں کو فریب سے مارنا کبھی خلاف نہیں۔

کریا چارج۔ میں آپ کی رائے کا مخالف نہیں۔ خیال صرف یہ ہے کہ ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنے سے کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ آج ہم سب شل ہیں۔ کاٹنے پاؤں ہانسنے سے نہیں ہٹے۔ کیا خوب ہو۔ کہ رات اس جنگل میں کایں اور صبح کو چلکر پانڈوؤں کی باٹی کچائی نکال ڈالیں۔ گویا گیارہ اکٹو ہندیاں پوند خاک ہو گئیں۔ مگر ایشور نے ہم تینوں جہار پٹیوں کو صبح و سلامت رکھا ہے۔ کون جانے کہ ہماری ہی قسمت میں فتح نہی کا سہرا نہیں۔ ممکن ہے کہ ہمیں پانڈوؤں کا چرساٹو اٹیں۔ ہم لوگوں کے مقابلے میں اندر بھی ٹیک سکے۔ مجال نہیں۔ پھر پانڈو کیا مال ہیں۔ اس لیے اس وقت تو آرام کرو۔ سویرے دیکھا جائیگا پناہ گیر دست خواب بے ہتھیار۔ بے سواری اور بے ہوش کے قاتل کو شاستر نے گنہگار تسلیم کیا ہے۔ اور واقعی جس نے شاستروں کی ہدایت پر عمل نہ کیا وہ سرتاپا گناہ ہے۔ اس کا کفارہ محال۔ اس کو گھور زک سے نجات نہیں۔ استوتھاماں غصے کی آگ میں جل جھن رہتا تھا۔ اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ چلا کر بولا کہ۔

مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں۔ نہ میں آپ کی احانت و رفا کا بھوکا ہوں۔ آپ مجھے میری قسمت پر چھوڑ دیجئے۔ آج شتون مار کر اپنے پتا کا عرصہ لوں گا۔ آپ دونوں صاحب آرام کریں۔ لیجئے میں رخصت۔ یہ کہہ کر استوتھاماں چل کھڑا ہوا۔ کرت برا۔ کریا چارج کی منتشی نہ ہوئی کہ ساتھ چھوڑ دیں۔ لہذا وہ بھی پیچھے ہوئے رہے۔ اور وہیں جدہ شستر کے پڑاؤ پر پہنچے۔ دوسری ہی کیفیت نظر آئی۔

سری کرشن جی عالم الغیب تھے۔ انہوں نے پہلے ہی استوتھاماں

کی نیت سمجھ لی تھی چنانچہ پانڈو کی خدمت میں نہ تھے۔ استوتھماں کو اس معاملے کی خبر نہ تھی۔ وہ نظر بجا کر جو وقت پانڈوؤں کی قیام گاہ کے دروازے پر پہنچا۔ دیکھا ہے کہ ایک دروازہ قیامت کو دیکھ کر شخص دروازے کے کھڑا ہوا ہے چہرے میں چاند کی سی جھلک۔ جلال سورج کا سا۔ بدن پر شیر کی سی کھال۔ نخل میں سیاہ مرگ چھالا۔ گلے میں سامیپ۔ دوسرا ہوتا۔ تو ایسی بھیانک صورت اس کا دیکھ کر ہلاکتی مگر استوتھماں بھی خیر دل تھا۔ تیر اندازی کا کمال راجہ پانڈو کو بھی نظر میں نہ لانے دیتا تھا۔ اس نے صورت دیکھتے ہی تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ استوتھماں کی کمان سے تیر برس رہے تھے۔ اور وہ شخص تیروں کو جھگمکاتا جاتا تھا۔ بر بھی تلوار وغیرہ جو ہتھیار استوتھماں نے چلائے۔ سب کے سب لقمہ ہو گئے۔ اور استوتھماں کی ایک نہ بچی۔ یہ گھبرایا۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ حیران ہو کر آکاش کی طرف نظر کی۔ تو اور کرشمہ قدرت نظر آیا۔ ہزار نا کرشن جی آنکھوں کے سامنے موجود ہو گئے۔ جدھر دیکھا۔ اُدھر ہی سری کرشن جی کا جلوہ پیش نگاہ ہو گیا۔ اس کیفیت نے استوتھماں کے ہوش پر اگندہ کر دیئے۔ عالم حیرت میں سوچا۔ کہ واقعی کیا چارج اور کتنا رما کی بات نہ ماننے کا یہ نتیجہ ہے۔ گو برہمن۔ ماں۔ باپ۔ راجہ۔ عورت۔ دوست۔ گورو۔ میوہ۔ وچاس۔ خود بیدہ خوفزدہ۔ بدست انسان کا مارنا بیشک گناہ عظیم ہے۔ اس وقت میں اسی گناہ کا ارادہ کر کے یہاں آیا۔ چنانچہ نتیجہ دیکھ لیا۔ مگر ابھی اپنے نام کی شرم آئی۔ اس نے دل کڑا کر لیا۔ اور کہا کہ کچھ ہو۔ استوتھماں دل اوچھا کر کے والا نہیں۔ کچھ کئے بغیر یہاں سے ٹلنا ناممکن ہے۔

استوتھماں نے فوراً ہی دل مضبوط کر لیا۔ اور ہما دیو جی سے پناہ مانگ کر اس جدیق عقیدات سے اُستت کرنا شروع کی۔ کہ ہما دیو جی اپنے بار کھڑے ہوئے۔ پہنچے۔ استوتھماں جی نے ہما دیو جی کے درشن کر کے آٹھ اندر کر دی۔ اور قاب عنصری کو اسی وقت ہون کر کے عرض کی۔ کہ ابناشی انگر کے خاندان کی یادگار۔ استوتھماں کی پیشکش قبول ہو۔ بروان دیکھئے کہ میں اپنے دشمنوں پر غالب ہوں۔

مہادیو جی مہاراجے گئے۔ انہوں نے استوتھاماں کے جسم پر نور ملی کی
شعاع منور کر دی۔ اور ایک ایسی تلوار عطا فرمائی جس کا وار فرشتہ اجل بھی
برداشت نہ کر سکتا تھا۔ انسان کی کیا بساط ؟

اُدھیا (۴)

استوتھاماں کے ہاتھ سے پانڈو لشکر کا اختتام
دریویدی کے پانچوں فرزندوں کا قتل
سری کرشن جی کی توحید سے پانڈوؤں
کی جاہری

رات اندھیری تھی۔ پانڈوؤں کا لشکر فتحمدی کی خوشی میں پاؤں پھیل
کر بیٹھی نیند سو رہا تھا۔ بہادر راجے مہاراجے رتھی مہار تھی خزانے لینے لگے۔
کسی کو شان گمان بھی نہ تھا کہ کوئی آفت آنے کو باقی ہے۔ سوتے ہوئے
شیر کو لومڑی جب چاہے مارے۔ مانتی کو عالم غفلت میں چوٹی مار بیٹی ہے
گھر میں لاکھ آدمی بھی ہوں۔ تو ایک چور سب کو غفلت میں پا کر سارا گھر میں
لیتا ہے۔ مانتی انسان کو پانی میں بھی نہیں چھوڑتی۔ مگر رات کو شہر کے
چھتوں پر تباہی آ جاتی ہے۔ استوتھاماں جی قسم کھا چکے تھے۔ کہ شیخون مار کر
دم لو لگا۔ مہادیو جی نے بھی ان کو بہادر دے دیا تھا۔ ذاتی بہادریوں کا جوش
باپ کے قتل کا رنج۔ عوض کا خیال۔ دریوہن کے زوال اقبال کا ناسف۔
سب باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ تو ایک بھوت سا سر پہ گیا۔ دانست پیتا سوٹ
کاٹنا پانڈوؤں کے پڑاؤ پر پہنچا۔ ادھر دیکھا۔ ادھر نظر دوڑائی۔ اندھیری

رات میں نظر بچاٹے ہوئے سیدھا دھڑشت دمن کے ڈیرے میں پہنچ گیا۔
 طبیعت پھر ٹک رہی تھی۔ کہ بس مار لیا۔ کہ یا چارج اور کیت برما سے کہا۔ کہ
 آپ دونوں صاحب دروازے پر رہیں۔ خبردار کوئی اندر نہ دھسنے پائے نہ
 باہر نکلنے پائے۔ اب استوتھاماں جی اندر پہنچے۔ تو دھڑشت دمن کو فوج استوتھاماں
 راحت میں پایا۔ جاتے ہی ایک ٹھوکر دی۔ گہری چوٹ لگنے دھڑشت دمن
 کو چوٹ لگا دیا۔ جیسے ہی وہ اٹھا۔ استوتھاماں نے سر کے باؤں کو اس روز سے
 جھٹکا دیا۔ کہ دھڑشت دمن پٹ سے زمین پر آگرا۔ اچانک چوٹ پونہی غصہ کی
 ہوئی ہے۔ اس پر جوقت استوتھاماں سینے پر چڑھ بیٹھا۔ تو رونے چلانے کے
 سوا کچھ نہ بن پڑی۔ استوتھاماں نے ادھر ٹھٹھاگوں سے دھڑ دیا۔ امداد دھر
 ناخنوں سے ایسے زخم لگائے۔ تو پھر کتے نہ بنی۔ دھڑشت دمن بولا

درونا چارج جی کے فرزند ارجمند۔ غفلت میں یہ دغا بازی۔ سونے
 ہوئے پر یہ ظلم۔ اچھا یہی مرضی ہے۔ تو ناخنوں سے بدن بھولیاں نہ کرو۔
 کسی سہیار کے ایک دار سے کیوں کام تمام نہیں کر دیتے۔ تم آچار یہ جی
 کے بیٹے ہو۔ اگر تمہارے ماتھے موتا ہو جائے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ میرے لئے
 بیکنڈ کے دروازے کھل جائیں گے۔ سیدھا زک لوک کو جاؤں گا۔ مگر
 ناخنوں کے زخم گوارا نہیں

استوتھاماں۔ اونٹن خانداں۔ اور وہ سیاہ۔ تو وہ نالائق بے جس
 نے میرے پتا کو مارا ہے۔ جو ایک زمانے کے گور وٹھے تھے کسی سہیار سے
 مارنا بہادروں کی بیخیزی ہے۔ تو اس قابل ہے کہ زک میں جائے۔ میرے
 ناخن تیرے ہی سوار تھے نہ ہونے۔ بیگے تو لے جیسی نالائق وکت کی ہے۔ اس
 کا حوض ہی ہے۔ کہ تجھے تڑپا کر تڑپا کر دوں

ان الفاظ کے تیر و شتر چھو کہ استوتھاماں نے چھاتی پر گھٹنے ٹیک کر
 البیادور کیا۔ کہ دم گھٹنے لگا۔ اور پھر اڑپوں سے نازک عضو پر ایسی چوٹ
 پہنچائی کہ دھڑشت کی جان نکل گئی۔ دھڑشت دمن کی آخری چیخ اس
 روز کی تھی۔ کہ اس کے خیمے سے عورتیں دوڑ پڑیں۔ مائے داویلا چکیا۔ اور

میں پہنچا۔ درویدی کے پانچوں بیٹے پانڈوؤں کے مشکل تھے۔ شباب کی نیندیں مشہور ہیں۔ اتنا شور و غل ہوا۔ مگر ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ علاوہ بریں موت سر پر سوار تھی۔ قسمت میں آنکھیں بند ہونا لکھا تھا۔ تقدیر نے ہلک سے ہلک بلایا کہ گویا کہہ دیا تھا۔ کہ اب یہ آخری نیند ہے۔ اسکے بعد آنکھیں کھولنے کی نوبت نہ آئے گی۔ استوتھاماں بڑے خوش و خوش سے ان کے سر پر ہاتھ پہنچا۔ اور ایسے تلے چوٹے ماتھے پر رکھے۔ کہ سر قو الگ ہو گئے۔ مگر کوئی پھٹک بھی نہ سکا۔ یہ پانچوں سر لٹے ہوئے خوش خوش باہر آیا۔ کہ پاپا چامچ اور کرت برا سے اپنی طاقت و شجاعت کی ساری داستان کہی۔ انہوں نے بھی ترفیفا اور تو صیف کے چل ہاندھ دیئے۔ اور سب خوش ہوئے کہ بس جو ص ہو گیا۔ اب چلکورو پودھن کو خوشخبری سنائیں۔ ایسی خبر پر اس کے مردہ جسم میں جان آجائے گی۔ اور اب اٹل راج میں شک نہیں راجہ دھرتراشٹ کو راجہ درویدھن کی دردناک حالت سے رنج تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو اٹھ رہے تھے۔ مگر دفعہ اس خبر سے وہ سنبھل بیٹھا۔ اور بول اٹھا کہ

چلو مارہ بل گیا، مگر ساتھ ہی افسوس ہوا۔ کہ استوتھاماں میں یہ قدرت تھی۔ تو دنیا کی تباہی سے پہلے ہی کیوں طاقت آزمائی نہ کی۔ مجھے درویدھن سے مایوسی ہے۔ کیا خوش ہوں۔ کہ اس کا کچھ بھلا نہ ہوا۔ استوتھاماں کو لازم تھا۔ کہ پہلے ہی پانڈوؤں کا قلع قمع کر دیتے۔ سچے نے عرض کی آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ مگر پانڈوؤں کے سامنے استوتھاماں کی یہ جرأت نہ تھی۔ کہ یوں شیخوں مار کر اپنی جانوں کا خون کر سکتا۔ جس وقت یہ لوگ واماں موجود نہ تھے۔ اس وقت استوتھاماں چل گئی۔ استوتھاماں نے دھرم کیا۔ یا ادھرم۔ اس کا تعصیب اہل زمانہ کے ماتھے ہے۔ مگر آج انہوں نے وہ کام کیا۔ جو اندر سے بھی ناممکن تھا۔ جو وقت استوتھاماں پانچ سر لٹے ہوئے خوشیاں مناتا ہوا چلا۔ مبارک مبارک کے لڑے بلند ہو جاتے تھے اور خوشی منائی جا رہی تھی۔ کہ جلد ہی سے پیپہ درویدھن کا کلیجہ

ٹھنڈا کر رکھا میں۔ کہ بہاؤ راہیے ہوتے ہیں۔ خیر اندیشوں کی رفاقت کے
پر مبنی ہیں۔ دشمنوں سے عوض یوں لیا جاتا ہے۔

آدھیاٹھے (۱۴)

استوتھاباں وغیرہ کی درپو دھن کے پاس
آمد۔ دروناک حالت پر اشک فشانہ پانچوں
بہروں کے دیکھنے سے درپو دھن کا اظہار افسوس
خوشی و رنج کی حالت میں وفات

استوتھاباں، کریا چارج اور کت برما کی باچیں کھلی ہوئی تھیں۔ کلیجہ
مارے خوشی کے اچھل رہا تھا۔ دل میں یہ جوش تھا کہ کسی طرح یہ لگا کر
درپو دھن کے پاس خود اڑ جائیں۔ اسنے فاصلے کی زمین سمیٹ کر تھل کے
برابر ہو جائے۔ رتھ کے گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے تھے۔ مگر ان کو ایسی
جلدی پڑ ہی تھی کہ ایک ایک پہل برس کے برابر معلوم ہو رہی تھی۔ اسی
اضطرابی اور عجلت کے خیال سے تینوں درپو دھن کے پاس پہنچے۔ یا تو خوش
خوش گئے تھے، یا بے اختیار رو پڑے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ راجہ درپو دھن
خون میں ڈوب رہا تھا۔ اپنے منہ سے بھرا ہوا جاری۔ بدن بھی خون سے تہتر
ایک طرف سے تیار گوشت پوست کے لٹے لٹا رہے ہیں۔ دوسرا بیطرف
پہلی کوٹے۔ یہ حالت زار ایسی نہ تھی کہ پتھر سے پتھر چھاتی دیکھ کر پھٹ
پھٹے۔ سنگدل سے سنگدل آدمی کلیجہ پانی پانی نہ ہو۔ تھوڑی دیر تک یہ لوگ
ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر آنسو بہاتے رہے۔ اتنے میں کچھ

یاکر در پودھن کے آنکھ کھولی۔ وہ سہم گیا۔ کہ کہیں بھیم سین اور اوبہا نڈو گلا گھونٹ گھونٹ کر مارنے کو تو نہیں آگئے۔ در پودھن کی پلک سے پلک جدا ہونے ہی ان دوگوں نے جلدی سے آنسو پونچھے۔ اور استوتھاماں نے کہیں نکال کر کہا:-

مہاراجہ در پودھن۔ مبارک۔ میں آپ کے دشمنوں کا خاتمہ کر آیا۔ پانڈوؤں کے سر حاضر ہیں۔ باقی ساری فوج شخون میں کام آگئی۔ اب کوئی غنیم باقی نہ رہا۔

در پودھن کوئی گھڑی کا مہمان تھا۔ اس خوشخبری سے اسکے جسم میں اس طرح جان آگئی۔ جس طرح مجھتا ہوا چراغ بڑی تیزی سے روشن ہو جاتا ہے اس نے کروٹ بدلی اور کہا کہ:-

پانڈوؤں کے سر اُدھر لاؤ۔ چلتے چلتے دل کی ہوس تو نکالوں۔ استوتھاماں نے پانچوں سر سامنے رکھے۔ بیٹھے۔ در پودھن نے ہاتھ سے دہرایا۔ تو پانچوں کے پانچوں سر فوراً چور ہو گئے۔ رات اندر پھیری گئی۔ کچھ سنبھائی نہ دیتا تھا۔ جب پانچوں سر سر مہ پڑ گئے۔ تو در پودھن بولا کہ:-

استوتھاماں جی اس میں بھیم سین کا سر کیوں تھا۔ استوتھاماں۔ انہیں پانچوں میں ہے۔

در پودھن۔ کبھی نہیں۔ بھیم سین کا سر یوں پس جاتے۔ ممکن نہیں۔ دیکھو۔ کہیں دھوکا تو نہیں ہو گیا۔ کچھ روشنی ہو۔ تو میں دیکھ لوں۔ کہ کس کے سر ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ پانڈوؤں کے دھوکے میں۔ وہ پیدی کے بیٹوں کا سر کاٹ لائے

در پودھن کے فرزند پانچوں پانڈوؤں کے ہتھکس گئے۔ در پودھن کا تپاس درست تھا۔ جو وقت روشنی کا انتظام ہوا۔ در پودھن نے زمین پر سر دے مارا۔ اور کہا کہ

ہاتھے استوتھاماں جی۔ تم نے نسل منقطع کر دی۔ کوروؤں کا خاندان تو سب گیا۔ اب آپ نے پانڈوؤں کے بیٹوں کی جان لے کر سوتے سو درے

کی شل صادق کی۔ پانڈوان کی کوفت میں جان دیں گے۔ اور ہم لوگوں کو
جلد بھربانی بھی نہ دیگا۔

دریودھن کو اس وقت ایسا صدمہ ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑا۔ استوتھان
لے آتین سے آنسو پونچھے۔ اور کہا کہ

رج و الم اس وقت بے کار ہے۔ جو ہونا تھا۔ سو ہوا۔ اب آپ خوش
خوش سورگ کی تیاری کریں۔ میں نے امکان بھر آپ کی رفاقت کی۔ اگر
آپ کی دگیا رہ چھوہنیوں میں ہم تین شخص نیچے۔ تو دشمنوں کی آٹھ چھوہنیوں
میں سے بھی صرف سات یعنی ایک ساری کرن چندر۔ دوہر سانی اور پانچوں
پانڈو۔ میں نے دھڑٹ دمن سے آپ کے گورو اور اپنے پتا کا بدلہ لے کر
کلچہ ٹھٹھا کر لیا۔ سکھڑی وغیرہ سب کتے کی موت مارے گئے۔ م سب
سریک پتک کر جان دے رہے ہیں۔ تو خیر اب سورگ میں ملاقات
ہوگی۔ اگر میں جانتا۔ کہ پانڈو نہ تھے۔ درویدی کے بیٹے تھے۔ تو میں کبھی
بہر آپ کے پاس نہ لاتا۔ اس وقت پھٹا رہا ہوں۔ مگر کیا چارہ۔ مجھے معلوم ہے
کہ آپ کا آخری وقت وہی ہے۔ جب خوشی کے ساتھ رنج سے سابقہ ہو
افس کہ وہی وقت آگیا۔ الیٹور کی مرضی میں اکیس کو دھل۔

دریودھن پہلے پانڈوؤں کے قتل کی خوشی میں گویا جی اٹھتا تھا۔ مگر
بھتیجیوں کے ہر ویکھ کر اسے صدمہ ہوا۔ وہ ناقابل برداشت تھا۔ سرفوشت
یہی تھی۔ کہ رنج اور خوشی کے وقت دم نکلے۔ چٹا پچھری ہوا۔ کیلجے کی رٹ پ
کے ساتھ آخری ہچکی آتے ہی اس کا کام تمام ہو گیا۔ اور پھر سانس نہ آئی۔

جس وقت دھڑٹا دھڑٹا لے یہ سانچہ درد انگیز سنا۔ پچھڑیں کھانے
لگا۔ روتے روتے آنکھیں سجا دیں۔ ہرگز مکر کے خون کے فورے چھڑا دیئے
کیلجے پر ایسی چوٹ لگی۔ کہ غشی نے موت کا دھوکہ دیا۔ مگر کیڑے کے گلاب
کے چھینٹوں اور عطر و خلز کی خوشبو نے انہیں گویا الیٹور کے یہاں سے پھر
بلایا۔

اُدھما گئے (۵)

پانڈوؤں کی بیٹیوں کے غم میں آہ وزاری دیویدی
 کی پیٹھاری۔ استوتھاماں کے سر کاٹ لائے
 کی فرمائش بھیم سین وارین کی روانگی برہم
 استروں کا مقابلہ بیاس جی کی استوتھاماں
 کو چشم نمائی بن دینے پر استوتھاماں کو جانبازی
 کا اطمینان۔ اتر کے حمل ضائع کرنے کی کوشش
 سری کرشن جی کا عتاب اور سراپ

ادھر استوتھاماں پانڈوؤں کا بقیہ لشکر مار کر باجھ برائے خوشی خوشی
 وریودھن کو خوشخبری سنائے گیا۔ ادھر راجہ جہنم نے واقعہ جگر حائل متنا
 قبول پاش پاش ہو گیا۔ سر کو بی دسینہ زنی سے اس طرح زمین پر گرا۔ گویا
 بدن میں جان نہیں۔ ارجن اور سہیلو نے فوراً ہی زانو پر سر رکھ لیا۔ اور
 پاؤں بھائی پھوٹ پھوٹ کر روئے گئے۔ اور دیویدی کے بیٹوں کا ایک
 سار سختی اتفاق سے زندہ بچ رہا تھا۔ اس نے جب وقت سارا ہی کیفیت سنائی
 تو بھیم سین اور ارجن و انت میکہ رہ گئے۔ ان کو اس وقت کلیجہ تھام
 لینے کے سوا اور کچھ کرتے نہ بنا۔ ویر تاکریہ و زاری ہوتی رہی۔ انہوں

کادیا جاری تھا۔ آنکھوں سے خون جگر کی جھڑی لگی تھی۔ دل میں بجلی کی سی
جھک ہو رہی تھی۔ آہ و بکا کا شور رعد کی گرج کو مات کرتا تھا۔ راجہ جد حشر
کی حالت تنگہ ہارانی درویدی سر بیٹی بال فیتی پچھاڑیں کھاتی چلاتی
کوٹتی آتی۔ اور سری کرشن جی اور بھیم سین سے بولی کہ
جب تک استو تھاں سے عوض نہ لیا جائیگا۔ تب تک میں دانہ
پانی نہ کروں گی۔ اسی جگہ چولا چھوڑ دوں گی۔ ہائے میرے بھجے کے ٹکڑے
آنکھوں کے تارے آپ سب کے ہوتے دغا سے مارے گئے۔ کہیں کی
نہ رہی۔ کہاں تک پتھر کا دل کروں۔

راجہ جد حشر پیاری! میرے دل میں دیکھو کیا کیا زخم ہیں۔ ۲۰ ٹکڑے چھینا
کٹ گئیں۔ کشتیوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ کورو پانڈو خاندان کا کوئی
نام لیوانہ رہے۔ افسوس کیونکر کیجیے جگر دکھاؤں۔ تنہا رہے پتا بھائی بیٹے
سب سیدھے مرگ میں گئے۔ ہم پانچ بھائی بد قسمت تھے۔ جو دیکھ سہنے کو
باقی رہ گئے۔ استو تھاں ہم لوگوں سے بچکر نہیں جاسکتا۔ مگر افسوس کہ وہ
جائے کہاں ہیں۔ اور ایسی جگہ روپوش ہوگا۔ کہ پتہ ہی نہ لگے۔

درویدی۔ بکھت کہیں ہو۔ آپ لوگ زمین خود کر ڈھونڈ لکالیں
جب تک اس کے سرکار میں آپ لوگ نہ لائیں گے۔ میں استو تھاں کو
زندہ ہی سمجھوں گی۔ اور مجھے یقین نہ آئے گا۔ کہ دغا مارا گیا۔

یہ سنتے ہی بھیم سین اٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہ کہہ کر چل پڑا۔ کہ لو میں من لایا
بھیم سین نے جو وقت سپاٹا بھرا۔ سر کرشن چندر جی ارجن سے بولے کہ
استو تھاں کے پاس برہم استر ہے۔ تنہا ہی مدد کے بغیر بھیم سین کی
خیر نہیں۔

ارجن۔ استو تھاں کی کیا حقیقت ہے۔ کہ بھیم سین کی چوٹ سہہ کے
سر کرشن جی بہت صحیح۔ مگر استو تھاں کے پاس برہم استر ہے۔ اس
سے کسی کو مضر نہیں۔ ارجن برہم استر سے کیونکر بل گیا۔
سر کرشن جی۔ ایک روز اس نے مجھ سے چکر مانگا۔ میں نے پوچھا

کس واسطے۔ جواب ملا کہ آپ سے ملنے کو۔ میں نے اور ہتھیار دے کر رکھا دیا۔ جس پر اس نے درونا چارج سے برہم استر حاصل کیا۔ مگر آچار یہ جی رجن سے خوش اور استو تھا ماں سے ناراض تھے۔ اس لئے رجن کو نو چلانا اور واپس لانا سکھایا۔ استو تھا ماں کو صرف چلانے ہی کے کرتب بتائے۔ گویا استو تھا ماں کو اسکے واپس لانا کا وقوف نہیں تھا ہم جس پر وار ہو۔ اسکی جانا بچانا محال ہے۔ اسی سے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ نہیں ساتھ لے دو کو چلوں۔

یہ فرما کر سری کرشن جی اپنے طلاکار اور جو اہر نگار رتھ پر سوار ہو کر رجن کو لئے ساتھ ہوئے۔ بہیم سین کے پیچھے پیچھے چلے۔ ادھر ڈھونڈا۔ ادھر کھوج کی۔ آخر گنگا کے کنارے ڈھونڈ لیا۔ اس مقام پر بیاس جی تشریف رکھتے تھے۔ کرت برما اور کرپا چارج بھی موچھوں پر تاؤ دے کر رہے تھے۔ استو تھا ماں پوجا پاٹ میں مشغول تھا۔ بدن بھی میں شرابور اور کپڑے خون سے لال۔

صورت دیکھتے ہی بہیم سین کی آنکھوں میں خون اڑ آیا۔ وہ آگ ہو کر بھینٹا۔ استو تھا ماں نے موت کو برسر سوار دیکھ کر ایک سینک اٹھا کر کیا بھ ماری جس سے ایسی آتش فشاں ہوئی۔ کہ چار طرف آگ کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ برہم استر چلانے کا یہی وقت ہے۔

رجن نے فوراً ہی برہم استر چھوڑا۔ اور دونوں استر باہم مقابل ہو گئے۔ زمین و آسمان میں ایک عجیب و غریب آواز آئی۔ اور دیر دیر تک روشنی پھیل گئی۔ بیاس جی موجود تھے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ بہادر و برہم استر بالکل خلافت ہے۔ اس سے دنیا کا عدم ہو جائیگی کہیں یہ استر انسان پر چلا دیا جاتا ہے۔

استو تھا ماں۔ جان کی حفاظت کے لئے سمجھ سے یہ خطا ہوئی۔
بیاس جی۔ واپس لو۔

استو تھا ماں۔ مجبور ہوں۔ واپسی کا گریا دہنیں

بیاس جی راجن سے) میں بیچ میں کھڑا ہوں۔ تم اپنی کمال لیاقت سے استروں کی طاقت واپس لو۔

راجن نے منتر پڑھا۔ تو برہم استر فوراً پلٹ آیا۔ بیاس جی خوش ہوئے۔

استو تھا ماں کی گردن پیچی ہو گئی۔ راجن نے عرض کی کہ

استو تھا ماں برہم استر سے ہم لوگوں کی جان لینے پر آمادہ نہ جاتا۔ تیرے کبھی استر نہ چلاتا۔ استو تھا ماں کھیانا ہو رہا تھا۔ اس نے لاکھوں کوشش کی مگر برہم استر نہ ٹوٹا تھا نہ ٹوٹا۔ بیاس جی کے آگے ہاتھ جوڑے اور بولا کہ

مہاراج! بھیج مہین۔ کسے ڈرے میں نے برہم استر کا سہارا لیا تھا۔ بیاس جی۔ بائیں نہ بنا۔ تیری نیت راجن کی طرف سے خراب تھی پھر ہوئی۔ کہ راجن اس استر چلانے کے سبب گر جاتا ہے۔ یہ نہ ہوتا۔ تو تو نے

سب دنیا تباہ کر ڈالی ہوئی۔ جس سرزمین پر یہ استر چلتا ہے۔ وہاں کئی برس تک ایکس بوند تک نہیں رہتی۔ اسکی آگ سے چرند و پرند نباتات جمادات سب جل جاتے ہیں۔ اگر تجھے میں برہم استر کے واپس کرنے کی طاقت نہیں۔ تو اپنے سر کاٹن پانڈوؤں کی نذر کر۔ اس من کے نذر کرنے سے تیری امان ہے نہیں تو تو جانے اور تیرا کام سمجھنا ہے۔ کھائے سے کھا ہمیں سروکار ہے

استو تھا ماں۔ یہ من کسی کا مال نہیں۔ ایشور نے میرے سر میں پیدا کر کے قدرت کاملہ دکھائی ہے۔ جو یہ من سر پر رکھے۔ اُسے نہ دلیتاؤں سے خوف ہے نہ راجپسوں سے ڈر۔ ایسی چیز کوئی کب کسی کو دیتا ہے۔ مگر آپ کا حکم سر نہیں پر ہے۔ یہ من تو نذر کر دوں گا۔ لیکن سینگ واپس نہیں لے سکتا۔ اب یہی میڈر پانڈوؤں کی نسل منقطع کر کے رہیگی۔ اور سب تو مر چکے۔ صرف ابھٹو کی رانی اُڑا کا حمل باقی ہے۔ اسی کا خاتمہ ہے۔

سرکینشن جی استو تھا ماں کی باتوں پر ہنسنے اور فرمایا کہ

راجہ براٹ کی بیٹی۔ راجن کی بہو۔ ابھٹو کی رانی اُڑا کا حمل ملاحظہ ہو گیا

جال اُڑا ایشور چاہے گا۔ تو پر بحیثیت کو گورہوں کھائے گی۔ اور کو روڈ لیا ہوگا

سما راج اسی کو بلایا گا۔ کو روٹوں کی توجڑ کٹ چکی۔ پر پھپت کے خاندان کا چارن ہو گا۔

استو تھاماں۔ منہ دھو رکھیے۔ جو کہہ چکا ہوں اُمٹ ہے۔ فرق پڑے کیا مجال۔ آپ کے من لڑوٹوں کا مزہ کیا کریں۔ آپ کی طرف داری میں پانڈو ایسے تباہ ہوں۔ کہ پتہ نہ لگے۔ میرا استر کام کر چکا۔ پر پھپت سے ماتھہ دھو لیجئے۔

سری کرشن جی۔ جس پر پھپت کو تو اپنی دانست میں مار چکا۔ وہ میرے اشارے سے زندہ پیدا ہو گا۔ تو نے بڑی بڑی نالائقیوں کیں۔ عمل پر بھی وار کیا۔ دُنیا پترے نام پر چھو کے گی۔ رشی مہی ذکر سے نفرت کریں گے۔ جاتی رتی سزا یہی ہے۔ کہ تین ہزار برس چانڈال کے بھیس میں ان جنگلوں کی ٹھوکریں کھا۔ جہاں آدمی کی صورت نظر نہ آئے۔ خون پیپ اور فلاطت سے سابقہ رہے۔ اوہ اپنی تو ناپاک بیماریوں کی حیثیت سے نہ گھوسے۔ تب کی متد جس استر پر تجھ کو ناز ہے۔ اس کا اثر رخصت ہو گیا۔ میں پر پھپت کو زندہ کر کے دکھاؤں گا۔ اس کی بہادری کے ڈنکے بجیں گے۔ کہ پانچار ج سے وہی سب استر حاصل کرے گا

اُدھیا گئے (۶)

بیاس جی کا استو تھاماں پر عتاب۔ من کی

دستیابی پر پانڈوٹوں اور روپیہ

کی استکشتی و دُجی

بیاس جی۔ سری کرشن جی اور استو تھاماں کی تقریر سن رہے تھے

رجوعت انہوں نے پانڈوؤں کی نسل شقظ کرنے کا ارادہ سنا۔ تو سخت غضبناک ہوئے۔ استوتھاماں کو بہت کچھ دھڑکا۔ اور فرمایا کہ

سری کرشن جی کا قول اٹل ہے۔ جو وہ سراب دے چکے۔ وہی ہوگا۔ تیری مجال کیا ہے۔ کہ پانڈوؤں کی نسل کا خاتمہ کر سکے۔ جا جیسی کرنی۔ دینی بھرنی۔ جا جیسا بوسے گا۔ ویسا کاٹے گا۔ تین ہزار برس کو ڈھ بھگت استوتھاماں کیا کروں۔ تقدیر سے مجبور ہوں۔ جسے دن جب آتے ہیں۔ تو ماتھ پکڑ کر وہ کام کر لیتے ہیں۔ جس میں انسان کی مٹی پلید ہو۔ خیر جو مصیبت پڑے گی۔ بھگتوں کا۔ نیچے من حاضر ہے۔ اب جان چھوڑیئے۔ یہ کہہ کر استوتھاماں نے سر کا من لیکال کر بھیم سین کے ماتھ پر رکھ دیا اور اسی وقت جھکل کی طرف چلتا ہوا۔ ارجن اور بھیم سین۔ بیاس جی اور نارادہ جی کو ساتھ لئے ہوئے خوش خوش درویدی کے پاس پہنچے۔ بھیم سین نے من درویدی کے ماتھ دے دی۔ اور بولا کہ

اب روزنا دھونا فضول ہے۔ سری کرشن جی مہاراج کی توجہ سے ہم لوگ استوتھاماں سے عمن لئے آئے۔ ارادہ تو یہ تھا۔ کہ جان سے مار ڈالیں۔ مگر سری کرشن جی نے اُسے وہ سزا دی۔ جو تین ہزار برس تک اسکی جان بوار ہے گی۔ اگر کوئی اسے مار ڈالتا۔ تو اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ یہ سزا کافی نہ تھی۔ تمہیں یاد ہوگا۔ کہ سری کرشن جی سے تم نے صلح کی ممانعت کی تھی۔ انہوں نے تمہارے قول کی پابندی کی۔ شکر ہے۔ کہ میں نے درلودھن کی وہی ران توڑی۔ جس پر تمہیں وہ بٹھالنے کا خواہشمند تھا۔ پوچش ہو کر دوشاسن سے بھی عمن مل گیا۔ میں نے اس مزے سے چلو بھر بھر کر خون پیا۔ کہ کور و حیران رہ گئے۔ اور میں نے کم بخت دوشاسن کی لہو چوس چوس کر جان لے لی۔ میری کوئی پرتگیا اور صورتی نہ رہی۔ من بھولے ہی آیا۔ اس سے بڑھ کر چھتری دھرم کا منہ کیا ہوگا۔

درویدی یا تو روزی بھتی۔ یا مارے خوشی کے اچھل پڑی۔ لپک کر من ماتھ میں لئے لیا۔ اور بولی۔ کہ اسپیکھے میں ٹھنڈک پڑی۔ ورنہ

آگ بجھی۔ جس کم نجت نے میرے کلبے کے ٹکڑوں کا سر کاٹا۔ اسکو سری کرشن
جی نے پیری مرضی کے موافق سزا دی۔ میں نے قبول کیا۔ مگر میں اسے استعمال
نہیں کر سکتی۔ یہ گورو کے بیٹے کا مال ہے۔ اس لئے میں چلتی ہوں۔ راجہ جد ہشٹر
اسے زیب بسر کر لیں۔

سب نے درویدی کی فہم فراست پر آفرین کی۔ اور راجہ جد ہشٹر نے
من اپنی پگڑی میں رکھ لیا۔ اسوقت راجہ کے چہرے کا جلال ایسا بڑھ گیا۔
کہ آنکھ نہ پھیرتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ پورناشی کا چندرماں پورے فروغ
پر ہے۔ درویدی نے راجہ جد ہشٹر کے سر پر نچھاوڑ کی۔ اور اس آسن
آسن سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جس پر کہ اس نے بیٹوں کے غم میں آنسو بہا کر
من لائے کی تحریک کی تھی۔

اُدھائے (۱۷۴۶)

استوتھماں کی تین تہاں اس قدر تھوڑی
کی وجہ سری کرشن جی کی بانی

بھیشم پائیں بی راجہ جنیجے سے مخاطب ہیں۔ کہ در پودھن نے اپنی مہٹ
پر جان دیدی۔ اٹھارہ چھوہنیاں کٹ گئیں۔ پر وہ ڈوبیا پر چھتری سوہرہ
میں فقط پانچ پاندورہ گئے۔ یا کرشن جی اور سائگی۔ استوتھماں کو تین
ہزار برس کا عذاب گلے پڑا۔ کہ پاپا رنج اور کرت برما ادھر ادھر مہنت
چھپا گئے۔ ادھر دھرتراشت کو خاندانی کی تباہی کا جو غم تھا۔ اس کا ذکر
کرتے ہوئے رونما آتا ہے۔ گاندھاری رانی کا کلیجہ پائیں ہو گیا۔ لاکھوں
گھروں میں کہرام ہی کہرام تھا۔ راجہ جد ہشٹر کو جہاں فتح کی خوشی تھی۔ وہاں
استوتھماں کی خوزیزی نے ان کے رنگ میں بھنگ کر دیا۔ سری کرشن

جی سے بولے کہ اکیلے استوختماں نے اتنے سارے بھائی اور اہل لشکر کو مار مار ڈالے۔ کسی کا کچھ نہیں بچا۔ جس دھڑکٹ دمن نے درونا چارج کو مار گرایا اُسے استوختماں مار دے۔ تجھ ہے راجہ دروید کے بیٹے میرے پہلے کے بھائی کیسے بہادر تھے۔ ان کا مار لینا آسمان نہ تھا۔

سری کرشن چندر جی۔ بیشک استونٹھاں کی طاقت نہ تھی۔ صرف
مہادیو جی نے اسے سب پر غالب کر دیا۔ مہادیو جی کی چسپن نظر عنایت
ہو جائے۔ اسے اندر کیا کال بھی رک دے نہیں سکتا۔ استونٹھاں کو
انہوں نے وہ قدرت دے دی جس سے تمہارے بیٹے اور بقیہ لشکر
خاک و خون میں مل گیا۔

۱۔ اتنا فرما کر سری کرشن جی نے کہا دلہن کی فضیلت ہر ایک کے اوپر اس طرح فطرت کر دی۔ کہ سب قاتل ہو گئے۔ اور اسی نوکر پر سو پٹیاں پر ب کا فائدہ ہو گیا۔



سویکریب ختم

مہاجرات

حصہ پانزدہم

استری پرپ

اڈھیاٹے (۱)

راجہ دھرتراشٹ کا غم سنے اور رود جی کی تسلی بخش گفتگو

راجہ جینیجے راج شاگھاسن پر بیٹھا ہوا ہے۔ ارکان دولت حاضر ہیں۔ شہنشاہی ٹھاٹھاٹ کی کچھ کمی نہیں۔ بیٹیم پائین کے واسطے بھی طلا کارچوکی بھی ہوئی ہے۔ جس پر پردہ کش آسن پر بیٹھے ہوئے مہاجرات کا یوں ذکر فرما رہے ہیں کہ

کہ جب اس جنگ عظیم کا خاتمہ ہو چکا۔ ہانڈوؤں کی طرف سات اور کوروؤں کی طرف صرف پائین آدمی میح سلامت پہنچے۔ لودھرتراشٹ سنے کی زبانی سب حال سنکر رو پڑا۔ زمین پر سر دے مارا۔ اور اس طرح

ترب کیا۔ جس طرح گھنگور گھٹائیں اُٹھیں۔ سب نے آستین سے آنسو بہنے لگے۔
 کیڑے گلاب سے منہ دھلایا۔ اور سمجھایا۔ کہ اب گریہ و زاری سے کیا فائدہ
 ہے۔ مہاجرت میں جو مرے۔ وہ سیدھے سیکینڈ کو گئے۔ اب آپ کا پوتے
 بچا آٹھ چھپن پھوٹنا فضول نہیں تو اور کیا ہے۔ آپ نے دریودھن کو سر
 پہنچا۔ چھلی پھلواڑی آجاڑ ڈالی۔ نہ کسی ریشی کا کہنا مانا۔ نہ بھیشم پتاما۔
 درونا چارج کی باتوں وغیرہ پر کان دیئے۔ سری کرشن جی نے مصاحبت
 کی کوشش کی۔ مگر آپ کے پیٹوں نے انہیں چمکیوں میں اڑا دیا۔ اور
 آپ بھی ہوں کھج گئے۔ جب غلطی اپنی ہو۔ تو اس کا پچھتاؤ کیا۔ جو شدنی
 تھا ہوا۔ اس کی فکر کیا۔ اب یہ کوشش کیجئے۔ کہ سرگباش کو دو چٹو پانی تو
 ملے۔ بیماروں کی روح پیاسی ہو گی۔

راجہ دھرتراشت۔ بیشک میں بڑا بد نصیب ہوں۔ اٹھارہ چھپنوں
 کا خون میرے ہی سر پر ہے۔ دریودھن کی محبت اور الفت پوری کے جوش
 نے آج یہ دن دکھایا۔ میں دل سے لاکھ چاہتا تھا۔ کہ پانڈؤں سے لگاڑ
 نہ ہو۔ مگر دریودھن نے نہ جانے کیا جاؤ کر دیا تھا۔ کہ میری عقل بھی ساٹو
 پہاڑ پر چلی گئی تھی۔ افسوس خاندان بٹ گیا۔ گھر ٹٹ گیا۔ سلطنت بٹ
 گئی۔ راج ہاٹ سب جاتا رہا۔ دواع کھاتے ہیں۔

یہاں ایسی ہی غم انگیز باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ دو درجی آگئے۔ انہوں
 نے بھی بہت کچھ سمجھایا۔ سمجھایا۔ دریودھن کرن ریشی۔ دو شاسن۔ شل وغیرہ
 وغیرہ کی حماقتوں پر آنسو بہائے۔ خوریز علی کا افسوس کیا۔ اور راجہ دھرترا
 سے صاف الفاظ میں کہہ دیا۔ کہ رنج و غم کے عوض آپ کو اپنی غلطی کا افسوس
 کرنا چاہیے۔ یعنی اگر راجہ دھرترا اشتورا بھی بھون ٹیرا ہی کر دیتے۔ تو
 دریودھن چوٹ کر سکتا۔ دو درجی نے تسلیم کیا۔ کہ چھتری کے لئے رڈائی
 میں کٹ رلنے سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں۔ جو توار منہ پر کھا کر دم توڑ
 گا۔ اسی کے لئے سیکینڈ۔ بے سگرا دھرم کی رڈائی کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ دنیا
 آٹھ ہو جائے۔ جیڑ چوڑا ہو۔ اس کا ذکر فضول ہے۔ دنیا کے رشتے

برائے نام ہیں۔ سچ پوچھئے۔ تو نہ کوئی کسی کا پاپ ہے۔ نہ بیانا نہ بھائی ہے۔ نہ
 نہ ہیں۔ اسی طرح سب بیٹے پوتے عزیز و اقارب ویسے ہی ہیں۔ جیسے ایک
 سر کے مسافر جو مسافرت میں ملتے وقت تو عزیزوں سے زیادہ محبت جتانے
 ہیں۔ مگر جب وقت قافلہ چلے دیا۔ تو پھر دور کی صاحب سلامت۔ اقط ہی حال
 ماہ بھارت میں کتہ رسے والوں کا سمجھ لیجئے۔ اگر وہ آپ کے عزیز اقارب ہو
 تو آپ کا ساتھ دیتے۔ مسافر تھے۔ اپنی اپنی راہ لگ گئے۔ جہکو جھڑوٹ جانا
 تھا۔ چلے دیا۔ جب سانپ نکل گیا۔ تو پھر پیٹنے سے کیا فائدہ۔ اس لئے آپ
 دلی کو ڈھارس دیں۔ اور سوچیں۔ کہ دنیا سرائے قانی ہے۔ اس میں کسی
 کو قیام نہیں۔ آج نہ گیا۔ کل نہ گیا۔ تو ایک نہ ایک دن ضرور جائے گا۔ اس سفر
 میں جو کام آئے۔ وہ اچھے گئے۔ دنیا کی فکروں سے چھوٹے۔ ہم لوگ بد نصیب
 تھے۔ جو رونے پٹنے کو رہ گئے۔ دنیا میں یا تو نیک نامی زندگی کا مال ہے۔ یا زندقہ
 کا مال ہے۔ یا زندگی کا مال ہے۔ یا بدنامی۔ چنانچہ جو نیک نام رہا۔ اس کی موت زندگی
 سے بدرجہا اچھی ہے۔ اُسکو جو مردہ سمجھے۔ وہ بوقوف۔ جو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ
 بدنام۔ اگر ہوں۔ تو کیا نام نہ ہوگا۔ ان کی عقل اندازہ ہی ہے۔ ان کی زندگی سے
 موت ہزار درجہ بہتر۔ ایسے ہر شخص پر فرض ہے۔ کہ جسے الاسکان نیکی کی پیروی
 کرے۔ درپودھن نے اس طرف خیال نہ کیا۔ صرف اسی سبب سے سارا الزام
 اس کے سر پر بٹھا۔ اگر اسکی طبیعت راستی پر ہوتی۔ تو آج یہ دن نصیب نہ ہوتا
 دنیا میں جو صابر و قانع ہیں۔ ان کی توجہ بھلائی کی طرف راغب نہ ہوتی ہے۔
 ان کا خیال برائی کی طرف ہوتا ہی نہیں۔ چنے بے سوچے سمجھے کوئی کام کر اٹھایا
 اسکی عقل کو عقل نہ سمجھے۔ بلکہ عقلمندوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر جاہل نہیں
 ایسے لوگ جن شایخ پر بیٹھتے ہیں۔ اُسی کو کاٹتے ہیں۔ اپنے پاؤں میں کھنڈی پٹ
 والے کو عقل مند نہیں کہتے۔ پر میثور کی ذات بے عیب ہے۔ مگر بے وقوف لوگ
 خود تو بے وقوفی کرتے ہیں۔ پر جب کچھ اینڈی اینڈی پڑ جاتی ہے۔ تو الزام
 رکھتے ہیں۔ پر میثور پر۔ گویا ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ سر پر لا دیتے ہیں۔ خود
 نادم نہیں ہوتے۔ کہ ہم نے کیسی بیوقوفی کی۔

ادھیائے (۲)

راجہ دھرتراشٹ کو سری بیاس جی کی فہمائش

دھرتی کی تقریر نے راجہ دھرتراشٹ کے جسم میں بچھو کا سا زہر چھپکا دیا۔ اس کو بیٹوں پوتوں کے غم میں ایسی بچینی ہوئی کہ طبیعت قابو میں نہ رہ سکی۔ پچھلے سال کر زمین پر گر پڑا۔ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔ جب منہ پر کیڑہ گلاب چھڑکایا۔ پتکے جھلے گئے۔ خلفہ منگھایا گیا۔ منہ پر پانی کے چھینٹے ویسے گئے۔ تو ہنس ٹھیک ہوئی۔ ہوش سنبھلے۔ بیاس جی رونق افروز گئے۔ انہوں نے پوچھ کر فرمایا کہ راجہ صاحب تم مشاستر اور دھرم کے رمز سے آگاہ ہو۔ پھر زندگی اور موت کا پکار کیا نہ آدمی مرتا ہے۔ یا زندہ رہتا ہے۔ ہوا یا ہے ضرور جائے گا۔ موت کا نام معنت بدنام ہے۔ تمہارے بیٹوں کا وقت برابر ہو چکا تھا۔ ان کی جس بدھ بدی تھی موت ہوئی۔ مہاراجہ جد دھرتراشٹ کاٹوں مانگتا تھا۔ تو کیا ہٹ دھرمی تھی۔ مگر تمہارے فرزند دیودھن کی ضد نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ جو اولاد اور دھرم کو دھرم پر ترجیح دے۔ جسے بزرگوں کا لحاظ و ادب نہ ہو۔ اسکا مر جانا ہی اچھا۔ دوسرے جب تمہارے خاندان کو سُرگ ملا۔ تو رنج و غم کی بات ہی کیا ہے۔ ایک سا موقع یہ راجہ آندھ کا دربار لگا ہوا تھا۔ برہما بشن ہیش بھی وہاں الشریف فرما گئے۔ دیو پورشی ناز کے علاوہ اور ریشیوں مہینوں کا بھی وہاں جلوہ تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ پرستوی

بشن جی سے یاد وہی کر رہی تھی کہ
برہم لوک میں آپ نے جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ کب پورا ہو گا۔
بشن جی مسکرائے۔ اور بتسم آشنائیوں سے یوں گوہراشنائی کی۔
راجہ دھرتراشٹ کو سو بیٹے مل چکے ہیں۔ ان میں راجہ دیو دھن سے

تیری مطلب براری ہوگی۔ میدان کرکشیتر میں دنیا کے راجے مہاراجوں کا
خون بہیگا۔ پاپی لوگ نیست و نابود ہوں گے۔ اور تجھ کو بارہ گناہ سے
سبکدوشی حاصل ہو جائے گی

میں بھی اس گفتگو پر کان لگاٹے تھا۔ چنانچہ جو کچھ سنا تھا۔ وہی آنکھوں
سے دیکھا۔ دریودھن کلہنگ کے اثر سے پیدا ہوا۔ اس کے بھائی بھی ایک ٹھیکے
کے ہٹلائے ہوئے تھے۔ وہ بھی اسی طرح شریراخص اور بدباطن تھے۔ پھر
شکلی کرن ایسے لوگوں کی چنڈال چوڑھی جمع ہو جائے۔ اودھم کا دماغ اس
پر نہ ہو۔ تو کیا ہو۔ ان سب نے گردے کر۔ بے کو نیم چڑھا دیا۔ مست کے ہاتھ
بیراتلوار دے دی۔ دریودھن ایک تو خود ہی بس کی گانڈھ تھا۔ اب اور
بھی بچھ کا ڈنگ ہو گیا۔ جد حشر کے راجوی یگیہ میں ناروجی نے راجہ جد حشر
اور دریودھن سے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ باہم میل رکھو۔ نہیں تو دروڑوں
اور پانڈوؤں کے خون سے زمین لال ہوگی۔ دونوں کو کشتریوں کی جانوں
پر رحم کرنا چاہیے۔ دریودھن سے تو یہاں تک کہا تھا کہ پانڈوؤں سے لگاڑ
سے لگاڑ اچھا نہیں۔ دل صاف کر لو۔ تو خیر نہیں تو اپنا سر رکھاؤ۔ راجہ جد حشر
نے مات گرہ باندھ لی۔ اور اس نے کسی خوزیزی کا خیال نہ کیا۔ انسان تو انسان
وہ ایک کھٹی چھری کی بھی دل آزاری گوارہ نہیں کرتا تھا۔ مگر تہا سے بیٹے نارو
جی کی نصیحت بھولے رہے۔ انہوں نے ہلکی نہ چھوڑی۔ جس کی آخر انہوں
نے نذر پائی۔ آپ کا اب غم فضول ہے۔ جس کو راجہ جد حشر ایسا فرزند الیٹھ
دے اسے سو بیڑوں کا غم کیسا۔ ایک لایق بھتیجے پر لاکھ بیٹے قربان۔ تم راجہ
تم راجہ جد حشر کی طرف سے مطمئن ہو۔ وہ تمہاری کیا تمہارے کتے بھی
خادم کر کے کو اپنا خیر سمجھتا رہیگا۔ پس میری رائے میں رنج و الم کے عوض
صبر و تسکین سے کام لو۔ راجہ جد حشر ٹاٹھ جڑ کر بولے کہ

آپ بزرگ ہیں۔ آپ کو ماضی و حال کیا۔ مستقبل کا بھی علم ہے۔ آپ
نے جو فرمایا۔ اس سے میرے دل کو ڈھارس پہنچی۔ اب میں صبر کو گلے لگاتا
ہوں۔ اور آپ کی نصیحت پر عمل کرتا رہوں گا۔

راجہ دھرتراشٹ پر کہہ رہے تھے کہ دفعۃً بیاس جی غائب ہوئے
راجہ دھرتراشٹ نے چھاتی پر پتھر رکھ لیا اور سمجھ بیٹھے کہ شرنی یونہی مٹی

اُدھیائے (۳)

دھرتراشٹ کے مُردہ اور بھائی بندوں کی کِریا
کرم کے لئے روانگی۔ راستے میں استوتھاماں وغیرہ
سے ملاقات

جو وقت بیاس جی اُتر دھیان ہو گئے سب نے دُور جی سے عرض کی
جو شرنی تھا سو چکا۔ آپ کے بھائی بند بھتیجے پوتے نواسے سب مجاریہ عظیم میں
کام آئے۔ ان کی مٹی سوار تھ کرنے کی ضرورت ہے۔ راجہ دھرتراشٹ کو بیٹوں
کے غم میں ہوش و حواس نہیں۔ جب بھاتاں آپ توجہ نہ کریں گے۔ تب تک
رو میں بچیں رہیں گی

دُور جی راجہ دھرتراشٹ سے بولے۔ بھائی صاحب۔ آپ جن کے
غم میں جان گنوار رہے ہیں۔ انہوں نے بیکنڈھ میں جگہ پائی۔ ہم لوگ البتہ
نرک میں پڑے۔ وہ گئے۔ اب رنج و غم کا موقعہ نہیں۔ موت اپنا کام کر چکی
بہادروں نے دُئیلا سے کوچ کیا۔ ہیشم جی ورونا چارج۔ شل۔ کرن۔ جیدرکھ
ایسے سو بریر موت کا مقابلہ کرنے والے تھے۔ ان کو آج تک کوئی
نیچا نہ دکھا سکا۔ مگر کال بڑا شہ زور ہے۔ اس نے اپنی طاقت کا سب کو قائل
کر دیا۔ اب اُٹھیے۔ رونے و طوٹنے کا موقعہ نہیں۔ مُردوں کی روحوں کو دود
چار چلو پانی تو نہ بچا دیجئے۔

سوار یوں کی کمی ہی کیا تھی۔ اس حالت میں بھی سہتنا پور رکھ۔

نالکی۔ پالکی وغیرہ سے پٹا ہوا تھا۔ وڈر جی کا اشارہ ہوتے ہی سواریاں
موجود ہو گئیں۔ راجہ وڈر تراشٹ پہلے سوار ہوئے۔ اس کے ساتھ مہاراجہ
گاندھاری اور سواریوں پرنگے سر کھلے ہالوں بے زور ہلا سنگار وہ عصمت
کاپ رانیاں سوار ہوئیں۔ جن کے بہادر خاندان میدان جنگ میں سرکشاکر
جان دے کر دافع مفارقت دے گئے تھے۔ وڈر جی سب کو سمجھاتے
بجھانے لگے۔ مگر کہیں آفت رسیدہ دل سنبھالے سے سنبھلتا ہے۔

جس وقت ان غمزدوں اور سوگواروں کا قافلہ شہر ہستنا پور کے
ریش و امیر بنے۔ مہاجن سب اپنے بادشاہ وقت کی رفاقت میں ہمراہ ہوئے
ہزارا آدمی روتا پٹیا جا رہا تھا کہ راستے میں استوتھماں۔ کہ پا چارج
اور رکتہ سا اتفاق سے مل گئے۔ انہوں نے راجہ وڈر تراشٹ کی قدیم
حاصل کی۔ اور شکست فاش۔ وریو دھن کے قتل۔ ٹھون کی خونریزی
وغیرہ کے سارے واقعات سن کر عرض کی کہ اب یہی تین جا میں آپ
کی طرف باقی ہیں۔ ٹھون نے پانڈوؤں کو انگاروں پر لٹا دیا۔ اب وہ
ہم لوگوں کی تاک میں ہیں۔ کیا عجب کہ یہیں کہیں قریب ہوں۔ اس لئے
ہم لوگوں کا اب آپ کی رفاقت میں رہنا بھٹیک نہیں۔ پانڈو جس وقت
ہم لوگوں کو پا جائیں گے۔ تو جیتا چھوڑنا کیا معنی۔ ایسی جگہ ماریں گے۔ جہاں
پانی بھی نہ ملے۔ اس لئے اب رخصت دیجئے۔ یہ کہکشیوں مایوس بہادر
نے راجہ وڈر تراشٹ اور وڈر جی کے سامنے میرا دہم کیا۔ اور بڑی
نا امید کی حالت میں رو رو کر رخصت ہو گئے۔ مگر پا چارج نے ہستنا پور
میں روپوشی کے لئے راہ لی۔ کرت برما اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا
استوتھماں بیاس جی کے آشرم کی طرف چل پڑے۔ شرمندگی سے کسی
کے سامنے آنکھ نہ اٹھتی تھی۔ جدھر سے گزرتے تھے۔ وہیں بدنامی کا ٹھیکرا
سر پر چھوٹا تھا۔

اُدھر سے (م)

راجہ دھرتراشٹ اور راجہ جدھشٹر کی ملاقات
 راجہ دھرتراشٹ کی بھیم سین سے
 کہینہ وری

اُدھر سے راجہ دھرتراشٹ کا قافلہ جا رہا تھا۔ اُدھر سے راجہ جدھشٹر
 روانہ ہوئے۔ ہزار ہا بواہش روتی بیٹتی ساکت تھیں۔ سب کو ہوس تھی۔
 کہ آخر ہی وقت میں شوہر کی صورت نہیں دیکھی۔ تو خیر وہ جگہ ہی دیکھ
 کر کلیجہ ٹھنڈا کر لیں۔ جہاں کوئی نہ کوئی خون چھینٹ ہوگی
 اہل لشکر نہ اُدھر تھے۔ نہ اُدھر۔ صرف فوج غم ہمراہ تھی۔ یا مانیوں
 کا جلوس کو بت اور تقارے کے عوض صدائے ماتم تھی۔ اور کوس شاہی
 کے بدلے سینہ کو بی کی آواز

اُدھر سے راجہ دھرتراشٹ بڑے ہوٹے چلے آئے تھے۔ اُدھر سے راجہ
 جدھشٹر آخر راستے ہی میں ٹٹھ بھڑ ہوئی۔ راجہ دھرتراشٹ رتھ سے
 اتر پڑے۔ سری کرشن جی کے رتھ کی طرف لپکے۔ باہم بڑے تپاک سے
 ملاقات ہوئی۔ پانڈو بڑے ادب سے حاضر ہوئے۔ قدیوں پر گہر پڑے۔
 راجہ دھرتراشٹ آنکھیں نہ بھٹیں۔ انہوں نے جوش محبت سے ایک ایک
 کو بلایا۔ اور گلے سے لگا کر اظہار محبت کیا۔ مگر بھیم سین سے دل میں کدوڑ
 تھی۔ سری کرشن جی نے ان کے دل کی ہوس نہ نکلنے دی۔ سری کرشن
 جی جانتے تھے کہ راجہ دھرتراشٹ کو ۶۰ ہزار مانتی کا زور ہے۔ جس وقت
 بھیم سین ہتھے چڑھ گیا۔ ہڈیاں پسلیاں پور چور کئے بغیر نہ رہیگا۔ اس

کئے۔ سہننا پور سے پہلے ہی وہ آہنی ثورت منگوا رکھی تھی۔ جس کا درلود
نے جگہ میں آرا دھن کیا تھا۔ یہ ثورت بالکل بھیم سین کے ہم شکل تھی۔ تو
قامت تن و نوش میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔ جو ثورت راجہ دھرتراشٹ
نے جوش محبت کا اظہار کر کے بھیم سین کو یاد کیا۔ سری کرشن جی نے
اس آہنی ثورت کو پوشاک و لباس سے آراستہ کر کے پیش کر دیا۔ راجہ دھرترا
راجہ دھرتراشٹ نے جوش الفت کے بہانے سے یوہنی ثورت کو دیا۔ بائیس
پس کے رہ گئی۔ پانڈو خوشی سے اچھل پڑے۔ لوگوں نے راجہ دھرتراشٹ کی بدعتی
پر لغت ملامت کی۔ سب سری کرشن جی کی عقلندی کے قائل ہو گئے۔ راجہ
دھرتراشٹ کو جبراً و مت معلوم ہوا کہ بھیم سین بچ رہا۔ غلطی سے ثورت ٹوٹ
گئی۔ تو عرق عرق ہو گیا۔ شرمندگی کی حد نہ تھی۔ فوراً ہی پٹ سے زمین پر گر پڑا
بچے نے دوڑ کر اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ آپ سے غلطی ہوئی۔ عقلندیوں کو ایسی حماقت
کی بات کرنا کبھی ٹھیک نہیں

اُدھیا گئے (۱۵)

پانڈوؤں کی راجہ دھرتراشٹ اور رانی گاندیری
اور ہمارائی کنٹی سے ملاقات

راجہ دھرتراشٹ نے بغض و عناد کے خیال سے آہنی ثورت توڑ ڈالی
لیکن پھر دل میں خود ہی چوٹ لگی۔ اور اس صدمہ جالگاہ سے اس پر عالم غشی
طاری ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک راجہ پر بیہوشی غالب رہی۔ جب اوسان ٹھیک
ہوئے۔ تو ماتھے بھیم سین کی رٹ لگ گئی۔ ان کو خیال تھا۔ کہ بڑیاں پسپا
سرمہ ہو گئیں۔ اور اہل زمانہ کی نظر میں میری اور سبکی ہوئی۔ سری کرشن چندر
پاس ہی رہے۔ رونق افزہ نہ تھے۔ انہوں نے فرمایا۔

آپ کہیں بقرار ہوتے ہیں روئے دھوئے کی بات ہی کیا ہے۔ بھیم سین جی آپ کے اقبال اور دھاسے تندرست۔ ان کا ایک رویاں بھی دیکھا ہے۔ بھیم سین کی گت نکلت نہیں کی۔ بلکہ اس کی دھ آہنی مورت تڑوی ہے۔ جو دریو دھن نے اپنے یگیہ کے لئے تیار کرانی تھی۔ آپ امنوس کے عو من شکر کیجئے۔ کہ آپ کے ساتھ ہزار ہاتھی کا نور آہنی مورت پر صرف پر صرف ہوا۔ اور بھیتجے پر آنچ نہ آنے پانی۔

اس طرح راجہ دھرتراشت کو دل ہی دل میں نادوم سری کرشن جی راجہ دھرتراشت کی واقعیت دید و شاستر اور بانو کی تعریف کر کے فرمایا۔ کہ امنوس آپ کے بیٹوں نے نہ میری بات مانی۔ نہ رہتیوں تمینوں کی نصیحتوں پر کان دیئے۔ اور نہ بھیشم جی وغیرہ بزرگوں کا کہنا مانا۔ آپ بھی اپنی ناخلف اولاد کے لئے محبت میں ایسے چور ہوئے۔ کہ بس کچھ نہ پوچھئے۔ اور مزہ یہ ہے۔ کہ اب تک حمار بھی اسی لئے کی جو دی موجود ہے۔

راجہ دھرتراشت کو اطر بیٹوں کا مددہ تھا۔ اُدھر آہنی مورت توڑنے کی ہدایت انکے چہرے پر پسینے کے قطرے جھلک رہے تھے۔ آنکھ سامنے نہ ہوتی تھی۔ رو کر بولے۔ میرے پیارے بھیتجے کہاں ہیں۔ ذرا چھاتی سے تو لگاؤں۔

راجہ جدھشتر پہلے ہی بنگیر اور قد مبوس پہنچے تھے۔۔۔ بھیم سین۔ ارجن نل۔ سہادیو نے سر پر عن جی کے اشارے سے دوڑ کر قدم چوم کر لئے۔ راجہ دھرتراشت نے گلے سے دھاکر زندہ ہاشید عمر دراز ۱۴ ایسے ایسے الفاظ سے وعادیں۔ اور پانڈو اجازت لیکر مہارانی گاندھاری کے درشنوں کو چاہئے۔ پانڈوؤں کی صورت اس وقت گاندھاری کی نظر میں زہر معلوم ہوئی۔ وہ جی اٹھی۔ اور بول میں یہی آیا۔ کہ بس اپنے بیٹوں کے قاتلوں کو سراپ دیدے۔ بیاس جی غیب و ان سے تھے۔ تپ کی طاقت نے ان کو گاندھاری کی گاندھاری کی نیت سے آگاہ کر دیا۔ گنگا جی میں اثنان کر رہے تھے۔ چلو میں پانی لئے ہوئے وہیں آ موجود ہوئے۔ اور کہا

مہاجراتی۔ بیشک تمہارے پتی برت وہرم اور تپشیا میں وہ طاقت ہے
لیکن پانڈو تمہارے عتاب کے سزاوار نہیں۔ مہاجرات کے شروع میں انہوں
نے تم سے اجازت لئے کہ پھنڈا اٹھا گئے تھے۔ تم نے بھی صاف کہہ دیا تھا۔ کہ میں
لڑائی کو منع نہیں کرتی۔ چھتریوں کا وہرم ہی یہ ہے۔ رما فح کام معاملہ۔ تو بس
سمجھ لو۔ کہ وہرم کی ہمیشہ جے ہے۔ جب تم خود اجازت دیے چکی تھی۔ تو اب
غصہ کیوں۔ بددعا دینے کا سوال کس لئے۔

گاندھاری۔ میں ہمیشہ پانڈوؤں کو اسی نظر محبت سے دیکھتی رہی ہوں
جیسے رانی کنتی۔ مگر کیا کہوں۔ سو بیٹوں کی موت کا رنج صبر کرنے نہیں دیتا۔ بڑا
ہوشکس۔ کرن وغیرہ کا۔ جنہوں نے میری پھلی پھولی بھلاڑی اجاڑ ڈالی۔ اگر
میرے بیٹوں کو یہ جنگ پر نہ چڑھاتے۔ تو مجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔
پانڈوؤں کی بیشک یہ خطا نہیں۔ میں تسلیم کرتی ہوں۔ لیکن آخریں بھیم سین
نے دریودھن کو بے ایمانی سے مارا۔ گرز کی لڑائی میں وہرم کے خلاف اس
نے ران توڑ ڈالی۔ اس کا رنج ضرور ہے۔ اور اسی غصے میں چاہتی تھی۔ کہ
پانڈوؤں کو بددعا دے کر دل کا بخار بنگال لوں۔ شکر ہے۔ کہ آپ تشریف
لے آئے۔ آپ کا فرمانا برآ نکھوں پر

بھگت سہجن۔ چچی صاحبہ۔ آپ کو میں اپنا والدہ ماجدہ سے زیادہ سمجھتا ہوں
آپ کا جو فرمایا۔ سب درست ہے۔ مگر ذرا غور فرمائیے۔ کہ میرا مقصد کیا تھا
میں اپنی زبان سے پھر ہڑ بات کیا کہوں۔ آپ واقف ہیں۔ کہ رانی دروپدی
اس وقت کس حالت میں تھی۔ جب دوشاسن ہال پکڑ کر سبھا میں کھینچ لایا تھا
اُدھر ماسک وہرم۔ اُدھر بدن پر ایک ساڑھی۔ دریودھن کی مرعنی یہ کہ
زانڈوں پر بیٹھا ہوں۔ شکنتی کی خواہش یہ کہ ساڑھی بدن پر نہ رہے، خلاصہ یہ
کہ ساری چنڈال چوڑی سی چاہتی تھی۔ کہ حد درجے کی نالائقیوں کر سے۔
عالم کہ دریودھن زبردست تھا۔ مگر میں نے قسم کھالی۔ کہ یہی زانو توڑ ونگا۔
جس پر تھپکیاں دے رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی پرتگیا پوری کر دی۔ اب
چاہے آپ خوش ہوں یا ناراض۔ خطا وار سمجھیں یا بے مقصد۔

گاندھاری۔ ماما کہ سب کی خطائی۔ مگر تمہیں کو سمجھنا چاہئے تھا۔ کہ چچا اور بھائی کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔ کیا سو میں سے ایک کو بھی طرح نہ دے سکتے تھے تم نے میرا گھر بے چراغ کر دیا۔ اندھے چچا کے لئے ایک بھی لاٹھی باقی نہ رہی۔ یہ کہہ کر گاندھاری نے راجہ جدمشتر کو سامنے بلایا۔ راجہ جدمشتر قدموں پر گر پڑے۔ اور عرض کی کہ

ماما جی۔ سارا مقدر میرا ہے۔ افسوس کہ راج کی ہوس میں اٹھارہ چھوٹیوں کا خون میرے سر پر پڑا۔ اپنے چچے کے بھائیوں کو مار کر میں حکومت کروں۔
تف ہے۔ اس لئے آپ مجھ کو سراپا دیجئے۔ میں خوشی سے بددعا کی آگ میں جلنے کو رضا مند ہوں۔

رانی گاندھاری اپنے خاوند راجہ دھرتراشٹ کی تابینائی کی وجہ سے لقب میں منہ پیٹتے رہتی تھی۔ راجہ جدمشتر کی باتیں سُن کر اس نے آنکھ کھول لی۔ تو نظر مانتھ کے ناخنوں پر پڑی نظر میں تاثیر تھی۔ فوراً ہی ناخن نیلے پڑ گئے۔ اور پانڈوؤں کی جان اڑ گئی۔ ارجن اور سری کرشن جی ایک طرف چل دیئے۔ نکل اور سہدیو نے دڑ کے مار کے دوسری طرف کی راہ لی۔ رانی گاندھاری نے سب کو تشنی کر کے سب کو گلے سے لگایا۔ درازی عمر کی دعا دی۔ اور کہا۔ کہ مہارانی کنتی کو شربت دیدار سے شاد کر دو۔

پانچوں بھائی اپنی ماں کے قدموں پر بیٹے۔ رانی کنتی اپنے بچے کے لکڑیوں کو دیکھ کر جہاں خوش ہوئی۔ وہاں جسم کے زخموں اور بدن کی چوڑوں نے بے اختیار آنسو پھیل دیئے۔ اس نے سب کو بچے سے لگا لیا۔ رو رہی اپنی معزز ساس کو دیکھ کر زمین پر گر پڑی۔ ابھو اور اپنے بیٹوں کا نام لے لے کر سر پٹنے لگی۔ کنتی نے بھی آنسو ڈالے۔ اور پھوڑی دیوہتم کے گاندھاری کے پاس اکٹھ کر گاندھاری کے پاس چلی گئی۔ دروہدی بھی ساتھ تھی۔ گاندھاری کا اس کی گریہ و زاری سے اور دل آداس ہوا اس نے سمجھایا کہ

بھئی تم پانچوں بیٹوں کے لئے رونی ہو۔ اکھنڈ کے غم میں جان رہی ہے

دیٹی ہو۔ مجھے دیکھو کہ سو بیٹے کھوئے بیٹی ہوں۔ اور پھر بھی کچھ نہیں بھنا
جان نہیں لگاتی۔ صبر کرو صبر پانڈو سلامت رہیں۔ تمہارا سہاگ ہمارا ہے
اس سے بڑھ کر تمہارے لئے زندگی کا اور سکھ نہیں۔

آدھیا گے (۶)

ہماری گاندھاری کا بیچ و غم سری کرشن جی پر عتاب بدو

بیاس جی نے اس وقت رانی گاندھاری کے چشمہ دل میں ایسی روشنی
بھردی کہ میدان جنگ کی پوری تصویر نظر کے سامنے پھر گئی۔ زمین
خون سے لال۔ لاشوں کے اتار۔ سروں کے ڈھیر۔ مایوسیوں کے بدن پر
خون سے آسمان پر پھولی ہوئی شفق کی سی کیفیت۔ جانور ان خونخوار
معدوف گوشت خوری۔ رانی گاندھاری اس عالم تباہی کا نظارہ دیکھتی
جاتی تھی۔ اور رختہ کے ٹکڑے بڑھے ہوئے چلے جاتے تھے۔ جو ہیں سو گواروں
کا قافلہ کرشنتر میں پہنچا۔ تمام غوہیں۔ ہاپ۔ بھائی۔ خاوند۔ بھتیجے۔ بھائی
واماد سب کی لاشیں دیکھ دیکھ کر سر پٹنے۔ بال توچنے اور رو کر پھارے
کھانے لگیں کسی نے کسی کا خون میں تیرتا ہوا سر چھاتی سے لگا لیا۔ کوئی ہڈیوں
کے ڈھانچے سے چٹ چٹ کر زمین پر ترپنے لگی۔ چھینے چلانے کی وردناک
آوازوں سے کلبے پھٹے جاتے تھے۔ آنسوؤں کا دریا موہیں مارتا تھا۔ گاندھی
کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ سری کرشن جی سے روتی ہوئی بولی
ماتے تمہاری بدولت میرا باغ آجڑا گیا۔ کلبے کے ٹکڑوں اور
بھائی ہڈیوں کی ہڈیوں کے ڈھیر دیکھتے ہوئے چھاتی پھٹی جاتی ہے۔
آہ میری ہوئیں سر تھکے لاشوں سے رہائیں کس سے دیکھا جائے۔ کاش

میں یہ دن دیکھنے کو بیٹھی نہ رہتی۔ جن راجکماروں کے قدم دیکھنے کو زمین
 ترستی تھی جہنوں نے فرش محل کے سوا بستر خاک پر پاؤں نہ رکھا۔ افسوس
 وہ اس طرح خون میں ڈوبے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے ہیں۔ سر کہیں
 بے دھڑ کہیں۔ چمکدھ اور گیدڑ وغیرہ گوشت فوج فوج کر کھا گئے۔ ہڈیوں
 کا مغز بھی باقی نہ رہا۔ کسی کی صورت پہچان نہیں پڑتی۔ زیور بچے بچے پڑے
 ہیں۔ ہڈیوں کا جوڑ جوڑ الگ ہے۔ نہ جید رتھ کا پتہ لگتا ہے۔ نہ شل کا کرن
 کہاں ہے۔ برکھ سین کدھر۔ سب کی بہادری کیا ہوئی۔ مہاراجتھوں نے اچھو
 ایسے سویر کو کس جگہ مارا۔ ہائے میرا پیارا درلودھن کس مقام پر دم توڑ
 گیا۔ اس طرح روئی ہوئی رانی گاندھاری ادھر ادھر پھری۔ اور جب
 درلودھن کی لاش پر پہنچی۔ تو سر دے دے مارا۔ ہوئیں بھی منہ پرٹ
 پیٹ کر جان دینے دیتی تھیں۔ ایک سنگا مہ ماتم تھا۔ جس کو پتھر سے پتھروں
 می دیکھ سن نہ سکتا تھا۔

رانی گاندھاری کو اس نظارہ غم انگیز سے تاب ضبط نہ رہی۔ پٹ
 نے زمین پر گر پڑی۔ اور سری کرشن جی سے بولی۔
 تم چاہتے۔ تو میرے بیٹوں اور عزیزوں کی یہ درگت نہ ہوتی۔ تم نے
 نڈوؤں کو اشتعال دیکر دینا میں سنا تا کر دیا۔ اٹھارہ چھوہنوں کی ہتیا
 پنے سر لے کر میرا گھر آ جاؤ دیا۔ اس کا معاوضہ میں یہی ہے۔ کہ چھتیسویں
 برس تمہارے خاندان کی بھی یہی حالت ہو۔ جسکو میں اسوقت دیکھ رہی ہوں
 میری جوان جہان بہوؤں کی طرح تمہارے خاندان کی عورتیں بھی اپنے
 بھائی بیٹے خاوند کے غم میں سر پھینتی پھریں۔ اور تمہاری ماں کو تمہارے
 ماتم میں وہی صدمہ ہو۔ جو آج میرے کیلچے کے ٹکڑے اڑا رہا ہے۔
 بھگوان کرشن جی اس بد دعا پر مسکرائے۔ اور فرمایا کہ:-
 مہارانی! آپ ناحق زبان خراب کرتی ہیں۔ آپ نے کو سننے سے
 کچھ نہ سوجھا۔ اس سے اور کچھ نہیں۔ صرف آپ کے ٹپ میں فرق آگیا
 آپ نے سمجھ لیا۔ کہ دنیا میں جو میں چاہوں گا۔ وہی ہو گا۔ جادو منی

بیشیں گے ضرور۔ مگر فقط میری مرضی سے۔ آپ کی بددعا پیکار ہے۔ جو
 زندہ رہیگا۔ وہ دیکھے گا۔ کہ میری قدرت جاوہریشوں کا خاتمہ کیونکر
 کرتی ہے۔ مگر آپ کیوں اپنے سیرالام لیں۔ سری کرشن جی تو خاموش ہوئے
 مگر پانڈوؤں کی اس بددعا سے روح قبض ہو گئی۔ وہ ٹھرا اٹھے۔ اور سمجھ گئے
 کہ بس اب خیریت نہیں۔

ادھیائے (۱۰)

سری کرشن جی کا سلسلہ سخن گاندھاری کی
 خاموشی۔ راجہ جید ہشتر سے راجہ دھرتراشت کا
 سوال مقتولین کی تعداد

سری کرشن جی گاندھاری سے مخاطب ہیں کہ
 آپ رنج و غم کو دل سے نبھلا دیجئے۔ جو ہونا تھا۔ ہو چکا۔ اب مجھے
 پر مجھ پر تہمت تراشی الزام لگاتی اور بانڈھو بانڈھتی ہیں۔ یہ آپ کی
 گوروؤں کی آپ ماں تھیں۔ ماں کی مانتا مقتضی بنتی۔ کہ ان کو کان پکڑ
 کے راہ راست پر لاتی۔ مگر آپ کو بھی بیکردی سے بھلا رہنا۔ سو بیٹوں
 کے غرور نے اندھا کر دیا۔ ادھرم اپنا اور دھتیا پائے۔ شرم۔ شرم۔
 شرم۔ آپ ہی نے اپنے ماتھے اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری۔ اور الزام
 دوسرے کے ماتھے۔

اُس وقت گاندھاری اپنی غلطیوں پر خود بھی سر بگریاں ہو گئی۔
 اس کو نہایت سخت پچھتاوا ہوا۔ اتنے ہی میں راجہ دھرتراشت راجہ
 جید ہشتر سے بولے کہ

لڑائی کے پیشتر بھی تم نے سارا لشکر دیکھا تھا۔ سب سو رہے تھے۔
 ہی آنکھوں کے سامنے چٹ پٹ ہوئے۔ ذرا تباؤ لڑا کہ کتنی جانوں
 کا نقصان ہوا۔

راجہ جہد ہشتر۔ ایک ارب پچھالیس کروڑ بیس ہزار لاشیں تو گن لی
 گئیں۔ مگر چوبیس ہزار ایک سو پینچھ نہ جانے کہاں سے آئے تھے۔ اور نہ
 معلوم کہاں لوپ ہو گئے۔ کچھ پتہ ٹھکانا نہیں۔ جن بہادروں نے ہنسی خوشی لڑ
 لڑ کر جان دی۔ ان کو سورگ میں جگہ ملی۔ جو زبردستی لڑے گئے۔ ان کو گندھرب
 لوک ملا ہو گا۔ جو تلواروں کے وار سے جی چڑا کر مرے۔ ان کو کم ورجے کی کمیت
 حاصل ہوئی۔ اور چھتری و صرم کی پوری پابندی کے ساتھ میدان جنگ
 میں کام آئے۔ وہ سب ہی بیکٹھ میں جا پیچھے اور جن کی دھوکے یا غفلت میں
 جان گئی۔ ان کو اتر کو رویش میں مقام ملا۔

اُدھیائے (۸)

میدان کو روکشیتر میں مقتولان جنگ کا کریا کریم

راجہ و ہر تراشٹ کارنج و غم سے جی بھر گیا۔ زمانہ وید تھے۔ ہزاروں نیشب
 و فرزند نظر سے گزر چکے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ رونا تو زندگی بھر کے لئے ہے۔ جب
 تک دم میں دم رہے گا۔ جس وقت تک آخری ہچکی نہ آئے گی۔ خون کے آنسو
 نہ بھٹیں گے۔ بالکل صبر کی ضرورت ہے۔ آپ چھاتی پر پتھر رکھے بغیر ان لوگوں
 کی مٹی سوار تھ نہیں ہوتی۔ جو کرکشیتر کی زمین پر پڑے سو رہے ہیں۔ اور جن کا
 رہا سہا گوشت پوست بھی گھڑیوں کا جھان ہے۔ سویر ہوئی۔ اور یہ بھی جانوروں
 کے پیٹ میں ہضم۔ یہ خیال کر کے انہوں نے راجہ جہد ہشتر سے فرمایا کہ

چو کچھ لکھا ہوا تھا۔ آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب عزیزوں کی بیٹی ٹھکانے لگانا چاہیے
میں اندھا ہوں۔ ادھر دم کے خیالات نے مجھے اس قابل نہ لکھا کہ دھرم کا نام
لے لوں۔ اس لئے تم بتاؤ۔ کہ تمہیں سب کی کرپا کر م کرنے میں کچھ تکلیف یا اعتراض
تو نہیں۔

راجہ جد ہشتر۔ میں ہمیشہ سے آپ کا مطیع الارشاد ہوں۔ بنہاں کو لوگ
بڑا سمجھتے ہیں۔ مگر مجھے دھرم کے کاموں سے جو آئند ملا۔ وہ زندگی کے تمام سکھوں
سے افضل ہے۔ تیرتھ یا ترائی۔ ریشیوں مینوں کے درشن نصیب ہوئے۔ دیورشی
لومش جی نے منو سمرتی کا ایک ایک نمکتہ ذہن نشین کرایا۔ اور جہارشیوں نے
دھرم کے تمام رموز لوح پر نقش کئے۔ آپ کے فیمن اور برکت سے مجھے دھرم
ہی کے معاملات میں رہنمائی رہی۔ اب جو ارشاد ہو۔ اس کی تعمیل میں ذرا بھی قصور
نہ ہوگا۔

راجہ دھرتراشٹ۔ دیکھ لو۔ نہ معلوم کتنے عزیزوں کا ڈھانچ باقی رہ گیا
جائوزان صحرائی گوشت چٹ کر گئے۔ اب ان کی کرپا کر م کرنا تمہارا فرض ہے
راجہ جد ہشتر نے قدموں پر سر جھکا کر تعمیل ارشاد کے لئے سر قبول خم کر دیا۔
اور دیورشیوں کے پر و ہت سوم سو دھرم ریشی سوت۔ بنجے۔ دیورجی۔ بیوتس
کو رو کو طلب کر کے میدان جنگ میں سونے والوں کی کرپا کر م کرنے کے لئے
ہایت کی۔ سب لوگ اسی وقت دوڑ پڑے۔ ہزاروں چٹاپیں تیار ہوئیں۔ ہتھ
چمکوں کا انتہار لگ گیا۔ ہزاروں قسم کے ہتھیار بھڑ بھڑ کر اٹھ کھڑے گئے۔
اور سب نے کل مقتولین جنگ کو اگنی کند میں دواہ کر کے میدان کر کشیترا کو
گندگی سے پاک کیا۔ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ دھرم میں
سے آفتاب کی روشنی کے عوین گھٹا ٹو پ اندھیرا چھا گیا تھا۔ شام وید کے منتر
کا نوں میں گونج رہے تھے۔ سو گوروں کی آہ و فریاد سے دل پانی پانی
ہوا جانا تھا۔ لاکھوں من لکڑیاں جل گئیں۔ تیل کے دیبا بگئے۔ اور اس طرح
راجہ جد ہشتر نے ان بہادروں کی مٹی سوار تھ کی۔ جنہوں نے میدان جنگ
میں بڑی بہادری سے جانیں دے کر دنیا بہادروں سے خالی کر دی۔

جن لوگوں کا کر یا داہ تھا۔ ان کی فہرست طول ہے۔ یہاں خاص نام حوالہ تکم
ہوتے ہیں۔

راجہ دریو دھن اور راجہ دھرتراشٹ کے تمام فرزند۔ راجہ شل بھو
شردا۔ راجہ جیدر تھ۔ ابھمنو۔ دوشائن معہ فرزند ان۔ راجہ دھرتراشٹ کیتو۔ برہمت
سومارت۔ سرنجے دیش کے راجہ کھیم دھوان۔ راجہ براٹھ۔ دروپد۔ سکھنڈی
دھرتراشٹ وین۔ بیو دھامنو۔ آتمو جی کو شل۔ دروپادی کے جگر بند۔ شور بل کا
نور نظر۔ شکنی۔ اچل پرشا۔ راجہ بھگدنت۔ راجہ کرن۔ فرزند کرن۔ کیلے دیش
کا قہار تھی راجہ۔ راجہ گھٹوت کچ پسر بھیم سین۔ ابک المیش۔ جل سندھو وغیرہ
وغیرہ۔

ادھیائے (۹)

راجہ جدھشٹر کو اپنے بھائی کرن کا رنج۔ ہمارا
کنتی کے اخفائے رات پر تارا صکی۔ بدو دعا

جب سب نے کوروؤں پانڈوؤں کے کریاکرم سے فراغت پائی۔ راجہ
راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کو آگے لے کر گنگا نشان کو تشریف لے گئے۔
اور گنگا جی میں تین ڈبکیاں لگا کر ایک ایک کے نام پر تلخلی دی۔ عورتوں نے
بھی اپنے غاوندوں اور عزیز واقارب کو دو دو چار چار چلی پانی سے سیر کیا جس
وقت کل وان ہو چکا۔ ہمارا کنتی سب کو مخاطب کر کے راجہ جدھشٹر سے
بولی۔

”نور نظر۔ پویند جگر۔ تم سب کو پانی دے چکے۔ دنا اپنے بڑے بھائی
راجہ کرن کا زیادہ لحاظ رکھنا۔ اس کی روح پانی کو نہ ترے پائے۔
راجہ جدھشٹر۔ کرن میرا بھائی۔ یہ راز میں نہ سمجھا۔

رائی کنتی۔ ماں تھارا وہ بڑا بھائی ہے۔

راجہ جیدھشٹر کوئی رشتہ موت کے یہاں جس کا جنم ہو۔ وہ میرا بھائی کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر بھائی ہوتا۔ تو حد درجے کی دشمنی کس خیال سے کرتا

رائی کنتی۔ یہ ایک راز ہے۔ جسے میں نے اب تک پوشیدہ رکھا۔ جب میں کنواری تھی۔ تب سورج بھگو ان کے جوش عشق نے مجھے راجہ کرن کی ماں بنایا کنوار پن کی وجہ اور بدنامی کے خیال سے کرن کو دریا میں بہانا پڑا۔ اس کی زندگی بھتی۔ قیمت میں بہاوری کا سہرا لکھا ہوا تھا۔ موت کی نظر پر گئی۔ اس نے کرن کی جان بچائی۔ پالا پرورش کیا۔ خلاصہ یہ کہ وہ تم سے بڑا ہے۔ اور تمہارے نزدیک واجب المتعظم۔

راجہ جیدھشٹر۔ مائے مانا۔ آپ نے بڑی دغاوی۔ ہم لوگوں کو مغالطے میں رکھ کر آج بے موت مار ڈالا۔ مائے میں کیا جانتا تھا۔ کہ راجہ کرن میرے بزرگ ہیں۔ تو کبھی میدان جنگ میں قدم نہ رکھتا۔ اور سمجھتا کہ ارجن بازو ہے۔ تو راجہ کرن تاج سر تمام پانڈو لشکر مر گیا۔ ابھٹو اور درویدی کے بیٹے قتل ہو گئے مجھے وہ غم نہ ہوا جو اس وقت بڑے بھائی کی جدائی غم میں رخم ڈال رہا ہے۔ آپ والدہ ہیں۔ آپ کا درجہ دیوتاؤں سے افضل ہے کیا کہوں۔ دوسرا ہوتا تو معافی کے لائق نہ تھا۔ خیر جو ہوتا ہوا۔ مگر سچ مچ آپ کو دل کوس رہا ہے اور اپنے دھرم کے پرتاپ سے بددعا دیتا ہوں۔ کہ جس طرح آپ نے ایسے راز کو مخفی رکھ کر ہم لوگوں کا دل بیکھایا۔ اسی طرح دنیا عورتوں کے پیٹ میں پانی نہ پیچے۔ کیسا ہی راز کیوں نہ ہو۔ اسے یہ نہ چھپا سکیں۔ فوراً اگل دیں۔ اس بددعا سے عقدہ اتار کر راجہ جیدھشٹر نے پھر گنگا میں اشنان کر کے راجہ کرن کو جلوان دیا۔ ارجن وغیرہ وغیرہ نے بھی آئو بہا کر تلاغی دی۔ اور سب لوگ رسوم قائم سے سبکدوش ہو گئے۔

بیشم پابن جی راجہ جینجے سے فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو دنیا میں چین نہیں لوگ شادی بنیاد میں چین کرتے ہیں۔ خوشی مناتے ہیں۔ ہر وقت بیٹے پوتوں کی ہوس دانگیر رہتی ہے۔ مگر یہ نہیں سمجھتے۔ کہ جتنا پر پوار بڑھیکا

استنی ہی جان کو گرفت ہو گئی۔ آج بیٹے کو زکام ہے۔ کل پوتے کے سر میں
 درد۔ پرسوں کسی کی پیٹھ چار پانی سے لگ گئی۔ اور کسی دن کوئی داغ دے
 گیا۔ جب آم کا پور زیادہ پھلتا ہے۔ کیڑیوں کی زیادہ لگ جاتی ہے۔ اور
 اگر کوئی پالا مار گیا۔ تو مالک و درخت کو ماتم کے ہوا اور کچھ حاصل نہیں۔ اسی
 طرح کثیر الا اولاد کو کسی وقت چین نہیں۔ بلکہ جتنی زندگی زیادہ ہوگی۔ اتنا
 ہی اس کو مصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ بہر حال یہ دنیا جائے رنج و الم ہے
 اس میں کسی کو کبھی شک نہ بلا ہے۔ نہ ملیگا۔



استری پرپ ختم شد

جسارت جلیل شای پر ب اڑھائے (۱)

دھرم راج راجہ جد ہشتہ کا کرن کے غم میں اظہار
افسوس

میشم پائین راجہ جینجے سے گدہ ہرافشاں ہیں کہ راجہ جد ہشتہ نے مقتول
جنگ کی کرپاکرم کر کے اپنے بھائی بندوں اور بیوہ عورتوں کے ساتھ سہتا پور
کے باہر اس مقام پر مقام کیا۔ جہاں بیاس دیو جی اور نارو جی کے استھان تھا
یہاں نامی گرامی عبادت گدار۔ ریاضت کش اور وید خواں برہمن اپنے
چیلوں کو ساتھ لئے ہوئے راجہ جد ہشتہ کے پاس آئے۔ جن کی راجہ جد ہشتہ
نے بہت تعظیم و کرم کی۔ کرشن۔ دوئی۔ پائین جی اور نارو جی نے راجہ جد ہشتہ
سے فرمایا کہ اس جنگ عظیم میں آپ نے اپنے دشمنوں پر فتح پاکر روئے زمین
کی حکومت میں سلطنت حاصل کی۔ کرشن بھگوان کا شکریہ ادا کیجئے مگر

اپنے عدد و پامال اقبال کے قائل ہو گئے۔ اب میری دانست میں کچھ کھٹکا نہیں۔ شاستر کا حکم ہے کہ چھترپوں کو فتحیابی کے بعد جشن کرنا خوشیاں منانا چاہیئے۔ رنج و غم فصول۔ اگر ایسا خیال ہو۔ تو رانی جھڈے کیوں مول لئے۔ آپنے سالہا سال تک مصیبتیں جھیلیں۔ تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر دھرم کو کسی وقت نظر انداز نہ کیا۔ آپ کے مخالف ہنایت مہٹ دھرمی تھے۔ آپ کی ہمائش پر بھی انہوں نے کان نہ دیئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خونخوار لڑائی ہوئی۔ اور سب کے سب مارے گئے۔ آپ کی دھرم سے فتح ہوئی اب دھرم کے جھڈے کاڑھیئے۔ خوبی و اقبال کا مزہ اٹھائیئے

راجہ جہدھشٹر۔ آپ کا کتنا بہت دوست۔ واقعی سرکیرشن مہاراج ہی کی مدد اور برہمنوں کی ایشور باد اور بھیم سین اور راجن کے دست قدرت سے فتحیاب ہو کر میں چکرورتی راجہ کہلاؤں گا۔ تمام عظیم مخالف نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ رشتہ داروں اور خاندانوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جن کا صدمہ قابل برداشت نہیں۔ اس میں درویدی کے پانچوں شجاع و بہادر نوجوان فرزند۔ بھیشم پتارہ۔ درونا چارج ایسے شیر آنگوں۔ بھائی کرن ایسے سوراؤں کی جو وقت یاد آتی ہے۔ کلیجہ ترپ جلتے ہے۔ یہ لوگ نہ مرتے۔ مجھے شکست بلجاتی۔ تو آج ان سب بہادروں کے غم میں آنسو نہ ڈالتا پڑتا۔ نہ لاکھوں عورتیں بیوہ ہوتیں نہ لاکھوں یتیم بے وارث ہوتے۔ صبر تو ایک نہ ایک دن آئی جانتا ہے مجبوری و معذوری جو ہی ہے۔ صبر کے بغیر چارہ نہیں۔ مائے سرکیرشن جی جب دوار کا جائیں گے۔ تو اپنی بہن سو بھدرا کا دل کیونکر پر جائیں گے اور درویدی کو زندگی بھر کیونکر چھین آئے گا۔ جن کے سب تئسے والے جہنم ہو گئے۔ بیٹوں کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ ایشور ان کو دیکھا رس دے۔ جو وقت راجہ جہدھشٹر اپنی دردناک تقریر سے اظہار افسوس کر رہے تھے۔ مہاراجہ دھرتراشت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ادھیائے (۴)

کرن کے سراپ کی کیفیت

راجہ جادھشٹرنے پھر سلیبل سنن جاری کیا۔ اور کہا کہ مائے افسوس
 مایہ میر لپشت پناہ راجہ کرن جنکا بڑے بڑے سو بریر لونا مانتے تھے۔ وہ
 تئو مندر بہا ور جن کے آگے ولاور ان صف شکن اور کھوجاناں روئیں
 تن کا نہرہ آب آب ہوتا تھا۔ جن میں دس ہزار مائتھیں کی خدا داد
 طاقت تھی۔ وہ بھی اسی میدان کا رزادہ ہیں اجل کے منہ کا نوالہ ہو گئے
 افسوس مجھے اگر پہلے سے خبر ہوتی۔ کہ کرن بڑے بھائی ہیں۔ تو اصلان
 سے جنگ آزمائی کی لو بت نہ آتی۔ آف مادر مہربان نے بھی اس راز
 کو مخفی رکھا۔ اور اپنی لاعلمی نے میرے بھائی کرن کو زمین کی آغوش میں
 سلا دیا۔ کرن کی تو سخاوت شجاعت راست گفتاری دیاننداری میں پنا
 نظیر نہ رکھتے تھے۔ مرتے دم تک کوروؤں کے محافظ رہے۔ اپنی جان
 شیریں کی پرواہ نہ کی۔ حیف ایسے سو بریر بزرگ بھائی میری آنکھوں
 سے اڈٹا جائیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ اسے بر حال کرن جنہوں نے
 اپنا حسب و نسب ظاہر نہ ہونے دیا۔ مانا کنتی نے بھی راز اخفا میں رکھا۔ مائے
 لوگ سوت کا فرزند اور رادھا کا بیٹا سمجھتے تھے۔ اصل میں کنتی کے بطن سے
 پیدا ہوئے تھے۔ جو مجھے ایسے حلیے طامع حاسد شخص کی وجہ سے نشانہ اجل
 ہوئے۔ دیکھئے وہ کیسے دھرم کے پابند تھے۔ کہ آغاز جنگ سے پہلے ہماری مانا
 کنتی آنے بعد ہوئیں۔ کہ تو کوروؤں کا ساتھ چھوڑ دے۔ کیونکہ تو میرا فرزند
 ہے۔ اور تیری ولادت کا سہیب سورج ناراٹن ہیں۔ مگر انہوں نے منافہاوب
 دے دیا۔ کہ اسے مادر۔ ایسا کر دیں۔ تو ملعون غلائق ہو جائیں۔ در یودھن سے
 زبان مار چکا ہوں۔ مانڈ پر مانڈ مار چکا ہوں۔ پھر کھلا کیونکر اس کے ساتھ سے

منہ موڑوں۔ دنیا میں منہ دکھانے کے قابل رہوں۔ اس کا نہک کھا کر اس کے مخالفوں کا ساتھ دیا۔ تو لوگ اس سازش کو مہنسی میں اڑائیں گے۔ مگر اتنا ہو سکتا ہے۔ کہ بعد مغربی سرکیشن جی اور ارجن جی کے راجہ جدھنٹر سے میل ہو سیکے گا۔

کنتی۔ تم کو تو ارجن سے پر خاش ہے اسکو اپنی دھرو دیا کے جوہر دکھاؤ۔ مگر چاہو بھائیوں نے تمہارا کیا لگاڑا۔ خبردار ان سے جنگ کی نہ ٹھاننا کرن۔ مجھے اوروں سے کچھ واسطہ نہیں۔ نہ میں لڑوں گا۔ خواہ میں مارا جاؤں خواہ ارجن قتل ہو۔ آپ کے پانچوں فرزندوں پر کوئی آنچ نہ آوے گی۔ یہ تو منڈنی ہے۔ کہ جنگ دوسروں سے کس کی فتح۔ کس کا نیزا قبال تباہ ہو۔ ارجن اور کرن میں سے کوئی نہ کوئی ضرور رہے گا۔ آپ کے پانچوں فرزند قائم رہیں گے۔

کنتی۔ خیر میں تو جانتی ہوں۔ اپنے عہد پر قائم رہنا۔ بھائیوں کی جان کا بیمہ تیرے ہی ہاتھوں پر کرتی ہوں۔ خبردار ان سے جنگ کی نوبت نہ آوے۔

دھرم راج۔ رنارو جی سے یہ بات تو اب کنتی کی زبانی معلوم ہوئی۔ کہ اولاد اکبر کون ہے۔ اس کی موت ارجن کے ہاتھ سے ہدی ہوئی تھی۔ اسکا مجھے قلع ہے۔ کاش کرن اور ارجن دونوں سلامت رہتے۔ تو دنیا کیا اندر آسن تک جیت لیتا۔

جدھنٹر۔ اے دیورشی۔ اگر مجھ سے اور کرن سے ملاقات ہوئی۔ اور کرن دیورشی کے طرہ دار ہو کر مجھے برا بھلا کہتے۔ اور مجھے طیش آتا۔ تو ان کے قدم دیکھ کر غصہ فرم ہو جاتا۔ اس کے قدم بعینہ مانا کنتی کے مشابہ تھے۔ اس بات کے اور اک میں میری سمجھ کچھ کام نہ کر سکی۔ میدان رزم میں جب کرن کے رنڈ کو پر تھوڑی لئے روک لیا۔ آپ کر پا کر کے اس سرگزشت کو مٹا بیٹھے۔ کیونکہ آپ ماضی و حال اور مستقبل کے جاننے والے اور بڑے گیانی مہاتما رشی ہیں یہ کشف آپ ہی کو حاصل ہے۔ مفصل حال سے آگاہ فرمائیے۔

تارو جی۔ اس مخنی راز کے حالات دیوتاؤں کے ہوا اور کوئی جان نہیں سکتا جب دیوتاؤں کو معلوم ہوا۔ کہ چھتری لوگ روٹے پھین پر بڑے شجاع اور

بہادر ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ استروں سے سورگ کو جیت لیں۔ اس خوف سے آپس میں دشمنی کرادی۔ راجہ اندر نے بھی کہا کہ یہ کرن گئیاں کا فرزند ہو کر موت کا فرزند کہلائے گا۔ اور درپور وین کا طرفدار ہو کر پاڈوؤں سے ملے گا۔ کہہ نہ کہ اس تمہاری عقل سلیم۔ بھیم سین کی طاقت۔ ارجن کی قدما مذازی۔ نسل اور سہیلو کی خوبصورتی فضیلت اور خاکساری کا رشک تھا۔ اور اسی لئے اس نے ارجن کے ساتھ تمام فنون جنگ سیکھ کر مہارت کامل حاصل کی تھی۔ جب گورو درنا چارج جی پر اسکی مخالفت آشکار ہوئی کہ کرن ارجن سے عداوت رکھتا ہے تو غصے سے فرمایا کہ ایسے کوتہ اندیش جوان کو برہم استر دیا سکھانا زیادہ نہیں البتہ برہمن استر دیا سیکھ سکنا ہے چیتروں میں حکم نہیں۔ بھل نہیں۔ بات بات پر چین بچیں جوتے ہیں۔ ایسے راجپوت قوم پر برہم استر رکھنا ممنوع ہے۔ شہور بھی اس کا حجاز نہیں۔ تم کو ریا سنت سکھانا واجب ہے۔ یہ تنگہ کرن طیش سے بل کھاتا ہوا اور ونا چارج سے رخصت ہو کر سیدھا مندر گر پہاڑ پر پر سرام جی کے پاس چلا گیا۔

کرن۔ مہاراج۔ میں بھارگو برہمن ہوں۔ نام نامی کا شہر ملے کہ قدروں کی پرستش کو حاضر خواہوں۔

برہمراہم۔ تمہارا نام اور گوتہ پر دار اتنی یاد ہی کیا ہے۔ تمہارے آنے کو کیا شائبہ ہے؟

کرن۔ برہمراہم سے دھنتر دیا سیکھنے آیا ہوں۔

برہمراہم جی نے جی نے اسے با اقبال نوجوان سمجھ کر اجازت دے دی کہ اچھا یہیں بودو باش اختیار کرو۔ جو کچھ آتا ہے بناؤں گے۔ کرن کی بودو باش دناں کے دیوتاؤں۔ گندھروں اور رانچھوں میں رہی۔ نہایت سیل سیل پر گیا اور پر سرام جی سے دتیا سیکھتا رہا۔ کرن نے ایک دن اسی پہاڑ پر ہرن کے دھنتر میں اگنی ہوئی براہمن کی گائے کو تیر سے ہلاک کیا۔ مگر اسے جب یہ معلوم ہوا کہ برہمن کی گائے ہے۔ گائے کے مالک کے پاس جا کر تہا سیت عاجزی اور حاجت سے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ اور کہا کہ بڑے چھوٹوں کو معاف کرتے ہیں۔

برہمن۔ تیری چالاکی مجھے معلوم ہو گئی جس کے لئے تو برہمن اتر سیکھتا ہے۔ جب تم دوسرے کا ہم تہو ہو گا۔ کسی دیوتا کا مقابلہ نہ کرے گا۔ تو تیرا ہتھ چلتے چلتے ٹک جائے گا۔ اور تیرا سر حریف کی تلوار کی نوک پر ہو گا۔ تو جان بڑھ کر نہ ہو سیکھا کر نہ یہ دُعا سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا۔ بہت سے زرد وچوہا ہر گائے کے معاوضے میں دینا چاہا۔ مگر برہمن نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ ہم رشتہ نہیں لیتے۔ جو کچھ کہہ دیا۔ تل نہیں سکتا سنا چار کن تیشان ہو کر اپنے قیام گاہ پر آیا۔ اور یہ دُعا اس کے سینے میں چمکادی کی طرح تسکنتی رہی۔

ادھیائے ۳۵

پرسرام جی کا سراپ

کرن اس فرض بے طبع برہمن کی بد دُعا سے ملول ہو کر بادل حبس اپنی فرود گاہ پر آیا۔ اور پرسرام جی کی خدمت میں دل و جان سے مصروف ہوا۔ پرسرام جی نے برہمن اتر دیا کرنا کو پڑھائی۔ اور کچھ عرصے میں کرنا پورا ہوا۔ اس علم سے یگانہ ہو گیا۔ پرسرام جی اکثر کرنا کو ساتھ لے کر گشت کے لئے بن میں نکلا کرتے۔ حسب معمول ایک روز پرسرام جی کرنا کے زانو پر سر رکھ کر حالت غنودگی میں تھے۔ کہ بھوک نام کیڑے کے لئے کرنا کی ران میں اس زور سے کاٹا۔ کہ کرنا کی ران سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ مگر کرنا اس صدمے کا متحمل ہو گیا۔ اور ذرا بھی درد سے ران کو حرکت نہ دی۔ اور نہ کیڑا ہٹایا۔ اس خیال سے کہ مبادا پرسرام جی بیدار ہو جائیں۔ اور خواب تویش میں غل پیدا ہو منہ سے آفت تک نہ نکلی۔ ضبط کئے بیٹھا رانا خون کی تیزی سے پرسرام جی کی آنکھ کھل گئی۔ اٹھ بیٹھے۔ تو کرنا کی ران زخمی پائی۔ اور کیڑے کو ران میں میٹھا مارنے دیکھا۔ جس کے آٹھ پاؤں تھے۔ اور سوئی کی مانند ڈنگ تھا۔ جسم پر سیاہ بال تھے۔ پرسرام جی نے کیڑے کو ہٹانا چاہا۔ کیڑا اپنا موجد قاب

چھوڑ کر اصلی شکل میں متعلق کھڑا ہو گیا۔ اسکی صورت راجپس کی طرح تھی۔ لال گردن اور سر پر سینک تھے۔ اس نے دست بستی ہو کر عرض کی کہ اے ہمارا ج۔ آپ کے درشنوں کی وجہ سے میں نے عذاب و دوزخ سے رہائی پائی۔

پرام۔ تم کون ہو۔ اور جنم میں پڑے رہنے کا سبب کیا ہے۔
 بھوک۔ میں ست جگ میں وانش نام مہا استر تھا۔ اور میری عمر بھی بھرگ جی کی طرح وراڑ تھی جب میں ان کی بیوی کو بھر لے گیا۔ تب آپ کے جد مجد بھرگ جی نے مجھے سراپ دیا۔ کہ تو زک میں باس کرنے کے لئے قابل ہے۔ اس بدوئے عاتے میں کپڑا ہو کر پر تھوڑی پر گریڑا۔ جب میری اسندھا ہوئی۔ کہ اس عذاب سے چھٹکارا کب ہو گا۔ تو فرمایا۔ کہ جب پرام جی بھرگ جنم میں جنم لیں گے۔ اور تجھے ان کے درشن ہوں گے۔ تب اس عذاب سے تیری نجات ہو گی۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

پرام۔ رکن سے تیری خبر دیکھ دیتی ہے۔ کہ تو چھتری ہے۔ یہ تھل یہ قنبط چھتری کے پیدا اور کسی قوم میں ہو نہیں سکتی۔ سچ بتاؤ۔ کہ تو کون ہے

رکن۔ میں دراصل برہمن نہیں۔ بغرض حصول علم مجھ سے ایسی چالاکی طلب میں آئی۔ ضرور خطا ہوئی، ہر ستر کا ستر اور ہوں۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ کہہ پا کیجئے

پرام۔ خیر دیا تو سیکھ ہی چکا۔ مگر بوقت ضرورت تیرے کام نہیں آ سکتی۔ بس یہاں سے چلا جا۔ اسی میں خیریت ہے۔

رکن پرام سے رخصت ہو کر مہلتا پورا آیا۔ اور پید بزرگوار سوت کے ہمراہ دھرتی اشٹ کے دربار میں داخل ہوا۔ درپودھن سے ملاقات پیدا کی۔ اور اپنے علم کے جوہر آشکار کئے۔ کہ مجھے برہم استر اور دھرتی دیا میں کمال حاصل ہے۔ درپودھن نے نہایت توقیر و منزلت سے لیا۔ اور اس کو اپنے مصاحبوں میں داخل کیا۔ درپودھن کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ ارجن کا لگ رہم نہر ہے۔ تو یہی

کرن ہے۔ اور اسی کرن کے ہاتھوں ارجن کی موت ہوگی۔

ادھیائے (۴)

راجہ کرن کے بہادرانہ کارناموں کی کیفیت

بیشم پائین راجہ جینیجے سے فرماتے ہیں کہ ایک زمانے میں کلنک ویش کے راجہ شرمیان چترانگدر راج پور بگر نے اپنی بیٹی کا سوئمبر و چا۔ جس میں دُور دُور کے سلاطین نامدار آئے تھے۔ اور جس سوئمبر میں راجہ دریودھن بھی نہایت تزک و احتشام سے گیا تھا۔ ششپال۔ جراسندھ اور رگم ایسے بہادروں سے تمام سوئمبر بھرا ہوا تھا۔ راج کنیاں بے مال لے ہوئے آئی۔ اور راجوں بہادروں کی طرف نگاہ ڈالتی ہوئی دریودھن کے قریب سے نکل گئی۔ اور اس پر قوی بھی توجہ نہ کی۔ اس کی دانست میں تمام خاندان کی حرمت سب ڈگا عزت پر پانی پھیر گیا۔ خود سری سے بچلا نہ بیٹھا گیا۔ بل کھا کر اٹھا۔ اور چھپٹ کر راج کنیاں کو گود میں اٹھا رکھ کر سواری کر لیا۔ کرن بھی دریودھن کی اس دلیری سے خوش ہوا۔ فوراً آلات حرب منبھالتا ہوا دریودھن کا ہمراہی پارکات ہوا اور ہر راجوں بہادروں کی نگاہ دریودھن کی یہ دلیرک وقت پاسکتی تھی سبھوں نے ملکر پورش کی۔ اور اس کے رتھ کو محصور کر لیا۔ منگامہ جلال و قتال گرم ہوا طریقین سے نیزہ بازی تیر اندازی مچنے لگی۔ اور ہر جوان مرد کرن اکیلا سب تیرانگلوں کے گلے چیر لے کر کافی تھا۔ اس کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔ سبھوں نے نیچا دیکھا۔ لپکا ہو گئے۔ کچھ بھاگے کچھ کٹ مرے۔ غرض دریودھن راج کنیاں کو لے ہوئے فتح و نصرت کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی راجدھانی میں واپس آیا۔ اور کرن کی شہادت کا سیکہ اس کے دل میں بیٹھ گیا۔ اس روز سے اس کی عزت اور منزلت و وبالا ہو گئی۔ اور اس کی ولادری کی ہوا چاروں انکسا عالم میں بندھ گئی

اُدھر گدھ دیش کے سور ماراجہ جاسندھ نے کرن کی جرات و شجاعت
 دیکھ کر اسے طلب کیا۔ اور اس سے جنگ کی چاہ ہوئی۔ خود تھ پر سوار
 ہوا۔ اور کرن سے ٹونڈیدھ گیا۔ جب۔ بان۔ پر سا۔ تو مر۔ مگر سے
 رٹتے رٹتے تھک گئے۔ اور طرفین میں کوئی زخمی نہ ہوا۔ دو نو رتھ
 سے اتر آئے۔ اور باہم کشتی ہوئے۔ لگی۔ آخر کار راجہ جاسندھ مجبور ہوا
 اور کرن کے زور طاقت کی تاب نہ لا سکا۔ مارا مار کر اسکی توقیر کی۔ اور
 اور محفوظ ہو کر اسکے تہور اور دلیری کی داد دی۔ بلکہ اپنے راج سے ملتی
 نگر کی کار راج والہ کیا۔ اُمحی وقت سے کران راجہ کرن کے لقب سے
 زبان زد خلائق ہوا۔ اور ادھر دیودھن نے بہت کچھ علاقہ اپنے راج
 سے دے دلا کر اس کے راج کو وسیع کر دیا۔ اور اس طرح کرن اور انگ
 دیش کا راجہ کہلانے لگا

یہ کرن کی شجاعت اور دلیری کا کچھ بیان کیا گیا۔ اسے راجہ اسکی
 موت کے ایسا بڑا وقوع میں آئے ہیں۔ اسے سنو۔ چونکہ کرن اور ارجن کے
 درمیان ہمیشہ تخالف رہا۔ اور وہ ارجن کو اپنا مخالف سمجھتا تھا۔ اور ارجن راجہ
 اندر کا فرزند تھا۔ اس وجہ سے اندر کو بھی اس سے مخالف تھا۔ راجہ اندر
 کو کچ اور کنڈل کا دان مانگا جو دلاوت کے وقت اس کے زیب جسم تھا
 کرن نے بلا پس و پیش کچ اور کنڈل اندر کے حوالے کر دیئے۔ یہی ٹری
 وجہ اس کی موت کی ہوئی۔ اگر کچ اور کنڈل اس کے پاس ہوتے۔ تو حاشا
 کرن سری کرشن اور ارجن کے ہاتھ سے مارا نہ جاتا

اُدھیائے (۵)

راجہ جاسندھ کی راج کدی کے لئے
 کشتی۔ ارجن و جیم کا اصرار

دھرم راج کرن کی وفات سے از حد ملول رہتے پرتہ مردہ خاطر کسی وقت شگفتہ نہ ہوتی۔ کسی کام میں جی نہ لگتا۔ کنتی نے ان کی حالت دیکھ کر وعظ و پند سے جدھشٹر کے افسردہ دل کو بہلانا چاہا۔ اور سلسلہ سخن یوں جاری کیا۔

کنتی۔ بیٹا دھرم راج! اس قدر افسردہ کیوں رہتے ہو۔ کرن تو تمہارا دشمن تھا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا۔ کہ وہ تمہاری عداوت سے باز آئے۔ مگر ایک نہ مانی۔ وہ خود جان بچا نہ سکا۔ تمہارا رنج کرنا عبث ہے۔ افسوس فضول دشمنوں پر فتح پا کر نہیں خوش ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ملول۔ راجو تو مل کا دھرم نہیں۔ کہ وہ اپنے دشمنوں نے کے مرنے پر ایسا غم کریں۔ جیسا کہ تم کر رہے ہو۔ خوف ہو کر اپنا راج کارج دیکھو۔

جدھشٹر۔ اے مانا۔ مجھے اپنے سراسر دھوکا دیا۔ اور یہ نہیں بتلایا۔ کہ کرن تیرا بھائی ہے۔ اس کا سخت افسوس ہے۔ آہ۔ آج میرے دل سے بددعا نکلتی ہے۔ کہ کوئی عورت منتر اور راز مرستہ کو اپنے دل میں مخفی نہ رکھ سکے گی۔

جدھشٹر (ارجن سے) بھائی ارجی۔ کاش جنگل میں تپسیدوں کی طرح ریاست میں مشغول رہتا۔ پر ماتا کی عبادت میں مصروف ہوتا۔ تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ اپنے بھائی مندوں کی لاشیں خاک پر لوٹتی دکھائی دیتیں۔ اُف اُس واقعہ جانکاہ سے نکلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دُنیا نظر میں تاریک ہے۔ اگر کل بہیمانہ کاراج بھی ناٹھ آجا دے۔ تو بھی بیچ ہے۔ دھن۔ دولت۔ حکومت۔ ثروت فوج۔ ماتحتی۔ گھوڑے۔ غرض دنیا کے سامان میسر آسکتے ہیں۔ مگر بھائی بند۔ عزیز۔ اقارب۔ احباب دوست جو اس خونخوار لڑائی میں کام آئے وہ کسی طرح نہیں سکتے۔ پس مناسب ہے کہ دُنیا کو لات مار کر جنگل میں تپسیا کروں۔ راج کرنا زیبا نہیں۔ بن میں رہ کر رشیوں مہیوں کی خدمت کرونگا۔ اور بن ہی میں درختوں کے سائے کو تخت سلطنت سمجھوں گا۔ تمام خواہشات اور صعوبات دُنیا سے نجات پا کر دائمی آئندہ حاصل ہوگا۔

بھیم سہل۔ اُسے راجہ آپ عاقل۔ فہیم۔ ذکی سمجھا رہا ہو کہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ جو ایک نادان بھی نہ کرے گا۔ اگر پہلے ہی سے یہ خیال تھا۔ تو توجہ یہ نوبت کیوں ہوتی۔ آپ کا وہی حال ہے۔ جسے کوئی تبتہ دمان تالاب کے کنارے جا کر بھی پیسا سا رہے۔ اُسے راجہ۔ گر بہت آشرم مہیب سے اعلیٰ ہے۔ سُنیت۔ بان پرست۔ برہمچرچ یہ تینوں آشرم بغیر گر بہت آشرم کے نہیں بن پڑتے۔ تو کر چاکر خاندان رعایا وغیرہ کی پرورش اور پرداخت سے گر بہت آشرم دالوں کی بڑی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔

خاندان کی پرداخت گر بہت آشرم فائلوں ہی کے ذمہ ہے۔ جگہ دان اور وید پانٹھ کرتے ہیں۔ سنیا سیوں۔ برہمچریوں اور برہمنوں کو دان دیتے ہیں۔ اسی لئے ان کو اندر لوگ میں مدت تک رہنے کو جگہ ملتی ہے۔ یہ چھتریوں کا دھرم نہیں۔ کہ گر بہت آشرم چھوڑ کر سوبند توڑ کر بیرنگی نہیں سنیا س یا برہمچرچ قبول کریں۔ کیونکہ دوسرے آشرم والے ہزار تہ میروں سے بھی گر بہت آشرم پر شرف نہیں پاسکتے۔

جو گر بہت آشرم والے سیدھی۔ تو پین۔ شراوہ۔ بشن۔ یوچن کر کے اپنے خاندان کو خوش رکھتے ہیں۔ اور ماتا۔ پتا اور بھائی بندوں کی جو محن آپ ٹکھاتے ہیں۔ وہ بیکٹھ میں باس کرتے ہیں۔ اس لئے بنباس کا خیال چھوڑو۔ فقیری سے منہ موڑو۔ اور پر تھوی کو اپنا جان کر چین سے راج کاج کرو۔ اب کوئی بھی تمہارا مخالف باقی نہیں۔

ارچن۔ ایک وہ دن تھا۔ کہ صرف پانچ سات ہی گاؤں کے واسطے وریو دھن اور راجہ دھرترا شٹ کی بنیتیں اور خوشاں کرتے تھے۔ اور اب تمہارا کوئی بھی دشمن باقی نہیں۔ مزے سے راج کرو۔ جو جو لوگ اللہ سے گئے۔ وہ چھتری دھرم کی روح سے نورگ میں پہنچے۔ پھر بنباس کرنا کون مصلحت ہے۔ بارہ تیر سال تاک بن میں رہے۔ اور سب طرح کی تمہیں برداشت کر چکے۔ جب سارے مرحلے ہو چکے۔ رٹائی بھڑائی سے نجات پائی۔ سلطنت لاکھ آئی۔ تو ترک دنیا کا خیال عبث ہے۔ آپ ہی کے حب

حال ایک روایت بیان کرتا ہوں۔ چندر برہمن گربست آشرم چھوڑ کر منڈا
 کہ بن میں پہنچا۔ تپ کرنے لگا۔ راجہ اندرا ایک خوبصورت پرندے کی شکل
 نیکر چندر برہمن کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم گربست آشرم کو چھوڑ کر دنیا
 پر لات مارے بن میں مارے مارے پھر رہے ہو۔ اسکا نتیجہ کیا سمجھتے ہو۔ تمہارا
 خیال ہے۔ کہ مکت ہو جائے گی۔ یہ بالکل فضول ہے۔ تمہارے ماں باپ
 اور بال بچے تمہاری جدائی میں تکلیف اٹھا رہے ہوں گے۔ مناسب ہے
 کہ تم گربست میں رہ کر نیک کام کرو۔ اسی سے تمہاری مکت ہو جائے گی۔ گربست
 آشرم کے برابر دوسرا کوئی آشرم نہیں۔ برہمن آپ کون ہیں
 راجہ اندر نے اصلی روپ دکھا کر پھر سمجھایا۔ کہ گربست آشرم سے بڑھ کر
 کوئی آشرم نہیں۔ مناسب ہے۔ کہ تم گھر جاؤ۔

برہمن اپنے گھر چلا گیا۔ اسکے مانا پتا اور بال اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے
 ایسی طرح نکل اور سہارونے راجہ جدھشٹر کو سمجھایا۔ کہ منائشی چیزوں
 کو ترک کر لے۔ یہ مکتی نہیں ہوتی۔ بغیر خواہشات نفسانی دفع کئے سدھ نہیں
 ہو سکتا۔ اس لئے راج کرنا ہی مناسب ہے۔

راجہ جدھشٹر اپنے چاروں بھائیوں کی نصیحت سن رہے تھے۔ مگر
 خاموش تھے۔ اتنے میں راج پٹری درویدی جو سب کے بیچ میں بیٹھی یہ
 گفتگو سن رہی تھی۔ بول اٹھی

راجن آپ کے پانچوں بھائی افسردہ اور پر مژدہ ہو رہے ہیں۔ آخر
 راج سے آپ کو نفرت کیوں ہے۔ آپ ان کا کہنا کیوں قبول نہیں کرتے
 کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ اٹھارہ دن تک برابر ان بہادروں نے کیسی
 خونخوار جنگ کر کے دشمنوں پر فتح پائی۔ اور کیسے کیسے گہرے زخم کھائے
 ہیں۔ جن کا اندمال ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا۔ کہ آپ نے ودیت
 بن میں بہت سے رشیوں مینیوں کے مجمع میں انہیں بھائیوں سے فرمایا
 تھا۔ کہ خود ہر اور مغرور و زلیو دھن نے سری کرشن جی کی ہتھالیش سے
 بھی پانچ گائوں نہ دیئے۔ اس کی باتوں سے بیکچر خکار رہے۔ سب

کو بار کر چکر دور نئی راج کروں گا۔ آپ کا یہی مقولہ رہا ہے۔ کہ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ بہت زحمتیں اٹھائیں۔ ان سب کا کفارہ مہاجرت کی رٹائی کے بعد ہو گا۔ اب وہی وقت آ گیا ہے۔ راجہ جنو دیپ کے علاوہ آپ نے بہت تعلیم کو تخر کر لیا۔ براعظم و بحر اعظم پر آپ کے نام کا خطبہ جاری ہے درہنا چارج کیا چارج استو تھا ماں ایسے ایسے بہادروں کو اپنے نیچا دکھا دیا جن کے روبرو ضعیف انگنوں شیرگیروں کے دل پانی پانی ہوتے تھے۔ دنیا میں کون تھا۔ جو ان بہادروں کے سامنے آنکھ اٹھا سکتا۔ اب آپ کو پس و پیش ہے بنباس کی دل میں کیوں سمائی۔ اب آپ پر چالان کیجئے۔ آپ پر بخودی ناتھ ہیں اور رعیت نواز۔ عمان حکومت ناتھ میں کیجئے۔ اور اپنے محکوم بھائیوں کی تمنائیں پوری کیجئے۔

آخر میں۔ اے راجہ۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ریاست بے سیاست نہیں ہو سکتی۔ سیاست کے سبب ملک میں شر و فساد نہیں ہونے پاتا۔ سیاست ہی کے خوف سے کوئی سر نہیں اٹھاتا ہے۔ سیاست ہی ریاست اور حکومت کی اصلی جڑ ہے۔ جو راجہ مخالفوں کو تنبیہ نہ کرے گا۔ اور اپنی رعایا کی حفاظت سے غافل رہے گا تو ضرور ترک میں جاتا ہے۔ برہمنوں کی بددعا سیاست ہے۔ ریشیوں کی سیاست دان اور شودر ریاست سے مبرا ہے۔ دنیا میں دولت بغیر حفاظت قائم نہیں ہتی ہے۔ جہاں راجہ سیاست کو جائز جانتا ہے۔ وہاں کی رعایا غافل نہیں رہتی اے راجہ اس جنگ عظیم میں دنیا کے تاجدار کام آئے۔ اب سیاست دینے والا آپ کے سوا دوسرا نہیں رہا۔ اگر آپ دنیا کو چھوڑ کر بنباس کو جائیں گے۔ تو رعایا کو بڑا ہی صدمہ ہو گا۔ ادھر دھر تراشٹ نا بنیا ہو چکے۔ ادھر آپ میرا پر کمر بستہ بنباس کرنے کو تیار ہیں۔ تو پھر فرمائیے۔ کہ رعایا پر حکومت کرنیوالا کون ہو گا۔ اس واسطے آپ خوشی سے راج کیجئے۔ برہما جی کا حکم ہے۔ کہ سیاست کے ساتھ حکمرانی کرنا سب سے عمدہ کام ہے۔ اگر دنیا میں سیاست نہ ہو۔ تو لوگوں کو اچھے اور بُرے کام کی تمیز نہ رہے۔ بہر حال آپ اس رنج و الم کو دور رعیت کو مسرور کیجئے۔ اور حکومت سے رعایا کی پرورش فرمائیے۔

ادھیائے (۴)

مہاجرات کے جنگ کی سرگزشت

بربریک کی زبانی

راجہ جدھشٹر کو اسکے بھائیوں اور ویدی رانی اور کنتی نے بہت ہی فہمائش کی۔ اس فتح عظیم کی مبارکباد دینے کے لئے رشی مہارشی۔ بدھیاس تادرجی اور دودھ کے سیدھے ساہوکار وغیرہ وغیرہ راجہ جدھشٹر کے پاس آئے۔ راجہ جدھشٹر نے پرنام کر کے بڑے تہانگ سے سیکو بٹھلایا۔ کسی نے راجہ کے بھائیوں۔ ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ مہدیو کی بڑائی و جنگ آزمائی کی تعریف کی تو کسی نے ہمیشہ پتلمہ۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل۔ مہگدنت وغیرہ سے مقابلہ کرنے اور ان پر فتح پانے کی مبارکباد دی۔ مگر راجہ جدھشٹر نے اس مجلس میں پرناما سری کرشن جی کی ثناء و صفت کے علاوہ اور کسی کی مطلق تعریف نہ کی بلکہ ہر بار یہ ہی کہا۔ کہ اگر سری کرشن جی مہاراج کی دیا نہ ہوتی۔ تو یہ فتح کبھی بھی نصیب نہ ہوتی۔ کہیں کی مجال تھی۔ کہ کرن اور ہمیشہ پتلمہ ایسے صفت تھیں اور دلاڑوں پر ظفر یاب ہو سکتا۔ گو میرے بھائی شجاعت میں ضرور بیکھاتے روزگار ہیں۔ مگر کوروؤں کے اس معرکہ عظیم میں بڑے بڑے سوریروں کو مارنا سوائے کرشن جی مہاراج کے اور کسی کا کام نہ تھا۔ راجہ جدھشٹر کا پیارا یہ کہنا سب بھائیوں کو سخت ناگوار گزرا۔ آپس میں ہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ ہم لوگوں نے تو لڑائی میں چہروں پر زخم کھائے۔ صدیوں پر صدے اٹھائے۔ بڑی بڑی فکریاں کیں۔ دیوتاؤں سے ہتھیار لائے۔ ہمیشہ ایسے بہادروں سے جنگ میں دانتوں میں پیٹے آئے۔ پھر بھی رن سے متھ نہ ہوئے اور بغیر مارے کسی کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر انہوں نے کہ ہمارے بھائی راجہ جدھشٹر نے ہمارے

قدردہ جانی بلکہ مہادی وقت ہوتی ہے۔ ایک کلمہ خیر بھی مہار سے حق میں
 زبان سے نہیں نکلا۔ جب دیکھتے۔ سری کرشن جی مہاراج ہی کی تعریف
 ہوتی ہے۔ انہیں کا دم بھرتے ہیں۔ جب دیکھتے انہیں کی ثنا ہے۔ انہیں کا
 جس جگہ جاتے ہیں۔ انہیں کی مدد سے پرتھ و نصرت ملتا آتی۔ گویا ہم لوگوں
 نے کچھ کیا ہی نہیں۔ جہاں تو جسم میں جان ہی نہ رہی۔ وہاں کوئی داد نہیں
 دیتا۔ کیسا غضب ہے۔ بھانی صاحب کا خون بالکل سفید ہو گیا۔ جب سری
 کرشن مہاراج نے راجہ جیہٹھڑ کے بھائیوں کو یہ باتیں کر کے سنا۔ سرد آہیں
 بھرتے دیکھا۔ فوراً تار گئے۔ کہ ان کے دل چھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔ ہم پر
 آڑے آتے ہیں۔ سری کرشن جی مہاراج نے راجہ جیہٹھڑ کو سمجھایا۔ کہ بھائیوں
 کی بدل شکنی زیبا نہیں۔ ان کی محنتوں اور کارگزاریوں کی بھائیوں اور داد دے دیجئے
 جیہٹھڑ۔ آپ کا فرمانا درست ہے۔ مگر یہ تو فراموش ہے۔ کہ کس کو سہل ہیں۔ کس کو
 دادوں۔ اپنی اپنی سبب لڑائی کر کے ہیں۔ ادھن اپنی بہادری پر نازاں ہیں۔ کہ میں
 نے بڑے بڑے بہادروں کو مارا ہے۔ ادھر بیہیم سین کو گھنٹہ ہے۔ کہ میں
 نے وریو دھن اور اس کے سوبھائیوں اور لاکھوں دلائیوں کو قتل کر کے تخت
 اشراف کو پہنچایا۔ میرے ہی سبب سے فتح نصیب ہوئی۔ ادھر مجھے ناز ہے۔
 کہ میں نے جیشل ایسے بہادر کو مارا۔ اور ہزاروں کو تہ تیغ کیا۔ جس سے وجہ کا
 ڈر لگا بنگیا۔ پھر یہ فیصلہ کیونکر ہو سکے۔
 مسر کرشن۔ درحقیقت آپ کے بھائیوں نے وہ مردانگی کے جوہر دکھائے۔
 جس کا اعادہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جو جو کام انہوں نے انجام دیئے۔ وہ اوروں
 سے ہونا ناممکن ہے۔ یہ کہہ کر راجہ جیہٹھڑ۔ ارجن۔ بھیم۔ لکل۔ سہادیو اور رانی
 درویدی سر کرشن جی کو ہمراہ لے کر کون کیشتر کے میدان میں ایک پیری کے درخت
 کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور تین تیروں پر ایک سو پیر راجہ کا سر رکھا ہوا دکھایا۔ اور
 پھر اس سے میر لچھا۔ کہ اے راجہ تم نے اس میدان مہا بھارت کو اگر دیکھا
 ہو۔ تو یہ بتا چلو۔ کہ کس کس بہادر نے اس لڑائی میں کیا کیا کام کیئے۔
 سر۔ بیشک میں نے اچھے طور سے پوری لڑائی دیکھی۔ اور تو جس جگہ

مگر اتنا یاد ہے کہ آپ کا سدرشن ایک ہی چکر میں سب کا سر کاٹتا ہوا جاتا تھا۔ اور اس کا خون رانی دروید کی جو گنی روپ میں اپنے کپڑوں میں لے کر بیٹھ جاتی تھی راجہ بھگدنت نے میدان جنگ میں کیا کمال دکھایا۔ ارجن کے تیروں سے راجہ بھگدنت کے ماتھے کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ مگر راجہ بھگدنت نے اپنے زانوؤں سے اس شمشیر قیل کو ایسا دبا دیا کہ بڑی دیر تک اس ماتھے پر جنگ آزمائی ہوتی رہی۔ اور ماتھے زندہ رہا۔ جب ارجن کے تیر سے راجہ بھگدنت مر گیا۔ تو اس کا زخمی ماتھے بھی گر پڑا۔ اور خون بہنے لگا۔ جس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر دروید نے نہ گرنے دیا۔ اور سب چاٹ گئی۔ غرضیکہ زیادہ تر آپ ہی کے سدرشن چکر نے سب کا کام تمام کیا۔ آپ ہی کی تھوڑی ٹٹا میری زبان سے نکلتی ہے۔ اور اب تک آپ ہی کا تذکرہ زبان پر ہے۔ جب راجہ کے کٹے ہوئے سر سے یہ حال مفصل بیان کیا۔ تو ارجن اور بھیم سین وغیرہ سری کرشن جی مہاراج کے قدموں پر ہو کر پاد پھنکا کرنے لگے۔ راجہ جدوہشٹر اور تمام ریشیوں نے سری کرشن جی مہاراج پر پھول برسائے۔ سری کرشن جی مہاراج نے راجہ کے اس کٹے ہوئے سر کو منہ میں تیروں کے درخت پر سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ اور کلپ بیکش کی پتی جو اس کے منہ میں رکھی ہوئی تھی۔ نکال لی۔ اور آگ جلا کر اسکو خاک کر دیا۔

ادھیائے (۷)

راجہ بربریک کی سرگزشت

راجہ جیمے بیٹم پائین سے دریافت فرماتے ہیں: اے مہاراج یہ کٹا ہوا سر کس راجہ کا تھا۔ اور تین تیروں پر اس سر کو میری کے درخت پر کس نے رکھ دیا تھا۔

بیٹم پائین۔ اس راجہ کا نام بربریک تھا جو بنگالہ اور کوچ بھارویش میں اس جنگ عظیم کی سیر دیکھنے صرف تین تیر اور مختصر سی فوج لے کر یہاں آیا

تھا۔ اس کی صرف چودہ پندرہ سال تھی۔ مگر اس کو بردوان تھا۔ کہ وہ صرف اپنے وقتروں ہی سے لاکھوں اور کروڑوں لشکروں پر قہیاب ہو گا۔ غرضیکہ اس کے برابر کوئی بہادر اس روئے زمین پر نہیں تھا۔ جب یہ راجہ کو ریشتر میں پہنچا۔ تو سری کرشن جی مہاراج نے اپنی روشنفیری سے یہ حال دیکھا کر لیا۔ اور چال کیا۔ کہ یہ کو روڑوں کا طرفدار ہو جائے گا۔ تو پھر ان کا جیتنا حال ہے۔ اس لئے راجہ جدو شتر کے طرفدار ہو کر برہمن کی شکل میں راجہ بربریک کے پاس پہنچے۔

سری کرشن جی۔ مہاراج۔ آپ کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں۔ اور یہاں آنے کا سبب کیا ہے۔ راجہ بربریک۔ قدیموں ہو کر میں بہت دور سے کو روڑوں اور پانڈوؤں کی مشہور جنگ دیکھنے آیا ہوں۔ اور باغفوس سری کرشن جی مہاراج کی دلادری کے دیکھنے کی ہوں تھے۔ جن کے کرتب اور تہوری کا شہرہ عالمگیر ہو رہا ہے۔ سری کرشن جی۔ مہاراج۔ آپ کس طرف ہوں گے۔ کو روڑوں کی طرف یا پانڈوؤں کی طرف؟

راجہ بربریک۔ جو کمزور دکھائی دیگا۔

سری کرشن جی۔ مہاراج۔ آپ کے پاس صرف میں ہی تیر ہیں۔ اور اس تھوڑی سی فوج کے آپ مدد ہی کیا دیں گے۔

راجہ بربریک۔ آپ کا فرمانا بجا ہے۔ مگر میں انہیں تیروں سے لاکھوں اور کروڑوں آدمیوں پر اکیلا بھاری ہو جاؤں گا۔ اور سب پر فتح پاؤں گا۔

میرا ایک تیر چل کر اس جگہ پر تشریف کر دیگا۔ جہاں جس کی موت ہو گی۔ دوسرا تیر اسی نشانے پر پہنچے گا۔ جہاں جس کی موت کا نشانہ ہو چکا ہے۔ بس تیر اپنا کام کر دیگا۔ اور اہل اپنے پنجے میں اسے جو جس کرے گی۔

غرضیکہ انہیں دو تیروں سے کل رٹائی سر کر لیں گا۔ تیسرا تیر انتیاط ساتھ ہے مگر محض قاتلو۔

سری کرشن جی۔ مہاراج! ابھی آپ تو نو فیز جوان ہیں۔ عمر ہی کیا ہے۔ مگر آپ میں

جو ہر بڑے بڑے ہیں۔ اور یہ بات تو دوتاؤں کو بھی نصیب نہیں ہوتی۔ بغیر امتحان
یہ بات یاد نہیں ہو سکتی

راجہ بربریک۔ اگر آپ تماشہ دیکھنا چاہتے ہو۔ تو خیر۔

راجہ بربریک نے تھوڑا سا سندور منگوا کر تیروں کے پیکان پر لگایا۔ پیر چڑھ
کر سب کے جموں پر موت کا نشان لگا آیا۔ اور پھر ترکش میں سما گیا
سرکیش جی مہاراج نے بھی اپنا جسم دیکھا۔ تو کہیں موت کا نشان نہ پایا۔ مگر
دائیں پاؤں کے تلوے میں سندور کا داغ نظر آیا۔

سرکیش جی۔ واہ واہ۔ آپ نے بڑا اعجاز دکھایا۔ راجہ اندر میں بھی یہ کشف یا کرامت
نہ تھی۔ جبکہ آپ میں ایسے جوہر ہیں۔ تو ضرور ہے کہ آپ سخی بھی ہوں گے۔ واقعی آپ
اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔

راجہ بربریک۔ ہاں مہاراج مانگنے والا مجھ سے سوال کرے۔ اس سے انکار
نہیں کر سکتا۔

سرکیش جی۔ مہاراج! آپ مہادانی ہیں۔ مجھے بھی دان دیجئے۔ اور جش لوٹ
لیجئے۔

راجہ بربریک۔ جو خواہش ہو۔ فرمائیے۔ بجالاؤں

سرکیش جی۔ مہاراج۔ آپ کے سر لینے کی ہوس ہے۔

راجہ بربریک۔ افس۔ غضب کا دھوکا دیا۔ جنگ عظیم دیکھنے کی آرزو تھی مگر

تم سر ہانکتے تھے۔ اب تو قول مار گیا۔ خیر آپ اپنا نام تو بتائیے

سرکیش جی۔ مہاراج۔ میرا نام سرکیش ہے۔

راجہ بربریک۔ افسوس ابھی تک میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ آپ کے قدم

چھوتا ہوں۔ آپ اپنے سردار چکر سے میرا ہر اتار لیجئے۔

سرکیش جی۔ مہاراج۔ تمہاری چو آرزو ہے۔ وہ پوری ہوگی۔ یہ کہہ کر سردار

چکر سے سر کاٹ لیا۔ اور انہی تیروں پر سر رکھ کر سستی سے پاندھا۔ اور باندھ

کہہ رہی تھی کہ درخت پر لٹکا دیا۔ منہ میں کلپ برکش کی پتی رکھ دی۔

سرکیش جی۔ مہاراج۔ اس درخت سے آپ بخوبی مہا بھارت کی لڑائی دیکھ

سکس گے۔
 راجہ بربریک۔ جی ہاں۔ اچھی طرح۔
 سر کرشن۔ مہاراج! یہ لڑائی اٹھارہ دن تک رہیگی۔ بعد اختتام جنگ پوری
 پوری کیفیت آپ سے پوچھوں گا۔
 اے جینجے۔ وہ سر راجہ بربریک کا تھا۔

اڑھیا

گرہست اشرم کا دھرم۔ بیاس جی کی زبانی

سر کرشن جی راجہ بربریک کے داہ کرم سے فرست پا کر پانڈوؤں اور رشیوں
 کے ساتھ ملے ہوئے اپنی فرود گاہ پر آئے۔ اتنے میں بیاس جی تشریف فرما ہوئے۔
 سری کرشن جی نے بڑی تعظیم سے ان کی پرستش کی۔
 بیاس جی۔ اے راجہ جد ہشتر۔ تم اپنے بھائی بندوں اور رشتہ داروں کے مارے
 جانے کا استیغداد کیوں غم کرتے ہو۔ تم نے بناس میں اپنے بھائیوں کے ساتھ تیرو
 برس رہ کر بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ مگر اب وہ دن ختم ہو گئے۔
 راجہ جد ہشتر۔ یہ تو صحیح ہے۔ مگر مہاراج میری طبیعت نہیں چاہتی کہ میں تخت
 سلطنت پر قائم رکھوں بلکہ یہ خواہش ہے کہ آپ کے منہ سے گرہست اشرم کی
 فضیلت سُنوں۔

بیاس جی۔ تمہارے بھائی بند۔ رشتہ دار لوگ جو میدان جنگ میں کام آئے۔ ان
 کی زندگی کے ایام چورے ہو چکے تھے۔ انہوں نے قید حیات سے رہائی پائی۔ ارجن
 بھیم۔ نکل اور سردیو تمہارے ساتھ رہے۔ جو بڑے بڑے بہادر مارے گئے۔
 سب کا وقت برابر ہو گیا تھا۔ تمہارے ہاتھ سے مارے جانے کا بہانہ نہ رہ گیا۔ ان
 کی موت تمہارے ہی ہاتھ سے تھی۔ اس کے علاوہ درجہ و صن کی نادانی سے تم
 کو یہ لڑائی کرنا پڑی۔ تمہارا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ لڑائی ہو۔ تمہاری لڑائی

میں جہاں جہاں کے راجے کام آئے۔ وہاں وہاں کا راج اپنے بھائیوں بھتیجیوں اور پوتوں سے دے دے کر ان کا راج تک اپنے ہاتھ سے کر دو۔ اور انکو میدہ چک کر کے چکرورتی راجہ بنو۔

دیکھو جو دنیا میں پیدا ہوا۔ وہ ایک دن فنا ہو جائے گا۔ جس سری راجم جی نے مہا پر تاپی پر برہم اوتار لے کر دنیا کو تیاگ نہیں کیا۔ انہرار میں چکرورتی راج دنیا میں کیا۔ وہ بھی زندگی کے دن پورے کر کے بیکینٹہ باش ہو گئے۔ اور اچو دھیا با سبیل کو لے کر بیکینٹہ سورگ میں چلے گئے۔ جب راجہ جنک جیسے گئی راجہ سگر راجہ بھرت بھاگیرتھ وغیرہ جنہوں نے دنیا میں آکر بڑے بڑے کر ڈالے وہ بھی مینھا دمقرہ سے زیادہ دنیا میں نہ بٹھہر سکے۔ تب اور کی کیا اباط۔ دنیا رفتی اور گذشتنی ہے۔ یہاں نہ کسی کو قیام ہوا ہے۔ نہ رہیگا۔ اگر تم کو مضطرب حال۔ بیواؤں کی بیقراری اور آہ زاری کا صدمہ ہے۔ تو ان کو سمجھاؤ۔ کہ اب بغیر صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ ان کو بھی ایک دن دنیا چھوڑنی لازمی ہے۔ جو رانیاں بیوہ ہو چکی ہیں۔ ان کے بال بچوں کی پرورش اور ان کے کنیز سے بیٹوں کی شادی کے فرائض ادا کرو۔ اب تمہارے سوا کسے انکا کوئی مرلی۔ اور سر پرست نہیں۔

راجہ جھڑھشٹ۔ اے مہاراج! بھلاؤہ کون کون افعال ہیں۔ جن کا کفارہ یا پراپنچت ضروری ہے

بیاسل جی۔ جو شخص اپنے دھرم کا مخالفت اور فریبی ہے۔ اور جو دنیا اور برہن چھوڑ دیتا ہے۔ اور جو دنیا سی وقت طلوع وغروب آفتاب سونا ہے جو اپنے بڑے بھائی سے پہلے اپنی شادی کر لے۔ یا جو اپنی بڑی بہن کے ہنگے چھوٹی بہن کا بیاہ کر دے۔ یا جس کا برت ٹوٹ گیا ہو یا جو کہلین اور مرتاض برہن کو چھوڑ کر ان پڑھ برہن کو دان دے یا جو نہر خورانی کرے یا وہ وید خوں جو اُجرت لے کر وید کی تعلیم دے یا جو گورو کی استری یعنی عورت کو مار ڈالے یا جو طہور اور چوپایوں کو بیکار و زنج کرے۔ یا جو آتشزدگی کرے یا گورو کی نمذیا کرے یعنی توہین کرے یا لایا چھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ سب دوزخی رو ہیں

جو اپنے کرموں کو چھوڑ کر دوسرے کے کرم کرنے لگے یا جو دیباہن برہمن سے
جگ کر آئے۔ یا بسن پیاز کی خوش رکھتا ہو۔ یا جو اپنی پناہ میں آنے والوں کی
پرداہ نہ کرے۔ یا جو اپنے چاکروں کی پرداخت نہ رکھتا ہو۔ یا جو قند سیاہ اور
رس فروخت کرتا ہو۔ جو ہمیشہ گنہگار اس وغیرہ نہ دے۔ اور جو ہمیشہ گنہگار اس
وغیرہ نہ دے۔ اور جو قاطع نسل ہو۔ یا جو نیت کر کے پھر خیرات نہ دے۔ اور
جو برہمن کی دولت چھین لے یا جو باپ بیٹے میں تفرقہ ڈالے یا جو گورو کی بی
بی سے زناہ کرے۔ یا جو عورت سے ہم صحبت نہ ہو۔ یہ سب بڑے گنہگار
ہیں۔

آدھیائے (۵)

بیاس جی کی ہدایت پر اسچت کی تجویز اور دھرم اپدیش

بیاس جی فرماتے ہیں کہ آپ وہ کام سنئے۔ جو خلاف ہیں۔ مگر ان کے
لئے گناہ یا پر اسچت ہیں۔ ویدوان برہمن کسی کی جان لینے کے لئے ہتھیار اٹھا
تو اس کا مار ڈالنا ہی اچھا ہے۔ بہم ہتیا کا خوف یہ خیال ٹھیک نہیں۔ جو برہمن
گورو سیداسے گریز کرے۔ اسکی فوزیزی بھی جائز ہے۔ جھوٹ بولنے سے کسی
کی جان بچتی ہو۔ تو دروغ بیانی داخل ثواب ہے۔ عورتوں کی شادی بیاہ
کے معاملے جھوٹ بول دینا بھی داخل گناہ نہیں۔ بڑا بھائی سنیاس لے۔ جھوٹا
شادی کرے۔ تو جرم سے پاک ہے۔ اگر ایک مرتبہ کچھ پاپ کیا ہے۔ تو وہ
اختیاط آئندہ سے جھوٹ چاتا ہے۔ کسی دیواستھان پر گاہتری منتر چلنے کو
گدشتہ عذاب کا خوف نہیں۔ روزانہ دان پین کرنے والا ہر قسم کے عذابوں
سے بری رہتا ہے۔ چھوٹ چھات کی قید ہر حالت میں مناسب ہے۔ منوجی
نے رشیوں سے ہدایت کی ہے۔ کہ ہمیشہ ہشن شینو وغیرہ کے دیواستھانوں

میں بھونچ کر ہیں۔ وید پڑھنے والے پاک نفس ہوتے ہیں۔ لیکن گنگا جی ایسے تیز تھوں کے درشن اور ٹپ کرنا۔ خوریزی سے دست بردار رہنا۔ سچ بولنا۔ غصہ روکنا۔ نیچے کرنا وغیرہ وغیرہ دھرم کی علامت ہیں۔ جو لوگ دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ گویا پچھلے گناہوں کا کفارہ کرتے ہیں۔ خواہشات انسانی غصہ لالچ اور محبت کے مخلوبہ دیوتاؤں کی پرستش سے پاک و صاف ہو سکتے ہیں جس طرح بیماروں کی دوا علاج ہے۔ اُسی طرح پاپیوں کے لئے منتر پر اچت اور تیرتھ یا ترا۔ راجا تیرتھ یعنی کرسمے۔ تو اس سے ایک دن بوت رکھنا لازم ہے۔ اگر ایک روٹکا یا کوئی فریبی عزیز ہتھیار سے نہ مرے۔ تو باپ کا فرض ہے۔ کہ تین دن برت رکھے۔ تو می دھرم اور خاندانی راج کو نظر انداز کرنا بھی داخل عقاب ہے۔ مچھلی۔ کتے۔ مینڈک۔ گدھ۔ آؤ۔ گوہ اور بازا ایسے شکاری پرندوں کا کھانا۔ اور چاند اور مہ کے چھ پاپوں یعنی بھیڑ بکری گھوڑی گدھی۔ اونٹنی وغیرہ کا دودھ پینا مناسب نہیں۔ جو کھانا بھوتوں کے لئے یا کسی کی موت میں پکایا جائے وہ ممنوع۔ بھڑا دوسروں کا سنا جائے۔ تو گائے کا دودھ پینا جائز ہے۔ شودر سنا ہو رہے عصمت عورت کے ماتھ کی غذا حرام ہے۔ سود خوار کا طعام مثل غلٹ چمرا۔ دھوبی۔ بڑھتی۔ بد ملین۔ عورت۔ رنڈی۔ کسی۔ وید۔ چوکیدار۔ راستے بھا جواری۔ زنا کار سب کی غذا میں۔ قابل ترک۔ بڑے بھائی کے ہونٹے چھوٹے بھائی کی شادی کا کھانا مارا۔ جو بھٹن اور باسی کھانے نا جائز۔ جو وٹے بھالوں کے کھلائے کے لئے تیرتھ کھائے۔ وہ پانی پینے کی ترکاری۔ باسی مٹھا اور بدھی تافتن۔ گرہستوں کا فرض ہے۔ کہ دیوتاؤں کا بھوک لگالیں۔ ریشیوں پتروں اور گھر والوں کو کھالیں۔ تب جو بچے۔ آپ کھائیں۔ اپنی عورت کے چوتے دوسری عورت سے تعلق کرنے والا پانی ہے۔ جو بٹن اور پین تو گرٹے ہیں۔ اور دوسلوں کی مدد نہیں کرتے۔ ان کی نیت خیر ہے نتیجہ ہے۔ جان دہی ہے۔ جو نیک نیتی سے کیا جائے۔ نہ خوف سے ہو۔ نہ نیکی نامی کی غرض سے نہ بچے بازو مسخرے۔ نشہ باز۔ چور اور بدگو کے ساتھ سلوک کرنا پاپ۔ غورنا ہے وہ ان گنگے اور پانچ کو دینا درست ہے۔ برہمن بھی وید پانچ نہیں ہو۔ تو دان دینے کے قابل

نہیں۔ ایسے برہمن کو کاٹھ کا ماتھی یا ہرن سمجھنا چاہیے۔ ان کو دان دیو والا خود بھی
اجت ہے۔ اور دان لینے والا بھی دیو قوف ان سے بچڑا چھا۔ اور بے پرواہی
کا پرند بہتر جاہل برہمن کو اندھا سمجھنا چاہیے جس کا پیٹ کوڑے کرکٹ سے پھڑنا
چاہیے۔

بیاس جی کی نصیحت خیر تقریر سے راجہ چدھشٹر خوش ہو گئے۔ اور درخواست
کی کہ وہ چاروں برہمنوں کا ذکر فرمائیں۔

بیاس جی نے جواب دیا کہ بھیشم تپاس سے یہ تدعا پورا ہو گا۔ وہ گنگا جی
کے جگر بند ہیں، باندرو وغیرہ تمام دیوتاؤں سے انکی محبت رہی ہے۔ راج نیت میں
برہمپت اور شکر کے نقطہ مقابل ہیں۔ وید وانی میں چون رشی کے شاگرد برہما
جی نے سبق حاصل کر کے مشہور نامزد ہوئے۔ ستیاس دھرم انہوں نے مارکنڈے
جی سے اور شسترو دیاندر سے حاصل کی۔ دیوتا تک ان کے کمالات و فضائل
کے قابل ہیں۔ موت قبضے میں ہے۔ اتیک دربار میں بہم دیشوں کا میلانکا
رہا۔ سوا شومیدھ یگیہ کئے۔ گمان کی ایک ایک بات نہن میں ہے۔ مہاراج بھیشم
بھیشم جی کی کہان تک تعریف کیجائے بہم لوگوں کے سامنے بچے ہیں۔ اس لئے
آپ ان سے دریافت کیجئے۔ تو وہ باتیں معلوم ہوں جن کا ہم لوگوں کو خواب و
خیال بھی نہیں۔

آدھمائے (۱)

راجہ چدھشٹر کی راج گدی کی شاہی
طب ساریاں

بیاس جی یہ بات سنکر خاموش ہو گئے۔ مگر سر کیخشن جی نے کہا کہ
آکے راجہ۔ اب تم رنج و غم کو چھوڑ کر اس پر عمل کرو۔ بیاس جی مہاراج

کی نصیحت پر کاربند ہو۔ یہ شکر راجہ جدھشٹر خوشی خوشی اُٹھئے۔ اور تمام راجہ دالام
 دل سے فرد گرد کے سر کیو شن کی بدایت پر راجہ دھانی کی میسر کو لکھے۔ جلوس میں
 بہت سے راجے ہمارے تھے۔ دھڑا شٹ ہمارا ج کو سب سے آگے کر کے
 دھرم راجہ جدھشٹر نے شہر کی گشت کی۔ ہستنا پور کے برہمنوں اور ہاشندوں
 کو اپنی داد و دہش سے مالا مال کر دیا۔ اور پھر سولہ بیلیوں کی رتھ پر سوار ہو کر
 راجے ترک و احتشام سے شہر کا معاہدہ کیا۔ بہادر بھیمن سین رتھ پان تھے۔ اور جن
 نے چھڑ لیا۔ نکل اور سہیل اور دھر اور چند لے ہوئے تھے۔ اس وقت سواری
 کی عجب شان تھی۔ دھڑا شٹ اور ہارانی گاندھاری فینسوں پر سوار۔ پس و پیش
 جلوس کی قطار شاہی باجے بکے۔ فوجی باجوں کی آواز زمین و آسمان میں گونجی تھی
 راجہ دھانی میں ہر طرف مبارک و سلامت کا شور تھا۔ سولے چاندی کی بارش
 ہو رہی تھی۔ جو تھا۔ ہمارا جہ جدھشٹر کی گدی سے خوش تھا۔ ہر شخص دست بد
 دے تھا۔ کہ دھرم راجہ کی جے جے کا ہو۔ اہل لشکر نے آد آد شکر کوچہ بازار
 میں آئینہ بندی کی۔ شاہی گزر گاہ آرائشی سے چو تھی کی تہہن سے سنگار
 کومات کرتی تھی۔ ہر طرف رنگین جھنڈیاں خوشی کے پھر پے سے اڑتی تھیں۔
 چند دن عطر اور عود کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا۔ کھس چاکا کی دھن
 بچہ اور تھی۔ بڑے بڑے شاندار پھاٹک بنائے گئے۔ نو عمر لڑکیاں زرد
 زپور سے آراستہ خوشی کے گیت گاتی تھیں۔ ہر گھر میں بدھائی بجی۔ اور شادیوں
 کی دھواں نغمہ سرائی دیوں پر موسیقی ڈالتی تھی۔ سڑکوں پر تماشاٹیوں کا جوم تھا۔
 عورتیں کوٹھوں پر اپنے شہنشاہ فلک جاہ کی سواری پر پھول برسائے کو بھیجی ہوئی
 ایسی بھیجی معلوم ہوتی تھیں۔ گویا ایک گلزار کھلا ہوا تھا۔ جدھر سے سواری گزری
 مہتر خانہ کی مستورات نے پانچوں بھائیوں پر اتاری۔ ورو پدی کے پاؤں
 چھوئے۔ دعائیں دیں۔ مدح سرائی کو بیوں زبان کھولی۔

ہمارا بی آپ کا سا خوش نصیب نکون ہیں۔ ہمارے بیوں میں گوتھی جی اور
 پاندووں کے رنواس میں آپ کا جو اعزاز ہے۔ اسکی نظیر کہاں۔ شہنشاہی
 جلوس بڑے ترک و احتشام سے آخر کار راج محل کے قریب پہنچا۔ بہت سے

راجوں مہاراجوں نے جے جے کار کا نفرہ بلند کر کے یوں مداح خوانی کی۔
 تاجپندان زمانہ کے سر تاج مہاراج دھرم راج۔ آپ کو اقبال مبارک
 ہزار شکر کہ آج تخت ہستنا پور کی از سر نو رونق ہوئی۔ ہزاروں برس تک چھتر
 شاہنشاہی زیب سر رہے۔ راجدھانی سے اندر لوگ شرماتے۔ اسی طرح ریشیوں
 ہریشیوں اور چاروں طرف کی دھاتیں لیتے ہوئے دھرم راج راج محل
 میں داخل ہوئے۔

خاندانی دیوتاؤں کی پرستش کی۔ منوں جواہرات لٹا گئے۔ وہیہ پورنی
 کا شمار کیا۔ تختہ تحائف خلعت و اکرام زیور و لباس سے کون مالا مال نہ تھا۔
 وید خوانوں کی شیریں اور ہاجوں کی خوش الحانی سے کان دینے آواز نہ سنائی
 دیتی تھی۔ آئندہ ہی آئندہ تھا۔

آؤ دھماکے (۱۱) جشن تہنیتی کی خوشی

راجہ جد مشر سب برہمنوں ریشیوں اور تہینوں کو دان دے کر اپنے بھائی
 کے ساتھ راج محل میں داخل ہوئے۔ اور سری کرشن مہاراج نے راج دھن
 سے گوہر افشانی شروع کی۔

اسے راجہ برہمن لوگ دنیا میں گھومنے والے دیوتا جو بد دعا بھی دیتے
 ہیں۔ اور بد دعا بھی رست جگ کے زمانے میں چارواکس راہپس نے وڈور
 کی طرح ایسی عبادت اور ریاضت کی۔ کہ سری برہما جی نے اس کی منہ
 مانگی فراد پوری کی۔ کہ برہمن کے ہوا تھ کو اور کسی جاندار سے خوف نہ ہوگا
 ایسی دعا پا کر یہ دیوتاؤں کو تکلیف دہینے لگا۔ اور یہاں تک تنگ کیا۔ کہ
 سب دیوتا برہما کے پاس جا کر فریاد دی ہوئے۔ اور دروازہ بست کی۔ کہ ہم
 مہاراج۔ یہ راہپس مارا جائے گا نجات ملے۔

پرمہاجی۔ اب اس راہس کی موت قریب آئی ہے۔ یہ راجہ درپوہن
کی دوستی میں برہمنوں کی سہک کر کے مارا جاو لگا۔ گھبراؤ نہیں۔
غرضیکہ اسی طرح یہ چارواک راہس مارا گیا۔ یہ ٹنکر راجہ جدہشٹر
بڑے خوش ہوئے

بھائیوں نے راج تلک کا سامان بہم کیا۔ راجہ جدہشٹر تخت جو اہر
لگا پر مشرق روپ جلوہ افروز ہوئے۔ اسی مڑ صغ سنگھاسن پر ایک جانب
سری جنار وھن جی سری کرشن بھگوان اور ساتھی جی رونق افروز ہوئے
بھیم سین۔ ارجن اپنی اپنی لکشنگا ہوں پر بیٹھ گئے۔ کنتی نکل اور سہد پوکو
ساتھ لے کر ماتھی دانت کے سنگھاسن پر۔ ودربھی اور دھوم رشی اور
راجہ دھرتاشٹ سونے کے جڑاؤ سنگھاسن پر علیحدہ علیحدہ بیٹھے۔ عالی
شان بارہ دری بڑی خوبی میں آراستہ اور خوشگوار پھولوں میں جھک رہی
تھی۔ سونے کے کلس گنگا جل سے پھرے ہوئے برہمن لوگ جے جے کا رستا
مار پھیل لئے چاروں طرف کھڑے تھے۔ بیدی رچی گئی۔ دھرم راج اور رانی
دروپدی سریکشن بھگوان کی آگیا سے بیدی پر بیٹھ گئے۔ اور دید منتروں
سے ساری مہارت گونجنے لگی۔ دید منتروں سے سری کرشن بھگوان نے پنج
جانبہ نسکھ پھونک کر راج تلک کیا۔ دھوم رشی اور دوسرے رشیوں نے
بھی راجہ کے تلک دیکر بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہد پوکے ماتھے پر تلک لگایا۔ ہر
طرف سے جے جے کا بار اور مبارکباد کا قل ہوا۔ پھولوں کا میدان برسنے لگا۔ راجہ
جدہشٹر نے سریکشن نے سریکشن جی اور دھوم رشی کی اجازت پا کر پھول
اور رشیوں کو بہت کچھ دیا۔ پھر بیوئس راجہ دھرتاشٹ کے فرزند کو جو اپنے
بھائی درپوہن کا ساتھ چھوڑ کر جدہشٹر کا چھوڑا ہوا سہد پوکو جہان
کے بیٹے۔ ودربھی اور سب کو طرح طرح کے پیش قیمت تحائف دیئے۔
اسی طرح سریکشن مہاراج کو ہنراؤ کا کنتی گھوڑے بچھے و پھرہ مادر
کئے۔ راجاؤں۔ امیروں۔ سرداروں کو مال مال کیا۔ نوکروں۔ چاکروں
اور مسکین غریب کو بہت کچھ دیا۔ نگہیاں جی مہاراج نے بغیر اکتا لیل کے

اور کچھ نہ لیا۔
 غرضیکہ بڑی دھوم دھام سے یہ راج ملک کا جلسہ پورا ہوا۔ سب لوگ
 راجہ کو سلاہتے اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔ برہمنوں نے راجہ کو ایشوا
 دیا۔ راجہ دھانی میں گھر گھر جتن ہونے لگے۔ گانے بجانے کی دھوم مچی۔ شب
 کو سارے شہر میں روشنی ہوئی۔ تاج پڑا جلسے ہوئے۔ اسی طرح پورا پایلا
 نے بڑی خوشی منائی۔ اور بہت کچھ دولت داد و پیش میں اٹھائی۔

ادھیا گے (۱۲)

بھیم سہن کی ولایت

راجہ جد ہشتر نے رشیوں اور برہمنوں سے دست بستہ ہو کر عرض کیا
 کہ آپ ہی لوگوں کی دعا سے سلطنت پائی۔ حکومت ماتھے آئی۔ ایڑوں سے
 سب کام بنائے۔ ارمان پورے کر دکھائے۔ ظرمیان راجہ دھرتراشت سے
 بڑی لجاجت سے کہا۔

آپ ہی کی اجازت سے میں نے راج پایا۔ اور جو حکم بجالاؤں۔ میں آپ
 کا وہی خادم بے عذر ہوں۔ جس کو آپ نے گود میں کھلایا۔ اور پڑے ناز و نعم
 سے پالا۔ مجھے آپ کے حکم سے کبھی بھی عدول نہیں۔ اور کون سا ارشاد ہے
 جو قبول نہیں۔ راجہ دھرتراشت کے اس پوتر کلام سے آئسو ٹپک پڑے۔ رونی
 بھرا یا۔ رو کر فرمایا۔ کہ

اے فرزند ارجمند۔ تمہارے سوا میرا کون ہے۔ تم نے بڑی خدمت
 کی ہے۔

ہر کہ خدمت کردا مخدوم شد۔ تم سلامت رہو۔ ہزار برس ہزار برس کے پورا
 دن پچاس ہزار۔ راجہ جد ہشتر نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ
 مہاراج دھرتراشت تمہارے سر تاج اور خاندان میں سب سے بڑھ

کہ قابلِ تعظیم ہیں۔ غرضیکہ یہ سبھا کر سب کو رخصت کیا۔ اور اجازت دی کہ آج
شہر آراستہ کیا جاوے۔ بھیم سین کو آج ولیعہد کا تہنک ہو گا۔ سنجے کو خزانچی اور
والشور۔ جو درباری کو اپنا وزیر بنا دیا۔ نکل کو فوج کی بخشی گری۔ اور ارجن
کو سپہ سالاری کی خدمت عطا ہوئی۔ غرضیکہ جو کام جس کے لائق تھا۔ اس کو اس
پر تعین کر دیا۔ دھرم رشی جو برہمنوں میں اعلیٰ ترین تھے۔ اور جن کی خدات
تمام برہمنوں میں مقدس شمار کی جاتی ہے۔ دیو پوجن کے واسطے تعینات ہو گئے
گئے۔ اور اپنا خاص ندیم مقرر کیا۔ سہدیو کو کوتوال بنایا۔ جو درباری اور سوتس کو
ہدایت کی۔ کہ مہاراج دھرتراشٹ کے خلاف مرضی کوئی امر نہ ہونے پائے۔
اور انہیں کا حکم مانا جائے

راجہ جدھشٹر نے چترپوں کے شرادھ الگ الگ اپنے ہاتھ سے کئے۔
بڑے بڑے گنڈوان آن لوگوں کے نام پر دیئے۔ جو جنگ میں کام آئے تھے
کرن۔ دھرتراشٹ دمن۔ اچھوت۔ گنڈوت کچ۔ راجہ پراٹ۔ راجہ سائیگ۔ راجہ
دروید۔ اور رانی درویدی کے بزرگوں کے کم بھی اپنے ہی ہاتھوں سے
کئے۔ جو جو رجبے مہاراجے مارے گئے تھے۔ اور جن کے خاندان میں کوئی بھی
نہ رہا تھا۔ ان کے نام ہزار بارہمنوں کو دان اور گنڈوان دے دے کر تمام
نمرے ہوئے رشتہ داروں کے نام پر ہزار بارہمنوں کو دان اور گنڈوان دے
دے کر تمام مرے ہوئے رشتہ داروں کے نام پر دھرم شالیں۔ کتوتیں۔ بادلیا
مندرو غیرہ تعمیر کرا دیئے۔

مہاراج۔ دھرتراشٹ نے اپنے پیتروں کا شرادھ خود کیا۔ جو لوگ اندھے
اور تنگ دست مغس تھے۔ ان سب کا مہاری وظیفہ مقرر کرایا۔ غرضیکہ اس
طرح راجہ جدھشٹر مستط ہو کر چکوری راجہ بن گئے

آدھیا شے
کرشن بھگوان کی سہیت

راجہ جدمشتر نے بزرگوں کا شرادھ اور تپن کر کے سری نارائن کرشن
 بھگوان کی شان مبارک میں بہت کچھ ثنات و صفت اور نہایت عاجزی اور
 بلا جت سے عرض کی کہ اے سوامی آپ کے طفیل کرم سے اتنا بڑا راج
 مجھے نصیب ہوا۔ آپ کے قدموں کی برکت سے تمام عدد خاک میں گرد و رو
 ہو گئے۔ دشمنوں پر فتح پائی۔ آپ کو پرنام ہے۔ اے جنار و من۔ آپ ہر ایک
 چیز میں ویسا ہی ہیں۔ آپ کا کوئی شریک اور ہمتا نہیں۔ آپ کا بھی بھجن کر تھوڑا
 مستی کی پردہ وی پاتا ہے۔ اس کو کسی کا خوف نہیں۔ مہاتما سادھو۔ پرشی۔ مثنی
 سب کے سب آپ کے ناموں کا سمن کرتے اور بھجن کے پر تاپ سے دُنیا کے
 بھرم جنجال سے پار ہو کر بیکٹھ میں باس کرتے ہیں۔ اے دینا ناٹھ پر شوم۔ اے
 نارائن۔ اے ہری۔ اے رام چندر۔ اے کرشن۔ اے بھگوان۔ مجھ کچھ بار راہ
 زنگھ روپ کے دھارن کرنے والے آپ ہی ہیں۔ اے بشن روپ بھگوان
 آپ کے بابا کا کوئی پار نہیں پاسکتا۔ آپ کے کنول روپی چرنوں کو تسکار
 ہے۔ آپ لکشی پت ہیں۔ برہما جی آپ سے پیدا ہوئے۔ برہما بشن۔ مہیش
 سب آپ ہی کے زگن روپ کا گن گایا کرتے ہیں۔ آپ سگن روپ ہو کر
 دُشٹوں کا ناس کرتے ہیں۔ آپ کا روپ براٹھ ہے۔ جو خیال میں بھی نہیں آسکتا
 تینوں لوک آپ ہی اشارے کے محتاج ہیں۔ بے رضاے تو یکے برگ نہ جنب
 زورخت۔ اے سوامی۔ آپ کی قدرت سے اہل زمانہ کی مقصد پروری ہوتی
 ہے۔ آپ ہی سورج گرہ و پوتاؤں کے مالک اور سوام کار تک روپ
 ہیں۔ برہما روپ سے خالق ہیں۔ بشن روپ سے دُنیا کی پرورش فرماتے
 ہیں۔ اور شیو روپ سے مخلوقات کو فنا کرتے ہیں۔ اے جدمشتر پت بیکٹھ
 ناٹھ۔ آپ کو تسکار ہے۔

اَوّھیا اے (م)
 اَوّھیا اے سکونت کی نصیم

راجہ جد ہشتر نے سرکیشن بنگوان کو نہایت تعلیم و مکریم سے رخصت کر کے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ

بھائیو! تم نے میدان رزم میں وہ وہ کار نمایاں کئے۔ جن کی تعریف مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے سوراٹوں سے مقابلہ نہتی کھیل نہ تھا۔ وہ تم ہی تھے۔ جو منہ پر زخم کھاتے رہے۔ مگر پیٹھ نہیں پھرتی۔ اس پر کیا مختصر بلکہ بنباسی کے زمانے میں بھی جو مصیبتیں برداشت کیں۔ ان کی انتہا نہیں اب آرام و آسائش کا زمانہ ہے۔ جاؤ۔ اور چین سے بستر استراحت پر میٹھی نیند سوؤ۔ ہمارا جی دھڑکا شش کی مرضی۔ لے کر راجہ درلودھن کا خاص ڈرنکار محل منو تمام ہونڈی کے بھیم سین کو مرحمت ہوا۔ اور دوشاشن کا جڑاؤ۔ جو بہت آرامتہ تھا۔ ارچن کے حوالے ہوا۔ کل کو وہ محل بخشا۔ جو دوشاشن کے محل سے بھی افضل۔ جس میں وارشن رہتا تھا۔ سند رکنا بابا محل جو شیشہ آلات سے آراستہ تھا۔ معہ چار چاکروں کے سپرد کو بلا۔ یہ چاروں کھائی جد ہشتر کے عطیے سے بہت ہی شاد اور اپنے اپنے محلوں میں آباد ہوئے۔ بیوتس۔ چور۔ سنجے اور دھوم پرشی نے درلودھن کے بھائیوں کے عالیشان محل پا کر مسترت ظاہر کی۔

سرکیشن جی جہاراج نے ارچن کے محل میں آرام کیا۔ بندھیا کر بننے کے بعد سب لوگ حاضر ہوئے۔ جد ہشتر کو آداب بھائی راجہ جد ہشتر نے اعلیٰ قدر مراتب پر ایک تعلیم کی۔ سب کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ برہمنوں کو بہت کچھ دیا۔ مٹھاوت سے ملال مال کیا۔

سرکیشن۔ دراجہ جد ہشتر سے اس کے راجہ کرپا چارج تھا۔ اس کے گورو جو درلودھن کی طرف سے لڑتے تھے۔ تم سے معافی کے خواستگار اور شرمسار ہیں۔ ان کا قصور معاف۔ دل صاف کرو۔

راجہ جد ہشتر۔ استوتھانوں نے میرے لڑکوں اور دوستوں کو شب کے وقت قریب سے۔ میں نے ان کو معاف کیا۔ اب آپ کرپا چارج کو بھی یاد کیجئے۔

گورنر پارک کے آئے ہی راجہ جدمشتر نے گورنر کی طرح ان کی پرستش کی۔ اس کے بعد وڈو جی اور بیوتس کی بھی

بالآخر مہاراج وڈو ٹرانسٹ کو تمام راج کالج سپرد کیا۔ اور خود بھائیوں کو لے کر سری یاسید پورجی کے ورثوں کا راستہ لیا۔ جہاں سری کرشن جی روضہ نور پر پہنچے اور نگار پلنگ کی زینت و وبالا کر رہے تھے۔ راجہ جدمشتر نے حسب معمول بڑے ادب سے ڈنڈوت کی

راجہ جدمشتر۔ سری کرشن جی مہاراج سے) اُسے کرپا سنا۔ آپ کو بار بار سراہتا ہوں۔ آپ کی خاص مہربانی سے راج پایا۔

مگر سری کرشن جی خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ ہمیشہ سے دستور تھا کہ جب راجہ جدمشتر جاتے تھے۔ سری کرشن جی مہاراج بڑی تعظیم کو محبت سے بٹھاتے تھے۔ مگر آج خلاف دستور نئی بات دیکھ کر راجہ نے پھر عرض کیا اُسے تو کوئی ناتھ! آج نہ معلوم آپ کس دھیان میں ہیں کہ میری عرض و معروض پر دھیان نہیں دھرتے۔ اور ہر نگاہ بھی نہیں کرتے۔ میرا جو قصور ہو مٹائے۔ کچھ زبان سے ارشاد فرمائیے۔

سرسرگین جی۔ دسکرا کر اس وقت بھیشم پتاما جنہوں نے تین دن تک برابر پر سرام جی سے جنگ عظیم کی۔ جنہوں نے مہنت اقلیم کے تاجداروں کو زیر کیا۔ راجہ جی مہاراج ایسے ماتما کے چیلے جن کے نہ ہونے سے دنیا تاریک ہو جائے گی۔ تیروں کے بستر پر لیٹے ہوئے میرا دھیان کر رہے تھے اس وقت میں انہیں کے تصور میں تھا۔ اس سبب سے تمہیں جواب نہ دیا۔ تمہارے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ اسے راجہ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہو۔ میرے ساتھ ان کے پاس چل کر دریافت کر لو۔

راجہ جدمشتر۔ اگر بھیشم پتاما جی آپ کے تصور میں ہیں۔ تو آپ بھی چل کر ایسے فضیلت مآب بزرگ کو درشن دیجئے۔ اور مجھ کو بھی ہمراہ لیجئے میں ان سے دھرم اور آچرن کا سبق یاد کروں گا۔ پھر ان کا درشن محال ہو جائیگا۔ سری کرشن جی مہاراج نے سالکی کو حکم دیا کہ راتھ تیار کرادے۔ یہ حکم

سنگردار ک رتھ لے آیا۔

اوصاف

کرشن بھگوان کی یاد میں بھیشم جی کی اضطرابی

بیشم پاتن جی راجہ جینجے جی سے) اے مہاراج! بھیشم پتامہ نے شستر سجھا پر سری کرشن مہاراج کا کیونکر دھیان کیا۔ وہ تنہا دھاں تھے۔ یا کوئی اور بھی اُن کے پاس تھا۔

بیشم پاتن۔ بھیشم پتامہ نے شستر سجھا پر گوپھیا بنا کر اس میں جیوئی کو الیڈر میں لگایا تھا۔ گوپھیا کے چاروں طرف خندق کھدوا کر اپنی حفاظت کے لئے دید پانٹھی برہمنوں کو مقرر کیا تھا۔ جو اُن کے پاس رہتے تھے۔ تیروں سے محروم بھیشم پتامہ نے برہمنوں اور دیدیاس جی۔ نارو۔ سومنت۔ ساند۔ دیول۔ میتری۔ لکشمی جی۔ کپل۔ بالیک۔ پر سرام۔ کشید پتی۔ گانو۔ دھوم۔ دکش۔ پراسو۔ مرتج۔ انگرس۔ گوتم۔ مار کمنڈکے۔ ساندو۔ رولوک۔ بھاسکر۔ ایسے مہاتماؤں کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایسی حالت میں سری کرشن جی مہاراج کا دھیان کیا۔ اور اس طرح سرب دیاپی بگت پتا نارائن ہری کی اُستیتی اس طرح شروع کی۔ اب میری اس پار برہمن پر میثور جگدیش آؤ پڑکھ بھگوان سے لو لگی ہے۔ جن کی مایا کو دپوتا بھی نہیں جان سکتے۔ وہ نارائن وعدہ کا شریک تھے۔ اس کے کاموں میں کسی کا دخل نہیں۔ دپوتا۔ کنہر۔ گندھرب۔ دیت۔ جگیش اس مہاتما سری کرشن نارائن کو نہیں پہچان سکتے۔ کہ کون ہیں۔ اس باسدیو پر شوٹم پیکٹھناتھ کو میز بار بار ہسکار ہے۔ جس کا جلوہ تمام پر تھوی آکاش میں سمایا ہے۔ جس بگت بتل نے پریم کے شیش ہو کر بھگتوں کی اچھیا پورن کرنے کے لئے اپنی خواہش

سے اقرار لیا۔ اور پختہ می کا بھارت نامہ اسی نارائن ہری کا دھیان کرتا ہوں۔
جو اس دود پر جگ میں سری کرشن نام باسدیو نندن کہا لے۔ اور جنہوں نے
کنس بششپال وغیرہ دیتوں سے زمین کو پاک کیا۔ اسے دین دیال بھگت
مہکاری۔ آپ سارے جگت کو پیدا اور پالن اور نانش کرنے والے ہیں۔ ہر
جگہ ہر روپ میں وہ باسدیو کرشن جلوہ گر ہے۔ جن کی مہاں کے بیان کرنے
میں چاروں عید بھی پور ہیں۔

جب اس طرح سے بھیشم پیام لے یا دکیا۔ تب سر پکشن بھگوان اس
کے اعتقاد کو دیکھ کر پیچ کے بس میں ہو گئے۔ ایک لمحہ ٹھٹھنا دھوا رہ گیا۔ چل
کھڑے ہوئے جتنے رشی اور قی شاس تھے۔ بھیشم جی کی ثنا و صفت سنکر بہت
ہی محفوظ ہوئے۔ اور بھیشم پیام کی صدق اعتقاد کی تعریف کرنے لگے۔
غرضیکہ سری کرشن جی بھیشم پیام کو اپنا معتقد جان کر رتھ پر سوار ہو کر چلے۔
جدھشٹر۔ ارہن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہدیو۔ بولس۔ ودورجی۔ بچے اور کربا چارو
بھی اپنے اپنے رتھوں پر جلو میں تھے۔ بہت بہمن بھی سری کرشن جی کی جے
جے کار منا لے ہوئے مہر کا ب ہوئے۔

آؤ دھیائے (۱۶)

پانڈوؤں اور بھیشم پیام کی گفتگو

سر پکشن مہاراج اور راجہ جدھشٹر نے اپنے بھائیوں کے ہستنا پور
سے کور و کشن میں پہنچے۔ جہاں جنگ عظیم ہونے سے ہزاروں اور لاکھوں بہادروں
کی کھوپریاں پڑی تھیں۔ ان کو دیکھ کر سری کرشن نے جدھشٹر سے کہا کہ
کہ اس جگہ پر سرام جی نے پانچ تالاب تعمیر کرائے ہیں۔ جہاں پر سرام
جی نے چھ پلوں کو پر سرام جی نے مار کر نیست و نابود کر دیا۔ تو پھر کیونکر چھری
خاندان کی نسل قائم رہی یہ سنکر اب میں بھیشم پائن جی نے بھیجے سے کہا کہ

جب تمام روئے زمین کے چھتری رجبے ہمارے پر سرام جی کے ہاتھ سے
نیت ونا بود ہو چکے تھے۔ تو صرف راجہ جن کا ایک لڑکا باقی رہ گیا تھا۔ اسی
خاندان میں اور چھتری راجہ ہوئے غرضیکہ ان اولاد کا پورا حال بیان کر کے کہا
پر سرام جی کا جلال راجہ اندر کی طرح تھا۔ جمدگن پتر پر سرام جی کی تعریف کرتے
ہوئے کرشن بھگوان مودھرم راج اور پانڈوؤں کے ہمیشہ پیامہ جی کے پاس
آئے۔ اور جہارشی بیاس جی وغیرہ کو ڈنڈوت کر کے ہمیشہ جی کے پاس گھڑے
پر گئے۔ ہمیشہ جی نے آنکھ کھولی۔ کرشن بھگوان نے کہا۔ کہ برادر اور اسے دلاؤ
تم نے اس سجیا پر ہزاروں تیر کھائے۔ اس سے کچھ تکلیف تو نہیں ہے۔ آپ
کے والد بزرگوار نے جیسی دعا آپ کو دی۔ ویسی دعا مجھے بھی نہیں ملی۔ یعنی
جب تک چاہیے۔ اپنے جسم کو برقرار رکھئے۔ اسے بہادر ہاتھاری سچی محبت
اور صدق اعتقاد نے جو جگہ میرے دل میں کر لی ہے۔ اسے اچھی طرح جانتا
ہوں۔ اور آپ کو اس مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر میرا دل بھرتا ہے۔ تم
ریاضت کی برکت سے اپنا جسم جو وقت چاہو برقرار رکھنے کی قوت رکھتے ہو۔
راجہ جادھشٹر کو اس وقت جو خیال چھتریوں کی نسبت پیدا ہوا ہے۔ اس
کو بھی تم مشرح طور سے بیان کر سکتے ہو۔ اور آپ کے برابر ایسی راز کی باتیں
جاننے والا دنیا میں کیا۔ دیوتاؤں بھی نہیں۔ سری کرشن جی کی یہ گفتگو سنکر
بمیشہ پیامہ نے ہاتھ جوڑ کر پر نام کیا۔ سری کرشن جی بھگوان نے فرمایا کہ
اُسے ہمیشہ پیامہ ہاتھاری اس سچی محبت نے ایسا جو کر لیا۔ کہ میں
تمہیں یہاں درشن دینے آیا ہوں۔ اسے راجہ جن کو پریم اور اعتقاد نہیں
ہے۔ میں اُن کو کبھی درشن نہیں دیتا ہوں۔ تم سب طرح سے لائے ہو
تم خود درشنوں کے قابل ہو۔ اور کن برکت گپت روپ لبو دیوتا پوانوں
پر چڑھ کر ہمارے اور اورتائن سورج ہونے کا انتظار کر رہے ہیں
تم اس اعلیٰ ترین جگہ پر جاؤ گے۔ جہاں سے پھر واپس نہ آؤ گے۔ راجہ
جادھشٹر اپنا اطمینان حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس آئے ہیں۔ تم
ان کو چھتری بنش کے نیت ونا بود ہونے کا حال بتاؤ۔

اُدھائے (۱)

بھیشم تپا میری کو میری کرشن

جی کا دان

بیشم پائن فرماتے ہیں کہ جب کرشن بھگوان بھیشم جی کی شان میں گوہر افشانی کر چکے۔ بھیشم جی نے ہاتھ جوڑ عرض کی کہ اے پرشوتم۔ اے نائیش۔ اے جگت کرتا۔ اے ابنائشی۔ آپ کی دلپذیر تقریر شکر میرا دل دجا کرنے لگا۔ میری مجال نہیں کہ آپ کے سامنے منہ کھول سکوں۔ جبکہ تمام عالم میں آپ کا پرکاش ہے۔ آپ کا ظہور سب میں سمایا ہوا ہے جو کچھ ہوتا ہے۔ آپ کی رضا سے ہوتا ہے۔ تو میری کیا بساط ہے۔ کہ آپ کی شان مبارک میں کچھ بول سکوں۔ اے مدھو سکوندن۔ میرا دل ٹھکانے نہیں۔ تیروں کے زخموں سے تمام جسم چھلنی ہو رہا ہے۔ درد کو کسی طرح سکون نہیں۔ تمام بدن پھوڑا ہو رہا ہے۔ جو تکلیف ہے۔ اس کے اظہار کی تاب نہیں۔ ہوش و دواس بجا نہیں۔ کہ کوئی بات کہہ سکوں۔ جان زار چاہتی ہے۔ کہ قفس جسم سے چھٹکارا ہو۔ ضعف و لغت بہت کی وجہ سے منہ سے بات نہیں نکلتی۔ اے سوامی آپ دیا کر ہیں۔ میرے ادیر کرم کی نظر ہے۔ آپ کے سامنے کیا عرض کر دوں۔ رجم کا خواستگار ہوں۔ گناہوں کی معافی و رکار ہے۔ اے پر بھو۔ آپ کی توجہ سے اس وقت مجھ میں اتنی طاقت عود کر آئی ہے۔ کہ جو کچھ خواہش ہو۔ اس سے آگاہ کیجئے۔ راجہ جدھشٹر کیا چاہتے ہیں۔ جلد ہی کہیے۔ آپ کے قول شاستر کے احکام ہیں۔ آپ کے سامنے کون شاستر کہا جائے۔ آپ میں مجھ میں گورو اور شاگرد کا فرق ہے۔ گورو کے سامنے شاگرد کی مجال نہیں۔ کہ زبان کھول سکے۔

کرشن بھگوان۔ ہمیشہ جی۔ آپ را شنکو! تجربہ کار اور نشیب فراز کے جاننے والے ہیں۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کی راستی میں سرمہ فرق نہیں رہی رہی دوما ہے کہ آپ دروغی اور کبھی طرح کی تکلیف سے آپ درود مزدنہ ہوتے بھوک پیاس کی شدت آپ کو نہیں ستا دیگی۔ جو کچھ گیان آپ میں موجود ہے وہ آفتاب کی طرح گویا میں روشن رہیگا۔ جس بات کی تمنا ہوگی یا جس قسم کا خیال ہوگا۔ فوراً حاصل ہو جائے گی۔ جس طرح مچھلی کو پانی میں کوئی چیز دیکھنا مشکل نہیں۔ اسی طرح آپ کا دھیان سب باتوں کو جان لیگا۔ سری کرشن کے اس برودان سے تمام برشی ناروہ پیاس وغیرہ خوش ہو گئے۔ اور بحرِ رگ۔ شام وید کی رچاؤں کو پڑھ پڑھ کر مہاراج کرشن بھگوان کی پوجن کی۔ آسمان سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ گندھرب کنہر وغیرہ آپسوں نے بھن گائے۔ اتنے میں آفتاب مغرب افق کی طرف بھاگتا ہوا نظر آیا۔ ریشوں اور بھگوان کرشن دیو نے ہمیشہ تہامہ جی سے اجازت چاہی۔ کہ اب سورج غروب ہوا چاہتا ہے۔ شام کی آمد ہے۔ اب ہم سب جاتے ہیں کل پھر آئیں گے۔ اتنا کہہ کر کرشن دیو۔ کہ پاچار جہود پانڈوؤں نے بھی ہم جی کا طواف کیا۔ اور اپنے قیام گاہ پر واپس آئے۔ ان کے جلوہ میں کوہ پیکر فیل اور باد و رفتار گھوڑے اور جوان صفت۔ شکن بیرمراہ تھے۔ سب اپنے اپنے فروغ گاہ پر اتر پڑے۔

اُدھاسا
ہمیشہ تہامہ کی ربانی کرشن ان
الشور کی تعریف

علی الصباح بستر استراحت سے کرشن بھگوان اُٹھے۔ اور پرہم پرہم

کاسرن کرنے لگے۔ آفتاب کے طلوع ہوتے ہی وید اور شاستر کے واقف کار
نارائن مادھوہری بھیجنگا تھے ہوئے کرشن بھگوان کے درشنوں کو آئے۔ اور
ڈنڈوت پرنام کر کے بھگوان ہری کی استت کرنے لگے۔ اور راجہ جدھشٹر
بھی آرام گاہ سے اٹھ کر بھیجنگ میں مصروف ہوئے۔ محلوں میں تریپے باجے بجنے
لگے۔ جن کے لینے کاٹوں کو بھلے معلوم ہوتے تھے۔ کرشن بھگوان نے انسان
ہو جا کر کے ہون کیا۔ اور حسب دستور ہزار گائیوں کا سنگھپ کر کے ساکھی جی
کو حکم دیا۔ کہ وہ رتھ تیار کرے۔ اور راجہ جدھشٹر کو اطلاع دے۔ کہ بھیشم پتار
کے پاس چلنے کو کیا دیر ہے۔ بہت جلد تیار ہوں۔ اور ساتھ چلیں۔ راجہ
جدھشٹر نے ارجن وغیرہ سے فرمایا۔ کہ آج ہم اور تم سری کرشن جی کے ہمراہ
بھیشم جی کے درشنوں کو چلیں گے۔ فوج وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ جھبٹ
پٹ نیتیم سے فرصت حاصل کر لو۔ بھائیوں نے تمہیل ارشاد کی۔ سب کے
سب کمر بستہ ہو گئے۔ دھرم راج اپنے چچا دھرتراشت کو آگے کر کے، سری
کرشن بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ڈنڈوت اور پرنام کر کے پہلے
مہاراج کرشن بھگوان کو رتھ پر سوار کیا۔ بعد اس کے خود مع اپنے بھائیوں
کے سوار ہو کر کوروشیتیر کی طرف راہی ہوئے۔ بھیشم پتار جی کے پاس پہنچ کر
پہلے سب نے تمام ریشی منی وغیرہ کو ڈنڈوت کی۔ اور بھیشم جی کی پرکھاں
کر کے یکے بعد دیگرے چاروں طرف مدد دھوت میں بیٹھ گئے۔ اور بھیشم
جی کو نقطہ مرکز بتایا۔ پانڈوؤں اور کرشن بھگوان نے تاسف آمیز نظروں سے
بھیشم جی کو دیکھا۔ اور افسوس کر کے بولے۔ کرایے سویر بہادر نے اندریوں
کو جیت لیا۔ بانوں کو بستر استراحت فرمایا۔ ان کا بدن زخموں سے چور چور ہے۔
حیف ایسے بہادر سویرا ہمارے ہاتھوں سے زخمی ہو۔ اور ہم ان کو اس حالت
میں دیکھیں۔ اب وہ بہت جلد مر گیاں ہونے والے ہیں۔

نارو جی۔ (راجہ جدھشٹر سے) دھرم پتر! بیشک بھارت ہنس کے
مستزاج بھیشم پتار جی کے مستزاج بھیشم پتار جی کے سمان ترلوک میں کوئی نہیں
آپ اندریوں پر قابض ہیں۔ آپ گنگا جی کے ٹوکے ہیں۔ بڑے تیجسوی ہیں

پر سرام جی آپ کی ولادی کا لوہا مان گئے۔ کون بشر ہے۔ کہ اس طرح باتوں کی سچیا پر پڑا رہے۔ اور جان نہ بچنے دے۔ آپ اترائن سورج کی راہ دیکھتے ہیں۔ جب سورج اترائن ہوں گے۔ آپ وہ تیاگ دیں گے۔ اور وہ وقت عنقریب ہے۔ اس لئے راجہ آپ کو جو کچھ پوچھنا ہو دیا وقت کر لیں

جدھشٹر کرشن بھگوان سے) مہاراج! پہلے آپ مزاج پر مہسی کریں۔ اور آپ اپنی امرت بانی سے ہمیشہ جی کو خوش کریں۔ کرشن بھگوان ہمیشہ جی سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا۔ کہ اے گنگا جی کے فرزند۔ کہیئے۔ آپ کا مزاج کیسا ہے۔ کوئی تکلیف تو رات کو نہیں ہوتی۔ کسی قسم کی فکر نے رات کو ہٹایا تو نہیں۔ وہ کی کیا حالت ہے۔

بھیشم تیاگہ جی۔ دانتھیں کھولی کر اور کرشن بھگوان کے درشن کر کے ہے پر شوق نارائن سوامی۔ الکھ۔ زرخن۔ اکوچر ابا ششی۔ آپ کے چرن کنوڑوں کا دھوا کر کے ڈنڈوت کرتا ہوں۔ آپ کی دیا تاسے میرے بدن کا درد کا فور ہو گیا۔ اب کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ مجھے اس وقت تمام برہمانڈ کی چیزیں دکھائی پڑتی ہیں۔ سب میرے ساتھی ہیں۔ مجھ میں ابتقدروت ہے۔ کہ جو کچھ مجھ سے آہٹا پوچھ سکتے ہیں۔ بلا کم و کاست عرض کر سکتا ہوں۔ دل پر قابو نہیں ہے۔ دنیا تانہ۔ سہہ مادھو۔ اپنے پانڈوؤں کو اپنے دیا کھیا نوں سے اپدیش کیوں نہیں کیا۔ آپ انتریامی ہیں۔ عالم العیب ہیں۔ جگت کے پالمن کرنے والے نارائن برہما کا اقرار لے کر ہمارا بہت کرنے کے لئے پرتھوی پر آئے۔ اور پرتھوی کا بچا۔ آپ نے اُتار دیا۔

کرشن بھگوان۔ آپ ہمیں دینا کا موکش کرنے والا سمجھیں۔ جیپ تک ہمارے مرضی نہیں ہوتی۔ کوئی کام نہیں ہوتا۔ ہم سب کچھ کر سکتے ہیں مگر چاہتے ہیں۔ کہ آپ کا جش دنیا میں پھیلے۔ اس لئے اپنے منہ سے دھرم کم کا اپدیش دیں۔ دنیا میں آپ کی یادگار ہمیشہ رہے گی۔ لوگ آپ کے نام پر تپن کریں گے جو وعظ و نصائح آپ کی زبان سے نکلیں گے۔ راجہ جدھشٹر

اس پر کار بند ہوں گے۔ ہے پر تھو پال بہت سے راجے مہاراجے جن کی جان اس سر کے میں بچ گئی ہے۔ وہ بھی آپ کی نپد سننے کے مشتاق ہیں۔ دنیا میں اسی کی زندگی پھیل ہے جس کا عش ہیشہ قائم رہتا ہے۔ اور اس کا نام ابد لا باد تک میٹتا نہیں۔ میں نے آپ کی عقل سلیم میں جو ت پیدا کر دی۔ کہ آپ پوتر بانی سے لوگوں کا دل شاد کریں۔ اور دھرم راج کا مذہبہ دودھو بھیشم پیا مہ۔ ہے گو بند۔ ہے بہاری۔ آپ کا پا کے سمندر ہیں۔ دیا کے ساگر ہیں۔ آپ کی دیا تاکا سے میرا کٹ ڈور ہو گیا۔ تکلیف اب نام کو نہیں صرف آپ کے درشن اور بردان کا فیض ہے۔ کہ مجھ میں ہر طرح کی قوت حاصل ہے۔ سب دھرموں کا حال بیان کر سکتا ہوں۔ جو سوال ہوگا۔ اس کا جواب شانتی دوں گا۔

کرتن بھگوان۔ ہے گنگا پتر بھیشم جی۔ راجہ جادھشتر شرم کی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آتے تھے۔ میرے اور بھشی بیاس جی کے کہنے سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ جو کچھ یہ پوچھیں۔ انہیں سنائیے

راجہ جادھشتر نے اٹھ کر بھیشم جی کے قدم چھوئے۔ اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہو گئے بھیشم جی نے محبت بھری نگاہ سے اپنے پاس بلایا۔ اور پیشانی پر پوسہ دیکر اپنے قریب بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور کہا کہ شرم کو بالائے طاق رکھ کر محمد سے سوال کرو۔ تم دھرم پتر ہو۔ ست بادی تمہارا لقب ہے۔ دروغ گوئی تمہارا شیوہ نہیں۔ سچ بولنے سے عادی ہو۔ وید و شاستر کے احکام سے بخوبی واقف۔ پیارے دھرم راج۔ تمہارا جو جی چاہے پوچھو۔

اَوّھیا اے (۱۵)

مذکرہ راج نہت زبانی بھیشم پیا

راجہ جادھشتر بھیشم پیا مہ سے) اے مہاراج! دنیا میں راجاؤں کا

جو افضل ترین دھرم ہے جس سے نکت بھی ملتی ہے۔ اور رعایا کی پرورش ہوتی ہے۔ اس کا کچھ حال بیان کیجئے۔

بھاشم تیرا مہ۔ کرشن بھگوان اور موجودہ رشیوں کو ڈنڈوت کر کے اس طرح راج ادھرم کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ کہ اسے راجہ۔ راجاؤں کا دھرم ہے۔ کہ نور کے ترط کے اٹھ کر سب سے پہلے ایشور کا دھیان کرے۔ جس سے راجہ دھرم کے فرض سے نجات پاتا ہے۔ اس کے بعد اور کاروبار سلطنت کرنا چاہیے۔ اور اپنے وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ تدبیر اور تقدیر سے راجہ کا ہر کام انجام پایا ہے۔ تدبیر کا پورا کرنا تو ایشور کے ماتھے ہے۔ اور تقدیر خواہش کو پورا نہیں ہونے دیتی۔ اس واسطے تدبیر و تقدیر سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ اور راستی کو ہمیشہ تد نظر رکھنا چاہیے۔

اپنے عیبوں کو چھپانا۔ دشمنوں کا مقابلہ اور اپنے بھید اور اہم راز کو مخفی رکھنا چاہیے۔ زیادہ نرمی سے حکم میں صنف آتا ہے۔ اور زیادہ سختی سے بھی رعایا کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس سبب سے نرمی و سختی دونوں سے کام لینا چاہیے جیسا موقع ہو۔ ویسا کام کرنا چاہیے۔ یوں انتظام سلطنت میں خرابی نہیں پڑتی برہمن لوگ قابل سزا نہیں ہیں۔ کیونکہ سو مہو جی نے جو دوا شکوک کہے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ پانی سے رگ۔ برہمن سے چھتری اور پتھر سے لونا پیدا ہوا ہے۔ جب لونا پتھر کو اور پانی آگ کو مارتا ہے۔ اور چھتری برہمن سے عداوت کرتا ہے۔ تو تینوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ پس برہمن قابل رحم ہیں۔ کیونکہ برہمن دید جانے والے اور ایشور روپ ہیں۔ ان کے فیض صحت میں انسان فیض یاب ہوتا ہے۔ جو برہمن دوسرے کی عورت کے ساتھ مباشرت کرے۔ یا گورو کی استری کو اپنے کام میں لاوے۔ تو ایسے برہمن کو شہر بدکردار و نیا روا ہے۔ نہ کہ سترائے جسمانی دینا۔ جو برہمن کو مانتے ہیں۔ وہ راجہ کے برابر ہیں۔

راجہ اپنا قلعہ محفوظ بناوے۔ یا تو قلعے کے ہر طرف چار جانب ریگستان ہو یا پانی یا جنگل یا چاروں طرف نشیب و فراز ہو۔ یا قلعے کے چاروں طرف پہاڑ ہوں۔ کہ غنیم آسانی سے قلعے پر چڑھائی نہ کر سکے۔ قلعے کی حفاظت

کے واسطے سپاہ بھی چاہیے۔
 چتر پکار اور دانشور لوگ راجہ کے مصاحب ہوں۔ کسی کے ایچی
 کو سزا دینا یا مارنا نابرابر ہے۔ اگر شاید کوئی نادان ایچی ہو۔ اور جو اپنے مالک
 کی شان و عظمت کے دوسرے راجہ کی مذمت کرتا ہو۔ تو وہ دراصل قابل
 سزا ہے۔ کہ یہ اسی کا قصور ہے۔ عالم اور شہنشاہ کے جانشین واسطے اور سن
 دانا لوگ ہمیشہ راجہ کے پاس رہیں۔ دوسروں کے عیب کرنے والے اور
 جو مطلبی لوگ راجہ کی محبت کے لائق نہیں۔ کہنے اور بد مزاج اور بد عمل
 دوستوں کے مخالف بھی اس قابل نہیں۔ جو راجہ کو خراب مشورہ دیں
 رعایا کو ادا لاد کے برابر جاننا۔ اور اس کی تکلیف و راحت سے خبر رکھنا چاہیے
 راجہ کو اپنی خواہشات پر قابو رکھ کر متانت سے انصاف کرنا چاہیے۔
 قدیم عہد توں کو درست رکھنا۔ اور ان کی خبر گیری واجب ہے۔ باغی تہ کی
 پیداوار پھل پھلی۔ برہمنوں متبیوں۔ برہم آچاریوں اور سادھوؤں کو دیا
 فرض ہے۔ کہ ان سب کی یہ غذا ہے۔ جو ان لوگوں کی تقسیم سے بچے۔ وہ
 اپنے دوستوں عزیزوں وغیرہ کو تقسیم کر دینا۔ اور اپنے کام میں لانا چاہیے
 جو لوگ عالی خاندان اور اپنے دھرم کے بچے ہوں۔ ان کو اپنا ملازم
 کرنا۔ اور جو لوگ عالی خاندان اور اپنے دھرم کے بچے ہوں۔ ان کو
 اپنا ملازم کرنا۔ اور جو لوگ بیکار یا اپنے خاندان کی پرورش سے مجبور یا جو ملازم
 کو کسر شان جانتے ہوں۔ انکی خفیہ امداد اور دیکھیری واجب ہے۔ اور
 پیداوس کی پرورش بھی ضروری ہے۔ کہ وہ فاقہ مستی اور تنگ دستی سے بد عمل
 نہ ہو جائیں۔

اَوھیا کے (۲۰)

راج دھرم

یہ راجہ دھرم پتا ہے۔ وہ رعایا کو خوش رکھتا ہے۔ اور جو راجہ سب پر مہربان رہتا ہے۔ اور کسی کو سزا نہیں دیتا۔ اس کا خوف کوئی بھی نہیں کرتا ہے۔ اس لئے راجہ کو اعتدال میں رہنا لازم ہے۔ شکار۔ قمار بازی اور عیاشی اور زنا کاری سے راجہ کو استرازا چاہیئے۔ لٹہ بازی۔ نانچ رنگا اور شراب پینا۔ اچہ کا دھرم نہیں ہے۔ کیونکہ سخت کلامی۔ فضولی خرچی اور ظلم غصے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور غصہ ان بد عادات سے ایسے راجہ کی علیست جاتی رہتی ہے۔ پٹ رانی سے انس کرنا اپنے مذاق اور شوق کو ترک کر کے دنیا کی کہانی کا خیال رکھنا۔ اور صابر ہونا اور نیز راجہ کو فوج اور ہاتھی کھوڑے وغیرہ رکھنے سے خوف رہنا چاہیئے۔ راجہ کو اپنے خادموں سے مذاق نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خوف اور مشورہ ہو جاتے ہیں۔ اور راجہ کا افتخار کے فریب اور دغا سے۔ رعایا کو ٹوٹتے ہیں

راجہ کے سامنے بھوکنا۔ ناک صاف کرنا۔ ڈکار لینا۔ بیچائی کی باتیں اور ایک سی بوشاک پنہا۔ اور بھڑوں سے میل جول اور اخلاصے رائہ اور اعلیٰ بذالے افعال بد کام تکب نہ ہونا چاہیئے۔

راجہ کو بالکل حلیم مزاج بھی نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب تک راجہ کا خوف نہیں ہوتا۔ کوئی کام اپنے وقت پر پورا نہیں ہوتا۔ اور سب خنہ کرنے لگتے ہیں۔ اور افعال بد کے عادی اور خوف ہو جاتے ہیں۔ مال چراتے اور اپنے مینوں پر تالنج نہیں رہتے۔ اور راجہ کو تجارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔

راجہ کو بغیر سوچے اور تدبیر کے کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مستورا کا فاضل ہے۔

شک جی کا قول ہے۔ کہ جس طرح سانپ بل کے رہنے والے جانور کو نگل جاتا ہے۔ اُسی طرح یہ زمین بھی اُن لوگوں کی دشمن ہے۔ جو مجرم کو سزا نہیں دیتے۔ اور وید پڑھنے کی غرض سے لوگوں کو پردیں جاسنے سے روکتے۔ اور تیرتھ یا ترا نہیں کرتے۔ غرضیکہ جو کام کر دے۔ اسے سوچکر اور

غرض کہ جو کام کرو۔ اسے سوچ کر اور تدبیر کے ساتھ کرو۔ اور جو قابل سنرا ہیں۔ ان کو ضرور سنرا دو۔ جو لوگ خلاف قانون کام کرتے والے ہوں۔ وہ ضرور قابل سنرا ہیں۔ خواہ گور ہو۔ خواہ دوست۔

برہمپت جی کا قول ہے۔ کہ ناجائز کام کرنے والے اور بدچلن گورو کو بھی سنرا دینا راجہ کا دھرم ہے۔ جس طرح راجہ سگر نے رعایا کی حفاظت کے واسطے اپنے فرزند کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس نے اپنی رعایا کے بچوں کو دریائے سرو میں غرق کر دیا تھا۔ اور اسی طرح اوداک رشی نے اپنے بیٹے ست کیو کو برہمنوں سے بد عہدی کرنے پر چھوڑ دیا تھا۔ راجہ کو صادق القول اور سب کے ساتھ حب حیثیت برتاؤ کرنا۔ اور ہر وقت حاجت ادا کرنا راجہم اور سخی ہونا لازمی ہے۔ ٹھیکے کو مارنا انصاف میں برودباری دھرم وغیرہ کے کاموں میں مشغولیت عین فرض ہے۔ صبح کے وقت دھرم کرنا۔ دوپہر تھوڑی دیر آرام کرنا اور سپہر کو کام اور شب کو عبادت اور نیک و بد سوچنا چاہیے۔ راجہ کا دھرم ہے۔ کہ چاروں برتنوں کی حفاظت کرے۔ اور اچھے لوگوں کو معتبر سمجھے۔ مگر ایسا بھی اختیار نہ کرے۔ جس میں نقصان اٹھانا پڑے جو راجہ مخالفوں کی مخالفت پر نظر کرتا ہے۔ اور مخبروں کو خفیہ روپیہ دے کر دشمن کے دوستوں کو بلاتا۔ محتاجوں کی پرورش کرتا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے جو راجہ خادموں سے واجبی خدمت لینے والا اور شگفتہ روشی سے بزرگوں کی خدمت کرتا ہے۔ اور کامل یا لالچی نہیں۔ مستقل مزاج ہے۔ اچھے اور سبیلز لوگوں سے جرمانہ لینے والا۔ وقت پر خیرات کرنے والا۔ بہادریوں بھگتوں اور عالی خاندان لوگوں کی عزت اور منزلت پر نگاہ رکھنے والا ہو۔ عالم انجام ہیں۔ اور دیش منش ہو۔ وہ بھی قابل ہزار تحسین ہے

راجہ جو کسی کا اعتبار نہیں کرتا۔ اور بے عقل و طامع ہے۔ وہ اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ جس راجہ کے راج میں رعایا بے خوف و آزد رہتی ہے۔ جس طرح باپ کے گھر میں اولاد۔ وہ راجہ ہر دلنیز ہوتا ہے۔ جس راجہ صافی کی رعایا دولت مند اور نیک و بد جانتی ہے۔

وہ راجہ بڑا ممتاز ہے۔ جس راجہ دھانی میں فریب نہ دینے والے بھرا اور صابر لوگ بٹتے ہیں۔ وہاں کا راجہ بھی افضل ہے۔ جو راجہ مرتاض زاہدوں کی قدر کرے والا اور نیک روش پر چلنے والا اور بھرا ہو۔ اس کے راج کو احسن و مرجہا ہے۔

منوہجی کے قول کے موافق یہ چھ باتیں قابل ترک ہیں۔

(۱) اپدیش یعنی نصحت نہ کرنے والا۔

(۲) بے علم جگ کرنے والا۔

(۳) جو راجہ رعایا کا نگراں نہ ہو۔

(۴) سخت کلام جو بڑو۔

(۵) کانوں کے چاہنے والا گوالیا بھی۔

(۶) بن کے چاہنے والا حجام۔

اے راجہ۔ جو میں نے تم سے کہا ہے۔ وہی قول برہسپتی جی شکر جی بھارہ و واج ریشی اور دیوراج اندر کا بھی ہے۔ جو مشاستر کے جاری کر پوئے وید برہمنوں کے ماننے اور دنیا کے پالنے والے ہیں۔ مگر فریب سے دشمنوں اور اس کے ساتھیوں کو توڑنا قدیم اور شکستہ مکانوں کی مرمت کرنا۔ حسب ضرورت سد ابرقوں کا جاری کرنا۔ سادھوؤں سے گریز نہ کرنا۔ اچھے لوگوں کی قدر نہ کرنا۔ اور غلہ فراہم کرنا۔ مرتاضوں کو ماننا۔ اپنی فوج کو خوش رکھنا۔ رعایا کے سرخ و راحت میں شریک ہونا۔ دنیاوی باتوں سے ملول نہ ہونا۔ دوست بڑھانا۔ اور دشمنوں سے بچانا۔ بائٹندگان سے بیوپار۔ فریب دے کر جس نے اوروں کو بے بس کیا ہو۔ اس پر قابو کرنا۔ دشمنوں نے جن خادموں کو درغلا یا ہو۔ ان کی نگہداشت بلکہ زمین پر پھرا بھروسہ نہ کرنا۔ اپنے راج کو اچھی طرح دیکھنا سب سے بڑھ کر دھرم ہے۔

برہسپتی جی کا قول ہے۔ دیوتاؤں نے تدبیر ہی سے امرت پایا۔ اور راجپو کو مارا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں مشہور ہے۔ جو لوگ صاحب تدبیر ہیں۔ وہ عالموں سے بھی افضل ہیں۔ جو راجہ غافل ہے۔ وہ دشمنوں سے شکست پاتا ہے

کنوڑی آگ بھی جلا دیتی ہے۔ اور تھوڑا سا زہر بھی قاتل ہے۔ راج کرنا بھی
 بڑی حکمت ہے۔ دشمنوں کی دلی عداوت اور ان پر فتح پانے کی تنہیر اپنے
 راج کو ہمیشہ بنانے کے واسطے دھرم کا کام کرنا ضروری ہے۔ جیلم مزاجی سے
 راج کرنا مشکل ہے۔ اس واسطے نرمی اور سختی دونوں اعتدال پر ہونا چاہیئے۔
 بھیشم جی کی باتیں سنکر سری کرشن جی۔ دیورشی ناراجی۔ بیاس جی۔ دیو
 استھان رشی سمجھے۔ کرپا چارج۔ ساتھی اور پانڈو بہت خوش ہوئے۔
 بھیشم جی دراجہ جد ہشٹر سے) میں پوری پوری راج نیت تم سے بیان
 کی۔ اور جو کچھ پوچھنا ہو۔ دریافت کرو۔
 راجہ جد ہشٹر نے بھیشم جی کے قدم چھو کر عرض کی۔ کہ اب دن نہیں
 رہا۔ آفتاب غروب ہوتا ہے۔ کل پھر حاضر ہوں گا۔ راجہ اپنے بھائیوں کو اور
 سری کرشن ساتھی کو اپنے اپنے رتھوں پر سوار ہو کر شہر میں واپس آئے۔

آدھیا (۲)

راجہ کے معنی اور راج نیت کے اصول

اسب معمول نور کے تڑکے آندکند سرکیشن بھگوان اور پانڈو آرامگا
 سے آٹھ کر سندھیا ترین وغیرہ سے فارغ ہوئے۔ اور رتھوں پر سوار ہو کر سری
 بھیشم تپامہ کے پاس گئے۔ جہاں دیورشی ناراجی اور ہارشی بیاس جی وغیرہ جب
 تپ کرنے کے لئے بھیشم جی کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ جاتے ہی سب
 کو پر نام اور ڈنڈوت کی۔ بھیشم جی طواف کیا۔ اور قدم چھو کر اپنی اپنی
 جگہوں پر بیٹھ گئے۔

بھیشم جی نے دعا دے کر فرمایا کہ اے راجہ جد ہشٹر! اب کس دھرم
 کا برتانت سننا چاہتے ہو؟
 دھرم راج۔ لفظ راجہ کے معنی کیا ہے۔ راجہ اور پر جابیں کچھ فرق

تو دکھائی نہیں دیتا۔ جو آٹھ۔ کان۔ سر۔ پیٹ۔ ہاؤں۔ جسم و غیرہ رعیت کے ہوتے ہیں۔ تو ہی راجہ کو ملے ہیں۔ زندگی موت بھی یکساں ہیں۔ کھانا۔ پینا۔ لباس کپڑا۔ تا جملہ چیزیں جو پر جا کو نصیب ہیں۔ تو ہی راجہ بھی استعمال کرتا ہے پھر وجہ کیا۔ کہ اکیلا راجہ پر ہتھی پر حکمرانی کرے۔ اور لوگ اس کا حکم بجا لادیں۔ راجہ کی نافذی سے پر جا بھی نافذ۔ راجہ کی خوشی سے پر جا بھی خوش۔ راجہ کے لیے چن سوئے سے تمام رعیت کو دکھ ہوتا ہے۔ راجہ کی شہنشاہی سے تمام رعیت پر شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔

بھیشم جی۔ قبل اس دور و دور و دور تریا کے ست جگ میں کوئی راجہ نہ تھا اور نہ راجہ ہونے کی کوئی ضرورت تھی۔ نہ حاکم تھا نہ کوئی محکوم۔ سب لوگ دھرم کے پابند تھے۔ دھرم ہی سے ان کا بیڑا پار ہو جایا کرتا تھا۔ ست جگ گزر گیا تریا میں کچھ اگیا تا پھیلی۔ لوگوں میں جھگڑا فساد ہونے لگا۔ راجہ تو تھا نہیں۔ کہ لوگوں کو سزا دیتا۔ عقل میں کمی آگئی۔ اس وجہ سے دھرم کو بھی زوال ہونے لگا۔ جگ کے اور ہون کے نہ ہونے سے دیوتاؤں میں کھلی پچی۔ کیونکہ جنپ اور ہون ہی کے ذریعے سے دیوتاؤں کی جھوک پیاس بھائی جاتی تھی۔ وید پانچ ایک قلم مود ہوا گیا۔ دھرم کی باتیں مفلو و ہو گئیں۔ برہما جی کے پاس دیوتاؤں کی جماعت پہنچی۔ اور عرض کیا۔ کہ دنیا میں دھرم ہوا جاتا ہے۔ لوگ شکر دین ہوئے جاتے ہیں۔ نہ کوئی کسی کو ڈرتا ہے۔ نہ کسی کو کسی کا ڈر ہے۔ نہ جگ ہوتا ہے نہ ہون۔ اسی وجہ سے ہم لوگ بھوکے رہے جاتے ہیں۔ مہاراج ہمارے بھلائی اور ہماری اوپکار کی باتیں سوچئے۔ جس میں ہمارا کلیان ہو۔

برہما جی نے جواب میں فرمایا۔ کہ بہت اچھا۔ ایسی باتیں سوچی جائیں گے جن میں تمہارا بھلا ہو۔ پھر ارکھ کام پر ایک لاکھ ادھیانٹائے۔ برہما جی نے نہایت وقاحت سے تینوں گوتوں کو بیان فرمایا۔ پھر موکش دھرم پر کچھ اشوک کہے۔ موکش خواہشات نفسانی سے مبرا ہے۔ اور انہی چاروں گوتوں کے اختلاف کا سبب بنون رچوگن۔ تو گن میں زاہد مہترانوں کی ترقی بذا اعمالوں کی سزا۔ خراب بستی سے اچھی آبادی میں سکونت۔ راج نیت سے رعیت پروری کی تفریح کی۔ ان لاکھ

ادھیائے میں کرم کانڈ گیان کانڈ - کاشتکاری - سوداگری - قانون تقریرات یعنی
 بہبودی رعایا کے وسائل کا بھی ذکر ہے۔ دوستوں کی حفاظت اور رازدار لوگوں
 کی تقرری۔ تدبیر سے مدبر دور اندیش سے اندیش مصاجوں کی مشورت مختلف
 وضع اور قطع لباس و پوشاک کے مخروں کی ناموری - کبھی تو برہمچاری کی حیثیت
 سے لوگوں کے دلوں کا بھید لیتا ہے۔ کبھی بان پرست سنیاسی بکھ لوگوں کے
 حال سے آگاہ ہو۔ ہر ایک محکمہ کے واسطے جدا جدا دروہیاں تعین کی جاتی ہیں۔
 را جکاروں کی شناخت بھی ان اشوکوں میں ضبط کی گئی ہے۔ سام یعنی
 دوستی سے کام نکالنا۔ و آتم ہر طرف زر سے مطلب بر آری۔ ٹوٹو۔ رعب دکھا کر
 اپنا کام لگانا۔

(۴) بھید۔ حریف کی نقل و حرکت سے خبردار رہنا۔

(۵) اداسین۔ یعنی صلح پسندی اختیار کرنا۔ نیک و بد مشورہ کی تیز سندھیا
 یعنی صبح و شام ایسور کی یاد۔ اہل قلم کی راؤں اور ملکی امراؤں کی صداؤں کا امتیاز
 میں معرکہ جنگ میں خراج لے کر صلح ہو۔ وہ بڑی بھاری فتح ہے۔ اور جس
 اتحاد باہمی سے کامیابی حاصل ہو۔ وہ دوسرے درجہ کی فتح ہے۔ اور جو دب
 کر صلح کی جائے۔ وہ ناقص ہے۔ سفر کرنے کے طریقے بھی بیان کئے۔ یعنی کہیں
 وقت کے سفر سے فائدہ ہوتا ہے۔ اور کہیں وقت کے سفر سے نقصان۔ دھرم
 کے اصول سے یا کسی تدبیر کسی حکمت عملی سے مخالف پر فتحیابی بھی دل نشین کی ترتیب
 افواج کا بھی ذکر فرمایا یعنی ایک تو فوج مقابل سے دست بدست جنگ آزمائی
 دوسرے ادھر ادھر کی پوشیدہ فوج سے حملہ آوری۔ ظاہری فوج کے آٹھ ہتھے
 مقرر ہیں۔ رتھے۔ ساتھی گھوڑے۔ پیدل جانور ان بھار برداری۔ توپ و تفنگ
 جاسوس۔ مخبر۔ کرٹکیت۔ صلاح کار جنگ۔ زہر سے بچنے ہوئے ہتھیاروں کا استعمال
 دشمن کو زہر خورانی سے ہلاکت کی تدبیر۔ شجاعت و بہادری سے عدو کی پامالی افضل
 ہے۔ زہر خورانی یا پوشیدہ فوج سے حملہ آوری یا دھوکہ دے کر دشمن پر غالب
 آنا ممنوع ہے۔ دوست دشمن اور صالح آدمیوں کی تعریف کی۔ تاثیر کو اکب
 مشتر جتر انسان و حیوان کا علاج۔ نقلے کی تعمیر۔ جنگ و جدل۔ ستاروں کی

نخست ترکیب استعمال۔ آلات۔ حرب۔ وقت شکل ہوش وواس کی درستی
 باجوں کی آواز پر ہم تن گوشتی۔ چور اور جنگی باشندوں کی فوج سے حریف کی ضرر
 رسائی۔ جانبازوں کی قدردانی۔ خواہش نفسانی۔ غصہ۔ حرص مغلوبوں کو سزا
 دہی۔ فراہمی حفاظت زر۔ شک و غیرہ جنگی باجوں کی ترکیب۔ ہون کے قاعدوں
 کا بھی تذکرہ کیا۔ خوشی کے سامان۔ منگوار۔ کھانے کے وقت ایشور کی یاد
 راست گفتاری۔ شیریں بیانی۔ قومی رواج کی پابندی کا صارف و ذکر فرمایا۔
 جو حرف بحر فیث شاستر اور اور شاستروں میں مندرج ہے۔

سری برہما جی کلپشن بھگوان سے اتدعا ہوئی۔ کہ بغیر راج کے کام نہیں
 چلتا۔ تیسارا بن جی نے مانسی نام ایک راج پیدا کیا۔ مگر اس نے راج لینا
 بتوں نہ کیا۔ بلکہ سنسیاسی ہو گیا۔ کیرت مان نامی اس کے رٹ کے سے راج کے
 واسطے کہا گیا۔ مگر وہ بھی بشل پدرا لنگار کر گیا۔ اور تپ کرنے لگا۔ کیرت مان
 کے کروم پیدا ہوئے۔ وہ ہمارے ہوئے۔ جب یہ بھی راج کاج سے منہ موڑ
 گئے۔ اور تپسیاسی کو مقدم سمجھا۔ تب انک نام نہایت ہی تیز اور زور کی رٹ کے سے
 نارائن جی نے فرمایا۔ کہ تم راج پست کو دیکھو۔ یہ بڑا بھاری آتم دھرم ہے۔ اس
 سے نارائن جی کا فرمانہ ٹالا۔ اور انکی اجازت سے راج قبول کیا۔ مگر کچھ دنوں
 راج رہ کر انڈر لوں کے بس ہو گیا۔ اور رعیت پر زور و ظلم کرنے لگا۔ آخر
 راج سے ہٹایا گیا۔ اور عنان حکومت اس کے رٹ کے ہیں کے ماتھے آئی۔ اس
 نے خدائی دعوئے کیا۔ اور اپنی پرستش کرانی چاہی۔ مگر ریشیوں نے اس کو
 کشا سے مار ڈالا۔ دینا میں انقلاب ہو گیا۔ چور و ڈاکو گھیرے دنیا کو لٹپٹے گئے۔
 ریشیوں کے مشورے سے بین کی داہنی ران سے ایک نہایت ہی مہیب
 شکل پست قامت رٹکا پیدا ہوا۔ جس کی رنگت کوٹھے کی رنگت سے بھی
 بدتر تھی۔ خونخوار آنکھیں لال انگار کی طرح چمکتی تھیں۔ اس کی نسل سے
 ملاح بمیلیا اور ملیچھ پیدا ہوئے۔ اس کو ناقابل جانکر ریشیوں نے دوبارہ
 منتر پڑھے۔ اور دوسری ران سے ایک نام رٹکا پیرا ہوا۔ اس کا جال ان
 سے کم نہ تھا۔ نہایت جڑی اور بہادر صورتہ شتر ایل دیوتاؤں کے برابر تھے

بھٹو سے ہی دونوں میں چاروں وید اور شاستروں سے آگاہی ہو گئی۔ ریشیوں نے اُسے راج سنگھاسن پر بٹھایا۔ اور فرمایا۔ کہ دھرم کے کام کرو۔ اور جو خلاف دھرم کام کرے۔ اُسے سزا دو۔ غرض اس راجہ کی حکومت تمام دنیا میں تھی اس کا منتری (وزیر) سارست برہمن تھا۔ راجہ پر بھٹو نے ساری زمین کو اپنے تیر کی طاقت سے ہمواد کر دیا۔ کوہیر جی نے اُسے بہت کچھ دولت عطا فرمائی۔ اور ہما جل پہاڑ اور سمندر نے لال اور رتن وغیرہ نذر کئے۔ اس کا راج پر امن تھا۔ چور اور ڈاکو کا نام و نشان نہ رہا۔ یہ پہلا راجہ ہوا کہ جس کے نام پر پر بھٹو پر بھٹو مشہور ہوئی۔ راجہ بہمن کے وقت بہت بڑا قلعہ پڑ گیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت بہت ڈکھی رہتی تھی۔ مگر پر بھٹو کے وقت میں اس قسم کا غلامین سے نکلا۔ شہر گاؤں قسم قسم کے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ راجہ پر بھٹو کے وقت سے ایجاد ہوئے۔ اسلحہ خانے سجائے گئے۔ اور لوگ دھنش و دیا بیکھے گئے۔ اس ہما پرستانی راجہ کے جسم پر پرانا بٹن جی نے پرویش کیا۔ اسی سے انسان دیوتاؤں کے برابر کہلاتا ہے۔ اور راجہ کے سینے لوگ دُندوت اور پرنام کرتے ہیں۔ سوائے دیوتاؤں کے تمام دنیا راجہ کے محکوم ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ کسی زمانے میں بٹن جی کی پیشانی میں طلائی منول کا نشان ظاہر ہوا۔ اور اس سے لکشی پیدا ہوئی۔ لکشی سے ارتھ پیدا ہوا۔ اور ارتھ سے دھرم آپن ہوا۔ اسی طرح سب سے پہلے راجہ پر بھٹو کی متک میں کنول کا نشان نمودار ہوا۔ اسی راجہ کو بٹن جی کے برابر سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ جیسی عقل اور سمجھ راجہ کی ہوتی ہے۔ ویسی کسی کی نہیں ہوتی۔ اور نہ ایسا اقبال اور جلال کسی میں ہوتا ہے۔ اور نہ اس کے جلال دیکھنے کی کسی شخص میں تاب ہو سکتی ہے۔ اس کے حکام کی تعمیل ہر شخص پر واجب ہوتی ہے۔ اور لوگ دست بستہ اس کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔ رشتی۔ منی عابد اور پرہیزگار جن کا تپ کرتے کرتے جگ گزرتے ہیں۔ انہیں چولا چھوڑنے پر سوگ نصیب ہوتا ہے۔ اور جتنی مدت جس کو تپ کرتے گزرتی ہے۔ اُتنے ہی دن وہ سوگ

میں آنند کرتا ہے۔ پھر وہاں سے برت لوگ یعنی دوتیا میں راجاؤں کے گھر پیدا ہو کر راج کرتے ہیں۔ اس لئے اُسے دھرم راج! راجاؤں کی عزت کسی طرح دیوتا سے کم نہیں۔ جو شخص راجہ کے درشن کرے۔ وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے۔ اور جو اس سے دشمنی کرے۔ اس پر قہر آہی نازل ہو۔ جو راجہ سے محرت ہو گیا۔ وہ ایشور سے محرت ہے۔

اُدھیائے (۲۲)

راج دھرم کے ضوابط

بھیشم تپا مہ راجہ جد ہشتر نے راجاؤں کے اوصاف تو ہیں بیان کر چکا۔ اب تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔

راجہ جد ہشتر۔ ملک کی بہتری اور رعایا کی فلاح کی تدبیریں کیا ہیں۔ سزا کس طریقے سے دینا اور کن کن لوگوں کو مشیر کار بنانا چاہیے۔

بھیشم تپا مہ۔ راجہ کو غصہ نہ کرنا اور خصوصاً اشکو ہونا واجب ہے۔ جو کھانا تیار ہو۔ وہ اپنے خاندان کو اور نوکروں کو کھلاوے۔ اور

سب پر شفقت کی نظر رکھے۔ دوسرے کی عورت کو بد نظر سے نہ دیکھے۔

خاکہ رعایا کو جو کچھ خطا کسی سے ہو اُس پر گہی ہو۔ اُسکو معاف کر دے۔ خاتمہ

اور ہمراہی کے لوگ دلاور اور بہادر ہوں۔ راج کے کاموں کو سب کاموں

سے مقدم جانے اور رعایا کے رنج و راحت کو محسوس کرے۔ کاشتکاروں

سے پیداوار کا چٹا حصہ مالگزاری میں لے۔ زیادہ وصول کرنے سے زراعت

کے کاموں کو نقصان نہ ہو جائے گا۔ اشیائے خوردنی و پوشیدنی پر محصول نہ

باندھے۔ جس سے رعایا برا یا فارع البال ہو۔ اگر ضرورت ہو۔ تو بہت کم

محمول وصول کرے۔ پیداوار کی افزونی راجہ کے خزانہ کی افزونی کا باعث

ہے۔ اگر راجہ رعایا کو اولاد کی طرح عزیز جانے۔ تو رعایا بھی راجہ پر جان

دینے کو تیار رہیگی۔ اور آرام دیکھ کر دوسرے راجہ کی رعایا بھی علی آئیگی۔
 راجہ کو صرف اپنے ہی راجہ پر قیامت نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ملک گیری کی ہوس
 لگنا لازم ہے۔ چور ڈاکو اور بدمعاش لوگوں کو سزا دینا اور شہر بدہ کو دینا
 یہاں آئیے لوگ ہوں۔ ان نگرانی دانستہ غیر واجب آمدنی داخل خواہ
 کرنا۔ جو ماننے کی آمدنی کو خزانے سے علیحدہ رکھنا۔ اور اس کو دھرم کالج
 میں صرف کرنا چاہیئے۔ تاکہ خزانے میں برکت ہو۔ جو مانہ بھی اتنا زیادہ
 نہ لے۔ کہ دینے والا محتاج اور برباد ہو جاوے۔ اور اپنے بال بچوں کی پرورش
 نہ کر سکے۔ راجہ کو مستحکم اور مضبوط قلعہ بنانا اور کھانے پینے کی چیزوں سے
 معذور رکھنا چاہیئے۔

وزیر اور اہلکار معتبر ہوں۔ جن کی دیانت کا امتحان ہو چکا ہو۔ عدول
ملکی کی سزا دینا چاہیے جس میں رعب نہ گئے۔ جو بد دیانتی یا چوری سے خیانت
کر گئے۔ اس کی تحقیقات کر کے خاتن کو سزا دے۔ اور آئندہ سے اس کو
مالی کاموں میں دخل نہ دے۔ خادموں سے زیادہ گنہگار نہ کرے۔ اور مختصر
جو آپ لے۔ عہدہ داروں کی عزت بڑھائے۔ کسی کے بھروسے پر غافل
نہ ہو۔ کیونکہ قابل اعتبار لوگ دنیا میں بہت کم ہیں۔ جن پر بھروسہ کیا
جائے۔ ہر جانی اور مہج خلق بے حیا اور نشہ باز کو زیادہ مند نہ لگاؤ
کیونکہ یہ لوگ اچھے نہیں سمجھے جاتے ہیں۔

آؤ صا

چاروں بُرن کے آئین

راجہ چارٹھمشر۔ دہیشتم پتامہ سے) راجہ اپنی پاس کیسا برہمن

५६

پچھنیں تم تپا ہم۔ چو اپنی خواہشات پر قابو رکھنا ہو۔ اور یرہم کو پہلی کتاب ہو

رشیوں کی بتایا ہوئی جو دیا۔ یعنی وید شاستر کے پڑھنے والا ہو۔

برہمن کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ وید پڑھ کر اس پر عمل کرے۔ وید اور اس کے انگوں کو پڑھے۔ اور دوسروں کو پڑھائے۔ بعد اس کے یجمن یعنی جوتش وغیرہ جو چاہے پڑھے۔ راست گو ہو۔ کیونکہ راست گوئی سے برہمن کو بیکنٹھ ملتا ہے۔ دھرم کے کام ضرور ہی کرتا ہو۔ اور دوسروں کو اس کی تلقین کرے برہمن اپنے کرم چھوڑ کر چھتری ویش شودر کے کرم نہ کرے۔ جس سے دوزخی نہ ہو۔ اور دنیا میں انگشت نما ہو کر ذلت اور رسوائی سے یاد نہ کیا جاوے۔ برہمن دولت پاکر شادی کرے۔ اور اس سے اولاد پیدا کرے۔ برہمن جو دان پائے۔ اس کے چھ جھٹے اس طرح پر کرے۔ کہ ایک جھٹہ دیوتاؤں کا۔ دوسرا دان کے واسطے تیسرا ماں باپ کے لئے۔ چوتھا ساٹل کے دینے کے واسطے۔ پانچواں اپنے لئے۔ اور چھٹا جھٹہ اپنی بی بی ہال بچوں ہا اور لوگوں کے لئے۔

برہمن کسی سے دشمنی نہ رکھے۔ بلکہ دوستی اور شیریں زبانی سے گفتگو کرے۔ گدگری کا عادی نہ ہو۔ پہننا ہوا کپڑا دان میں مقبول نہ کرے۔ شب روز صدق اعتمادی سے ایشور کا دھیان کرتا ہوں۔ اولاد پیدا ہو جانے پر گرہست آشرم چھوڑ کر جنگل میں ریاضت کرے۔ اور امور خانگی اولاد کے سپرد کر دینا چاہیے بن میں رہ کر کسی سے سوال نہ کرے۔ بقولات کھا کر بسر کرے۔ وریا کے کینا سے یاہرے بھرے جنگل میں نارائن کا دھیان اور سمرن کرے۔ برہمن دن بھر میں ایک بار جو کچھ مانتا آوے۔ اُسے کھا کر بسر کرے۔ جو کوئی اُس سے سوال کرے۔ جتنے الامکان اس کا سوال رد نہ کرے۔ برہمن کو یہ چھ کرم کرنا غیر واجب ہیں مسلح ہونا۔ دشمن کو مارنا۔ بلکہ اپنی حفاظت نہ کرنا۔ دستکاری۔ روزگار۔ نوکری کرنا۔ بچانا۔ ناچنا۔ لڑائی۔ کھڑائی۔ بد زبانی یا گالی دینا۔

چھتری برہمن کو مانتے۔ فیاض اور مجرب ہو۔ خود کسی سے کچھ طلب نہ کرے رعایا پروری اور دشمن کشی کرے۔ جنگ میں کام آئے۔ میدان جنگ میں مرا ہوا چھتری میدھا بیکنٹھ جاتا ہے۔ کوئی عذاب نہیں رہتا۔ اپنے راج کے جلائے دوسروں کے راج فتح کرنے کی ہوس بڑھتی رہے۔ مجروں اور جاسوسوں کو

اطراف و جوانب میں بھیج کر دشمنوں کا پتہ لگا دے۔ اور ان کو فتح کرے۔ جہاں فوج بھیجنے کی ضرورت ہو۔ فوج روانہ کرے۔ جہاں جانے کی ضرورت پیش آوے۔ خود چلا جاوے۔ فتح کیا تو ملک رعایا کی پرورش کے واسطے محفوظ رکھے اپنی فوج کو جان و دل سے بڑھ کر چاہے۔ کہ ضرورت پر جان دینے میں بھی دریغ نہ کرے۔

جب راجہ کا فرزند راج کاج کرنے کے لائق ہو جائے۔ اپنا ولیعہد بنا کر آپ جنگل میں باس کرے۔ پھل پھول کھا کر بسر کرے۔ یا مکان سے منگائے۔ مگر کسی سے سوال نہ کرے۔ اگر یہ کچھ ممکن نہ ہو۔ تو کسی متراض برہمن سے صاف نقد ضرورت پھل پھول مانگ کر بشکم پڑی میں قباحت نہیں۔ منصف راجہ کو انصاف کرنے سے وہی نعم البدل ملتا ہے۔ جو متراض کو ریاضت کا ریشیوں کا قول ہے۔ کہ جو نتیجہ جو گیوں کا سا ہا سال کے تپ جُپ سے ملتا ہے۔ وہی راجہ کو واجبی انصاف کرنے سے ایک دن میں ملتا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ اسی سبب سے راج نیت کے مطابق راج کرنا افضل ترین ہے۔ چھتری خود جگ کرے۔ مگر دوسروں کو جگ نہ کرادے۔ دان خود دے۔ مگر دوسرے سے نہ لے۔ وید خود پڑھے۔ مگر دوسروں کو نہ پڑھا دے۔ کیونکہ یہ برہمن کا کام ہے۔

چھتری یا جو راجہ سے منہ موڑے۔ وہ قابل تعریف نہیں ہے۔ ویش وید پڑھے۔ نیک کمائی سے دولت جمع کرے۔ گھائے وغیرہ چوپاؤں کو دل سے عزیز رکھے۔ اگر ویش کے پاس چھ گائیں ہوں۔ تو سال بھر کے بعد ایک راجہ کی نذر کرے۔ ایک برہمن کو دے۔ ایک گائے دودھ کے واسطے بطور خیرات اور لوگوں کو دے۔ باقی اپنے لئے رکھے۔ بیوپار کے منافع سے ساتواں حصہ خود لے۔ اور اسی طرح زراعت کی پیداوار کا حصہ جب ضعیف ہو۔ بن میں جا کر ریاضت کرے

مذکورہ بالا لوگوں کی خدمت کرے۔ کیونکہ ان تینوں کا غلام ہے۔ آفت کے وقت بھی اپنے مالک کی خدمت ترک نہ کرے۔ شودر کو

زیادہ دولت جمع کرنا غیر واجب ہے۔ کیونکہ وہ دولت مند ہو کر اعلیٰ قوموں کو زیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ شودر کو اگر گیلیانی ہو۔ تو ضعیفی میں بنباس کر کے عبادت کرنا چاہیئے تاکہ دنیاوی آرام کے بعد آخرت میں بھی اچھا نتیجہ پاوے۔

۱۰۔ اعلیٰ قوموں کو چاہیئے کہ وہ شودروں کی پرورش و پرور دانت کریں شودر جس کا چاکر ہو۔ وہ اس کو اپنے پورا لئے کپڑے دیا کرے۔ بد چلن شودر کو کوئی ٹوک نہ رکھے۔ نہ کوئی خدمت اس سے لے۔ مانسی جگ سب قوموں کے لئے جائز اور اعلیٰ ترین ہے۔ اس جگ کے دیوتا بھی خواہشمند ہیں۔ جیسے اور جگوں میں جو وید کے رو سے ہوتے ہیں۔ دیوتا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ اسی طرح اس جگ میں بھی راجاؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ ضرور جگ کریں۔

ادھیائے (۲)

اصول راج ریت کی پابندی

بھیشم تپا مہ۔ دراجہ جد ہشٹر سے) اے راجہ کال پر اپن رشی ایک کو بیخیر سے بند کر کے راجہ کو شل کے دربار میں گئے۔ بڑی تعظیم سے ڈنڈوت کی۔ اور بٹھلایا۔ لیکن درباری لوگ سخت متعجب ہوئے۔ کہ مہارشی وادربار میں کیوں لائے۔ مزاج پرسی کے بعد رشی نے راجہ سے کہا۔ کہ یہ کوا سربات کا معقول جواب دیتا ہے۔ اس لئے آپ کے پاس لایا ہوں

راجہ۔ رشی مہاراج! اس سے کوئی سوال میرے سامنے کیجئے۔

کال پر اپن۔ اے گانگ! راج دربار میں کچھ تو بھی کہہ کو۔ جو کوئی راج دربار میں آتا ہے۔ بے مطلب نہیں آتا۔ کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے۔

راجہ کوٹے کی اس تقریر پر مسکرا اٹھے۔ مگر اور سادھو جو اپنے کونارا میں
کاہکت کہہ چکے تھے۔ اور راجہ سے کہا تھا۔ کہ ہمارا جہم لوگ بے عرض ہیں
کوئی مطلب نہیں۔ صرف آپ کے ورثوں کے واسطے آئے ہیں۔ وہ کوٹے
کی کشت بولی سنکر بہت ناراض ہوئے۔ اور بالآخر راجہ نے ملازموں سے
میل کر کے شب کے وقت کوٹے کو مار ڈالا۔ اور برسی سے اسکے مرجانے کا افسوس
ظاہر کیا۔ برسی بولے۔ کہ اے راجہ آخر کو جانور ہی تھا۔ اس نے بلا سوچے سمجھے
ایک بات کہی۔ جس کے سبب وہ مارا گیا۔ اگر وہی بات چھپکے سے آپ کے کان
میں کہہ دیتا۔ تو کبھی بھی مارا نہ جاتا۔ اور آپ بھی خوش ہوتے۔
دانشمندوں کا قول ہے۔ کہ راجہ کا غصہ بھی بڑا بے ڈھب ہوتا ہے۔

مصاحبوں وغیرہ کو راجہ سے بڑی امیدیں ہوتی ہیں۔ لیکن جان کا خوف بھی
ہم وقت رہتا ہے۔ گا ہے بسلائے برنجیدہ۔ گا ہے بد شنامے خلعت و سہد۔
مست ماتھی سے سو قدم۔ بھر سے یک سو کوس اور راجہ سے سو کوس
دور رہنے کو عاقلوں نے کہا ہے۔ راجہ کو اپنا برتاؤ ایسا ہی رکھنا چاہیے
جس میں سب خائف رہیں۔ اور ایسے قانون جاری کرنا چاہیے۔ کہ راجہ اور
سوداگروں کو آرام اور قائدہ ہو۔ جہاں انصاف کے واسطے عملہ مقرر ہو
ان کی نگرانی بھی کرتا رہے۔ جس میں کسی پر ظلم یا سختی نہ ہونے پاوے۔
اور چرستانی نہ ہو۔ جو راجہ ایسا نہیں کرتا۔ وہاں سب پر ظلم اور سختی ہوتی
ہے۔ اور فریادی کی ریسائی راجہ تک نہیں مہنتے پاتی۔

کال ہرچین رسی۔ راجہ سے) خیر کو آ تو اپنی جان سے گزر گیا۔
آپ اپنے نوکروں پر ناراض نہ ہو جے۔ مبادا کہ اور کوئی فساد اٹھ کھڑا ہو۔
کیونکہ آپ کے دربار میں سب قسم کے آدمی نوکر ہیں۔ بد اپنی بدی سے ہیں
جو کہیں گے۔ اور نیک اپنی نیکی نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن کو انارٹنے والے
کو کچھ نہ کچھ سزا ضرور دینا چاہیے۔ ہم لوگ مرتاض اور گوشہ نشین نہ
کسی سے دوستی ہی رکھتے ہیں۔ نہ دشمنی۔ لیکن تم راجہ ہو۔ تمہیں انصاف کرنا
چاہیے۔ اتنا کہہ کر رسی رخصت ہوئے۔

بہشت پیمانہ نے اس کا یہ نتیجہ نکالا۔ کہ راج دربار میں کوئی بات بھی بغیر سوچے سمجھے زبان سے نہ لگانا چاہیے۔ نہیں تو جان کا ضرر ہوتا ہے۔ پھر کہا کہ جب کوئی مقدمہ پیش ہو۔ تو اس کی خوب تحقیقات کرو۔ سچ بھوٹ اسی وقت کھل جاتا ہے۔ کہنے اور ہر جاتی لوگوں کی شہادت کافی نہ سمجھو۔ بلکہ اپنے جاسوس بھیج کر اصل کیفیت دریافت کرو۔ سزا دینے میں بڑا غور اور مبالغہ ہونا چاہیے کیونکہ عجلت میں انصاف کا خون ہو جاتا ہے۔ راجہ انٹری ہے سب کی فریاد برابر سننا چاہیے۔ تھانہ تحصیل۔ خزانہ اور فوج کا حال راجہ کو اچھی طرح دیکھنا اور جاننا چاہیے۔ فوج کے سپاہی اور افسر قومی ہیکل جو بصورت اور بھیلے نوجوان چن کر ملازم رکھنا چاہیے۔ جو لوگ دیگر شہروں میں مقرر ہوں۔ ان کو بھی تمام صیغہ جات کی ہدایت رہے۔ اگر ایک افسر غلطی کرے۔ تو اس کی جگہ دوسرا افسر بھیجنا مناسب ہے۔ چور ڈاکو رعایا کو ایذا پہنچانے نہ پادیں۔ اور چور وہیہ وصول ہو۔ اسے خود رو بہ نہ کریں۔ کیونکہ حرام خور اور خائن لوگ سیاہ قلب ہوتے ہیں۔ شرکوں رشاہروں اور گزہ گاروں پر دور وہیہ سایہ دار میوے کے درخت لگانے سے مسافروں اور راہ گیروں کو سب طرح سے آرام ملتا ہے۔ اور راجہ کو بھی میوہ دار درختوں کی طرح فیض پہنچانا چاہیے۔ پیشہ وروں اور دوکانداروں کے مال کی حفاظت کرنا راجہ کا دھرم ہے۔ اس کی غلطی کے واسطے بدبختی نہ چاہیے کیونکہ یہ سب مال اور دولت راجہ ہی کا ہے۔ کاشتکاروں کی مدد تقاوی سے کرنا چاہیے۔ جس میں زراعت کی پیشی اور راج کی سربسری رہے۔ اُسے راجہ بتم نے راجہ بل کا بھی حال سنا۔ جو پاتال میں بھیجا گیا ہے۔ راجہ جہد ہشتر کہہ پا کر کے آپ راجہ بل کا حال بیان کیجی کر دیجئے

اُدھارے
راجہ دھرم کا تذکرہ اور راجہ بل کی ان

راجہ بل ایسا شہ زور اور توانا تھا۔ کہ بڑے بڑے پہاڑوں کو گنبد کی
 طرح کف دست پر اٹھا کر اڑ جاتا تھا۔ اور برہمنوں سے عداوت کر کے ان
 کی توفیری کرتا تھا۔ بالآخر برہمنوں کی بددعا سے سخت اثر لے میں پہنچا۔ اسے
 راجہ جدہشتر۔ راجاؤں کو جو رتوں کی صحبت میں زیادہ رہنا چاہیے۔ اور
 نہ جنگل اور پہاڑوں میں شکار کے پیچھے پھرنا لازم ہے۔ جہاں جائے۔ وہاں
 واپسی کی پہلے فکر کرے۔ اور بغیر ایشور کے اور کسی سے دل نہ لگائے۔ کہ سب
 دن و فرزند اور دنیاوی دولت کے لئے ایک نہ ایک دن ضروری ہے۔
 اور وہ تمام چیزیں نیست و نابود۔ جو کوئی نجات کر کے زیادہ گرویدہ ہو۔
 اسے معتبر نہ جانو۔ بیسوا اور سچرے وغیرہ کی صحبت قابل اعتبار نہیں۔ جو مہر
 زیادہ باتیں کہنوالی اور پیشرم ہو۔ اس کے ساتھ شادی کرنا زیبا نہیں۔
 کیونکہ ایسی عورت کی اولاد بھی ویسی ہی ہوتی ہے۔ ماں اور دانی کے دودھ
 میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ جو راجہ رعایا کو تکلیف رکھتا ہے۔ اس کے راج میں
 بارش نہیں ہوتی۔ بدینتی کے اثر سے بجلی گرتی ہے۔ زلزلہ باری کے علاوہ زلزلے
 آتے ہیں۔ اور ہمیشہ قحط پڑا کرتا ہے۔ گالی دینا بھلے آدمی کا کام نہیں۔ اپنے
 قول کا پابند ہو کر کی ہوتی بات سے نہ پھرنا اچھے صفت ہے۔ پناہ گروں کی
 حفاظت اور دشمنوں کے مکر و فریب سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ مفتوح راجہ کو
 تاج بخشی کر کے اپنا مطح کر لینا یا راج سے نکال دینا مصلحت ہے۔ لائق
 اور مستحق لوگوں کو جاگیر اور معافی دے کر مفتوح ملک کا بقیہ حصہ اپنے راج
 میں شامل کر لے۔ برہمن اور رشی لوگ جو راج میں بستے ہوں۔ وہ بھوکے
 نہ رہنے پاویں۔ فقروں اور محتاجوں کی دستگیری اور اعانت کرنا راجہ
 کا فرض ہے۔ جو لوگ راستی پسند اور ایشور کو پہچاننے۔ نیک و بد جاننے
 والے ہیں۔ ان کی نصیحت پر عمل اور ان کی فضیلت اور عزت کی تعظیم
 کرنا چاہیے۔ اپنی داد و پیش سے ان کو خوشحال رکھے۔ کیونکہ سخی کی بلائیں
 سب دور رہتی ہیں۔ بارغ۔ تالاب چاہ اور اپنے بزرگوں کی یادگاروں
 میں عمارات کا بنانا دنیا میں نیک نامی اور ثواب کا وسیلہ ہے۔ جو

راجہ اپنی رعایا کو عزیز جانتا ہے۔ اس کے راج کی آبادی بڑھ جاتی ہے۔ اور ایسا راجہ قابل پرستش ہے۔ جو راجہ مذروں۔ وھرم شالاؤں میں سادھوؤں کو بھوجن پہنچانا اور جس کی راج دھانی میں وھرم کارج ہوتے ہوں۔ اس راجہ کو دین اور دُنیا میں بکینڈ کے سکھ ہوتے ہیں۔ یوں تو عالم ضیعفی میں خردند کو راج دے کر نباس اور ریاضت کرنا واجب ہے۔ مگر جو آئین سلطنت کے اساتذہ حکمرانی اور انصاف کرتا ہے۔ اس کو ایک دن میں مرناتوں کی ایک سال کی عبادت کا پھل ملتا ہے۔ یہ فرض نہیں۔ کہ دُنیا چھوڑے بغیر نارائن کا بھجن اور اندریاں بس میں نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ گرسبت آشرم میں یہ سب باتیں اچھی طرح سے بن پڑتی ہیں۔ بشرطیکہ آدمی سمجھدار اور صحت نیک اور مُرشد کامل راہبری کرنے والا ہو۔ استقلال اور اعتقاد شرط ہے۔ اور یہی صفت اعلیٰ ترین ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت کے واسطے یہ اوصاف ضروری ہیں۔ لیکن اپنے میں یہ اوصاف پیدا کر کے دوسروں کو انگشت نمائے کرے۔

اوصاف اعلیٰ (۴)

چاروں ورثوں کی رہائش کے طریقے

بھیشم تپا مہ۔ برہم چریہ۔ گرسبت۔ بان پرست اور سنیا سی یہی چاروں راستے اپنی پرستی کے ہیں۔ نفس کشی کر کے تنہا یا زوجہ کو بھی لے کر دو نو طرح سے بان پرست ہو سکتا ہے۔ اور پھر بان پرست سے اوصاف حاصل کر کے سنیا سی ہو کر تنہا رخ سے چھوٹ جاتا ہے۔ برہمن اپنی مکتی کی فکر اور اس کی جستجو میں رہے۔ بھیک مانگ کر اپنی شکم پُری کرے۔ جو برہمچاری اپنے ہی مقام پر قائم اور صابر ہے۔ نقش کش اور لاطح ہو کر امیثور کے دھیان میں لگتا ہے۔ وہ اصل مکتی پا جاتا ہے۔ جو گرسبت آشرم والا۔ راست گفتار۔ پُر دبار۔ ملائم مزاج اور شہید

گرو۔ اور شاستر کا پابند۔ حق شناس اور حق پسند۔ نیک و بد پہچاننے والا اور
 دھرم کو ماننے والا۔ جو اپنی زوجہ کے سوا دوسری عورت کا خواہاں نہ ہو۔ نفس
 کش اور رجم بھی ہو۔ اس کا انجام بخیر اور بکینٹھ دھام میں مقام ہوتا ہے۔ یہ بھارتی
 کا فرض ہے۔ کہ دیوتوں کا پوجن کرے۔ ایک ہی مرشد یعنی گورو کا معتقد رہے
 روزانہ برت رکھے۔ وید اور شاستر کا پابند رہے۔ اندریو لہا پھ قاپور رکھے۔ اور
 پورانایام دیفرہ عادی رہے۔ جو اپنا دھرم چھوڑ کر ویش اور شودروں کا کرے
 وہ قابل نفیس اور دوزخی ہے۔ جہنم کی آگ اُسے ضرور پھونکے گی۔ اور
 دنیا میں بھی سنگ دربان یعنی چوکی پہرہ دینے والا یا ظلام بیکار ہمیشہ ذلیل
 اور خوار رہے گا۔ جو برہمن جنگل میں اپنی سکونت کرتا ہے۔ اور وید کا عامل ہے
 ہے۔ وہ سب سے بالاتر اور مقدس ہے۔ مروت و وفا خلق۔ رحم۔ نفس کشی
 اور صبر و قناعت برہمن کے اصلی جوہر ہیں۔ شکار۔ تیر اندازی۔ جنگ وغیرہ
 برہمن کا کام نہیں۔ ملازم۔ کاشتکاری۔ سود خوری کرنے والا اور جو بد چلن
 آدمی کا نوکر ہو۔ وہ برہمن قابل نفیرین ہے۔ اور دیوکارج میں شریک کرنے
 اور وان دینے کے قابل نہیں۔ چاہے وید بھی پڑھا ہو۔ شودر کے برابر ہے۔
 راجہ کو واجب ہے۔ کہ وہ ہر ایک دھرم سے واقف ہو۔ کیونکہ جس دھرم کو
 قبول کرنے اس کی معلومات اور تحقیقات میں اُسے بغلیں نہ جھانکنا پڑے۔ اس
 واسطے شاستر کو پڑھے۔ سمجھے۔ اور سمجھے۔

اَدھیاے (۲۷)

راجہ ماندھاتا کا تذکرہ

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ راجہ ماندھاتا کی ولادت کے بعد اندر بھگوان
 نے راجہ ماندھاتا سے پوچھا۔ کہ اپنی تنہا کا اظہار کرو۔ تمہاری خواہش پوری ہوگی
 دنیا میں راج کرو۔ سورج نارائن کا جپ کرو۔ ماندھاتا نے عرض کی۔ میری

آرزو ہے کہ سری بھگوان پر ہم پریشور کے درشن کروں۔ اور دنیا کی خواہشات
چھوڑ کر جنگل میں تپ کر کے اس پر ہم پریشور کے درشن سے اپنا جنم پھیل کروں
اندر سے بولے۔ جو چھتری راجہ نہیں ہیں۔ اور دھرم کے پابند ہیں۔ وہ دھرم
کی بدولت مکتی نہیں حاصل کر سکتے۔ کیونکہ چھتری دھرم دیوتاؤں نے جاری
کیا ہے۔ اور بہت سے دھرم سنیاں کے ساتھ چھتری دھرم سے علیحدہ پھل دینے
والے پیدا ہوئے ہیں۔ جن کا پھل کرنے والے پاتے ہیں۔ یہ سب دھرم
راج دھرم کے ساتھ ہیں۔ اس وجہ سے راج دھرم سب سے اعلیٰ ہے۔
زمانہ سلف میں بٹن جی دجن کا دھرم چھتری تھا (دشمنوں کو زیر کر کے اپنے کرم
سے مہارشیوں اور دیوتاؤں کے محافظ بنے تھے۔ انہیں کی بدولت برہمنوں
کا دھرم اور راج دھرم قائم رہا۔ اگر سری نارائن راچھوں کو زیر نہ فرماتے
تو برہمنوں کا بیج ہی دنیا سے نیست و نابود ہو جاتا۔ اور نہ کوئی برہمن ہوتا
نہ آشرم۔ ہر ایک جنگ کے آغاز میں دھرم جاری ہوا۔ جنگ میں جان دینا
سب جیوں کو اپنے جو کے برابر سمجھنا۔ اپنے سے چھوٹے کمزور اور دکھی آدمیوں
پر عنایت کی نظر رکھنا۔ یہ باتیں چھتری دھرم کی ہیں۔ راجہ کے ہر اس اور
خوف سے لوگ بڑے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ راج نیت سے
ان کو سزائیں ملتی ہیں۔ پس انہیں وجہ سے چھتری دھرم سب دھرموں کا
موثر اعلیٰ ہوا۔ ست جنگ ایسے دھرم کے اختتام پر سنیاں، برہمن، راجہ اور
اور ویدواں برہمن بھیک مانگ کر اپنی شکم پوری کریں گے۔ اور دھرم
کا دھار بالکل نہ رہیگا۔ اس لئے پوراؤں کو نہ سننے والے۔ کتھا بارتا پر دھیان
نہ دینے والے آدمی روز خن ہو کر رک میں باس کریں گے۔ جو آدمی راجہ
کی خدمت اور امانت کا عادی ہے۔ نہ تو اس کو دان کا پھل ملتا ہے۔ نہ
شرادھ اور سون کا۔ اسی واسطے دیتا بھی راجہ کو توہن اور حقارت کی
نظر سے نہیں دیکھتے۔ جب تنجک شروع ہوا۔ تو دھرم کی ترقی کے لئے
چھتریوں کو برہمنی نے پیدا کیا۔ دھرم کے پابند لوگ قابلِ عزت اور
توقیر سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ چھتری جاں نثار اور راج دھرم کے بانی

خیال کئے گئے ہیں۔ الغرض اندر بھگوان اپنی خوش آمد تقریر سے راجہ
ماندھاتا کو خوش کر کے اندر لوک چلتے ہوئے۔ اُسے دھرم راج میں آپ
کو کیا سمجھاؤں۔ تم سب طرح قابل ہو۔ کسی مات کی تم میں کمی نہیں۔ برہمنوں
اور رشیوں کو ہمیشہ عزت سے ملتے رہئے۔ اور ان کی پوجا اور سیون میں
کبھی کوتاہی و قیہ فرو گذاشت نہیں کیا۔

اَوّھیائے (۲۸) راج دھرم کی حقیقت

راجہ چاندیشتر۔ (بیشم پتامہ سے) اُسے ہمارا راج ادینا میں سب
سے افضل کوں دھرم ہے۔ جس کی فضیلت ماننا چاہیے؟
بیشم پتامہ (جی)۔ اُسے راجہ سب سے بالاتر اور افضل راج دھرم
ہے۔ کیونکہ بغیر راجہ یا ستر راج کے ملک میں امن نہیں رہتا۔ شہ زور کمزوروں
کو دہاتے۔ ملک میں مناد مچاتے۔ چور اچھکے پدمعاش مال چراتے۔ اور
سب کو ستاتے ہیں۔ بغیر راجہ کے ملک برباد اور ہر ایک ناشاد رہتا ہے۔
بڑے چھوٹوں پر ظلم کرتے کسی سے نہیں ڈرتے۔ بغیر راج کے دھرم کی
جرٹھ جاتی رہتی ہے۔ رعایا تکلیف بہتی ہے۔ جس طرح مانتی آنگس سے قابو
میں رہتا ہے۔ اُسی طرح راجہ اپنے قانون اور احکام سے سب کو زیر رکھتا
ہے۔ جس ملک میں راجہ یا بادشاہ نہیں۔ وہ اندھیرنگ اور پو پٹ راج ہو
جاتا ہے۔ راجہ کی برائی کرنا جائز نہیں۔ دیتا بھی راجہ کو بڑا نہیں کہتے۔
کیونکہ راجہ کا مرتبہ اندر کے برابر ہوتا ہے۔ دنیا کے آغاز ہی میں رشیوں
مینیوں اور رعایا نے سری برہما جی سے ایک راجہ کی درخواست کی تھی
کیونکہ بغیر راجہ کے دنیا کا انتظام ناممکن تھا۔ چنانچہ برہما جی سری منوجی
کو دنیا کا راج دے کر راجہ بنایا۔ جنہوں نے یہ سمجھ کر کہ رعایا کی بیدار فعا

سے راجہ بھی گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور انتظام ملک نہیں ہو سکتا۔ دھرم شراستہ
یعنی قانون تعزیرات ملک جاری کیا۔ اور بڑے بڑے عدل و انصاف کے
ساتھ مدت تک دنیا کا راج کیا۔

ادھیائے (۲۹)

راج دھرم کی ضرورتیں

پہلے ہم بتا رہے ہیں۔ دراجہ جد ہشترے (یہ راجہ اپنے دل پر قابو نہیں
رکھتا۔ میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کر کے کبھی فتحیا نہیں ہو سکتا۔
خوابشات نفسانی دور کرنے سے دل پر پورا اختیار ہو جاتا ہے۔ راجہ اپنی
فوج کو راضی رکھے۔ جہاں ضرورت ہو۔ اسے جا بجا تعینات کرے۔ جہاں
کی حفاظت منظور ہو۔ فوج کا پہرہ مقرر کر دے۔ دشمنوں کے جا سموسوں
اور ملک کی ضروریات کرنے کے لئے گوبندے اور مختصر معینوں کو جسکے ہر
بات کا انتظام کرے۔ اپنے سے شہ زور راجہ سے صلہ کر سکتا ہو۔ ہر جا
مہکب لوں تاخلف کے لئے پر عمل کرے۔

شریروں کو سزا اور نیکیوں کو جزا اسے خیر دے۔ یہ پادشہ سب
سیاست ہو نہیں سکتی۔ چوروں اور ڈاناکاروں کو درگزر کرنے سے راج
میں بھنگ ہو جاتا ہے۔ کوئی انتظام ہونے نہیں پاتا۔ ساو طوؤں اور ریشموں
کے مخالفت و بودھی کو سزا دے کر راج سے نکال دینا چاہیئے۔

یہ راجہ اپنے سے عداوت کرتا ہو۔ اس کو لشکر کشی کر کے دھوکہ
مک فریب دے کر غریبہ میں طرح ہو۔ زیر کرے۔ اس کے راج پر چڑھائی
کرے پھونک دے۔ راج کو تباہ کر ڈالے۔ دشمن پر رحم کھانا سناپ کو
دودھ پلانے کے برابر اور دانشمندی کے بعید ہے۔ البتہ پناہ گیر و دشمن
قابل رحم ہے۔ راجہ رعایا کے ساتھ شفقت پدیری کا برتاؤ کرے۔ اور

ہر مقدمے کا انصاف خود کرے۔ سچدار راجہ اپنی کاشتکار رعایا سے پیداوار کے چھٹے حصے سے زیادہ محصول نہیں لیتا ہے۔ اور مبصر اور عطفند لوگوں کے مشورے سے کارخانے اور عمارتیں وغیرہ بناتا اور اپنے جمع خرچ کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔

ادھیائے (۳)

قلعے کی محافظت اور معموری آخرانہ کی تدبیریں

بھٹیا۔ دراجہ جدھشٹر سے اگر آپ سے زبردست راجہ کا خوف ہو۔ تو اپنے قلعہ کی حفاظت کرے۔ فوج ہر وقت مسلح رہے تاکہ دشمن خوف سے پڑھائی نہ کر سکے۔ قلعے کے گرد عمیق کھائی ہو۔ اور خندقوں کو پانی سے भरیز رکھے۔ بلکہ اس میں گھڑیاں وغیرہ خنڈ اور دیانی جانوروں کو چھوڑ دے۔ جنگل اور چھاڑی سے قلعے کی محافظت رکھے۔ جہاننگ ہو سکے۔ اپنے دشمن کے نوکروں اور دوستوں سے میل کر کے کھانا کی باتیں سمجھے۔ اور اس کا زور توڑ دے۔ اپنی فوج کے کھانے پینے کے سامان قلعے کے اندر جمع کرے۔ سپاہیوں کے مکان سب سے علیحدہ اور پوشیدہ ہوں۔ دانا یاں فزون جنگ میں بھرتی ہوں۔ وید۔ حکیم۔ یار میگر اور ساحر وغیرہ یعنی ہرن کے استادوں کو راج دربار میں رکھنا مصلحت سے شریف اور معزز لوگوں کے ساتھ ہمیشہ مراعات رہے۔ موسم گرما میں آئسٹرونگی کا انتظام رکھے جس میں رعایا برباد نہ ہو۔ سب مال و متاع جلنے سے محفوظ رہے۔ آوارہ بد معاشر اور باش لوگوں پر نگرانی رکھنا راجہ کا عین فرض ہے۔ راجہ پر سات چیزوں کی حفاظت ضروری ہے۔

(۱) اپنے جسم کی

دوہم۔ وزیروں اور مذہبیوں کی۔

دسوم۔ خزانہ۔

دھارم۔ وفادار دوست۔

دپنچم۔ بات کا پابند

دششم۔ تحفظ ملکی۔

دہفتم۔ دار الحکومت کی حفاظت

یہ ضروری باتیں ہیں۔ جن کا نباشنا قرض مبضی بھجا جاتا ہے۔

دھرم سے راج کرنے کے لئے راجہ میں چھ باتوں کا ہونا لازمی ہے۔

(۱) صلح کرنا۔

(۲) فوج کشی۔

(۳) دشمن ہو کر ظاہر ہونا۔

(۴) مخالف پر فوج کشی کر کے قلب لشکر میں قیام رکھنا۔

(۵) طرفین کی رضا سے صلح ہونا۔

(۶) قلعے میں فراہمی غلہ و رسد کا انتظام

دھرم سے راج کرنے میں ہمیشہ راج میں تسلط اور امن رہنکار فوجدار

اور مال کے قانون سے رعیت ہمیشہ خوش و خرم ہوتی ہے۔ دھرم کے بگڑنے

سے ملک پر زوال آجائے گا۔ جہاں دھرم ہوتا ہے۔ اور راج فیتی کا زیادہ

ترخیال ہے۔ وہاں کسی طرح کی بیماری نہیں ہوتی۔ غلہ بہتات سے پیدا ہوتا

ہے۔ بڑی بوٹی پھل پھول کثرت سے نکلتے ہیں۔ بڑے دواؤں میں کام آتے ہیں

جب راج میں دھرم اور دھرم دونوں مساوی ہوتے ہیں۔ تب دوا پر

جگ آجاتا ہے۔ کھیتی کا شکاری بھی آدھی راہ جاتی ہے۔ اور جب دھرم

بالکل نہیں ہوتا۔ اور دھرم ہی سب کا شیوہ ہو جاتا ہے۔ تب کھجک کا

دور ہوتا ہے۔ کیونکہ ادھر میوں کی وجہ سے دھرم نہیں ہوتا۔ شودر بھیک

مانگ کر پیٹ پالتے ہیں۔ برہمن خدمتی ہو جاتے ہیں۔ وید کا پڑھنا

بڑھتا مطلق معقود ہو جاتا ہے۔ ویس سو ذخاری اختیار کرتے ہیں۔ کوئی موسم ایسا نہیں ہوتا۔ جس میں بیماری نہ ہو۔ دل مشعل اور بدن ضعیف اور لاغر رہتا ہے۔ عمر کم اور اکال موت زیادہ ہوتی ہے۔ عورتیں حرام کاری اختیار کرتی ہیں۔ آئے جن قحط اور طاعون ستایا کرتے ہیں کاشتکاری کی حالت بہت ہی نازک ہوتی ہے۔ پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ غرض راجہ کو دھرم اور ادھرم کا لحاظ رہے۔ اچھا گرم کرے گا۔ تو ملک میں بہبودی رہیگی۔ بر کام کریگا۔ ملک تباہ اور برباد ہو جائے گا۔ اُسے راجہ جد ہشتہ تم رعیت نواز ہو۔ رعایا خوش رہتی ہے۔ اس لئے تمہیں سورگ نصیب ہو گا۔

ادھیائے (۳۱) نفس مالکذاری کی حالت ۲

راجہ جد ہشتہ۔ ہمیشہ پتامہ دہا باج سے (راجہ کس کس برتاؤ

سے آرام پاتا ہے۔ فرمائیے
بکھڑے ہو کر رہے۔ جو راجہ دھرم کے ساتھ واجبی محصول رعایا سے لیتا ہے۔ اور جو رنجیت کی راہ سے رعایا کی پرورش کرتا ہے۔ اس راجہ کی ترقی ہوتی ہے۔ اور راجہ آرام سے رہتا ہے۔ اگر محصول زیادہ ہو۔ اور اس سے رعایا کو تکلیف اور زبردباری ہوتی ہو۔ تو تخفیف محصول کر دے اور جو لوگ محصول کی ادائیگی کے لائق نہ ہوں۔ ان کو معاف کر دینا۔ اور سب کے رنج و اطم کا حال دریا فت کرنا واجب ہے۔ ٹیکس وصول کرنے میں لالچ سے سختی نہ کرے۔ جو راجہ دھرماتا ہے۔ اس کے راجہ میں کمیٹی سرسبز اور زراعت خوب پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح پنی سے درخت خوب پرورش پاتا ہے۔ اسی طرح راجہ کو اپنی رعایا کی پرورش کرنا چاہیے۔ برہمنوں کو اپنی سخاوت

سے خوش رکھنا راجہ کو لازم ہے۔ تاکہ دنیا و دین میں بھلائی ہو۔ جو راجہ رعایا پرور ہے۔ اگر وہ ایک دن بھی ریاضت اور خیرات کرے۔ تو بیکسٹھ میں اس کو ہزار برس تک اچھا پھل ملتا ہے۔ اور رعایا کے ثواب کا چوتھا حصہ راجہ اور راج پر وہت کو ملتا ہے۔ جو برہمن و دھرم دیتی سے واقف ہو۔ راجہ اپنا پر وہت اسی کو بنائے۔ جو اچھی نصیحت دے۔

ادھیائے (۳۳)

اور

کھڑیا مہمہ جی۔ (راجہ جہشٹری سے) اب برہمن چھتری ویش اور شودر کی ولادت کا حال بیان کرتے ہیں۔ برہماجی کے منہ سے برہمن۔ بھجاؤں سے چھتری۔ شکم سے ویش راونوں سے پاؤں سے شودر کا جنم ہوا۔ برہمنوں کا شیوہ دویا پڑھنا۔ اچھے کام کرنا۔ لوگوں کو دھرم کا اپدیش دینا۔ ایسی باتیں بتانا۔ جس سے اُن کی نجات ہو۔ راج نیت اور طرز۔ حکومت کی قواعد دانی۔ رعیت نوازی اور شرفا پروری چھتریوں کا دھرم سمجھا گیا۔ ویش کا طریقہ بیوپار تجارت رکھا۔ شودر کے ذمے۔ برہمن چھتری ویش کی خدمت سپرد کی گئی۔ برہمن اور چھتری دونوں افضل تو ہیں پر تھوی کاراج بھوگنے کے لئے پیدا ہوئے مگر پر تھوی دراصل وید پانچھی برہمن کی ہے۔ کیونکہ برہمن سب قوموں کا مُرش۔ خیال کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ سب سے اعلیٰ تصور کیا گیا۔ جو راجہ برہمنوں کی نصیحت کے موافق عمل کرتا ہے۔ دُنیا میں اس کی ہمسری کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ عادل۔ سخی پرہیزگار کے لقب سے نامزد ہوا کرتا ہے۔ جتنا راجہ دھرم کرم کرتا ہے۔ اس کا نصف ثواب راجہ کے پر وہت کو ملتا ہے۔ جس راجہ سے دھرم اور رعیت کو تکلیف اور رنج پہنچتا ہے۔ وہ خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور اس تکلیف اور رنج وہی کا حصہ دار راج پر وہت بھی

ہئے، برہمنوں کی پُرانی کرنے والا راجہ ملیچھ ہو جاتا ہے۔ اس کی دولت اور ثروت کی ترقی نہیں ہوتی۔ اور نہ اسکی لائق اولاد ہوتی ہے جس سے اس کا راج قائم رہے۔ برہمن راجہ کو پُرے کاموں سے روکتے ہیں۔ اور راجہ برہمنوں کی حفاظت رکھے۔ اور ہدایت کرتا رہے۔ کہ وہ جدید کی تعلیم سے ضرور بہرہ ور ہوں۔ غرض راجہ اور برہمن کی نا اقلانی سے شکر ورن پھیلتا جاتا ہے۔ اور دھرم کے کاموں پر پانی پھرتا جاتا ہے۔ جس حکومت میں ریشی اور عال برہمنوں کی تربیت اور پرداخت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ وہاں قحط اور کال ہمیشہ پڑتے رہیں گے۔ اور رعیت دکھی اور مفلس رہے گی۔ نئی نئی بیماریاں پھیلی جایشیں گی۔ دبا اور پیٹنے سے ہزاروں جائیں برباد ہونگی

اڑھیا کے (۱۵۲)

کویرجی سے راجہ مچکند کی گفتگو

بیشم جی نے دھرم راج کو راجہ مچکند کی داستان اس طرح سنائی کہ زمانہ سلف میں راجہ مچکند نہایت زبردست اور چکرورتی راجہ ہوا۔ تغیر ممالک کے بعد اس نے کویرجی پر چڑھائی کی۔ کویرجی کے اشارے سے راجھسوں نے راجہ مچکند کی تمام فوج مار ڈالی۔ تب راجہ کو بڑی رنکر ہوئی۔ اور اپنے شیردین پر دہشت (بشٹ) جی کی لہن ٹھن سے مذمت کرنے لگا۔ بشٹ جی وید پانٹھی عامل اور دہا تیجسوی پر دہشت تھے۔ اپنی مذمت سنکر انہیں شرم آئی۔ اور تپ کے زور سے راجھسوں کو قتل کر ڈالا راجھسوں کی بردباری دیکھ کر کویرجی راجہ مچکند کے پاس آئے۔ اور فرمایا کہ پر دہتوں ہی کی وجہ سے دہنا میں راجوں کا اقبال اور جلال قائم ہے۔ نارائن جی نے خزائنہ کا مالک کر کے خوشی اور غم دینے کی خدمت میر سے ہی سپرد کی۔ اس لئے سب راجہ میری ثنا و صفت کیا کرتے ہیں۔ میں

تیری طاقت اور قوت دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میں برہمنوں سے زیادہ کمال ہے
 راجہ محکند۔ دغٹے سے) کو میری جہاراج! برہماجی نے ایک ہی جگہ برہمن
 اور چھتریوں کو پیدا کیا۔ برہمن منتر پ اور ریاضت کے وسیلے سے سب
 برہمنوں میں افضل گنا جاتا ہے۔ اور چھتریوں کو اپنے زور بازو اور ہتھیاروں
 کا گھمنڈ ہے۔ اور میری امانت اور خدمت کیوں کرتے ہیں

کو میری جی۔ دیش سٹ جی سے، مجھے راج حکومت سلطنت دینے
 کی طاقت ہے۔ مگر بغیر مرضی ناراین کسی کو راج نہیں دیتا۔ اور نہ بغیر ایٹور
 کی آگیا سے کسی کا راج چھنتا ہوں

راجہ محکند۔ میں آپ کے بیٹے ہوئے راج میں حکومت کرتا نہیں
 چاہتا ہوں۔ آپ کا راج آپ ہی کو مبارک ہے۔ میں اگر چھتری ہوں۔ تو میں
 اپنے زور بازو سے فتح کئے ہوئے راج میں سلطنت کروں گا

راجہ محکند کی اس تعجب خیز گفتگو سے کو میری کو حیرت ہوئی۔ غرضیکہ
 راجہ محکند وہاں سے واپس آکر اپنے مفتوحہ ملک میں راج کرنے لگا۔

بھیشم پتیا مہ۔ (راجہ جدھشٹر سے) ہے دھروان راجہ! برہمنوں
 کا بڑا مرتبہ ہے۔ جو راجہ برہمنوں کی توقیر و منزلت کرتا ہے۔ اس کا راج
 ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ برہمنی اسرار سے واقف ہو کر پوشیدہ مشکلات
 سے راجہ کو نجات دلاتا ہے۔ اور راجہ مشکلات پیش نظر سے بچنے کے لئے
 انواع انواع کی تدبیر سوچتا ہے۔ اور بازوؤں کی طاقت سے انہیں دور
 کرتا ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ جہاراج پتیا مہ جی! بڑی تمنا تھی کہ راج اور
 حکومت نے قطع تعلیق کر کے بن میں ریاضت کروں۔ اور ایٹور کا بھجن
 کر کے اپنی زندگی سپیل کروں۔ میرے تمام اعزاء اور اقربا اس خوشخوار
 روٹائی میں مارے گئے مگر اب مجبور ہوں۔ بھائیوں نے زیر دستی گدی پر
 بجالا دیا۔ پتیا مہ جی۔ مجھے سب معلوم ہے۔ تم گمانی اور ویدوں

کے رموز سے واقف ہو۔ تم مروت اور راستی کے بندے ہو۔ تمہارے پوتا
 راجہ پاندو تمہاری شجاعت اور راست گفتاری کے ہمیشہ مددگار رہے
 ایشور نے تمہارا جنم اسی لئے کیا ہے۔ کہ تم پر جا کا پالن کرو۔ یہ سمجھ لو۔ کہ
 جو کام جس کے سر پر آ پڑتا ہے۔ اس کا انجام دینا ضروری ہے۔ انسان کو
 چاہیے۔ کہ ہمت نہ مارے۔ ایشور اس کی مدد کر لے گا۔ اب تم راج کا ج
 میں جی لگاؤ۔ منصف مزاجی سے رعایا کی فریاد سننے رہو۔ اور اس کو اس
 کی فریاد کی داد دو۔

آدھیاٹم

راجہ کیلے کی داستان

راجہ جڈ شتر دھیشم تپامہ سے، اسے ہمارا ج! مہا جمن بن
 کا مال ضبط کر سکتا ہے۔ اور راجہ کو کہیں طرح برتاؤ کرنا دوا ہے؟
 دھیشم تپامہ جی۔ علاوہ برہمن کے مال کے اور سب کا مال
 راجہ ضبط کر سکتا ہے۔ بدچلن برہمن کو راجہ سزا بھی دے سکتا ہے۔ اور
 اس کا مال بھی ضبط کر سکتا ہے۔ جس راج میں برہمن چور ہوتا ہے۔ اسے
 عیب اور صواب کو لوگ راجہ ہی سے منسوب کرتے ہیں۔ برہمنیل تمثیل
 راجہ کیلے کا حال کہتا ہوں۔

راجہ کیلے ایک بڑا دولت مند راجہ تھا۔ جس کو ایک راجپس نے
 زیر کر لیا۔ راجہ نے کہا۔ کہ میرے راج میں برہمن لوگ بڑے دھرماتما
 اور نیک چلن ہیں۔ اور اسی طرح ہر قوم کے لوگ اپنے اپنے دھرم پر چلتے
 ہیں۔ اسی سبب سے مجھے تجھ سے ڈر نہیں۔ البتہ جس راجدھانی میں ایسا
 نہ ہو۔ وہاں کے راجہ کو البتہ تجھ سے ڈر ہو گا۔ یہ منکر راجپس نے راجہ کو
 چھوڑ دیا۔

راجہ جد شمسٹر - بھلا برہمن مصیبت زدہ ہو کر اپنی بسر کیونکر
 ہو سکتا ہے۔ اور دوسرے لوگ کس طرح؟
 ہمیشہ تپا مہ - برہمن مصیبت میں بھی چھتری کا دھرم نہیں کر سکتا
 البتہ دیش کا پیشہ کرتے۔ کاشتکاری وغیرہ سے اپنی اور اپنے عیال و اطفال
 کی پرورش کرے۔ نمک۔ روغن۔ سیاہ تل۔ گھوڑے۔ گائے۔ بھینسا۔ شراب
 شرنی گوشت فروخت کرنے کا پیشہ نہ کرے۔ گائے۔ بکرا۔ آگ۔ گھوڑا
 اور زمین کا بیچنا کس طرح جائز نہیں۔ اور ایسا کرنے والا دنیا میں نکلیں
 پاتا ہے۔ اور مرکز رک میں جاتا ہے۔ شیریں کلامی کرنا اعلیٰ ترین صفت
 ہے۔ بو شیریں سخن ہے۔ وہاں ہر دھرمیز ہوتا ہے۔

ادھیائے (۳۵)

اچھے یا برے کرموں کی شناخت
 اور ان سے کرپڑ

ہمیشہ تپا مہ - انسان کو واجب ہے کہ قبل از طلوع آفتاب
 ہترے اٹھ کر پہلے ضروریات سے فایز ہو۔ پھر ندی تالاب یا کنوئیں پر اشان
 اور دیوتوں اور پتروں کا ترپن کرے۔ اور سوج طلوع ہونے پر منادھیلا
 کرے۔ پورب کی منہ کر کے کھانا کھائے۔ مگر کھاتے وقت بات چیت نہ
 نہ کرے۔ اور کسی غذا میں عیب نہ لگائے۔ گرنہتی کو چاہیے کہ متعلقین کو
 کھانا کھلانے کے بعد آپ کھائے۔ یا سب کے ساتھ۔ پرویں میں ہوا
 گھر میں۔ مگر کھاتے وقت جو سا دھو سنت آ جاوے۔ تو اسکو کچھ نہ کچھ
 ضرور دے۔ اپنا راج اور محتاج کو اپنے گھر سے بھوکا نہ جانے دے۔ یہ برکت
 اور نیکنامی کا باعث ہے۔ سرشام کھانا جائز نہیں۔ سون کر کے پہلے برہمن

کو کھلانا زیبا ہے۔ اس کے بعد جو آپ کھائے۔ وہ شیر مادر کے برابر ہے۔ گوشت
 جو آپ کھائے نہ دوسروں کو کھلائے۔ کیونکہ کسی کی جان لینا گناہ عظیم ہے
 رات کو ناتھ پاؤں دھو کر سوئے صبح اٹھ کر ماں باپ اور گورو کو نمسکار
 یا سلام کرے۔ کیونکہ ان کی دعا سے برکت ہوتی ہے۔ طلوع آفتاب
 یا دن کو عورت سے مباشرت نہ کرے۔ وید منتر پڑھنے اور پوچھا اور
 کھانے کے وقت جیو دزنار) بائیں کندھے پر رکھنا چاہیے۔ حجامت بنواتے
 اور چپکتی بناتے اور کھاتے وقت برہمن کو نمسکار اور ڈنڈا دت کرنا آزادی
 کا باعث ہے۔ سورج کی طرف منہ کر کے پیشاب یا پاخانہ پھرنا گناہ ہے
 غلاط کا دیکھنا خلاف بد فرشت ضروریات نہا لازم ہے۔ بزرگوں قابل تعظیم و گول
 کا آداب واجب اور ان کا نام لینا مناسب ہے۔ بزرگوں سے ظاہری عیبوں
 کا چھپانا گناہ ہے۔ کہ اسکو ایشور دیکھتا ہے۔ گنہگار کا چھپایا ہوا گناہ نہیں چھپتا
 جو دولت بے انتہا فکروں سے فراہم ہوتی ہے۔ اس میں نکالیف بھی بہت
 ہوتی ہے۔ اور قضا جلد آ جاتی ہے۔ اس واسطے دانشوروں نے ایسی باتوں کو اچھا
 نہیں سمجھا۔ دھرم وہی ہے جو دل سے کیا جاوے۔ جب تک دل قابو میں نہ ہو۔
 بیقرار رہنے نہیں ہوتی۔ اور دل نہیں لگتا۔ جہاں تک اختیار ہو۔ نفس پر قابو
 رکھے۔ جو کچھ پیسہ آوے۔ اسی پر قانع رہے۔ تدبیر سے غافل نہ رہے۔ اور جو
 تدبیر راست آوے۔ اسی میں ایشور کی مدد سمجھے نہ کہ اپنی دانشمندی پر فخر کرے

اُدھمائے (۱۲)

گرہست اشرم کی مشرلت

پھیشم تپامہ جی۔ گرہست اشرم سے افضل کوئی اشرم نہیں
 مگر محبت کے جال میں پھنسکر طرح طرح کی تکیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں
 اسی سبب سے گرہست آفاگون سے نجات نہیں پاتا۔ دل کا مارتا اور اندریوں

بس کرنا بھی گریہ کی ریاضت ہے۔ جو لوگ متعلقین کی محبت میں آلودہ ہو جاتے ہیں۔ وہ بڑی صوبتیں پاتے ہیں۔ دانا لوگ اسی سے دنیا کو بیچ اور بجز خیر و ثواب کے سب کو زوال پذیر جانتے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی بندہ اولاد اور رشتہ دار کوئی کسی کا نہیں ہوتا۔ ہر ایک اپنی اپنی راحت کو روتا ہے۔ اپنا دھرم اور خیر و ثواب کے سوائے کوئی کام نہیں آتا۔ یہی ساتھ جاتا ہے۔ اس لئے دنیا کو چھوڑ۔ اور سب کی محبت سے منہ موڑ کر اچھے کام کرنے سے دنیا میں دائمی مسرت ملتی ہے۔ اور دین میں سرخروئی نصیب ہوتی ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا اس کا دین و دنیا میں کہیں ٹھکانا نہیں ہوتا۔ راحت و تکلیف اور قضا و رضا کو پہچانتا اور دنیا کو بیچ جانتا ہے۔ تو ہی ایسا کو پہچان سکتا ہے۔ نہیں تو دنیا کے بھرم میں ٹھکانا ہے۔ اسے راجہ باقم بھی دنیاوی امن چھوڑ کر غم سے دور ہو کر مرے ہوئے لوگوں کے واسطے بے فائدہ رنج و زحمت ہوئے۔ پھر مرے ہوئے لوگوں کا بلنا و شواہ ہے۔ اور ساری فکر بے کار ہے۔ یہ لوگ تمہارے کام نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان کے غم میں آلودہ ہونے سے دنیا کے سب کام بھی بگڑ جائیں گے۔ آنچہ رضا سے ملے از ہمہ اولے۔ اس قادر مطلق کی دستجو کرو۔ جو ہمہ دوست اور ہمہ دوست ہے۔ یا جو کچھ ہے ہمہ از دست ہے۔ یونیا بیچ است و کار دنیا ہمہ بیچ جو کچھ ہے۔ وہ خواب و خیال ہے۔ ایک دن سب کو زوال ہے۔ جو انسان اس کتنا کو سننے یا سناوے۔ اسے ثواب و اجرینا اور نعمتی نصیب ہوگی۔

شائقِ پرہیزِ اولِ ختم شد

جہا بھارت

شافی پر ب

حصہ دوم

ادھائے (۱)

مُصِیبت کے وقت راجاؤں کو نجات
کی تدبیریں

بیشم پائن جی راجہ جینجے سے اس طرح گوہر افشانی کر رہے ہیں کہ
راجہ جدھشٹر نے بیشم جی سے استسار کیا۔ جب کسی راجہ کا خزانہ صرف ہو گیا
ہو۔ رسا۔ اور سامان جنگ کی کمی ہو۔ چاروں طرف سے حریف گھیرے ہوں
کچے ممالک بھی اس کے قبضہ و تصرف سے نکل گئے ہوں۔ اس وقت اسے
کون تدبیر کرنا واجب ہے۔

بیشم جی اس قدر متیر۔ ایسی حالت میں راجہ کو مناسب ہے کہ
غنیمت سے جس طرح ممکن ہو۔ صلح کر لے۔ دشمن صلح پر راضی نہ ہو۔ تو روپیہ یا

جسے سلطنت دے دلا کر سر سے بلاتا ہے۔ مگر حالت میں دھرم کا خیال رکھے
 دھرم کے خلاف کوئی فعل نہ ہو۔ فراہمی فوج اور ترقی خزانہ میں منہ روت رہے
 اگر یہ باتیں اس کے اختیار سے باہر ہوں۔ تو مردانہ وار میدان رزم میں کٹ
 مرے۔ ایسے ایسے بہادروں کو ضرور سو رنگ نصیب ہوتا ہے۔ عقلمند وہی
 ہے جو زبردست عدو کو کچھ گاؤں یا زمینیں ریکڑائی ہوئی۔ بلا کر مرے۔ مثال دے
 یا قلعے سے نکل کر یہ تبدیل ہیت حریف سے رو پوت رہ کر اجتماع فوج
 میں سرائی رہے۔ رعیت نڈرے اور ملک گیری کا خیال کبھی دم بخود نہ ہونے
 پاوے۔ جو شخص اپنے زور بازو اور محنت و مشقت کی روزی ہم لہجائے ہیں
 وہ خوش اطوار ہوتے ہیں۔ حرام خوری اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ دھرم کے
 خلاف چلنے والوں جاہل لوگوں کی صحبت سے اجتناب ضروری ہے۔ ایسے
 اشخاص شہر بدر کر دیے جاویں۔ ان کے رکالے کی تدبیریں بھی ہیں۔ اور
 ان کو سزا جرمانہ یا قید ہو۔ گھر بار ضبط کر لیا جاوے۔ برہمن جو قابل سزا
 سمجھے جاویں۔ انکو جان سے مارنا ممنوع ہے۔ مگر شہر بدر کروینا بہت مناسب
 ہے۔ دیکھو راجن غیبت کرنا سب عیبوں سے بڑھ کر ہے۔ وانا۔ عاقل کبھی
 کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ بلکہ غیبت کرنے والے کو سزا دیتے ہیں۔
 گورو سے بڑھ کر کوئی بزرگ نہیں ہوتا۔ اگر وہ بھی غیبت کرنے کا عادی
 ہے۔ تو اسکو سزا دینا راجاؤں اور چھتریوں کا دھرم ہے۔ دشمنوں کے پنجے
 سے نجات حاصل کرنا۔ وزیروں مصاحبوں سے مشورہ لینا آئین سلطنت کے
 اصول ہیں۔ شیریں گفتاری ہوش و حواس کی ورستی مجبوری و لاچارگی کے
 وقت بہت مدد دیتی ہے۔ بہادر اور شجاع سپاہی وہی ہے۔ جو مصیبت
 پڑنے پر بھی راجہ کا ساتھ دیتا ہے۔ بلکہ جان دینے میں دریغ نہ کرے۔
 راجہ پر فرعن ہے۔ کہ فوراً کچھ بولناقت میں لے رہے۔ میدان رزم میں
 ہر ایک بہادر کے کرتبوں پر دیکھ بھال کرے۔ اس کی شان احسان
 اور مہیا کے الفاظ نکلتا رہے۔ فوج کا دل بڑھ جائے حالت مغربی
 میں جان توڑ کر لڑائی کرنے سے دشمن پر غلبہ ہو سکتا ہے۔ غزوہ کی حفاظت

راجہ کا دھرم ہے۔ خزانے کا منہ کھلا رکھے۔ جو روپیہ اپنے بلکہ دیگر ممالک سے فراہم ہوا ہو۔ فوج میں تقسیم کر کے۔ کیونکہ روپے سے فوج اور فوج سے ملک کی ساری ہوتی ہے۔ بے رحمی اور نا انصافی سے جو روپیہ فراہم کیا جائے۔ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ راجہ نیت سے روپیہ وصول ہو۔ تو وزیروں اور راجہ کی سلطنت کی ترقی کر کے ان کے مشورے سے یہودی ملک مہیجہ عدو سے رہائی کے وسائل سوچنا راجہ کا فرض نہیں ہے۔ جو راجہ خزانے کی کمی سے مجبور ہے۔ وہ ہمیشہ خوار اور دشمنوں کی پورش سے متبرک رہے گا۔ قلیل تنخواہ والے ملازمین کے سپرد ملکی کام نہ کرنا چاہیے۔ چھوٹی تنخواہ والے نوکر خوشی سے کام نہیں کرتے۔ دولت سے راجہ کی سرسبزی رہتی ہے۔ دولت ہی سے عجب بچھے رہتے ہیں۔ جو راجہ رعیت کو دکھی رکھتا ہے۔ رعیت اس کی دشمن ہو جاتی ہے۔ اس کی یہودی اور اعزاز و عایا کی آنکھوں میں کھٹکتا ہو لوگ اس کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے قتل اور بے عزت کرنے کی گھمٹیں سوچتے ہیں۔ ایسے راجہ کو شکہ نہیں ملے گا۔ بدبرداری اور ہمیشہ انخاص کے مشورے سے سلطنت کا کام کرے۔ کسی کام سے غفلت نہ ہو۔ تدبیر ہی سے راجہ اور دھرم قائم رہتا ہے۔ اگر دشمن سے جاہری نہ ہو سکے۔ تو ملے لٹا بھاگ کھڑا ہو۔ جنگل میں جا کر ہرن وغیرہ جانوروں کے ساتھ گشت کرے۔ بد اعمال لوگوں کی صحبت سے بچے۔ بد اخلاق کی صحبت سے بھاؤت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ شیریں بیاہی سے انسان کا دل سنہرہ ہوتا ہے۔ نیکنامی سے دنیا اور آخرت دونوں درست ہوتی ہیں۔ منکر اشخاص جو ایشور کے بھی معتقد نہیں۔ ان کا قول ہے۔ کہ نہ جتنے ہے نہ دنیا ہے۔ نہ خیر ہے نہ ثواب ہے۔ ناسک لوگوں سے زبردستی مال چھیننا جنگ سے بھاگنے والوں کا قتل کرنا۔ کسی کی توقیر و منزلت پر حسد ہونا۔ احسانوں کا بھولنا۔ برہمن کے اثاثہ پر اپنا قبضہ کرنا۔ یا گورو و دختر کا بھگالے جانا۔ غیر عورت سے مباشرت کرنا یہ فعل گناہاں کبیرا ہیں گئے جاتے ہیں۔ بد اعمال نامہ اس لوگوں کی محبت سے سراسر زیاں اور مال و متاع کا نقصان ہے۔ اسلئے

اے راجہ! بدکردار کو سزا دینے اور شہر بدر کرنے ہی سے دھرم کی فضیلت قائم رہتی ہے۔ پھر زہن ڈاکو اگر قبضے میں آجائیں۔ انکو چھوڑنا نہایت زہرناہک رہے۔ رعایا کو تباہ اور یہاں دگر نہ رہے۔

ادھیاے (۲)

نیک کرداری کے اوصاف اور کائب پہریمار کا ذکر

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ اے بھارت بنس کے سرتاج راجہ جلدھنٹر یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ دھرم ہی دنیا میں سب سے اعلیٰ ہے۔ لہذا ہر حالت میں دھرم پر نظر رہے۔ دنیا کو شش اور سستی کی تالچ ہے۔ ہمیشہ پہریمار راجے اپنی طاقت اور دلیری سے فوج کی ترتیب اور اسلوں کی درستگی میں روپے کا منہ نہیں دیکھتے۔ بد اعمالوں اور ناسزاؤں پر راجہ کی ہیبت ایسی طاری ہو جاتی ہے۔ کہ وہ خلاف حکم کسی فعل بد کے مرتکب نہیں ہوتے۔ دھرم فضیلت شجاعت اور بہادری سے قائم رہتی ہے۔ دھرم کی شجاعت اور دلیری کا مطمح ہے۔ خوش اقبال راجے دھرم کی بدولت چین کرتے ہیں۔ جس راجہ کا راج غنیمت نے چھین لیا ہو۔ یعنی ریاست معزول ہو گیا ہو اسے ہر طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ جو شخص بد معاشری بد چلنی کی بدولت معزول ہونا ہے۔ وہ لعن طعن کے تیروں سے زخمی کیا جاتا ہے اس واسطے وید پڑھے۔ برہمن اور من بزرگوں کی خدمت کرنے سے یہ بات دور ہو جاتی ہے۔ نیا منی۔ نختی بزرگوں کی تعظیم شیریں بیانی یہ خاص جوہر ہیں۔ جن سے انسان ہر دوزخیز ہو جاتا ہے۔ اپنے نفع کا خیال نہ کر کے دوسرے کے فائدے پر نظر رکھنے والے راجہ رعیت کی نگاہ میں یا دھت

خیال کئے جاتے ہیں۔ کاتب نامی چیمار کارٹ کا اپنا ابا ٹی پیشہ چھوڑ کر عابدوں
 مرتاضوں کی خدمت سے مستفیض ہوا۔ تو بد اعمال انسان انکی محبت سے
 استفادہ کرنے لگا۔ بہت سے چوروں نے ان کی شاگردی قبول کی۔
 شاگردوں اور چیلوں نے اس کی نصیحت مانی۔ کہ وہ چوری یا زبردستی سے
 کسی کا مال غصب نہ کر لیں۔ برہمنوں اور عورتوں پر ناگھ چلانا۔ یا ان کا
 مارنا نہایت زبون فعل ہیں۔ جس طرح طلوع آفتاب ہوتے ہی عکس
 کا فورا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح برہمن کی دولت یا روپیہ غصب کرنے والے
 تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ بس ایسے بدچلن۔ بد خلق بد کردار اشخاص کو شہر
 بد کرنا اور انہیں کافی سزا دینا بہت دھرم کہا جاتا ہے۔ کاتب نے اپنی
 نصیحت سے چیلوں کو بڑے کام کرنے سے روکا۔ اور وہ سب سی عابد پرہیزگار
 ہو کر بڑے عال بن گئے۔ اسے جدھشٹر! جو شخص اس کاتب کی کتنا سنیگا۔ وہ
 کبھی جرائم قبیحہ کا مرتکب نہ ہوگا۔

اوصیائے (۳)

خزانے کی دیکھ بھال اور روپیہ فراہم کرنے کے طریقے

بھیشم جی۔ راجہ جدھشٹر! جو لوگ اہل دول ہیں۔ اور جنگ
 ہوں وغیرہ نہیں کرتے۔ جو شخص ڈر اور حمکا کر لوگوں کو اذیت پہنچاتے یا زبردستی
 ان کا مال غصب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر ٹیکس یا مذمتنا جز یہ مقرر کرنا
 راجہ کا عین فرض ہے۔ اسی طرح روپیہ فراہم کر کے اپنے خزانے کو مامور
 کرے کہ وقت پر فوج کی تحوا یا بگس وغیرہ میں صرف ہو۔ ایسا روپیہ
 بچ کے کاموں اور کھانے پینے میں خرچ کرنا مناسب نہیں۔ جو بد اعمال لوگوں

کی کمائی کا محاصل ہو۔ وہ ساوھوٹوں کو دے ڈالنا چاہیے۔ یہی آتم و نیرم ہے سوہم
 کی طاقت اور رزور بازو کی وساطت سے دنیا قبضے میں آسکتی ہے جس طرح حشر
 الارض یعنی چوہیٹی۔ ڈالسن۔ پھھر۔ نکھٹی سے جو خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور
 ان کے دفعتے کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں۔ اجتناب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح
 جگ نہ کر نیوالے آدمیوں سے بھی احتراز لازم ہے۔ جو جگ کرتے ہیں۔ وہ
 مرنے پر پھر انسان ہوتے ہیں۔ جگ کرنے والے راجہ ہمیشہ خوش رہتے
 ہیں۔ اُن کو کوئی دکھ نہیں ستاتا۔ اسی موقع پر ایک روایت یاد آتی ہے۔
 ہین لگرچہ ایک تالاب میں رہا کرتے تھے۔ ایک تو دور اندیش تھا
 دوسرا دیر فہم۔ تیسرا وقت پر عقل رکھنے والا۔ ایک روز ماہی گیروں نے
 مچھلیوں کے شکار کی صلاح کر کے تالاب کے پاس ایک عمیق خندق کھودا۔
 اور تالاب کا پانی خندق میں جمع ہونے لگا۔ دور اندیش لگرچہ نے اپنے
 ساتھیوں سے کہا۔ کہ خبردار رہنا۔ کسی شکل سے سامنا نہ کرنا چاہتا ہے۔ ایسا
 نہ ہو۔ کہ جان خطرے میں پڑے۔ اس لئے یہاں سے بھاگ چلو۔ ویر فہم لگرچہ
 نے جواب دیا۔ کہ تمہارا کہنا صحیح ہے۔ مگر جلدی کیا ہے۔ اطمینان سے چلیں گے
 کچھ بھگدڑ تو ہے نہیں۔ تیسرا جو وقت پر عقل رکھتا تھا۔ کہ بھائی گھبرائے کیوں
 ہوں۔ وقت پر کوئی ایسی تدبیر نکالوں گا۔ کہ تمہاری اور اپنی جان بچ جائیگی
 دور اندیش لگرچہ کو ان کی باتوں بھروسہ نہ ہوا۔ نایوں کی راہ سے دوسرے
 تالاب میں جا کر دم لیا۔ ادھر ماہی گیر نے تالاب میں جال ڈالا۔ مچھلیوں
 کے ساتھ وہ دونوں لگرچہ بھی پھنس گئے۔ ماہی گیروں نے جال کھینچنا شروع
 کیا۔ وقت پر عقل رکھنے والے لگرچہ کو کچھ ایسی سوجھی۔ کہ جال سے بٹل
 بھاگا۔ اور دوسرے عمیق تالاب میں جا کر پناہ لی۔ دیر فہم لگرچہ مچھلیوں کے ساتھ
 پکڑا گیا۔ اور جان سے مار ڈالا گیا ہے۔ اسی طرح اُسے راجن! ہر انسان کو
 دور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ یہ خیال بچا ہے۔ کہ وقت پر دیکھا جائیگا۔
 دیکھو۔ ایشور نے گھڑی پل۔ دن رات۔ مہینہ۔ برس چھ موسموں کی تقسیم
 اس واسطے کی ہے۔ کہ انسان ایک ایک پل کو نگاہ میں رکھے۔ اور وقت

کا پابند رہے جب وقت بھل جاتا ہے۔ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ احسن اور میوہ قوت
وقت بھی قدر نہیں کرتے۔

اڑھیاے (م)

جھڑت ملک اور دشمنوں سے بچاؤ کی تدبیر

راجہ جھڑت نے ہمیشہ جی سے سوال کیا۔ جب راجہ محصور ہو۔ اور اکیس
اور وزیر مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ دیں۔ نہ اس کا کوئی یار نہ عہدگار
ہو۔ تو اس آفت میں کس طرح دشمنوں کے پیچھے سے رہائی پاسکتا ہے۔ اس
کو کیا کرنا چاہیے۔ کہ اس بلا سے نجات پائے

بھیشم جی راست گو راجہ یہ جانتے ہو۔ کہ مصیبت میں کوئی
کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور میں پہلے ہی
بیان کر چکا ہوں۔ کہ دشمن سے نجات کی تدبیر صلح ہے۔ اگر اس کا کوئی دوست
ایسا ہو۔ کہ وہ نادان اور احسن نہ ہو۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے۔ کہ دانا دشمن
بہ از نادان دوست۔ تو اس دوست کے ذریعے سے صلح کا پیغام بھیجے۔ اگر
وہ عقلمند اور ذہین ہے۔ تو جودت طبع سے دشمن پر قابو پائے گا۔ اور
اس آئی ہوئی بلا سے راجہ کو بچا لے گا۔ ایک گربہ اور موش کا قہقہہ تمثیلاً بیان
کرتا ہوں۔

کسی صحرا میں برگد کا درخت مناسب لمبا چوڑا تھا۔ پرندوں نے اس پر
اپنا نشین بنایا۔ سانپ چھو وغیرہ زہریلے جانور اس کی جڑھ میں رہا کرتے۔
درخت کے کچھ فاصلے پر ایک سوراخ تھا۔ جس میں آٹھ منہ تھے۔ اس
میں پلٹ نامی ایک چوہا رہتا تھا۔ برگد کے جوف میں ایک لومس نامی باؤ

رنا کرتا تھا۔ وہاں ایک چڑھیا رات کو آتا۔ اور جال بچھا کر اپنے گھر واپس چلا جاتا تھا۔ صبح کو جال میں جو پرندے پھنس جاتے۔ انہیں بچکر چڑھیا اپنا پیٹ پالتا تھا۔ اتفاق سے کسی دن موس بلاؤ جال میں پھنس گیا۔ وہ چوہا آیا اور سیٹے خوف و خطر جال کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ اسے میں ایک بولا اور ایک آلو بھی وہاں آئے۔ اور چوہے پر تانک لگا کر کسی مقام پر بھیڑ گئے۔ کہ جب چوہا نزد پر ہو۔ پڑ لیں۔ چوہا حیران ہوا کہ کیا کرے۔ اگر بھاگتا ہے۔ تو آٹو جان نہیں چھوڑتا۔ ٹھہرتا ہے۔ تو نیو لے سے بچنا مشکل ہے۔ عرض اس سے کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ ناچار موس بلاؤ کے پاس گیا۔ اور لجا جیت سے بولا۔ کہ اسے بتر۔ اس وقت آپ بھی مصیبت میں ہیں۔ اور مجھ پر بھی آفت ہے۔ ایسی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کی اور میری دونوں کی جان بچے۔ ایک بات ذہن میں آئی ہے۔ کہیئے تو عرض کروں۔

بلاؤ۔ ہاں بتر! جلدی کہو۔ میری تو جان پر بنی ہے صبح ہوتے ہی چڑیا بچڑے گا۔ اور نہ جانتے میرا کیا کرے
چوہا۔ اگر آپ میری جان کے گاہک نہ ہوں۔ تو میں آپ کا جال کتر دوں۔ اور آپ رانی جاویں۔

بلاؤ۔ وفادار دوست اپنے وقت کے میسا ہو۔ باتوں سے امرت پگھلا ہے۔ جو میرا آپکا چائے ہو۔ آپکار ہی جیونارائن کا پیارا ہوتا ہے۔ اس آفت سے میری جان اگر بچگئی۔ تو عمر بھر بندہ احسان رہیگا۔

چوہا۔ آپ کا ٹھیکارا تو جال سے ہو ہی جائے گا۔ مگر مجھے اس بات کا قیل و دحیٰ۔ کہ بعد رانی کے تم کو اس آفت سے بچاؤں گا۔ کیونکہ بولا اور آٹو دونوں میری تانک میں ہیں۔ کہیں آپ بھی جال سے بٹکلہ مجھے اپنے منہ کا نوالہ نہ بنا لیں۔ ہمارا اور آپ کا مسکن ایک ہی جگہ ہے۔ اس وجہ سے ہم اور تم بچے دوں۔ ہو سکتے ہیں۔ پڑوسیوں کا ناٹھ کچھ کم ہوتا ہے۔

بلاؤ۔ اگر جال کا ٹکر میری جان بچاؤ۔ تو میری اور تمہاری دوستی ہمیشہ بنے گی

چوہا۔ اپنے کام میں مصروف ہوا۔ اور آہستہ آہستہ دانتوں سے جال کترنا شروع کیا۔
 بلاؤ۔ وفادار دوست! کام میں جلدی کرنا چاہیے۔ اگر مہینہ ہو گئی۔
 تو غائب ہو جائے گا۔

چوہا۔ گھبرائیے نہیں۔ اس ملعون چڑھیار کے آنے سے پیشتر ہی جال کتر ڈالوں گا۔ مگر مجھے ابھی آپ سے خوف ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میں آپ کے نیچے جال کتر نے آؤں۔ اور آپ مجھے چٹ کر جائیں۔
 بلاؤ۔ جان نثار دوست! کام مکمل کر جاؤ۔ ڈرتے کیوں ہوں۔ قول جان کے ساتھ ہے۔

چوہا۔ خوف ہو کر بلاؤ کے شکم کے نیچے گید اور دب کر آہستہ آہستہ قلع چرید شروع کی۔ اور بلاؤ اور چوہے میں گہری دوستی و یکجہ نوا اور آؤ سخت متحیر ہوئے۔ کہ بلی کا کھانا اور اس طرح کی رفاقت۔ غرض مایوس ہو کر ان دونوں نے بھی اپنی اپنی راہ پکڑ لی۔ اور آفتاب نے تاریکی شب کے دامن سے منہ نکالا۔ اچھالا ہوا۔ اور بھلیا چار شکاری کتوں کے ہمراہ دور سے دکھائی دیا۔ بلاؤ کی تو گویا جان ہی نکل گئی چوہے سے خوشامد کر کے پولا۔ کہ میری جان جزیں اب کچھ ہی دیر کی مہمان ہے۔ اہل سامنے چلی آئی ہے آپ نے بھی اب تک پورا کام نہیں کیا۔ اگر جال کٹا ہوتا۔ تو بھاگ کر جان بچا لیتا۔

چوہا۔ اس کی بتیابی دیکھ جلدی مقرر اس دن رات سے جال کتر رہا۔ چند منٹ میں اس قدر جال کتر ڈالا۔ کہ بلاؤ اس سے بھگ سکا۔ بلاؤ نے جال سے ہر نکالا۔ اور جی چھوڑ کر بھاگا۔ چوہا بھی اچھلتا کودتا اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ مہیب صورت چڑھیار جال کٹا کر اپنی قیمت کو کھڑکتا جنگل کی طرف راہی ہوا۔

لو اس بلاؤ چوہے کے اس احسان کا نہایت ممنون ہوا۔ سوراخ کے پاس گیا۔ آواز دی۔ کہ اسے وفادار۔ اسے غمگسار دوست! خدا باہر

آؤ۔ میری جان تم پر صدقہ ہے۔ ڈرا اور ہراس چھوڑ دو۔ مجھ سے کبھی ذرا نہ ہوگی۔ کہ بار احسان نے میری گردن نیچی کر دی۔ اسے صن جفاکش دوست میرے تمام عزیز اور اہل خاندان تمہارے جموں احسان ہو رہے ہیں تم سے جان بچائی۔ اس کا بدلہ لیٹور دے گا۔

پلیٹ چوما بولا۔ آپ طاقتور اور میں کمزور۔ آپ کا میرا ساتھ بندہ سلگتا رہا ہے میں بھروسہ کرنا عقلمندوں کا دستور نہیں۔ دم بھر میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ گو آپ محبت سے پیش آئیں۔ مگر مجھے بھروسہ نہیں۔ دنیا کا عجیب دستور ہے۔ جتنا کسی سے کسی کا کام اڈکا ہے۔ وہ اس کا بندہ بنے۔ جہاں کام نکل گیا۔ پھر گویا شناسی نہ تھکے۔ آپ اپنے گھر خوش ہیں اپنے گھر خوش رہو دست اور زیر دست کی دوستی ہی کیا۔ آپ کیوں بتاتے ہیں۔ مطلب ہی کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ تمام رات ہمارے گھر گزری۔ بھوک کا وقت ہے تو کیا مجھے کھا کر اپنا پیسہ بھریں گے۔ عقلمندوں کا قول ہے۔ لیکن انگشت در سوراخ کڑھمے اس میں سراسر دھوکا ہے۔ زبردست کو دور ہی سے سلام ہے۔ بتر مثل مشہور ہے۔ کہ لاکھوں روپے سے بھی زیادہ جان پیاری ہے۔ اگر جان گئی۔ اور دولت و افراتھ آئی۔ تو کس کام کی۔ اس لئے جان سے پیاری دنیا میں کوئی چیز نہیں۔

لومس۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کہ آپ دانا دوست ہیں۔ نادان نہیں۔ مگر مجھے بھی دانا دشمن سمجھئے۔ دانا دشمن سے کبھی برائی نہیں ہوتی۔ پس خوف کیوں کھاتے ہوں۔ یہ کہیں ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے سے بھلائی کرنے والے ساتھ دغا کی جائے۔ تمہیں تو اپنا گھر سمجھتا ہوں۔ نصیحت آمیز کلام نہ نہا۔ گی سچیل ہو جائیگی۔ تم کو کسی کا ڈر نہ کرنا چاہیے۔ جتنے دشمن ہیں۔ کسی کی مجال نہیں۔ کہ ترجمی نگاہ دیکھ سکیں۔

پلیٹ چوما۔ آپ لاکھ باتیں بنائیں۔ آپ کا جادو چلنا دیتا ہے۔ کیونکہ میں شائستہ کے احکام سے واقف ہوں۔ آپ کے بھنے سے میں نہیں نہیں سکتا۔ شکر جی کا قول ہے۔ کہ دشمن اگرچہ ضیف بھی ہو۔ مگر اس کے

ساتھ دوستی کرنے میں سراسر نقصان ہے۔ کیونکہ دشمن کا مقصد ہو جانا عقل مند کا شیوہ نہیں۔ بلکہ دوسروں پر اپنی شیریں بیانی سے قابو پائے۔ نہ کہ دوسروں کا مقصد ہو جائے۔ جیو کی رکشا دھن اور پتر کی آپن یہ باتیں کچھ اپنے ہی بن پڑتی ہیں۔ دوسروں کی مدد کچھ کام نہیں دیتی۔ پس میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اگر میری بھلائی چاہتے ہیں۔ تو دور ہی سے مزاج پڑھی ہو جایا کرے گی۔ چوسے کی اس دلہند پر تقریر سے لوس بلاؤ بہت خوش ہوا۔ اور اس کی عقل کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے درخت پر چڑھ گیا۔

بکھلی چشم تھی۔ اس تذکرے کو بیان کر کے بولے۔ جس طرح چوسے نے اپنے دشمن کی جان بچائی۔ اور اپنی جان کا بھی محافظ رہا۔ اس طرح مجبور و مقہور راجہ زبردست سے زبردست دشمن پر قابو پا سکتا ہے۔ وقت پر حریف سے صلح کرنے۔ نادان دوستوں کی باتوں میں آ جانا عقل مندوں کو پسند نہیں۔ جو لوگ رکاوٹ اور ڈھانٹ سے بہرہ ور۔ وہ آفت کے آنے سے پہلے ہی بچنے کی تدبیر سوچ لیتے ہیں۔ جتنا کھوج کیجئے۔ اتنی ہی باریکیاں سوچتی ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت فکر اور عقل سے کام لے کر آفت کو ٹال دیتے ہیں۔ اور ان پر دشمن قابو نہیں پاسکتا۔ لہذا تم بھی جو کام کرو۔ سوچ سمجھ کر کرو۔ جن پر پھر سو کرنا لازم ہے۔ ان پر اتنا بھروسہ کرو۔ جن میں نقصان کی منحوس صورت نہ دکھائی دے۔

ادھیائے (۵)

نادان دشمن یہ از ناداں دوست

راجہ جہد ہشتر بھیشم تہا مہ جی سے ملتے ہیں۔ آپ کی باتوں سے

ظاہر ہوا۔ کہ دوستوں پر بھروسہ کرنا لازم نہیں۔ اور کاروبار سلطنت بغیر
بھروسے کے چل نہیں سکتے۔ پھر کیونکر انتظام سلطنت ہو بڑا تردد رہے۔
اسے دور کیجئے۔

چھٹی قسم کا بیان۔ راجہ برہمہ دت والی کا تیل نگر اور پوچی
مادہ پرندا کا قصہ کیا تم نے سنا نہیں۔ راج محل میں پوچی مادہ پرندا
چھت کی کڑیوں میں گھوسلا بنا کر رکھا کرتی۔ اور اپنے بچوں کو پالتی تھی
اتفاق سے اُسی پوچی اور برہمہ دت کے ایک ہی دن لڑکے پیدا ہوئے
ایک روز پوچی سمندر کے کنارے گئی۔ اور دوا مرت پھل وٹاں سے لائی
ایک اپنے بچے کو دیا۔ اور دوسرا راجمار کو کھلایا۔ ایک روز راجمار اپنی
دایہ کی گود میں کھیل رہا تھا۔ اور پوچی کا بچہ فرش پر ادھر ادھر پھرنے
لگا۔ راجمار کے ماتھے میں لکڑی تھی۔ وہ اُسے مار بیٹھا۔ بچہ پر کچھ ایسی
ضرب پڑی۔ کہ جان نہ ہو سکا۔ اتنے میں بچے کی ماں پوچی آئی۔ اپنا
مردہ بچہ دیکھ کر بہت غمگین ہوئی۔ ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ سوچا کہ چھڑیوں
پر بھروسہ کرنا فضول تھا۔ باوجودیکہ چھڑی کا خطاب محافظ جان و مال ہے۔ تاہم
پھر چھڑی ہی چھڑی ہیں۔ بات بات پر غصہ آجاتا ہے۔ نہایت حق بات تھی۔ کہ
ان پر بھروسہ کیا۔ فی عرض ضرور نہ تھی۔ اور راجمار کو قتل کر دی گئی۔ یہ خیال کر کے
تڑپ کر اُڑی۔ جھپٹ کر بچوں سے راجمار کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ اور پرواز
کناں اوپر جا کر بولی۔ کہ وئی خویش مثل بہت کہ مے آید پیش۔ جیسا کہ بگا
ویسا پھل پائے گا۔ راجہ برہمہ دت راجمار کی کیفیت سن کر غل میں آئے۔ راجمار
کی حالت دیکھ کر نہایت مغلصہ ہوئے۔ استفسار حال کیا معلوم ہوا۔ کہ راجمار
کی ضرب سے پوچی کا بچہ ہلاک ہوا۔ اور پوچی نے راجمار کی آنکھیں پھوڑ
دیں۔

راجہ برہمہ دت پوچی سے بیشک راجمار تیرا گنہگار ہے۔ اور تو نے
اس کا عرصہ بھی لے لیا۔ قابل سزا فی سجدہ کر دے کیا۔ خبردار محل سے بھاگنا نہیں
پوچی دیوار پر بیٹھ کر تیرا گنہگار ہو چکی۔ اور پھر مشیت پر ہوں

جب چاہے۔ مار ڈال۔ اس لئے تیری باتوں پر بھروسہ کرنا بیوقوفوں کا کام ہے۔ تیرے جہاں رہنا تو جان جو کھم ہے۔ جو شخص دشمنوں کی چکنی چوڑی باتوں پر آجاتے ہیں۔ وہ جلد آجائے ہیں۔ وہ جلد خوار ہوتے ہیں۔ کیونکہ بغض و حسد چنگاری اندر ہی اندر سلگتی ہے۔ دشمنوں کے ہاتھ سے بیڑوں پوتوں کی آخرت بھی خراب ہوتی ہے۔ دشمنوں کی باتوں پر کبھی بھروسہ نہ کرے۔ بلکہ دشمنوں پر بیٹھنی باتوں کا جادو چلا دے۔ یہ خرد مندوں کا قول ہے۔ میں اپنے بچوں کی اور اپنی جان کی حفاظت سمجھ کر راج محل میں رہتی تھی۔ وہ بات کو سوں گئی۔

راجہ برہم دت۔ تو میری گنہگار نہیں ہو سکتی۔ راجکمار نے اپنے کئے کا پھل پایا۔ خوف بیکار کرتی ہے۔ عا شامقرض نہ ہونگا۔ اور نہ تیرے بچوں سے قرض ہوگا۔ تو خوشی سے میرے یہاں رہ

لوحتی۔ ایسی باتوں پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ جب راجکمار جی سامنے آئیں گے۔ تیرے دل پر رنج کی گھٹائیں چھا جائیں گی۔ میرے مارنے کی تابیریں سوچی جائیں گے۔ میں نشست پر اور تو زبردست راجہ مورخیت کی طرح جب چاہے۔ مل ڈالے۔ شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ پانچ چیزوں سے عداوت بڑھتی جاتی ہے۔

(۱) زن۔

(۲) زمین۔

(۳) تلخ بیانی۔

(۴) بد طبیعتی

(۵) قصور۔

جو کمزور ہوں۔ شہ زوروں سے دور بھاگیں۔ دشمن پر بھروسہ کرنا احکام شاستر کے خلاف ہے۔ اس لئے یہاں سے چلا جانا ہی بہتر ہے۔ یہاں کی بود و بات سے اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کا خطرہ ہے۔ راجہ برہم دت۔ تو گمانی ہو کر ایسی باتیں کرتی ہے۔ ایک نہ ایک

دن موت سب کو کھا جائے گی۔ کوئی کسی کا نقصان نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی کسی کی جان لیتا ہے۔ زندگی موت الیشر کے اختیار ہے بہت اچھے ہیں۔ کہ جان سے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور بہت اپنی جان بچا لیتے ہیں جس طرح آگ کا کام جلانا ہے۔ جو چیز آگ میں گرے گی۔ جلد خاک ہو جائیگی اسی طرح اہل سب کے ساتھ ہے۔ ایک دن موت کی آگ میں سب کو جلانا ہے۔ ہمارا اور تمہارا کچھ اختیار نہیں۔

پوچھنی۔ اس خیال سے موت سب پر حاوی ہوئی۔ جب موت ہی مقدم ہے۔ تو ایک کو ایک سے دشمنی کیوں ہوتی۔ بھاتی کا بھائی دشمن ہوتا ہے۔ جب یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ تو دنیا کے کام و بار کیوں کر چلیں۔ دیوتا اور اچھوس میں جنگ کیوں ہوئی۔ بیماریوں کی بیماری واری فضول۔ حکم وید کے علاج سے کیا فائدہ۔ کسی کے غم سے رنج کرنا عبث۔ انسان۔ جانوروں اور پرندوں کی گوشت خوری کرتا ہے۔ مگر جو اشخاص شاستر کے احکام سے واقف ہیں۔ وہ کبھی ایسا نہیں کرتے۔ اپنی جان اور جانور کی جان برابر سمجھتے ہیں۔ جان سب کو بیماری ہے۔ اولاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ دکھ سے سب بھاگتے ہیں۔ شکہ سب کو پیارا ہے۔ آتی ہوئی دولت کا نکل جانا اور جوانی سے پیری میں قدم رکھنا۔ ان باتوں سے طبیعت مضطرب اور افسردہ رہتی ہے خراب اور بدمعاش انسان سے دل نہ لگانا چاہیے۔ عورت کی محبت بھینسا علمتدیر کا کام نہیں۔ کون ایسا بشر ہے۔ جو ان باتوں واقف نہ ہو۔ مگر ان باتوں پر کوئی کار بند نہیں ہوتا۔ سب لوگ اپنے دکھ کو دکھ سمجھتے ہیں۔ پرانے رنج کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ حاشا یہ خیال مقدم نہیں سمجھا جاتا۔ ہے کہ موت پر قانع ہو کر دنیا کے کام و بار سے ہاتھ اٹھالے۔ الیشر نہ کرے۔ کہ کسی کا دل کسی سے پھٹ جائے۔ لاکھ کوشش کرے۔ کہ شکستہ دلوں کی طبیعت میل نہیں کھاتی۔ کہ من موتی اور دو وہ رس انکو بھی سمجھاؤ پھانٹے سے بھرتا نہیں۔ کوٹوں کروا پاؤ۔ بیٹی کا برتن ٹوٹا ہوا جڑ نہیں

سکتا۔ اسی طرح دل بھی جب پھٹ جاتا ہے۔ اس کا چڑنا محال ہوتا ہے۔
 راجپوتوں کے گورو گھنٹال۔ شکر جی قول ہے۔ کہ جو دشمنوں کی راست
 گوئی یا دروغ بیانی پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ضرور ہی مارے جاتے ہیں
 بدگو اور غیبت کرنے والے کی ظاہری باتوں پر کبھی اعتماد نہ کرے۔ ورنہ
 نقصان دیکھنا پڑے گا۔ راجہ جدهشتر! تقدیر کے ساتھ تدبیر بھی ہے۔
 تقدیر پر صبر رہنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ تدبیر بھی لازمی ہے۔ بغیر تدبیر
 کے منہ تک نوالہ نہیں پہنچ سکتا۔ محنتی اور ہاشمت لوگ ہمیشہ خوشحال رہتے
 ہیں۔ اور تقدیر پر قناعت کرنے والے پابج اور انکسی دیکھے جاتے ہیں
 تدبیر سے انسان غافل رہے۔ چاہے مشکل کام ہو یا آسان۔ تقدیر کے بنیاد
 کی زندگی روتے کشتی ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ دویا یعنی علم جو انور
 و بہادری نیز لیاقت سیکھے تاکہ دنیا میں نیکنامی سے یاد کیا جائے۔ وقت
 پر سہایتا کرنے والے سونا۔ دولت۔ جوہرات۔ عورت۔ زمین اور وفادار
 دوست ہی ہونے ہیں۔ ورنہ ہر وقت فوش و خرم رہ کر کسی فکر کو پاس
 ٹھیکنے نہیں دیتے۔ شیریں بیانی ایسا جوہر ہے۔ کہ لوگ خود بخود معترف ہو جاتے
 ہیں۔ چمچی عقلمندوں کے گھر باس کیا کرتی ہے۔ اور بے عقل احمقوں کی
 دولت روز بروز گھٹتی جاتی ہے۔ بدکار عورت کمینہ پسر۔ نامنصف آقا۔
 ظاہر پرست دوست اور خراب ملک سے پرہیز لازمی ہے۔ جتنی بڑا استری
 معاہدہ لڑکا۔ رعیت نواز راجہ وفادار دوست سے لطف زندگی ہے۔ وہ
 راجہ قابل فخر ہے۔ جہاں جلاوہ مالگزار می کے چنگی۔ ٹیکس۔ محصول پانچ
 و نمک وغیرہ لگے جاتے ہیں۔ چوریاں اور ڈکیتیاں ہورہی ہیں۔ رعایا
 تنگدست لائق و خاندانی لوگ دریدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ظالم
 اور رشوت خوروں کو اعلیٰ منصب۔ بویئے جارہے ہیں۔ ایسے راج
 کو دور ہی سے سلام ہے۔ دھرم پتر راجہ! رعیت نوازی مہارادھرم
 ہے۔ رعیت میں باہمی تنازعہ پھیلانا۔ حاکم وقت کا طرفدار ہو کر دوسروں
 پر ظلم کرے۔ یہ فعل قبیح ہیں۔ راجہ ان کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ پوچھتی

ہے۔ کہ برہمدت ایسی باتیں کرو جن میں رعیت کو آئندہ۔ ویش میں خرابی پھیلانی اچھی نہیں۔ ظالموں کو مظلوموں پر ظلم کرنے سے روکو۔ رعیت کی تکلیف کا دھیان رکھو۔ اس کا دکھ سنو۔ اور اس کے بٹانے کی کوشش کرو۔ ورنہ تمہارا راج برباد ہو جائے گا۔ اور تم کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ جلا کر خاک کر دے گی۔ پھر راجہ رعایا کے دکھ سکھ کی خبر نہیں لیتے راج نیت کا خیال نہیں کرتے۔ انہیں کی فوج لڑائی میں ضائع ہو جاتی اور خلعت تباہ ہوتی ہے۔ ایسے راجہ ادھر می کہلا کر بدنام ہو جاتے ہیں اور نارائن جی کا قہران پر نازل ہوتا ہے۔ منوجی کا قول ہے۔ کہ راجہ مانا پتا۔ گورو۔ محافظ رعایا۔ آتش یعنی آگنی۔ کوبیر بھوکوں کو رزق پہنچانے رعیت کی پرورش کرنے سے مانتا پتا بہبودی خلافت کے وسائل اور ویش کرنے سے گورو۔ رعیت نوازی رکشک۔ دشمنوں کو مارنے یا قتل کرنے سے جا رہ۔ سخی ہونے سے کوبیر جی۔ اور سنرا وجہ کا لحاظ رکھنے سے جہراج کی برابری کر سکتا ہے۔

پوچھنی ایسی پر معنی گفتگو سے راجہ برہمدت کو سمجھانی رہی۔ راجہ نے لاکھ چاہا۔ کہ وہ اس کے محل میں رہے۔ مگر اس نے مانا۔ اور وہاں سے چلی گئی۔ پس اسے راجہ جلد ہشتر! جو اپنا دشمن ہو۔ اس کے دم میں آجانا سراسر بیوقوفی ہے۔ جب راجہ دشمنوں کے پنجے میں گرفتار ہو گیا ہو۔ منت و خوشامد سے مطلب بر آری کرے۔ گردن جھکا کر لجاجت سے بولے۔ اور زحم کا خواستگار ہو۔ ان بیٹھی باتوں سے اگر اس کا پتھر کا بھی دل ہو گا۔ تو غالباً نرم ہو جائے گا۔ اور وہ تیری جان کا گاہک نہ بنے گا۔ عقل مندوں کا مقولہ ہے۔ کہ دھوکا دہی اور بیک و فریب غرض جس طرح ممکن ہو۔ دشمن سے اپنی بچات حاصل کرے۔ کیسا ہی جوی توانا قوی سہیل پلین بہادر کیوں نہ ہو۔ مگر مصیبت اور آفت کے وقت نہایت نحیف! بجٹ لاغر اندام اور کمزور ہونا پڑتا ہے۔ بہراگون لگا ہو کر اپنا کام لٹکانے۔ میطع و فرمانبردار ہو کر چلنے کے سامنے گردن جھکا کر مزارع پڑسی کرے۔

شیریں باتوں سے عدو کا دل مانتے میں لئے رہے۔ ہمارے بیٹھا ہو۔ اور اندر سے پھریاں بھری ہوں۔ وقت کا خیال رکھے چوکے ہیں۔ جب موقع ہو۔ دشمن پر حربہ کر کے اسے قتل کر ڈالے۔ بگلے کی طرح تاک لگائے۔ وقت کا منتظر رہے۔ جب موقع ہو۔ پھلی کی طرح عدو کو لنگل جائے۔ مہبت ہارنا بہادروں کا شیوہ نہیں۔ اُمید سے دنیا کے کام نکلتے ہیں۔ یہ پہلے سوچ لے۔ کہ مارا یا مرے۔ اگر حریف پر تلوار چل گئی۔ اسکو قتل کیا۔ تو وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔ خرگوش کی طرح رُو ہو جائے۔ کہ مبادا نگھی آفت میں پھر مبتلا ہونا پڑے۔ مے نوشی۔ قمار بازی۔ غیر عورت سے مہبستری۔ عیش و عشرت میں پڑ کر راج کا ٹوکھنار اچاؤں کے واسطے نفل شینع بنے۔ کاش راجاؤں کو ان باتوں کا شوق ہے۔ تو نشیب و فراز سوچ لیں۔ کہ ان کا حشر کیا ہو گا۔ خیر جاسوس مخفی طور پر حریف کے ملک میں بھیجے۔ اور وہاں کی خبر سے غافل نہ ہو۔ حریف کے مخبروں اور جاسوسوں کی نگرانی رکھنا بہت کے احکام ہیں۔ مطلب برابر ہی غل ہو پڑا لے اٹھنا من خواہ بیٹیا بھائی یا پتا ہی کیوں نہ ہو۔ قابل سزا ہیں۔ ملک بدر کرنا یا جان سے مارنے میں کچھ پاپ نہیں ہوتا۔ مغرور اور بد باطن گورو کو بھی سزا دینا نبی میں داخل ہے۔ مختصر یہ کہ ان مقتولین کا افسوس نہ ہونا چاہیے۔ جو اپنے مخالف ہیں۔ دشمن سے کبھی غافل نہ رہے۔ کیونکہ دشمن نواں حیر و بیچارہ شمار۔

اُدھیائے

تفہیم سے نجات کی کوشش

بہیشم جی ٹکٹہ منج ہیں۔ کہ حریف کی زبردست طاقت کمزور راج کو بہت جلد محصور کر لیتی ہے۔ اس قیامت خیز وقت پر پورا راج ہوش و حواس بجا رکھتا ہے۔ اور اس سے اپنی حفاظت کی تدبیریں سوچتا ہے

دو نہایت قیم اور ذی حوصلہ ہے۔ کچھ عرصے کا ذکر ہے کہ ناروجی کو ہمالہ پر
تفریح کناں جارہے تھے۔ کہ ایک شامل درخت دکھائی دیا۔ انواع و اقسام
کے جانور بیٹھے ہوئے آزدی سے درخت پر سر بھر رہے تھے۔ پرندوں کی
بولیاں نہایت خوش آئند تھیں۔ اور سنا یہ دار درخت کے نیچے شکل کے آزاد
جانور چوپائے وغیرہ نمازت آفتاب سے بچنے کے لئے گھنڈی ہوا کھارہے
تھے ناروجی شامل درخت سے اس طرح گویا ہوئے کہ تم کو آندھیوں کی
جھنگاڑ ہوا ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اور تم ہمیشہ اسی طرح سر سبز رہتے ہو۔ اس کا
سبب کیا ہے۔

شامل درخت (انسانی بولی میں) آندھیوں کا خوف نہیں۔ نہ
مجھے دایو دیوتا کے تیز جھونکے متا سکتے ہیں۔

ناروجی۔ دنیا میں کوئی پہاڑ اور درخت ایسا نہیں۔ جو دایو دیوتا
سے ڈرتا نہ ہو۔ تم ان کی خدمت کرتے ہو۔ یہ حال ان سے جا کر کہتا ہوں۔
اتنا کہک ناروجی پون دیوتا کے پاس گئے۔ اور مغرور شامل درخت کے حالات
مفصل بیان کئے۔ دایو دیوتا کو غصہ آیا۔ اور زعم میں اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ
ابھی جاتا ہوں۔ شامل درخت کی شامت آگئی۔ جو اسے اکھاڑ کر پھینک
دوں گا۔ یہ کہنک اٹھا اور شامل کے قریب آکر نہایت تندی اور تلخی سے بولا
تو نے میری نندا کی۔ لہذا تیری سرکوبی مناسب معلوم ہوئی۔ اب تو جروار
رہ۔ اور اپنا زور طاقت دکھا۔

شامل درخت۔ میں آپ کی ہمسری تو کرتا نہیں۔ کیونکہ آپ دیوتا ہیں
مگر آپ کی طاقت مجھ پر بخوبی عیاں ہے۔ میرا کچھ بنا بگاڑ نہیں سکتے۔
دایو دیوتا۔ تجھے جس بات کا گھنڈ ہے۔ مجھ سے چھٹی نہیں۔ برہما جی
نے تیرے سانس کے نیچے دم لیا تھا۔ اور تو نے انہیں آرام پہنچایا۔ اس
وجہ سے طرح دیتا رہا۔ لیکن اپنا زور بازو دکھا۔ کہ تیرا گھنڈ لکل جائے
حوصلہ باقی نہ رہے۔ میں ابھی آتا ہوں۔ ہوشیار رہنا
دایو دیوتا اپنی طاری اور تیز گفتاری دکھا کر کسی طرف راہی ہوئے۔

شامل درخت و ایو دیوتا کے غٹے سے کانپ اٹھا۔ اور پشیمان ہو کر پھل پھول اور چھوٹی چھوٹی شاخوں کی کانٹ چھانٹ یہ سوچ کر شروع۔ جب وایو دیوتا تشریف لادیں گے۔ تو معافی مانگ لونگا۔ بیشک خطا ہوئی۔ اتنی بڑی بات وایو دیوتا کی شان میں منہ سے نکل گئی۔ دوسرے روز وایو دیوتا بادھھر اور ہاندھیوں کے تیز جھونکوں سے درختوں کی بیج کٹنی کرتے یعنی جڑ سے اکھاڑتے ہوئے شامل کے قریب آئے۔ تو وہ بے برگ و بار خزاں رسیدہ دکھائی دیا۔ نہ پتیاں ہیں نہ پھول ہیں۔ صرف کھٹھ سا کھڑا ہے۔ بے اختیار ہنسی آگئی۔

وایو۔ واہ بچہ اپنی جان بچالی۔ یہی فوبت ہونے والی تھی۔ جو صورت تم نے خود بنائی ہے۔

شامل۔ دناٹہ جوڑ کر! ہمارا ج! آپ کی طاقت کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ راج اندر، جمران۔ اگن۔ برن وغیرہ دیوتاؤں میں تاب نہیں۔ کہ آپ کے سامنے سر اٹھا سکیں۔ پھر میری کیا بساط۔ ہمارا ج! معافی کا خواستگار ہوں آپ کے سامنے زور آزمائی چوٹی اور ماتحتی کا مقابلہ ہے۔ شامل کی عاجزہ گفتگو سن کر بے اختیار ہنسی آگئی۔ اور وایو دیوتا کا غٹہ فروسہ گیا۔ اسی طرح آکے دھرم راج! راج اپنے میں قوت استدر نہ دیکھے۔ تو حریف سے کبھی منحرف نہ ہو۔ حریف کے سامنے غرور کا کلمہ اصلاً زبان سے نہ نکلے۔ پائے ماتم استعمال کرے۔ دشمنی کی نہ ٹھائے۔ حریف اس سے کبھی مزاحم نہ ہو گا۔

اُدھائے (۱)

حرص۔ طمع سے بریت کی تحریک

راجہ جہشٹر نے بھیٹم پتاما جی سے سوال کیا۔ کہ بدکاری اور گنہگار کی اصلیت کیا ہے۔ اور کیونکر پیدا ہوتی ہے؟

بھیشم چیتامہ۔ جتنے گناہ ہیں طمع سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر منع نہ ہوتی۔ تو غصہ نہ ہوتا۔ نفسانی خواہشات نہ بڑھتیں۔ بدیشرمی بھیک مانگنا چوری کرنا۔ دوسروں کا دست نگر رہنا۔ اور طرح طرح کے فکر و تردد میں پڑنا ان سب کی جڑ طمع ہی ہے۔ جلی غرور و خود ستائی۔ غیر عورت کی مباشرت اپنی جو بصورتی پر ناز کرنا۔ دوسروں کو حقارت سے دیکھنا۔ پرانی دولت پر قبضہ کرنا۔ برا کہنا۔ نفس امارہ کی پیروی۔ بغیر سوچے ہوئے کام کرنا۔ یہ باتیں طمع ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ لڑکپن سے لے کر جوانی تک طمع میں پھنسا ہوتا ہے۔ مگر عالم پیری میں بالکل طمع کا مٹھ ہو جانا پڑتا ہے۔ جو حرص طمع بعض سے اپنا دامن پاک کرتے ہیں۔ وہی اندر می جیت ہیں۔ عالم اور دودیا وان ہیں۔ احکام شاستر سے واقفیت رکھنے والے انسان طمع اور حرص کے پھندے میں کبھی نہیں پھنستے۔ ان سے گناہ بھی نہیں ہوتی۔ طمع سے دھرم بگڑتا ہے۔ اسے راجہ اسب سے پہلے طمع سے نفرت کرنا چاہئے۔ جس راجہ کی نیت۔ میں طمع نے گھر کر لیا ہو۔ اس کی سلطنت کا زوال ہوتا ہے۔ راجہ کے پاس حرص اور طمع پھٹکنے نہ پاوے۔ آگیا فی جاہل او احمق طمع کے بندے ہو کر دولت پر ناز کرتے ہیں۔ مگر عقلمندوں کا دامن اس ناپاک خواہش سے کبھی آلودہ نہیں ہوتا۔ وہ دھرم اور اودھرم کا خیال کر کے سا۔ ہو بس او۔ بزرگوں کی خدمت کرتے ہیں۔

بھیشم چیتامہ۔ جہالت کی ترقی اور کال دھوت کا سبب کیا ہے۔
بھیشم چیتامہ۔ موہنتی۔ دھمتی۔ غور۔ بغض۔ حسد۔ شستی۔ کاہلی۔ یہ سب اگیان کی صورتیں ہیں۔ ہنسا یعنی جانوروں کا مارنا۔ جاہل اور نفس پرور انسان کا خاصہ ہوتا ہے۔ جاہلوں پر غفلت کا پردہ ایسا پڑا ہوتا ہے۔ کہ نیک و بد کی تمیز نہیں ہوتی۔ وہ جانوروں جی کر کے کھا جاتے ہیں۔ ایسے ہی آدمی دوزخی ہوتے ہیں۔ حرص اور طمع کی زیادتی اور جہالت اور ضلالت کی ترقی سے مغفرت نہیں ہوتی۔ جو انسان وقت کی قدر نہیں کرتے۔ ان کے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے وقت کا قدر

کرنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔ موت سب پر غالب ہے۔ اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ جو رگیشٹر متی شور موت کو زبردست سمجھتے ہیں۔ مگر حرص اور طمع سے بچنے والے انسان کو کال کا خوف نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کو تنازع یعنی دیہ تیاگ کر کام کی تکلیف مطلق نہیں ہوتی۔ راجہ جنک بونا سر و غیرہ بڑے بڑے راجہ حرص و طمع سے ویشکش ہو کر عالم جاودانی یعنی بیکٹھ میں پہنچ گئے۔

اُدھائے (۸)

تپ کی مہمان

راجہ جادھشڑ نے پوچھا۔ کہ پتا مہ جی! دنیا میں وید پانچ کرنے اور چپ تپ کرنے سے کیا پھل ملتا ہے

پچھیسٹم جی۔ پھتری اور برہمن کا دھرم ہی وید پانچ کر رہا ہے۔ مٹی اور ریشیوں کا مقوار ہے۔ کہ برہمن ہمیشہ شانت چت رہے۔ جو ہوا و ہوس کے بندے ہوتے ہیں۔ رنج و آلام سے نجات نہیں پاتے۔ انسان جو شانت چت ہے۔ دنیا میں نیک نام ہوتا ہے۔ بول بٹاس رہتا ہے۔ غم و الم اور تفکرات دنیا ہی پاس پھٹکے نہیں پاتے۔ زندگی میں بٹاش رہتا ہے۔ اور مرنے پر اس کی موکش ہو جاتی ہے۔ شانت چت والے۔ انسان موکش پاتے ہیں۔ موکش اُسے کہتے ہیں۔ جو آواگون سے چھوٹ کر برہمن یعنی پرمانما میں بٹا جئے۔ موکش کے معنی کیا ہیں۔ موکش کے معنی صرف برہمن روپ ناراین کا اسرار کہ اس کی شرنا گت میں لپٹ ہونا ہے۔ جو دنیا و جا جھگڑوں اور پھگڑوں میں مبتلا ہیں۔ اور جن کا بدل ڈالناں ڈول ہے۔ انہیں آئندہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ زائدوں اور مرتاضوں نے شانت چت آئندہ کہا ہے۔ نفس کشی اور راست گفتاری۔ عقلمندی ملائمت۔ محل شرم میاضی۔ صبر۔ شیریں زبانی۔ عیب پوشی۔ گورو یعنی مرشد کی باتوں پر

دھیان دینا۔ بد اخلاق لوگوں سے مباحثہ نہ کرنا۔ ندرت سے متغیر انسان کے خاص جوہر ہیں۔ جن لوگوں میں یہ باتیں ہیں۔ وہی جوگی منیشر ہو جاتے ہیں خواہشات نفسانی۔ غصہ حسد۔ حرص اور طمع سے جکا دل پاک ہے۔ جو دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر نارائن سوامی سے لو لگا کر سری بھگوان ہی کو کرتا ہوتا دھرتا سمجھتے ہیں۔ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور نہ انہیں نیک و بد دھرم ادھرم ثواب و عصیاں کا حس ہوتا ہے۔ جو یکسوئی دل سے نارائن جی کا سمن کرتا ہے۔ وہی پر ماتا میں مل جاتا ہے شانت چت آدمیوں کے لئے آبادی اور جنگل یکساں ہے۔ ویراگ جنگل میں ہوتا ہے۔ مگر جن میں شانتی ہے۔ انہیں جنگل میں رہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی

جد شستر۔ تو مہاراج تپ کرنا بے سو و ٹھہرا۔

بھیشم جی۔ نہیں تپ سے مراد جوگ ابھیا س ہے۔ ریاضت کرنے والے عابد بڑی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ یعنی ایک پاؤس سے کھڑے ہو کر نارائن کا جپ کرتے ہیں۔ پنج اگن تاپتے۔ جاڑے گرمی برسات کے موسموں میں جل کے اندر باس کر کے ہری کا نام لیتے ہیں۔ ایسی تکلیف اٹھانے سے تو شانتی ہی بہتر ہے۔ مگر تپ کی فضیلت بہت ہی بڑی ہے۔ عالموں کا قول ہے۔ کہ اگیا نی علم سے بے بہرہ بھی تپ کرنے سے اعلیٰ مدارج پر قدم۔ کھ سکتا ہے۔ برہما جی نے تمام مخلوقات تپ ہی کے زور سے پیدا کی۔ رشیوں نے تپ ہی کی قوت سے ویدوں کو ظاہر کیا۔ تپ ہی کی وجہ سے برہم پچا نا گیا۔ بڑی بڑی ہلک بھاریوں کا علاج اور ان کی دُعائیں تپ ہی کی طاقت سے نمودار ہوئیں۔ عصیاں کی معافی اور گناہوں سے رمانی تپ ہی کی بدولت ہے۔ اب حیات امارت تپ کی مہسری نہیں کر سکتا۔ وان یعنی خیرات سے بڑھ کر کوئی کرم نہیں۔ ویدوں سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ سنیا س سے افضل کوئی تپ نہیں۔ تپ ہی کی وجہ سے دیوتا قابل پرستش ہیں تپ ہی کے زور سے راجہ اندر نے اندر آسن پایا۔ خلاصہ یہ کہ تپ کرنا والا مشدھ ہو جاتا ہے۔ جو چاہے کرے۔

اَدھیائے (۹)

سُت دھرم کی فصیلت

راجہ جد ہشتر مستفسر ہیں۔ ست دھرم کس کہتے ہیں۔ یہ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ اس کی فصیلت کیا ہے ؟

پچیسویں تپا مہر جی۔ کل دھرموں میں ست دھرم سب سے اعلیٰ ہے۔ ست ہی ساتن اودھرم ہے۔ تپ اور جوگ ست سے ہی ہوتے ہیں۔ ست دھرم سے مخلوقات ست دھرم ہے۔ راست گوئی سب جیوؤں کو یکساں سمجھنا۔ خواہشات نفسانی پر قابو پانا۔ حسد بغض و کینہ سے دل کو پاک رکھنا۔ معافی۔ شرم۔ جان کتنی یعنی دلہی کو نہ ستانا۔ مارنا، افعال قبیحہ سے مجتنب رہنا۔ ایسٹور کی یاد میں لگن رہنا۔ پاک طینتی۔ تحمل علم یعنی تپو باری کسی کی طرف داری کرنا یہ نیزہ ست دھرم کے اوصاف ہیں۔ غرور سے بائیں جاتی رہتی ہیں۔ شانت پت ہو کر دان کرنا چاہیئے۔ سنسکرت میں غرور کو متسر بوتے ہیں۔ سادھوؤں میں متسر نام کو نہیں ہوتا۔ دولیت یعنی دشمنی راگ یعنی محبت، راگ دولیت کے چھوڑنے والے کو سنسکرت میں ملکشا بوتے ہیں۔ دیدوں کی سرتیاں ست ہی ست پکارتی۔ ہزار جگ اشو مہید کا پھل بھی ست کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ دشمن اور قرص اور آگ کو کم نہ سمجھنا چاہیئے۔ دن رات اس کی افراط ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا دور کرنا ہی مناسب ہے۔ ورنہ سوائے رنج اور تکلیف سے کچھ مائدہ نہیں آتا۔ بیماری کا بھی بجنسہ ہی حال ہے۔ رسم کے خلاف کرنا زیبا نہیں۔ انسان کی جان لینا۔ رعایا کو ستانا مکانات، ورعالیشان عمارات کا گرانا ملک گیر می کے خیال سے درگزر ہونا راجاؤں کا دھرم نہیں۔ بگدھ کی سہی لگا رکھنا۔ دمن کی تاک میں بگلے کی طرح رہنا۔ کتے کی طرح ہوشیار رہنا۔ شیر کے برابر

بے خوف ہونا۔ سانپ کی طرح قتلے میں گھسنا۔ قیافہ شناس ہو کر چوروں اور بد اعمالوں کو پہچانتا۔ بہادر اور تدبیر آدمیوں سے محبت رکھنا۔ راجہ کے خاص اوصاف ہیں۔ تیزی کی جگہ تیزی۔ اور ملائمت کی جگہ نرم لفاظی۔ بولنے والے عقلمند خیال کئے جاتے ہیں۔ اپنی شرین آئے ہوؤں کی رکھشا کرے۔ جن درخت کی پرداخت کی ہو۔ اس کی بیخ کنی مہاپاپ ہے۔

اوصاف (۱۰)

قحط اور وبا کے وقت دھرم کی پابندی

راجہ جادویشٹ پوچھتے ہیں۔ کہ بھارت بنش کے بھوشن ہمیشہ تہا رہی اسکا باراں اور قحط کی خطرناک صورت دیکھ کر کس طرح برہمن اپنی عزت و حرمت بچا سکتا ہے۔ اور کونسے طریقے اختیار کرنے سے وہ ان مہلک آفتوں سے نجات پاسکتا ہے۔ اور راجہ بھی اپنی رعیت کے ساتھ کیا برتاؤ رکھے۔ کہ رعیت آسودہ حال رہے۔

بھیشم پیتھی۔ جب راج میں خطرہ ہی خطرہ نمودار ہو۔ ملک طوائف الملوک سے بد امن ہو رہا ہو۔ تو دانشمندی سے روشا اور امراء کو جمع کر کے ان کے مشورے سے ایسی بات نکالے۔ جس سے رعایا کا بھلا ہو۔ بشوامتر رشی اور ایک چندال کا اتھاس، مثلاً کہتا ہوں۔ غور سے سنئے۔ رزینا جنگ کے خاتمے اور خود آپر جنگ کے آغاز پر بہت بڑا قحط بارہ برس رہا۔ غنیمت کی خشک سالی تھی۔ بارہ برس بالکل پانی نہیں برسا۔ کوئی خشک۔ تالاب اور ندی سوکھ گئے۔ بڑے بڑے دریا بالکل پایاب ہو گئے۔ غلہ پیدا نہ ہوا رعیت تہایت پریشان و خستہ حال ہو گئی۔ شہر کے شہر گاؤں کے گاؤں اجڑ گئے۔ یہاں تک کہ آدمی کو کہا کہ پیٹ بھرے لگا۔ رشی مٹی بھی اپنے استہان چھوڑ کر پتھوک سے مارے مارے پھرنے لگے۔ اس خطرناک دور میں مہاتمی

بشو امتر جی نے استری پتر کو کسی بستی میں چھوڑ کر بھیک مانگنے کے لئے آبادیوں میں گشت لگانا شروع کی۔ جب کئی دن فاقہ سے گزرنے اور چکی بھر اناج نہ ملا۔ دم بھوں پر آگیا۔ ایک چنڈال کے مکان پر گزر ہوا۔ کیا دیکھتے ہوئے کہ ایک چنڈال نے کتا ذبح کیا ہے۔ کھا لیا علیحدہ کر کے گوشت جدا اور اس کی ہڈیاں بنا کر پتوں پر جمع کر رہا ہے۔ بشو امتر بھوکے سے ایسے بیٹاب تھے۔ کہ کتے کے گوشت پر نیت ڈالی۔ چنڈال سے کہا۔ بھوڑا گوشت مجھے دیدے۔ بھوکے سے جان بلب ہوں۔ اس نے سوکھا جواب دیا۔

کہیں اور دیکھو۔ میں آپ فالتے سے مر رہا ہوں۔ ناچار وناں سے پلٹے۔ تمام بستی میں بھیک مانگتے رہے۔ مگر ایک دانہ نہ ملا۔ پھر چنڈال کے گھر آئے۔ گھر کے چاروں طرف ہڈیاں اور کوڑا جمع تھا۔ بشو امتر جی کو کئی دن بے آب و دانہ گزر چکے تھے۔ پھل پھول بھی میسر نہ آئے تھے۔ فالتے سے جان پر بنی تھی۔ نیت ڈالی۔ کہ کتے کا گوشت سامنے دکھائی دیا۔ ہزار تباہیوں اور رنجت رڑا رہے ہیں۔ کہ کسی طرح اس کی ران لیتا جاؤں۔ بھوک سے پلچہ منہ کو آتا ہے۔ ران مل جاتی۔ تو جان بچتی۔ استن میں دن غروب ہوا۔ شام ہوئی۔ دو گھڑی جب رات گزر گئی تو بشو امتر چوروں کی طرح آہستہ آہستہ چنڈال کے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ چانا کہ ہاتھ بڑھا کر ران اٹھائیں۔ چنڈال کی نیند اچٹ گئی۔ ڈانٹ کر بولا۔ کون ہے۔

بشو امتر۔ دلجا جت سے اُف بھوک سے جان نکلتی جاتی ہے بھوڑا گوشت دیدے۔ مجھے نہیں جانتا۔ بشو امتر ہوں۔ دن کو بھی تیرے دروازے پر آئے تھا۔ مگر تو نے ٹال دیا۔ اب تو کچھ دے۔

چنڈال۔ بشو امتر کا نام سننے ہی ہاتھ جوڑ کر بولا۔ آپ وشی ہو کر پوری کرنے آئے۔ برہمن ہو کر کتے کی ران پر نیت ڈالواں ڈول ہوئی۔

بشو امتر۔ بھوک بڑی ہلا ہے۔ دم ونا ہو رہا ہے۔ کیا کروں جان نکلتی جاتی ہے۔ چوری کرتے پر اتار دینا۔ جب جاں ہی جاتی ہوں۔ تو انسان کیا نہیں کرتا۔ شاستر میں بھی پرانوں کی رکشا لکھی ہے۔ اگر جان بچی تو ہاسیت

کر کے آدھار ہو جاؤں گا۔
چنڈال۔ آپ مہاشنی ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ ارے
 کتے کا گوشت کھانا کہاں لکھا ہے۔ ران کا گوشت اور پھر چنڈال کے یہاں
 کا نہایت ممنوع ہے۔ آپ گیارنی پُرش ہو کر ایسی بات کیوں منہ سے نکالتے
 ہیں

لسوا متر۔ خواہ کوئی چیز ہو۔ جب اگن میں ڈال دی۔ پوتر ہو گئی
 برہمن کا منہ بھی اگن کے برابر ہے۔ جب فالتے سے جان بچ گئی۔ تو دیدوں
 کا پاٹھ اور جگ ہون کر کے اس دوش کو دُور کر دینا۔ بھوک سے مجبور ہو کر
 چوری کی سوجھی۔ اس وقت میری جان بچالے

چنڈال۔ اس ناپاک گوشت کے کھانے سے اتنے دنوں کا ریاض
 بٹی میں ل جاویگا۔ چنناپ کیا ہے۔ سب جاتا رہیگا۔ عقل مند اور دانا وہی ہیں
 جو مصیبت کے وقت بھی اپنا دھرم قائم رکھیں۔ آپ دھروان ہیں۔ پھر برہمن
 آپ کو ایسے گوشت سے متنفذ ہونا چاہیے

لسوا متر۔ جب بھوک سے بالکل نڈھال ہو گیا۔ چلنے کی طاقت نہ
 رہی۔ تمام دن بھیک مانگتے گزرا۔ کہیں کچھ نہیں ملا۔ ناچار ہو کر تیرے گھر
 آیا۔ اب ایک ران مانگتا ہوں۔ اگر دیدے تو میری جان بچ جائے گی
 نہیں تو پر لوک سدھاروں گا۔ دیکھ چھتری دھرم راجہ اندر کے برابر ہوتا
 ہے۔ برہمنوں کا دھرم اگن دیوتا سے ہمسری کر سکتا ہے۔ میں برہمن ہوں
 اور میرا دھرم اگنی کے برابر ہے۔ لہذا اگر تو نے ران دیدی تو آگ پر
 رکھ کر کباب لگاؤں گا۔ کچھ توپتروں اور دیوتاؤں کے بھوک میں صرف ہو گا
 اور کچھ اگن دیوتا کے اہوت میں خرچ کروں گا۔ باقی سے اپنا پیٹ بھرونگا
 اس کے بعد جب تپ کر اس دوش کو دُور کروں گا۔

چنڈال۔ گوشت خواروں کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ خصوص اس
 کتے کا گوشت ناپاک گوشت اس سے تو آپ کی زندگی حرام ہو جائے گی
 گوشت وہ کھانا مناسب ہے جس سے کچھ نفع ہو۔ آپ ایسا نہ کیجئے۔

بسوا مہتر۔ اے مہتر چنڈال۔ بھوک سے جی مڑھال ہو رہا ہے۔ اس وقت سوائے کتے کے گوشت کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ تمام بستی بھر چھان ڈالی۔ کسی پرند یا بھیڑ بکری وغیرہ کے گوشت کا ایک پارچہ بھی نہ دکھائی دیا۔ پھل پھول کا کیا ذکر۔ تیرے گھر میں کتے کا گوشت دیکھا۔ ریت ٹھکانے نہ رہی۔ مجبور ہوں۔ اب تو دیدے۔

چنڈال۔ منی جی! شاستریں پانچ ناخن والے جانوروں کا گوشت برہمن چھتری۔ ویش کو منع لکھا ہے۔ چونکہ آپ احکام شاستر کے پابند ہیں اس لئے ایسے گوشت سے اجتناب کیجئے۔

بسوا مہتر۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ اگست رشی فاتح سے بتیاب ہو کر ہاتھی مہتر کو چٹا کر گئے۔ انہیں کی طرح بھوک سے بتیاب ہوں۔ گوشت کھا کر جان بچاؤں گا۔ پھر پراچت بھی کروں گا۔ بسوؤں کی قوم سے ہوں۔ اور کتے بکری سب برابر ہیں۔ میرے جسم کی دنیا میں پستل ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے بھی پیار ہے۔ اور اس کی پرداخت کے لئے کتے کا گوشت ہی اس وقت غنیمت ہے۔

چنڈال۔ جتنے رشی منی ہیں۔ سب دھرم کو نہیں چھوڑتے۔ نفس کشی کرتے ہیں۔ اور اپنی جان دے دیتے ہیں۔ مگر منوعات شرعی سے ہمیشہ پرہیز رہتا ہے۔

بسوا مہتر۔ اے مہتر۔ کیا شاستر کے احکام سے تجھے خبر نہیں۔ جان کی حفاظت اور اس کو بچاؤ سب باتوں پر مقدم سمجھا گیا ہے۔ مجھ میں بات کرنے کی تاب نہیں۔ دم لبوں پر ہے۔ بکواس مت کرو۔ اور تھوڑا سا گوشت دیدو۔

چنڈال۔ ارے رشی۔ کاش میری نیند نہ چٹتی۔ غافل پڑا سویا کرتا۔ اور آپ ران اٹھائے جانے پر دیکھنا نہ جاسے گا۔ کہ آپ میرے روبرو کتے کا گوشت کھائیں۔ سمجھانا ہوں۔ مگر آپ نہیں مانتے۔ ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہیں سراپ یعنی بدو عائد دیں۔ ایک تو چنڈال ہی ہوں

اب کی دفعہ نہ جانے کیا گت ہو۔ آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ دھرم کی بات بڑی معلوم ہوتی ہے۔

لیسوا مٹر۔ دریا جل بھرا ہوتا ہے۔ بینڈک وغیرہ چلایا کرتے ہیں۔ مگر گٹھ پانی پی ہی جاتا ہے۔ اپنی تعریف آپ مت کرو۔

چندال۔ جتنی عقل تھی سمجھایا۔ اور پھر سمجھانا ہوں۔ کہ بھوک پر اپنا قابو کیجئے۔ یعنی لو بھوکو دخل نہ دیجئے۔ آپ کا دھرم خراب ہو جائیگا۔ میری باتوں پر دھیان دیں گے۔ تو آپ کا دھرم ناش نہ ہوگا

لیسوا مٹر۔ اگرچہ تیرا جمن بیچ قوم میں ہوا۔ مگر بات پتی کہتا ہے۔ دھرم تھا بھی معلوم ہوتا ہے۔ خیر اگر گوشت نہیں۔ تو کچھ اور ہی چیز دیدے۔ کہ اسوقت تو بھوک سے چھٹکارا ملے۔

چندال۔ اور کوئی شے موجود نہیں۔ جو آپ کی نذر کروں۔ یہ گوشت ہی ہے۔ اسے نہ دوں گا۔ کیونکہ ہم اور آپ دونوں مصیبت میں گرفتار ہونگے۔ دونوں یعنی رک دونوں کو ملیگا۔

لیسوا مٹر۔ مگر اسوقت فاقے جان نہ گئی۔ تو دھرم کا قائم رہنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ مٹر ہنسا یعنی جان سے مارنا سب سے بدتر فعل ہے۔ ہنسا کر کے گوشت جائز نہیں۔ اس گوشت میں کوئی بُرائی نہیں۔ کیونکہ اس کی ہنسا میں نے نہیں کی۔

چندال۔ کیا اس ناپاک گوشت کے کھانے سے دھرم قائم رہ سکتا ہے۔ اگر ہے تو اس لحاظ سے متروک اور غیر متروک چیزوں میں کسی طرح کا عیب نہیں۔ دونوں جائز ہیں۔ یہ کیا ایک چیز کھائے۔ اور ایک چیز سے نفرت کرے۔

لیسوا مٹر۔ یہ بات نہیں۔ ہنسا یا کر کے جو گوشت کھایا جاتا ہے۔ وہ متروک ہے۔ جو گوشت بنا ہوا تیار ہے۔ اس کے کھانے سے ویسا باپ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہنسا یا کر کے گوشت کھایا جائے۔ جیسے شراب نوشی غیر عورت سے مباشرت ان سے گناہ تو ضرور ہوتا ہے۔ مگر گناہ

کبیرہ میں ان کا شمار نہیں۔ اس واسطے اگر بخود اگناہ اتفاق سے ہوگا۔ اس سے کار خیر میں نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح اسی گوشت سے دھرم جا نہیں سکتا۔ اور پراپچت بھی کر لوں گا۔
پندرہ سال۔ اگر میری مرضی بغیر ران اٹھالے گئے۔ تو میں غذا بے

بری ہوں

لبسوامتر۔ بیشک یہ کہکربو امتر نے ران اٹھالی۔ اور قیام گاہ پر جا کر جا کر عورت کے سامنے رکھ دی۔ اور کہا۔ ہم تم اس کا بھوجن کریں۔ یہ کہکربو آگ جلائی۔ اور اس گوشت کی بوٹیاں ڈالک پتروں اور دیوتاؤں کا اداہن کرنا شروع کیا۔ راجہ اندر کو لبسوامتر کی حالت ڈار دیکھ کر نہایت افسوس ہوا۔ اور اسی وقت ابرہمت آسمان پر چھایا۔ اور پانی برسا کر خلق خدا اس قحط سے نجات دلوائی۔ غلہ وغیرہ خوب پیدا ہوا۔ تمام مخلوق پھر جیوں جیوں ہو گئی۔ لبسوامتر جی نے اس گوشت کو خود زبان پر نہ رکھا اور نہ اپنی بیوی کو کھانے دیا۔ پھر تپ کر کے گوشت چرانے کی نیت کا جو پاپ ہوا تھا۔ اسے بھسم کر دیا۔ دیوتا اور پتر سب تپت ہو گئے۔ اسی طرح جد حشتر جی قحط مری وغیرہ آفتوں کے وقت جو انسان اپنا ست قائم رکھتا ہے۔ اس کے دھرم میں کبھی زوال نہیں آسکتا۔ اور آخر کو سورگ و صام ملتا ہے۔

آدھیاے (۱۱)

پناہ گیروں کی امداد اور ایک
چڑھیا کی کہانی

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ صرف ملک میں تسلط اور رعیت نوازی

سے حکومت نہیں ہو سکتی۔ جب تک راج نیست کے امور اور آداب سلطنت سے واقفیت نہ ہو۔ راج نہیں ہو سکتا۔ سلطنت کی لیاقت اور نیک و بد میں تمیز نہ ہوئی۔ تو وہ راج ہی کیا۔ اس میں بہت جلد ضعف آ جائے گا۔ قول کی پابندی اور پناہ میں آئے ہوؤں کی امداد کرنا راج کا پریم دھرم ہے۔ راجہ شوی کے حال سے تمہیں پوری پوری واقفیت ہو جائے گی۔ ایک کبوتر راجہ شوی کی شرن میں آیا۔ اور کہا کہ میری جان بچا کیجئے۔ اور باز کے تہن سے نجات دلو ایسے۔ اتنے میں باز چھٹا ہوا آیا۔ اور راجہ کے قریب بیٹھ گیا۔ بولا۔ میری خوراک تمہارے پاس ہے۔ مجھے دے دو۔ گنتی دن سے شکار نہیں ملا۔ آج شکار مانگے آیا تھا۔ تم غائب کرنا چاہتے ہو۔ راجہ شوی نے اپنے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کبوتر کے برابر کاٹا۔ ترازو میں تولی۔ اچھ وزن کیا۔ تو کم پایا۔ اور گوشت کاٹا۔ ترازو میں تولی۔ پھر بھی کم ہوا۔ یہاں تک کہ تمام بدن کے ٹکڑے کاٹ کر تولے۔ مگر کبوتر کے وزن کے برابر نہ ہو سکے۔ ناچار اپنا سر کاٹنا چاہا۔ راجہ شوی کے دھرم میں اتنی پریت دیکھ کر باز او۔ کبوتر بولے۔ کہ بس بس ہم تمہارا امتحان لینا چاہتے تھے۔ تم دھرم میں قابل ہو۔ اسے راجہ باجم کبوتر اور باز نہیں۔ راجہ انڈر اور اگن دیوتا ہیں۔ یہ کھڑوہ دونوں چلے گئے۔ اسی طرح بھارگو جی نے راجہ مچند کو پھل اور کبوتر کا تذکرہ سنایا تھا۔ اس کے سینے سے دھرم سے لایہ ہوتا ہے۔

بھارگو جی۔ راجہ رگیشتر کے پتر، حمد گن ایک حق و وق صحرا میں ایک چوٹیاں رہتا تھا۔ جس کی ہیئت دیکھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ عجب کر یہ منظر تھا۔ ہیاہ نام سرخ سرخ ویدے ہولنا چہرہ۔ بڑے بڑے تیز ناخن۔ موٹے موٹے بال جس کے دیکھنے سے روح خوفناک ہوتی ہے۔ ہمیشہ جنگل میں جانوروں کو پکڑنا اور بیچ کر اپنا پیٹ پالتا تھا۔ چونکہ یہ فعل بدکار متکبر تھا۔ اس وجہ سے اس کے خاندان و اولاد نے اس سے کنارہ کر لیا ہوا تھا۔ کیونکہ عالم و جہان بدکاروں کو

کی صحبت سے ہمیشہ دور رہتے ہیں۔ کہ ایسے لوگوں سے بھلائی کی صورت
 کبھی نہیں ہوتی۔ جن کا پیشہ یہی ہو۔ کہ جانوروں اور جانوروں کی جان
 مار کر اپنا پیٹ پالیں۔ اس لئے جو بے رحم ہیں۔ وہ قابل ترک ہیں۔
 ایک اور کا ذکر ہے۔ کہ چڑھیاں جانوروں کے پکڑنے میں مشغول تھا۔ کہ بہت
 زور کی آندھی آئی۔ اور اس قدر تاریکی ہوئی۔ ماتھہ کو ماتھہ سو جھنا حال
 ہو گیا۔ پانی نے بھی زور باندھا۔ جل جل بھر گئے۔ شوالہ باری سے ہزاروں
 درخت زمین پر آ رہے۔ کڑا کے کی سڑی پھٹ پڑی۔ غریب چڑھیا کے
 ماتھہ پاؤں ٹھٹھرنے لگے۔ بدن پر ایک لٹہ بھی نہ تھا۔ چاروں طرف پھرا
 مگر امن کی صورت دکھائی نہ دی۔ جہاں پھر کر جاڑے سے نجات پاتا
 ذرا دم لیتا۔ پانی کے سیلاب سے راشہ بھی بند تھا۔ کہ جنگل سے نکلا
 جانبری ہوئی۔ ون ہی کو اس قدر اندھیرا تھا۔ اب رات ہو گئی۔ کرے تو
 کرے۔ چڑھیاں ادھر ادھر لاپتہ پھر رہا تھا۔ کہ ایک کیوتری پانی سے تر
 بتر سکڑی خشک دانی ہوئی درخت کے نیچے جس کی جڑھ زمین سے کسی
 قدر اونچی تھی۔ بیٹھ گیا۔ اور ماتھہ جو ڈر ڈر گڑا گڑا لے لگا۔ اسے بن گئے
 سوامی! جن کا اس درخت پر نشین ہے۔ میرا فسکار پیچھے۔ تمہاری شرن
 ہوں۔ دبا کی نظر رکھئے گا۔

ادھیاے (۱۲)

چڑھیاں کا لقیہ قصہ

بھیشم جی بولے اس کالی رات میں درخت کے نیچے آنکھیں
 پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ کہ ذرا سی آگ بجاتی تو سڑی سے رمانی
 ہوتی۔ بیٹھے بیٹھے رہا نہ گیا۔ اٹھا اور چاروں طرف آگ کی تلاش میں
 گھوما۔ لیکن وہاں آگ کہاں۔ پھر اپنی جگہ پر آکر بیٹھ رہا۔ پھر اٹھا۔

اور درخت کی بڑ ٹوٹنے لگا۔ اس میں ایک خول معلوم ہوا۔ خول کے اندر گھس گیا۔ کہ ہوا سے نجات ہو۔ اس درخت پر ایک کبوتر رہتا تھا۔ جب رات زیادہ گذر گئی۔ اور اس کی کبوتری نہ آئی۔ اس کے غم میں بین کرنے لگا۔ اُسے پیاری۔ تم کہاں ہو۔ اتنی رات گزری۔ اور ابھی تک نہیں آئیں۔ بغیر تیرے گھر کاٹے کھانا ہے۔ بھائی بیٹھے نانی۔ پوتے سب ہی ہیں۔ ایک تیرے نہ ہونے سے تمام گھر سنسان پڑا ہے۔ مائے آج وہ تیری محبت وہ پریم کہاں گیا۔ اُف آن تجھے دُرا بھی خیال نہیں۔ کہ میں نے ابھی تک بھوجن بھی نہیں کیا۔ جب تک میں کچھ کھانا لیتا تھا۔ تو بھی بھوک کی رہتی تھی۔ پہلے سو جاتا تھا۔ تب سوتی تھی۔ جب کبھی کسی فکر میں مجھے دیکھتی۔ تو اپنی شیریں تقریر سے مجھے خوش کر دیتی۔ مائے اب میری جان نہیں بچتی۔ ایسی پتی برتا استری کی مفارقت کیونکر سہی جائے گی۔ اس سے مر جانا ہی بہتر ہے۔ دنیا میں عفت تاب عورت سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ سو اسے عورت کے مصیبت میں ساتھ دینے والا کوئی دکھلائی نہیں دیتا۔ بھائی بہن عزیز اقارب سب شکھ کے شریک ہیں۔ مگر یہ جو ر استری کو ہی پریشمر نے عطا کیا ہے۔ کہ خاوند کے دیکھ سے دکھ اور شکھ سے شکھ سمجھتی ہے۔ خود رو۔ خوش افعال عورتیں اپنے خاوند کو ایسور کا روپ جانتی ہیں۔ پار ساعورت لچھی سروپ ہوتی ہے جب تک عورت نہ ہو۔ مرد ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اے میری پیاری! تم کہاں ہو۔ تیرے غم میں پریشان اور خستہ حال ہو رہا ہوں۔ کبوتر اس طرح کے بین کر کے رو رہا تھا۔ اور آہ سرد بھر کر جان کھور رہا تھا۔ کبوتری جو پنجرے میں بند تھی۔ کبوتر کی زار نالی دیکھ کر تاب نہ لاسکی۔ بول اٹھی۔ اے پیارے! راتنی بیتابی اور بے صبری کیوں ہے۔ اپنے گھر سے بندھن میں پھنس گئی۔ اس کا سوچ نہ کرو۔ ایک بات کہتی ہوں۔ اگر ممکن ہو۔ تو آگ لا دو۔ دھرم سے ہمارا مٹھار بیڑا پار ہو گا۔ یہ چڑیا سردی سے کانپ رہا ہے۔ اسے سردی سے بچاؤ۔ یہی مٹھارا دھرم ہے۔ کبوتر کبوتری کی دل پسند تقریر سنکر چڑیا

کے پاس آیا۔ اور نہایت عاجزی سے بولا۔ دوست! تم کیا چاہتے ہو۔ مجھ سے
 کہو مگر امکان میں ہے۔ تو مدد کروں گا۔ اس مکان کو اپنا ہی گھر سمجھو۔ میری
 پناہ میں آئے ہو۔ حتیٰ المقدور تمہیں اس بلا سے نجات دلاؤں گا۔ ہمارا فرض
 ہے۔ کہ جو تھکا مزدور آجاوے۔ اس کی خدمت کریں۔ کھانا پینا۔ کپڑے لے
 دے۔ غیرہ سے آرام دیں۔ اندیشہ مت کرو۔ اب مجھ سے اپنا حال بیان کرو
 چڑھ چکا۔ سردی بہت سارہ ہی ہے۔ پانی سے تریز ہو رہا ہوں۔ رات ہو گئی
 مکان پر جاسکا۔ پانی لگنے راتہ بند کر دیا۔ تالاب ندیاں بھری ہیں۔ اگر تھوڑی
 آگ ل جاتی۔ تو سوکھی ساکھی لکڑیاں جو جمع کیں۔ جلا کر ماتھے پاؤں سینکاتا
 کہ تروماں سے آڑا۔ اور کسی جگہ سے جلے ہوئے لٹے اٹھالایا۔ اور چڑھیا
 نے لکڑی سلگائی۔ اور ماتھے پاؤں سینکنا شروع کئے۔

چڑھ چکا۔ تم نے بہت تکلیف کی۔ سردی سے جان بچائی۔ بھوک سے
 دم بول رہے۔ دن بھر بیکار ایک دانہ نمہ میں نہ گیا۔

کہو تیرا اُس وقت اور کون کچھ نہیں مل سکتا۔ دن بھر پرواز کننا اور صر
 اور صر پھرتے ہیں۔ جو کچھ مل جاتا ہے۔ اسی پر قناعت کرتے ہیں۔ فقیروں
 کی طرح ہمارے پاس بھی کچھ موجود نہیں رہتا۔ ایک ترکیب ذہن میں آئی
 ہے۔ تمہارے واسطے مجھے عذر بھی نہیں۔ یہ کہہ کر تیرے لئے سوچا۔ کہ یہ جسم
 اگر مسافر کے کام آجاوے۔ تو میری گت بچاوے۔ اور مہمان نوازی کا پھل
 بھی کھائے میں ملے۔ کیونکہ بھوک سے جب اس کا پیٹ بھرے گا۔ تو اس
 کی اندریاں خواہ مخواہ اشیر باد دیں گی۔ یہ سوچ کر تین مرتبہ آگ کے گرد گھومتا
 اور آگ میں پھانڈ کر بھسم ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر چڑھ چکا کہ یہ ہو گیا۔
 کہ اس پرندے نے میری وجہ سے جان دے دی۔ زوف ہے۔ ایسی زندگی
 پر سچے راستہ دن جانوروں کی تلاش رہتی ہے۔ بے زبان جانوروں کی تلاش
 رہتی ہے۔ بے زبان جانوروں کو پھوٹنا کسی مذہب میں روا نہیں۔ اور میں
 پھوٹا ہوں۔ اور حلال کر کے اور لوگوں کو کھلاتا ہوں۔ ایسے ہی ناجائز جائز
 فعلوں سے تو بھائی بندوں نے چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ بھی چڑھ چکا ہیں۔

لیکن محنت مزدوری کر کے اپنے پیچھے پالتے ہوئے افسوس ناستی کبوتر سے کھانے کو مانگا۔ اس نے جانور ہو کر میرے لئے اپنی جان دیدی۔ میں جہنم کی آگ سے کس طرح بچ سکتا ہوں۔ ان خیالوں کے آلبھٹڑے میں پھنس کر چڑھتا ہوں۔ اس کبوتری کو نکال دیا۔ جال پھینکی۔ لالھی پنجرہ سب پھینک دیا۔ وہاں سے چل دیا۔ اور گیان ہونے سے کسی پہاڑ میں سنیاسی ہو کر ٹپ کرنے لگا۔ کبوتری اپنے خاوند کو جلتا ہوا دیکھ کر بہت سراسیمہ ہوا۔ واہ واہ تم بڑے سمن ہو۔ جو کام تم نے کیا۔ جو گیوں اور سنیاسیوں سے بھی ہونا محال تھا۔ بھڑو پیارے میں بھی جلتی ہوں یہ کہہ کر آگ میں کود پڑی۔ اور جل کر راکھ ہو گئی۔ جلتے وقت عجب کرشمہ دکھائی پڑا۔ یعنی ایک بلوان رتنوں سے جڑا آسمان سے اُترا۔ کبوتر اس میں سوار ہوا۔ کبوتری بھی اس کے ہمراہ بلوان میں بیٹھ گئی۔ اور اپنے خاوند کے ساتھ سورگ کو روانہ ہوئی۔

چڑھتا ہوں کبوتر اور کبوتری کو بلوان پر سوار سرگ کی طرف جلتے دیکھا تھا۔ گیان ہو جانے سے ایسی عبادت کی۔ کہ ہوا پھانک پھانک کر نارائن جی کا سمن کرنے لگا۔ ناگاہ اس صحرا میں خود بخود آگ لگ گئی۔ جانور اور صحرائی درندے پرندے چرندے وغیرہ جل کر خاکستر ہو گئے۔ چڑھتا بھی ایتھور کے دھیان میں آگ میں جل گیا۔ اور سیدھا سورگ میں پہنچ گیا۔

اس لئے اے دھرم راج! پناہ میں آئے ہوئے شخص کو جو ستائے یا مارتے ہیں۔ ان کا گناہ پانچ گنا بھی کرنے سے دور نہیں ہوتا۔ اور جو شرن آئے ہوئے کی مدد کرتے اور محافظ رہتے ہیں۔ وہ اس کبوتر کبوتری کی طرح سرگ میں آئند بھیگتے ہیں۔

ادھیا تے (۱۲)
گناہوں کا کفارہ

اندوت رشی۔ جا کر تپ کرو۔ جگ۔ دان۔ وید خوانی۔ راست
گوئی والے انسان مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتے۔ تیرھہ اشنان کرنے
والوں کو برہم ہتیا نہیں لگتی۔ دریا سے سرستی کر کشیتر میں یہ رہا ہے۔
اس میں اشنان کرنے پر ہم ہتیا چھوٹ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ تیرتھوں
سے افضل شمار کیا گیا ہے۔ سرستی اور دکھوتی دریاؤں کا جہاں شکھ ہو
وہاں جا کر اشنان کر ان تیرتھوں کا اشنان کرنے ویدوں کا پاٹھ کرنے
سے عذاب سے چھوٹ جاتا۔ دل میں اس بات کا عہد کر لو۔ کہ اب ایسے
گناہوں کا ترکب نہ ہو گا۔ ہمیشہ دھرم کے کام کروں گا۔ اس سے بھی
عذاب جاتا رہتا ہے۔ تپ کرنے والے کو کبھی پاپ نہیں ستانا۔ اسے
راجہ! ایک سال ان دنوں کی اُپاسنا کرو۔ عصیاں سے مغفرت ہو گی
جان مارنا کل گناہوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے جیسا کہ جانیں اس
کے ماتھے سے ضائع ہوئی ہوں۔ اسی قدر جانیں موزی کے نیچے سے
بچائے۔ تو ہی عذاب سے بچاؤ مل سکتی ہے۔ اگھر مرشن نام وید کی رچا کا تین
مرتبہ پاٹھ کر کے دریا میں غوطہ لگانے سے اشو مہید جگ کرنے کا عذاب
حاصل ہو گا۔ منو جی مہاراج کا قول ہے۔ برہمہ پیت جی نے دیوتاؤں سے
فرمایا۔ کہ ناداشگی میں جو گناہ سرزد ہو جائے۔ اس کا کفارہ تو یہ ہے۔
تو بہ کرنے سے تمام عذابوں سے نجات ہو جاتی ہے۔ تیرھہ اشنان کرنے
سے پاپ نزدیک نہیں آتا۔ جس طرح کثیف پوشاک اتار کر سفید اور
ستھری پوشاک پہننے سے طبیعت فرخندہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح
تیرھہ برہت جگ کرنے سے انسان گناہوں سے چھوٹ جاتا ہے۔

اندوت رشی سے پر معنی نصائح سن کر راجہ بھینجی نے اسی بن میں
تپ کرنا شروع کیا۔ وید رچاؤں کو پڑھ کر پشکاج اور تیرتھوں میں
اشنان کیا۔ کچھ دنوں کے بعد راجہ کے چہرے پر جلال آگیا۔ منہ پر نور
برسنے لگا۔ غرضیکہ خوش خوش باجے بجانا اپنے دارا حکومت میں آیا
اور رعیت نوازی رعایا پروری میں مشغول ہوا۔ راجن دھرم پتیر!

ایسے عذابوں کا کفارہ تو یہی ہے۔ سچے دل سے پریشور کو باد کر کے تو بہ کرے۔ تو نادانستی میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ پریشور معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ انتہائی گھٹ گھٹ باسی ہے۔

ادھیا (۱۴)

ایک مردہ کی زندگی

میں ہمیشہ تپا مہی سے عرض کرتے ہیں۔ آپ جہانگیر اور گیارہ مہینے ہیں۔ آپ کے کبھی مردہ کو زندہ ہونے دیکھا ہے۔
 کبھی تپا مہی۔ نیم شام کھ میں ایک برہمن کا لڑکا نہایت خوبصورت اپنے والدین کا چشم و چراغ تھا۔ دیکھا ایک بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ عزیز اقارب باپ چچا آہ و بکا کرتے ہوئے بادل حزیں لاش اٹھا کر مرگھٹ پر لے گئے۔ دل کی ماتمانتی نہیں۔ پیچہ پیچہ کر رونے لگے۔ ایک گدھ ان کی حالت زار دیکھ پاس آیا۔ اور پوچھ گیا ہوتا کہ کیسے اگیا نی ہو۔ تم نہیں جانتے کہ بقا کسی کو نہیں۔ ایک دن سب کو مرنا ہے۔ رونے دھونے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائیگا۔ پھر کمپن مضطرب ہو کر جان کھونٹے ہو۔ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ ناچار سب نے گھر کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ایک سیاہ قام گیدڑ سائے آیا اور کہنے لگا۔ کہ تم کیسے بھولے بھالے نادان ہو۔ اسے اس گدھ کے کہنے سے اپنے رٹے مرگھٹ میں تنہا چھوڑ کر گھر کا ارادہ کیا۔ بیٹے کی محبت دل سے دھو بہا ئی۔ ایسی کوئی تدبیر سوچو کہ یہ زندہ ہو جائے۔ ورنہ یہاں کے تمام گدھ۔ کوٹے چیل وغیرہ کھا جائیں گے پھر کچھ نہ ہو گا۔ گیدڑ کی بالوں سے انہوں نے جانا ملتوی رکھا۔ اور لاش کے پاس بیٹھ گئے۔ گدھ بولا۔ کیا یہ تمہارے کہنے سے زندہ ہو جائے گا۔ عقلمندوں کا دستور

نہیں۔ کہ مردے کے واسطے اس قدر جان کھپی کریں۔ مردے کے ساتھ نصیب
اوقات کرنا ہی بے سود ہے۔ اپنے اپنے گھر کیوں نہیں جاتے۔ وہ سب پھر
اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر اس طرف دیکھتے
رہے۔ گیدڑ دوڑتا ہوا آیا۔ پاس آکر بولا۔ بڑے بے رحم ہو۔ جن کو نیچے
کی ذرا بھی محبت نہیں۔ ایسی گھڑی پھر نہ آئے گی۔ اس وقت جو کام
کرو گے۔ سدھ ہو گا۔ کسی ریشی منی سے التجا کرو۔ انہیں سب طرح کی طاقت
ہے۔ مردے کو زندہ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ حیات پلا دیں گے۔
گیدڑ کی دلپسند تقریر سنکر سبھوں نے متورہ کیا۔ کہ ریشی منی کی تلاش کرو
شادی کا مہنجاوے۔

گیدڑ۔ بالکل سادے اور حق ہو۔ احمق احمقوں کی باتوں پر آجالتے
ہیں۔ ارے کہیں مردہ بھی زندہ ہوتا ہے۔ جاؤ کہیں ٹپ کرو۔ جس سے
متہارے گناہ دور ہوں۔ ایک نہ ایک دن تمہاری بھی یہی ٹو بت ہونے
والی ہے۔ اپنے اپنے کرم سب کے ساتھ ہیں
گیدڑ۔ تم اس لالچی گدھ کے کہنے پر آ جاتے ہو۔ تم کو ذرا بھی اولاد
کا غم نہیں۔ تمہاری بھلائی کی تدبیر بتاتا ہوں۔ اس پر کاربند نہیں ہوتے
اپنی اولاد کی اہانت چھو بھی نہیں گئی۔ اس بے وقوف اور مردہ خور جانور
کے کہنے میں آگئے۔ جاؤ تدبیر کرو۔ تدبیر سے انسان کو غافل نہ ہونا چاہیے
تدبیر کرنے والے کی ایذا نہ دگرتا ہے۔

گیدڑ۔ میری عمر ایک ہزار برس کی ہو چکی۔ آج تک دنیا میں ایسا
کوئی نہیں دکھائی دیا۔ جو مردہ ہو کر زندہ ہو گیا ہو۔ جو پیدا ہوا۔ وہ مرا
ضرور۔ اس گیدڑ کے کہنے کا نہیں کیونکہ اعتماد ہوا۔ پھر جو مرتا نہیں۔
وہ تو اس جسم کے پرواز کر کے کسی دوسرے جسم میں پرویش کر گیا۔ اسکی
زندگی کیونکہ ممکن ہے۔ شام قریب ہے۔ مر گھٹ میں پھرتا باعث نقص
ہے۔ پھر لوگوں کے دل اچاٹ ہوئے۔ چانا گھر پاپٹ چلیں۔ گیدڑ نے
دامن پکڑا۔ حیف ایسی بے رحمی اور ننگ دلیا پر تدبیر بھی بتاتا ہوں۔ اور

تم کان نہیں دھرتے۔ اچھا میرے ساتھ چلو۔ لاش دیکھیں۔ اور تدبیریں سوچیں۔ شاید زندہ ہو جائے۔

یہ کہہ کر گیارے آگے ہو گیا۔ لاش کے پاس آیا۔ مڑے کا منہ کھول کر دیکھا۔ اور افسوس کر کے بولا۔ ہائے ہائے کیسے آدمی ہو۔ جن کو ذرا بھی محبت نہیں۔ ہمارے خاندان کا نام یہ ایسی بالک تھا۔ وہ اس طرح زمین پر پڑا ہو۔ اور تم کو زار و نہ ہو۔ گھر میں چراغ روشن کون کر لگا۔ پتروں کو بڑھ کون دیکھا۔ تم نہیں جانتے۔ کہ رام چندر جی نے سمیک شودر کے رشتے کو زندہ کر دیا تھا۔ اسی طرح مہارشی سویت جی نے اپنا بالک کو زندہ کیا۔ پس تعجب نہیں۔ کہ اگر کسی رشی یا منی کو ہمارے حالت پر رحم آ جاوے۔ تو تمہارا لڑکا جی آٹھے۔ یہ سن کر سب کے دل بھر آئے۔ اور رشتے کا سرگود میں رکھ کر رونے لگے۔ گدھ یہ آہ دیکھا مسکر بولا۔ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ارے کہیں مڑے بھی جی آٹھتے ہیں۔ جب دم نکل گیا تو لاش مٹی کے برابر ہے۔ ایک انجان نابالغ لڑکا بھی ایسی باتیں کر لگا۔ جیسی۔ تم کر رہے ہو۔ اس کی عمر اتنی ہی تھی۔ جبر کر۔ روئے دھوئے سے کوئی نتیجہ نکلنے کا نہیں۔ تم کو بھی ایک دن یہی پیش آنا ہے۔ گدھ کی باتیں سن کر سب آٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور گھر کی طرف منہ کیا۔ گیارے بولا۔ تم پر میرا کتنا کارگر نہیں ہوتا۔ لاکھ سمجھانا ہوں۔ سمجھتے ہی نہیں۔ تہذیبی عقل ہے۔ طبیعت میں یکسوئی نام کہ نہیں۔ گدھ کی باتوں پر جانے ہو

الفصلہ وہ لوگ عجیب کشکاش میں تھے مرگدھ اور گیارے کے مہاشے نے ناک میں دم کر دیا تھا۔ گوشہ مشر میں پھنسنے تھے۔ حیران و ششدر ہو کر دونوں کی باتیں چپ چاپ سن رہے تھے۔ راستے میں سری شیو جی نے سب کو درشن دیئے۔ سبھوں نے زمین چومی۔ اور موڈ ب ہو کر دست بستانہ عرض رساں ہوئے۔ مہاراج مہارے خاندان کا نام لیوا صرف یہی بالک ہے۔ اس کے مرنے سے چراغ گل ہو گیا گھر پر

تباہی آئی۔ پتر نراش ہو گئے۔ اب کوئی شرادھ ترپن کرنے والا باقی نہیں
جو ہمارے بعد پتر دان کرنے

شیو جی۔ تمہاری اضطرابی اور بقیاری نے بے چین کر دیا۔ اسی
لئے آیا ہوں۔ کہ تمہارے بچے کو زہر مارہ کروں۔ جاؤ تمہارا لڑکا تم کو بخشا۔ تنہا
برس کی عمر ہو گی۔

شیو جی ہمارا جبروان دے کر نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور وہ
مرا ہوا لڑکا آٹھ ٹکڑا ہوا۔ باپ چچا کے قدم چومے۔ ہنسی خوشی گھر پر آئے
اور بہت بڑا اُتساہ کیا۔ اس گھٹا کو جو کوئی سینگا۔ کسی قسم کا رنج پاس
نہ پھٹنے پاویگا۔

ادھیائے (۱۵)

راجہ چکندر اور جمدن کا مکالمہ

جد ہشتر جی مستفسر ہیں۔ جگ پر اپنیت کے معنی کی کتاب ہے۔ مہربانی
فرما کر خلاصہ کیفیت بیان فرمائیے

بھیشم جی نے فرمایا۔ کہ جگ اور دان کہ تارا جاؤں کا عین فرض ہے۔
اور برہمنوں کے لئے تعلیم کے وسائل قائم کرنا بھی امر ضرور خیال کیا جاتا ہے
جس کے پاس کفاف خیال و اطفال تین سال یا اس سے زائد بھی موجود
ہوں۔ اُس جگ میں دکھنا لینا آبجیات کی مثال حال ہے۔

اگر برہمن کے پاس مال و منہا ہو۔ تو بشرط ضرورت راجہ اس سے
لے کر صرف کر سکتا ہے۔ چھتری ویش کی کمائی بھی جگ میں لگا سکتا ہے
شودر کا دھن ممنوع ہے۔ اگر برہمن وید خواں مجلس ہو۔ تو راجہ پر اس
پر اس کی امداد واجب ہے۔ اگر برہمن وید کا عالم ہو کر بھوکا رہے۔ تو
راجہ کو غدا بھوکا۔ برہمن کے سامنے دل دکھانے والے کلمات نہ کہے

بلکہ دل خوش کن باتیں کرے۔ کیونکہ عارف برہمن مجازی دوتا تصور
کیا گیا ہے۔ وید منتروں سے نابلد برہمن سنسکارن کی ہوئی آگن ہیں ہوتی
دینے والا آتش دوزخ کا مستحق ہے لہذا باقاعدہ وید منتروں سے آگ
کو روشن کرے۔ اور علم وید کے عالم سے جگ کرانا چاہیے۔ جگ بغیر
خیرات نتیجہ خیز نہیں۔ جو برہمن ایک رات اوتے اور چکے آدمیوں کے
ساتھ مکان میں رہے۔ وہ ایسا گھنگار ہوتا ہے۔ کہ تین برس تک برت
رکھنے سے اس کا کفارہ نہیں ہوتا۔ تورات اکثر شادی بیاہ میں بڑے
بڑے بڑے بزرگوں اور مرشدوں کی شان میں مضحکہ آمیز کلمات بولتی
ہیں۔ ان سے عذاب نہیں ملتا۔ بلکہ ہر مار لوگوں سے لینا اور بدنام خاندان
سے اچھی عورت کا لینا بھی ادا لا جائز ہے۔ سونا اور برہمن کا مال چرانا عذاب
عظیم ہے۔ مے نوشی اور برہمن سے ہم آغوشی بہت جلد و مصرم سے گرا
دیتی ہے۔

مے نوشی کا کفارہ یہ ہے۔ کہ شراب کو گرم کر کے پیئے۔ اگر اس کے
پینے سے مر جائے۔ تو جہنم کی آگ سے جھٹکارا ہو سکتا ہے۔ برہمن ہتیا کا
کفارہ ایسا لکھا ہے۔ کہ اظہار گناہ کر کے بارہ برس تک ریاضت اور
عبادت کرے۔ تو اس گناہ سے بری ہو جائے۔ بدکار عورت کا
قاتل دو برس تک عبادت کرے۔ تو اس گناہ سے بری ہو جائے۔
ایک بیل اور ہزار گویں خیرات کرتے سے برہمن ہتیا سے چھوٹ جاتا ہے
اور بیوہ کے مارنے کا عذاب ایک بیل اور سو گھوڑوں کرنے سے زائل
ہو جاتا ہے۔ جو لڑکا اپنے ماں باپ اور گورو وغیرہ بزرگوں سے کج
بگھی بگھے۔ وہ مرد و خلائق ہوتا ہے۔ اگر عورت بد چلتی کرے۔ تو
اسکو قید کر کے صرف کھانا کپڑا دینا چاہیے۔ جو برہمنی اپنے برہمن خاندان
کو چھوڑ کر بیچ قوم سے مباشرت کرے۔ اس کو راجہ میدان میں لکڑوں
سے پٹھا کر قتل کرنے۔ اور اس یا کو گرم پوہے کے بستر پر سلا کر ملک
کرے۔ اور چاروں طرف سے لکڑیاں جمع کر کے جلا دے۔ تو بھی عذاب

نہیں ہوتا۔ اگر چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی سے پہلے اپنی شادی کرے اور جس کا عقد وید کے قاعدے کے خلاف ہو۔ وہ زوجہ سمیت پتہ ہو جائے۔ ایسے اشخاص ایک ماہ تک چاند رائن برت کر میسے پاک ہوتے ہیں۔ اور چھوٹا بھائی اپنی زوجہ منکوحہ کو اپنے بڑے بھائی کے سپرد کر دے۔ اور بڑا بھائی پھر اپنے چھوٹے بھائی کو اس کی زوجہ واپس کر دے۔ اس طرح دونوں بھائی باپ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ کتا مرغ۔ سوڑ اور آدمی جو غلیظ اور گوشت کھانے والے کہلاتے ہیں یہ سب ممنوع شمار کئے جاتے ہیں۔ جو برہمن شراب خور کی پوسٹونگھے وہ تین یوم تک گرم پانی اور تین یوم گرم دودھ اور تین یوم صرف ہوا کھا کر بسر کرے۔ تو پاک ہو جائے۔ لیکن پراچت اس بڑے کام کا ہوتا ہے۔ جو نادانگی سے سرزد ہو۔

ادھائے

تلوار کی پیدائش

بیشم پائن جی نے راجہ جینے سے فرمایا۔ کہ جب بھیشم جی کفارہ کا غلاصہ بیان فرما چکے۔ تب نکل نے بھیشم تپامہ سے سوال کیا کہ مہاراج گُل آلات حرب میں تلوار کی بزرگی مسلم خیال کی گئی۔ چنانچہ میری تلوار نہایت تیز و مہر ہے۔ اور تیر و کمان کی تو قیر اس وجہ سے ہے۔ کہ دشمن کی دور ہی سے خبر لیتی ہے۔ معرکہ جہاں میں چاروں طرف سے دشمنوں سے بچانے کی تلوار میں طاقت ہے۔ گرز شکست۔ ترسول وغیرہ استعمال کرنے والوں پر تیغ زن کیونکہ فحیاب ہو۔ بھیشم جی نے خوش ہو کر فرمایا کہ مادری تیر نکل۔ تم نے اچھا سوال کیا۔ بہادران معرکہ رزم کو اس کا علم ضرور ہونا چاہیے۔ کہ کون سہتیار کس کا مہماتا ہے۔ اور کس نے

اسے پیدا کیا۔ تیغ ہندی مشہور ہے۔ اس کی کیفیت تم کو سناتا ہوں۔ ابتداً یہاں
عالم کے وقت جبکہ صرف عالم آب تھا۔ خلائق عالم نے پہلے برہما جی کو
پیدا کیا۔ اور برہما جی نے سپت رشی یعنی مرتیج۔ اترے۔ انگرا۔ پست
اد پلہ۔ کر تویشٹ کو پیدا کیا۔ اور بھگوان شیو جی اور پراچتس۔ وکش
اور سب دیوتاؤں کو جو اور پراچتس کے جائدار یعنی انڈج رجو انڈے سے
پیدا ہوئے ہیں اور مریج یعنی تہاتات سے پیدا ہونے والے اور راج
و کشم سے رشل انسان وغیرہ کے مخلوق (سورج رپینے سے پیدا ہونے
والے) استھادور جنکم ۱۲ سورج۔ آکھ بسو۔ گیارہ گردور۔ سادوگن۔
مردگن۔ اسونی کمار۔ بھرگو کشپ۔ بٹسٹ۔ گوتم۔ کوزے رشی۔
نارود۔ پرست۔ ہال کھلی رشی۔ ہر بھاس۔ سکت وغیرہ رشی پیدا کئے۔ دیوتاؤں
اور راجپسوں میں باہم دشمنی پیدا ہو گئی۔ اور برہما جی کی عا دل علی کر کے
ہرن کشپ۔ ہرناس۔ بر وجن۔ سبز۔ رجت۔ پھلاو۔ نیچ ہل وغیرہ راجپس
کے دھرم کے جاوے کو چھوڑ دیا۔ اور گمراہی پر کمر باندھی۔ تب برہما جی
سے رشیوں کے سمیر پھاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے۔ لہلہاتے ہوئے
ہنزہ زار سے آنکھوں کو طراوت دل کو فرحت پہنچتی تھی۔ رنگا رنگ پھولوں
کی خوشبو سے دماغ سطر ہوتا تھا۔ آبشاروں کا خوشگوار اور لطیف
پانی آبجیات سے کہ نہ تھا۔ برہما جی ایسے بہار افرا مقام کو پسند کر کے
وہاں جگ اور تپ کرنے لگے۔

ریشی مئی بھی عبادت میں مشغول تھے۔ ایک روز رشیوں نے برہما
جی سے راجپسوں کی شکایت کی۔ کہ وہ جگ میں ہم کو ستاتے ہیں۔ برہما
جی کو رحم آیا۔ اپنا روپ ایسا دھارن کیا۔ کہ جس کے دیکھنے کی جیوں
کو تو کیا۔ دیوتاؤں کو تاب نہ تھی۔ جسم کیا تھا۔ ہر سلسلہ کوہ تھا۔ بڑے
بڑے تیز دانت ایسے کہ اہل بھی دیکھ کر ڈر جائے۔ جسے جسے ماتھے پائیں
ورغٹوں کی ٹہنیوں کو شرماتے تھے۔ چہرے پر ایسا نور تھا۔ گویا ہزاروں
آفتاب یک جا ہو گئے۔ فرشتوں کو بھی اس نظارے کی تاب نہ تھی۔

برہما جی کے پُر نور حلال سے تمام کو مٹسا۔ سوز ہو گیا۔ درختوں کی ٹہنیاں اور پتے جل کر خاک ہو گئے۔ زمین کو زلزلہ اور سمندروں کو تلاطم ہو گیا۔ آندھی کے جھگڑوں سے طوفان برپا تھا۔ شہابِ ناقب سے کرۂ آسمان پر ہو گیا۔ ریشیوں اور مینوں پر سکتے کا عالم تھا۔ یہ حالت دیکھ کر برہما جی نے ان سب کو ڈھارس دینا شروع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سرورپ مہادیو جی کی آگیا سے دھارن کیا گیا ہے کہ وہ دیوتاؤں پر مہیبت طاری ہو۔ پھر وہ نور مشتعل ہو کر تیز دھار والی تلوار بن گیا۔ ریشیوں کے سامنے وہ تلوار سرری برہما جی نے شیو جی کی نذر کی۔ شیو جی تلوار لیکر نمودار ہوئے۔ قد و قامت نہایت لجم و شجیم نیگاؤں چہرہ دونوں آنکھیں کنول کی طرح کھلی ہوئی۔ پیشانی پر ایک آنکھ مثل آفتاب کے منور تھی۔ جبین پاک پُر ہلال۔ جبا میں گنگا جی پست پر زم مرگ چھالا پڑا ہوا وہی تیغ ابدار شعلہ جوالہ کی طرح گھمانے دوسرے ہاتھ سے ترسول چمکانے نمودار ہوئے۔ اس مہاکال روپ کے دیکھنے سے دیوتوں کا زہر آب ہوتا تھا۔ ان کے مہیبت ناک لہر سے جلا دیا۔ فلک الاماں پکڑا۔ بہادر را جپس اور دیت اپنی سینا لئے ہوئے مقابلے پر آئے۔ ایسی اہیب شکل دیکھتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ شیو جی نے ہزاروں کو گنگا بل لاکھوں لقمہ اجل بنایا۔ کچھ بھاگے۔ کچھ خوف سے سمندر اور پہاڑوں میں جا چھپے۔ شیو جی مظفر و منصور ہو کر بشن بھگوان کے پاس آئے۔ اور اپنی تلوار ان کی نذر کی۔ دیوتاؤں نے وید منستروں سے بشن جی اور شیو جی کی استی کی۔ وہی تلوار بشن جی نے مرتیج کو دینا اس کی حفاظت کے واسطے عنایت فرمائی۔ مرتیج نے مہریشیوں کو بخشی۔ انہوں نے دیوتاؤں کے راجہ اندر جی کے سپرد کی۔ اندر نے لو کہیالوں کو انہوں نے سورج کے لڑکے منو جی کو اور منو جی نے بخرس منرا وہی بد کرداروں کے راجہ کشب کو دیدی۔ راجہ کشب سے راجہ اکشواک نے پائی۔ ان سے راجہ پرورد کے ناتھائی

پر دروازے ایوان سے نہک۔۔ ان سے حجرات۔ ان سے پرد۔ ان سے
 امور تریں۔ ان سے ابھوم جشن۔ ان سے بھرت۔ ان سے ایل بل
 ان سے دھنور دھرم اس سے کامبوج۔ ان سے چکند۔ ان سے مرث
 ان سے ہوتا۔ ان سے رپوت۔ ان سے راجہ رگھو۔ ان سے ہری ناسو
 ان سے شونک۔ ان سے اوٹنی ز۔ ان سے بھاو و بھوج جہ وینی
 راجہ کے یکے بعد دیگرے ہاتھ آئی۔ راجہ بھوج سے راجہ شوتھی۔ ان
 سے برتن بیر۔ ان سے آشک۔ ان سے پھر مہر سو۔ ان سے بھو و
 رٹی۔ ان کے در و ناچار ج۔ ان سے کر پاچار ج کو ملی۔ اور کر پاچار ج
 نے تم پانڈوؤں کو مرحمت کی۔ اسے نکل۔ اسی طرح یہ تلوار تم کو
 دستیاب ہوئی۔ اس تلوار کا بیشتر کر تکا ہی دیتا اگنی روہنی گو تر جلت
 ر و در جی اس کے استاد گرامی ہیں۔ اب اس کے آٹھ نام جن کا اظہار ابھی
 تک نہیں ہوا۔ سنا ہوں۔ دراکو و دشمن کش، تیکش و دھار، کھرک۔ بشن
 اسے۔ دھرم ہال۔ بچے۔ سری گربھ۔ اسے ماوری کے فرزند یہ تلوار اسلحوں
 میں سب سے بڑھ کر ہے۔ شیوجی جہار ج نے اسکو پیدا کیا۔ راجہ پر بھو
 نے کمان بنائی۔ اسے راجہ نے زمین سے جڑی بوٹیاں۔ آماج۔ ترکاری
 اور ہزار ماہتم کے درخت پیدا کئے۔ راجہ پر بھو نے زمین کو مہوار کیا۔ تلوار
 کی پیدائش کا حال سن چکے۔ اس کی پرستش جنگی بہادریوں پر واجب کی
 گئی۔ تم بھی اس کی پرستش کیا کرو۔ اس عالم میں تمہارا نیک نام انجام
 بخیر ہوگا۔ اور مرنے پر سوگ و ہام ہاتھ آئیگا۔

اوصیائے (۱)

پانڈوؤں کا مکالمہ رتھ و دھرم و کام و
 موکش کا مباحثہ

بھیشم پائین جی فرماتے ہیں۔ کہ جب راجہ جد ہشتر بھیشم جی کی پر مغز تقریر
 سنکر اپنے قیام گاہ پر واپس آئے۔ تو کھانے پینے سے فارغ ہو کر اپنے بزرگ
 چچا وڈر جی سے ملتے ہوئے۔ کہ اسے سرایا خیر بھیشم جی کی نصائح سے دل
 سیر نہیں ہوتا۔ دنیا داروں میں کوئی ایسا عالم ہمہ دان نہیں۔ جو دیدوں اور
 شاستروں کے رموز میں کمال رکھتا ہو۔ وڈر جی نے بھی بھیشم جی کی بہت تعریف
 کی۔ راجہ جد ہشتر وڈر جی اور اپنے چاروں بھائیوں سے مخاطب ہیں۔ کہ کام
 کر دو۔ لوچھ سے بچنے کے لئے کن طریقوں پر عمل درآمد رکھے۔ کہ ان سے
 نجات ہو۔

وڈر جی۔ دن شاستر پڑھنا۔

د۱۲۔ تپ کرنا

د۱۳۔ دان یعنی خیرات کرنا

د۱۴۔ جگ کرنا۔

د۱۵۔ حلیم ہونا۔

د۱۶۔ بد خلقی سے پر حذر ہونا

د۱۷۔ سچ بولنا

د۱۸۔ خواہشات نفسانی سے گریز رکھنا۔

د۱۹۔ گناہوں کی معفرت کرنا۔

د۲۰۔ رحمہ دل ہونا۔

یہ دس اوصاف ایسے ہیں۔ کہ جس سے انسان بہرہ ور ہو کر صاحب
 کمال ہو جاتا ہے۔ اپنے نفس پر قابو پانے سے اس قدر طاقت ہو جاتی ہے
 کہ اس سے سوائے کار خیر کے بد کام سرزد نہیں ہوتے۔ یہی باتیں جو گیوں
 اور مٹیوں میں ہوتی ہیں۔ دیوتاؤں کی فضیلت بھی انہیں امور سے
 ہوتی ہے۔ میں اپنی سمجھ کے موافق کہتا ہوں۔ کہ دھرم کے قصائل سب پر
 فوقیت رکھتے ہیں۔ ارتھ کا رتبہ اس سے کم ہے۔ کام یعنی نفس امارہ کا مطمح
 ہو جانا نہایت رعبوں خیال کیا گیا ہے۔

دورجی کی دلپشند تقریر سنکر ارجن نے سلسلہ تقریر کو یوں چھیڑا
 ارجن۔ میرے خیال میں ارتھ سب سے بڑا ہے جوید میں لکھا ہے
 کہ بغیر ارتھ کے دھرم اور کام نہیں ہوتے۔ ارتھ ہی کی وجہ اچھے اچھے جاگ
 اور ٹپ ہوتے ہیں۔ اور جاگ پورے ہو جانے پر کام یعنی دنیاوی خواہشات
 کا نگہ نصیب ہوتا ہے۔ بدھم چاری اور سنیاسی بغیر ارتھ کے اپنا ریان پورا نہیں
 کر سکتے۔ کیونکہ کسی کو دھوکا یا لالچ ہے۔ کوئی بہشت کی تمنا میں سر دھتا ہے
 جو ارتھ سے نا بلند ہے۔ اس کا کوئی ارتھ مطلب مل نہیں ہوتا۔

نکل و سہارا۔ ہمارا ج دنیا میں لوگ دولت کی تمنا میں خاک چھاتے
 پھرتے ہیں۔ ریاض کرتے ہیں۔ پوجا پاٹ پاٹ میں دل لگاتے ہیں۔ تب کہیں
 دولت مانگ آتی ہے۔ ظاہر ہوا کہ ارتھ دھرم سے بلا ہوا ہے۔ اور دھرم ارتھ
 سے پہلے دھرم کرے۔ پھر ارتھ کا پابند ہو۔ اس کے بعد کام یعنی خواہشات
 نفسانی پر قابو ہو۔

نکھم سین۔ میری دانست میں کام یعنی خواہشات نفسانی سب پر
 فوق لے گئی ہیں۔ کام کے ڈر سے ریشی پھل پھول آمار کر کے شانت چت رہتے
 ہیں۔ برہمن پھتری۔ ویش کوئی ایسا نہیں جو نہیں کام یعنی راحت و آرام کی
 تمنا نہ ہو۔ کام ہی کی بدولت ویش لوگ زراعت کرتے ہیں۔ تجارت اور روزگار
 سے خاندان کی پرورش کرتے ہیں۔ کام ہی کی وجہ سے لوگ سمندر تکے اندر
 سے موتی نکالتے ہیں۔ میری سمجھ میں کام کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے جس
 وہی سے مکھن اور پھولوں سے شہد اور تلوں سے تیل نکلتا ہے۔ اسی طرح
 دھرم ارتھ سے کام کی پیدائش ہے۔ آپ بھی کام کے بس میں ہیں۔ کیونکہ
 اچھی اچھی پوشاک اور زیور پہنکر خوبصورت عورتوں سے مباشرت کرتے ہیں
 راجہ اور برہمن کی نظروں میں سب سے افضل گنا جاتا ہے۔

راجہ جلد شہر۔ جو انسان ارتھ دھرم کام میں دل نہیں لگاتا۔ وہ
 سکھ دکھ کو یکساں سمجھتا ہے۔ اور رنج اور راحت کا پابند ہے۔ اسے ملتی نہیں
 ہوتی۔ وہید کے عالم ملتی کے سوا اور کچھ بھی نہیں چاہتے۔ میری سمجھ میں۔

ہیں پاپ دونوں بیچ ہیں جن کا دل منکھ اور دکھ کی طرف مائل نہیں ہوتا
وہ پر مائل جائیں گے۔

راجہ جدهشتر کی گہر بار تقریر منکر و دور جی۔ بحیم۔ ارجن۔ لکل اور سہیل یو بہت
معترف ہوئے۔ اور ان کی شان میں احسن و مرحبا کی آواز بلند ہوئی۔ راجہ
جدهشتر نے بھی چاروں بھائیوں کی بڑائی کی۔ اور ہمیشہ پتلمہ جی کے پاس
گئے۔ اور دھرم کی باتیں ہونے لگیں۔

اڑھیائے (۱۸)

گوتم بہمن اور راج دھرمال بگلے کی

داستان

راجہ جدهشتر ہمیشہ پتلمہ جی سے پوچھتے ہیں۔ کہ کون لوگ قابل دوستی
ہیں۔ اور کن لوگوں کی صحبت سے عزت میں بڑھ لگتا ہے۔

پتلمہ جی۔ دھرم راج! حسدی۔ بد افعال نفس امارہ کا پیرو
در و غلوئی۔ عنیت کرنے والے۔ باپ ماں کا حکم نہ ماننے والے۔ گورو
کی عورتوں کو نگاہ بد سے دیکھنے والا بے شرم عیاش۔ شاستر کے احکام
کا مخالف۔ ویاروں سے منحرف۔ سخت دل۔ بد مزاج۔ کور باطن۔ سخی۔ خیال
لوگوں سے ناراض رہنے والا۔ یہ لوگ مطعون خلائق ہوتے ہیں۔ ان سے
بہبودی کی امید نہ رکھنی چاہیے۔ جو انسان اپنے دوست کا دشمن ہے
یا اپنے فائدے کے لئے دوست کو نقصان پہنچائے۔ ایسے آدمیوں کو
دور ہی سے سلام کریں۔ اور جو عالی خاندان شیریں زبان غلط فہم۔
جو بقدرت عالم حفاکش۔ تشبیب و خراز سے واقف را شگو۔ مدبر۔ شاستر
کے احکام کا پابند نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی مدد کرتا راجاؤں پر لازمی ہے۔ ان

کی خبر گیری کرنا۔ اور ان کو گیت و ان دینا۔ ثواب عظیم عیناں کیا جاتا ہے۔ قابلِ عزت ایسے ہی لوگ ہیں۔ جو تندرستی اور مصیبت میں دوست کے کام آتے ہیں۔ دوست آں باشد کہ گیر دوست دوست در پریشان حالی و درماندگی آفریں ہے۔ ایسے دوست پر جو دوست کے کام کو اپنی جان سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ رابن! کنول پر دو ہزار نگ نہیں چڑھتا۔ اسی طرح جو وفادار دوست ہے۔ اس کی محبت نہیں چھوٹی۔ اگرچہ وہ غریب بھی ہوگا ہیں۔ مگر دوستوں اور عورتوں پر غصہ۔ حسد۔ ڈراہ کبھی نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی جگہ دل میں رکھنی چاہیئے۔ ایک وفادار دوست کا قصہ بیان کرتا ہوں۔ سنو:-

بھرت کھنڈ میں گمراہ ویش نام شہر باروتی اور نہایت وسیع تھا۔ وہاں ایک برہمن رہتا تھا۔ جس کا نام گوتم تھا۔ بھیک مانگ مانگ کر بسر اوقات کیا کرتا تھا۔ ایک روز شہر میں اسے کچھ نہ ملا۔ کسی گاؤں میں گیا۔ ایک خیرکاری و سپود کے مکان پر پہنچا۔ اور بھیک مانگنا شروع کی۔ و سپود دو لہندہ شخص تھا۔ برہمنوں کی عزت اور فواضل کرنا اس کا دستور تھا۔ چنانچہ عادت کے موافق گوتم برہمن کا ہاتھ پکڑے نہایت عزت کے ساتھ مکان میں لے گیا۔ اور دعوت و ضیافت کر کے اس سے کہا۔ کہ آپ اپنا امتحان میرے ہی ان پر بنائیے۔ یہ کہہ کر ایک بہت اچھا کمرہ خالی کر دیا۔ اور گوتم برہمن اس میں رہنے لگا۔ ایک نوجوان کینیز خدمت کے لئے مقرر کر دی۔ و سپود شکاری کا ٹیک لکھا کہ گوتم برہمن بھی شکاری ہو گیا۔ روز مرد شکار کو جاتا۔ اور ہنس۔ کبوتر۔ مرغابی وغیرہ جانوروں کو مار کر لاتا۔ کہاں لگا کر بڑے ذابیت سے چھٹکتا۔ اور اس نوجوان کینیز سے مباشرت کرتا۔ ایک روز جانور کا شکار کئے ہوئے جنگل سے آتا تھا۔ کہ گوتم برہمن کی تلاش میں اس کے گاہوں کا ایک برہمن بھی راستے سے لٹکا۔ جدھر سے گوتم جاتا تھا۔ گوتم برہمن سے ملاقات ہوتی۔ اس نے اسے پہچانا۔ اور گوتم سے بولا۔ برہمن ہو کر بدھک کی صورت اختیار کی۔ جان مارنا کب سے سیکھا ہے۔ ایسے کام کرنے شروع

کر دیئے جو بیچ کر لئے ہیں۔ گوتم برہمن نہایت پشیمان ہوا۔ جواب نو کچھ دینے دیا۔ لیکن اپنے ہمراہ بستر پر لایا۔ گوتم برہمن نے بہت اصرار کیا۔ کہ کچھ بھوجن کرے۔ مگر اس نے اس کے یہاں کھانا گوارہ نہ کیا۔ اور رات تو جیوں تپوں کاٹی۔ صبح ہوتے ہی گوتم کے گھر سے چل دیا۔ حسب دستور گوتم بھی صبح اٹھ کر تسکار کے لئے جنگل کی طرف چلا۔ ایک برگرد کے درخت پر بہت سے جانور بیٹھے ہوئے بیٹھی بولی بول رہے تھے۔ گوتم برہمن درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جانوروں پر نظر دوڑائی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ پکشی جس کا چہرہ انسان سے مشابہ ہے۔ جو دریاؤں اور پہاڑوں میں اکثر ملتا ہے۔ دکھائی دیا۔ وہ جانور اسے پسند آیا۔ اسکو پکڑنے کی تدبیریں سوچیں۔ مگر کوئی گرفت ایسی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ وہ جانور اس کے ماتھے آ جاتا۔ اسی اُدھیڑ بن میں تھا۔ کہ ٹھنڈے ہوا کے جھونکوں سے اس پر غزوگی طاری ہوئی۔ اور بیٹھی نیند سو گیا۔ راتنے میں شام ہو گئی۔ گوتم کی آنکھ کھلی۔ کیا دیکھتا ہے کہ کشت جی کا پتر برہما جی کا پیارا جنگ نام بگلا جس کو راج دھراماں بھی کہتے ہیں۔ زیور پہنے ہوئے گوتم کے پاس کھڑا ہے۔ گوتم سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ ہم آپ کی پوجا کریں گے۔ یہ کہہ کر اس بگلے نے خود شہودار پھولوں کی مالا گوتم برہمن کے گلے میں پہنائی۔ اور اس کی پوجن کی بھوجن کرایا۔ گوتم اس جانور کی آؤ بھگت دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ بگلے نے گوتم کا نام اور اس کا گو تروریافت کیا۔ گوتم نے نام بتا دیا۔ مگر گو تر کے بتانے میں چالاکی کی۔ یعنی دوسری باتوں میں اس کو لگا دیا۔ جانور نے جہاں تک ہو سکا۔ اس کی خاطر داری اور مدارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ یا نرم گد گدے فرش پر گوتم کو سلایا۔ سویرا ہوا۔ برہمن کی آنکھ کھلی۔ پکشی سر کھٹکھٹا بولا۔ کہ برہمن دیتا۔ تمہاری کیف حالت ہے۔ زر کے تنگ دست ہو۔ میں تمہیں تدبیر بتاتا ہوں۔ راجہ برو پاکش سے ملاقات کرو۔ اس زمانے میں اس کا دم عظیم ہے۔ جو کچھ دے۔ وہ کم ہے۔ یہ برہمن اٹھ کر سیدھا برو پاکش کے گھر گیا۔

راجہ اپنے نام کا تھا۔ واقعی فیاضی اور سخاوت میں لیگانہ تھا۔ گو تم برہمن کی
 خوب آؤ بھگت کی۔ اتفاق سے دوسرے دن تک پورنماشی برہم بھوج
 تھا۔ ایک ہزار برہمن کو نیوتے گئے تھے۔ اس کے ساتھ گوتم نے بھی لذیذ
 کھائے کھائے۔ اور برہمنوں کو راجہ نے وکشاوے کر رخصت کر دیا۔ مگر
 گوتم برہمن کا وقار راجہ کی نگاہوں میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ ان کے
 ایک دوست کا بھیجا ہوا تھا۔ پانچ دن اپنے یہاں رکھا۔ خوب ضیافت
 کی۔ چھ دن بہت سادہ۔ طرح طرح کے مریض زہور اور ملبوس
 زرتار برہمن کو نذر کر کے رخصت کیا۔ جب برہمن اپنے بستر پر آیا۔ راج
 دھرم اس سے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ برہمن نے کل کیفیت موبو بیان
 کی۔ اور کہا کہ آپ کے طفیل سے اتنی دولت مانگے آئی۔ مگر آپ سے اور
 اس سے دوستی نہ ہوتی۔ تو وہ کاہے کہ ہمیں پوچھنا۔ مگر اس بد طینت برہمن
 کا بدل راج دھرم کی طرف سے صاف نہ تھا۔ بلکہ موقعہ کا منتظر تھا
 کہ کسی طرح راج دھرم ہتے چڑھ جاتا۔ تو آگ میں جلا کر اس کے کباب
 کھاتا۔ راج دھرم باہر اس کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ اور اپنے پوروں
 سے جو اوتھار رہا۔ رات کو زم گد گد سے قالین پر شامایا۔ مگر گوتم تاک میں
 تھا۔ کہ ذرا چمکے اور میں اسے اپنے دم میں لاؤں۔ اس میں گوشت
 بہت ہے۔ اس کے کباب سے راستہ کٹ جائے گا۔ غرض راج دھرم
 اس کے ہتے چڑھ گیا۔ جھٹ پٹ اس کے پر نیچ ڈالے۔ اور آگ میں
 بھون کر کباب لگائے۔ صبح ہوتے ہی گھر کا راستہ لیا۔ اور دھرم راجہ برہمن
 کے پاس راج دھرم کی بلاناغہ آمد و رفت دیکھتی تھی۔ جب راج
 دھرم نہیں گیا۔ تب اس نے راجہ کو بھیجا۔ کہ جا کر بلا لائے۔ راجہ
 چاروں طرف تلاشی ہوا۔ مگر راج دھرم کا کہیں سراغ نہ پایا۔ بے نیل
 مرام واپس آیا۔ راجہ برہمن کو نہایت غمگین ہوا۔ اور حال زار پر
 تاسف کر کے بولا۔ کہ وہ برہمن بڑا شقی القلب بد طینت آدمی تھا۔
 غالباً اس نے میرے دوست راج دھرم کو مار ڈالا ہوگا۔ تم جاؤ

اور اس کا سرخ لگاؤ۔ اگر اس ظالم برہمن نے اسے قتل کیا ہو۔ تو فوراً اسے گرفتار کر کے صدارت سے پاس لاؤ۔ چنانچہ راجمار کچھ فوج جوار لے کر چل نکلا جن میں قوی ہیکل پلین مہیب صورت مہیت ناک راجپس تھے۔ اور راجہ بروپاکش راجپسوں کا راجہ بھی تھا۔ غرضیکہ راجمار راج دھرم کا سرخ لگانا ہوا۔ اس کا مکان پر وارد ہوا۔ جہاں اس کے پر نوچے ہوئے پڑے تھے۔ غصہ ناک ہو کر گنڈم کا تعاقب کیا۔ کچھ دور جا کر اسے گرفتار کیا۔ تلاشی لی۔ تو اس کے پاس راج دھرم کے کباب تھے۔ راجمار زود و کوب کرتا ہوا گنڈم برہمن کو لے کر بروپاکش کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور مفصل کیفیت بیان کی۔ بروپاکش اپنے دوست کے کباب بنے ہوئے دیکھ کر نہایت ملول ہوا۔ حاضرین دربار نے آنسو بہائے۔ راجہ بروپاکش مارے غصے کے کانپ رہا تھا۔ اسی حالت میں راجمار کو اجازت دی۔ کہ ابھی اس ملعون کا سر کاٹ لو۔ راجمار نے حکم کی تعمیل کی۔ اور لاپٹی برہمن کی تھکائی کر کے راجپسوں کو حکم دیا۔ کہ اس کے گوشت کو کچا کھا لو۔ مگر انہوں نے احکام کیا۔ کہ اگر ہم مردم خور ہیں۔ مگر ایسے بدکار بٹواس گھاتی کا گوشت ہمارے مذہب میں کھانا ممنوع ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کی بوٹیاں چل کوؤں کو کھلا دی جاویں۔ اتنی کھتا کہہ کر ہمیشہ جی بولے۔ کہ اسے راجن ایسے لوگ عن کش کہلاتے ہیں۔ اور اپنے خاندان کو بڑے لگاتے ہیں۔ ایسے بد طینت ناسزا انسان سے جو اپنے محسنوں اور دوستوں کی جان کے گاہک ہیں۔ ہمیشہ دُور ہی رہنا چاہیے۔

ادھیائے (۱۹)

گنڈم برہمن اور راج دھرم کی دوبارہ زندگی

اتنا کہ پھر بھی تم جی نے گوتہم برہمن کا قصہ چھیڑا۔ راجہ بردپاکش نے راج دھرمال کے گوشت کے ٹکڑوں کو ایک جاگہ کے ایک چتا پر رکھا۔ اور عطر اور خوشبوؤں سے معطر کر کے داکشانتی دیوی ستر بھی آواہن کرایا۔ اور ستروں کا جاپ ہونے لگا۔ سر بھی کام دھین گوتہ کے سخن سے جو دودھ نکلا۔ اس کو چتا پر چھڑک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لنگوں کا راجہ راج دھرمال زندہ ہو گیا حاضرین نے خوشیاں منائیں۔ راج دھرمال راجہ اندر کو بے سکار کر کے بولا۔

مجھے برہما جی نے سراپ دیا تھا۔ کہ تو میری سبھامیں حاضر نہیں ہوتا۔ اس لئے تو مارا جائے گا۔ اور پھر اپنے دوست کے ذریعے سے زندہ بھی ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گوتہم برہمن میرا قاتل چھیڑا۔ اور بردپاکش راجہ میری زندگی کا باعث ہوا۔ اب ایک التجا یہ ہے۔ کہ اس گوتہم کو زندہ کر دیجئے۔ راجہ اندر نے راج دھرمال پکشی کے اصرار سے گوتہم برہمن پر بھی امرت چھڑکا۔ تو گوتہم برہمن بھی اٹھا۔ راجہ بردپاکش نے کل جائیداد حوالے کر کے اس کو نگدہ دیش میں پہنچا دیا۔ مگر گوتہم برہمن کا وہی وطر رہا۔ وہی کینز اس کے پاس بھتی۔ کئی لڑکے اس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس کے ناجائز وطر سے دیکھ کر دیوتاؤں نے سراپ دیا۔ کہ تو برہمن ہو کر شجہ کرم نہیں کرتا۔ لہذا تمہیں کتے کا جامہ ملے گا۔ اور اسی جون میں اپنے پاپ بھوک۔ گوتہم برہمن شراب پاکر مر گیا۔ اور کتے کے قالب میں جنم پایا۔ اس چلتی کینز بھی کتیا ہو گئی۔

راج دھرمال پکشی برہما کی سبھامیں حاضر ہوا۔ اور سب ماجرا برہما جی کے روبرو بیان کر کے عرض پیرا ہوا۔ کہ مہاراج آپ کے سراپ سے میری یہ حالت ہوئی۔ گوتہم برہمن نے مجھے مار ڈالا۔ آپ کی کرپا سے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔ اب ایسا کبھی نہ ہو گا۔ کہ آپ کے پاس حاضر نہ ہوں۔ اور دھرم میں جی نہ لگاؤں

آسے راجہ جدھشٹر! محن کش آدمیوں کی وہی گت ہوتی ہے۔ جو گوتہم برہمن کی ہوتی۔ اور دوسروں کی بھلائی چاہنے والے انسان ہمیشہ راج دھرمال کے جگہ کی طرح برہم لوک میں رہیں گے۔

بہشتِ پائین کی وہ چٹائی ہے جسے ایک انسان شائق سے اس پرپ کو
نہیہ۔ اس کی ہر گھٹائی سرور ہی ہو گی۔



شائقِ پرستِ دوم ختم شد



شانتی پرپ

تیسرا حصہ

اُدھیائے (۱)

موکش دھرم کا بیان اور راجہ سین جت
کی کہانی

راجہ جت شانتی پرپ میں آپ نے راج دھرم اور اپد دھرم ہنات
وضاحت کے ساتھ بیان کئے۔ موکش دھرم کے حالات بھی بیان فرمائیے
بھیشم جی۔ کل دھرموں میں موکش دھرم کی جو فضیلت ہے۔
زمان میں یاراہیں کہ اس کے اوصاف میں منہ کھول سکے۔ تمہارے استفادہ
پر کچھ حالات بیان ہوتے ہیں۔ دھرم کے راستے بہت سے ہیں۔ جس طریقے
سے دھرم کیا جائے۔ نتیجہ بہتر ہی نکلے گا۔ دنیا میں اکثر دھرم سے کوئی ظاہری
نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن دوسرے جگہ میں اس کا نفع ضرور دکھلائی پڑتا ہے۔ جس
منشا سے دھرم کیا جائے۔ اس کا پھل دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ اگر یہاں کوئی
نتیجہ ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ تو پر لوک میں اس کا پھل ضرور ہی ملیگا۔ یہ خیال کرنا
عجیب ہے۔ کہ دھرم بغیر گیان کے نہیں ہوتا۔ اس لئے دھرم کرنا بے سود
ہے۔ کیونکہ گیان ہی مقدم ہے۔ دھرم گیان کے حصول کی پہلی منزل ہے

دنیا میں لالچ کے واسطے دھرم کیا جاتا ہے۔ اس سے دنیا میں ان کو فتح حاصل ہو جاتا ہے۔ رشی مہی کا قول ہے کہ ریاض کی مٹی نہیں ہوتا۔ کوئی اولاد کی خاطر دھرم کرتا ہے۔ کوئی موکش کے لئے کسی کو ویدانت حاصل کرنے کی تمنا ہوتی ہے غرضیکہ جیسی جیسی آمد زوسے۔ ویسا ہی اسکو پھل ملتا ہے۔ دھرم کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ دنیا بالکل فانی ہے۔ سب جو ایک ذریعہ ہیں اس سنسار کو چھوڑ دیں گے۔ جب یہ بات دل نشین ہو گئی۔ تو خود بخود گیان اور برہم کا جلوہ پیش نظر ہو گا۔ اور جب گیان ہوا۔ تو موکش ہو جانا مشکل نہیں۔

بھگوان شری۔ باب بھائی عورت اور لاکھوں دنیا میں کسی کو قرار نہیں دیتے جانتے ہیں۔ پھر بھی ان کے مرنے سے دل پر غم کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ کیونکہ سوتا ہے۔ تو اس فکر اور تردد سے نجات کیونکر ہو۔

بھگوان شری۔ ماما۔ پتا۔ بھائی عورت کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ سب کو ایک دن مرنا ہے۔ جب یہ معلوم ہے۔ تو غم کرنا فضول۔ عقلمند کبھی مرنے کا غم نہیں کرتے۔ راستے تروت اور افکار کے دور کرنے میں سعی رہنا چاہیے۔ راجہ سین جت کا قبضہ سناتا ہوں۔ اسے سنو۔ اور اسی طرح کسی کے مرجانے پر غم نہ کرو۔ راجہ سین اپنے نوجوان لڑکے کی موت سے نہایت مصحاصل رہتا تھا۔ ایک برہمن اس کے پاس یہ کیفیت سن کر آیا۔ اور گویا ہوا کہ سب عقلمند کی طرح روئے ہو۔ الحسرو کی چہرے پر چھائی ہے۔ سلطنت کے کام ابتر ہو رہے ہیں۔ تہا رنی وجہ سے ملازمین خالص اور اراکین سلطنت بھی معنوم ہیں۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ موت لا بدی ہے۔ کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ یہ دنیا بستی ہے۔ جسم میں پڑا ہوا جاتا ہے۔ بھگوان بیکل کر نہ جائے کہاں چلی جاتی ہے۔ دل کو قرار و زہر اختیار کرو۔ رنج و الم سے بیکر فائدہ

سین جت۔ ماں جہا راج۔ آپ کا کہنا صحیح ہے۔ مگر دل نہیں مانتا۔ کون طریقہ اختیار کرے گا۔ اس قسم سے رہائی ہو۔ اور یہی جت آئندہ میں رہے۔

برہمن۔ جتنے چو دنیا میں دکھائی پڑتے ہیں کوئی بھی دکھ سے خالی نہیں۔ امیر سے لے کر فقیر تک۔ انسان سے لے کر جانوروں تک کسی نہ کسی دکھ میں مبتلا ہیں۔ مگر گہرائی مانتا کبھی سکھ دکھ کا خیال نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک سب برابر ہیں۔ نہ ان کو سکھ سے اور نہ رنج سے غم۔ کہو مکھ جو آتما بناشی ہے۔ جیون مرن سے رست ہے۔ جیسے برہم ویسے جیو۔ نہ برہم ہی پر قبضہ۔ نہ جیو ہی پر قابو۔ جب جیو ہی اپنا نہیں۔ تو ماتا پتا استری بھائی۔ بند کب ساتھ دے سکتے ہیں۔ پھر ہم سے اودان سے ناٹ ہی کیا۔ محبت کرنا فضول ہے جب یہ باتیں دل میں گھر کر گئیں۔ تب گیان ہو گا۔ اسی سے ہمیں خوشی اور رنج نہیں ہوتی۔ جیسے سمندر میں دو کشتیاں ہو رہی ہیں۔ کبھی ایک جا ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی الگ۔ اسی طرح ماتا پتا۔ عورت لڑکے زر اور زمین۔ کوئی بھی ساتھ نہیں جاتے۔ ایک۔ ایک دن اس سے علیحدگی ضرور ہے۔ دنیا سراسر فانی ہے۔ بیٹا۔ پوتا کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ اور یہی باعث تکلیف ہیں۔ دنیا کا نام دارا لھن ہے۔ جو گیا پلٹ کر نہ آیا۔ تمہارا بیٹا یہاں سے آیا۔ نہ وہ غم کو جانتا ہے۔ نہ تم اس کو پہچانتے ہو۔ لے فائدہ رنج کرتے ہو۔ تم کیس کی تلاش کرتے ہو۔ آیا جو کی پوجہ کی۔ اگر اس کے جسم کی تلاش ہے۔ تو وہ خاک ہو گیا۔ یعنی تم خود اسے آگن میں جلا چکے اگر جیو کے متلاشی ہو۔ تو اس کا بھی ملنا محال۔ کیونکہ پرانا لکھا سایہ تمام دنیا میں محسوس ہو رہا ہے۔ اور جیو بھی اس کا سایہ ہے۔ پس مودہ اور ترشائی باعث تکلیف ہیں جب پوئناش ہو جائیں پھر سوئے سکھ اور دکھ کہاں پایا مودہ کا جال انسانوں کے گرد حلقہ باندھے ہوئے۔ اسے راہ! مکھ کے بعد سکھ ہوتا ہے۔ اور سکھ کے بعد دکھ۔ سکھ دکھ دونوں کسی کو قیام نہیں کرم جیو کے ساتھ جاتا ہے۔ جو جیسا کرے گا۔ ویسا پھل بھر لگا۔ دنیا دار لوگ عورت اور بیٹے کے واسطے دولت فراہم کرتے ہیں۔ چاہ بیجا کا خیال نہیں ہوتا۔ پاپ کرنے کے بھی عاری ہو جاتے ہیں۔ کہ کسی طرح سے روپیہ جمع ہو۔ جب گناہ کیا۔ تو سزا پائی۔ رہزن۔ ڈاکو۔ چور نا جائز طور

سے روپیہ لاتے ہیں۔ اور بال بچے عورت سبھی اس سے پرورش پاتے ہیں۔
 مگر گرفتاری کے وقت کوئی بھی مددگار نہیں ہوتا۔ اسے راجن ہمتا۔ وہ
 سے ڈکھ ہوتا ہے۔ اس کو دور کرنا چاہیے۔ پرمہمانامی رنڈی اپنے آشنا سے
 بہت مانوس ہوتی۔ اور آشنا بھی جان سے بڑھ کر عزیز سمجھتا تھا۔ ایک دن
 کسی وجہ سے رنڈی کے گھر جانا نہ ہوا۔ رنڈی آشنا کی مفارقت سے رات بھر
 جاگی۔ تمام شب بستر پر کرویں بدلا کی۔ صبح ہوتے ہی نارائن کی کمرپاسے
 توجہ بخود گیاں ہو گیا۔ سوچی کہ مہما وہ سے اس قدر ڈکھ ہوا۔ گھٹ گھٹ
 نارائن سب میں رم رہا ہے۔ اسی کا وہ بیان کرتی۔ تو یہ ڈکھ نہ ہوتا۔ آج
 سے اپنی آتما کا دھیان کروں گی۔ دنیا کی فروعات سے سوائے ڈکھ کے اور
 کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ رنڈی پر ماتا میں ایسی لپٹ ہوئی۔ کہ موش
 ہو گئی۔ راجہ سین جت کا ڈکھ اس کھتا سے جٹا رہا۔ اسی طرح اسے جد ہشٹر
 نم بھی بھائی بندوں کا غم نہ کر۔ دنیا گزشتی و گزشتی ہے۔

ادھائے

نیک فطرتوں کا احساس

راجہ جد ہشٹر نے سوال کیا۔ کہ جہانی عضو عالم پیری میں ضعیف ہو جاتے
 ہیں۔ انواع انواع کی بیماریوں سے تقاہت پڑھتی رہتی ہے۔ اہل دین
 و گریباں ہو کر جان نکالنے کی فکریں سوچا کرتی ہے۔ جان کنی کے وقت
 انسان کیا کرے۔ کہ حالت نزع کی دردناک تکلیفیں محسوس نہ ہوں۔
 بھی پیشہم جی۔ سپد ہادی نامی برہمن نے بھی ایسا ہی سوال اپنے
 پتا سے کیا تھا۔ پتا نے جواب دیا۔ کہ حالت برہمچریہ میں وید خوانی کرے۔
 ہون کر کے پتروں کی رُوح کو بلاوے۔ پھر چٹ کرے۔ بعد ازاں بنہاس
 اختیار کرے۔ پھر اس کو جان کنی کی تکلیفیں نہ اٹھانی پڑیں گی۔ سپد ہادی

نے کہا۔ اتنے کمروں کے واسطے عمر چاہیے۔ بنباس کرنے کے وقت تک بڑھا ہوا
 چاہیے گا۔ انسانی طاقت سے بید ہے۔ کو وہ بنباس کے مصائب چھیل سکے۔
 پتہ یہ بات تو سچ ہے کہ جو دم گزرتا ہے۔ عمر کم ہوتی ہے۔ اس لئے جو
 کام کرنا ہو۔ آج ہی کر لے۔ میں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ آج کا کام کل پر
 نہیں چھوڑتا۔ یہی خیال ہر وقت ہمارا رہتا ہے۔ کہ خدا جانے۔ کل مروں یا زندہ
 رہوں۔ نہاوان لوگوں کا وطرہ ہے۔ کہ آج کا کام کل پر اٹھارہ گھنٹے ہیں۔ ان
 کا قول ہے۔ کہ اگر آج نہ ہوا۔ تو کل خواہ پرسوں پورا ہو جائے گا۔ بیٹا! جو کم
 کرنا ہو۔ اسی وقت انعام کو پہنچاؤ۔ کیونکہ موت ہر وقت سامنے ہے۔ جس
 طرح بھیڑ یا بکری کی تلاش میں پھرتے۔ اور موقع پا کر اٹھالے جاتا ہے
 اسی طرح موت تاک میں لگی ہے۔ ایک نہ ایک دن سب اس کے منہ
 میں ہونگے۔ دنیا میں راستبازی۔ دیانتداری۔ وید فوانی۔ اپکار کرنا بھی ان
 کے ساتھ ہے۔ خلیق خوش اطوار انسان سیدھا سیدھا کو جاتا ہے۔ ویدیا سے
 گرا ہی جاتی رہتی ہے۔ راستبازی سے وقعت ہوتی ہے۔ ممتا وہ ہے ضحکا
 بڑھتا ہے۔ وہ کبھی سکھ اٹھاتا۔ اسے راجن! جسم تو دودھا خاک ہے۔ اس کا
 ٹھکانا آج ہے۔ کل نہیں۔ دنیا سے دل امکانا مراسر ہے ہو دگی۔ ایسا بڑا ناؤ
 رکھنا چاہیے۔ کہ دنیا سے دل اچاٹ رہے۔ عالم فانی ہے۔ اس پر اعتماد ہی
 کیا۔ جب دنیا بچ سمجھ لی۔ تو ملتی ہو جانا دشوار نہیں۔ دیکھو انسان دولت
 کی ہوا وہوس میں کس قدر تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ طرح طرح کے انکار و بنو می
 محیط رہتے ہیں۔ تا دم مرگ نجات نہیں ملتی۔ انہیں بیوہ خیالوں سے دل میں
 نکوٹی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ پر ماتما کو بھول جاتا ہے۔ اسی کے عزیز دشمن ہو
 جاتے ہیں۔ اور دُعا مانگتے ہیں۔ کہ کبھی طرح یہ بڈھا مرے۔ اور ہم سب
 کو نجات ہو۔ خدا خدا کر کے وہ مرا بھی۔ تو اس کا مال و دولت عزیزوں کے
 ہاتھ آیا۔ شراب خوری۔ عیاشی۔ قمار بازی وغیرہ بے جا اصراف میں خرچ ہوا
 کسی کار خیر میں صرف ہوتا۔ تو کچھ متوفی کو بھی ثواب ملتا۔ مگر وہ تو ایسے
 فعلوں میں صرف کیا گیا۔ جس کا عذاب متوفی پر پڑا۔ گاڑھے پینے کی گلائی

البتہ سوار تھ ہوتی ہے۔ اور پورہ روپیہ جعل و غریب چوری۔ دغا بازی سے فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کو ذرا بھی قیام نہیں۔ کافور کی طرح اڑ جاتا ہے۔ عالم وہی ہے۔ کہ محنت سے روپیہ جمع کر کے اچھے کاموں۔ جگ تیرتہ وغیرہ میں خرچ کرے۔ ایسے لوگ البتہ آخرت کا تو شر ساتھ لے جاتے ہیں۔

حد ششٹر۔ کیا غریب آدمی جس کے پاس روپیہ نہ ہو۔ وہ جگ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جگ کرنا بغیر روپیہ کے محال ہے۔

کھجکیشم جی۔ مہاراجت رشی کا مقولہ ہے۔ کہ اہل دول کو جگ کرنا آسان ہے۔ مگر مفلس بچارے۔ ست و ہرم کے زور سے جگ کر سکتے ہیں۔ انہیں دولت کی ضرورت ہی نہیں۔ رشیوں مینیوں کے پاس تو لگا نہیں ہوتا آخر یہ بھی تو جگ کرتے ہیں۔ بگل سے لکڑیاں فراہم کر کے ہون کرتے ہیں کند مول پھل پھول وغیرہ سے دکنا دیتے ہیں۔ وید پاٹھی برہمنوں کا بھو جن کند مول پھل سے کراتے ہیں۔ یہی ان کا جگ ہے۔ اے راجن! دولت مند کو یہ خیال نہیں رہتا۔ کہ مہاراپیہہ اچھے کاموں میں صرف ہو۔ وہ سوائے روپیہ جمع کرنے کے کبھی اچھے کاموں کی طرف نیت نہیں ڈالتے۔ اس لئے غریب مفلس ہی نارائین کو پیار سے ہیں۔ جن کی نیت ہمیشہ نیک کاموں کی طرف رہتی ہے۔ وہ سچ بولتے ہیں۔ پر آپکاری ہیں۔ بال بچوں اور عورت سے دل نہیں اٹکاتے۔ ایسے انسان ہمیشہ موکش پد پاتے ہیں۔

اُدھیائے (۱۵)

انسانی جامہ کا اعزاز اور دنیا کی سہائش
کے حالات

راجہ جدمشٹر۔ مہاراج! وید خوال۔ عالم کن طریقوں کے پابند نہیں

بیان فرمائیے۔

بھگیشم جی۔ اس سوال پر مجھے پر بلاوجہی کا قصہ یاد آیا۔ کہتا ہوں
سنو۔ ذکر ہے کہ پر بلاوجہی نے ایک برہمن سے جو وید کا عالم تھا۔ استفہار کیا۔
مباراج۔ آپ ہر وقت آندھی میں رہتے ہیں۔ نہ کسی طرح کا غم ہے۔ ورنہ
کسی فکر میں آپ کو مبتلا پاتا ہوں۔ راستبازی آپ کا پیشا ہے۔ جھوٹ کبھی
نہیں بولتے۔ یہ اوصاف حمیدہ آپ میں کیونکر ہو گئے۔

برہمن۔ مخلوقات عالم میں الیشری کا جلوہ دیکھنا۔ اچھانی براتی ایشو
ہی کے آدمین سچنا۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات وغیرہ کل چیزوں کا فانی
ہونا یہی باتیں ہیں۔ کہ جن سے انسان آدمیوں پر قابو پاتا ہے۔ جب ان بالوں
کا احساس تم پر ہو گا۔ گیانی ہو جاؤ گے۔ اور پر ماتما کے جلوے سے بے خود
ہو کر آخر کار برہمن میں لپٹ جاؤ گے۔ تمام چیزوں کو فانی سمجھنے سے تمہارا دل
دنیا سے اُچاٹ ہو جائے گا۔ اس لئے جامہ انسانی غنیمت ہے اس کو
عقل دی گئی ہے۔ کہ وہ معبود حقیقی سے دل لگائے۔ گیانی لوگ اس
جسم کو پاکر اچھے کرم کرتے ہیں۔ چار طرح کے جسم انسان کو عطا ہوئے ہیں
برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شوور۔ برہمن سب سے افضل گردانا گیا ہے۔ کہ
وہ وید پڑھتا ہے۔ اور وید پڑھنے سے گیانی ہو کر مکت پاتا ہے۔ اگر انسانی
جائے میں پر ماتما کو بھولا دنا۔ اس کی زندگی پر زوف ہے کیونکہ اسی جسم
سے موکش مل سکتی ہے۔ اور کسی جون یہ بات نصیب نہیں۔

چند ششٹر۔ حیوانات۔ نباتات کی پیدائش کیونکر ہوئی۔ پرلے
کے وقت ان کی حالت کیا ہوگی۔ برنوں کی تقسیم کس نے کی۔ وصرم
اور وصرم کے طریقے کیا ہیں؟

بھگیشم جی۔ کسی وقت میں کیلاش کے پہاڑ پر بھرگ رشی
جی تپ کر رہے تھے۔ اور بھار دواج رشی کا گزر بھی وہاں ہوا۔ بھار دواج
رشی نے یہی سوال بھرگ رشی سے کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ابتدا سے
آفریش سے پہلے پریش نے مہانت پیدا کیا۔ مہانت سے اسہکار

اور اہنکار سے آکاش۔ آکاش سے ہوا۔ ہوا سے آگ۔ آگ سے پانی
پانی سے زمین پیدا ہوئی۔ یہی پانچ عناصر ہیں جن سے دنیا خلق کی گئی۔ ان
ہی عنصروں سے برہما۔ شیوہ۔ اندر۔ گندھرب۔ کنہرہ۔ ورنہ۔ چوندے۔ گوند
پرنہ۔ انسان وغیرہ غرضیکہ کل مخلوق پیدا ہوئی۔ جہاں تک نظر جاتی
ہے۔ آکاش ہی آکاش دکھائی پڑتا ہے۔ اس کا اول ہے نہ آخر۔ جہاں
پر سورج کی کرنیں نہیں پہنچ سکتیں۔ اور نہ جہاں آفتاب و مہتاب کا
پرتو پڑ سکتا ہے۔ دیوتاؤں کا مسکن وہی ہے۔ زمین کے چاروں طرف
سمندر اور سمندر کے نیچے اندھیرا اور اندھیرے کی تہ میں آگ ہے۔ رستائل
کے انت میں جل اور جل کے نیچے شیش ناگ جی ان کے نیچے پھر آکاش
اور آکاش کے نیچے پھر جل ہے۔ جب تک قیامت ہوتی ہے۔ تو ہو
دوب بھگوان جو گندرا سے تمام چیزوں کو فانی کر دیتے ہیں۔ اور
وہ سب ان میں بل جاتی ہیں۔ کسی کا ظہور نہیں رہتا۔ اور جب جاگتے
ہیں۔ تو پھر دنیا کا ظہور ہو جاتا ہے۔ سب چیزیں خلق ہو جاتی ہیں۔ وہ پریم
برہم ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک اور مہتا نہیں۔ شیش ناگ جی پر
سین کرتے ہیں۔ ناف سے کٹوں پیدا ہوتا ہے اور کٹوں سے برہما جی
اور برہما جی سے سرستی اُپن ہوتی ہے۔ برہما جی آگیا پاکر سمیریت
پر ۱۰۰ برس تک تپ کرتے ہیں۔ تپ ہی کرتے کی حالت میں جیہما جی کے
ہر دے سرسوتی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور پھر برہما کے منہ سے وید نکلتے ہیں
خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش یہ پانچ عناصر ہیں۔ ان سے دُبیایا
کی گئی۔ یہ جسم پانچ عناصروں کا مرکب ہے۔ درخت۔ پتھر۔ جانور وغیرہ
کی پیدائش بھی انہیں عناصروں سے ہوتی
بھارو د آج۔ درخت تو اندر سے ٹھوس ہیں۔ ان کا آکاش تو
ہو گا نہیں۔ اور نہ انہیں قوت سامندہ۔ باصرہ۔ ذائقہ۔ لامسہ۔ شامہ۔ جہشہ
ہے۔ کہ جن سے وہ کسی چیز کا احساس کر سکیں۔
بھرت جی۔ درختوں میں بھی آکاش ہے۔ اور آکاش ہی کی وجہ

سے رس پھل پھول پیداوار ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمازت آفتاب یعنی گرمی سے ان کے پتے پھل پھول وغیرہ مرجھا جاتے ہیں۔ اور یہی ان میں قوت لاس ہے۔ ہوا بجلی کی کڑک سے اکثر وہ گر بھی جاتے ہیں۔ اور یہی ان کے قوت سامہ ہے۔ اکثر درختوں کی ٹہنیاں دوسرے درختوں میں چمٹ جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قوت باصرہ موجود ہے۔ اسی طرح خوشبو اور بدبو سے اکثر درخت سرسبز اور شاداب رہتے پھولتے پھلتے ہیں۔ اس سے قوت شامہ بھی پانی گئی جڑ کے ذریعے سے پانی پینا۔ درخت کو دیکھ کے رنگ حاصل کرنا۔ مثلاً درختوں سے خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے یہی قوت ذالیقہ ہے۔ چونکہ وہ سوکھنے اور مرجھا جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں جان بھی ہے۔ درخت جڑ نہیں ہیں۔ کیونکہ پانی بھی پیتے ہیں۔ ہوا سے غذا بھی حاصل کرتے ہیں۔ کھاد ان کی غذا ہے۔ غذا سے ان میں سختی اور نرمی ہوتی ہے۔ کل حیوانات پانچ عناصر خاک۔ باد آب آتش اور آکاش سے مرکب کئے گئے۔ پہلا عنصر آگ ہے۔ آگ سے غصہ۔ تیج گرمی۔ آنکھ کا نور وغیرہ پیدا ہوئے۔ کان۔ ناک۔ دہن یعنی منہ۔ شکم یعنی پیٹ میں آگن کا دخل ہے۔ دوسرا عنصر آب ہے۔ آب سے پسینہ۔ پیپ۔ خون کی پیدائش ہوتی ہے۔ تیسرا عنصر ہوا ہے۔ جس سے قوت رفتاری۔ سانس بات چیت کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ چوتھے عنصر آکاش سے روپ۔ رس۔ خوشبو۔ اسپرس یعنی چھونا۔ شبہ کی تیز ہوتی ہے۔ پانچواں عنصر خاک ہے۔ خاک سے جسم بنایا گیا۔ بھرگ جی کا قول ہے کہ جو اور کرم غیر فانی ہیں یہ کبھی نہیں مرنے۔ اور نہ ضائع ہوتے ہیں۔ مگر جس کو فنا ہے۔ مٹی میں مل جاتا ہے۔ جس طرح کڑی بل کر خاک ہو جاتی ہے۔ اگر آگ نہیں دکھائی نہیں پڑتی۔ اسی طرح جو بھی قالب خاک کی چھوڑ کر نظر نہیں آتا۔ کڑی کے اندر آگ ہے۔ اور وہ دستپاب نہیں ہوتی۔ اسی طرح قالب کے اندر جان ہے۔ جان کی گرفت نہیں ہو سکتی

ادھیائے ہم

گرستیوں کا دھرم اور بزرگوں کی

فضیلت

بھرگ جی بھارو وواج سے گویا ہیں۔ سرب دیاپک نارائن جی کی اچھیا سے برہما جی پیدا ہوئے۔ پھر سنگارک مرتج بعد اس کے سرگ۔ بینکٹھ وید شوچ یعنی صفائی قلب) دیوتا دانو گندھرب۔ دیت۔ راجپس ناگ پشاج کی آفریش ہوئی۔ اس کے بعد برہمن چھتری ویش شودر کی آتین ہوئی۔ برہمن کا برن سفید ستوگن سے بلا ہوا۔ اس خمسہ کی ورستی۔ فرائیش دھرم اور کرم کی پابندی برہمن برن پر مقدم کی گئی چھتری کا برن لال رنگ راجوگن ہوا۔ بد اخلاقی اور خود غرضی اس برن کا خلقی شیوہ ہے۔ شودر کا رنگ سیاہ فام ہے۔ خد منگر اور سہنا اس برن کا خلائق جب جو چیتن۔ پنڈ پکشی وغیرہ کی آفریش ہو چکی تب ریشوں نے حسب بدایت وید بھگو ان برن اور اشرم کی تقسیم کر دی۔ اور یہ بتلایا۔ کہ ہون سپا پ دور ہو جاتے ہیں۔ وید خوانی اور جپ کرنے سے دل میں یکسوئی آ جاتی ہے اور پر ماتما کے دھیان سے دل میں آئندہ سماتا ہے۔ دان کرنے سے آرام ملتاہے اور تپ کرنے سے مکت حاصل ہوتی ہے۔ جو دان عالم اور وید خوان برہمن کو دیا جاتا ہے۔ اس کا پر لوک میں فیض ہوتا ہے۔ اور جو دان نیچ قوم کو ملتا ہے اس کا پھل اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ جیسا دان ہو گا۔ ویسا پھل ملے گا۔ جہان نوازی۔ مسافر پروری انسان پر لازم ہے۔ بد خلقی۔ غرور کو رہا طنی۔ بد زبانی جانوروں کا مارنا یہ فعل غبت ہیں۔ ان سے سوائے برائی کے کوئی اچھا نتیجہ نہیں ملتا آتا۔ لہذا ان سے احتراز لازمی ہے۔ علی الصبح اٹھ کر صوفیا

سے فارغ ہو جانا چاہیئے۔ وریا یا کونٹیں پر چا سوا کر کے اٹھان کرے۔
 پھر دیوتاؤں اور پتروں کا ترپن کرے۔ سورج نارائن کو جل دے کر سری
 پریم پریم پریشور کا دھیان کرے۔ اگر ممکن ہو۔ توٹ۔ دھیاؤں کے وقت
 بھی اٹھان کرے۔ ورنہ صرف ماتھ پاؤں دھو کر آچن کرے۔ آسن پر بیٹھ
 جائے۔ اور نارائن کا دھیان کر کے وید منترؤں کا جپ کرے۔ دل کو خواہشا
 نفسانی سے پاک کر کے سری بھگوت باس دیو بھگوان میں لگا دے۔ گائتری
 کا جاپ کرے۔ بھوجن کے وقت سری نارائن جی کا دھیان کر کے بھوگ لگاؤ
 بعد اس کے خود کھانا کھاوے۔ اور اپنے بال بچوں کو کھلاوے۔ جتنی چیزیں
 کھانے میں ہوں۔ اگر کوئی بد ذائقہ بھی ہو۔ اس کی برائی نہ کرے۔ صبح
 و شام کھانا واجب ہے۔ جو انسان مذکورہ بالا طریقوں کا پابند ہو کر بھوجن
 کرتا ہے۔ اسے ایک طرح کے برت کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ دونوں وقت
 ملنے پر بھوجن کرنا ممنوع ہے۔ اپنی عورت سے محبت رکھنے والا۔ اور ایک ہی
 عورت پر قناعت کرنے والا اگر بہت آدمی نفس کش یا پریم چاری کے برابر
 ہوتا ہے۔ برہمنوں کا بچا ہوا بھوجن امرت کے برابر ہوتا ہے۔ ایسے بھوجن کی
 بڑائی ریشیوں نے کی ہے۔ برہمنوں کی اُپاسنا رشی مہر سادھو لوگ کرتے
 آتے ہیں۔ گوشت کی خوردش مجرید میں قطعی منع کی گئی۔ مہسا کرنا۔ جگسے
 پچا ہوا گوشت بھی کھانا ممانعت ہے۔ بزرگوں یعنی ماتا پتا گرو دیوا کرنا۔ اور
 ان سے بچا ہوا بھوجن کرنا۔ گرمیوں کا اعلیٰ و عظم خیال کیا گیا ہے۔ بزرگوں
 کی سپاس و دولت کی افزائش اور اولاد کی ترقی ہوتی ہے۔ صبح کے
 وقت اپنے سے بڑوں کو ڈنڈوت کرنا واجب ہے۔ مندروں اور
 اٹھان کے وقت گدوں اور برہمنوں کی جماعت میں وید خوانی کرنا۔ اور
 حسب حیثیت ان کو بھوجن کرنا نہایت اعلیٰ ہے۔ بھوجن کر اٹھے وقت
 چائیں کنیرے پر جنیو رکھنے کو سب بولتے ہیں۔ چامت۔ چھیک اور پوجا
 کے وقت برہمنوں کو ڈنڈوت اور پرنام کرنا واجب نہیں۔ آنتاب
 کے سامنے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ممنوع ہے۔ اکثر لوگ اپنے گھ

کو چھپاتے ہیں۔ اس کا اظہار باعث شرم اور مذمت سمجھتے ہیں۔ تضحیک کے خیال سے وہ کسی پر ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ ایسے لوگ قابلِ نفیر سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ پاپ کرنے والے کا حال پر میثور سے چھپا نہیں۔ وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ اور سب کا مالک ہے۔ جب اس نے دیکھ لیا تو آدمیوں سے چھپانا غلطی ہے۔ سزا اور جزا دینے والا وہی پر مانتا ہے اس خیال سے پاپ چھپانا زیبا نہیں۔ ارتکابِ جرم سے متنفر ہونا ہر صورت میں واجب۔ اسی طرح جو لوگ گپت دان کرتے ہیں۔ دھرم دان یعنی سخاوت پیشہ لوگوں پر ایسے دان چھپے نہیں رہتے۔ پاپ سرچڑھ کر بولتا ہے جو دولت ناچار طور سے فراہم کی جاتی ہے۔ پاپی لوگ اس سے فیض نہیں پاتے۔ واناؤں کا قول ہے۔ کہ جو دھرم کیا جاتا ہے۔ وہ مالشی ہے۔ یعنی جو دھرم دل سے کیا جاتا ہے۔ اس کا پھل ضرور ملتا ہے۔ ذی روح قابلِ رحم ہیں۔ اے راجن۔ سری کرشن جی بھگوان کل کائنات کے مالک تھے اور تار اسی لئے دھارن کیا ہے۔ کہ سب جمیوں کا آدھار ہو جائے۔ انہیں کے دھیان سے آند نصیب ہوا۔ انہیں کی ادلتے توجہ سے مجھ میں اتنی طاقت عود کر آئی۔ کہ میں گیان اور وگیان کی حالت اس رتہ دل کے بستر پر بھی بیان کر سکتا ہوں۔ تمام مخلوق کے پیدا کرنے والے جن کی زبان وید ہے۔ جگوان کے چرنوں کا سہارا ہے۔ وہی موکش پاتے ہیں۔

راجہ شتر۔ پتا جی! سری کرشن بھگوان کے اوصاف سننے کا مشتاق ہوں۔ انہوں نے پورب جنم میں جو باتیں کی ہیں۔ بیان کیجئے۔

اوصاف

کرشن بھگوان کی تعریف پارہ اوٹار کیا

بھیشم جی۔ کرشن بھگوان کی تعریف میں شیش اور شاردا کی زبان لال ہے۔ گجھ میں اتنی یاوری کہاں۔ کہ ان کے اوصاف میں زبان کھول سکوں۔ جو کچھ ہر شیوں سے سنا ہے بیان کرتا ہوں۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ میں صید انگلی کرتا ہوا مارکنڈے جی کے استھان پہنچا دیکھا۔ تو رشیوں مینوں کی جماعت اکٹھی ہے۔ مجھے دیکھتے ہی سبھوں نے استقبال کیا۔ اور تعظیم و تکریم کے ساتھ مجھے آسن پر بٹھلایا۔ میں بتی ہوا۔ کہ جو کچھ اس وقت ہو رہی تھی۔ بیان کیجئے۔ میرا دل میں مشتاق ہو کشپ جی میرے اس سوال پر گویا ہوئے۔ اس وقت باراہ اوتار کی کتھا ہو رہی تھی۔ تنہا سے اصرار سے پھر از سر نو کہتا ہوں۔

کشپ جی۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ جب پریتوی پر اودمرم ہوتا ہے باپ کی زیادتی ہونے سے تمام مخلوق دکھی ہو جاتی ہے۔ اسوقت دریائے رجمت جوش میں آتا ہے پرماتما خود اوتار لے کر لوگوں کو مصیبت سے نجات دلاتے ہیں۔ اور پریتوی کا بھار اُتار کر گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں وہی بھگوان جنہوں نے باراہ اوتار دھاردن کر کے دیوتوں کو مارا۔ آجکل منند بابا کے یہاں بال چرتروں سے رانی جو دھال کو آئندہ دے رہے ہیں۔ راجپسوں کے نیست و نابود کرنے اور پریتوی کے بھار اُتارنے کی خاطر کرشن اوتار ہوا ہے۔ زمانہ سلف میں جب زکام سردیت کے ساتھ اور بھی کور باطن۔ بدطینت۔ طمعی۔ حسدی والو پیدا ہوتے تھے۔ دیوتاؤں کو گرد پہنچانا۔ رشیوں کو ستانا۔ اور ان کو مار کر اپنا پیٹ بگ کاناش کرنا ہی ان کے دیرے تھے۔ دنیا میں پاپ ہی پاپ تھا۔ دھرم اور کرم بالکل مفقود۔ ناچار رشی مہنی برہما جی پاس گئے۔ اور ان سے سارا کچا اچھا کہہ سنایا۔ اپنے درد کی دوا چاہی۔ برہما جی نے جواب دیا کہ درحقیقت یہ ایسے ہی بدکردار ہیں۔ تمام دنیا عاجز ہو رہی ہے۔ دولت اور غرور کے نشے میں متوالمے ہو رہے ہیں۔ دیوتاؤں میں اتنی قوت نہیں۔ کہ ان پر قابو پا سکیں۔ تمہارے جی کا بھروسہ ہے۔ وہی باراہ اوتار

لے کر ان دوتاؤں کو ہلاک کریں گے۔ گھبراؤ نہیں۔ تمہارا دکھ پر میثور
جلد دور کرینگے۔ برہما جی باتیں سنکر کچھ ڈھارس ہوئی۔ چلے آئے۔ اور
وقت کے منتظر رہے۔ دیکھیں کب ناراین جی کی کرپا ہوئی ہے۔ اور ہم
کو اس دکھ سے نجات ملتی ہے۔ آخر کار پرہم برہم پر میثور تے باراہ اوتار
دھارن کیا۔ اور پرکھوی کے نیچے جا کر جہاں دیوتاؤں کی بودوباش تھی
میبست ناک آواز سے گرجے۔ دیوتاؤں کے ہوش اڑ گئے۔ ایک آواز سے
ان کا جلال اور اقبال جاتا رہا۔ دیوتاؤں کے دل بھی اس کی خست آواز
سے مل گئے۔ دیوتاؤں نے چاروں طرف سے باراہ بھگوان کو گھیر لیا۔ اور
ان کی گرفتاری کی فکر کرنے لگے۔ تب باراہ جی نے راجھپوں اور
اسروں کو مار کر پرکھوی کو دانت پر اٹھا لیا۔ اور دوتاؤں کو خوف ہو کر
برہما جی کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ برہما جی دیوتاؤں کو سمجھاتے رہے
تم کس واسطے خوف کرتے ہو۔ تمہارے ہی لئے ناراین جی نے اوتار لیا
ہے۔ اور یہ جہیب صدا انہیں کی تھی۔ جس کے ڈر سے تم بھاگ کر ہمارے
پاس آئے ہو۔ وہ دیکھو باراہ جی راجھپوں کو مار کر غصے سے کاٹتے
ہوئے چلے آتے ہیں۔ جاؤ اسنت کر کے ان کو شانت کرو۔ دیوتاؤں
نے دیدنتروں سے باراہ جی کی پوجا کی۔ اور ناراین جی خوش ہو کر بیکنٹھ کو
چلتے ہوئے۔ اور باراہ روپ کرشن بھگوان ہی نے دھارن کیا تھا۔

ادھارے (۶)

وقت کا شمار

راجہ جھدرپور چیتے ہیں کہ گنگا پتر پنامہ جی ! انسان کن
اصوبوں کا پابند رہے۔ کہ ہر دوزخ ہو جائے۔ اور کون سے فراہیں
ادا کرے۔ اور برہم لوک میں جگہ پائے۔

بھیشم جی - بیٹا! جو انسان غریب اور پرہیزوں کی عزت کرتا ہے اور اپنے سے بڑوں اور گوروں کی سیوا کرتا ہے۔ دروغ گوئی سے خوف زدہ ہو کر راستبازی کا پیشہ اختیار کرتا ہے۔ یگانوں بیگانوں کی خبر لیتا ہے۔ عثمان۔ فیتھر۔ بیوہ اور یتیم بچوں کی پرداخت میں ساعی رہتا ہے۔ شیریں بیانی سے ہر شخص کا عزیز بن کر دیو مندر۔ شوالوں۔ ٹھاکر دیواروں میں جا کر پوجا کرتا ہے۔ بغیر اپنی عورت کے دوسروں سے لگاؤ نہیں رکھتا نفس کش ہو کر وید کی ہدایت کے بموجب چاک کرتا ہے۔ ایسا آدمی ہر دل عزیز ہو جاتا ہے۔ برہمن لوک اسی کا مسکن ہوتا ہے۔ جو سچ بولے۔ اور جان نہ مارے۔ جو کوک ہر دل عزیز ہوتے ہیں۔ کسی سے دشمنی نہیں کرتے و صرم کرتے ہیں۔ مگر اس کے پھل کی چاہ نہیں کرتے۔ نارائن جی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو کچھ محنت مشقت سے ہم پہنچے۔ اس پر صابر رہتے ہیں۔ کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ ایسے انسان ہمیشہ بکینٹھ نواس کرتے ہیں۔

راجہ جدہشتر۔ جہاراج! دن اور رات کا شمار ریشیوں نے کیا؟

بھیشم جی۔ یہی سوال سکھ دیو جی نے اپنے پتا بیاس جی سے کیا تھا۔ بیاس جی فرماتے ہیں۔ کہ ہندوہ پل کی ایک کاشا اور ۲۰ کاشا کی ایک کلا کی مہورت ۳۰۰ مہورت کا ایک دن رات ہوتا ہے۔ ۳۰۰ دن رات کا ایک مہینہ اور بارہ مہینے کا ایک رکھا گیا ہے۔ جس میں چھ ماہ وکشا اور چھ ماہ اترائن سورج رہتا ہے۔ آفتاب کی گردش سے دن اور رات ہوتا ہے۔ دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے رات ہوتی اور دن کام کاج کرنے کے لئے مقرر ہوا۔ آدمیوں کا ایک مہینہ پتروں کا ایک دن ہوتا ہے۔ یعنی سوکل بخش دن اور کرشن بخش دن ہے۔ آدمیوں کا ایک سال دیوتاؤں کے ایک دن رات کے برابر ہے۔ یعنی اترائن دن اور وکشا دن رات۔ سنت جگ کا دور ۱۸ لاکھ ۲ ہزار برس کا ہے۔ چار سو برس کی سندھیا ہوتی ہے۔ ست جگ

میں دھرم کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ ست دھرم کی ترقی اور سخاوت اور
خیرات کی افزونی رہتی ہے۔ دوسرا جگ ترقی ہے۔ اس میں دھرم کا ایک
پاؤں جاتا رہتا ہے۔ چوری۔ غیبت۔ مروجہ کوئی ٹی ترقی ہے۔ ست جگ میں
کوئی انسان دکھی نہیں ہوتا تھا۔ سب خوشحال اور چین سے رہتے تھے۔ کوئی
بیماری کا نام بھی نہ جانتا تھا۔ جو خواہش یا جو مطلب ہوتا تھا۔ اسی وقت پورا ہو
جاتا تھا۔ ترقی میں ایک پاؤں دھرم کا جاتا رہتا ہے۔ اسی دور میں اٹم سمجھا گیا
ست جگ میں تب مقدم تھا۔ دو آپر اور کل جگ میں دان دینا۔ خیرات کرنا
ہی افضل خیال کیا گیا ہے۔ عالم دویا دان پنڈتوں نے چاروں جگوں کے انتہا
پر برہما جی کا ایک دن خیال کیا ہے۔ دن کے آغاز ہی میں بسو بھگو ان دینا
کی رچنا کرتے ہیں۔ اور رات شروع ہوتے ہی پرلے ہو جاتی ہے۔

ادھیائے (۷)

سخاوت یعنی خیرات کے مدارج

بیشم جی۔ اے راجن! دان کرنے والے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے
دیکھے جاتے۔ دینا سے ان کا نام بھی ہوتا نہیں۔ وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ ایسے
آدمیوں کو اچھی شر و اگھور بھی دے دینے میں عذر نہیں ہوتا۔ اچھی شر و
اگھور سے کا نام ہے۔ جو انسان کو میسر نہیں (وید یا پڑھ کر لے والوں اور
دان دینے والوں کا منورہ سچل ہو جاتا ہے۔ ست سندھو راجہ نے برہمچوں
کی رکشا کے لئے اپنی جان دینا گوارا کی۔ انت و پورا اور سائکر تی سے لے لٹ
جی کو دان دے کر نام پیدا کیا۔ اندر و من مہا دانی ہونے پر تو ان کا شی
کے راجہ نے طلائی مکان برہمنوں کی نذر کر دیا۔ اب وہ اپنی رعایا سمیت بکلیت
میں فوس کرتا ہے۔ راجہ امیر یک یک گنودان کیا کرتے تھے۔ اس سے ان
کو نورگ میں جگہ ملی۔ ساوتری نے اپنی کڑل اور راجہ جیہ نے اپنا

بدن برہمنوں پر وقف کر دیا۔ مرنے پر سورگ دھام نصیب ہوا۔ راجہ پوناٹھ
نے اپنی رانی معذ پور اور ملہوس شانانہ کے برہمنوں کو دان میں دے دی
اور بہشت بریں میں جگہ پائی۔ نم ویش کے راجہ بدیہ نے اپنی ساری مملکت
خیرات کر دی۔ اور پرہرام جی کے تمام روتے زمین کنچیر کر کے برہمنوں کو اور
کر دی۔ راجہ سہریت نے برہمنوں پر اپنی جان تصدق کر دی۔ راجہ پوم
پاونے اپنی کنیا سرنگی برشی کی بھینٹ کی۔ اسی مستعد راجاؤں نے دان
دے کر دنیا میں اپنا نام اور جش قائم رکھا۔ اور بعد رحلت کے فردوس میں
میں بودوباش اختیار کی۔ اعلیٰ دھرم کیا ہے۔ دان ہے۔ بھگت کے دود
میں دان یعنی خیرات سب سے افضل شمار کی گئی

جد ہشت۔ گرسٹ آشرم کے اوصاف کیا ہیں؟

بھیشم جی۔ گرسٹ آشرم دنیا داروں کے لئے اعلیٰ منزل ہے۔
گرسٹیوں کو چاہیے کہ اپنی عورت کے ساتھ آگ روشن کر کے روزانہ ہون
کرے۔ کیونکہ جگ کرنا برہم بھوج کرنا۔ غریب ساوہوؤں کو کھانا کھانا۔
حسب مقدور خیرات کرنا۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان باتوں سے انسان گناہوں
کا ملوث نہیں ہوتا۔ چار باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے

(۱) تین برس کے واسطے غلہ کی فراہمی۔ یہ سول دھان کہلاتی ہے۔

(۲) کنہہ کے دن غلہ کا دان کرنا۔ اس کو کنہہ دان کہتے ہیں۔

(۳) اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو ایک ہی روز کے واسطے غلہ موجود رکھنا۔

(۴) محنت مشقت سے روزی بہم پہنچانا۔ صرف اپنے ہی نفس کے واسطے

کھانا بنانا منع ہے۔ بلکہ اتنا ہو کہ ایک اور آدمی کھالے۔ پتر۔ شرادھ۔ دیوتا اور

جگ کے واسطے جانوروں کا ذبح کرنا ناجائز سمجھے۔ بلکہ بیڑ۔ بکری۔ بھیل۔ بھیل

کو بھروید کے منتروں سے سو دھ لے۔ ون میں سونا منج لکھا ہے۔ سہر شام یا

پچھلی رات کو سونا نہ چاہیے۔ دو وقت کے سوائے تیسرے وقت کھانا بھی

زیادہ نہیں۔ زیادہ کھانے یا خلاف وقت تناول کرنے سے بیماریاں دور پاتی

ہیں۔ مباشرت رات ہی کو لکھی ہے۔ دن میں مناسب نہیں۔ گھر میں

برہمن کا رات کے وقت سونا منع ہے۔ مگر پوجا اور کھانا کھانے کے لئے اگر رات رہے۔ تو ہرج بھی نہیں۔ وید وھرم کے ماہریں اور برت دھاری اور نفس کش انسان اگر برہمن نہیں ہیں۔ تو بھی ان کی پوجا جائز ہے۔ جٹا دھاری پاکھنڈی لوگوں کو دھوکہ دینے والے گرو سے مخرف۔ انکی ہوتر نہ کر سکتے تھے۔ گرو سے مخرف۔ انکی ہوتر نہ کرنے والے انسانوں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیے۔ یہ پجاری سنیاسی۔ سادھوؤں کی خدمت گرسنتیوں پر فرض ہے۔ برہم بھیج اور جگ سنے بچا پڑا پر شاد کہلاتا ہے۔ پر شاد کھانے میں تساہل واجب نہیں۔ البتہ بھائی بہن کے گھر کی جو ٹھن کھانا وغیرہ واجب ہے۔ نفس کش وہی ہے۔ کہ سواٹے اپنی عورت کے دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔ پر ویت ماموں مسافروں۔ بڈھا۔ بھوکا۔ وید پانٹھی۔ بھائی ماما۔ پتا۔ عورت۔ بٹیا۔ لوط کے کی دلہن۔ لاکر۔ واسی۔ سادھواں کے کھانے میں توقف رنیا نہیں کیونکہ اگر ہستیوں کا فرض ہے۔ کہ بغیر ان کے کھلائے خود بھوجن نہ کرے ایسے انسان برہم لوک میں ان کی خدمت اپسرا میں کرتی ہیں۔ بڑے بھائی کا رتہ باپ سے کم نہیں۔ عورت اور لوط کے اپنا خاص جسم ہیں۔ جو اس واسی سایہ ہیں۔ شادی بیاہ میں خوشدل رہنا چاہیے۔ احکام شاستر سے مخرف نہ ہو۔ ایسے انسان کی دس پشتیں بہشت میں جاتی ہیں۔ جگ شراب کرنے والے آدمیوں کو شرگ لکھا ہے۔ خاندانی لوگوں کی پرداخت گرسنتیوں پر لازم ہے۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ انہیں شپ جوگ کا پھل ملتا ہے

اُدھیائے (۸)

گرہست اور نیاس کی دیکھ بھال

نیاس جی سکھ پوجی سے بیان کرتے ہیں۔ کہ صاحب مروت اور جو دو بھا کے پانچا۔ وھرم کرم سے واقفیت رکھنے والے انسان گناہوں سے پاک رہتے

میں دنیا اور عجب دلوں جگہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔ دان و ہرم کرنے سے رقت بڑھتی ہے۔ ایسے لوگوں پر کام کرو۔ مودہ کا اثر نہیں ہوتا۔ یعنی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کے گھر میں چین ہی چین ہے۔ کسی طرح کا دکھ نہیں۔ لڑکے کے پالے فراغت سے گزر کر لے ہیں۔ کسی بات کی پرواہ نہیں مگر عالم پیری ہے۔ ایسی حالت میں وہ دنیا چھوڑ کر سنیاں دھارن کر کے جنگل میں تپ اور پرماتما کا دھیان کرتے ہیں۔ بعضے بان پرست استری کے ساتھ بن ہیں تو اس کرتے ہیں۔ پھل پھول ان کا انار ہوتا ہے۔ دن رات نارائین بھجن کے سوا دوسرا کام نہیں کرتے۔ سنیاں سی تو ہی ہے۔ جو قیبت اور چغل خوری کا عادی نہ ہو۔ گہرا بستر پہنے بھل بھول کا انار رکھے۔ یا گھاؤں میں جا کر بھیک سے اپنا پیٹ بھرے۔ درختوں کے پیچھے سو سے۔ دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ ہو۔ لذیذ اور خوش ذائقہ کھانوں سے نفرت ہو۔ عورت سے دامن پاک رکھے۔ دنیا داروں سے شرم زمریہ سانپ کے ڈرتا ہے۔ اگر کوئی اس کی توہین بھی کرے۔ تو بھی غصہ نہ آئے۔ رحم دل ہونا لازمی امر ہے۔ اپنے سے اگر کسی کا کام نیکلتا ہو۔ تو کوتاہی نہ کرے۔ موت ہر وقت پیش نظر ہے۔ اس لئے کسی سے ڈرنا بھی نہ چاہیے نہ کسی سے محبت بڑھا دے۔ ایسوں کی عزت دیوتا بھی کرتے ہیں۔ مانتی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ہے۔ اسی طرح جو گیوں سنیا سیوں کی وجہ سے دنیا داروں کی زندگی سچل ہوتی ہے۔ راشکو۔ حلیم۔ عیسیٰ وک سنیاں دھارن کر سکتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی تپ نہیں۔ ایسے انسان دیوتاؤں کے بھی چیتے ہوتے ہیں۔

ادھیائے (۹)

اندر اور راجہ کی کتھا

میاں جی سکھ دیو جی سے برہن کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت راجہ اندر
 ایدر اوتسا نا تھی پر سوار ہو کر گشت کو نکلے۔ ایک دھوبی کے گھر میں راجہ
 بل کو گدھے کے بسم میں دیکھا۔ راجہ اندر کو یہ رتا ہوئی کہ اسنے بڑے
 پر تاپی اور دانی راجہ کو گدھے کی چونایکونکر ملی۔ پوچھا۔ آپ کو اس
 حالت میں دیکھ کر سخت تعجب ہے۔ آیا آپ کو کچھ دکھ تو نہیں ہے۔ آپ
 کیسے کھاس پر گزارہ کرتے ہیں۔ جو خوش ذائقہ لذیذ کھانے کھاتے ہیں
 حقیقت ہے۔ کہ وہ کھاس پر گزارہ کریں۔ اسے بل دھوبی تم پر سوار ہوتا ہوا
 پہلے تو آپ دیتاؤں کو بھی کچھ نہ سمجھتے تھے۔ اور راجہ ہمارا کو لگاؤ
 میں نہ لاتے تھے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل پہلو ان جلو میں رہتے تھے
 آج کیا ہو گیا۔ اس گدھے کی چون میں پڑے ہوئے مصیبتیں اٹھانے
 ہو۔ آپ کے سامنے دیتاؤں کی استریاں۔ رہبھار۔ نیکا وغیرہ نا چتی اور
 اور گائی بجاتی تھیں۔ آپ کا وہ جو اہرت سے مرصع تخت کہاں گیا۔ راجہ
 بل جو اب دیا۔ اسے راجیشور اندر۔ جب دھرم اپنا زور دکھلائے گا۔ پھر
 وہی ساز و سامان ہوگا۔ پورب جنم کے سنسکار سے میرا راج جاتا رہا۔
 شرمندہ مت کرو۔ داناؤ ہی ہیں۔ جو دکھ سکھ کیساں سمجھیں۔ راجہ اندر نے
 ٹھنڈی سانس بھر کر پوچھا۔ کہ آپ کی سواری کوہ پیکر خیل اور یاد دہنار گھوڑوں
 پر ہوتا کرتی تھی آخر یہ کٹھاٹھ باٹ کہاں گیا

راجہ بل۔ لکشی کا کہیں قیام نہیں۔ اس کا نام چنچلا ہے۔ بیکار
 شرم دلائے ہو۔ اور جو پوچھتے ہو۔ کہ اس جسم میں کوئی تکلیف تو نہیں۔
 تکلیف کا ہے کی۔ عقلندوں کو مصیبت اور آرام یکساں ہے۔ نہ دکھ
 میں کہیں۔ اور نہ دولت پاکر خوشی ہی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا افسوس
 کرنا فضول۔ اپنا سہاں مت سمجھو۔ جب تک اندر آسن مانٹھ نہیں آیا
 تھا۔ تمہارا مزاج ہی اور تھا۔ اب اس بدوی پر پہنچتے ہی مزاج بدل
 گیا۔ میں اسی باتوں کو خیال میں نہیں لاتا۔ کہ پہلے کیا سکھ اٹھاتے تھے
 اور اب کیا دکھ ہے۔ دنیا فانی ہے۔ زمانہ انقلاب پسند ہے۔ کبھی کچھ

اور کبھی کچھ نظر غائر سے دیکھا جائے۔ تو سکھ اور دُکھ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اندرانی پت لچھی کسی کے پاس نہیں رہتی۔ اور موت سے کوئی بچتا نہیں۔ جبکہ اس بات کا ٹھنڈ ہے۔ کہ لکشی سہارے ہی ساتھ ہے۔ وہ جاہل اور نادان ہے۔

اتنا کہتے ہی لکشی استری روپ ہو کر راجہ بل کے جسم سے نکل کر ہمارے کھڑی ہو گئی۔ راجہ اندر کو اور بھی استعجاب ہوا۔ پوچھا کہ یہ حسین عورت جو آپ کے بدن سے نکلی کون ہے؟

راجہ بل۔ اس دیوی کو تو میں بھی نہیں پہچانتا۔ تم خود اس سے پوچھ لو۔

راجہ اندر۔ حسین عورت سے تم کون ہو؟

لکشی۔ مجھ کو تو اس کا باپ پر و جن بھی نہیں پہچانتا۔ اور نہ راجہ بل یہی مجھ سے واقف ہے۔ نہ مجھے تم جان سکتے ہو۔ نہ کوئی دیتا۔ میرا نام لکشی ہے۔

راجہ اندر۔ اغواہ لکشی تمہارا نام ہے۔ راجہ کے پاس بہت مدت تک رہیں۔ آخر قطع تعلق کرنے کی وجہ ہی کیا ہے۔

لکشی۔ میرا ان لوگوں کے پاس گزارہ ہے جو وان۔ برت۔ تپا۔ پر اکرم اور دھرم کے پابند ہیں۔

یہ باتیں سن کر راجہ بل نے منہ پھیر لیا۔ لکشی۔ گو راجہ بل کو برہمن بھگتی۔ راشکوئی نفس کشی میں عبور حاصل تھا۔ مگر آخر کار ایسا مغرور ہوا۔ کہ برہمنوں کی مندا کرنے لگا۔ بلکہ لوگوں سے اپنی پرستش کرانا چاہی۔ کنارہ کشی کی یہ وجہ ہوئی۔ میرا گزارہ اس کے پاس نہیں ہو سکتا۔ تمہارے پاس آئی ہوں۔

راجہ اندر۔ اے پدمالی لکشی کا نام ہے، کسی انسان میں اتنی بھی طاقت ہے۔ کہ تم کو اکیلا اپنے بس میں کر لے۔ اور تم اس کے یہاں پستہا پست رہو۔

لکشمی کسی دوتا اور گندھرب میں بھی طاقت نہیں۔ جو مجھے روک سکے
اندر۔ ہتھیں کوئی ترکیب بناؤ۔ جس سے علیحدگی نہ ہو سکے
لکشمی جس طرح تیرے پاس رہ سکتی ہوں۔ منو۔ میرے چار حصے
کرو۔ چار پاؤں ہیں۔ ان کے رکھنے کی جگہ بناؤ۔

اندر۔ حتی الامکان اپنے یہاں سے جانے نہ دوں گا۔ ایک چون
کا بھار پر بھومی اٹھا سکتی ہے۔ کیونکہ تمام جیوؤں کی پرورش کریندہ
پر بھومی ہے۔

لکشمی۔ پہلے چرن رکھنے کی جگہ تو بتائی۔ پر بھومی ہی میرا بوجھ اٹھا
سکتی ہے۔ یعنی جو دھرماتما پرش ہیں۔ ان کے یہاں میرا باس ہوا کرتا ہے
دوسرے چرن کہاں رکھوں۔

اندر۔ اطراف دنیا میں پانی ہی پانی ہے۔ یعنی تین حصہ جل اور
ایک حصہ خشکی۔ یہی جل تیرے چرن کا بھار اٹھائے گا۔ جل سے بھی جیوؤں
کی پرداخت ہوتی ہے۔

لکشمی۔ اچھا دوسرے قدم رکھنے کی بھی جگہ ملی۔ اب تیسرا چرن
کون سہیگا؟

اندر۔ انہی یعنی آگ۔ وہ تیسرے چرن کا بوجھ اٹھائے گی۔
کیونکہ جگ ہون وغیرہ۔ نیز آگ کے ہونہیں سکتے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھرم
لکشمی۔ تیسرا چرن انہی والا بھی میں نے رکھا۔ اب چوتھے چرن
کی فکر کرو۔

اندر۔ جو دیار برہمن۔ سادھوؤں کے بھگت ہیں۔ اور جو ہمیشہ سچ
بولتے ہیں۔ وہی چوتھے چرن کا بھار اٹھا سکیں گے۔

لکشمی کے چاروں چرن دولت۔ تیرتھ میں خیرات۔ جگت۔ دھرم
دویا ہیں۔ اور ان کا مقام پر بھومی۔ جل۔ آگ۔ سنت۔ سادھوؤں کے
یہاں ہے۔

اندر۔ اب مجھے ڈھارس ہوئی۔ کہ تو میرے یہاں سے کبھی نہ

جائے گی۔ اس لوک میں جس کے یہاں تیرا پاس ہوگا۔ اور اچھے کام نہ کرے گا۔ ناش کروں گا۔
 راجہ بل۔ شرگ میں سمیر نام پرست ہے۔ اس کے پیچھے برہم لوک ہے۔ اور پورب کی طرف اندر۔ برن۔ کوہیر۔ جم چاروں دیوتاؤں کی پر ہی ہیں۔ اور وہ چاروں پر ہی سمیر پرست کے چاروں طرف گھوما کرتی ہیں۔ آفتاب کی روشنی سے ہمیشہ منور رہتی ہیں۔ جس پر ہی کا ناش ہوتا ہے۔ وہاں سورج کی کرنیں نہیں پہنچتی۔ اسی طرح چاروں پر ہی پرستار بھی چھائے گی۔ سب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اس وقت لکشمی پیر پاس لو اس کرے گا۔ اسے اندر۔ آگے آنے والے منور میں پترے بجائے میٹری ہی حکومت ہوگی۔ مینیوں اور دیوتاؤں میں جنگ ہوگی۔ اس وقت اسے اندر بایں تجھے پرتھیاب ہوں گا۔ اور تمہارا اندر اسن چھینکر زیر کروں گا۔

اندر۔ اسے بل! برہما جی کی اجازت نہیں۔ کہ میں تم پر ناٹھ اٹھاؤں۔ نہیں تو ابھی بحر سے خاتمہ کر دیتا۔ خیر جاؤ۔ چھ بڑے دیوتاؤں پر یہ خیال غام ہے۔ چاروں پر ہی ناش ہو جائیں۔ برہما جی نے سورج کا چکر استھاپت کر دیا تھا۔ اسی سے چھ مہینے اتریں اور چھ مہینے دکشائن سورج رہتے ہیں۔ اس کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم اپنا دل خوش کرو۔
 ان باتوں کے بعد راجہ بل جنوب روہ اور راجہ اندر شمال روہ چلتے ہوئے۔

ادھیان (۱۰) صفائی قلب کی اہمیت

بیاس جی سکھ یو جی سے مخاطب ہیں۔ کہ گر سہت بان پرست اور سنیاں اشرم کا بیان ہو چکا۔ اب صفائی قلب کے اصول سنو۔

قدرت نے جو جسم اور واسِ دل و دماغ وغیرہ بنائے ہیں۔ ان کا آتما سے تعلق ہے۔ ہاتھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ ناکھ یعنی جو اس جسم کو خود ہی حقیقت معلوم نہیں۔ لیکن آتما انکو اپنا طور سمجھتی ہے۔ دنیا میں اندریوں سے آتما اس طرح کام لیتی ہے۔ جس طرح چاکر سوار گھوڑے سے۔ اندریوں سے ارتقہ ارتقہ سے کن۔ من سے بدھی۔ یعنی عقل بدھی سے مہاتو یعنی وہ عناصر سے افضل طاقت (مہاتو سے ابھرتی یعنی قدرت کاملہ اور اس سے زیادہ کوئی ہے۔ تو آتما جس نے آتما کو پہچانا۔ وہ نجات دہائی پا گیا۔ عام ذمی روہوں کو آتما نظر نہیں آتی۔ ان کی روشنی ان لوگوں کی چشمِ دل کو نظر آتی ہے جو برہم گمانی ہیں۔ جو دھیان یوگ اور تپ کی طاقت سے اندریوں پر غالب یعنی خواہشات نفسانی پر قابو ہو کر مہاتو کے فضائل سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ جس کو پرہم برہم کا گیان ہو گیا۔ یعنی سمجھ لیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں یا یہ یقین ہو گیا۔ کہ برہم مجھ ہی میں ہے۔ جوہ اور جنمبھٹوں سے چھوٹ کر موکش کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ اور بھی نہیں۔ جو لوگ نفس کے قابو میں ہیں جن کو آتما کا گیان نہیں۔ جنہیں خواہشات نے مغلوب کر رکھا ہے۔ وہ زندگی موت کے جھگڑوں میں پھنسے رہتے ہیں۔ آخر میں ہے۔ ان اشخاص پر۔ جو کہ تعلقات نفسانی سے علیحدہ ہو کر برہم سے دل لگاتے ہیں اور قلب کی ذلالت کو گیان کے پاک اور لطیف پانی سے دھو کر بہا سکتے ہیں۔ نہ چن ہی سے غرض نہ پاپ ہی سے مصلوب ہے۔ وہ پہاڑ کی طرح اٹل ہو کر نارائن کے دھیان میں گمن ہو جاتے ہیں۔ ان کو ہر وقت آئندہ ہے اسے بیٹا سکھ دیو جی! جن باتوں کا اظہار کیا گیا۔ ان کو ہر ایک شخص نہیں جان سکتا ہے۔ نہ شاستر پڑھنے والے ہی ان بھیدوں سے واقف ہیں ایسی باتیں قدرت کی طرف سے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی حال بھگتی اور پرہم کا ہے۔ پرہم کا دل خاص جوہر ہے۔ وہ خود ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کا سکھانے پڑھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ پرہم یعنی سچی محبت و دیوا پڑھنے سے نہیں آتا۔ معبود حقیقی میں جب دل لگ گیا۔ تو پرہم پیدا ہو گیا۔ اور جب

پریم ہوا۔ تو پرمانا کے ورثہ ہونا درلجھ نہیں۔ ان اپدیشوں کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ گیان دس ہزار ویدیوں کی۔ چاتوں سے متھ کر آنجیات کی طرح نکالا گیا ہے۔ جیسے وہی سے نکھن اور کاٹھ سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ آدیوں کو لازم ہے۔ کہ اپنے بیٹے پوتے۔ نانی۔ نواسی کو اس گیان کی تعلیم کریں یا جو جگت پریم کے بس ہو۔ اُسے ایسا گیان سکھانا لازمی ہے۔ ایسے لوگوں کو سکھانا واجب نہیں۔ جو اس خمسہ کے میٹھ اور بندے ہیں۔ یہاں کبر و نخوت کے پابند لوگوں پر یہ گیان اپنا اثر نہیں دکھلاتا

آدھیاے ۱۱ ستوگن۔ رجوگن۔ تلوگن کی شناخت

سکھدیو جی اپنے پتا پیاس جی سے پوچھتے ہیں۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تلوگن کے اوصاف کیا ہیں۔ بیان کیجئے
پیاس جی۔ پانچ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش سے کل کائنات پیدا ہوئی۔ اندر۔ اودر۔ جہ۔ ارج۔ موند۔ یعنی اندر سے بچے۔ پسینے۔ مٹی سے پیدا ہونے والے جانوروں کے جسم بھی گرم کے آدھیں ہیں۔ جس طرح سمندروں کی لہر کچھو کے پر اپنا زور نہیں دکھا سکتی۔ اسی طرح جو ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے قالب میں پرولیش کو جاتے ہیں پرلے ہونے پر تمام جو۔ جزائیں کا ناش ہو جاتا ہے۔ سب جیوؤں کی پیدائش پانچ عمروں سے کی گئی۔ مگر ان میں کچھ فرق رکھا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ جو یعنی ررح جیسا گرم کرتی ہے۔ اور جس جسم کا دھیان رتے وقت یاد آتا ہے۔ وہ دیہہ نصیب ہوتی ہے۔

سکھدیو جی - عقل اور اندریوں میں جو فرق رکھا گیا ہے۔ اس سے کس طرح واقفیت ہو۔ اندریوں کے خواص کیا ہیں۔ اور کیونکر ان پر قابو ہو سکتا ہے۔

بیاس جی - یہ جانتے ہو کہ آواز کان اور مسامات جسم۔ ان کا تعلق آکاش سے ہے۔ سانس لیتا۔ مس کرنا یعنی چھونا یہ ہوا سے متعلق ہے۔ سمجھنا شکل آنکھ۔ اگن سے تعلق رکھتے ہیں۔ رس۔ ذائقہ خون ان میں جل کا خواص ہے۔ خوشبو۔ بدبو۔ ناک اور جسم پر بخوی سے مخلوط کئے گئے۔ ہوا سے حاصل جل سے رس۔ اگن سے صورت۔ آکاش سے آواز۔ پر بخوی سے سونگھنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ خواص برابر نہیں ہوتے۔ کمی بیشی رہا کرتی ہے۔ ستوگن سے اندریاں قابو ہیں رہا کرتی ہیں۔ جس طرح پھو اعضاء بڑھا کر بھنچ لیتا ہے۔ اسی طرح جو اندریوں پر قابض ہے۔ رجوگن۔ رتوگن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ رجوگن۔ رتوگن والے عقل سے بے بہرہ رہتے ہیں ان پر اندریوں کا تسلط ہے۔ جسم میں پانچ اندریاں۔ چھٹا۔ من۔ اور ساتواں اوراک یعنی سمجھ ہے۔ اکھواں آل آنکھ ہے۔ جس سے دنیا کے حوادث پر نظر پڑتی ہے۔ اور نیک و بد میں تمیز ہو سکتی ہے۔ رتوگن میں اوراک یعنی سمجھ کا پد بھاری ہے۔ رتوگن والے کبھی بد کام کے مرتکب نہیں ہوتے۔ رتوگن۔ رجوگن۔ رتوگن کے اوصاف جدا گانہ ہیں ان کے گنوں کا لحاظ رکھے۔ جو شانت چت اور روشن ضمیر ہے۔ وہ رتوگن ہے۔ جنہیں افکار و پیروی سے نجات نہیں۔ سمجھ لو۔ کہ رجوگن کا بندہ ہے۔ چولاچی و غاباز کو رخص ہو۔ اس پر رتوگن سوار ہے۔ ہر د عزیز ہونا۔ ہر وقت خوش رہنا۔ بغیر سوچے ہوئے کام میں مانتہ ڈالنا سارا این کے بھجن میں بخود ہونا بھی رتوگن ہے۔ غرور۔ ود و غلوٹی۔ لالچ جو جس حسد و عزیز جو رجوگن کے لکشن ہیں۔ اسی طرح پریشان خاطر ہی۔ کسی سستی۔ رتوگن کی باتیں ہیں۔ رتوگن والے برہم پر ماتا میں لپٹ ہو جاتے ہیں۔ رجوگن اور رتوگن والے انسان رنگ بھوگتے ہیں۔

ادھیائے (۱۲)

برہم یعنی پر ماتما سے یکجائی

شکھ دیو جی: پتا جی! برہم گیان کے مٹنے کی ہوس ہے۔ برہم کیجئے
 بیاس جی! جس طرح راجا باپ کا فرما ہر دار ہوتا ہے۔ اسی طرح
 عقل کی محکوم اندریاں ہیں۔ اندریوں پر قبضہ کرنے کا لڑ کا تپ اور
 دھرم ہے۔ عقل کے ذریعے سے اندریوں کو محکوم کر کے چیت پر قبضہ
 کرے۔ تب اندریاں ہر طرف سے دل اچھا کر برہم کے حاصل کرنے
 میں مددگار ہونگی۔ اور فہم و ادراک کے وسیلے سے برہم پر ماتما کا جلوہ
 دکھائی دے گا۔ جو مہاتما گیانی ہیں۔ سب کی آتما پر ماتما سمجھتے ہیں۔ جس
 طرح پھول اپنی خوشبوؤں سے ہوا میں پھیل کر دماغ میں تازگی بخشتا ہے
 اور اپنی خوشبو واقف نہیں۔ کہ اس میں کیا اثر ہے۔ اسی طرح عقل اپنے
 تپ سے نہیں پہنچانتی۔ کہ وہ کیونکر پیدا ہوئی۔ اور کہاں سے آئی۔ کہاں
 جائیگی۔ اتر آتما۔ جسم کے اندر گیان کی روشنی سے آتما کو دیکھ رہا ہے
 ہے پتر شکھ دیو جی! تم بھی اندریوں کو قابو کر کے گیان کا چراغ جلا کر
 ہر دے میں پر ماتما کو دیکھو۔ دنیا میں برہم گیان حاصل کرنے کا پسے
 نجات پاسکتے ہو۔ دیکھو سانپ آسانی سے کنبلی چھوڑ دیتا ہے۔ اسی
 طرح تپ کر کے باپ کو چھوڑ دو گے۔ جسم ایک جسم کا دریا ہے۔ جس
 میں لوبھ مودہ ترشنا کام۔ کرودھ۔ جھوٹ بولنا چوری۔ دغا بازی۔ کینہ
 حسد ایسے جانوروں کا فواس ہے۔ مگر اور گھڑ پال کی طرح شکار کی
 گھات میں تاک لگاتے ہوئے ہیں۔ ان سے بچو۔ اور گیان اور تپ
 کی کشتی پر سوار ہو کر بھوسا گر سے پار اترنے کی کوشش کرو۔ برہم گیان
 کی پہاڑی پر چڑھ کر کام۔ کرودھ لوبھ سے بھرے ہوئے لوگوں کی

حالت پر افسوس کر کے ایسا اپدیش کرو۔ کہ وہ بھی اس سہنار سے پار اُڑنے کی کوشش کریں۔ عورت ہو۔ خواہ مرد۔ جو اس برہم گیان کو جان لیگا۔ وہ آواگون سے چھوٹ جائیگا۔ یہی ویراگیوں اور سنیاسیوں کا مت ہے۔

اُدھیائے (۱۳)

جسم میں عقل۔ دل اور اندریوں کی حکومت

بیاس جی۔ سکھ پوجی سے فرماتے ہیں۔ کہ دل میں نفس امارہ کا درخت ایسا خوشگوار ہے۔ کہ جو مرتے دم تک کھلاتا نہیں۔ وہ مودہ کے غم سے پیدا کیا گیا۔ اگیان اس کی جڑ ٹھٹھے۔ اور مایا کیٹ کے جل سے اسکی آبپاشی کی گئی۔ اس میں غیبت اور عیب جوئی کی کوئیلیں پھوٹیں۔ رنج افکار اسکی ٹہنیاں ہیں۔ حسد اور لالچ کے پتوں سے ہرا ہوا رہتا ہے۔ اس چھتھارے درخت کے نیچے کورباٹوں کا جمع رہتا ہے۔ اور اس کے زہریلے پھل کی تمنائیں اپنا عزیز وقت کھوتے ہیں۔ دانا عاقل لوگ گیان کے تیر سے اسکی بیخ کٹی کرتے ہیں۔ اور اس کی زہریلی ہوا سے نجات پاتے ہیں۔ جابلوں کے لئے وہ درخت فخل سے کم نہیں۔ جو اس کے سائے کے نیچے آیا۔ دین و دنیا دونوں خراب کہیں۔ قالب عنصری بھی ایک آباد شہر ہے۔ عقل کا سگہ بیٹھا ہوا۔ یعنی عقل ہی کی حکومت ہے۔ دل اس کا وزیر۔ اندریاں شہر کی رعایا ہیں۔ ان کی پرورش جگ۔ تپ اور نیک کاموں کے وسیلے سے کی جاتی ہیں۔ رجونگ تو گن۔ یعنی راجس تا مس اہلکار کرم پھل۔ سکھ وکھ ملازمان خاص کا

ڈنکے بج رہا ہے۔ ابھکار ان سب کا سردار ہے۔ راجسی۔ تانسی لوگ پرستری
گن کرتے ہیں۔ اس پاپ سے دل اور عقل دونوں گناہوں میں آلودہ
ہو جاتے ہیں۔ اندریوں کے سریلے لگنے سن سن کر راجہ یعنی عقل کا چیت بھی
ڈاڈاں ڈول ہو جاتا ہے۔ دمن دولت یعنی سکھ کا ناش ہو جاتا ہے۔ عقل
اور دل سے ہا ہی جھگڑے ہو آ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے شہروں میں کھلبلی
پڑ جاتی ہے۔ اور وہ راجسی سکھ فنا ہو کر دکھ پر اپت ہو جاتا ہے۔ راج گن
کی فوج چاروں طرف محصور کر لیتی ہے۔ شہر کی رعایا یعنی اندریاں راجہ کی
دشمن ہو جاتی ہیں۔ اور راجہ کو گرفتار کر کے راج گن کے سامنے مشکیں باندھ
کر کھڑا کر دیتی ہیں۔ اسی طرح شریہ کا ناش ہو جاتا ہے۔ اور چو اپنا کرم دوسرے
جسم میں بھوگتا ہے۔

اَوّھیا کے (۱۱)

موت کی پیدائش

راجہ حد شتر۔ جب رمع اس جسم کو چھوڑ دیتی ہے۔ دوسرے
جسم میں پریش کرتی ہے۔ تو ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جاتا ہوتا ہے
مہابھارت میں بڑے سویر کام آتے۔ لوگ کہتے ہیں۔ مر گئے۔ اس لفظ
سے یہ نہیں ظاہر ہوتا۔ کہ کون مرا۔ آیا جسم مرا یا جیو کا ناش ہوا یہ بھی فرمائیے
کہ آخر موت کب سے ہوئی۔ اور کون ہے؟
کھٹک شتر۔ کسی زمانے میں انوکھیک نامی ایک راجہ ہوا۔ غنیم
نے اس کے اوپر چڑھا خانی کی۔ اتفاق سے گرفتار ہو گیا۔ ہری اس کا بیٹا لڑائی
میں کام آیا۔ انوکھیک راجہ اپنے پسر کے غم میں ایسا مہوٹ ہوا کہ بیت
بنا بیٹھا کہتا تھا۔ ایک دن ہمارے ناردجی کا گزر راجہ کے یہاں ہوا۔ راجہ
نے رو کر ساری داستان سنائی۔

نار دجی، جبکہ ہما جی نے سر شٹی رچی۔ تو اتنے انسان پیدا ہوئے
کہ زمین پر آدمی اور جیو ہی جیو نظر آتے تھے۔ ہر ہما جی فکر مند ہوتے۔ کہ اس
قدر انسان اور جیو پیدا ہوئے۔ جب تک ان کا ناش نہ ہو گا۔ پر قوی پر
ہونے کو جگہ نہ ملے گی۔ اسی وقت ہر ہما جی کے چہرے پر ایسا جلال پیدا
ہوا۔ جس کی آنچ سے ہزاروں لاکھوں جیو جل کر خاک ہو گئے۔ ہما دیو
جی یہ کیفیت دیکھ کر ہر ہما جی سے بولے۔ آپ کے بیج کی اگن سے ہمارے
جیو بھسم ہوئے جاتے ہیں۔ آپ دیا کیجئے۔ ہر ہما جی نے بیج کو کھینچ لیا۔ اپنے
میں ایک سیاہ فام عورت جس کی خوشنوار لال لال آنکھیں۔ اور جو سرخ
اور سیاہ رنگ کے کپڑے پہنتی تھی۔ سامنے آئی۔ ہر ہما جی اس صورت سے
مخاطب ہوئے۔ تیرا نام اجل ہے۔ روح قبض کرنے کی خدمت تیرے
سپرد کی جاتی ہے۔ سیاہ فام عورت نے جو ابد پیا۔ کہ ہمارا ج۔ یہ بڑا بھاری
ادھرم مجھ سے کیونکر ہو گا۔ بچے جوان۔ پڑھے غرض کسی کی جان لینا گناہ
کیرو ہے۔ اتنے بڑے گناہ کی معافی بھی ناممکن ہے۔ البتہ اگر اجازت
ہو۔ تو تپ کروں۔ ہر ہما جی نے کہا۔ بہتر ہے پہلے تپ کر لو۔ پھر میری
ہدایت پر کام کرنا۔ میرا بردوان ہے۔ کہ مجھے جان مارنے کا عذاب نہ ہو گا۔
سیاہ فام عورت نے بہت بڑا تپ کیا۔ ہر ہما جی اس کے پاس گئے اور
کہنے لگے۔ تپ ہو چکا۔ اب اجازت ہے۔ کہ میرے حکم کی تعمیل کرو۔
عورت نے دہری جو اب دیا۔ کہ ایسا ادھرم مجھ سے کیونکر ہو سکیگا۔ ہر ہما
جی بولے۔ کہ مجھے جان مارنے کا دوش نہ ہو گا۔ تب اس عورت نے ہر ہما
جی کو ڈنڈوت کر کے عرض کی۔ کہ جو حکم ہو گا۔ بجا لاؤں گی۔ اس وقت سے
موت تمام بیوؤں کا ناش کرے گی۔ جتنی جس کی عمر ہوئی ہے۔ اپنی عمر
پر پہنچ کر آخر مر جانا ہے۔ ہے راجن۔ ہمارے لڑکے اتنی ہی اوستھا تھی۔
موت اس کو پکڑ لے گی۔ بیکار رہ بیچ کرتے ہو۔ اور جو تم غنیم کے قبضے میں
پھنسے ہو۔ سری ناراین جی کا دھیان کرو۔ جلد ہی چھٹکارا ہو جائیگا
نار دجی۔ انوکھا پاس راجہ کو سمجھا بھرا کہ غائب ہو گئے۔ اے جلد

زندگی اور موت خواب کی سی حالت ہے۔ کرموں سے جنم مرن ہوتا ہے۔ تمہارا سوال یہ تھا۔ کہ موت کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ غالب عصری میں ہو
 ہو کی طرح سانس چلتی ہے۔ جب یہ بند ہو جاتی ہے۔ تو سب اندریوں
 کا راجہ جو جسم سے پرواز کر جاتا ہے۔ جو کہ بھل جائے پر مٹی پڑی رہ جاتی
 ہے۔ اسی مٹی کی موت ہوتی ہے۔ جو آتما کی موت نہیں ہوتی۔ دیتا
 بھی اپنے کرموں کی وجہ سے زمین پر جنم لیتے ہیں۔ اور جو لوگ اچھے
 کرم کرتے ہیں۔ وہ دیتا ہو جاتے ہیں۔ اسے راجن! دھرم دان منش کہی
 ہتیا نہیں کرتے۔ جسے اپنی جان پیاری ہے۔ وہ دوسروں کی جان کا درد
 بھی سمجھ سکتا ہے۔ غریب مفلسوں کو اپنے گروہ سے روپیہ دیتا۔ بھوکوں کو
 کھانا کھلانا یہ اتم مارگ ہے۔ جب دولت ثروت بہو وی ہے۔ تو دھرم
 فزائش ہونا چاہیے۔ ایسا ہی مصیبت کے وقت سہ پر قائم رہنا۔ جیوں
 کو نہ ستانا دھرم کہا گیا ہے

اَوِھیائے (۱۵)

تلا دھاری بیٹے کا سہاوا۔ اور جا چلی

برہمن کا قصہ

بھٹیم جی۔ راجہ جد ہشتر سے فرماتے ہیں۔ کہ جا چلی نام برہمن
 نے سمندر کے کنارے تپ کیا۔ تپ سے اس میں طاقت ہو گئی۔ کہ آسمان
 کو زمین تک جس مکان میں جی چاہتا۔ اڑ کر چلا جاتا۔ برہمن کو اپنے تپ پر بڑا
 ناز تھا۔ وہ کسی کو کچھ مال نہ سمجھتا۔ ہر وقت اپنی ہی بڑائی کیا کرتا۔ ایک
 روز بڑائی کیا کرتا۔ ایک روز برہمن کے پاس کوئی بساچ آیا۔ برہمن اپنے
 فضائل کا منصف ہوا۔ بساچ نے جواب دیا۔ کہ خود ستائی بڑا عیب ہے

تیشہ سی ہو کر ایسی بات منہ سے نکالتے ہوئے اتنا بڑا دھڑکا تھا تالا دھاری بنیا کا شہی پوری میں رہنے والا بھی ایسے پول نہیں بوتا۔ تم اس کے پاس نہ برابر بھی نہیں ہو۔ جا چلی برہمن کو اس کی ملاقات کی تمنا ہوئی۔

حدیث نمبر ۱۰۔ تہامہ جی! جا چلی کو اتنی طاقت کیونکر ہوئی۔ کہ بحر و بر کی گشت لگا سکے۔

بکھشتیم تہامہ۔ جا چلی کو تپ بڑے زوروں کا ہٹوار کچھ دنوں بڑا مار گنگا کے کنارے صرف گنگا جل ہی پی کر ریاضت کرتا رہا۔ کچھ برس سوکھے پتے کھائے۔ بعد اسکے سمندر کے کنارے کسی مقام پر بیٹھ کر سماوہی مگائی۔ لمبی لمبی جٹاؤں میں اکثر چڑیوں نے گھونسلے بنا کر انڈے سے بچے دیئے۔ جا چلی نے سماوہی سے آٹھ گھونلی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کی جٹاؤں میں چڑیوں نے نیسٹن بنایا ہے۔ اور گھونسلوں میں انڈے بچے ہیں۔ جا چلی بیٹھا رہا۔ ہلاتا تاکا نہیں۔ جب انڈوں سے بچے نکلے۔ اور چڑیوں نے ان کی پرویش خاطر خواہ کر لی۔ وہ بڑے ہو کر بن میں چلنے کے واسطے رمل جاتے بسیرے کے وقت پھر اپنے گھونسلوں میں واپس آتے۔ کچھ سال پو ہیں گزر جانے پر وہ بچے بڑے ہو کر جنگل کو چلے گئے۔ جا چلی بھی فرصت پا کر جہاں تہاں پھرنے اور تپ کا بکھان کرنے لگا۔ دیوتاؤں نے آکر سمجھایا۔ کہ تپ پر گھمٹا کر نامناسب نہیں۔ تالا دھاری ویش نے گرہت آشرم میں رو کر ایسا تپ کیا۔ کہ اس کے سولہویں حصے کے برابر بھی تہا راتپ نہیں۔ جا چلی برہمن تالا دھاری کی ملاقات کا شائق ہوا۔ اور کاشی پہنچ کر تالا دھار کے پاس گیا۔ تالا دھار نے خوب آؤ بھگت کی۔ اور مستقسم حال ہوا۔ کہ ہمارا ج آپ کیوں آئے۔ جو ضرورت ہو فرمائیے۔ بجا لاؤں۔

جا چلی۔ تمہارے ورشنوں کی تمنا تھی۔ پوری ہوئی۔ البتہ اباک حیرت ہے۔ کہ ترازو و بولے جس تول رہے ہو۔ تپ کرنے کا موقع کیونکر ملتا تھا آیا۔ تمہارے تپ کا بکھان دیوتا تاکا کرتے ہیں۔

تالا دھار۔ میں کیا اور میرا تپ ہی کیا۔ آپ نے البتہ تپ کیا ہے

کہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر ایسی سداہی لگائی۔ کہ پرندوں نے جٹاؤں میں
گھومنے بنائے۔ اندھے بچے دیئے۔ جب وہ جوان ہو کر ماں باپ کے ساتھ
دوسرے بن کو چلے گئے۔ تب آپ وہاں سے اُٹھے۔ اور دنیا کی سیر کرنے لگے
آپ کو اپنے تپ کا گھنڈ ہٹا۔ مگر میرا بھیمان کرنا کسی طرح زیبا نہیں۔ غرور
سب پاؤں کی جڑ ہے۔ غرور ہی سے تپ کی فنیات جاتی رہتی ہے۔
جا چلی۔ تم کو حال کیونکر معلوم ہوا؟

ہٹلا دھار۔ آپ کی طرح میں نے سداہی نہیں لگائی۔ صرف سچ بولنا
اپنا طریقہ رہا۔ روزگار سے بال بچوں کی پرورش مد نظر رکھی۔ ماں باپ کی
سیوا کرنا میرا دھرم ہے۔ شرابخوری اور گوشت خوری سے قطعی نفرت رہتی
ہے۔ شیریں بیانی سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کئے ہوں۔ سب مجھے عزیز
سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ کوئی میرا شافی نہیں۔ امکان بھر آپ کا بھی کرتا ہوں
جو سادھو شریف بچہ کے پیار سے آجاتے ہیں۔ حسب مقتدرہ ان کی خاطر ہمدرد
میں کوتاہی نہیں ہوتی۔ سب جیوؤں پر دیا کرنا اور مہنسا وغیرہ کرموں سے
محنت رہنا بھی میرا دھرم ہے۔ پر ماتما کا ظہور سب جیوؤں میں دیکھنا۔
سچ بولنا۔ مہمانہ کرنا۔ یہ باتیں کچھ ایسی ہیں۔ کہ ان کی ہمسری تپ کرنے
سے بھی نہیں ہوتی۔ دیکھو دنیا دار لوگ بیلوں کو بدھیا کر کسے ناک میں بستی
ڈالکر ان پر بوجھ لادتے ہیں۔ بکری۔ بھیڑ۔ پتہ بکشی وغیرہ مار کر کھا جاتے ہیں
اپنی ناموری کے لئے دوسروں کو قید کر لے۔ چندی کر کے مال غصب کر لیتے
داس داسیوں کو فروخت کرتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو دوزخ کی آگ جلا دیگی
اے جاچلی! ہر جیو میں دیوتاؤں کا نواس ہے۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔ پرمہا۔ اتنا
مہش۔ جہاز وغیرہ بدن میں باس کرتے ہیں۔ اس لئے جیوؤں کی جان لینا
دیوتاؤں کو مارنا ہے۔ بکرا۔ گن۔ روپا۔ مینڈھا۔ برن۔ روپا۔ گھوڑا۔ سونہ
روپا۔ گٹھ اور کھپڑا چادر مال روپا۔ پرتھوی براٹ روپا۔ اس کو
بیچنے سے خوشحالی نہیں ہو سکتی۔ ان پٹو پکشیوں کو کپڑے پانی میں باندھتے
ڈالیں۔ مکھی۔ چمڑا۔ ان کو تھاتے ہیں۔ وہ بیچارے بالکل ہیران ہیں۔ کوئی

آفت ہو۔ منہ سے کہہ نہیں سکتے۔ اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ بوجھ لا کر مارتے پیٹتے لے جاتے ہیں۔ زخم پر زخم پڑتے ہیں۔ مگر آفت تک منہ سے نہیں نکلتی۔ کندھے چھل جاتے ہیں۔ چوڑوں پر گہرے زخم پڑ جاتے سے خون بہتا ہے۔ ایسی ایسی تکلیفیں سہہ کر آخر کار وہ مرجاتے ہیں۔ ان باتوں کا خیال کر کے مجھے بھی پسند آیا۔ کہ گھی۔ گڑ۔ تیل۔ غلہ وغیرہ بچکے بال بچوں کی پرورش کرونگا۔ گائے بیل کا مارنا وید میں جہاں پاپ یکساں ہے۔ گائے ابدھ ہے۔ یعنی بدھ کے لائق نہیں۔ اس کے دودھ کا مقابلہ آب حیات بھی نہیں کر سکتا۔ وہی گھی۔ مکھن اور لطف مٹھاٹیاں دودھ ہی سے بنتی ہیں۔ اگر گائے نہ ہو۔ تو انسان کی زندگی دشوار ہو جائے۔ اس کے بچے بیل سے کھیت جوتے ہیں۔ اگر کھیت جو نہ جائے۔ غلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو حیوانوں کی پرداخت مشکل۔ گٹھ کے برابر اور کوئی جانور نہیں۔ گٹھ سے زندگی ہے۔ راجہ نہک سے ریشیوں مینیوں نے فریاد کی۔ کہ آپ نے گٹھ اور بیلوں کو مارا ہے۔ ہم آپ کے ویش میں رہتے ہیں۔ یہ ہتیا ہم کو بھی ہوتی۔ دوتاؤں نے ایک سو ایک روگ یعنی بیماریاں پیدا کیں۔ اور رعیت کو ہتیا کی وجہ سے بیماریوں نے گھیر لیا۔ راجہ نہک نے جگ کروانا چاہا۔ لیکن دوتاؤں اور ریشیوں نے کہا۔ کہ تو پا پنی آدمی ہے۔ تیرا سب ہم کسی طرح قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے اسے جا چلی! جیو ہتیا کرنا بڑا پاپ ہے۔ انسانوں کو جان سے مارنا نہیں۔ بلکہ بے زبانوں پر رحم کرنا جائز ہے۔ یہی میرا مذہب ہے۔

ادھیائے (۱۶)

وہ جگ نا جاتے ہیں جس میں پسیدان ہو

جا چلی۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ جگ کرنے سے بھی ہتیا نہیں جاتی۔ نہایت لوگوں کی طرح باتیں کرتے ہو۔

تلا دھار۔ جگ کی تندر نہیں کرتا ہوں۔ نہ میں نہ تم۔ ہوں۔ ہر مہنوں

نے وید پڑھنا چھوڑ دیا۔ خود جگ نہیں کرتے۔ بلکہ چھتریوں سے جگ کرتے ہیں۔ جگ میں پشوؤں کی قربانی ہوتی ہے۔ یہ جگ سنا تن نہیں ہے۔ برہمنوں کا جاری کیا ہوا ہے۔ کرہوں ہی سے روشن ہمیری حاصل ہوتی ہے۔ اور جب وہل مکرو مات دتیا سے پاک ہو گیا۔ گیان کی روشنی سے منور ہو گیا۔ اسے جاچلی! حرص اور طمع سے ناجائز فعل سرزد ہوتے ہیں۔ ہنسنا آتمک جگ کرانے سے عذاب جگ کرنے والے پر ہوتا ہے۔ انم جگ کے عین طریقے ہیں۔ اس سے دیوتاؤں کے درشن بھی ہو جاتے ہیں۔ اول نسکار۔ دوسرا نجپ تیسرے دیوتاؤں کا بھاگ لگانا یعنی سب ہون۔ جگ وید کی ہدایت کے موافق کئے جاویں۔ تو دیوتا بہت جلد خوش ہو جاتے ہیں۔ ہنسنا آتمک جگ وید میں کہیں لکھا۔ آہوتی جو اگن میں دی جاتی ہے۔ وہ سورج کے پاس پہنچتی ہے۔ سورج سے بارش اور بارش سے غلہ۔ غلے سے جو پیدا ہوتے ہیں۔ جو طمع کے بس میں ہو کر وید کے خلاف جگ کرتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی لو بھی ہوتی ہے۔ ان کے قلب تیرہ ہوتے ہیں۔ موکش کا پدارتھ نصیب نہیں ہوتا۔ جگ میں پشوؤں کا ماننا جائز نہیں۔ بنا سستی پھل پھول ہی سے جگ کرنا زہا ہے۔ ایسے جگ میں لالچی آدمی اپنا نشہ نہیں دیکھتے

جاچلی۔ تلامہار متبر! کسی رشی متی سے آجک ایسا جگ مننے میں نہیں آیا۔ برہمنوں نے اشو میدھ۔ گنومیدھ جگوں کو چھتریوں سے کر دیا۔ ایسے جگوں میں چوڑوں کی مہتیا ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ جگ بغیر بلید ان کے ہوتے پورا نہیں ہوتا۔ تمہاری باتوں سے پایا جاتا ہے۔ کہ ہنسنا تمک بھی ہے۔ اور اس جگ کی ویدوں میں بڑی دھوم لکھی ہے۔ جہرانی کر کے وضاحت کے ساتھ اس جگ کی کیفیت برن کیجئے۔ اور یہ بھی بتائیے۔ کہ برہمنوں نے ایسا آتم جگ

کیوں چھپایا؟

تلامہار۔ لالچی اور لو بھی برہمنوں نے اپنا مطلب گانٹھنے کی خاطر ایسا جگ کرنا بند کر دیا۔ جگ میں گنوکا گھی۔ دودھ دہی ہونا چاہیئے۔ جن سے نہ ہوتیاں دی جاتی ہیں۔ بید وکت جگ میں غلے کے سوا سب پھل پھول بنا سستی

تل۔ شکر۔ پھول۔ سپاری۔ ناریل۔ روئی۔ تیرتھوں کا بل ہونا ضروری ہے۔ گتو
 کی پونچھ پر تیر تر پن کرے۔ اور جل سے سینک دھو کر اثنان کرے۔ چرنوں
 کی راج مانگنے پر لگا دے۔ ان باتوں سے پاپ دور دور ہوتے ہیں۔ سورگ
 مل جاتا ہے۔ بغیر عورت کے کوئی جگ نہیں ہوتا۔ اتفاق سے اگر عورت نہ ہو
 تو مذکورہ بالا چیزیں پتیا کر کے مٹھاروپ استری کو اپنے پاس بٹھا کر جگ
 کرے۔ اور سرب دیپاک بشن بھوان کا پوجن کر کے ہون کرے پٹھوں کا
 بدھ کرنا منع ہے۔ اپنا جو پٹھو کی طرح چھل ہے۔ اسی کا بدھ کرنا اتم خیال
 کیا گیا ہے۔ یعنی نفس پر قابو پانا۔ ست روپ ندی میں اثنان کرنا۔ آتما روپ
 تیرتھ پر ایسے جگ کرنے سے سورگ پراپت ہوتا ہے۔ مقدور پھر جو جگ کیا
 جگ کرے۔ وہی پھل کا داتا ہے۔ جگ کرنے سے پھل کی تمنا کرنا بے سود
 سمجھے۔ کیونکہ جگ سے پھل خواہ مخواہ بل ہی چاہیگا۔ جو کا منایا خواہش کی وجہ
 سے جگ کئے جاتے ہیں۔ وہ فیش پھل یعنی ان سے کوئی اچھا نتیجہ حاصل نہیں
 ہوتا۔ غرضیکہ تلامھار سی کے پیدیش سے جا علی برہمن کا دل پاک ہو گیا۔ وونو
 کچھ دنوں دینا میں رہ کر سورگ میں چلے گئے۔

ادھار گئے (۱۷)

اہنسا جگ کی فضیلت

بھیشم جی۔ اسی طرح راجہ بچکین نے گتو ابھن جگ میں کیا ایک
 طرف لاغر اندام خیمک الجٹہ مل دکھائی دیا۔ دوسری طرف کئی گائیں منہ لٹکائے
 اداس کھڑی ہیں۔ بے دھم برہمن جگ کے آعار میں مصروف ہیں۔ راجہ بچکین
 کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ افسوس کر کے بولے۔ انہیں گتوؤں کی
 طفیل سے تمام جیوؤں کی پرورش ہوتی ہے۔ انہیں گتوؤں کی گردن پر تیر
 دھار والی تلوار چلا جاتی ہے۔ ہاتے انہیں گتوؤں کی گردن کاٹ کر جگ

میں چڑھائی جائے گی۔ میں چھتری دھرم ہوں۔ میرا فرض ہے۔ کہ گھوڑ کھشا کروں۔ کوڑھ متغز۔ بد باطن برہمنوں نے مہسا تمک جگ تو پھتریوں کے لئے بنایا۔ اور اپنے لئے دوسرا جگ مقرر کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہسا پر جان دینے والے لوگوں کی چاہ سے ایسے جگ بنائے گئے۔ ان پر زوف ہے۔ جو شکا کر کے پشوؤں کی جان لیتے ہیں۔ اور ان کے گوشت سے مزہ چکھتے ہیں وید میں ہرگز یہ احکام نہیں۔ کہ پشوؤں کو مار کر بھشن کرے۔ جو لوگ وید کے خلاف جانوروں کو حلال کر کے اچھے پدارتھوں کی چاہ کرتے ہیں۔ انہیں گیان تو ہے نہیں۔ عقل کے اندھے وید مارگ کو جھوٹا بتاتے ہیں۔ اپنے سولو کی خاطر مہسا تمک جگ پیدا کر کے موکش کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔ وید میں جان مارنے کی سراسر ممانعت ہے۔ اور یہی دھرم سب میں برتر خیال کیا گیا ہے۔ لہٰذا خیال ہے۔ کہ گرہست اشرم والا مہسا سے بچ نہیں سکتا۔ عیال دارا انسان اسہنسک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ انہیں تو صبح ہوتے ہی پیٹ کی سوچتی ہے۔ چولہا۔ چوکا دیتے ہیں۔ اکثر چھوٹے چھوٹے کیرٹے جو نظر نہیں آتے۔ مر جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نادانگی میں جو باپ ہوتا ہے۔ اس کا کفارہ صرف یہی ہے۔ کہ بھوجن تیار ہونے کے بعد کل جس میں بشوارپن کر کے بھوجن لے کر چوکے میں ڈال دے۔ اگن دیوتا سب دیوتاؤں میں پرستہ ہے۔ ان کے منہ میں پڑنے سے جس دیوتا کا مہوگ لگانا منظور ہوتا ہے۔ جو انسان ماس کی لذت کے واسطے جگ کو بدنام کرتے ہیں۔ ان کی موکش نہیں ہوتی۔ گوشت شراب غریبہ کل بشلی چیزوں کی وید ممانعت ہے۔ ویدیاوان مرامض اور عابدوں نے ایسی چیزیں قطعی چھوڑ دی ہیں۔ برہمن سب جگوں میں بشن بھگوان کا بھوجن کرتے ہیں۔ بشن کی قضیت تمام دیوتاؤں میں مقدم خیال کی گئی۔ ان کی پوجن بھول بھل وغیرہ سے کی جاتی۔ ان کی پوجا میں ہتیا کرنا منع ہے۔ پھل۔ بیوہ پکوان بنا کر پوجا کرنا مہسا سبت ہے۔ نہ کہ جو مار کر چڑھانے سے دیوتا خوش ہونے میں

ادھیائے ۱۸

راجہ اندرا اور اہلیا کا سمیاد

راجہ جہشتر۔ بغیر تجربہ کئے کام میں ہاتھ ڈالنا عقلمندوں کا دستور نہیں۔ مگر بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں توقف کرنا باعث نقصان ہے۔ ایسی حالت میں کن اصولوں کی پابندی ہو؟

بھیشم جی۔ اگر ارشی کے خاندان میں چرکاری برہمن تھے۔ ہر ایک کام سوچ سمجھ کر کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام چرکاری دکھا گیا۔

چرکاری یعنی دیر میں کام کرنا والا گھوٹم رشی کا بیٹا چرکاری نہایت ذہنی فہم نشیب و فراز سمجھنے والا گزرا ہے۔ جو اپنی ماما کی جان بچا کر باپ کا ہتھیار بنا۔ جب تک انجام سوچ نہ لیتا۔ کوئی کام نہ کرتا۔ چنانچہ لوگ اُسے آنکھی اور سست کہا کرتے تھے۔ اور بے عقل و بد تمیز جانتے تھے۔ ایک روز راجہ

اندرا گھوٹم رشی کے مکان پر گئے۔ گھوٹم رشی کی استری اہلیا نہایت حسین اور طر حداری تھی۔ اُس کا حسن و جمال دیکھتے ہی راجہ اندرا اُپے سے باہر ہو گئے۔ خواہشات نفسانی نے رنگ جنایا۔ مباشرت کے طالب ہوئے۔ چونکہ اہلیا عصمت تاب عورت تھی۔ اس کے آگے پیش جانا محال سمجھا۔ ناچار گھوٹم

رشی کا روپ بھرا۔ اور پاکد امن اہلیا سے ہم آغوش ہو کر دلی مقصد پورا کیا۔ گھوٹم رشی اندر کے جبل سے واقف ہو گئے۔ چرکاری نامی بیٹے سے اہلیا کو قتل کرنے کی فہمائش کی۔ یہ کہہ کر گھوٹم رشی غصے میں پھرے ہوئے جنگل کی طرف چل دیئے

چرکاری عجیب الجھن میں پڑا۔ نہ باپ کے حکم سے سرتابی کر سکتا ہے۔ اور نہ ماں پر ہاتھ چلانا منظور ہے۔ کیونکہ وہ بے خطا ہے۔ اگر باپ کا حکم نہیں مانتا۔ تو حکم عدوی ہوئی جاتی ہے۔ اگر ماں کو قتل کرتا ہے۔ تو عورت اور پھر ماں۔ ایسی پاکباز عورت پر ہاتھ چلانا احکام شہناستر کے خلاف۔ پتھاری

فرمانبرداری کرنا رٹے پر فرض ہے۔ کیونکہ یہ جسم تپا ہی کا ہے۔ تپا کا جو حکم ہو اس سے انکار کرنا بھی افسوس ہے۔ باپ کی خوشی اپنی خوشی۔ تپا کی خدمت کرنے سے سو رگ بتا ہے۔ مگر مانا کا بھی بڑا حق ہے۔ اس نے دس بیٹے جل میں رکھا۔ جل کی تکلیفیں اٹھائیں۔ پیدا کیا۔ اور مصیبتیں جھیل جھیل کر پالا۔ اگر ماں سلامت ہے۔ تو بچہ سو برس کا بھی ہو جائے۔ مگر ماں کی نظروں میں بچہ ہی رہیگا۔ بیٹا ہی کہہ کر پتھر رگی۔ ماں کے مر جانے سے بچے کی طبیعت بچھ جاتی ہے۔ دل کا کنول کھلا جاتا ہے۔ ماں کی سلامتی سے اگر روکا مسر یعنی رسیدہ بھی ہو جائے۔ مگر اس کو بڑھاپے کی تکلیف نہیں ہونے پاتی ماں سے بڑھ کر بچے کا سدھار کوئی نہیں کر سکتا۔ بدکار عورت کا مار ڈالنا اصولاً جائز ہے۔ مگر میری ماں بدکردار نہیں۔ وہ پاکباز ہے۔ بے قصور ہے۔ راجہ اندر نے چھل کر کے اس کی عصمت بگاڑی۔ وہ کیا جانتی تھی۔ کہ گنہگار نہیں۔ راجہ اندر ہے۔ ماں وہ عورت جس پر فہوت غالب ہے۔ کسی غیر مرد سے ہم بستر ہو۔ تو مارنے کے لائق ہے۔ میری ماں پتی بتا ہے۔ میرا باپ اس کا سوا می ہے۔ میری ماں خاوند کو دیوتا سروب جانتی ہے۔ وہ نہیں جانتی۔ کہ گوتم بنکر اندر نے اسکی آبرو مٹائی۔ ایسی حالت میں میری ماما گنہگار نہیں۔ ماں راجہ اندر کو بوسہ دینا چاہے۔ وہ کہے۔ کیونکہ خطا دار راجہ اندر ہے۔ اندر نے قصور کیا۔ اور ماما بے قصور۔ میری صلاح میں تو مانا کو مارنا جائز ہے۔

ادھر چاکاری برہنہ شمشیر لے کر اپنی الجھڑوں میں پھنسا ہوا تھا۔ اتنے میں گوتم رشی بھی پھنسا ہوا تھا۔ کہ ناش اپنی پتی بتا استری کے مارنے کی اجازت لڑکے کو دے آیا۔ بیشک وہ بے قصور ہے۔ باپ کا بھاگی راجہ اندر ہے جس نے چھل کر کے میرا روپ دھارن کیا۔ اور اہلیا کے پاس میرے بستر پر سو یا نہیں لو کہ کارا راجہ اندر ہو کر مجھ غریب کے گھر آیا۔ میں نے حسب لیاقت اس کی دعوت کی۔ آؤ بھگت میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اس نے میرے ساتھ جل کیا۔ کاش اہلیا اس کی صورت پر مفتون ہو جاتی۔ اور اس سے طالب وصل ہوتی۔

تو الہیہ اہلیا کا قصور تھا۔ یہ سوچتا ہوئے لمبے لمبے قدم دھرتے گھومتے رشی گھر آئے۔ دیکھا۔ کہ چرکاری ٹنگی تلوار لئے ماما کے سر پر کھڑا سوچ رہا ہے۔ چرکاری گھومتے کودھتے ہی دوڑا۔ اور تلوار پھینک کر قدموں پر گر پڑا۔ گھومتے رشی بولے۔ اسے چرکاری۔ ٹساہلی اور انکی اس وقت کام آگئی۔ تو نے اپنی ماں کی جان بچائی۔ یہ کہہ کر چرکاری کو چھاتی سے لگا لیا۔ اہلیا کی طرف دیکھا۔ تو بیچارہ میسر بچائے رو رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ اور بادل خیز موت کی خواستگار تھی۔ گھومتے اہلیا کے آنسو پونچھے۔ چرکاری کی بہت تعریف کی۔ اس نے اپنے سبھاؤ سے ماں کی جان بچائی۔ اور میرے حکم بھی عدولی نہیں کی۔ رٹ کے کو دعائے خیر دے کر کہا۔ کہ تیرا جسم ہمیشہ بیماری سے پاک رہے۔ تم مجھ دار آدمی ہو۔ جو کام کریں گے۔ یکبھی پیٹ نہ ہوگا۔ اسے نیک بخت پسر۔ تیرے سبھاؤ سے مجھے دکھ نہیں اٹھانا پڑا۔ نہیں تو آج وہ دن ہوتا۔ کہ دنیا آنکھوں میں تاریک ہوتی۔ گھر بھاڑ کھانا۔ بغیر عورت کے زندگی دسوار ہوتی۔

اڑھیائے ۱۹

ہر کام میں تجربہ درکار ہے

بھیشم جی۔ سوہرم وان جد ششتر! انسان کے لئے تجربہ ایسی چیز ہے کہ کسی کام میں بچا نہیں دیکھ سکتا۔ کوئی کام خراب نہیں جاتا۔ ہر کام میں عقل کی مدد درکار ہے۔ جو کام کرنا ہو۔ فوراً فکر سے کرے۔ جلد ہی کرنے میں سوائے نقصان کے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کلام کرے۔ تو سوچ سمجھ کر کرے۔ اکثر انسان نہایت متانت سے گفتگو کرتے ہیں کہ سامع کو اگرچہ وہ دشمن بھی ہے۔ برا نہیں معلوم دیتا۔ بہت سے کام ایسے ہیں۔ کہ بغیر مبالغہ طاعت کے چل نہیں سکتے۔ تجربہ

دور کار ہوتا ہے۔ اور بہت سے ایسے ہیں کہ ذرا سی دیر میں نقصان ہو جاتا ہے جہاں وقت گزر گیا۔ ماتھ مل کر رہ جانا پڑتا ہے۔ جلدی کا موقع ہو۔ تو ضروری سے کام کرے۔ مگر فکر ضرور کرے۔ جلدی بات کرنا بھی عقلمندوں کا کام نہیں مگر یہ نہیں کہ اس پر چوک جائے۔ خاموشی کے وقت زبان درازی بیکار ہے عابدوں۔ مترادفوں کا قول ہے۔ کہ اپنے سے بڑے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے۔ عالم دویا دان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا ذی شعور شخصوں کا کام ہے ان کی صحبت سے فیض اٹھانا عقلمندوں کا دستور ہے۔ دیر تک پوچھا کرنا اسی واسطے روا رکھا گیا۔ کہ نارائن کے نام سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں بھگتی نصیب ہوتی ہے۔ دیر تک کتھا پڑانے کا منہا مناسب ہے۔ سادھوؤں کی صحبت میں وقت کو ضائع کرنا فضول نہیں۔ کسب علم میں اگر وقت صرف ہو جائے۔ تو نہایت مفید ہے۔ دھرم اور دھرم میں خوب ادراک حاصل ہو یعنی سمجھ بوجھ کہ دھرم کے کام کرنا جائز تصور کیا جاتا ہے۔ اپنے آقا کی خدمت گزاری میں جلدی نہ ہونا چاہیے۔

ادھیائے ۱۲

کیل دیو اور لوم رشی کے

سوال و جواب

بھیشم جی۔ گویا میں۔ ایشرج۔ گیان۔ بخش۔ نکشی۔ ویراگ۔ ویراگ۔ دھرم یہ چھ مائیں سما میں ہونا چاہیے۔ بھگوان وہی ہے۔ جو حیوؤں کی پابن کرتا اور ناش کرتا ہو۔ گرہست اور لوگ دھرم دونوں مکمل ہیں۔ اب گرہست اور دھرم لوگ کا بیان کیا جاتا ہے۔ زمانہ سلف میں راہر شہنگ گزر رہے۔ ایک گائے اس نے جگ میں بلدان کرنا چاہا

جب کپل دیو اس رمز سے واقف ہوئے۔ کہ گنود بدھ ہو گا۔ دوم رسمی رشی سے جا کر یہ حال کہا۔ رشی جی گنود میں پر دیش کر گئے۔ اور کپل جی سے پوئے۔ کہ اب وید کے خلاف پائیں ہونے لگیں۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ جن باتوں کی مخالفت ہے۔ وہی ہوتی ہیں۔ عابدوں متراضوں کے سامنے گنود بدھ ہو۔ اور وہ دیکھا کریں۔ حیف ہے۔ وید کی تحریر بھگوان کی بانی سمجھی جاتی ہے۔ اس پر کوئی کار بند نہیں ہوتا۔ لوگ نارائن کے بھجن سے منکر ہوئے جانتے ہیں

کپل جی۔ ویدوں کی مذاکرنا درست نہیں۔ اور نہ میں مذاکرنا ہوں۔ دھرم کے خلاف بھی کوئی بات نہ کہوں گا۔ سنیاسی۔ پان پرست۔ برہم چاریا۔ گرہتی بھی دھرم ہیں۔ سنیاسی موکش کو بان پرست۔ برہم لوک کو برہم چاری رشی لوک کو۔ گرہتی سورگ کو پاتے ہیں۔ ویدوں کا حکم ہے۔ کہ اپنے اپنے دھرم کے خلاف کوئی نہ چلے۔

لوم رسمی رشی۔ سورگ کی چاہ کرنے والے جگ کرتے ہیں۔ جگ کرنے میں پھل یعنی نتیجے کی خواہش کرنا مناسب نہیں۔ بکرا۔ مینڈھا۔ گائے۔ بیل۔ گھوڑا۔ پرند وغیرہ جانوروں کی خوراک جنگل ہوتی ہے۔ بغیر لپٹ پکشی کے جگ پوتا نہیں ہوتا۔ یہ وید کی شرتی ہے۔ جگ سے دیوتاؤں کی پوجا ہوتی ہے۔ گائے۔ بکرا۔ مینڈھا۔ انسان۔ گھوڑا۔ اگڑا۔ بھانچر۔ یہ سات چود گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ شیر۔ چنیا۔ سوڑ۔ بھینسا۔ ٹالٹی۔ ریچھ۔ ہرن وغیرہ کی جنگل میں بودو باش ہوتی ہے۔ برہماجی نے جب جگ کا اپدیش دیا۔ بکرا۔ گھوڑا۔ جگ میں چڑھانا جائز بنایا۔ اس وجہ سے جگ میں پشوؤں کا چڑھانا لوگ بدوا کہتے ہیں اور یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ جو پشو بلیا ان کیا جاتا ہے۔ وہ سیدھا سورگ میں جاتا ہے۔ جگ کر نوالے کو بھی سورگ کی چاہ ہوتی ہے۔ اور سورگ کا ملنا بغیر جگ کے ممکن نہیں۔ گائے اپنے دودھ دہی۔ لکھی۔ گوہر اور مٹھالی کے چکر پورن کر دیتی ہے۔ بیل کے دم سینک اور ہرن سے جگ پڑا کیا جاتا ہے۔ یہی طریقے جگ کے ہیں۔ جو انسان بغیر مورتہ کے جگ کرتا ہے۔

جگ میں مہسا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جگ کرنے والا کسی سے دشمنی نہیں رکھتا۔ تمام مخلوق کا مہر دے سوتا ہے۔ جو برہمن امرت پینے کی غرض سے جگ یا کسی کے جگ کرنے کی تحریک کرے۔ وہ ضرور سورگ میں جاوے گا۔ جگ کے نہ کرنے والوں کو نہ دنیا میں آرام ہے نہ سورگ ہی نصیب میں ہوتا ہے۔

اوصیائے (۲)

کیل دیو اور لوم رشی کا سمیاد

کیل دیو نے جواب دیا۔ کہ وید کے عالم گھاتے سے ڈوہ۔ وہی ۔ کھی وغیرہ کے کر جگ کرتے ہیں۔ کیا وہ عقلمند نہیں ہوتے۔ وہ وید کے عالم ہیں۔ ہتیا کرنا ان کے مذہب میں نہیں۔ پشوں کے شمار میں تو گنو بھی آگئی۔ گنو کا ماننا کسی رشی مہی نے جائز قرار نہیں دیا۔ یہ ضرور ہے۔ کہ جو پشو جگ میں بی ویٹے جاتے ہیں۔ وہ سیدھے سورگ میں جاتے ہیں۔ اور جگ کرنے والا بھی پشوؤں کے ساتھ سورگ میں آئندہ بھوگتا ہے۔ دنیا میں جگ ہی مقدم ہے۔ جگ کی وجہ سے دنیا قائم ہے۔ اس بیان سے مترشح ہے۔ کہ جگ میں پشوؤں کا چڑھانا ضروری ہے۔ لوم رشی رشی گرہت لوگوں سے جیوؤں کی پرورش ہوتی ہے۔ گرہت والے جگ کرتے اور تپ بھی کرتے ہیں۔ دنیا میں گرہتی لوگ زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ دوسرے آشرم ہیں۔ سنسار کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ غلہ گھاس جڑی بوٹیوں کی رچڑی پوتی سے دوایش بنتی ہیں، صرف گرہت آشرم میں ترقی ہوتی ہے۔ گرہت آشرم والا برہمن پیدائش سے مرنے تک متروں سے کام میں شدھی حاصل کرتا ہے۔ ولادت کے وقت بھی متروں سے مطلب براری ہوتی ہے۔ پوجا پاٹ میں مترو ہی کام آتا ہے۔ یرنگ کرم اور شرادھ ترپن میں مترو ہی پڑے جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وید مترو پر دنیا کا دار و مدار ہے۔ جو برہمن

وید متروں سے جگ کرتا ہے، اس سے کبھی پاپ نہیں ہو سکتا۔ گنڈ کی وجہ سے انسان کی زندگی ہے۔ دودھ وہی بھی زندگی کیا۔ بلکہ موت میں بھی کام دیتے ہیں۔ سنساری حیوٹوں کی ماما گائے ہے۔ اسی وجہ سے گیانی لوگ گنڈ بدھ نہیں رکھتے۔ کھی۔ دودھ رکھن وغیرہ سے جگ کو پوتر کرنے ہیں۔ آپ گیانی ماما ہیں۔ جو باتیں وید کے خلاف ہوں۔ اُسے برہمن نہ سمجھے۔ کرم کاٹ کی حیثیت سے ہم نے راتنی باتیں کہیں۔ لیکن اس بات کا فکر ہے۔ کہ جگ میں پشوؤں کا چڑھانا ضرور جائز رکھا گیا۔ آپ مجھے ناشک سمجھیں گے۔ ناشک نہیں ہوں۔ جگ کرنا سناٹن سے چلا آتا ویدوں میں بھی اس کا ثواب عظیم تصور کیا گیا۔ یہاں تک تو لکھا ہے۔ کہ تمام کامناٹ جگ ہی کی وجہ سے قائم ہے۔ اگر جگ نہ ہوتے۔ تو ایشک گناہوں کی وجہ سے پرلے ہو جاتی۔ جگ سے موکش کی گت حاصل ہوتی جو

اَوَصلے (۲۲)

لوم رسی رشی کے سوال پر پیل دیو

کا جواب

بھرتیا۔ پیل مہرجی۔ اُسے دھرم پتر پیل دیو جی لوم رسی رشی سے فرماتے ہیں۔ سنیا س ہی سے موکش ملتی ہے۔ جب سنیا س میں عبور ہوا۔ گیان پیدا ہوا۔ اور گیان سے موکش ملنا دشوار نہیں۔ سنیا س ہی لوگ نہ کسی سے دشمنی کرتے۔ اور کسی سے دوستی دنیا جال اور کپٹ کا گھر ہے۔ اس میں دل لگانا سنیا سوں کا دھرم نہیں۔ ہر جگ کے دھرم علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن جان مارنا کسی جگ میں جائز نہیں رکھا گیا۔ پشوؤں کی قربانی کرنے والے لوگوں کی موکش نہیں ہوتی۔ اچھے کرم

کرنے والے آدمی دُور اندیشی سے کام لیتے ہیں۔ انکی عقل رسا ہوتی ہے۔ وہ کبھی مہنسا کے ترکیب نہیں ہوتے۔ شاستر پڑھنے اور اس کے احکام کے پابند رہتے ہیں۔ شاستر پڑھنے سے گیان ہو جاتا ہے۔ اور گیان سے موکش ملتی ہے۔ نفس کشی کرنا۔ راست گفتار ہونا۔ جان نہ مارنا۔ غرور اور رقابت سے پاک رہنا یہ راستے برہم مارگ کے ہیں۔ عالم لوگوں کے دلی آئینہ ہیں۔ اُن سے نیک فوید چھپے نہیں۔ ان سے ویراگ ہو جاتا ہے۔ برہم دیا پاک ناراین اپناشی ہے۔ آتما اُسے جلد پہچان لیتی ہے۔ قلب کی صفائی سے برہم کا پہچاننا شکل نہیں۔ وہ پورن کلا سرب روپ سب کا سوامی ہے۔ سب جیوؤں میں دیا پاک ہے۔ اس لئے اسے مہنسا کرنا درست نہیں سمجھا جاتا۔ یہی میرا مذہب ہے۔

ادھار (۲۲)

مہنسا جگ کا بیان

راجہ جدھشٹرنے سوال کیا۔ پتاماہ جی! الیشور کی بنگتی کے متعدد واستے ہیں لیکن خالص دھرم کے واسطے بھی کوئی جگ ہے؟
 بھگیشتم جی۔ دھرم راج! بدرجہ دیش میں ایکس برہمن جگ کیا چاہتا تھا۔ جنگل میں اس کا مسکن تھا۔ بن میں سوائے ساگ کے کچھ دستیاب نہ ہوا۔ شیا ماگ۔ سورج پڑتی۔ سورج طاع کے سوائے اور کوئی پھل پھول نہیں ملا۔ کہ ساگ بالکل کڑوے۔ اور بد ذائقہ تھے۔ مگر برہمن کے تپ کے زور سے یہ تینوں ساگ خوشبودار اور خوش ذائقہ ہو گئے۔ برہمن نے انہیں غنیمت سمجھا۔ لیشوؤں کا چڑھانا روتا نہیں رکھا۔ ہر چند اس کی نیت طینت بیوی جس کا نام لیشا دھار فی تھا۔ پر بضر ہوئی۔ کہ جگ میں پشتو کی بلی پر دان ہو۔ لیکن برہمن اس کی باتوں پر نہ آیا۔ پشتو کی بلی، دینا مناسب نہ سمجھا۔ بیوی بھی مجبور ہو گئی۔

اور اپنے غاوند کی مرضی پر قانع ہو کر خاموشی اختیار کی۔ اتفاقاً سے شکر جی جو کسی سراپ سے ہرن ہو گئے تھے۔ جگ میں موجود تھے۔ دھرمراج بھی آئے اور برہمن سے فرمایا۔ کہ یہ تم کیا کرتے ہو۔ کہیں ساگ پات کا پشو بنا کر جگ میں چڑھایا جاتا ہے۔ جگ کرنا مہاراجا بے سود ہے۔ راتنے میں سادتری دیوی جو سورگ لوگ میں رہتی تھی برہمن کے یہاں آئی۔ وہ دھرمراج کے کلام سے ناامید کرتی رہی۔ مگر برہمن نے ان کے اعتراض کا جواب دیا۔ کہ جو ہرن جنگل سے بھاگ کر میری شرن میں آیا۔ اس کی بلی نہ دوں گا۔ ماشاء یہ دیکھنا نہ جائیگا کہ ہرن بیمار کی کے ساتھ مذبح ہو۔ دیوی بولی۔ تو جگ تمہارا کسی طرح قبول نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر سادتری تو چلی گئی۔ مگر شکر جی جو ہرن کے لباس میں تھے۔ پہلے کہ اسے برہمن! تم مجھے اپنے جگ میں بلی دیدو۔ میرا پکار ہوگا۔ جگ میں بلی دیے جانے سے سورگ بٹتا ہے۔ اس لئے اسے دیوتا! مہاراجی وجہ سے سیدھا سورگ کو چلا جاؤں گا۔ اور تم بھی ہوان پر بیٹھ کر سورگ میں پاس کرو گے لیکن برہمن ہنسا کرنے پر راضی نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے دھرم کے خلاف تھا۔ ساگ پات ہی سے جگ پورن کیا۔ اسے جدھشٹر! مہنسا جگ سے دھرم وان لوگ قضا ب نہیں ہونے۔

جدھشٹر سادتری دیوی اور دھرمراج ہنسا جگ کرنے پر کیا بے زہ ہونے۔

کھیم دو دنوں نے اس کے دھرم کی جانچ کی تھی۔ جب دیکھا کہ وہ اپنے دھرم پر قائم ہے۔ تو دونوں ایشور بادو سے کر چلے گئے۔ وہ برہمن بھی اپنی عورت کے ساتھ سورگ میں گیا۔ اسے راجہ! مہنسا آتک جگ کی فضیلت دھرم وان لوگوں کے نزدیک بالکل نہیں ہوتی۔ برہمن کے چاہنے والے کبھی جان نہیں مارتے۔ یہی ان کا دھرم۔ اور ایسے جگ سے دھرم قائم رہتا ہے

شانہ برہ

حصہ چہارم

اوصیائے

برہم سے روح کا اتصال

جلد ششم - تہامہ جی! روح کا اتصال برہم سے کیونکر ہو سکتا ہے۔
 کھٹیشم جی - جو لوگ برہم کی عظمت کے قائل ہیں۔ یا جن کے عنان
 میں برہم کی فضیلت اپنا رنگ جمائے ہوئے ہے۔ وہی موکش پدارتھ حاصل کر سکتے
 ہیں۔ جن کے دل میں دنیا کی ثباتی و دھرم گم کے خیالات ارتھ۔ دھرم کام
 موکش کے حصول کی تدبیریں۔ واحدانیت کے شعبہ سے تعوف کی راہیں
 تعوف کے مسئلے جاگزین ہیں۔ وہی اس بجزنا پائیدار کنارے سے عبور کر سکتے
 ہیں۔ یا جن کے بے لوث دامن عیب جوئی کو رہا طنی۔ غیبت۔ بغض و حسد
 جان کشی کے ہندھا دھبوں سے پاک ہوں۔ وہی اس نازک اور بسیط راہ پر
 میں گذر سکتے ہیں۔ وہ ہمیشہ گوروں یا پاپ کی خدمت گزار رہ کر تہ
 چت رہ کر جو اس حنسنہ پر مسلط ہوتے ہیں۔ کفایت شعاری ان کا خاص
 شیوہ ہے۔ آمدنی اخراجات پر کفایت نہیں کرتی۔ تو بھی کمی سائش پر شاکر
 و صابر رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ برہم سے ادھار ہو جاتے ہیں

چھٹا - آپ کی ذہانت اور عیلت کی داد کون ایسا شخص ہوگا جو نہ دیکھا۔ مگر میری جو کیفیت ہے۔ اس سے میں واقف یا میرا تارائن۔ افسوس تمام کتبہ گرد و در ہو گیا۔ جو ان دن صفت لیکن وہاں دران روئے زمین کے کارنا آکھوں کے سامنے پھرتے ہیں۔ ان کی لاشیں زمین پر لٹتی دکھائی دے رہی ہیں۔ لعنت ہے۔ اس جسم پر کہ جس کے باعث سے گرو۔ سارے۔ ماموں بیٹا۔ بہنوئی سب خاک میں بل گئے۔ اور نپاک جم ابھی تک سیمیاٹی لاوے آپ کے سامنے منہ دکھا رہا ہے۔ کہہ کر کے حصول نجات کی تدبیریں بتائیں۔ جس سے دنیا کے بھرم جال سے نجات پا کر پر ماتما میں داخل ہو جاؤں۔

بھگیش چمر - اے پانڈو نندن راجہ جی! دکھ اور مشکہ کسی کو قرار نہیں۔ مشکہ سے دکھ ہوتا ہے۔ اور دکھ کے بعد موکش ہو جاتی ہے۔ یہ دید کا سید ہے۔ معنی اشیا پیش نظر ہیں سب جانی ہیں۔ اسے راجہ تم سا پر تاپی راجہ اس سنسار میں اب نہ ہوگا۔ دھرم پتر ہو کر دھرم ہوئے گیائندوں اور ریشوں کی صحبت سے فیضیاب ہو کر دل بھی منور ہو گیا۔ نہیں موکش مئے میں کوئی تردد نہیں رہا۔ یہ امر کہ جو کہیدگی معرکہ جہاں و قتال سے ہوئی ہے۔ اس کے دھنیے کی تدبیریں چاہتے ہو۔ تم خود عقل مند ہو۔ عقل مندوں کو اشارہ کافی۔ جو پیدا ہوا۔ مرا۔ کوئی ابد تک نہ زندہ رہا۔ اور نہ ریگا پیدا کرنے والا اور مارنے والا کوئی دوسرا ہے۔ پھر تمہارا کیا مقدر تم نے کچھ نہیں کیا۔ شدنی بھی کوئی چیز ہے۔ دکھ اور مشکہ سے بچو۔ ہو کر کیسیدہ ہونا عقل پسند نہیں کرتی۔ دنیاوی انکار برہم کے سدا رہا ہیں۔ کبھی برہم تک پہنچتے نہیں دیتے۔ جس طرح ہوا کا کوئی اصل رنگ نہیں۔ خاک و مٹوں سے مل کر کالی۔ لال اور زرد ہو کر آسمان پر محیط ہو جاتی ہے۔ اسی روح عذاب و ثواب سے بلوس ہو کر انواع و اقسام کے اجسام میں گھومتی پھرتی ہے۔ جو آتما گیان کی روشنی سے منور ہو کر دل کی تاریکی زائل کر دیتا ہے تب ساتن برہم کا جلوہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ اسی برہم کو رشی مٹی اپنی زبان میں آپنا سنا کہتے ہیں۔ اسے راجہ! برہم ہر وقت ساتھ ہے۔ دیدہ تحقیق سے

سے ویجھو۔ تو ضرور اس کا ٹور دکھائی دیکھا۔ جس طرح کوئی شخص گردن میں نعل بے بہا مرصع طوق زیب گلہ کئے ہو۔ مگر دھیان سے اتر گیا ہے۔ جب خیال آجائے گا۔ پنچی نظروں سے گردن میں دیکھ لیکھا۔ وہ طوق نظر آجائے گا۔ اسی طرح پرہاتما گھٹ گھٹ باسی ہے۔ کہیں دور نہیں اس کی وصال کی تدبیریں کر دے۔ تو اس سے دو چار ہو جاؤ گے۔ جب گہان ہوگا۔ تو خود بخود برہم کا پرتو نظر آجائے گا۔ بغیر گیان کے برہم نہیں مل سکتا اور گہان یا صنت نکل مینوں کی مہبت سے آجاتا ہے۔

اودھیائے (۲)

شکرتی اور برتر اُسر کا اتہاس

بھیشم جی۔ ہتھاری باتوں پر برتر اُسر کا قبضہ یاد آیا۔ ایک روز شکر جی برتر اُسر کے انس طرح گویا ہوئے۔ اُسے دیتوں کے راجہ! جتنا تھا باٹ ہے۔ سب ہیں رہ جائیگا۔ کوئی ساتھ نہ دیکھا۔ سلطنت روزہ پر عیش ناز ہے۔ اگر تم نے اندر پوری حیت لی تو کیا ہے۔ اس کو بھی قرار نہیں اسی غم سے مغنوم ہو کر افسردہ دل ہو رہے ہو۔ چہرے پر بشارت نہیں برستی۔ کچھ کبیدگی سی ظاہر ہوئی ہے۔ آخر سبب کیا ہے۔ سکھ پر ناز کرنا۔ دکھ سے غمگین ہونا۔ دونوں فضول۔

برتر اُسر۔ ہمارا جیسا اور ست کے دور سے مجھ پر تمام کیفیت روشن ہے۔ کوئی بات چھٹی نہیں۔ زندگی موت ساتھ ہیں۔ دنیا بے ثبات ہے۔ کسی میں استغناء و استقلال نہیں۔ اس امور کی پیچیدگیوں پہنچ گیا ہوں۔ اسی وجہ سے نہ خوشی ہے نہ رنج نہ افسردگی ہے نہ غم غذا یوں کا مسکن سقر ہے۔ اور۔ موابیوں کا دھن بہشت بریں سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے چو جاوہ اعتدال سے باہر ہو کر آداگون میں پھنسے ہوئے ہیں

کوئی جو پیشو پکشی۔ حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے غلیظ یعنی دھٹاکے
 کیڑے ہو کر مینا و معینہ پورا کر رہے ہیں۔ ایٹھ سرب ویاک ہے۔ اسی
 کا خادم ہوں۔ اسی کا نور دنیا پر تو افکن ہے۔ اسی کی مرضی سے آج مجھ
 میں اتنی قدرت حاصل ہے کہ دیوتاؤں کے راجہ اندر پر فتیاب ہو کر اندر
 پوری میں ہامن و عاقبت راج کر رہا ہوں۔ انسان حیوان پرندہ سے پیشو
 و غیرہ جتنی رو میں ہیں۔ سب دکھ اور محکوم سے منہل ہیں۔ اور سب
 رنگ اور سورگ حاصل کرتے ہیں۔ دھرم راج سے سزا پاتے ہیں۔ البتہ
 براہم گہائی اس عذاب سے ڈور رو کر پر ماتما سے بل جاتے ہیں۔ بزرگ امر کی
 ان باتوں سے شکریہ میٹھ ہو گئے۔ اور پریشا کی مرض سے پوچھا۔ اے راجہ
 تمہاری عقل رسا کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ بڑے عالم اور بدیا وان ہو۔
 لیکن چرت اس بات کی ہے کہ تمہارا جسم تاسی ہے۔ یعنی راجپس ہو کر ایسی
 باتیں کرنا دیتوں کی قوم سے بعید مظلوم ہوتا ہے۔

بہتر اگر امر۔ مدارج۔ کسی وقت میں نے استدر ریا من کیا تھا۔ کہ میرے
 تپ کے سامنے۔ دیوتاؤں۔ ریشیوں۔ مینیوں کا تپ پیش نہ جاسکا۔ تین
 لوگ میں میرے تپ کا بکھان ہونے لگا۔ تپ کے زور سے دیتا گندھرب
 رشی جتنی قابو میں آ گئے۔ غرضیکہ کل کائنات پر میری حکومت کا سیکہ بیٹھ گیا
 رفتہ رفتہ تپ کا زور گھٹنے لگا۔ اقبال و اجال کی پکڑنے لگی۔ ناچار رشتی
 دے کر دل کو سمجھاتا رہا کہ دولت پر گھمنڈ کرنا زیبا نہیں۔ سورگ کی چاہ ہوئی
 جنگ و جدل کی تمناؤں نے گد گدانا شروع کیا۔ کہ یہی ایک طریقہ ہے جس
 سے سورگ ہاتھ آ سکتا ہے۔ آج اس کا زور کی بیش ہی کی وجہ ہے۔ کہ بش
 بھگوان اور اندر و غیرہ دیوتاؤں کی زیارت ہوئی۔ اب میرا سوال ہے۔
 کہ معمول بہم کے کون طریقے ہیں۔ گہان یا گہان۔ کیونکہ گہانی ہو کر میں نے
 بشن بھگوان کا دشمن کیا۔ اگر گہانی ہوتا۔ تو اتنی جلدی تارا پن جی کے درشن
 ہونا محال تھا۔ یہ سمجھائیے۔

اڑھائے (۳)

بشن بھگوان کا جہانم

شکرچی۔ سرب دیباک۔ زنگار۔ ہوتی سروپ پر ماتا کو نیکار ہے۔
جن کے اشارے سے کل کائنات پیدا ہوتی۔ جن کی زبردست ہمارے۔
آسمان وزمین پر اپنا قابو کئے ہوئے ہیں جن کی جین نور آگین موکش پدارتھ کا خزان
ہے اس برائے انتر جانی کو بادم پاؤنڈ و ست ہے۔ جن کی رحمت سے تمام جیوؤں کا
پالن ہوتا ہے۔

شکرچی اور برتر آسریں باتیں ہو رہی تھیں۔ اتنے میں سنت کمار جی آتے ہوئے
دکھائی دیئے۔ دو فوٹوں نے موڈ ہو کر پرہام کیا۔ اور پر تکلف آسن پر بھال کر
پوچھا کہ دست بستہ ہو کر عرض پیرا ہوئے۔ کہ زبان مبارک سے پرہامناشن
بھگوان کا جہانم سننا چاہتے ہیں۔ آپ سہارہ ہی خواہش کو پورا کیجئے۔

سنت کمار جی اسے دالو نیدر۔ یعنی ردالوؤں کے راہرا جو سرب
ویا پی نارائن سب جیوؤں کا پالن کرتا ہے۔ گھٹ گھٹ باسی ہے۔ حیوانات
نباتات۔ جمادات کی پیدایش اسی سے ہوتی۔ انہیں کی قبر آلودہ لکھا ہوں سے
تمام دنیا خاک ہو جائے گی۔ یہی پرئے ہے۔ جب دریائے رحمت جوش مارتا ہے
لو کائنات کی از سر نو آفریش ہو جاتی ہے۔ ان کے اوصاف بیان کرنا انسانی
طاقت سے بعید ہے۔ دیوتے اور فرشتے بھی اوصاف بیان نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ
چپ ٹپ نہ کیا جاوے۔ اس کے رمز اور اسرار سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔ ایلیہ
جوگ دھار ہے۔ اس سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ گیانی لوگ ریاضت کر کے بھی
میں مل جاتے ہیں۔ ان کا دل آئینہ ہوتا ہے۔ ضلالت اور گمراہی کی زنگ آلود
سیاہی قلب پر نہیں دوڑتی۔ زرگر نقرئی طلائی زیوروں کو آگ دکھا کر کثافت
دور کر دیتا ہے۔ اسی طرح جگ اور تپ سے گناہ دور ہو کر جسم پاک ہو جاتا ہے

جس طرح خوبصورت بچوں کے ذہن میں مسروں کی خوشبو محسوس نہیں ہو سکتی
 اسی طرح چپ تپ کے پھلوں سے گناہ کی غلاطت نہیں رہتی۔ رچو گن۔ متو گن
 متو گن نارائین جی کے روپ ہیں۔ پیر تھوی چرن ہے۔ سورگ مستک۔ شمال۔
 جنوب۔ مشرق۔ مغرب پر چار بیچاں ہیں۔ آسمان ان کے کان ہیں۔ آفتاب
 مانتا ہے دیکھ فور عقل دسا اس خیم نور کی گیان ہے۔ ایسے نارائین سے اتصال
 ہونا گیانی پرشوں ہی کا کام ہے۔ جب اس سراپا نور سے وصال ہو گیا۔ موکش
 ہو گیا۔ ویدوں کے منتر نارائین جی کے جہانی روئیں ہیں۔ خالق ہو کر رب بھاگہلایا۔ رات
 ہو کر رشن کے نام سے نامزد ہوا۔ جا رہا ہو کر ہمیش نام سے سنگھار کیا۔ فہمی پر ہما وہی
 بشن۔ وہی ہما دیو موہی اشونی کمار۔ وہی اندر برن کوہیر ہے۔ یہ سب دیوتا نارائین
 جی سے پیدا ہوئے۔ اس کا پر تو تمام کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ چاند راتین پر
 رکھتے اور مول رنج جگ کرنے والوں کے ہر وقت ساتھ ہو۔ پہلی تھک کو ایک
 دو رنج کو دو تھک کو تین تھک اس طرح پورنماشی تک بڑھتا جاوے۔ پھر ایک کم
 کرتا جاوے۔ اور اس چودس۔ اداوس پر واکوہ زاماربت رکھے۔ اس کو چاند راتین
 برت کہتے ہیں۔ اسات پوہ رکھنے والا دب۔ ساتکی۔ سم دم وغیرہ یروں کے وہاں
 کرنے والا پہلے لال۔ برن بھاگ پاتا ہے۔ پھر روزنگ دیو بھاگ سے مستفیض
 ہوتا ہے۔ پھر بچوں کی طرح سفید برن ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ جو انہیں مارگوں کی
 تمنا نہیں کرتے۔ جو گ بل سے ہر لوک۔ جن لوک۔ تپ لوک۔ ست لوک حاصل
 ہوتے ہیں۔ شکل برن رکھنے والے جو گوں کو ملتی حاصل نہیں ہوتی۔ جو جو گی ہوگ
 کو اچھی طرح سادھن نہیں کرتا۔ وہ کلپ تک چوڑوں میں بھرا کرتا ہے۔ آخر
 میں لوک لوک ملتا ہے۔ پھر انسان ہو کر کچھلے شہر کرہوں کے ڈواب سے اچھے
 خاندان میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر بریاض ہو گیا۔ عبادت کرتا رہا۔ تو ہم لوک ملنا
 دشوار نہیں۔ برہم لوک سے شیو لوک اور شیو لوک سے برہم پرما میں ہمت
 ہو جاتا ہے۔ الغرض شہر کرہوں سے برہم پراپت ہوتا ہے۔ اسی کو موکش کہتے
 ہیں۔ تمہارا سوال تھا۔ کہ گیانی ہو کر نارائین کا درشن پایا۔ اس میں بھی پورب
 جنم کا سنکار ہے۔ تپ اور جگ کے ڈواب سے تمہیں وہ دن نصیب ہوا۔

کہ بھگوان کے درشن بل گئے۔ مگر مکتی اس وقت ہوگی۔ جب گیان ہوگا۔ بڑا تر
کا مذہب سنت کمار کی باتوں سے جاتا رہا۔

پتیا مہ جی۔ راجن! وہ جوتی سروپ پر میثور بھی کرشن بھگوان ہیں
جن کا روپ است جگ میں گور برن۔ اور تر تیا دو آہ میں نیل برن۔ عظیم کی
کی طرح جھکنے والا ہے۔ پر قہوی پر بھگتوں کی رکشا کے لئے اقرار دھارن
کیا۔ اس پر ناما کو کوئی نہیں جان سکتا

اُدھیائے (م)

اندر اور تر تر اسر کی لٹائی

جہد شستر۔ ایسا بھگت پر ماتناشن بھگوان کی آپا سا کرنے والا کہیں
طرح راجہ اندر کے بھر سے مارا گیا۔

بھگت شستر جی۔ یورب جنم میں راجہ اندر رتھ میں سوار دیوتاؤں کے
ساتھ گشت کر رہے تھے۔ ایک مقام پر بر تر اسر کو کھڑا پایا۔ جو نہایت طویل تھا
اور عجیب صورت تھا۔ تر لوک میں کوئی ایسا نہ تھا۔ کہ جو اس پہنچ پاسکتا۔
دیوتا اور دواتو اس کی سبب ناک شکل دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ بر تر اسر پر
ستھیاروں کی بوجھاڑ کرنے لگے۔ وہ بھی تیغ آبدار کھینچ کر دیوتاؤں کو خاک
میں ملائے لگا۔ غرضیکہ بازار جدال و قتال گرم ہوا۔ دیوتا اس کی تیغ کی آج
نہ سہہ سکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ مارے گئے۔ راجہ اندر مارے خوف کے
تھر تھر کانپنے لگا۔ اتنے میں لبشٹ جی نمودار ہوئے۔ فرمایا۔ کہ ڈرو نہیں۔
تمہاری مدد لبش بھگوان اور شیو جی کریں گے۔ وہ دیکھو آرہے ہیں۔ لبش
بھگوان اور شیو جی کے آتے ہی راجہ اندر کو کچھ ڈھارس ہوئی۔ لبش جی نے
اندر کے بھر میں پردیش کیا۔ برہمپت جی دیوتاؤں کے گورو راجہ اندر کے
ساتھ تھے۔ انہوں نے راجہ اندر کی بڑی تعریف کی۔ تم شیو جی مدد اور لبش

بھگوان کی اعانت سے اس برتر اُسر پر فتح پاؤ گے۔ استقلال کو مانجھ سٹے جانے دو اپنے بھر سے اس پر حملہ کرو۔ ادھر دیوتاؤں نے متفق ہو کر اس زور سے غرو مارا کہ برتر اُسر کے دل پر وحشت سوار ہوئی۔ لڑائی شروع ہوئی۔ طرفین سے تیروں کی بارش ہتھیاروں کا مینہ برسنے لگا۔ اتفاقاً برتر اُسر نے جھائی لی۔ اس موقع کو غنیمت جان کر راجہ اندر نے اس زور سے اس کے منہ پر بھر مارا کہ وہ ہٹا نہ لاکر زمین پر گر پڑا۔ اور گرتے ہی روح قرض عفری سے پرواز کر گئی سو پوتاؤں اور ریشیوں نے دیوتی در کی امست کی۔

ادھیائے (۵)

اندر کے تعاقب میں برہم ہتیا کی فرنگی

بھیشم جی گوہر یزین۔ کہ برتر اُسر کے گرتے ہی اس کے منہ سے ایک اگن نکل گئی۔ جو ہنسل عورت تھی۔ اس کا نام برہم ہتیا ہے، بڑے بڑے ناخن۔ تیز دانت۔ کھلے موٹے لمبے بال۔ خوشوار آنکھیں۔ گردن میں کھوپریا کی مالا لڑی ہوئی۔ اندر کے تعاقب میں دوڑی۔ دیوتی در یعنی راجہ اندر ہیت زدہ ہو کر بھاگے۔ اور سورگ میں جا کر پناہ گزینی اختیار کی۔ برہم ہتیا بھی تعاقب کناں ساتھ یعنی سورگ گھر گیا۔ اندر اس نئی مصیبت سے مغموم ہو کر اپنی محافظت کے لئے مکمل نال میں گھس گئے۔ برہم ہتیا وہاں بھی پہنچی۔ اور اندر کے پاؤں کو باندھ دیئے۔ اندر نے اپنے چھٹکارے کی بہت سی تدبیریں سوچیں۔ ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ ناچار کشاں کشاں پر مہاجی کے شرن آیا۔ مہاجی لاجبت کے ساتھ برہم ہتیا سے مخاطب ہوئے۔ اے بھوانی! اندر کو چھوڑ دو۔ میری معروض قابل پذیرائی ہے۔ رو نہ کرنا چاہیئے ماسوا اس کے جو تمہاری غرض ہو۔ موہو کہو۔ حتی الامکان تمہاری خواہش پوری کی جائے گی

برہم ہتیا۔ برہما جی سے آپ تینوں لوگ کے مالک ہیں۔ آپ کی دہندہ تقریر سے غصہ فرو ہو گیا۔ صرف اپنے رہنے کا استھان چاہتی ہوں آپ کے حکم سے سرتابی تو نہیں ہو سکتی۔ لہذا اندر کو چھوڑ دیا۔ برہما جی کچھ دیر غوطہ لگا کے سوچتے رہے۔ آخر کو اگن سے فرمایا کہ برہم ہتیا کا چار حصوں میں منقسم کرنا مقصود ہے۔ چوتھا حصہ تم کو دیا جائے اگنی ماتھ جو ڈرگوبلی خالق! پھر میری موکش نہیں ہو سکتی برہما جی۔ اے اگن! تم کیوں گھبراتی ہو۔ پہل سے تو کیب ہے جو لوگ کھانا پکا کتیری آہوتی نہ دیں گے۔ یعنی تیرا بھوک نہ لگا میں تم سے۔ ان پر برہم ہتیا سوار ہو گی۔ پھر برہما جی نے جڑی بوٹیوں کو یاد فرمایا۔ ایسی باتیں ان سے بھی کہیں۔ جڑی بوٹیاں بھی برہما کے کہنے کو ٹال نہ سکیں لیکن اتنا ضرور کہا کہ ہماری موکش اس ہتیا سے نہ ہو سکیگی۔ سرودی گری برسات اپنے سر پر لیتے ہیں۔ یہی مہا داتپ ہے۔ اس کا خیال مقصود پر واجب ہے۔

برہما جی۔ جو شخص پہلے پھولے درخت پر تیر چلاوے گا۔ وہ برہم ہتیا کا ماخوذ ہو گا۔ تمہاری موکش ہو جاوے گی۔ اس کے بعد اسپریش یاد کی گئیں۔ انہوں نے حسب موقعہ برہم ہتیا سے گریز چاہا۔ برہما جی نے فرمایا کہ جو انسان حیض کے وقت عورت سے مباشرت کر لیا۔ اس پر برہم ہتیا سوار ہو جاوے گی۔ پھر جل یعنی پانی کی طلبی ہوئی۔ اس سے بھی ایسی تشنگی پیش آئی۔ برہما جی بولے کہ جو آدمی دیا تالاب یا کنوئیں میں تھوک ٹھینٹا یا پیشاب کرے گا۔ وہ برہم ہتیا سے دو چار ہو گا۔ اسی طرح اگنی۔ درخت رینی جڑی بوٹیاں، اسپر۔ جل وغیرہ برہما جی کا حکم مان کر اپنے اپنے استھانوں پر گئے۔ وہ برہم ہتیا بھی انہیں چاروں کے ہمراہ ہوئی۔ اور اندر آسن میں آکر راج کرنے لگا۔ اشو میدھ جب کر کے برہم ہتیا سے رہت ہو جاوے گا۔ اور جو آدمی برتر ائسرا اور اندر کا سمہاد سنیکا۔ وہ بھی برہم ہتیا سے پار ہو گا۔

اڈھیائے (۶)

جُرمِ یعنی لہزہ کی پیدائش

راجہ چدرہ شتر ملنس ہیں۔ پتاما جی اس سمباد کے سننے سے بہت
اعتراض دل میں پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی برترامر کے جہانی لیتے ہی اندر نے
بجر سے ملاک کیا۔ جہانی سے جرم پیدا ہوتا ہے۔ یہ جرم کیسے پیدا ہوا۔
بھلیت سیم جی۔ شیو جی سمیرو پہاڑ کی چوٹی پر اماں جی کے ساتھ
ایشور کے گن گار کہتے تھے۔ کما شٹ بسو۔ اسٹونی کمار۔ جکش کو بیر جی شکر
جی اور انگر آدناک رشی اسپرڈوں کے غل کے گول شیو جی کے درختوں کے
واسطے دیاں آئے۔ مندر۔ سو گندھ۔ سیٹل ہوا میں چلنے لگیں۔ سب تیرتھ گنگا
مہنا وغیرہ بھی شیو جی کی آپا سنا کے ملے ہو چکے۔ اودھر دکش پر جا پت
نے مکمل مقام پر جگ شروع کیا۔ انڈر وغیرہ دیوتا معہ اپنی استریوں کے
بہاؤں پر سوار ہو کر دکش کے جگ میں جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ سستی جی
نے پوچھا۔ کہ اسے کلاش ناتھ سوامی۔ دیوتاؤں کے پرے کے پرے استریوں
کے ساتھ بہاؤں پر چڑھے کدھر جا رہے ہیں

شیو جی۔ دکش پر جا پت نے جگ کیا ہے۔ دیوتا مدعو ہوئے ہیں۔
اور وہیں جا رہے ہیں

ستی جی۔ کیا آپ مدعو نہیں کئے گئے؟
شیو جی۔ نہیں تجھے نہیں بلایا ہے۔ اس کے قبل بھی مہارا بھاگ
اس نے نہیں لکھا تھا۔ جب ہی سے مہارا بھاگ جگ میں نہیں رکھا جانا۔
ہے۔

ستی جی غصے سے کانپنے لگیں۔ شیو جی تاڑ گئے۔ کہ سستی کو ہمارا نہ جانا پڑا
معلوم ہوا۔ گنوں کو بھیج کر جگ کا ناش کر دیا۔ کسی گن نے جگ کی چیزیں پھینک

دس۔ کسی نے آگن اٹھا دی۔ کوئی غروفوں کو توڑتا ہے۔ کسی نے کلس
 اٹھا کر توڑ ڈالا۔ جتنے دیوتا اور رشی وہاں موجود تھے۔ سب زخمی ہوئے
 ہمارے یوگی کی پیشانی سے پسینے کی بوند گرتے ہی ایک قوی بیکن تن و دوش
 کا آدمی نکلا۔ جس کی لال لال آنکھیں۔ لمبی لمبی بھیجیٹیں تھیں۔ لال رنگ
 کی پوشاک زیب تن تھی۔ اس عجیب صورت پر نظر پڑنے ہی لوگوں کا
 پیشاب خطا ہوتا تھا۔ اس کے پیدا ہونے ہی رہا سہا جگ بدھنش ہو گیا۔
 تمام رشی ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شیوجی کا غصہ بڑھتا جاتا تھا
 ناچار برہما جی ہاتھ جوڑ کر بولے۔ ہے پر بھو۔ آپ کا بھاگ جگ میں نکالا
 جائیگا۔ کسی دیوتا میں مجال نہیں۔ کہ آپ کے بھاگ سے منہ موڑے۔ کہن
 دیوتا۔ رشی کانپ رہے ہیں۔ ہوش و حواس بجا نہیں۔ یہ انسان جو آپ
 کے جلال کا ادنیٰ اعجاز ہے۔ جو آپ کی پیشانی سے پیدا ہوا۔ اس کا نام
 جڑ ہے۔ تمام دنیا اس کے بس ہوگی۔ کسی میں اتنی طاقت نہیں۔ کہ اس
 کے سامنے ٹھہر سکے۔ ایسے آئے سوامی۔ اسے کئی حصوں میں تقسیم کر دیجئے
 نہیں تو دنیا اس کی آتش غضب سے جگر راکھ ہو جائے گی۔
 شیوجی۔ برہما جی کے کلاموں سے خوش ہو کر بولے۔ خیر جیسا کہا
 ویسا ہوگا۔

شیوجی نے اس جڑ کی تقسیم اس طرح کی۔ مائیتوں نے ہر کا درود۔ ستلا
 پانی کی کائی۔ ساپوں کی کھچلی۔ زمین کا ہسر۔ پشوؤں کا اندھا پن۔ بیوں کے
 گے پاؤں میں کھراک ہو جانا۔ دھراک مرض کا نام ہے۔ گھٹڑوں کے گھوڑوں
 میں نامور۔ موروں میں سکھاروگ۔ پرندوں میں بھارت کی بیماری
 یہ جڑ کے حصے ہیں۔ انسانوں میں لرزہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ شیر میں
 اد۔ پرندوں کو بھی بخارا آتا ہے۔ انسان پر جب لرزہ کی بیماری ہوتی ہے
 تو جانی آنا شروع ہوتا ہے۔ جانی لرزہ علامت ہے۔

ادھیائے (۱)

دکشا جگ کے حالات

راجہ جینجے بیٹم پاشن سے مستفسیر میں۔ دکشا پر جاپت کے جگ بدھن میں ہونے کی خاص کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی۔

بیٹم پاشن جی۔ مہالیہ کے نیچے گنگا کے کنارے رشیدون میں
کے مجمع میں مکمل مقام پر دکشا پر جاپت نے جگ شروع کیا تھا۔ اس جگ میں
دیوتا سے لے کر رستی مٹی۔ دانو۔ گندھرب۔ ملتر۔ مارو۔ لبوا۔ سو۔ یو۔ اسین کی بھڑ
اکٹھی تھی۔ بارہ سورج۔ آٹھ لبو۔ گیارہ روفور۔ اندر۔ برنا۔ بوجیر و غیرہ دیوتا بھی
بھی اپنے بمانوں پر چڑھ کنگھل میں فروکش ہوئے تھے۔ غرضیکہ دیوتاؤں
اور مینوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو مدعو نہ ہوا ہو۔ البتہ شیوجی مبارک کے نام
نامی کا پتہ نہ تھا۔ دویچ رشی شیوجی کے نہ ہونے سے کبیدہ ہوئے۔ دکشا کو
بلا کر پوچھا۔ شیوجی کے نہ آنے کا سبب کیا ہے۔ انہیں بتو کیوں نہیں دیا۔
وہ جگ ہی نہیں۔ جہاں شیوجی کی پوجا نہ ہو۔ کچھ آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے
تہا ری شامت آیا چاہتی ہے۔ شیوجی کے گن باندھنے جائیں گے۔ پھر دست
حسرت ملنے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اسے دکشا اپنے جگ میں شیوجی کو آباؤ اسبھو
غزوہ کام نہیں دینگا۔ جو دیوؤں کے جہادیو کی پوجن کا عدم کر دی۔ دکشا نے
جو اب دیا۔ کہ اس جگ میں گیارہ زور و موجود ہیں۔ اگر ایک جہادیو نہیں تو
نہ سہی۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ جگ شروع کر دو۔ ڈر کس بات کا۔

دویچ رشی۔ انا۔ اپنے رفد بازو کا گھنڈ کرتے ہیں۔ سب گھنڈ
شیوجی نکال دیں گے۔

اسے دکشا! میری نگاہ جہادیو سے بڑھ کر کوئی دیتا ہیں۔ بیرے خیال
میں نہ تو تمہارا جگ پورا ہوگا۔ اور نہ تمہاری جان ہی کی خبر ہے

دکشا۔ کیوں! جگ پورا نہ ہونے کی ایک ہی کٹی بھگو ان کے نام کا ہب
 ارپن کر دوں گا۔ پشاجی سب دیوتاؤں میں اعلیٰ ملنے جا۔ تے ہیں۔ ان کا
 پایہ آقذار سب سے بڑھ کر ہے۔

ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ وہاں اماں یعنی ستی جی نے سوچا۔ کوئی
 ایسی تدبیر ہوں۔ جس سے پتاجی کے جگ میں شیوجی کا بھاگ بھی نہ سکے۔ اور
 جگ بھی پورا ہو

انترجامی بھا دیو جی ستی کی بات تار گئے۔ فرمایا۔ ہے پر۔ کچھ سوچ نہ
 نہ کرو۔ مجھے جانتی ہو۔ جاہل اور نادان لوگ جو میری پوجا نہیں کرتے۔ ان
 کا کبھی کلیان نہیں ہوتا۔ عالم۔ وید خواں۔ برہمن ہمارا بھاگ جگ میں ضرور
 نکالے ہیں۔ شام ویدی تہ کروید ہی جگ میں ہماری آشتی ہوتی ہے۔

یہ کہہ کر شیوجی نے اپنا دھن فراخ کیا۔ منہ سے ہیب صورت کا ایک چملا
 برآمد ہوا۔ چیلے سے فرمایا۔ کہ جا اور دکشا کا جگ بدھنش کر دے۔ چیلے کو
 حکم تبیل میں کیا عذر تھا۔ جھپٹا ہوا گیا۔ اور جگ محس محس کرنے لگا۔ ستی جی کو
 جو غصہ چڑھا۔ ایک سیاہ فام دیوی بھیجی۔ جو ناتھ میں کھیر میشر برہمنہ لئے اس
 چیلے کے ساتھ ہی ساتھ رواں ہوئی۔ اور جگ خواب کرنے لگے۔ اور لوگوں

کے مارنے میں چیلے کا ناتھ بنانے لگی۔ ادھر شیوجی کے تیج سے بیر بھلنا می
 ایک پرش شیوجی کی اجازت سے کر جگ میں آیا۔ ہزاروں تھو توں کا مجمع
 ہمارا میں تھا۔ جگ میں مار دھاڑ ہونے لگی۔ خون کا دریا بہ نکلا۔ گنوں
 نے جسے پایا۔ چیر کر پھینک دیا۔ کسی میں اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ وہ دونا تھ
 منہ جوڑ کر رڑا تھی کرتا۔ جگ کی تمام چیزیں پھینک دی گئیں۔ کچھ دریا برد ہوئیں
 کچھ گنوں یعنی بھوتوں کے شکم میں گئیں۔ رشی منی دیوتا بھاگ کھڑے ہوئے
 دودھ وہی شکر۔ پھوان سٹھانی کی خوب چکھوتیاں ہوئیں۔ خواہورت گل
 اندام اپسرا میں سپرد کیڑے کر رڑا تھے تھے۔ اور دونوں کی سر کی ٹکڑوں سے
 نکالے تھے۔ دکشا پر جا پت ڈرتا ہوا بیر بھدر کے پاس آیا۔ اور ناتھ جوڑ کر
 پوچھا آپ کون ہیں۔ اور کیوں میرا جگ خواب کرتے ہو۔ مجھ سے آپ

کو کیا گزند پہنچا تھا۔ جو اس قدر غصہ نازل ہونے کی نوبت آگئی۔
 میر کھنڈر۔ تو مجھے نہیں جانتا۔ میرا نام میر بھدر ہے۔ شیو جی جہاں
 کامرسلہ ہوں۔ تاکہ جگ پورا نہ ہو سکے۔ یہ دیوی جس کا نام بھدر کالی ہے۔ میر
 ساتھ ہے۔ یہ سری سستی جی کی دوا سی تیوری پر بل پڑنے کا موزہ ہے۔ کس میں
 تاب ہے۔ جو سامنے کر سکے۔ خون کی پیاسی دیوی کی پیاس جب ہی بھگی
 جب تک تمہارا اور تمہارے حامیوں کا ہو چاٹ نہ لیگی۔ غصہ فرو ہو نہیگا
 نہیں۔ اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو۔ تو شیو جی سے پناہ مانگو۔ وہ بچا سکتے ہیں۔
 تینوں لوک کے کسی دیوتا میں اتنی جرات نہیں۔ کہ شیو جی کے عدو کو مینا
 دے سکے۔ تم نے شیو جی سے دشمنی ٹھانی۔ یہاں تک کہ ان کی دفتر ننگ
 اخترستی جی کو بھی نہیں بھلایا۔ خیر یہ اسی کا شرہ ہے۔ جو بھگت رہے ہو۔
 آخر کار و کش پر چاہت سے کچھ بن نہ پڑا۔ شیو جی کے دھیان میں
 گمن ہو کر اُستتی کرنے لگا۔

فوٹ۔ و کش پر چاہتی کی اُستتی کرنے کے بعد پھر کیا ہوا۔ اس کا ذکر
 ہما بھارت میں نہیں ہے۔ شیو پوران اور رٹارن میں البتہ جگ کا مفصل حال
 درج ہے۔ لہذا یہ ادھیائے ختم کیا گیا ہے

ادھیائے (۸)

سکھ۔ دکھ۔ موت پر ہمیشہ جی کا

بیان

راجہ جدمشتر ہمیشہ جی سے پوچھتے ہیں۔ جو انسان سکھ دکھ موت
 سے خائف رہتے۔ ایسی کوئی تدبیر ہے۔ جس سے ان کو موت کی تکلیف اور
 سکھ دکھ کا غم نہ ہو سکے۔

بھیٹیم جی۔ ناردی سمنگ رشی سے فرماتے ہیں۔ دنیا کی نعمتوں پر نیت ڈالنا بے نیات پر گھمنڈ کرنا اور روزہ زندگی پر اس قدر مغرور ہو جانا کہ دائرہ عبودیت سے خارج ہو کر الیٹور کی یاد تک بھلا دی جاوے۔ ایسی ایسی بہت سی باتیں ہیں جن سے دکھ اور سکھ ہوتا ہے۔ دکھ سکھ چکر روزہ ہے۔ اُسے ذرا بھی قرار نہیں۔ موت کشادہ دہن ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ اے راجن! موت مقدم ہے۔ اس سے ڈرنا ہی کیا۔ ایک روز ضرور مرنا ہے۔ سکھ دکھ کی حالت خواب کی سی ہے۔ عیش و آرام پر فخر کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ کوئی ساگ پات سے زندگی بسر کرتا ہے۔ کوئی طلائی تھال میں لذت اور خوشیوار کھانے تناول کرتا ہے۔ یہ پورے باہم کے پہل ہیں۔ جو جیسا کر لگا۔ ویسا پاوے گا۔ پر میٹور کی جو نرمی ہے۔ وہی شد ہے۔ شدتی کوئی ٹال نہیں سکتا۔ تدبیر کرنا فرض ہے۔ حتی المقدور اور روزہ کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا راسخ الحیال عقیدہ مند شخص کا شیعہ ہے۔ نہ تو دکھ میں دکھی ہو۔ اور نہ سکھ میں سکھی۔ دکھ میں سکھ کی چاہ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ اپنا مطلب حاصل ہو جائے پر خوش نہ ہو جانا چاہیے۔ رشیدی غرور ہوتی ہے دیکھو بڑے بڑے قادر توانا لوگ جنہوں نے تپ سے دنیا جیت لی وہ بھی موت کے پنجے میں پھنس ہی گئے۔ جان بڑھو سکے۔ وہ لوگ موت کے خوف کریں۔ جنہوں نے دنیا بھی خراب کی۔ اور آخرت کا تو شہ بھی ساتھ نہ لیا۔ دنیا میں رو سیاہ ہوئے اور عقبے میں جرائم قبیحہ سے عذاب کے ستر اور پھیرائے گئے۔ دان۔ دھرم بہوم جگ الیٹور کے بھجن سے جن کو اجنباب رہا۔ شراب خوری۔ عیاشی۔ چوری۔ دغا بازی سے رغبت رہی خیر و ثواب سے نفرت کرنے والے گرسنہ اور تشنہ ویاں لوگوں کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آنے والے اگر موت کا ڈر کریں تو بجا ہے کیونکہ دارالجزاء میں عمل بد کی سزائیں ضرور ہی ہوں گی۔ احکام وید شاستر کے پابند پر نزع کی تکلیفیں اپنا رور نہیں باندھ سکتیں۔ اے راجن وہ دلکش ترک کرنے کے لائق ہے۔ یہاں وید شاستر کے خلاف مرام

جاری ہوں۔ ہری بھگتوں کی زندا ہوتی ہو۔ جہاں دھرم کا بل توڑ دیا گیا ہو
ایسے دیشوں کو دور ہی سے سلام ہے۔ بولاچی اور حص کے بندے ہیں
جہاں دولت کمانے کے لئے دھرم کرنے کا نام رکھا گیا ہو۔ یعنی سماجیں
قائم کی گئیں ہوں۔ جن کی آڑ میں روپیہ جمع ہوتا ہو۔ ایسے لوگ پاکھڑی
خیال رکھتے جاتے ہیں۔ جس گھر میں پاپ سے روپیہ کمایا جاتا ہو۔ جس استھان
میں معزور لوگوں کا جم گھٹا ہو۔ یا جہاں دھرم اور بٹھہ کرم کرنے والوں کی بچو
اور براتی ہوتی ہے۔ ایسے مقاموں سے گریز لازمی ہے۔

اڈھائے (۹)

گرسٹیوں کی بہتری کے لئے نئے نئے طریقے

بھیشم جی۔ اکثر انسان بال بچوں کی فکر ہی میں عمر دو روزہ
غارت کر دیتے ہیں۔ آیشور کی یاد تو مطلق نہیں کرتے۔ البتہ یہ خیال ساتھ
دیتا ہے۔ کہ ہمارے بعد ہمارے بچوں کی کیا حالت ہوگی۔ کہ ان
کی دلجوئی کرے گا۔ جب موت سامنے آگئی۔ اور چلتا بٹھیر گیا۔ تو حقیقت
کھلی۔ کہ ادھر زن و فرزند پر فریفتگی ہے۔ اور ادھر مال و متاع پر دلہوگی
موت کا سامنے آنا تھا۔ کہ دنیا کی تمام چیزوں پر اویسی سی چھا گئی۔ اب
جس چیز پر نگاہ جاتی ہے سوچ اور بے وقعت نظر آتی ہے۔ نہ یار نہ ہمگسار
کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ جمران جن کے سپاہی مشکیں باندھ کھینچے لئے جاتے ہیں
ہو لٹاک مقام پر پہنچتے ہی دیکھتے ہیں آتا ہے۔ کہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ نظر
بند ہے۔ جیسے مجرم ہے۔ اس کے مناسب حالات اسکو حالات میں سمجھتی
یا سہو لیت کے ساتھ رکھا ہے۔ اعمال نامہ کی فرد ماتھ میں دیجاتی

ہے۔ جس کے دیکھتے ہی کانپ جاتا ہے۔ نافرمانی ناشکری بغاوت۔ بے ایمانی
 کبر و نخوت۔ ورنہ۔ غیبت۔ طمع و حسد۔ مروج آزماری۔ نفاق و ریا غرض
 کوئی بات ایسی نہیں۔ جو اس میں درج نہ ہو۔ اس وقت سوائے شرمندگی
 کے کوئی چارہ نہیں۔ مرنے کیلئے کرتا۔ محوری۔ معذوری۔ موکش۔ پدارتھ
 حاصل کرنے والے ان فروعات کی طرف نظر اٹھاتے۔ بال بچوں کی
 مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔ نہ یہ خیال جاگزین ہوتا ہے۔ کہ میرے بعد کون
 ان کی تربیت کرے گا۔ جو آتما خود پیدا ہوتا ہے۔ خود ہی بڑا ہوتا ہے۔
 پورب کرہوں کے مطابق شکریہ تو کھجھو گتا ہے۔ مزگی بات ہے۔ کہ بدن
 میں جب کوئی تکلیف یا درد محسوس ہوتا ہے۔ درد کا بٹانے والا کوئی
 ساتھ نہیں ہوتا۔ وہی تڑپتا ہے۔ آہ و شیوں سے عزیز آقارب کو دکھ دیتا
 ہے۔ مگر عزیز و آقارب اس کی تکلیف بانٹ نہیں سکتے۔ زندگی میں تو یہ بات
 ہے۔ مرنے پر کون کس کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اسی طرح بال بچوں کے
 لئے بھی سمجھنا چاہیے۔ تم ان کی سہا تیا نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ تمہارے حامی
 بن سکتے ہیں۔ اے راجن! ان ہاتھوں کا دھیان و صبر۔ ایشور ہی کا سہارا
 مقدم ہے جو غصہ۔ حسد۔ کبر و نخوت پر غالب آیا۔ وہی ستو گنی روپ ٹھیرا
 قمار بازی بازاری عورت سے ہمبستری۔ جان مارنا یا باتیں موکش کے مخالف
 ہیں۔ جن کو دولت۔ ثروت۔ عمارت۔ مائتھی۔ گھوڑے۔ رتھ۔ پالکی حاصل
 ہیں۔ ان کی بیوی بھی عفت و عصمت کی دیوی ہے۔ آل و عیال بھی فرمانبردار
 اطاعت گزار میتھ ہیں۔ نارائن کی بھگتی بھی دنیا کی کل چیزیں نظر میں
 فانی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ دنیا میں سورگ بھوگتا ہے۔ اور عجب میں بھی
 سورگ نصیب ہوتا ہے۔ جن انسان کی نظر میں نرم اور ملائم گدگدے
 بستر کی وقت زمین کے فرش کے برابر ہے۔ وہ نکت روپ ہے جن
 کو جسم کی مطلق پرواہ نہیں۔ یعنی بول و براز سے بھرے ہوئے جسم کو
 فانی سمجھ کر اس کی بھال نہیں کرتے۔ نہ اس کو لغتیں و قیمتی پوشاک
 سے مزین کرتے ہیں۔ وہ بھی نکت روپ ہیں۔

ادھیائے ۱۰

شکر جی کی دیتوں سے محبت اور دیوتاؤں سے مخالفت کی وجوہ

راجہ جلد شکر جی دیتوں سے کیوں مانوس ہوئے۔ اور
دیوتاؤں سے مخالفت کیوں کرتے رہے۔

بھیشم جی۔ راجہ میں لوگ دیوتاؤں کو گزند دیکر مہارشی بھگ
جی کی استری کے مکان میں چھپ جایا کرتے تھے۔ دیوتا وہاں سراپ کی
وجہ سے جا نہیں سکتے تھے۔ ناچار بش بھگوان کی پناہ لی۔ بش جی نے بھگ
جی کی استری کا ہر چکر سے کاٹ ڈالا۔ راجہ میں ڈر کر بھگ رشی کے پاس
آئے۔ شکر جی بھگ جی کے بیٹے تھے۔ ماں کے بے سون مرتے سے نہایت
مغزون ہوئے۔ یہی کہنے تھا۔ شکر جی کے دل میں آگ کی طرح سلگتا رہا۔
دیوتاؤں کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اُسروں سے بل گئے۔ کوہیر جی کے بدن
میں پرویش کر کے تمام خزانہ برباد کر دیا۔ جوگ کی طاقت اور پرانا پیام کی وجہ
سے کوہیر جی پر انشا ہو گیا۔ کہ شکر جی ان کے بدن پر بدیش کر چکے ہیں۔ انہیں
کی وجہ سے نیت میں خامی ہوئی۔ آخر خزانہ برباد ہوتا رہا۔ کبیر جی سے کچھ ہوا
نہ پڑا۔ آخر کار شیو جی کے پاس جا کر تمام سرگذشت بیان کی۔ شیو جی کے پاس
جا کر تمام سرگذشت بیان کی۔ شیو جی کوہیر جی باقوں پر ولدادہ ہو گئے۔ اور
ترشوں اٹھا کر شکر جی کے ہلاک کرنے کی تھی تو یہ شکر جی ترشوں کی لڑک
پر بیٹھ گئے۔ شیو جی چاہتے تھے۔ کہ شکر جی کسی طرح گرفتار ہو جائیں۔
تو قرار واقعی سزا دیجائے۔ ترشوں کی لڑک پر ہاتھ ڈالا ہی تھا۔ کہ شکر
جی شیو جی کی انگلیوں پر رہ گئے۔ شیو جی انہیں نکل گئے۔ چونکہ ریاضت

اور تپ کے عادی تھے۔ لہذا شرک جی کو کوئی تکلیف پیٹ میں محسوس نہ ہوئی۔ ادھر اُدھر بے غل و غش پھرنے لگے۔
 راجہ جیدھشٹر۔ شرک جی نے ایسا کون تپ کیا۔ جس کی وجہ سے غذا کی طرح ہضم نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ وسلامت رہے۔
 کھمبھشٹر جی۔ ہزاروں سال شرک جی نے بے آب و دریا۔ میں کھڑے ہو کر تپ کیا ہے۔ ایسی سہادھی لگائی۔ کہ ہزاروں برس اُنکھ نہ کھلی ان کے تپ کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ برہما جی ان کے اس رپا ض سے بہت خوش ہوئے۔ اور اشیر باد دے کر چلے گئے۔ یہی وجہ گزندہ پہنچنے کی ہوئی۔ شیو جی کے شکم میں کچھ دنوں رہ کر شرک جی نے سوچا۔ کہ کب تک اس قفس میں پڑا رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ شیو جی سہادھی لگالیں۔ تو پھر نکھنا ہی دشوار ہو جائے۔ اور جو مصائب اور تکالیف اٹھانا پڑیں کم ہیں۔ یہ خیال کر کے پیٹ کے اندر ہی شیو جی مہاراج کی استسہ پڑھی۔ شیو جی دیاندرمان میں۔ نرم دل۔ شرک جی کی حالت پر افسوس ہوا۔ سب مسامات جسم بند کر کے فرمایا۔ کہ تنگ سے نکل جا۔ شرک جی نے نقیل ارشاد کی۔ اور تنگ سے باہر نکل آئے۔ سوقت سے ان کا نام شرک پڑا۔ سنسکرت میں شرک بمعنی لطفہ ہے۔ باہر نکلنے پر شیو جی کو پھر غصہ ہوا۔ ترشول سے سرکاٹنا چاہا۔ مگر سری بھگوانی جگت جینی اماں دیوی کی سفارش سے بچ گئے۔ انہوں نے شیو جی کی استسہ کر کے عرض کی۔ کہ یہ میرا پتر ہے۔ مارنے کے قابل نہیں۔ اس پر رحم مناسب ہے۔ شیو جی نے دگر کی۔ اور ہارتی جی کی بانوں سے غصہ بھی جانا رہا۔

اُدھیا کے
 پہر دی خلائق کے سینے

راجہ جد ہشتر بھیشم جی سے عرض پیرائے ہیں کہ آپ کی باتوں سے
 کسی طرح میری نہیں ہوتی جی چاہتا ہے کہ ہر وقت ایسی باتیں سنا
 کروں۔ بیوی خلائق کے کون کون ذرائع ہیں۔ فرمائے۔

بھیشم جی۔ ہامنی پراشر رشی نے راجہ جنک سے فرمایا۔ دنیا
 میں جو کچھ ہے۔ دھرم ہی دھرم ہے۔ دھرم کی وجہ سے انسان کو سرگ ملتا
 ہے۔ دھرم ہی ساتھ جاتا ہے۔ دھرم ہی سے نارائن کا پریم بڑھتا ہے۔ بھگوت
 بھگتی ایسی چیز ہے جس سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔ نارائن کو بھگتی بہت پیاری
 ہے۔ ایشور کسی کا تابع نہیں۔ مگر بھگت اور پریم کے بس میں ہے۔ کسی وقت کا
 ذکر ہے کہ برہما جی نے مہنس کا روپ بھرا۔ اور سنت سا دھوؤں کی جماعت
 میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ سا دھوؤں نے مہنس کو دیکھ کر نہایت پریم سے اُن
 کی پوجا کی اور عرض کیا کہ آپ اپنے منہ سے موکش پدارتھ کی تعریف کیجئے۔ مہنس
 روپ برہما جی نے موکش کی تعریف میں دریا بہا دیا ہے۔ فرمایا موکش کا ساوہن تپ
 سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ اور گیان پر کاش ہوتے ہیں۔ جو اس خمہ ظاہری مابطنی
 پر قابو ہو جاتا ہے۔ راست بیانی نقش کشی سے گیان ہوتا ہے۔ نامزانی تاشکری
 بناوت۔ بے ایمانی۔ کبر و نخوت۔ غیبت کرنے والے اشخاص کو استقلال نہیں
 ملتا۔ جب استقلال نہیں۔ تپ کہاں۔ اُسے دھرم پیر! جنک مستھانگری کا
 راجہ زبردست جوگی ہوا ہے۔ جس نے لاتعداد روپیہ برہمنوں میں یثرات کر دیا
 کروڑا گنودان دیدیں۔ جد ہشتر جی اتم بھی پسانتا میں دل لگا کر دنیا کے بے
 ثبات کو نانی سمجھو۔ جو کچھ دیا جاتا ہے۔ جو پاتا ہے۔ یا جو لیتا ہے۔ یا دیتا ہے۔
 وہ سب آتما ہی ہے۔ جو فعل کرتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ آتما ہی اس کا قائل ہے۔ آتما
 سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اُسے پانڈو وندن! ویدوں کا پاتھ اور تیر مٹھ پرت
 کرنے والے انسان کا دل دنیا کے حوادث سے ملول نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک
 سنہار جھوٹا ہے۔ جو کچھ برہم ہے۔ راجہ جنک نے یا گوکاک رشی کی سینکڑوں
 برس خدمت کی۔ جس کو پہل راجہ جنک کو یہ بلا کہ وہ گیانی ہو کر ایسے ہوئے
 کہ بدیہہ کہلائے لگے۔ یعنی ایشور کے دھیان میں اس قدر وجد حاصل ہوا۔ کہ اُن

کو تن و بدن کی خبر نہ تھی۔ اے راجہ! برہم گیان سے افضل کوئی پدارتھ نہیں
 برہم گیان کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ جو چاچہ جڑ چٹن۔ انسان و حیوان کی چیزوں
 میں برہم کا پرکاش سمجھے۔ ظاہری و باطنی حواس غصہ پر قبضہ کر کے برہم کا لاجپہ
 اپنے نوزائی دل میں دیکھے۔ سکھ دیو جی برہم گیانی ہوئے۔ بیاس جی کے پیروں
 برہم گیان میں کمال حاصل کیا۔ جنم لیتے ہی بیاس جی سے وید شاستر پڑھنا شروع
 کر دیا۔ اس کے بعد جب تپ کرنے لگے۔ پھر بموجب ارشاد والد بزرگوار راجہ
 جنگ سے برہم گیان اور موکش دھرم سیکھنے کے واسطے متھلانگر پہنچے۔ برہم گیان
 میں عبور ہو گیا۔ پھر بیاس جی کے پاس آئے۔ بیاس جی نے بھی گیان اور موکش
 پر بہت سی داستانیں سنائیں اور فرمایا۔ دنیا میں گیانی پرش و ہی ہیں۔ جو شروہا
 سے کرم دھرم کرتے ہیں۔ جب برہمن میں شروہا جگ ہی اعلیٰ تصدد کیا گیا
 ہے۔ وید کا مقولہ ہے۔ جو کچھ شروہا سے ہو سکے۔ کرے۔ دوسروں پر حرف نہ
 ہونا ممانعت ہے۔ عیب جوئی مکروہ فعل نہیں۔ سکھ دیو جی میں اس قدر شروہ
 تھی۔ کہ جنم لیتے ہی جوگ لے لیا۔

ادھیا لے (۱۲)

سکھ دیو جی کی ولادت کے اسباب

راجہ جہاں بھارت۔ سکھ دیو جی بیاس جی کے پتر کی ولادت اور
 ان کے اوصاف سننے کی آرزو رہے۔ اور اس بات کی حیرت ہے۔ کہ پیدا ہونے
 ہی کیونکر تپ کر گیا۔ کہاں سے آیا۔

کچھ عرصہ تک جی متو میر پر بت کی چوٹی پر مہادیو جی اماں جی کے ساتھ
 تقریب میں مصروف تھے۔ بیاس جی شیو جی کے پاس گئے۔ شیو جی کے ورثہ
 پانے سے دل میں تنہا ہوئی۔ کہ ایسا تپ کرنا چاہیے۔ جس سے اولاد نہ غیب
 ہو۔ چنانچہ تپ کرنا شروع کیا۔ ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر دوسرے پاؤں سے

کچھ کھایا بھی نہیں۔ کچھ دن یونہی گزر گئے۔ ایک روز سپت رشی۔ راج رشی۔
 اگن۔ جم۔ یرن۔ گنیز۔ سورج۔ اندر۔ چند ماں۔ انجاس۔ پون۔ اسونی۔ کنار۔ پید
 کتھر۔ گندھرب۔ درد۔ پیدیت۔ وغیرہ۔ ہادیو جی کے درشنوں کو آئے۔ بیاس جی
 کے ٹپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ تحسین و مرہا کے نعروں سے پہاڑی گونج
 اٹھی۔ لمبی لمبی جٹاؤں کا بوڑا جین مبارک پر زیب دے رہا تھا۔ نورانی چہرہ
 آفتاب کی مانند چمک رہا تھا۔ شیو جی ہراج بیاس جی کا مقصد تار گئے۔ پاس
 آکر فرمایا۔ تم نے بڑا بھاری ٹپ کیا۔ جس آرزو کی تھیں ہے۔ بر آوے گی۔ تمہاری
 مرضی کے موافق پتر پیدا ہو گا۔ نارائن کا بھگت ہو گا۔ پر مہن ویتاؤں اور شیو
 کا ستراج خیال کیا جائے گا۔ پیدیت کی طرح عطلند اور ہو گی ہو کر تہار نام
 دنیا میں روشن کرے گا۔ یہ بردان پاکر بیاس جی شیو جی کی است کر کے
 دماں سے چلے آئے

ادھارے (۱۳)

سکھادیو جی کے پیدائش کے حالات

بیاس جی کا روزانہ ورد تھا۔ کہ ارنی لکڑی سے اگن نکھڑ ہون کیا کرتے
 تھے۔ ایک دن گرتا جی نام الپسراج نہایت شکیل اور حسین تھی۔ اسی مقام پر آئی
 اس موہنی مورت کے دیکھتے ہی بیاس جی اپنے حق پو میں رہے۔ الپسراج بھی
 عوطی کی شکل بیکر بیاس جی کے پاس جا بیٹھی۔ نفس امارہ میں استعد ر طاقت ہے
 کہ بیاس جی سارشی بھی اس ماہ جین کی صورت پر لٹو ہو گیا۔ ایسا و لولہ سوار
 ہوا۔ کہ نطفہ نہ نکھا۔ اور ارنی لکڑی پر گر گیا۔ لکڑی سے شعلہ جوا لا بھڑکی
 اٹھا۔ شعلے سے سکھادیو جی پیدا ہوئے۔ سکھادیو جی کے پید ہوتے ہی
 نکھاجی پر کھٹ ہوئیں۔ بیاس جی سے اثنان کرایا۔ اتنے میں آسمان سے
 برگ چھال اور ڈنڈ اتر آیا۔ الپسراج کتھر۔ گندھرب سے خوشی سے شادی

بچائے۔ پھولوں کی بارش ہوئی۔ سکھ دیو جی اکٹھ کھڑے ہوئے۔ برگ چھالا
 اوڑھ لی۔ اور ڈنڈا ماتھ میں لے کر پورن بہمن پر ماتھا کے دھیان میں
 جنگل کی طرف چلنے لگے۔ چاروں لوک پال۔ ہند۔ برہمن۔ جم۔ کوبیر۔ نار۔ و۔
 بدھ۔ گن۔ دیورشی اور دیوتاؤں نے سکھ دیو جی کو درشن دے کر گل انشا
 کی۔ وہ ایسا لطیف وقت تھا۔ کہ حیوانات نباتات۔ پتھر پتھی وغیرہ سب محفوظ
 تھے۔ بشونا نند شیو جی مہاراج بھی تشریف لائے۔ جنم کا اتساہ کر کے سکھ دیو
 جی کا جگہ پو پیت کیا۔ راجہ اندر نے لباس فاخرہ ایسا عطا کیا۔ کہ جو کبھی میلا
 اور پورا نہ ہوتا تھا۔ کوبیر جی نے ایک جام جو اہرات سے مرصع دیا۔ جس
 کی خاصیت تھی۔ کہ یہ جس کسی کے پاس وہ جام ہو۔ دنیا کی دولت کی پرواہ
 نہ رہے۔ الغرض سکھ دیو جی جنگل کی طرف چل بسے۔ شیو جی کی ایسی کہ پاپ ہوئی
 کہ سکھ دیو جی بلا تعلیم و تربیت علم سے یگانہ ہو گئے۔ چاروں میدان چھ شاستروں
 کی ماہیت سے بخوبی آگاہی رکھتے تھے۔ اس مہانت پر بھی برہمپت جی
 کو اپنا مرشد بنا کر تحصیل علم کی کیونکہ بغیر گوڑو کے دیویا پھل نہیں دیتی۔ ورنہ کوئی
 ضرورت تعلیم کی نہ تھی۔ سب پوران ازرباد تھے۔ جوتش میں عہد حاصل تھا
 راج نیت سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔ گوڑو دگنا لیں۔ برہمپت جی کو
 بہت سے نار و تھانف نذر گئے۔ سکھ دیو جی یگانہ آفاق ہو کر ریشیوں مہیوں
 کی جماعت کے متراج گئے تھے۔ امور ملکی اور مذہبی ہیں ایسا کہاں تھا۔
 کہ نازک اور پیچیدہ مسئلوں میں راجے مہاراجے۔ ریشی مہی صلاح لیتے
 سکھ دیو کے مشورے بغیر کوئی کام نہ کرتے۔ ایک بار ان اپنے پیٹا بیاس جی
 کے پاس آئے۔ قدم بوس ہو کر بیٹھ گئے۔ اور دست بستہ ہو کر عرض پیرا
 ہوئے۔ پینا جی۔ موکش دھرم کے اسباب کیا ہیں۔ کون سے طریقوں پر
 کار بند ہوں۔ کہ نکت بل جائے۔ آپ کے سوا دوسرا نظر نہیں آتا۔ جس
 سے استفسار حالات موکش دھرم ہو سکیں

بیاس جی۔ بہت اچھا۔ پہلے جوگ شاستر۔ ساکھ شاستر۔ ہم
 دیویا کی مفصل کیفیت کہتا ہوں۔ اسے سماعت کرو۔ بعد ازاں کرم دھرم

کی بابت ذکر اذکار ہوں گے۔ ان پر عملدرآمد کرنا۔

ادھیائے (۱۴)

استفسار حالات موکش دھرم از راجہ جنک

بیاس جی۔ موکش دھرم کی حقیقت راجہ جنک بدیہی خوب بیان فرمادیں گے۔ بہتر ہے کہ انہیں کی خدمت میں جاؤ۔ سکھ دیو جی۔ برہم اور دیویا میں جو اختلاف ہے۔ برہماجی سے بخوبی سن چکا ہوں۔ اب آپ کی آگیا ہے۔ راجہ جنک کے پاس بھی جاتا ہوں۔

کیونکہ دل میں موکش دھرم سننے کی چاہ ہے۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور قدموں سے سو کر راجہ جنک کے پاس پہنچے۔ اگرچہ سکھ دیو جی برہمنوں کی طرح پر داز کر سکتے تھے۔ لیکن پتیا کی اجازت سے پیادہ پا جنگل اور پہاڑ دریا عبور کر کے شہر شہر گاؤں گاؤں گھومتے تھے تو بہت دارا حکومت راجہ جنک میں پہنچے۔ در دولت پر حاضر ہو کر اطلاع کرائی۔ ہر چند در بالوں نے ڈکا۔ مگر یہ بالکل لاپرواہ رہے۔ ہوتے ہوئے شام ہو گئی۔ پیام و سلام نہ ارد۔ ادھر راجہ جنک جاگ اور ہون میں مصروف تھے۔ جب اس نے قراغت پائی۔ سنا کہ دروازے پر کوئی فقیر سادہ جو آئے ہیں سننے ہی جنک جی تاہم خاص سے فرمایا۔ کہ تعظیم کے ساتھ تدارن کے پڑ فضا باغ میں اتار دو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی۔ سکھ دیو جی تو قیرو منزلت کے ساتھ باغ میں فروکش کیا۔ لڑیہ اور خوش ذالغہ بچہ ان بند آئے۔ سکھ دیو جی نے بھون کیا۔ در نگار مسہری پر آرام فرمایا۔ کھوڑی دیر آرام کر کے آسن پر بیٹھ کر نارائن کے بھجن میں مصروف ہوئے۔ قبل طلوع آفتاب اشنان کر کے نارائن کے دھیان میں بیٹھ گئے شب بھر یہی چہرہ غنچہ دین گل اندام عورتوں کا جگھٹا رہا۔ مگر سکھ دیو جی کی پاکہاز نظر کسی عورت کی طرف نہیں اٹھی۔ علی الصباح راجہ جنک رونواس

اور پروہت کی ہر ای میں جو ہر نگار سنگھاسن پر سوار ہو کر سکھ دیو جی کے پاس گئے تعلیم کے ساتھ پوجن کی۔ سنگھاسن پر بٹھا کر اپنے ہمراہ راج محل میں لائے۔ راستہ بھر مزاج پڑسی رہی۔ گھڑی آتے ہی پھر سکھ دیو جی کی پوجا ہوئی۔ کپلا گونڈ نظر کر کے عزت کے ساتھ ان کی علیقت کے مدح سرا رہے سکھ دیو جی نے اشارہ سے راج جنک کو بٹھالا۔ اور اپنے آنے کا سبب موہو بیان کر کے دھرم کے فرائض اور حصول نجات کے طریقوں پر گفتگو کرنے رہے۔ پھر برہمن دھرم کی بابت پوچھا۔

راجہ جنک۔ برہمن کا دھرم یہ ہے۔ جگید پوت دھارن کئے رہتے۔ وقت ترشد یعنی گورو کی سیوا کر کے دیا حاصل کر کے گورو کی اجازت سے شادی یعنی بیاہ کرے۔ بیاہی ہوئی کے ہوا دوسری عورت پر لگاؤ نہ اٹھاوے۔ ہون کرے۔ جب اولاد پیدا ہو۔ اس کی تعلیم و تربیت کے بعد جنگل میں جا کر تپ کرے۔ پھل پھول سے سروکار رکھے۔ غلہ مٹل نہ کھائے پھر سنیاں دھارن کرے۔ یعنی خواہشات نفسانی سے مبرا ہو کر خالی بحور میں دھیان لگاوے۔ یہی سنیاں ہے۔

سکھ دیو جی۔ جو برہمن گیانی ہو۔ وہ بھی ان اصولوں کا متحکم ہے۔ راجہ جنک۔ بغیر گیان کے موکش نہیں ہوتی۔ وہ گیان اور ہے جس کے ذریعے دل کی تاریکی جاتی رہتی ہے۔ ناراین کہ نور ہی نور پیش نظر رہتا ہے۔ ایسا گیان بغیر گورو کی تعلیم کے حاصل نہیں ہوتا۔ خیال خام ہے کہ چاروں آشرموں کو سنیاں کرنا ضروری نہیں۔ ہمہ پھر یہ۔ بان پرست۔ گرہت اور سنیاں یہ چاروں آشرم اس لئے بنائے گئے ہیں۔ کہ انسان ان پر کار بند ہو۔ جب گیان کا نور چمکنے لگے۔ تب ان سے قطع تعلق کرے جو شخص دنیا کے کاروبار میں آشرم کے طریقوں کو ہاتھ سے جائے نہیں دیتا۔ آواگون سے چھوٹ جاتا ہے۔ جو شخص نیکی بدی۔ حوس طمع سے کنارہ کش ہوتا ہے۔ اور دنیا کے کاروبار پر میڈور کے آدھین سمجھتا ہے۔ وہی موکش پد پاتا ہے۔ یہی گیان ہے۔ جو شخص حواس منہ پر قابو پا کر راجس۔ تاس۔ بیہی

کام۔ کہ وہ رموہ لوہر کو چھوڑ دے۔ جسے گرسبت آشرم میں موکش حاصل ہو جاتی ہے۔ برہمچریہ بان پرست یا سننیاس دھارن کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جو پار پرم برہم پر مینور کا پرکاش ساری دنیا میں دیکھتا ہے۔ وہ پر ماتما میں پست ہو جاتا ہے۔ اس کو بھی کسی آشرم کے دھارن کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ پر ماتما جو انا ت۔ نباتات۔ جمادات میں رم رہتا ہے۔ سب میں اس کا ظہور ہے۔ ایسے خیال والے موکش پد پائے ہیں۔ اور دنیا کے کاروبار ہی میں مصروف کیوں نہ رہیں۔ مگر ان کے دل پر تاریخی نہیں دوڑتی۔ جس طرح مرغابی پانی میں آٹھ پہر رہتی ہے۔ لیکن اُس کے پر پانی سے تر نہیں ہوتے۔ اس کی قوت پرواز زائل نہیں ہوتی۔ وہ بخوبی اڑ سکتی ہے۔ کنول کی نال بھی پانی ہی میں رہتی ہے۔ لیکن جب اٹھا کر دیکھا۔ تو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ پانی کا درخت ہے۔ اسی طرح ہری بھگت گرسبتی لوگوں کا دیکھ رہے۔ وہ مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ کیسا رنج اور کیسی خوشی۔ دونوں برابر ہیں۔ آرزو منش لوگوں کا کیا گناہ۔ ان کے نزدیک سکھ دکھ برابر ہیں۔ نہ کسی سے دشمنی رکھتے ہیں۔ نہ کسی سے دوستی یعنی تمام دنیا ایک ہی نظر سے دکھائی پڑتی ہے۔ سکھ دیو جی! جن لوگوں کو جسم ظاہری و باطنی پر استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ان کی مستقل نیت ڈالواں ڈول نہیں ہو سکتی۔ راجہ ججات میں ایسے ہی اوصاف تھے۔ ان اوصاف سے موکش مل گئی اسی طرح تم بھی پر ماتما میں مل جاؤ گے۔ مجھ میں جس قدر گیان ہے۔ وہ آپ مجھے پتا بیاس جی کے ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ میری دانست میں تم موکش و دھرم فو ب جانتے ہو۔ تم سے دنیا داروں کو فائدہ حاصل ہو گا۔ اسی منشا سے ہمارے پاس آئے۔ ورنہ ہمیں کوئی ضرورت نہ تھی۔ راجہ جنک کی تقریر۔

شکر سکھ دیو جی جہانگیر محفوظ ہو کر راجہ جنک کی بڑھائی کر کے پھر اپنے استھان مایہ کا آشرم میں آئے

ادھیائے ۱۵

سکھ دیو جی کا تپ اور سوام کا رتک جی

کا پر اکرم

سکھ دیو جی کو وہ مہالیہ پر گئے۔ دیورشی نار در فستانی پہاڑوں کی سیر کر رہے ہیں۔ گل اندام گل پر بہن اسپر اوس کے سر پہ نغموں سے پہاڑ پر و جد کا عالم طاری۔ کتہر گندھریوں کے خوش آئند باجوں سے دل لپسا جاتا ہے۔ مور سارس مہنس۔ چکدر جھیل۔ تالابوں کے کنارے مٹ گشت کر رہے ہیں۔ کھلے کنول پر بھنورے گونج رہے ہیں۔ پشن بھگوان نے اسی پہاڑی پر تپ کیا تھا۔ کھٹ بدن کمار اور سوام کا رتک جی کا یہیں مسکن ہے۔ شیو جی ہمارا ج کے پتر نے ترشوں اپنے ہاتھ سے گاڑ کر یہ تپ گھیا کی تھی۔ کہ سوائے برہما جی کے اور کسی میں اتنی طاقت نہیں۔ کہ اُسے جنبش دے سکے۔ دیوتاؤں کو رنج ہوا۔ نارایتن جی نے ترشوں اُسے ہاتھ سے ہلا دیا۔ ترشوں کی حرکت سے تمام پہاڑ ہل گیا۔ زلزلہ مہا آگیا۔ پشن جی اکھاڑ کر پھینکنا چاہتے تھے۔ لیکن مہادیو جی کے خیال سے نہیں اکھاڑا۔ پشن جی اپنے بھگت پر ہلا دیو جی سے پوچھے۔ اس ترشوں کو دیکھا۔ ذرا ہاتھ تو لگاؤ۔ پر ہلا دیو جی نے لاکھ زور مارا۔ مگر اُسے جنبش نہ ہوئی۔ قہقہہ کر بیٹھ گئے سکھ دیو جی اُسی پہاڑ پر گئے ہیں۔ مہادیو جی پورن برہم کی یاد میں گمن ہو رہے ہیں۔ چاروں طرف آگ روشن ہے۔ اس لئے کہ کوئی دیوتا یا دیت وہیں میں غل انداز نہ ہو۔ سکھ دیو جی مشرق رو یہ جہاں ویلہ بیاس جی تپ کرتے تھے۔ بیٹھ گئے پنتا جی کے درشنوں سے خط حاصل ہوا۔ بیاس جی کا نورانی چہرہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا۔ بیاس جی نے چھاتی سے لگا لیا۔ اور مزج پرسی کی۔ سکھ دیو جی نے ساری سرگزشت راجہ جنک کے یہاں کی سنائی۔

بیاس جی کے پاس چار چیلے دیا دیکھنے آئے تھے۔ ودیار بھٹیوں میں ان کا بھر
 بھی شامل تھا۔ دیول۔ جن بھیشم پائے۔ اسمت برشی۔ سکھ دیو جی یہ پانچوں
 چیلے دیا دیکھتے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بیاس جی کی طرح دنیا میں کوئی
 عالم اور وید جانتے والا نہ تھا۔ ان کا علم سمندر تھا۔ پانچوں چیلوں نے پورا تخنا
 کی۔ کہ مہاراج سوائے ہم لوگوں کے اب اور کسی کو چیلہ نہ بنا دیں۔ بیاس جی نے
 فرمایا۔ عالموں کو ایسا کرنا مناسب نہیں۔ جو شخص تحصیل علم کے واسطے آوے۔ اس
 منہ موڑنا بڑا دوش ہے۔ برہما جی کے خلاف ہے۔ عدول اٹھی ہوتی ہے۔ لیکن
 کوئی اور آ بھی تو نہیں سکتا۔ نہ مجھ کو اتنی فرصت ہے۔ کہ منہ خواشی کروں۔
 تمہارے چیلے بہت ہیں۔ اور آئیدہ ہوں گے۔ ان کو میری ہدایت کے بموجب
 تعلیم دینا۔ اول جو برہما جی ہو۔ تمہاری کے موافق مرضی کے کام کرتا ہو۔ دوم
 امتحان کے وقت پورا نکلے۔ دھرم کرم کا پابند ہو۔ تیز فہم ہو۔ عقل رسا رکھتا ہو۔
 ایسے آدمیوں کو چیلہ کرنا اور دیا دینا۔ اگر چھتری یا دیش علم ہنر سیکھنے آوے
 تو برہمن کے رتے کو سامنے بٹھلا کر تعلیم دینا۔ اور چھتری اور ویش کو بدایت
 دو۔ کہ اسی طرح تم بھی کام کرو۔ البتہ جو اعتراض یا کسی بات میں تردد ہو۔
 دریافت کر لو۔ وید دیا کی تعلیم زیادہ نہ ہونی چاہیے جسے وید پڑھنے کی تمنا ہو
 ضرور پڑھاؤ۔ کیونکہ برہما جی کی اس میں خوشی ہے۔ پانچوں چیلوں نے بیاس
 جی کی نصیحت پر گرہ باندھی۔ کچھ روز تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد پہاڑ
 سے آئے۔ اور پر بھتی پر رہ گئے۔ چھتریوں ویشوں کو علم دھنر سکھانے لگے
 مگر سکھ دیو جی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ پھر اسی پہاڑ پر بیاس جی کے پاس ٹپ
 کرنے لگے۔

ادھیا گے (۱۶)

نار دجی کو بیاس جی کی زبانی وید منتر
 سننے کی خواہش

ایک دن تارو جی گشت کرتے ہر ہی بھن گاتے ہوئے بیاس جی کے پاس دید و من سننے کی غرض سے آئے۔ بیاس جی بٹے ڈنڈوت پر نام ہونے کے بعد تارو جی کو یاہوتے۔ آج خواہش پیدا ہوئی۔ کہ مل کر دید و من سنوں اگرچہ یہاں دوتنا۔ کنہر گندھرب بھی موجود ہیں۔ لیکن بغیر دید و من کے یہ پہاڑ سنسان معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح برہمن کا جس نے دید نہ پڑھا ہو۔ وقار نہیں ہوتا۔ بیاس جی بولے اکیلا ہوں۔ کوئی چیلہ بھی نہیں۔ تنہائی کی وجہ سے دید منتروں کا اچارن نہیں ہو سکتا۔ خیر کیا مضائقہ۔ آپ کی خواہش پوری کی جائے گی۔

بیاس جی اور سکھ دیو جی پر میثور کے دھیان میں لگن ہو کر دید منتر پڑھنے لگے۔ اوم کے نکلنے ہی سانا پہاڑ گونج اٹھا۔ ایسی سخت ہوا چلی۔ کہ منتر مل کا پڑھنا دشوار ہو گیا۔

سکھ دیو جی۔ ہوا کیا ہے؟

بیاس جی۔ آسمان پر دور سے ہیں۔ ایک بگ ڈنڈی بیکنڈ تک گئی ہے۔ دوسری زک کو لگی ہے۔ بیکنڈ کے رستے کا نام راجن ہے۔ اور زک راہ تاسن کہلاتی ہے۔ انہیں دونوں راستوں سے ہوا کی آمد و شد ہے یہ ہوا دوتناؤں اور رشیوں کی آمد و رفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں ہواؤں کے ملنے سے سمان نام ہوا پیدا ہوتی۔ سمان سے اودان۔ اودان سے بیان۔ بیان سے اپان۔ اس سے پر دان پیدا ہوتے۔ انہیں پانچون ہواؤں پر انسان اور حیوانوں کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ پر ان بہترین ہوا ہیں۔ جو جسم میں رہ کر جو کو پا لیتی ہے۔ اور وہ برہم ہے۔ اسی سے سورج اگن میں شعلہ اور برسات کے موسم میں بجلی بن کر چمکتی اور دھکتی ہے۔ دوسری ہوا رعد کے نام سے پکارا جاتی ہے۔ اس کی گرج مشہور ہے۔ وہ کڑکٹی ہے۔ اور آبر کو پکچا کر گئے پانی برساتی ہے۔ یہ ہوا گرمی کے موسم میں پیدا ہو کر برسات میں انخروں کو جمع کر کے بادل بناتی ہے۔ اودان ہوا سے ستارے۔ اور اہتاب طلوع ہوتے ہیں۔ خشکی کے چاروں طرف دریا سے محیط

ہے۔ سمندر سے ابھرے اڑتے ہیں۔ یہی ابھرے بادل ہو کر پانی پر سلتے ہیں
اور ان ہوا چاروں سمندروں سے ابھرے اٹھا کر آسمان میں لے جاتی ہے
اور جیوت ہوا کے سپرد کر کے اپنے کام پر واپس آ جاتی ہے۔ جیوت ہوا
پانی پر ساتی ہے۔ اپان ہوا ہمیشہ بھوک کی رہتی ہے۔ اس میں اس قدر طاقت
ہے کہ بادلوں کو منتشر کر کے پراگندہ کر دیتی ہے۔ وہ پہاڑ بھی توڑ سکتی
ہے۔ پانچوں ہوا کا نام پران ہے۔ عوام میں اس کا نام پروا کہا جاتا ہے۔ گنگا
جی اسی ہوا کے ذریعے سے اکاش میں چلی اور بہتی ہیں۔ چند سال اور سورج
اسی وجہ سے روشن ہیں۔ سکھ دیو جی۔ جب تم پروا ہوا پہچان لو گے۔ سیر ہو
جاؤ گے۔ جو گیشور اور منیشور اسی ہوا پر سوار ہو کر برہما سے دو چار ہو جاتے
ہیں۔ اس وقت جو ہوا چلی ہے۔ اس ہوا سے پہاڑ بھی ٹھکرتے ہیں۔ پریش
بھوان کی سائنس سے نکلتی ہے۔ اس کے چلنے پر وید پڑھنے مناسب نہیں
جب ہوا تھم گئی۔ بیاس جی نے فرمایا۔ اب وید منتر پڑھو۔ اور فوڈ اکاش گنگا
کو چلے گئے۔ اور سکھ دیو جی نے وید منتر پڑھنا شروع کیا۔ ان کی مدد سے
سڑی بانی سے نار وجی بہت مسرور ہوئے۔ فرمایا کہ اپنی مرضی کے موافق
مجھ سے بردان مانگو سکھ دیو جی نے کہا کہ جس چیز سے جیووں کا اٹکا ہو۔ وہ
بتائیے۔

اوصیائے (۱۶)

ناروجی کی زبانی موش دھرم کی حقیقت

ناروجی ر سکھ دیو جی سے یہی سوال تو سپت رشیوں نے کمار
جی سے کیا تھا۔ سنت کمار جی نے جواب دیا۔ کہ عقل کی صیقل گیان ہے۔
گیان سے ستیہ کی کدوریں جاتی رہتی ہیں۔ خلالت گمراہی کا فور ہو جاتی ہے
جو اس ظاہری و باطنی پر اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔ جب دل منور ہو گیا۔ تو
پھر ماتما کا جلوہ دیکھنا محال نہیں۔ گیان کی برابر ہی کوئی شے نہیں کر سکتی۔

ست سے پردہ کرتے نہیں۔ طبع و حرص سے افکار دنیوی بڑھتے جاتے ہیں
 دُنیا رنج کا مخزن ہے۔ جو ریشوں کی سمجھت سے فیض پاکر دھرم کرم کے پابند
 رہتے ہیں۔ اُن کی برابری دیتا بھی دیتا بھی نہیں کر سکتے۔ جو کام کرودہ۔ تودہ
 لوبھ میں مبتلا ہوا۔ وہ دونوں چان سے گید جو برہم کا ثنا سا ہے۔ وہی عقلمند
 ہے۔ ستیا س سے برہم پہچانا جاتا ہے۔ ست کی پابندی سے ریاکاری۔ کوریغی
 پاس پھٹکنے نہیں پائی۔ اس لئے اسے سکھ یوجی! مستقل مزاجی سے ایسور کا
 دھیان کرو۔ کوئی گھڑی کوئی پل ایسا نہ ہو۔ جس میں نارائن جی کی یاد دل
 سے جاتی رہے۔ مگر ہستی لوگ اکثر بایا مودہ کے جال میں پھنس کر زندگی کا رتھ
 کر دیتے ہیں۔ سو رنج اور فکر کے یو کوئی گھڑی چین سے نہیں گزرتی۔ جو
 نامائیں سے لو لگائے ہیں۔ کرتا۔ دھرتا۔ پریشو ہی کو جانتے ہیں۔ وہی اس
 بھوساگر سے پار ہو جاتے ہیں۔ سارا جہم تودہ خاک ہے۔ خاک عمارت بنا
 کر چو آتما حکمرانی کرتا ہے۔ ہڈیاں شل ستون کے ہیں۔ اور رگیں لناب
 ہیں۔ خون اور گوشت آب و گل پوست جسم کی پوشش ہے۔ جسم پیپ
 اور غلاطت سے بھرا ہوا ہے۔ پانچ عناصر خاک۔ باد و آب۔ آتش۔ آکاش
 اور پانچوں جو اس مرکب میں۔ تو گن۔ ستو گن۔ تین گن۔ روپ۔ رس۔ گندہ
 اسپریش اور بند۔ دیگر چیزوں کی آمیزش سے جسم کی ساخت ہوتی۔ جس میں
 جو آتما پرویش کرتا ہے۔ جو جو اس ظاہری و باطنی کو مغلوب کر چکا۔ وہی گویا
 ہوا۔ دُنیا سراپ ہے۔ دھوکے کی جڑ ڈھ ہے۔ اس کے پسندے میں گیانی
 پرش نہیں پھنستے۔ مروت کے ست سنگ سے ماں کے پیٹ میں نطفہ قائم
 ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر ایک نلی ناف میں بنائی گئی جو اسی نلی سے بچے کی
 ساخت ہوتی ہے۔ یعنی اس نلی میں ماں کا خون جمع ہوتا ہے۔ اور بچہ بنتا جاتا
 ہے۔ سر گردن۔ ہاتھ۔ پیر جب بنکر طیار ہو جاتے ہیں۔ تب جان پڑ جاتی ہے
 یہی حمل ہے بچہ۔ سر کے بل پیدا ہوتا ہے۔ ماں۔ باپ۔ بھائی۔ بہن کو اس
 کی ولادت سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کوئی پیدا ہونے ہی فوت ہو جاتا۔
 کوئی نوجوان ہو کر مرنا ہے۔ کوئی پوری عمر پہنچ کر یعنی بڑھا ہو کر دنیا چھوڑنا

ہے۔ ویدک۔ طبیب علاج کرتے۔ مگر دوا سرایت نہیں کرتی۔ آخر موت اُسے
 نکل جیتی ہے۔ روشنی مٹی بھی تو بیمار ہوتے ہیں۔ وہ کوئی علاج نہیں کرتے مگر
 چنگے ہو جاتے ہیں۔ کوئی امیر ہیں۔ کوئی فقیر۔ کوئی فیل لشین ہیں۔ کسی کو
 گدھا بھی میسر نہیں۔ کوئی فیل پر سوار ہے۔ کوئی پالکی اٹھا رہے۔ لیکن
 موت نہ امیر کا خیال کرتی ہے۔ نہ فقیر کا۔ سب کو کھاجاتی ہے۔ اس لئے
 اس کو وہ خاک پر بھروسہ کرنا عبث ہے۔ اس کو نہ آرام دینا چاہیے۔
 نہ دکھ ہی اٹھانا چاہیے۔ کہ جسم میں بیماریاں دوڑیں۔ ماضیہ میں فتور رہا
 ہو۔ مقدار معینہ پر قائم رکھے بنا کہ جسم کی حفاظت بھی ہو سکے۔ اور ایٹور
 کے دھیان میں غلغلہ واقع ہو۔ کل دنیاوی چیزیں فانی ہیں۔ کسی کو قیام
 نہیں۔ اس لئے دولت و ثروت کا خیال فضول ہے۔ تقدیر پر شاکر رہنا
 چاہیے۔ جتنا بد ہے۔ خود ہی مل جائیگا۔ دولت ساتھ تو جاتی نہیں۔ پھر
 اس پر بھروسہ کیا کرنا۔ البتہ پاپ پن ساتھ نہیں چھوڑنے۔ یہی ساتھ جاتا
 ہے۔ جیسا کیا ہے۔ ویسا پھل ملیگا۔ دیا حاصل کرو۔ ایٹور کو پچا نو۔ چوہیا
 سے گیان ہوتا ہے۔ اور گیان سے مکتی مل جاتی ہے۔ وید کا مسد ہے۔

ادھارے (۱۸)

اسکھارچ میں سکھارچ کی روپوشی

سکھارچ کا خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک عورت بڑے عیالدار
 و افکار و تردد کا جامہ ہیں۔ ان سے بچنا ہی چاہیے۔ ایک مدت تک اسی
 سوچ بچار میں پڑے سوچتے رہے۔ آخر یہ بات ذہن نشین ہو گئی۔ رشوں
 سے فیض صحبت حاصل کر کے نجات کا طالب ہوں گا۔ نارنجی سے اجاڑ
 لے کر بیاس جی کے پاس آئے۔ اور ڈنڈوت کر کے سامنے بیٹھ گئے۔
 بیاس جی سکھارچ سے مخاطب ہوئے۔ تم سے آنکھوں کی روشنی

بڑھتی ہے۔ تمہاری منہر صورت دیکھتے ہی دل مسرور ہو جاتا ہے۔ پاس آؤ گئے لگا لوں۔

سکھ دیو جی۔ میرا دل دنیاوی بیویاں سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس لئے اجازت کا طالب ہوں۔ دم بھر ٹیٹھنا شاق ہے۔ ویساگ سر پر سوار تھے۔ جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کیلاش کی اونچی پوٹی پر پہنچے کچھ مدت تب کرتے رہے۔ پھر نار دجی سے ملکر کیلاش پر بت سے گر ڈی طرف آئے۔ اور بینکھ کی طرف راہ دہ کیا۔ سکھ دیو جی کے پر واز کرتے ہی اس پوٹی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آسمان میں پر واز کنناں چلے جا رہے ہیں۔ سب سے پیشتر ریشی۔ گندھرب۔ جکش۔ راجھوں سے ملاقات ہوں۔ انہوں نے نہایت عظمت اور شہرت سے سکھ دیو جی کو لیا۔ اور طواف کر کے ان کی پوجا کی۔ وہاں سے اوپر کو چلے گئے۔ بڑھ کر مندر گئی گنگا جی دکھائی پڑیں۔ جن کے کنارے خوشبودار پھول کھل رہے تھے۔ گنگا جی میں گندھرب اور اہلسر این نہار ہی تھیں۔ لیکن بالکل برہنہ بدن پر نہ بھی نہ تھا۔ سکھ دیو جی سے پردہ کرنا فضول سمجھا۔ کہ وہ پرہم پرہنس ہیں۔ سکھ دیو جی کی صورت دیکھ کر آپس میں اس طرح گویا ہوئیں۔

دیکھو ہن یہ ہما ہو گی۔ برہم روپا بیاس جی کی پتر پرہم ہنس ہیں۔ سکھ دیو جی آپ ہی کا نام ہے۔ ایسے پتر کو تپا نے کیوں کر یہاں آنے دیا۔ بیچھے بیچھے بیاس جی بھی پتر کے شوق میں آڑے جا رہے تھے۔ پوٹی کے دو ٹکڑے دیکھ کر بیاس جی نے خیال کیا۔ کہ بے شک یہ پتر پرہم ہنس ہو گیا۔ تب ہر شئی بیاس جی دوسرے طریقے سے بل بھر میں سکھ دیو جی کے پاس پہنچے اور بڑے زور سے آواز دی۔ کہ بیٹا سکھ دیو! ٹیٹھرم بھی آتے ہیں سکھ دیو جی نے سرب دیا پی۔ سرب آتما سرب مکھ ہو کر جواب دیا ہے پتا! اس نیز آواز کے ساتھ ہی چاروں اطراف جھل اور پہاڑ۔ جل سدا جڑ چیتن سے بھی آواز باز گشت نکلی جیسی سے دریا پہاڑوں پر آواز

لگانے سے دوسری آواز سنائی دیتی ہے۔ سکھ یو جی پتا لکھ کر انٹر وھیان ہو گئے
 جب بیاس جی نظروں سے سکھ یو جی غائب ہو گئے۔ بڑا افسوس ہوا۔ بادل
 حزیں وہیں ٹھہر گئے۔ منداگتی نام اکاش گنگا جی سے جل میں جو الپسری میں لگی ہو
 کر بہا کر رہی تھی۔ بیاس جی کو دیکھ کر جھپکیں۔ اور شرم دھیا سے بدن چرائے
 لگیں۔ کسی نے جل سے بدن ڈھانپا۔ کوئی دیدہ دلیل تھی۔ تڑپ کر لگی۔ اور
 درختوں کی آڑ میں چھپ گئی۔ کسی نے جھپٹ کر کنارے سے پوشاک اٹھا
 لی۔ او پہن کر کنارے ٹھہری ہو گئی۔ بیاس جی پہلے تو اس بات سے حوش ہوئے
 کہ سکھ یو جی ایسے پرم ہنس گئے۔ جن کی پرواہ ان عورتوں نے بھی نہیں
 کی۔ بدستور جل میں لگی ہو کر ہناتی رہیں۔ مگر میری جی کے عالم میں بھی پرواہ کی
 گئی۔ حالانکہ مجھے دین و دنیا سے کچھ تعلق نہیں۔ افسوس ہے۔ میری عبادت پر
 بیاس جی پر ایسی ندامت چھائی کہ آنکھوں سے پٹ پٹ آنسو بغل پڑے
 اس وقت شیو جی گندھربوں لے ساتھ بیاس جی کے پاس آئے۔ اور تسلی
 و دلاسا دے کر بولے۔ بیاس جی! گیبانی ہو کر موہ چھا گیا۔ کیا تم نہیں جانتے
 کہ کسی زمانے پہنچا تھا۔ تب کے پر بھاؤ سے میں نے ایسا پتر تم کو عطا کیا
 تھا۔ جس کا کوئی دین و دنیا میں مسمر نہیں۔ رشی جی! اس نے دو گت پانی۔
 جو دیتاؤں کو بھی میسر نہیں۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔ تمہارے پتر
 کا نام سوئج کی طرح روشن رہے گا۔ سائے کی طرح اس کا پرکاش دیکھا کرو
 اسے جد ہشتر بیاس جی کو شیو جی کی باتوں سے کچھ آند ہوا۔ اور اپنے کڑے
 کا سایہ دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ دھرم وان جد ہشتر جی! بیاس جی نے
 ساری سرگزشت مجھ سے بیان کی تھی۔ سر مو فرق نہیں۔ نار و جی کی زبانی بھی
 سکھ یو جی کے تذکرے سنئے ہیں آئے ہیں۔ ایسے ہی ذکر اذکار سے انسان
 روکش تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص سکھ یو جی کی کتھا سنیگا۔ وہ ملتی پاوے

گا

ادھائے ۱۵

نارودجی نشن بھگوان کا مکالمہ

جدہشتر پنامہ جی اگر بہت آشرم۔ برہمچریہ۔ بان پرست۔ سنیاس
دھارن کر لے والے کس دیتا کا پوجن کریں۔ کہ تناخ یعنی آواگون سے
چھوڑ کر شکتی حاصل ہو

بھگیشم جی۔ اس برہم سروپ ناراین جی کی چار مورتی ہیں۔
دھرم راج کے پتر باسدیوسن کرشن نام سے پیدا ہوئے۔ اس جیو سے پردھن
چیت ہوا۔ چیت سے اردو دھنام انتکار آپن ہو۔ سو ایشو منو نتر کے دورست
جگ میں تڑ۔ ناراین۔ ہری۔ کرشن چاروں نام سے ظاہر ہوئے۔ اور بدر کا
آشرم چلن ٹپ کیا۔ نارودجی ناراین جی کے درشنوں کی خاطر بدر کا آشرم پہنچے
باغبان قدرت کا متاثرہ نظر آیا۔ گنگا جی کے دوٹوں جانب سرسیر۔ شاداب
درختوں کی باڑ لگی ہوئی ہے۔ ہوا صاف اور پاک ہے۔ پھولوں کی خوشبوؤں
سے دماغ ملبہ عطاریں رہا ہے۔ نسیم سحری عروسان مین کے ساتھ اٹھکیلیاں
کر رہی ہے۔ دل باغ باغ ہوا جاتا ہے۔ نارودجی اس پر فضا مقام پر کچھ دیر
گلاشت کرتے رہے۔ شام ہوتے ہوئے بدر کا آشرم پہنچے۔ مگر ناراین کے
درشن نہ ہوئے سے اُداس ہو گئے۔ چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ خود بخود باتیں
کرتے لگے۔ ایسے مقام پر آفرین ہے۔ جہاں دیوتا۔ گندھرب ز ناراین کے
درشنوں کے لئے گھول رہے ہیں۔ اور ز ناراین جی کے درشنوں سے اپنا
جسم سچل کر رہے ہیں۔ سدھیا کا وقت آ گیا تھا۔ سدھیا کرتے کرتے ناراین
جی کے درشن ہو گئے۔ نارودجی نے ہاتھ جوڑ کر دئے کی ہے۔ پر جیو چاہوں
پیدا آپ کو پورن انبناشی جنیاں کر کے آپ کی استی کرتے ہیں۔ تمام کامنات
آپ ہی میں لپست ہے۔ چاروں برن آشرم والے تہاری پوجن کرتے ہیں

دینی زوجوں کے مانا پتا کرو آپ ہی ہیں۔ جگت سوامی آپ یہاں کس کا
تپ کرتے ہیں۔ اور کس کی پوجا کرتے ہیں سہمی بھگوان نے فرمایا جو ابناشی
پورن برہم پر مانتا تینوں گنوں سے رہتا ہے۔ جس کے درشن نہیں ہو سکتے
جو زانکار جو فی سروپ خیال کیا گیا ہے۔ جہاں وہم وادراک بھی کام نہیں
دے سکتے۔ وہ ہی سب جیوؤں کا آپن اور پیدا کرنے والا ہے۔ ویداس
کی مانی ہے۔ شاستر اس کی اصول برتھا۔ مہیش۔ منو۔ وکش۔ بھرگو۔
دھرم۔ جم۔ ہرتج۔ انگری۔ اتری۔ پولست۔ پلہ۔ کر تو۔ بشست۔ پریتی
سورج۔ چندرماں۔ کروم۔ کرودھ۔ بکریت وغیرہ بھی اسی ابناشی کا
پوجن کرتے ہیں۔ جو دھیان میں نہیں آتا۔ اسے ناروا ہم اسی کی اپاستا
میں ٹھن رہتے ہیں۔ بھگتی اور پریم سے ہم نے یہ اپدیش تم سے کہا۔ اور
تم نے بھی بڑی بھگتی سے دھیان دے کر سنا۔

ادھیائے (۲)

سویت اور راجہ سوویت کا برتانت

بھیشم جی ناروجی نے پھر یہ سوال کیا کہ ہے پر بھو! آپ نے دھرم
دویتا کے گھر میں چار روپ سے ادنا لیا۔ اس کا کارن کیا ہے بھاپکے
درشنوں کے واسطے سویت دیپ جاؤنگا۔ جہاں آپ کی مورتی براجمان
ہے۔ اس مورتی کے درشن ہر ایک پا نہیں سکتا۔ اتنے اوصاف اس
میں ہوں۔ نب درشن ہو سکتے ہیں۔ نارائن! میں اتنی باتوں کا پابند
رہا۔ ایک تو گور و پوجن کی کسی کے راز کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ وید
بھی پڑھے۔ تپ بھی کیا۔ دوست دشمن میرے نزدیک برابر ہیں۔ اور
مہیشہ نارائن کا بھجن گا کر مگن رہتا ہوں۔

نارائن رشی نے جو اب دیا۔ کہ اسے مہارشی پر مہن! تمہارا جانا

واجب ہے۔ جاؤ۔ تمہیں ورثہ ہوں گے۔ ناروجی زنا راہن کا پوجن کر کے بدر کا
آشرم سے اڑے۔ اور میری پرست پر جو دکن میں واقع تھا۔ جا پہنچے۔ میری پرست
کی چوٹی پر کچھ ویرم لیا۔ پھر آتے پچھم گوشے کی طرف منہ کر کے اڑے۔ اور
سویت دیپ میں داخل ہوئے۔ سویت دیپ سمندر سے آرت کو ہے۔ عالموں
کا قول ہے۔ کہ یہ شہر میری دہاڑے سے ۳۲ ہزار جوں آونچا ہے۔ دہان کی مخلوق
پر ماتا کے دھیان میں کن رہنے والی ہوا جس جس پر قابو رکھنے والی ستونگن
روپا خلق و نادر ہے۔ گناہ کسے کہتے ہیں۔ اور حرم کیا ہے۔ اس سے واقف
ہے۔ و ہرم۔ کرم ایٹھو را پنا سنا کے سوا دوسرا کام نہیں ہوتا۔ پاپی اور گنہگاروں
سے ان کا نورانی چہرہ چھپا رہتا ہے۔ وہ نظر نہیں آتے۔ نہایت قوی اور
چست چالاک ہوتے ہیں۔ روئیں تن جفاکش۔ سختی۔ جسارت و شجاعت ہیں
لیکا۔ روزگار ہیں۔ جن کی چار بھائیں اور چھتری کی مثال سر ہے۔ موت بھی ان
سے ڈرتی ہے۔ وہ اسرار اجر ہیں۔ صرف ذات باری تعالیٰ کا ان کو بھرتو
ہے۔ اسی کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کا کوئی دیوتا ہے۔ نہ دیوی۔ پورن
برہم پر ماتا کے عبادت گزار کہلاتے ہیں۔

پتارہ جی ! ایسے ہمہ صفت موصوف انسان کہہ کر پیدا ہوئے
بھگت جی ! ان کی کہتا اپنے پتارہ جی سے اکثر سنی ہے۔ پتارہ
ہیں۔ راجہ اور چچکورتی راجہ ہوا ہے۔ تمام دنیا میں نے زیر حکومت تھی
پوری بھگت اور پر ماتا کے بھجوں سے پریم رکھنے والے نہایت بہادر اور سوا
گزارا ہے۔ راجہ اندر اس کے دوست تھے۔ وہ روزمرہ برہمنوں کی بھوجن
اور پتر شرادھ ہون وغیرہ کیا کرتا تھا۔ برہمنوں کا پسندانہ کھانا آپ کھاتا نصف
نراجی سے تمام رعیت خوشحال تھی۔ مہنسا سے کمال نفرت رہتی۔ ایسے باوقار
صاحب تاج کورا راجہ اندر نے ایک سنگھاسن مرمت کیا تھا۔ سنگھاسن پر
سو۔ ہو کر تمام لوگوں کی سیر کرنا روزانہ ورور کھاتا تھا۔

مرتج۔ اتری۔ انگریز۔ پولست۔ پلند۔ کیرت۔ لیشٹ جی یہ بہت
بھگتیں۔ بھج پر کرتی گئے جاتے ہیں۔ سوا بھجوں میں آٹھویں پر کرتی ہے

انہیں پر کرتی تھی۔ لوک بنایا گیا ہے۔ انہیں بہت رشیوں سے میرو پرست پرست دھرم کی فضیلت ظاہر کی۔ منوجی نے دھرم شاستر تصنیف کیا۔ چار چار آشرم قائم کئے۔ ان رشیوں نے ہر ہی بھگوان کی تپشیا کی۔ نارائن کی قدرت سے سری شردھا جی بہت رشیوں کی زبان پر بیٹھ گئیں ابتدا میں لیکن بھگوان کے سامنے شاستر پڑھا گیا۔ سری بھگوان بولے۔ ایک لاکھ اتم اشلوک بنائے ہیں۔ ان سے منتر دھرم سنسار میں جاری ہوگا چاروں ویدوں کی رچاؤں سے یہ اشلوک سنجکت ہیں۔ ہے سو ابھی منوجی آپ نے اس شاستر سے دھرموں کی تقسیم کی ہے۔ شکر اور برہمپت جی بھی تمہارے شاستر کے دھرموں پر پابند رہیں گے۔ اور راجہ لبو تمہاری کتب شاستر سے بوجھ حاصل کرے گا۔ برہمپت جی اس کے گورو ہوں گے۔ اور وہی شاستر پڑھاویں گے۔ راجہ لبو بڑا بھگت ہوگا۔ شاستر کے پڑھنے سے گیان حاصل ہوگا۔ اور گیان سے مکت پاتا۔ امر دشوار نہیں۔ سری نارائن جی یہ کہہ کر انتر دھیان ہو گئے۔ رشیوں نے نارائن جی کی ہدایت کے بموجب شاستروں کو دنیا میں ظاہر کیا۔

ادھائے (۲۱)

راجہ لبو کے چک کے حالات

بھیشم جی۔ دھروان راجہ! مہا کلپ کے اختتام پر دیوتاؤں کے گرو برہمپت جی کی ولادت ہوئی۔ دیوتاؤں نے خوشیاں منائیں۔ سب سے پہلے برہمپت جی کا چیلہ راجہ اور پرچ لبو ہوا۔ اس نے منتر سکھائی شاستر کو برہمپت جی سے مطالعہ کیا۔ راجہ اور پرچ لبو بڑا پرتاپی راجہ ہوا۔ اس کے راج میں رعیت خوشحال تھی۔ وہ اندر کی طرح راج کرتا تھا۔ پہلے پہل راجہ اور پرچ لبو نے اشمیدھ جگ کیا۔ جس کے بانی برہمپت جی

ہے۔ پر جاہل کے تینوں لڑکے۔ ایک۔ دویت۔ ترت ہرشی بھی جگت
میں روکتی افزوتھے۔ دھنوشار بھ۔ رہیم۔ وارو۔ لہو۔ پراکبہ۔ میدھا سخی
تائیگر۔ شانت۔ بیدا۔ سرا۔ کپل جی۔ ادیہ۔ کٹتے ترمیشم پائن۔ کنورشی
ویو تریہ۔ سولہ ہارشی بھی جگ میں موجود تھے۔ جملہ چیزیں مہیا تھیں۔ مگر
پشونہ تھا۔ بلا بلدان جگ کیا گیا۔ نارائن جی اس جگ سے ایسے خوش ہوئے
کہ خود آکر درشن دیتے۔ اور اپنا بھاگ سونگھ کر آپ نے لیا۔ مگر اور کسی کو
نارائن جی کے درشن نہ ہوئے۔ برہمپت جی کو غصہ آیا۔ کہ میرے ہوتے اور
بغیر میری آگیا کے بھاگ کس نے اٹھا لیا۔

جادیشتر۔ اشو میدھ جگ کا بھاگ دیوتاؤں نے بھی تو قبول کیا تھا
پھر نارائن جی کے درشن سب کو کیوں نہ ہوئے
تھنیشم جی۔ برہمپت جی کو حاضرین جگ نے سہایا۔ کہ یہ وقت
غصہ کرنے کا نہیں ہے۔ ست جگ کا دور ہے۔ غصہ کرنا زیبائیں۔

برہمپت جی نارائن جی خود جگ میں پدھارے ہیں۔ ہمارے منتر
کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتے۔ ایسے دیوتا پر غصہ کرنا سراسر نقصان ہے۔
فائدہ نہ ہوگا۔ ایک۔ دویت۔ ترت نے بھی اس کلام کی تائید کی اور کہا۔ کہ
ہم تینوں برہماجی کے پتر ہیں۔ ہم نے ایک دفعہ درشنوں کی عرض سے میری
پرست پر تپ کیا تھا۔ جب ہمارے تپ ملی روشنی ملکوں میں پہنچی۔ اس
وقت آکاش بانی ہوئی۔ برہمنو اتم نے سچے بول سے بڑا تپ کیا ہے۔ تم
میرے بھگت ہو۔ سویت دیپا چلے جاؤ۔ وہیں۔ نارائن جی کے درشن ہونے
غرض کہ ہم لوگ سویت دیپا پہنچے۔ اور نارائن کے درشنوں کی تمنا ہوئی۔
تب اس پر شوتم اناستی کا جلوہ تھوڑی دیر ہمارے آنکھوں کے سامنے
رہ کر غائب ہو گیا۔ آنکھیں اس کے حلال دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں۔ ہم نے
دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ بغیر تپ کے درشن نہیں ہو سکتے۔ لہذا تپ کر
شروع کر دیا۔ یہ دیکھا۔ کہ وہ پر شوتم چند رماں کی طرح سفید رنگت گائتری
منتر چپتا ہوا آتر کی طرف منہ کئے ہوئے اونکار اونکار رٹ رہا ہے۔ برہمپت

جی! یہ سویت ویپ نارائن جی کا مقام ہے یہاں کے رہنے والوں کے
 چہرے سورج کی طرح منور ہیں۔ سب ایک ہی صورت اور ایک ہی
 قد کے انسان ہیں۔ بال بھر کا فرق نہیں ہے۔ برہمپت جی ایک دفعہ
 اور بھی درشن ہوئے تھے۔ سویت ویپ کے لوگ بھی ہمارے ساتھ
 تھے۔ ہم سبھوں نے ہاتھ جوڑ کر اُستنی کی۔ کہ ہے پنڈریکاش رجن کی
 کنوں کی طرح آنکھیں ہیں، آپ نے سب کو جیت لیا۔ آپ کو نمسکار
 ہے۔ ہے اندریوں کے سوامی! ہارم بار آپ کو نمسکار ہے۔ برہمپت
 جی! ان ہری بھگتوں نے نارائن جی کا پوجن کیا۔ اور انہیں پھر درشن
 ہوئے۔ لیکن ہم لوگ درشنوں سے محروم رہے۔ جس وقت سویت
 ویپ کے لوگ ہری پوجن کرتے ہیں۔ ایک ہوا ایسی چلی ہے۔ جس
 سے اطراف میں خوشبودیات کی لہریں پھیل جاتی ہیں۔ جب وہ لوگ پوجا
 سے فارغ ہو گئے۔ پھل پھولوں کا بھوک لگا چکے۔ تو ہم کو رنج پایا ہوا
 کہ اتنی بھگتی ہم میں کہاں۔ ایسے پورش دھن ہیں۔ وناں کے آدمیوں میں
 سے کسی نے بھی ہماری پوجن نہیں کی۔ بلکہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی
 نہ دیکھا۔ اور نہ کچھ بات چیت ہوئی۔ پریم بس ہو کر نارائن کا دھیان کیا
 آکاش بانی ہوئی۔ ہے نیشتر! جیسے یہاں آئے۔ ویسے واپس بھی
 جاؤ۔ یہاں لے لوگوں کی طرح ابھی تم میں بھگتی نہیں۔ یہ لوگ اندریوں
 کو مغلوب کر چکے ہیں۔ جو فی سروپ پر شوکم دیوتا کے اپاسا میں ہر وقت
 گمن رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو درشن ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو درشن
 نہیں۔ جن میں بھگتی نہیں۔ اور جنہیں ستیا پریم چھو نہیں گیا۔ اب سے
 لے کر بے وسوت منتر میں جب ست جگ کا است ہوگا۔ اور تزیٹا
 دور شروع ہو جائے گا۔ اس وقت دوتاؤں کے ساتھ تم بھی میری پوجا
 کرو گے۔ جب تمہیں درشن ہونگے۔ یہ جین شکر ہم سب وناں سے اپنے ویش
 واپس آئے۔ برہمپت جی خیال تو کرو۔ کہ کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھا
 کر ہم سویت ویپ پہنچے۔ پھر بھی اچھی طرح پار برہم پریشور کے درشن

نہ ہو سکے۔ تم کیونکر اس انماش کے درشن پا سکتے ہو
برسپات جی نے جگ پورا کیا۔۔۔ اچے بسواپنی راجدھانی میں حکومت
کرتا رہا۔ لیکن برہمنوں کے سراپ سے راجہ بسواپنی پر گرا گیا۔ چونکہ
تاریخ کا بھگت اور دھرم پر قائل تھا۔ لہذا وہ چند روزہ بستی پر راج کر کے
سنسار کے مسکھ بھوگ کر سرگ چلا گیا۔ اور موکش پدمی حاصل کی۔

آؤ صا

راجہ بسوا پر چرکاتذکرہ

راجہ جہانگیر - تھامہ جی - کن عذابوں سے راجہ بسویش

بھگت ہو کر پر مہتی پر گرایا گیا۔

بھیکت ہو کر پرستی پر کرایا گیا۔
 پھر پشیمانی سویتا رشیوں سے کہتے تھے کہ جگ میں بکرے کا
 بلیدان کیا جاوے۔ دوسرا پشو بنا کر جگ کرنا بے سود ہوگا۔ رشیوں نے
 جواب دیا کہ جگ میں تلے جو وغیرہ بچوں سے ہونا چاہیے پشو کو ہون
 کہ نازیبا نہیں۔ یہ ویدوں کی شرعی کہتی ہیں۔ کیونکہ بچوں کا نام راج ہے۔
 پشو کا ذبح کرنا کسی حالت میں درست نہیں۔ جگ میں مہسا کرنا کہیں
 لکھا۔ دیوتاؤں اور رشیوں میں مباحثہ ہوتا رہا کہ سامنے سے راہ لیو انتر
 کش گامی جن کا نام اپرچ تھا۔ آتا ہوا دکھائی دیا۔ دیوتاؤں اور رشیوں نے
 اُسے پہنچ مقرر کیا کہ جو کچھ کہہ دے۔ اُسی پر کاربند ہوں۔ کیونکہ خیرات کرتے
 والوں میں اس سے بڑھ کر اور کوئی فی زمانہ نہیں ہے۔ راہ لیو ہوان پر
 سوار تھا۔ اس نے دیوتاؤں کی طرف اُری کی اور کہا۔ جیسا دیوتا کہتے ہیں
 وہی کرنا چاہیے۔ رشیوں نے راہ لیو کو جواب دیا۔ تم نے دیوتاؤں کا جہہ کیا
 اسوج سے سورگ سے گرے جاؤ گے۔ اور آکاش پر جو چڑھے ہوئے گھوم
 رہے ہو۔ تمہارے ہوان میں اب اتنی قدرت نہ رہے گی۔ کہ وہ آسمان پر

سکے۔ ریشیوں کے سراپ سے راجہ ابرچراوند ہامنے زمین پر گرا۔ اور زمین
 کی تہ میں گھس گیا۔ لیکن پورب جنم کے کرم کی بدولت اس کے اٹھال میں
 کچھ نذوال نہیں ہونے پایا۔ دیوتا اس کی یہ حالت دیکھ کر غمگین ہوئے۔
 پاس آکر کہا۔ تم نے ہماری وجہ سے سراپ پایا۔ اور تکلیف اٹھائی۔ تم دیوتا
 اور دانوؤں کے گورو ہو۔ بشن بھگوان کے بھگت پھرے۔ سراپ سے نجات
 کی تدبیر ہم بتاتے ہیں۔ کہ برہمنوں اور ریشیوں کی پوجا کرو۔ ان کو خوش رکھو
 ان کی دعا سے یقین ہے۔ کہ سراپ سے نجات پا جاؤ۔ ہمارا تم کو یہ بروان ہے
 کہ آج سے جگوں میں تمہارا بھی بھاگ نکالا جائے گا۔ جب جگ کرو گے۔ تم
 کو بھوک اور پیاس کی تکلیف نہ ہو گی۔ دولت و اقبال کو روز افزوں کرتی
 رہے گی۔ چہرے پر جلال بدستور قائم رہیگا۔ ہماری دعا ہے۔ کہ ناراین جی تمہیں
 شریک دیں گے۔ یہ بروان دے کر دیوتا چلے گئے۔ اور ریشی مٹی اپنے اپنے
 استھان پر واپس آ گئے۔ دھرم پتر راجہ بسو نے بشن بھگوان کا پوجن کیا
 اور وید منترؤں کا جنپ کیا۔ ناراین جی اس کی بھگتی و پجہ کر ہو گئے اور گرڈ جی
 سے فرمایا۔ تم جا کر راجہ بسو کو پرتھوی سے لے آؤ۔ گرڈ جی ناراین جی کی آگیا
 سے ہوا کی طرح اڑتے ہوئے پرتھوی پر آئے۔ اور اپنے بازوؤں پر سوار
 کر کے لے آئے۔ ناراین کی مرضی راجہ بسو پھر اکاش میں پھرنے والا پر
 ہو گیا۔ کچھ مدت بعد راجہ بسو مجسم برہم لوک میں راج کرتے دکھا۔
 جد ہشتر۔ بشن بھگتی ایسی ہی چل داتا ہے جس نے ناراین سے
 بہت کیا پرہم گت پا گیا۔ اب ایشورج مان منوجی کے پتر کی پیدا کی پیدا ایش
 اور سویت دیپ کو جس طرح ناند جی کا جانا ہوا۔ وہ کتھا سناٹے گا۔

اُدھارے (۲۲)

نارنجی کو بشن بھگوان کے درشن

بیشتم جی گویا ہیں۔ جب نارو رشی سویت درپ میں پہنچے۔ اور چند زمان
کی طرح جگہ لگ کر تے والے انسان نظر آئے۔ نارو جی نے بڑی بھگتی سے
پوچھا کی۔ اور ان لوگوں نے بھی نارو جی کی استی کی۔ اس کے بعد بسو روپ
بھو روپ والے ایٹور نے نارو جی کو درشن دیا۔

اسنت سنکر آکاش ہانی ہوئی۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تاکہ ان سویت
باسیوں کو جو میری بھگتی میں بدیہ ہو رہے ہیں۔ یعنی جن اپنے تن بدن کا پوش
نہیں۔ میرے بھجن میں خرابی نہ پیدا ہو۔ جن کو میری چاہ ہے۔ وہ اندریوں
کے پس نہ ہو کر گناہوں سے آلودہ نہیں ہوئے۔ میرا جلوہ ہر چیز میں دیکھتے ہیں
جو مجھ میں اتصال چاہتے ہیں۔ وہ اپنا شی زغن کی آپاسا کرتے ہیں۔ مایا موہ
سے رہت ہیں۔ ظاہری و باطنی آنکھوں میں بنیاتی ہے۔ وہ ایک ہی روپ
مجھے دیکھتے جو آتما اور برمجہ میں کچھ فرق نہیں سمجھتے۔ میرا نام باسدیو ہے۔ پرمانا
ازل سے ہے۔ اور ابد تک قائم رہے گا۔ سب کا ناش ہے۔ اس کا ناش
نہیں۔ وہ سب جگہ موجود۔ لامکان میں اس کا جلوہ۔ زمین و آسمان میں
اس کی روشنی وہ ذات لائیرال ہے۔ اس کا شریک اور مہتا نہیں۔ وہی
باسدیو سب جیوؤں کی آتما ہے۔ پانچوں عناصر کے اجتماع سے جسم بنتا
ہے۔ تب برہم اس میں پرویش کرتا ہے۔ وہ نظر نہیں آتا۔ مگر ہر جگہ موجود
ہے۔ ہناتوں کے دیہہ نہیں اور لیز جو کے سانس نہیں۔ وہ پر بھو! مہو کا
دھارن کرنے والا سیش سنکر من ناموں اور اپنے دھیان پوجن کرموں
سے سنت کمار کی طرح پانچ برس کی عمر والا بالک روپ بنکر جیون مکت
ہو جاتا ہے۔ اس طرح مہا پر نے میں سب جیو جن میں لپت ہو جاتے ہیں۔ اس
کا نام پرود من ہے۔ جس میں جیوؤں کی پیدائش ہوتی ہے۔ اسے سنکر منی
کہتے ہیں۔ جو پیدا ہوا وہ کرتا اور کر یا اور کارن جیالی کیا جاتا ہے۔ اسی
سے جڑ چیتن کل مخلوقات کی آمریش ہے۔ وہی پرود من اسکا ہو کر ازودہ
کہتا ہے۔ وہ سب کا مالک سب کرموں میں پرکٹ ہے اسے راجن جیونرگن
روپ باسدیو ہے۔ وہی پر شوتم روپ سنکر من نام جیو ہے۔ سنکر من سے

پیدا ہونے والا پر دو من وہی باس دیوئے۔ اور ہر دو من سے ازودہ نام اٹھکا
آپٹن ہوا۔ وہ بھی وہی انباشی ہے۔ یہ سب چراچہ۔ جگت مجھ سے ہی پیدا
ہوئے۔ اور مجھ پہلے بل جاویں گے۔ جو بھگت ہیں۔ وہ اپنے کو مجھ میں
پر ویش کر کے مکت پر دوشی پاتے ہیں۔ یہ تہاری خواہش بحث ہے۔ کہ
میں سہل طریقہ سے درشن دے سکوں۔ میرا نہ کوئی روپ ہے۔ نہ رنگ
پریم کا بھوکا ہوں۔ میں اپنی مرضی منحصر ہے۔ نار دجی! میری مایا ہے۔ جو تم
مجھے دیکھ رہے ہو۔ میں بزرگ زکار ہوں۔ میں چو کی طرح بھی پایا جاتا ہوں
اور جو مجھ میں ہیں۔ مجھے حاضر ناظر جانو۔ سب کچھ دیکھتا ہوں۔ کچھ چھپا نہیں
سب جیوں میں اتنا روپ ہوں۔ جیوؤں کے ناش ہونے پر ناش نہیں ہوتا
ہوں۔ سویت باس ہی جتنے جیو ہیں۔ اندریوں پر قابو ہے۔ گیان کی نظر رکھتے
ہیں پریم ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ستوگن روپ ہیں۔ رجوگن
توگن سے علاقہ نہیں رکھتے۔ اس لئے میرے پیار سے ہیں۔ اسے نارو۔
دنیا کی پیدائش کے قبل برہما پیدا ہوا۔ وہ میرے اوصاف کو جانتا ہے
اور پیشانی سے رودر واپنی جانب سے گہا رہ رودر اور بائیں جانب پارہ
سورج اور آگے کے حصے سے آٹھ لبو اور پیچھے گے بھاگ سے اسونی کمار
دیوتا اور وید خلق ہوئے ہیں۔ سری کشمی۔ کپرتی۔ پرتھوی۔ کلدلتی۔ بید
ماتا۔ سرستی وغیرہ پری ایک قسم کی طاقت ہے۔ بال۔ سمندر۔ ندی۔ سرور
پتر اور تینوگن۔ رجوگن توگن۔ ستوگن وغیرہ میرے ہی چال کا حصہ ہیں۔
ہے نارو! کر م سے پتر کر م کے فضائل زیادہ ہیں۔ میں اگیلا دیو۔ پتر دونوں
کا پتا ہوں۔ میں ہی آگ کا سمندر ہو کر تمام جیوؤں کو بھسم کر دیتا ہوں
اور اپنی مرضی سے ہب کب بھو جن کرتا ہوں۔ سب سے پہلے برہما نے
میرا پو جن کیا تھا۔ یعنی جب کیا تھا۔ میں نے برہما کی بھگتی سے خوش
ہو کر برہما کو دیئے۔ یعنی ہما تیسوی برہما ہو کر سب دیوتا۔ پتر وں میں
رشی۔ گنا۔ صرب کے پوجیہ ہو کر کہتا ہوں۔ کہ تمہاری عزت سب دیوتا
میں زیادہ کی جاوے گی۔ نار دجی! طرح طرح کے اوتار دھارن کر کے

مہمیں اپدیش دیں گے۔ اُدکار کے لئے تیار رہ دوپ وھارن کروں گا
جب پاپیوں کا بھار زمین نہ اٹھا سکیں تب میرا اوتار ہوا کر لگا۔ ہرناکش
پریشوی اٹھا کر غائب ہو جائے گا۔ تب میرا بارہ روپ ہو گا۔ ہرناکش
کی موت میرے ہی ماتحتوں ہے۔ اُسے مار کر پاتال سے پریشوی لاکر سمندر پر
چھوڑ دینا کروں گا۔ پھر زنگھ روپ سے ہرن کشپ دیت کو ناخوں سے
چشم چاک کر کے ہلاک کروں گا۔ پھر روجن کے بیٹے راجہ بل کو باون اوتار
سے چل کر نار آسن بچاؤں گا۔ تینا جگ میں بھرگ بنش کا محافظ بن کر ہر نام
اوتار دھارن کروں گا۔ اور اکیلے سو ہیرا چاؤں سے لڑ کر پریشوی کا بھار
اتار دوں گا۔ اور اکیلے سو ہیرا چاؤں سے لڑ کر پریشوی کا بھار اتار دوں گا
ترتیا کے اختتام اور دوا پر کے آغاز پر سورج و نش کے راجہ دسرتھ کے یہاں
سری رام اوتار ہو گا۔ او۔ پر جاپت کے بیٹے ایکوت دوپت رشی اپنے بھائی اوت
کے سراپ سے بند رہوں گے۔ انہیں کے بنش میں چلنے باز رہوں گے۔ دوسرے
سری رام چندر جی کی فوج میں جن ہو کر لٹکا کے پرتاپی راجہ رادھ سے یوہ کریں
اور سری رام تمام راجھسوں رادھ کنھ کرن وغیرہ کو ہلاک کر کے گیارہ ہزار
برس راج کریں گے۔ دوا پر کے ختم ہوتے ہی سری کرشن اوتار دھارن کروں گا
کنس بکشپال وغیرہ راجھسوں کو مار کر دوا کا پوری لباسٹس گا۔ نہ کا سر
بھوماسر۔ دیتوں کو قتل کر کے انواع انواع اور اقسام اقسام کے جواہرات
سے دوا کا پوری کی رونی بڑھاؤں گا۔ پھر باناسر کے طرفدار سری شیو جی ہلاک
سے یوہ ہو گا۔ ان کو بھی وجے کر کے باناسر ہزار بھجوا دھاری کو قتل کر دے گا
کاں میں اور جاسندھ وغیرہ پنج دھاری راجوں کو مار کر پریشوی کا پوجہ اتار دے گا
پھر کوروؤں پانڈوؤں کا شکام ہو گا۔ ارجن میرا سہا نیک بنیگا۔ چھشتر گو گدی
دے کر تمام کوروؤں کا ناش کروں گا۔ اس لڑائی میں بڑے بڑے سور ہیرا
طرفین میں اکٹھے ہوں گے۔ ان کا ناش بھی میرے اشارے سے ہو گا۔ اس
کے بعد کل جیوہنی آپس میں لڑا کر انتر دھیان ہو جاؤں گا۔ اس طرح کل پریشوی
پرا کر می راجاؤں اور ادھرمی راجھسوں سے پاک ہو کر اُتار نیگی۔

ہئے نارو با میر سے اوتاروں میں۔

(۲) گورم۔

(۳) چچہ۔

(۴) باراہ۔

(۵) زستنگہ۔

(۶) ہاتھن۔

(۷) پر سرام۔

(۸) سرعی رانم چنڈہ۔

(۹) لیسیدو نندن۔

(۱۰) سرعی کرشن چندر۔

(۱۱) کلنگی۔

ہونگے۔ تم نے بھی پورا انوں میں پڑھا ہو گا۔ کہ میر سے بہت سے اوتار ہو چکے ہیں۔ دنیا کا کام کر کے پھر برہم میں پرویش ہو جاتا ہوں۔ ہئے نارو! جس طرح میر نے درشن تم کو ہوئے۔ برہما جی کو ایسے ورشن نصیب نہیں ہوئے۔ تم کو پریم بس جان کر اپنے اوتاروں کا حال مسادیا۔

ادھیا ئے (۲۴)

نارائن جی کے آہاس کی تھاں

بھیشم جی دراجہ جد ہشتر سے نارو جی بشن بھگوان کے اوتاروں کی کتھا سن کر ہنایت محفوظ ہوئے۔ وہاں سے بیدرگا آشرم میں آکر چاروں سنجکت پنج رات نام ہا آپتشد تصنیف کیا۔ پھر نارائن جی سے جو کچھ حالات سنئے تھے اور شاستروں میں جیسا لکھا تھا۔ اس کے مطابق دنیا میں گشت کر کے اطراف عالم میں دیا لکھیاں دیتے رہے۔ اور لوگوں کو اپنے اپدیش سے گرتا تھ کہا

راجہ جد شتر۔ ہے پتا مہی! کیا یہ مہا تم نارائن جی نے برہما جی

کو نہیں سنایا تھا۔

بھگت شتر جی۔ ہزاروں کلپ گزر گئے۔ اور کئی دفعہ آفرینش اور
پرنے بھی ہوئی۔ ناراد جی سے برہما جی کو برہمن کی بابت واقفیت ہے۔ لیکن
دیوتوں کی جماعت میں ناراد ہی نے نارائن جی سے سنے ہوئے چتر کا آپدیش
دیا۔ پھر سورج دیوتائے آسمانیوں کو سنایا۔ جو سورج نارائن کے آگے پیچھے
چلتے رہتے ہیں جن کی تعداد ۶۶۰۰۰۰ ہے۔ پھر سیر بیہاڑ پر جم ہوئے
والے دیوتائوں نے ان رشیوں سے وہ اتم شاستر سنا۔ اور پراشتر رشی نے اپنے
لڑکوں کو سنایا۔ پراشتر رشی کے لڑکوں سے سنگ میرے پتا شانتو جی نے مجھ
سنایا۔ آج وہی برتانت تمہیں سنارہا ہوں۔ میری نصیحت ہے۔ کہ جو بشن
بھگوان سے بھگتی نہ رکھتا ہو۔ اس کے سامنے یہ شاستر مت کہنا۔ جنہیں نارائن
جی سے پریم نہیں۔ نہ وہ بزرگن۔ سرگن کی ماہیت سے واقف ہیں۔ ایسے لوگوں
کے سامنے بیان کرنا حق ہے۔ بہت سی کتھائیں اور اتھاس میں لے تم سے کہے
لیکن یہ برتانت سب کا سار ہے۔ کل کتھاؤں کو متھ کر یہ اتم شاستر نکلا ہے
جو منش یکو ہو کر یہ کتھائیں گے۔ وہ سویت میں جنم پا کر نارائن بھگت ہونگے
اور انت میں موکش پدارتھ حاصل ہوگا۔ جد شتر جی! تم اس پر شوم پر بھوکی
پوچھ کر۔ دُنیا میں جنس حاصل ہوگا۔ لکشی تامل حکم اور دیوتا فرمانبردار ہوں
اور دیوتا فرمانبردار ہوں گے۔ اور مرنے پر سورگ ملیگا۔

بیشم پائن دراجہ جینیہ سے) راجن یہ کتھا تمہارے پتا مہا دھرم راج جد شتر
اور نر روپ راجن نے مہا اپنے بھائیوں کے نہایت وثوق کے ساتھ سماعت
فرمائی۔ وہ سب ہری نارائن کے پریم بھگت ہوئے

سویت جی رشیوں سے فرمائے ہیں۔ بیشم پائن جی کا کہا ہوا اتھاس میں
نے تمہیں سنایا۔ راجہ جینیہ کو اس کتھائے جو سرور حاصل ہوا۔ قابل بیان
ہیں۔ وہ نارائن جی کا جب ٹپ ول و جان سے کرتا رہا۔ تم سب رشی منی
بھی نیم شمار اس اتم اتھاس کے بموجب سری نارائن جی کا پوجن کرو۔

اڈھیا گئے (۲۵)

جگ بھاگ کے نیم

سونک جی سری نارائن ہری نے کس ریت سے پہلے اپنا بھاگ لے لیا۔ اور دیگر دیتا کس طرح جگ سے بھاگ لیتے ہیں۔ اور دیتا اپنے جگ میں کس دیتا کا بھاگ لگاتے ہیں

سویتا جی۔ رست رشتی میں پیل۔ بیٹم پاشن۔ سکھ دیو جی (انہیں پانچ چیلوں کو بیاس جی نے وید پڑھائے۔ چاروں ویدوں میں ہما بھارت پانچوں چیلوں نے یہی سوال بیاس جی سے کیا تھا۔ بیاس جی نے فرمایا۔ میں نے بہت بڑا آپ بھوت بھوشت کی واقفیت کے لئے کیا تھا۔ سری نارائن جی نے میری آرزو پوری کی۔ نارائن اپنے کرموں سے ہما پرش کہلاتا ہے۔ ہما پرش سے ابیکت ہوا۔ ابیکت سے اترودھ کہا گیا۔ جس نے ہما پیدا کیا۔

یہی انتکار ہے۔ انتکار سب چیزوں کا روپ ہے۔ پانچ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش پانچ طور سے پیدا ہوئے۔ انہیں پانچ عنصروں سے جسم بنایا گیا۔ مرتج۔ انگرا۔ اتری۔ پولست۔ پادھ۔ کر تو۔ لٹسٹ۔ سوٹیمبو۔ من ایہ آٹھ پرکرتیاں ہیں۔ جن پر کل کائنات کا دار و مدار ہے۔ ہما جی کے ساتھ ہی لوک پیدا ہوئے۔ اور لوگوں کی ہدایت کے لئے رشی منی خلق کئے گئے۔ پھر کرودھ یعنی غصے کے خیر سے رور کی آفرینش ہوئی۔ رور سے گیارہ رور ظہور میں آئے۔ بہتری خلائی کے لئے دیتا اور رشی پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے انسانی روتوں کا کلیان ہوتا ہے۔ دیتا رشی رور اور آٹھوں پرکرتیاں ہما جی کے پاس جا کر عرض گزار ہوئے۔ کہ ہے بھگوان۔ آپ نے ہم کو پیدا کیا۔ ہم کیا کام کریں۔ ہما جی نے جواب دیا۔ ہم بھی اس میں و پیش میں ہیں۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ بہتر ہے۔ کہ سری نارائن کے پاس

چل کر ملتس ہوں۔ جیسی اجازت ہو گی عمل کریں گے۔ غرض کہ دیوتا رشی وغیرہ
 برہما جی کے ہمراہ چھپرے لگنے کے کنارے پہنچے۔ اور سری نارائن جی کے دھیان
 میں مستغرق ہوئے۔ ایک ہزار برس تک ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر تپ
 کیا۔ بشن بھگوان نے درشن دے کر فرمایا۔ ہے دیوتا تمہاری خواہش ہم
 پر عیاں ہے۔ تمہارا تپ اور ریاض بیکار نہ جائیگا۔ تیجہ اچھا ہی ملیگا۔ برہما
 جی تمہارے پتا ہیں۔ تم سب میری پوجن کرو۔ اور میرا بھاگ نکالو۔ تمہاری
 کھلائی ہوگی۔ رشیوں اور دیوتوں نے حسب ہدایت نارائن جی بشنو جگ
 اور بندھ کیا۔ برہما جی نے دیوتاؤں رشیوں نے نارائن جی کا علیحدہ علیحدہ
 بھاگ نکالا۔ نارائن جی بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ اسی طرح دنیا میں تمہارے
 نام کے بھاگ نکالے جائیں گے۔ دیوتاؤں اور رشیوں سے تمہاری پوجن
 ہو کر گئی۔ تمام لوگوں میں مہجن پدش میرے اور تمہارے نام کے علیحدہ علیحدہ
 بھاگ نکالیں گے۔ اور پوجا کریں گے۔ ہے راجن! ایسے ہی لوگوں کے
 جگ کرنے سے نارائن جی خوش ہو کر پرم بھگت عطا فرماتے ہیں۔ مرتج
 انگرا۔ اتری۔ پولست۔ پلہ۔ کرتو۔ بشٹ۔ بہت رشی ہیں۔ جنہیں
 ویدوں میں عبور حاصل ہے۔ سنت۔ سجات۔ سنگ۔ سنت دل۔ سنت
 کمار۔ کپل۔ سنا تن۔ یہ سب بیٹے برہما جی کے ہیں۔ انہیں سے موکش و دم
 قائم ہے۔ بڑے کمیانی اور ہاتما دھرم شاستر کے اجاری کہلاتے ہیں
 روجوں کے لئے کرم پر دھان ہے۔ جو جیسا کرتا ہے۔ ویسا پھل پاتا ہے
 برہما جی خالق کائنات ہیں۔ سب گت گرو پتامہ کے لقب سے ملقب ہیں
 سب جودوں میں گشت لگاتے ہیں۔ برہما جی کے لوگوں کی پیدایش
 پیشانی سے ہوتی۔ روجور تمام لوگوں میں گشت لگاتے ہیں۔ اور نیک
 وید عذاب و ثواب کے مبصر ہیں۔ ہے دیوتا تم بھی اپنے اپنے کیان
 سے دھرم کرم کرو۔ ست جگ میں پشوؤں کا بیلی دینا اچھا نہیں۔ اس
 میں دھرم کے چاندوں چون قائم ہیں۔ ست جگ کے بعد تریتا و دور
 شروع ہو گا۔ دھرم کا ایک پاؤں جاتا رہیگا۔ اس میں بھی پشوؤں کی

قربانی زیبا نہیں تری تاکے بعد دوا پر ہوگا۔ دھرم کے دو چرن رہ جائیں گے
عذاب و ثواب کا۔ برابر رہے گا۔ اس کے بعد بھگت شروع ہوگا۔
اس جگہ میں دھرم کا ہی ایک چرن ہوگا۔ کہیں کہیں شاد و ناد و دھرم ہوگا
چاروں طرف پاپ ہی پاپ نظر آئے گا۔ نارائن جی کے کچن شکر ریشیوں اور
دیوں نے عرض کیا کہ ہے پریشور! ایسے نالائق جگہ میں ہمیں کیا کرنا چاہیے
مری نارائن جی بولے۔ جس استھان یا جس مقام پر جگہ تپ۔ ست۔ شانتی
اور ہنسنا وغیرہ دھرموں کے آپدیشوں ہوا کریں۔ وہی مہاراستھان ہے
وہیں رہنا کرو۔ دھرم سے ہمیشہ متنازعے واسن پاک رہیں گے۔ سرری بھگوان
دیوتوں ریشیوں کو آپدیش دئے کر اتر دھیان ہو گئے۔ دیوتا رشی سب
اپنے اپنے لوگوں میں واپس آئے۔ برہما جی پریشور کے دھیان اور
درشنوں کی اچھتیا سے وہیں پھڑکے۔ سرری بھگوان ہیگ روپ رکھوڑے
کی صورت کو ج۔ کنڈل دھارن کئے۔ چکر۔ سنگھ۔ گدا لئے چاروں
بھماؤں سے برہما جی کو درشن دے کر وید کے انگ برتن کرتے رہے
برہما جی نے نمسکار کر کے ہاتھ جوڑے اور شکشات ڈنڈوت کی۔ ہیگ روپ
بھگوان برہما جی سے خوش ہو کر بولے۔ تم سب جیوؤں کو پالنے والے
اس پر تھوہی کے گرد سوامی ہو۔ دھرم کا بچار رکھو۔ دھرم سے گریز
رہے۔ دیوتاؤں کے کاموں میں مدد دو۔ جب کوئی اہم شکل آپڑیگی
تب اوتار دھارن کر کے دیوتاؤں کی مشکلات حل کرو گے۔ یہ کہہ کر
ہیگ روپ بھگوان نظروں سے غائب ہو گئے۔ برہما بھی اپنے لوک چلے
آئے تھے۔ ہے راجن! جدھشٹر جی! اس طرح نارائن اور دیوتاؤں
کا بھاگ قائم ہوا۔ دیوتا بھی بموجب ہدایت نارائن جی کے جگ کرتے رہے
وہی پورن برہما نارائن برشتی رچتا ہے۔ اور پھر اپنے میں ضبط کر لیتا
ہے۔ سب دیوتاؤں۔ گندھروں۔ وانوؤں۔ ریشیوں۔ آدیوں کے
پالنے اور مارنے والا ہے۔ اسی زگن دیوتا کا بوجھن کر۔ وہ پریم برہم
پریشور جب تک گیان درشتی نہ ہو۔ نظر نہیں آتا۔ میں نے پورب جنم

میں اسی طرح گیان ورشی سے اس جگت اتمانارائن کا ورش کیا تھا۔
 حیدر علی اور بھٹنہ حاضرین یہاں موجود ہیں۔ سب سے نویدن ہے۔ کہ
 میری گفتگو پر بشو اس کریں۔ اور اس سرب ویا یک نارائن انتر جانی
 کی پوجن وید منتر اور گائتری منتر سے کر کے اپنی آخرت سنبھالیں۔
 اس اتہاس کا جو قصرون کرے گا۔ مقصد دینی پاوے گا

اور ہما کے رشن بھگوان کا مہاتم

راجہ جیجیہ بیشم پائین سے عرض پر واز ہیں۔ کہ کرشن بھگوان نے
 ارجن جی سے نارائن کے ناموں کا مہاتم پوچھا تھا۔ اور کرشن بھگوان
 نے جس طرح گوہر نشانی کی تھی۔ وہی مہاتم سنائیے۔

بیشم پائین ظہر ہوئے۔ ہما بابو دھنے رینی ارجن کے استفسار پر
 پر شوم کرشن بھگوان نے درج بیان سے اسی طرح گوہر نکالے۔ نارائن
 جی کے لاتعداد نام ہیں۔ ہے راجن۔ میرے ناموں کی انتہا نہیں۔ رگت بھر
 شام۔ انھرون چاروں وید پوران۔ آپ نشد جو شس ساکھ۔ جو گشائتر
 ویدک شائتر بھی میرے ناموں کا شمار نہیں لگا سکتا۔ میرے نام کوئی گنوں
 کے لحاظ سے۔ کوئی کرم کے خیال سے لئے جاتے ہیں۔ ہے ہما بابو! پورب
 جہم میں تم ہمارے اردھنگ تھے۔ اس میں پر ماتما زگن سگن روپ نارائن
 کو نکسکار ہے۔ جس کی پر سنتا سے برہما کے عقد سے رودھ پیدا ہوئے۔ جو
 سب چراچر چودوں کا خالق ہے۔ ستو گن روپ نارائن کا جلوہ مل تھل
 پہ تھو می آکاش میں پرگٹ ہو رہا ہے۔ وہ کرم کی برایتوں سے علیحدہ ہے
 انباشی ہے۔ اجنا ہے۔ اتما روپ پر کرتی ہے۔ رقیبت اور ناش ہوتا
 ہے۔ براٹ روپ نارائن کا نام ازودھ بھی کہا جاتا ہے۔ ہے دھین

برہما جی کی رات اعتقاد اس ازودھ کی مرضی سے کل پیدا ہوا۔ کل سے برہما پیدا ہوئے
 برہما کی پیشانی سے رودرجی جن کی جٹاؤں سے گنگا جی نکلی ہے۔ ہنکار ہوئے
 رودرجی نے بھکت دیوتا کی آنکھ لگائی تھی۔ ہر دو اہیں نارائن سروپ ہو کر پونے
 کے لایق ہیں۔ ان کی پوجا سے نمایاں جی کی پوجا ہوتی ہے۔ میں بھی انہیں پیش
 جی کا پوجن کرتا ہوں۔ جو سیٹو جی کا پوجن کرتا ہے۔ وہ میری پوجن کرتا ہے۔ ہے
 ارجن اپر شوقم نارائن کو پر نام کو رہے پانڈ و نندن! تم اور ہم نارائن ہیں۔
 ہم اور تم پر تھوڑی کا بھارتار نے کئے دنیا میں آئے ہیں۔ جتنے لوگ
 میرے شکم میں ہیں۔ اس لئے میرا نام دامودر بھی ہے۔ ان۔ وید۔ جل اترت
 دیگر پرستی کہلاتے ہیں۔ یہ گرجہ میں رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے میرا نام پرستی
 گرجہ ہوا۔ آفتاب و مانتاب کے شعلہ جو الہ سے جو کرن پھوٹتی ہے۔ میرے
 بال ہیں۔ اس لئے میرا نام کشور کھا گیا۔ سورج چاند۔ میری دونوں آنکھیں اور
 ان کی کرنیں میرے بال ہیں۔ اس وجہ سے میرا نام رشی کشی ہے۔ ہری نام
 اس لئے ہے۔ کہ میرا شریر سبز رنگ ہے۔ اور جگ میں میرا بھاگ پہلے دیکھا
 جاتا ہے۔ جوڑوں کی پالن پویشن کرتا ہوں۔ اس لئے اتر نام سے بھی پکارا
 جاتا ہوں۔ پورب سے پر تھوڑی پال سے نکال کر رسائل میں لایا۔ تب سے گوہر
 نام ہوا۔ برہما ہڈوں کو میں نے ہی بنایا۔ اس لئے میرا نام شینی لپٹ ہوا۔ اس
 نام کا جب باسک رشی نے کیا تھا۔ اس نام کے فیض سے باسک رشی علوم وید
 کے ماہر ہوئے۔ اسے ارجن جم مرن سے رہت ہوں۔ اس لئے میرا نام اجنا بھی کہا
 جاتا ہے۔ وید ست انہماشی میرا نام لیتے ہیں۔ ستوگن برت ہونے پر ہم گیارہ جی
 دیکھ لیتے ہیں۔ اس کارن میرا نام ساوت کہا جاتا ہے۔ اب میں کرشن روپ
 سے پر تھوڑی پر آیا ہوں۔ اس لئے کرشن نام ہوا۔ جل۔ ہوا۔ آگ۔ آکاش
 سے دنیا بنائی گئی ہے۔ اسی سے میرا نام بیکٹھ ہے۔ بزرگن نراکار ہوں۔ اس
 لئے مجھے پر ہم بھی بولتے ہیں۔ ہمیشہ دھرم میں پرست۔ رکھتا ہوں۔ اس لئے
 اچت نام ہوا۔ پر تھوڑی اور آکاش دونوں میرا منہ ہیں۔ اس لئے بوسو کو رکھتا نام
 ہے۔ جوڑوں کی پیدائش۔ کف۔ بات۔ پت سے کی گئی۔ اس لئے میرا ترودھا کو رکھتا

ہے۔ کشتی اور دیگر بیدار ختوں کا مالک ہوں۔ اس لئے بھگوان نام ہے۔ خالق
 کو نہیں ہو کہ میرا آغاز اور انجام نہیں۔ اس لئے بھو نام خیال کیا جاتا ہے۔ پوز
 اور میٹھی پانی تھنے والا دھرم کرم دیکھنے والا گناہوں سے نفرت کرنے
 والا ہو کہ میرا نام سچی شرو صا پڑا۔ بارہ روپ رکھنے سے میرے تین کندے
 ہوئے۔ اس لئے میرا نام رک گد ہو گیا۔ سب عناصر مجھ میں مل جاتے ہیں۔
 اور پھر سب کو علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دیتا ہوں۔ اس لحاظ سے میرا نام برہم
 رکھا ہے۔ پہل میرا نام سانکھ شاستر جاننے والوں نے رکھ کیا ہے۔ وہی پہل
 ودیا سمیت زرد رنگ آفتاب میں نمود ہو رہا ہے۔ ویدوں میں بھی اس کا
 تذکرہ ہے۔ وید پانچھی لوگ مجھ کو ۱۲ ہزار سنگھا چکات رنگ وید اور شام
 وید برتن کرتے ہیں۔ ارنک آپ نشد بھی مجھے کہتے ہیں۔ ایک سو ایک
 شاک مالہ بحر وید میں ہی ہوں۔ اس طرح اتھرو وید جاننے والے مجھے
 اتھرو وید پڑھتے ہیں۔ چاروں وید میری ہی تصنیف ہیں۔ سب پارہ تھا
 سبگر پو روپ سے ہم نے پرما کو درشن دیا پورب میں میرا جنم دھرم راج کے
 یہاں ہوا تھا۔ اس لئے لوگ دھرم گیہ بھی کہتے ہیں۔ گندھ ماون پر بت پر نارائن
 جی نے تپ کیا تھا۔ اسی زمانہ میں وکش کا جگ بھی ہوا۔ جگ میں مہا وید
 جی کا بھاگ نہیں لکھا لایا گیا۔ ودھج نے وکش کو بہت وکش کو بہت سمجھایا۔
 تو بھی وکش نے بھاگ نکالنا منظور نہیں کیا۔ لہذا او دور جی نے جگ بدھش
 کر دیا۔ غصے سے جو ترشول بدر کا آشرم میں ہماری طرف آیا۔ اور ہماری چھاتی
 پر لگا۔ اس کی چوٹ سے ہماری چھاتی کے بال موج بن ہو گئے تھے سے
 موج کیشی نام پڑا۔ جب وہ ترشول نارائن جی سے زخمی ہو کر شیو جی کے پاس
 آیا۔ شیو جی نے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور نارائن جی طرف دوڑے۔ اور چاہا کہ
 کرشن برن نارائن جی کا کٹھ پکڑ کر حملہ کریں۔ کٹھ پر ہاتھ پڑتے ہی شیو جی کی
 گردن نیلی ہو گئی۔ پیل کٹھ شیو جی کا نام اسی سے ہے۔ زنا نارائن جی نے سینک
 اٹھالی۔ اور منتر پھونک کر شیو جی پر چلائی۔ وہ سینک بھر کے مثال بھادی
 ہو گئی۔ اور شیو جی اس بھر سے شکست کھا کر پلٹ آئے۔ شیو جی کا نام

کنٹھ پوس پڑ گیا۔ کیونکہ میں اور شیو ایک ہی روپ ہیں۔ اس لئے میرا نام نیکنٹھ پوس ہوتا۔

ارجن سر ہے بھگونت! شیوجی اور نارائن کے معرکے میں کون جیتا کرشن بھگوان۔ دونوں کے غصے سے تینوں لوگوں میں زلزلہ اٹھ گیا۔ آفتاب کی روشنی ماند پڑ گئی۔ آگ کی جھپٹ جاتی رہی۔ رشتی وید بھول گئے۔ زمین و آسمان میں ہنگامہ دار و گیر برپا ہو گیا۔ برہما جی تپ کرنے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دیوتاؤں کی بھیڑ لٹے ہوئے شیوجی کے پاس آئے سمجھایا۔ کہ بے نشو و نما تھو! ہتھیار رکھ دیجئے۔ غصہ تھوک دیجئے۔ سرب و مایا نارائن ترلو کی ناکھ ہیں۔ ابناشی ہو کر سرگن روپ دھارن کیا ہے۔ زلزلہ نارائن کے روپ سے بدر کا آشرم میں تپ کر رہے ہیں۔ اپسا جتن کیجئے۔ جس میں وہ اتر جاتی پر ماتا خوش ہو جائیں۔ برہما جی کی باتیں سُن کر شیوجی کا غصہ جاتا رہا۔ اور برہما جی نے زلزلہ نارائن کا پوجن رشیوں کے ساتھ کیا۔ زلزلہ نارائن جی شیوجی سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا ہم تم دونوں ایک روپ ہیں۔ جو مجھ کو جانتا ہے۔ وہ تم کو جانتا ہے۔ جو تمہارا بھگت و میرا بھگت۔ اس طرح زلزلہ نارائن جی کی فتح ہوئی۔ زلزلہ نارائن تپ کرنے لگے۔ اور برہما اور رشتی دیوتاؤں کے ساتھ اپنے لوک پر دھارے۔ اسے پار تھھا میں نے اپنے نام تم کو سنا دیتے۔ اس لوک اور گنڈ لوک۔ برہم لوک عرض کہ کل کائنات میں طرح طرح کے روپوں سے پرکاش کرتا ہوں۔ میرے بہت سے نام ہیں۔ میرے بہت سے نام ہیں۔ کہا تک گناؤں۔ ہمایون شہزادہ کی لڑائی میں تیرے رتھ کے آگے میں ہی بیٹھا ہوا رتھ لاکھتا تھا۔ اور تیرے سامنے جو شخص رتھ کے آگے چلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ وہ میرا کروہہ (دغٹھ) روور روپ تھا۔ اس نے سب کا ناش کیا۔ ہزاروں لاکھوں دشمن تیرے سامنے غمہ ابل ہو گئے۔ ان کو انہیں روور روپ نے کھا لیا۔ پتر نام ہوا۔ اسے ارجن! تو نے میرے روور روپ کی کروہہ کو میدان کارزار میں۔ تجھ ہی دیکھا ہے۔ اور اوروں کی زبانی بھی

منسا ہے۔ وہ یہی شیوجی مہاراج اماں پتی ہیں۔ ان کو نیکار کرو۔

اوصیائے (۲۷)

نارائن اور ناروجی کی گفتگو

سویت جی منظر ہیں۔ راجہ جینے آغاز جگ کے وقت بنیاس جی ہے پوچھتے ہیں۔ سویت دیپ سے پلٹ کر اور بھگوت سرود کا دھیان کر کے ناروجی نے پھر کیا کام کیا۔ اور بدر کا آشرم میں پہنچا انہوں نے کو نسا تپ کیا کر پا کر کے منسا ہے؟

بنیاس جی۔ ناروجی۔ اس پر ماتما ابناشی ورشنوں سے چھکت ہو کر میر و پریت کی گندھ مادن پہاڑی پر پہنچے۔ (اور نارائن جی کے ورشنوں سے اپنا جنم سچل کیا۔ نارائن جی ورشنوں کا بھیس کئے ہوئے تھے۔ ناروجی دل میں سوچ رہے ہیں۔ کہ یہ منوہر مورت انہیں کے مشابہ ہے جس مورت کے ورشن سویت دیپ میں ہو چکے ہیں۔ یہ سوچ کر ناروجی نے نارائن جی کا طواف کیا۔ اور آسن بچھا کر سامنے بیٹھ گئے۔ پھر آرتی کی۔ نارائن جی پوئے۔ ہے نارو ماتم دھن ہو جو سویت دیپ جا کر پر ماتما کے ورشن کرائے۔ ناروجی نے جو اب میں عرض کیا۔ درحقیقت وہ بٹو روپ دھاری ابناشی ہے۔ اسی کے ورشن بل گئے۔ اب میں آپ کے ورشنوں سے زندگی سچل کر کے بٹو روپ دھاری ابناشی ہے اسی کے ورشن بل گئے۔ اب میں آپ کے ورشنوں سے زندگی سچل کر کے بٹو روپ پر ماتما کا دھیان کرتا ہوں۔ جو باتیں اس برہم روپ میں دیکھ پڑی ہیں۔ وہی اوصاف آپ میں موجود ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ آپ کی مثال کاٹھینوں کوک میں کوئی دیوتا نہیں۔ بٹو روپ بھگو ان نے اپنے اوتاروں کا تذکرہ بھی کیا۔ سویت دیپ کی کیا تعریف کی جائے۔

ایسا موزہ استھان ہے۔ جہاں نہ تو سورج ہی طلوع ہوتا ہے نہ چاند ہی نکلے ہیں۔ وہاں کے انسانوں کا کیا برتن کروں۔ ان کا تپ ایسا ہے جس کی وجہ ہوا بھی تھکت ہے۔ وہ بھی چلتی ہوئی نہیں دکھائی پڑتی۔ وہ جگت کا سوامی اٹھ انگلی اونچی دیدی بنا کر پورب کی جانب ٹکھ کئے ہوئے ایک چن سے کھڑا ہوا نظر پڑا۔ میٹھو جی۔ برہما جی۔ انند۔ برن۔ کویر۔ گندھرب۔ راجپس۔ اپسرا غرضیکہ جملہ دیوتا اور برہمنی اس کے پاس ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔ اور دیدرستان مبارک میں توحید کے راگ چا رہا تھا۔ اسی کی اجازت سے آج میرا نابد رکا میں ہوا ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تپ کروں گا۔ اور اسی کے دھیان میں تھند کروں گا۔

ادھیلے (۱۲۸)

بدر کا آئرم میں نارو جی کا تپ

نارائین جی نارو کی باتوں سے محفوظ ہو کر بولے۔ ہے ہاتھن! تم بوجھ کرنے کے لائق ہو۔ تمہیں اس سروپ کا ورثہ ہوا جس کے ورثہ برہما جی کو نہیں ہو سکتے۔ اس پر ہم پریشور پر ماتما اپنا شی کے سوائے کوئی نہیں بلکنا۔ اس سراپا لور کی بجلی کے سامنے ہزار آفتابوں کی روشنی بھی ماند ہے۔ وہ ہر جگہ ویلایک ہے۔ یہاں بھی موجود ہے۔ اسی سے جل پر تھو می ہوا وغیرہ عناصر پیدا ہوئے۔ اسی کے شد سے آکاش کائنات میں سایہ فگن ہے۔ تمام ذرے جو آفتاب کی پٹن سے ٹوٹ کر منتشر پھرتے ہیں۔ وہ سب اس زنگار۔ زنگن روپ میں ضبط ہو جائیں گے۔ اور پھر اس سے ٹکڑے اور وہ شریر میں پٹن کر کے پرودہ نام چت میں اتصال کرینگے۔ اور پرودہ من شریر سے ٹکڑے مری کرشن جی سے ظاہر ہوں گے۔ بعد وہ اس زنگن برہم میں پھریں جاویں گے۔ جس کا ہاسد ہو ہے۔ وہ اچھے سادہ دھان بھگت ہیں

جو پورن انباشی یا سدیو جی میں پیت ہو جاتے ہیں۔ سے دیورشی! ہم دونوں رُ
اور نارائن دھرم دیوتا کے گھر جنم لے کر بد رکا آشرم پر تپ کرنے کے لئے آئے
ہیں۔ تم بھی اس مقام کو فہیت جاؤ۔ اور برہم پر نامتائی اُپاسنا کر کے اس
کے دھیان میں لگن ہو۔ نارودجی نے زنا نارائن جی کی باتیں سن کر اسی استھان
میں تپ کرنا شروع کیا۔ اور دس ہزار برس تک بد رکا آشرم میں بڑا بھاری
تپ کیا۔ اور زنا نارائن جی کی پوجا کرتے رہے۔

اَوَہیاؑ (۲۹)

شراوہ اور ترین کے اصول

میشم پائین راجہ جی سے رطب اللسان ہیں۔ ایک دن دیورشی
نارودیو توں کی پوجا کرنے پتروں کا سیون کر رہے تھے۔ کہ زنا نارائن جی سلف
ہوئے۔ اُسے جہاتین اپتر کر کم اور دیو کر کم کرنے کے بعد پھر آپ کیا کرتے
ہیں

نارودجی۔ دیو کر کم کو سب میں مول سمجھتا ہوں۔ میں اُسی دیوتاؤں
کے دیوتا کا پوجن کرتا ہوں۔ جو سب میں رم رہا ہے۔ ہمارے پتا برہما جی
اُسی سے پیدا ہوئے ہیں۔ وید منتروں سے پتر پُجا بھی کرتا ہوں۔ اور پتر پُجا
کے بعد پھر اُسی زرگن روپ کے دھیان میں لگن ہو جاتا ہوں۔ جو سب کا
سوامی ہے۔ جگوان سب کا پتا اور ماتا ہے۔ تمام جگوں میں اسی کی پرستش
ہوتی ہے۔ اور دوسری دیوی سرستی بھی ہے۔ جس کے پتروں نے پتروں
کو پوجا۔ جب وید کی شرتیاں جاتی رہیں۔ تب لڑکوں نے باپ کو بڑھا یا
خوش نصیب لڑکا وہی ہے۔ جو باپ دادویں کے نام پتر کا راج کر کے
برہمنوں کو بھوجن کرائے۔ دیوتاؤں سے تم کو معلوم نہ ہوگا۔ کہ پتروں نے پتا
کے نام پٹ پڑھا ہے۔ پہلے زمین پر کشا بچھاٹی۔ اس پر منتروں سے پتروں

کا اواہن کر کے پنڈ رکھے۔ اور پتا۔ پتا۔ پر پتا۔ نام کا سمن کر کے پنڈ
 دان کیا۔ پورپ میں ان پتروں نے پنڈوں کا بھوجن کیا۔ ترنارائن جی
 کہنے لگا۔ کہ جب بارہ اتار ہوا تھا۔ رساتل سے پرستی بکال کر اوپر لا۔ تھے۔
 دوپہر کا وقت تھا۔ کہ بارہ جی نے اپنی ڈاڑھ سے تین پنڈ بکالے۔ کشاک
 آسن بچھلایا۔ اس پر پنڈوں کو رکھا۔ اور اپنے روح کا اواہن کر کے پنڈوں
 کا سنگھٹ کیا۔ اپنے بدن سے گھی اور تل بکالے۔ پنڈوں پر چھڑک دکش
 منہ بیٹھ کر پنڈ دان کیا۔ اور فرمایا۔ کہ دنیا کے ہمت کے واسطے میرا اوتار
 ہوا ہے۔ میرے دھیان سے پتر کا راج سدھ ہونگے۔ پنڈ ڈاڑھ سے اٹکالے
 ہیں۔ دکش طرف کش آسن پر رکھے ہیں۔ اس لئے اب یہ پتر ہیں۔ کوئی
 شکل صورت نہیں۔ لیکن ان کی رو میں مجھ میں نہیں ہے۔ یہ تینوں پنڈ۔
 پتا۔ پتا۔ پر پتا۔ نام سے موسوم ہو چکے ہیں۔ لہذا یہ پنڈ پتروں کو ہیج گئے
 پتروں کی پوجا میری ہی پوجا ہے۔ میری پرستش سب پر مقام ہے۔ مجھ سے
 بڑھ کر اور کوئی پوجنے کے لائق نہیں۔ تینوں لوک میں میرا پتا کوئی نہیں۔
 میں ہی سب کا پتا اور برہما کا بھی پتا ہوں۔ کرتا دھرتا میں ہی ہوں۔ چک
 روپ بھی میرا ہی ہے۔ اتنا کہ کدوہ بارہ روپ بھی میرا ہی ہے۔ اتنا کہ
 وہ بارہ روپ بھگوان پنڈوں کا دان یعنی اپنی کا دان کر کے اتر دھیان
 ہو گئے۔ ہے رشی ناراد اسی کی دی ہوئی ایک قسم کی دولت ہے۔ جو پنڈ
 نام سے موسوم ہے۔ پنڈ دان سے پتر سورگ کو جاتے ہیں۔ یہی بارہ جی کا
 بچن ہے۔ جو انسان باپ ماں گورو دیوتاؤں کی پوجن کرتا ہے۔ ۲۱۵۰
 پورکھ اپنا منی پر ماتا کو پوجتا ہے۔ جو سب کا مالک ہے۔ کیونکہ اس کا جلہ
 سب جہوں میں ہے۔

اڑھاس
 جینے کا اتھو میدھ جگ

بیشم پائین جی فرماتے ہیں۔ کہ نارائن جی کی آگیا پاکر نارود جی بدر کا آشرم پر ہزار برس تک تپ کرتے ہیں۔ ہزار سال گزرنے پر سہا لید پہاڑ پر اپنے آشرم

کے بدھضارے

بیشم جی۔ دراجہ جدھشتر سے پانڈو پتر اودہ کیسے انسان ہیں جو پر ماتا سے بلکہ رہ کر اپنا کلیان چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے پتر ہزاروں برس تک میں بائیں کرتے ہیں۔ ہے راجن! معرکہ آرائی کے وقت پر ماتا کرشن بھگوان راجن کو گلیان اُپدیش کر چکے ہیں۔ ان کا کرشمہ میں نے بھی تم کو سنایا۔ ہے راجہ! کرشن و دی پائین بیاس جی مہاراج بٹن بھگوان کا اوتار ہیں۔ ان کے بوا اور کیں میں اتنی طاقت تھی۔ ویدوں کا بھاگ لوگوں سمیت کرتا اور اٹھارہ پوران سمرتیاں اور مہابھارت سی پوڑ پستک بنا کر انسانوں کا شکار ہی ہوتا۔

بیشم پائین (جینجے سے) تمہارا منورتحہ اشو میدھ جگ کرنے

کا پہل ہو۔ راجہ جینجے۔ بیشم پائین جی سے یہ اتھاس منکر اپن بھاگ کی بڑائی کرنے لگے۔ اور اشو میدھ جگ وید ریتی سے پودن کیا۔

سویت جی سونک آدک رشیوں سے مخاطب ہیں۔ ہم نے جو اتھاس نارائن جی کا تم لوگوں کو سنایا۔ یہی اتھاس کسی زمانے نے نیکہار برہمنہ پر رہنے والے سونک آدک رشیوں پر بیٹھے ہوئے برہسپت جی سے نارود جی نے برن کیا تھا۔ وہاں پر سب رشی پانڈو بھیشم اور کرشن بھگوان بھی موجود تھے۔

اودھیا کے (۳۱)

نارائن کے ہیکر روپ وھارن کرنے کے وجوہ

سونک جی استفسار کرتے ہیں۔ اے ہما تم سوت جی! ایک بات کا
سند یہ ہے کہ بشن بھگوان نے ہیکر پو روپ رگھوڑے کا منہ لکڑیوں و صدارن
کیا

سوت جی۔ جواب دیتے ہیں۔ اے رشیو! کامنات میں جس قدر
روحیں ہیں۔ سب پر مالتا کی آدھین ہیں۔ جن کے جسم پانچ عنصروں سے
ترتیب دیئے گئے ہیں۔ بھگوان سب جیوں کا آتما ہے۔ اپنی مرضی سے
مجھ کچھوے۔ مچلی۔ سنگھ باراہ روپ دھارن کیا۔ رشی جی! اس وقت
دنیا کی پیدائش ہو رہی تھی۔ سب جیو اپنی اپنی مرضی سے ظاہر ہو رہے
تھے۔ دو قطرہ پانی کے مدھرام کی طرح آکاش سے ٹپکا۔ ایک بوند سے تو
دھڑ اور دوسرے بوند سے کیٹب دالو پیدا ہوا۔ یہ دونوں راجس رجوگن
توگن روپ تھے۔ برہما جی تپ کر رہے تھے۔ یہ دونوں منہ کھول کر برہما
جی طرف دوڑے۔ برہما جی چاروں منہ سے وید منتر پڑھ رہے تھے۔
دونوں نے ویدوں کو پکڑ لیا۔ اور سمندر میں گھس گئے۔ وید کے نہ ہونے
سے برہما جی پر مورچھا آگئی۔ جب ہوش ہوا۔ نارائن جی استی کرنے لگے۔
ہے ایثور! کیا جتن کروں۔ جو وید دستیاب ہوں۔ وید نہ ہونے سے میری
طاقت زائل ہو گئی۔ اب مجھ میں سرشتی رچنے کی ہمت نہیں۔ اور نہ
مجھے کوئی طریقہ یاد ہے۔ اے نارائن! آپ ہی میری سہایتا کیجئے۔ شکلا
میں پھنس گیا ہوں۔ کوئی جتن ایسا نہ کالئے۔ جس سے وید بلجائیں۔ ہے
پر ماتما ہری! ہے جگت کے ایثور! آپ کو لکھا ہے۔ ہے بسو روپ
سب جیوں کے آتما نارائن بالوگوں کو قدرت کا ملہ سے ظاہر کرنے والے
بارمبار آپ کو پر نام ہے۔ آپ ہی کے کرشمہ قدرت سے میرا جنم ہوا۔
سروج۔ باچک۔ چکشک۔ بدج۔ ایسے نام آپ کی توجہ کا نتیجہ ہیں
آپ تینوں گنوں رستوگن۔ رجوگن۔ توگن کے علاوہ ہیں۔ تمام مخلوقات
آپ ہی طفیل سے پرورش پاتی ہیں۔ اور آپ ہی کے غشے کی آنچ سے سب
سب جیوں بھسم ہو جاتے ہیں۔ دیوتاؤں اور رشیوں کو آپ کی ذات

پارکات کا بھروسہ ہے۔ اسے کنول سی آنکھیں رکھنے والے عماما پر بھو
 کون و مکان کے مالک پہلا بیٹا ستون روپ میں ہی ہوں۔ وید وہ ہونے
 سے آنکھیں جاتی رہیں۔ بصارت مطلق نہیں۔ سب سنہار تار یک نظر آ
 رہا ہے۔ آپ میرے مخدوم ہیں۔ اور میں خادم۔ برہما جی کی اُستنی مُنکیش
 کھگو ان نے ایک روپ وطارن کیا۔ آپ کا تمام تہم مثل چاند کے روش
 نما۔ دہن مبارک گھوڑے کی طرح تھا۔ آپ بجلی کی طرح چمکے۔ اور دیکھتے
 دیکھتے سمندر میں پردیش کر گئے۔ اسے رشید! وہ روپ کیا تھا۔ دوسے
 مبارک ویدوں کا مسکن لمبے لمبے بال آفتاب کے کرنوں کی طرح چمکیے
 دونوں کان آکاش پاتال تھے۔ جبین مبارک پر چوچ تھا۔ گویا گنگا اور
 اور سستی موج زن تھیں۔ چاند سورج چشم منور تھیں۔ ناک سیدھی تھی۔
 زبان صاعقہ دار لب لباب رہی تھی۔ دندان مبارک سو سپ نام پیر
 تھے۔ گنگو لوگ برہم لوگ لب لعلین تھے۔ گردن کال راتری ہو رہی تھی
 اس ہیکر پو سروپ سے آپ سمن رہیں داخل ہوئے۔ قدرت کاملہ سے
 اوگیت دیوتا پیدا ہوا۔ جس کے خوش آئند راگوں سے شیواجی سے عماما
 کا دھیان اچیت جانا۔ وہ دونوں مدھو کیٹب اُسراوگیت کے خوش
 آئند نعموں سے ایسے مت ہوئے۔ کہ ان کو لپٹنے سن ویدن کا ہوش
 نہیں رہا۔ اور گیت لے پیچھے پیچھے پھرتے رہے۔ وید۔ چھوٹ گئے
 تھے۔ کچھ خیال بھی نہ تھا۔ تب ہیکر پو ناراین جی نے رسا تل سے وید اٹھا
 لیا۔ اور برہما جی کو لاکر دے دیے۔ اور اوگیت دیوتا بھی غائب ہو چکے
 تھے۔ جب دونوں دیوتوں کو ہوش آیا۔ وید نہ پاتے۔ بل لمے نکل کر
 وید کی تلاش میں پھیر ساگر تک پہنچ گئے۔ دیکھا کہ ناراین جی غنودگی کی حالت
 میں ہیں۔ جن کا شریہ شیش ناگ کی سیج پر براجمان ہے۔ وہ دونوں خوب
 قہقہہ مار کر ہنستے۔ اور کہا۔ کہ یہی نیند میں بھرٹا پڑش وید اٹھا لایا ہے۔ یہ کون
 ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ جو ناگ کی سیج پر سو رہا ہے۔ یہ کہہ انہوں نے جگانا
 چانا۔ ناراین اُسراوگیت تار گئے۔ کہ یہ دونوں لڑائی کے لئے آتے ہیں ناراین

جی پر کیا اثر ہوتا۔ جن کی ذرا سی غضبناک تیوری پر اگر بل پڑتا۔ فوراً جسم
سورکھا خاک ہو جاتے جس طرح بجلی چومے کو بھلاتی ہے۔ اسی طرح نارائن
ان دونوں اُسروں سے کیلئے رہے۔ آخر کار وہ دونوں واصل جہنم ہوئے
تب یہ مہا جی کا ترودو رفع ہوا۔ اور نارائن جی کی مرضی سے پھر چڑچہن روپ
لوگوں کو پیدا کیا۔ اور بیگم پور روپ برہما جی کی آنکھوں سے اوٹ ہو گیا۔ اسے
سونگ جی! یہ اتنا س دیدوں کی طرح پھل دایک ہے۔ وہ تو کی تاتھ
اپنی اچھپا سے اوتار دھارن کرے۔ جل میں رس روپ اور پر تھو سی میں
گتھ روپ ہوا میں اسپر ش۔ آگ میں شعلہ اور جدت پر پرکاش نارائن
ہی کا ہے۔ تمام جیوؤں کی آتما وی نارائن ہے۔

اُدھیا سے

وید بیاس جی میں لشن بھگوان کا الشن

بیشم پائین راجہ جینجے سے اس طرح مخاطب ہیں۔ کہ پراثر رشی اور ست
وتی کے ست سنگ سے بیاس جی کا ظہور ہوا۔ آپ جامع کمالات اور دانندہ
وید ہیں۔ لشن بھگوان کے انش سے آپ کی ولادت ہے۔ یعنی چھٹا اوتار
آپ ہی کا ہوا ہے۔

راجہ جینجے قطع کلام کر کے پوچھتے ہیں۔ مہاتما جی پیشتر بیان ہو چکا ہے
کہ لٹسٹ جی سے شکست اور شکست سے پراثر رشی پیدا ہوئے۔ پراثر
رشی کے بیٹے وید بیاس جی مہاراج ہیں۔ جن کا نام کرشن ووی پائین جی
بھی مشہور ہے۔ اب ظاہر ہوا۔ کہ بیاس جی میں لشن بھگوان کا انش ہے۔ یعنی
لشن بھگوان کی اولاد ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ترودو رفع کیجئے۔

بدیشم یا سن جی - اسے راجن! بیاس جی - علوم وید سے واقفیت رکھنے والے ہلادیہ پہاڑ پر تپ کرنے تھے - ان کی تصنیف سے مہابھارت سی پوتر پوتھی - اور دیگر پوران اور مکتیاں دنیا میں مشہور ہیں - جن کے پڑھنے سے انسان موکش پدارتھ حاصل کر سکتا ہے - اسے راجہ! میں نے بہت دنوں اپنے گورو بیاس جی کی خدمت کی - سنت جیمن پیل - اور بیاس کے بیٹے سکندریو جی مہاراج اور میں نے ایک ساتھ تعلیم حاصل کی - مہابھارت پڑھ کر ویدوں کو آگ سمیت یاد کیا - ان پانچوں چیلوں میں بیاس جی ایسے معلوم ہوتے تھے - گویا بھوتوں میں شیو جی مہاراج براجمان ہیں - تحصیل علم کے وقت ایک روز ہم سمجھوں نے بیاس جی سے پوچھا - مہاراج! اپنے جنم کے حالات سنائیے - بیاس جی پہلے تو ویدوں کے ارتھ اور مہابھارت کے معنی سمجھاتے رہے - اس کے بعد اپنی جنم کھٹا سنائی - پیارے چیلو - میں اپنے تپ کے زور سے کہہ سکتا ہوں - کہ جب کپل سے رہا پیدا ہوئے - اور نارائن جی نے سرشٹی پیدا کرنے کی آگیا دے کر فرمایا - کہ دیوتوں را چھپوں - سرپ - جڑ - چیتن وغیرہ جیوں کو جو گ بل سے خلق کرو - را چھپ پیدا ہو کر ہر ہی بھگت سادھوؤں کو آزار پہنچائیں گے - تب میرا اوتار بارہ زسکھ - باون - ہر سرام وغیرہ ناموں سے ہوگا - ان روپوں سے بد نفس را چھپوں کو ہلاک کروں گا - اس کے بعد رہما جی سرشٹی کی رچا میں مشغول ہوئے - وناں آتما نام پتر پیدا ہوا - اور جگت کے سوامی کو ڈنڈوت کر کے سر جھکایا - نارائن جی نے اس سے فرمایا اے بدھیماں! دنیا میں وید کا پرکاش کر کے اس کے ارتھ بھگت کے جنوں کو سمجھاؤ - تب سواشیچھو منوتر میں اسی طرح ویدوں کو جاری کرنا - کھک کے شروع ہوتے ہی بھرت ہنشی راجہ آپس میں مخالفت کر کے ہنگام کرینگے اس جگہ میں کرشن برن ہو کر دھرم استھاپت کرنے کے لئے راچوں کو جیت کر ہر آگ سے جیون نکلت ہوں گا - اور پتر سے بھی ایک بالک جو جہاد پو جی کی کرپا سے پر م سہنس ہو کر پر م گنتی پائے گا - بشٹ جی کی

بتش میں پراشر رشی ہوں گے۔ وہی تمہارے پتا ہوں گے۔ اپنے تپ کے
 زور اور میری مرضی سے سب جگہوں کا حال تمہاری ذات پر روشن ہو گا۔
 ماضی حال۔ مستقبل سے باخبر ہو گے۔ سب برن اور آشرموں کے دھرم
 میں عبور حاصل رہیگا۔ میرے جو کام ہیں۔ میری مرضی کے متعلق ہیں
 اس وقت منو۔ سورج نارائن کے رٹ کے سینچر ہوں گے۔ اور سارست رشی
 اپانتر آتما نام سے مشہور ہوں گے۔ اور سارست رشی اپانتر آتما نام سے
 مشہور ہوں گے۔ میرا نام بٹسٹ کل نندن ہو گا۔ میرے ایش سے تمہارا
 جنم ہو گا۔ بیاس جی پانچوں چیلوں سے مخاطب ہیں۔ میں نے اپنی جنم کتھا
 سنائی۔ میرا جنم نارائن ایش سے ہوا ہے۔ پورب کال میں بڑا بھاری تپ
 کیا تھا۔ اسی وجہ سے کل جنموں کی یاد بخوبی ہے۔

میشم پائن دراجہ جیجے سے، بیاس جی کی جنم کتھا تمہیں سنائی۔ تمہارا
 سدھیم دور ہوا۔ پہل مٹی پر م رشی سانکھ شاستر کے گیاتا ہیں۔ سانکھ جوگ
 اور پنچ راتز وید پاش پت گیان ہیں۔ پہل مٹی ان گیاتوں کے اردوہن
 کرنے والے اور ہرن گرہ جوگ کے جاننے والے ہیں۔ ان کے برابر
 دوسر کوئی نہیں۔ وہ اپانتر آتما رشی ویدوں کے اچار ہی ہیں۔ برہما
 جی کے رکوں اماں پت۔ بھوت پت سے شیو جی مہاراج نے پاشپت
 گیان برن کیا ہے۔ پاش پت اور پنچ راتز ہی کے گیان کے سمجھنے والے
 نارائن ہیں۔ یعنی پنچ راتز ویدوں کو سوائے نارائن جی کے اور کوئی نہیں
 جان سکتا۔ یہی حال پاش پت گیان کا بھی ہے۔ شاستر تصنیف کرنے والے
 مہا گیانی نارائن جی کو نیشٹھا سے موسوم کرتے ہیں۔ نارائن جی کے سوائے
 دوسر کوئی نیشٹھا نہیں ہے۔ سب روحوں میں نارائن جی کو اس کرتے ہیں
 ریاکار۔ بد نفس والے انسانوں سے نارائن جی دور بھاگتے ہیں۔ اے
 راجہ! جو پنچ راتز ہی سے واقفیت رکھتے۔ اور بھگت کے بس ہیں۔ وہ
 بھگت کے بس ہیں۔ وہ نارائن جی میں مل جاویں گے۔ سانکھ اور جوگ
 دو شاستر ہیں۔ پرنتوی۔ جل۔ آکاش یعنی کل برہمانڈ کے پیدا کرنے والے

سرمی تاریشن جی ہیں

ادھیانے (۳۳)

آتم مارگ کی بابت برہما اور شیوجی کا مکالمہ

راجہ جینے (ریشم سے) مہاتارشی جی! دنیا میں بہت سے مارگ لیے ہیں۔ جن سے پاربرہم پر ماتا سے وصل ہو سکتا ہے۔ ان میں سب سے بڑھ کر جس مارگ کی فضیلت ہو۔ بیان فرمائیے۔

ریشم یا آئن۔ بیاس جی اپنے گورو سے جو اتہاس سنا ہے۔ بیان کرتا ہوں۔ چھیر سنگر میں سونے کی طرح جھلکنے والا بے حیت نام ایک ایک پہاڑ دنیا میں مشہور ہے۔ برہما جی اس پر بت پر براٹ روپ بھگوان کے ادھیان میں تپ کرتے اور وید منتر پڑھا کرتے ہیں۔ شیوجی مہاراج برہما جی کے درشنوں کے لئے اس پہاڑ پر گئے۔ ساشانگ ڈنڈوت کی برہما جی کو دیکھ کر بہت خوش ہو گئے۔ چھاتی سے لگا کر پوچھا ہے پترا۔ مزاج آتد ہے۔ ویدوں کا پانڈ اور تپ کرنے میں آگہسی تو نہیں ہوتی شیوجی بولے۔ آپ کی بزرگانہ شفقت سے وید پانڈ اور تپ میں دن دوئی افزونی رہتی ہے۔ درشنوں کی خواہش سے آپ کے پاس آیا۔ ہوں۔ بہت دنوں سے دیکھا نہیں تھا۔

برہما جی۔ یہ پہاڑ پسند آگیا۔ بہت دنوں سے بیٹھا یہیں تپ کرتا ہوں شیوجی۔ آپ کیسے روپ کا ادھیان کرتے ہیں۔

برہما جی۔ میں اس پر شوم ابناشی کا ادھیان کرتا ہوں۔ جس کا ظہور کائنات پر سورج کی طرح پرتو نکلن ہے۔ وہ جو اس جسم کا مصلح

نہیں۔ عذاب و ثواب دونوں سے بے بہرہ ہیں۔ زنگن ہو کر سنگن روپ
 دھارن کرتا ہے۔ بھگت اور پریم کے بس میں ہے۔ من۔ بدھ بانی
 سے علاحدہ ہو کر پر ماتما سوکشم بھگت روپ ہے۔ ازودھ۔ پرود من
 شکر شن۔ پاسد یو نام دنیا میں جانا جاتا ہے۔ براٹ روپ۔ بھگوان انترجامی
 اور پاربرہم پر مشورہ کیا جاتا ہے۔ اسی انہاشی پرش سے میراجم ہوا۔ اور مجھ
 سے تم پیدا ہوئے۔ اسی کی قدرت کاملہ سے دنیا کی آفرینش ہوتی ہے
 اور سرشتی رچنے کی قوت مجھ میں حاصل ہے۔ وہ میرا سوائی دنیا میں
 اوتارے کر بھگت جنوں کا سکھانک ہے۔ گیارہویں سے چھپا نہیں
 اس کا جلوہ ہر وقت پیش نظر ہے۔ گیان سے وہ پر ماتما ہوتا ہے۔
 اسی کا آپاسک ہوں۔

بیشم پائین، اُسے راجہ بیجی! وہ پر ماتما ہی قابلِ پرستش ہے۔ اسی
 کا دھیان کرو۔ پرتھو سے سب کام بن جائیں گے۔ اور انت میں مکش
 پدارتھ سے دوچار ہو جاؤ گے۔ جوگی اور رشی ہوتا اسی معبود حقیقی کی پرستش
 کرتے ہیں۔ دنیا کے فروعات سے دل نہیں اٹکاتے

اَوِھیائے (۳۴)

راجہ اندرا اور نارود کا اتہاس

بیشم جی! راجہ جادھیشٹھ سے ایک دینا نا، وجی اندر کے
 پاس پہنچے۔ نارود جی بڑی آؤ بھگت سے لگے۔ اور پرتھو سے آسن پر بٹھال
 اندر نے ان کی پوجن کی۔ اور پوچھا۔ آپ بہانیاں اور جہان گشت ہیں
 کل کائنات آپ کے پاؤں تلے ہیں۔ کوئی لوک باقی نہیں۔ جہاں آپ
 نہ گئے ہوں۔ جو تعجب سے بھری ہوئی باتیں دیکھنے میں آتی ہوں۔ بیان
 کیجئے۔

تارو جی۔ ہے دیویدر یعنی دیوتاؤں کے راجہ (مرت لوک میں اکثر
 باتیں ایسی نظر آئیں ہیں جن کے دیکھنے سے پر حیرت چھا جاتی ہے۔ ایک تپسوی
 برہمن ہادیتم نام مگر دجوگنگا جی کے دکن کی طرف واقع ہے۔) کارہنے والا
 اتری رشی کے تانا ان کا نام لیو آونیا کے عجائبات دیکھنے کی ہوس میں ہمشاریں
 ایک سادھو دجھاں دنیا کی پیدائش کے وقت دھرم چکر کو متی ندی کے پتہ
 ظاہر ہوئے تھے۔) سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا۔ اگر تم کو مہاناگ
 پدم ناٹھ کا رہنے والا مل جاتا۔ تو تمہاری خواہش پوری ہو جاتی۔ وہ برہمن
 مہاناگ کے مکان پر گیا۔ ناگ کی استری یعنی ناگن نے برہمن کی خوب آؤ
 بھگت کی۔ اور ناٹھ جوڑ کر بولی۔ بھرا خاندن سورج لوک میں گیا تھا۔ وہیں
 دن بعد آئے گا۔ جب تاگ گو متی ندی کے کنارے مقیم ہوا۔ اور تپ کرنے
 لگا۔ پدم ناٹھ کی عورت اور لڑکوں نے لاکھ چانا۔ کہ برہمن ہمارے یہاں۔ ہے
 اور جو کچھ میسر ہے۔ بھوجن کرے کیونکہ مسافر نوازی بھی ایک قسم کا دھرم
 ہے۔ بگسیتوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی دھرم نہیں۔ لیکن برہمن الگا
 کرتا رہا ان کی معروض کی شنوائی نہ کی۔ اسی طرح تپ میں مشغول رہا پدم
 ناٹھ ناگ گھر میں آیا۔ اپنی استری اور بچوں سے برہمنوں کا حال سنکر برہمن کے
 پاس دوڑا گیا۔ اور دست بستہ ہو کر التجا کی۔ آپ نے بہت اٹھائی۔ جو ارشاد
 ہو۔ بجالاؤں۔ برہمن بولا۔ ناگ جی! تمہارے درشن کی آرزو تھی۔ آج پوری
 ہوئی۔ آپ سورج لوک کٹھن لے گئے۔ انتظار میں برہمن گزر گئیں۔ خیر
 مضائقہ نہیں۔ جو کچھ دیکھا ہو۔ بیان فرمائیے۔ سننے میں آیا ہے۔ کہ سورج
 نارائن کا رتھ آپ ہی چلائے تھے۔

پدم ناٹھ ناگ۔ ہے برہمن! سورج دیوتا کی کرنوں میں بڑے بڑے
 رشیوں چننیوں کا آشرم دیکھا۔ جس طرح جہاں درختوں کی شاخوں پر پند
 کا نشین ہے۔ اسی طرح کی کرنیں رشیوں اور مینیوں کا استھان ہے۔ سورج
 کے لازوال جال سے باد صحر کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ تیز و تند۔ ہوا آتشا ب سے
 نکل کر پھر اس میں وصل ہو جاتی ہے۔ سورج کی بدولت برساتا ہوتی ہے۔

پانی برتا ہے۔ تمام مخلوق کی پرورش آفتاب ہی پر منحصر ہے۔ اُعلیٰ جلتے ہوئے
 آتشکدہ میں پارہ ہر پر میثور کا لوناں ہے۔ یعنی پرانا لونا کے دیدار روشن آفتاب
 و ماہتاب ہیں۔ تمام کائنات کی دیکھ بھال انہیں دونوں آنکھوں سے ہوتی ہے۔
 سورج ساہتائی دیوتا اور کون ہوسکتا ہے جو آٹھ چھینے پر تھی کی کٹا قسمت دود
 کر کے اپنی تیز کرنوں سے زمین کی گندگی ضائع کر دیتے ہیں۔ اور موسم پرشمال
 میں غلہ اناج وغیرہ پیدا کر کے خلقت کو خوشحال بنا دیتے ہیں۔ ہے برہمن
 اگر سورج نہ ہو۔ تو دنیا والے زندہ نہ رہ سکیں۔ سورج نارائن پرانا لونا کا روپ
 ہیں۔ انہیں کی ہر بانی سے جڑ چیتن۔ جڑ ہی بوٹیاں دوائیں پیدا ہوتی ہیں
 رعیت کا ایکار ہوتا ہے۔ ایک عجیب بات دیکھنے میں آتی ہے۔ ایک روز دوسرے
 کے وقت آفتاب کے ایک ایسی تخی دکھائی پڑتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتیں
 ہر طرح ہون کر کے وقت ان سے شعلہ نکلتا ہے۔ اور بجلی کی طرح آڑ کر
 چکا چوندیتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ بجلی اس قدر بڑھتی کہ گویا دوسرا سورج طلوع
 ہوا۔ سورج نارائن اس تخی سے ملائی ہوئے۔ یعنی کرنوں سے تخی کو اپنی طرف
 کھینچ لیا۔ وہ تخی کرنوں میں پرورش کر کے سورج دیوتا میں وصل ہو گئی۔ دیکھنے
 سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اصلی سورج کی نسبت ہم سے ضبط نہ ہو سکا۔ سورج
 دیوتا سے پوچھا۔ سورج نے کہا کہ یہ تخی اونچے پر تھی سدھ ہتی کی روح تھی
 آج اس کا شپٹم ہوا۔ اس کی روح مجھ میں پرورش کر کے شرک گئی سدھ
 ہتی رشتی شیوہی کا بھگت بڑا اپکار تھی تھا۔

پدم ناگ نے سورج نارائن کو ڈنڈوت کی۔ اور رخصت ہو کر چلا آیا۔
 اسے برہمن! اس سے بڑھ کر اور کیا تعجب بھری بات دکھائی دیگی۔ نہیں
 جو کچھ پوچھنا ہو۔ گو۔ نارائن جی کا پرکاش تمام جگت میں پھیلا ہے۔ ایسی ایسی
 ہزار باتیں روز ہوا کرتی ہیں۔ اسچرچ کی بات نہیں۔

مگر ہماری ہمتا رہے درشنوں سے بڑا لالچ ہوا۔ دیوتاؤں کی طرح
 تمہاری بدھی پاک اور صاف ہے۔ اس پر طرہ ہے کہ سورج نارائن کے
 مصائب ہو۔ تمہاری باتوں سے قود جاتے رہے۔ سرب دیا پاک نارائن

جی ہم ہیں ہم رہے ہیں۔ جو انسان اس معبود حقیقی سے لڑے گا تو اسے وہ
 اتم پادروی حاصل کر کے سکست پدارتھ حاصل کرتے ہیں۔
 پچیسیم شیٹم جی۔ ہے راجن! وہ مرہن پدم ناتھ ناگ سے وداع
 ہو کر چوین رشی سے ملائی ہوا۔ چوین رشی کے فیض صحبت سے گیانی ہو کر
 انت میں سرگ حاصل کیا۔ دھرم پتر راجہ بھی کتھانار دجی نے راجہ اندر سے
 دیو سماج میں کہی تھی۔ اور جب پیرام جی سے میرا جدھ ہوا تھا۔ اور وہ
 میرے استقلال اور جرات کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ تب انہوں نے پیرام
 مجھے سنایا۔ اور میں نے تم سے بیان کیا
 پچیسیم ہائٹن۔ راجہ جیجی! جو انسان نارائین کے بھگت ہیں
 وہ دنیا کے افکار اور رنج و محن سے تکلیف نہیں اٹھاتے سر نے پر سکنتی ملتی
 جاتی ہے۔ یعنی پر ماتا میں لے ہو جاتے ہیں۔



مہاجرات

تخصیصیروم

نوٹاشن پرب

اڈھیائے

راجہ جیٹھ سنگھ کے اظہارِ غم پر چہرہ پیامہ کی بصیرت

راجہ جیٹھ سنگھ آپ کی پر معنی گفتگو اور دلاویز تقریر سے گورنر
و محن اور آہ و شیون کے دھڑکنے والی صدیوں سے کسی قدر نجات ہوئی۔ مگر پھر
بھی جس وقت دل سوز واقعات اور حالِ نگاہ سوانح یاد آ جاتے ہیں کیلجہ جلتے
لگتا ہے۔ آف اس جانگزا سین کی یاد سے تپ چڑھتی۔ بھر و سکون کی
باگ ٹانگ سے چھوٹ جاتی ہے۔ آپ سا ہاگیا نی جو جہارت اور شجاعت
میں عدیم البیتر ہو۔ تیروں کا پتھر دانی راحت سمجھے۔ آہ۔ آپ بھی کچھ

میں کنارہ کش ہو کر سوہرگ میں قرار لیں گے۔ اتر اترن سورج ہونے کا نشانہ ہے۔ وہ بھی کچھ دور نہیں۔ صرف تیس دن باقی رہ گئے۔ درونا چارج سے بہادر گورو جی نے بھی اپنا سایہ سیر سے اٹھالیا۔ کرن ایسے دلاور بھائی اور انجمن اور گھوٹ کچ ایسے ہونہار نوجوان لڑکے اٹھ جائیں۔ اوستاسن زور رہوں۔ دل غربال ہو رہا ہے چھاتی پھٹتی جاتی ہے۔ کسی طرح اقرار نہیں ہوتا ہے۔

پچیسیم جی۔ ہونہار صاحبزادے! تمہارے خیالات خام ہیں۔ بچوں کی سہ باتیں کرتے ہو۔ اس سے دنیا بھی کوئی چیز ہے۔ فتنہ براب ہے آسمان وزمین کے بیچے نہ جانے کیسے مہاتما اور سوبھیر پیدا ہو کر داد دینی کے آغوش میں جاسوئے۔ جملہ امور ایسے ہیں۔ کسی کو بقا نہیں تن ٹانگی پر افسوس کرنا داناؤں کا کام نہیں۔ گوئی اور کال کا اتہاس سناتا ہوں۔ طبیعت سادھا ہو جائے گی۔ ایک خونخوار سانپ لے کوئی کے لٹکے کو ڈس لیا۔ لڑکا مر گیا۔ ارجن نامی شکاری نے اس سانپ کو پکڑا۔ اور گوئی کے پاس لاکر بولا۔ شکاری کیا تم کو خبر نہیں۔ سانپ بے تمہارے پتر کو ڈس رہا ہے۔ اگر کہو تو اسے مار ڈالوں

گوئی۔ کیا سانپ کے مرنے سے میرا پتر زندہ ہو جائے گا
شکاری۔ نہیں زندہ تو نہیں ہو گا۔ مگر عرصہ لینا تو مناسب ہے۔
 گوئی۔ پھر بحث ہے۔ اس کی جان گئی۔ اور لڑکا بھی زندہ نہ ہوا۔ مفت ہتیا بولی
شکاری۔ دشمن کا مار ڈالنا ہی مناسب ہے۔ اتنے میں سانپ انسانی بولی میں بول اٹھا۔ تم ناحق میری جان کے گاہک ہوئے ہو۔ میں پاپی نہیں۔ نہ اپنی نیت سے بچے ہوا۔ وقت آگیا۔ ملک الموت کے ارشاد کی تعمیل ہوتی۔ میرا کیا قصہ رہا
شکاری۔ بیکار منہ خراشی کرتا ہے۔ ملک الموت کا نام لیتا ہے۔ بتاؤ۔ کہاں ہے۔ خوتے بدرابہانہ۔ تیرے ہی زہریلے دانتوں سے اس کی موت ہوئی۔

سانپ۔ لاکھ کہئے۔ مگر بے خطا ہوں۔ ملک الموت کی اجازت ہوتی۔ میں نے کاٹا۔ تعمیل ارشاد مجھ پر فرض تھا۔ اتنے میں موت کھڑی ہو گئی۔ سانپ کی طرف غلط ہو کر بولی۔ نہ تمہارا نہ میرا۔ اس کی موت آگئی تھی۔ ملک الموت کی اجازت سے اس کی

کی روح قبض کی گئی۔ ملک الموت کے حکم سے تم بے اختیار ہو گئے۔ اور اس بالک کو کاٹ کھایا۔ اسے سرپ۔ میرا حکم ملک الموت ہے۔ جیسی اس کی آگیا ہوتی ہے۔ وہی کرتی ہوں۔

سانپ۔ دشکاری سے یقین ہے کہ موت کی باتوں سے غصہ فرو ہو گیا ہوگا مجھے چھوڑ دیجئے۔

دشکاری۔ جاں نادران نہیں ہوں۔ جو تمہاری باتوں میں آ جاؤں۔ آشا نہیں چھوڑنے کا ضرور پھانسی پاؤ گے۔ اس بات کا افسوس موت پر بھی ہے۔ کہ اس نے ایک بیگناہ بچے کی جان لی۔

موت۔ مجھ پر الزام نافی لگایا جاتا ہے ہم دونوں ملک الموت کے محکوم ہیں جو حکم ہوتا ہے۔ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ملک الموت کا بھی قصور نہیں۔ اس کے اعمالوں کا کا دوں ہے۔ جو جیسا کرتا ہے۔ پھل بھوگتا ہے۔

بھیشم جی۔ اے راجن اسب راجاؤں کا کال آگیا تھا موت کھینچ لائی کوئی تمہاری طرف ہٹا۔ کوئی دیو دھن کی طرف۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طرفین میں کوئی نہج نہ سکا۔ سب کے سب مارے گئے۔ رنج کرنا بے سود ہے۔ نہ کوئی کسی کا قاتل ہے۔ اور نہ مقتول۔ خود بخود کال کے سنہ میں جانا ہوتا ہے۔ اپنے اپنے اعمالوں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے۔

اوشیا کے (۲)

مسافر تھاری و صرم کا زمینہ ہے

بھیشم جی۔ ملک الوہ میں دیو دھن نامی راجہ کی حکومت تھی۔ اس نے جگ کی ٹھانی۔ دو درویش سے بڑے بڑے راجے بادلو ہو کر الوہ ویش میں جمع ہوئے تمام اشیاء جگ کی ہیا کی گئیں۔ جگ شروع ہوا۔ لیکن ہوان کرتے وقت آگ سے شامہ نہ دیا۔ برہمنوں نے آگن کی پرارتھنا کی۔ آگن دیوتا ظاہر ہوئے۔ فرمایا۔ کسی وقت ہم نے برہمن کے بھیس میں دیو دھن راجہ سے کنیاں مانگی تھیں۔ اس نے انکار کر دیا

اس لئے یہ جاگ پورا نہیں ہو سکتا۔

اور جو دھن (دھاتھ جوڑ کر) معافی چاہتا ہوں۔ کنیاں موجود ہیں۔ ابھی حاضر ہوتی ہے۔ درلودھن لئے کنیاں ہلا کر شادی کر دی۔ اگن دیتا خوش ہو گئے۔ اور آئیں بادوے کر کہا۔ کہ تمہارے بچنے عدو ہوں گے۔ جو ٹیڑھی نظر سے دیکھنا ہلا کر خاک کر دوں گا۔ چنانچہ اسے راجا ہاتھیں یاد ہو گا۔ جب سہایو کی فوج میں پامال آگ لگی۔ تب وہ ارجن سے مدد کا طالب ہوا تھا۔ اور ارجن اس کا حامی ہوا۔ فوج بچ گئی۔ غرضیکہ جگ پورا ہو گیا۔ ہوں سے شو داس نامی لڑکا پیدا ہوا۔ بڑی دھوم سے اس کا بیاہ کیا۔ شو داس خوش قسمت تھا۔ عصمت مآب بیوی ملی۔ زن و مرد میں استقدر الفت تھی۔ کہ بے دیکھے چین نہ پڑتا۔ دونوں کا مسافر نوازی و طیرہ تھا۔ جو کوئی پردہ پس آ جانا۔ خوب آؤ سبھکت کرتے۔ ایک دن شو داس عورت کو سہا پھا کر کسی کام کو باہر گیا۔ کہ جو کوئی پردہ پس سا دھویا مسافر آ جائے۔ اس کی خدمت میں کسی طرح کوتاہی نہ ہونے پائے۔ جو کچھ کہے فرمان بجالائے۔ شو داس کے جاتے ہی ایک برہمن آیا۔ عفت مآب عورت سے جو کچھ بن پڑا۔ خاطر تواضع کی۔ خوش و ایلقا اور لذت کھانے کھلائے۔ کیونکہ وہ حین اور طر حدار تھی۔ برہمن صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا۔ مباشرت کا طالب ہوا۔ اور دھاتھ پکڑ کر پلنگ پر بٹھالیا۔ عورت عجیب سٹش و پنچ میں تھی۔ انکار کرتی ہے تو خاوند کے حکم سے سرتابی ہوئی جاتی ہے۔ اور اگر راضی ہوتی ہے۔ تب ہی برت دھرم ضائع ہوتا ہے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا۔ اتفاق سے اس کا شو داس بھی آ گیا۔ دونوں کو پلنگ پر بٹھایا دیکھ کر باہر چلا گیا۔ وہ برہمن نہ تھا۔ بلکہ دھرم راج پر پکشنا لینے کے لئے برہمن کا بھیس رکھ کر آئے تھے۔ زن و شوہر کی مسافر نوازی دیکھی۔ تو خوش ہو کر اصلی روپ سے درشن دیا۔ اور کہا۔ کہ میں برہمن نہیں سو دھرم راج ہوں۔ دیکھنا تھا کہ تم میں کہاں تاک پریم ہے۔ بلا شک تم دونوں بڑے دھرم اتما ہو۔ شو داس کو بھی بلایا۔ اور دعا دی۔ کہ تم دونوں سرگ میں جاؤ گے۔ جب تک تمہاری مرضی ہو۔ دیتا میں آرام سے زندگی بسر کرو۔ مرنے پر سرگ نصیب ہو گا۔ اے دھرم پتر! وہ دونوں زن و شوہر کچھ دن دتیا میں رہ کر مسافر نوازی میں مشہور خلائق ہوئے۔ جب رحلت کا وقت آیا۔ شوگ پہنچ گئے جو انسان دھرم وان ہو کر مسافر پوجن کرتا ہے۔

سورگ پاتا ہے۔

اڑھیاے (۳)

پدا اعمال کی ندامت

بھیم شرم جی۔ دراجہ جدہ شہر سے (دھرم دان راجہ اسی طرح ایک اور کا ذکر یاد آگیا۔ بشواہتر سیدت رشی بشٹ جی اور بھی بہت سے رشی جنگل بیابان میں گل چینی کرتے چلے جا رہے تھے۔ پھول چل توڑ توڑ کر چھیدیوں میں بھر لئے تھے۔ راستے میں پسکرنی ندی ملی۔ سبھوں نے پھل پھول کو کنارے رکھ دیئے۔ اور دریا میں اٹھان کیا۔ اٹھان سے فاسخ ہو کر باہر آئے۔ جو پھل پھول رکھے تھے۔ غائب۔ غلہ پتھر نہیں۔ کون لے گیا۔ عجیب پیچ و تاب ہوا۔ بادھراؤ دھردھوڑا۔ مگر پھل پھولوں کا نشان تک نہ پایا۔ بھوک سے چھوڑ گئے۔ انہیں پھول پر دار و درار تھا۔ وقت بے وقت تھا بھوجن کا ٹھکانا نہیں۔ پھول ہی کھا کر کھجے کو دھوکا دیتے پانی پانی کہہ یاس بھالے گمان بدول میں جا گزریں ہوا۔ ایک دوسرے کا منہ ٹٹھکتا تھا۔ مروت سے کہہ نہ سکتا مگر خیال ہی تھا۔ کوئی ہم ہیں سے بھوک سے بیتاب ہو کر پھول کھا گیا۔ اتر رشی سے نہ رہا گیا۔ بولے۔ جس کسی نے پھول چرائے۔ گویا گٹو بدھ گیا۔ بشٹ جی نے کہا جس نے یہ کام کیا۔ اُس نے گویا وہ نہیں پڑھا۔ سنیا سی ہو کر ایسے فعل کا مرکب ہوا زوف ہے۔ اس کی زندگی پر۔ اگر ہم پھول چرائے ہوں۔ تو ہمیں شرمن آئے ہوں کے ساتھ بے اعتنائی کرنے کا پاپ لگے۔ ٹھک اور رہنروں سے جھٹیلنے۔ اپنا بھاگ اوروں سے چڑا کر کھانے کا دوش ہو۔ کشپ جی نے اس طرح قسم کھائی۔ جس نے یہ پھل پھول لئے ہوں۔ گویا اس نے اپنی لڑکی بیچ کر پیٹ پالن کیا۔ یا جو کسی کی دھڑ دھڑ لے کر ٹھک چارے۔ جھوٹی شہادت دے کر کسی کو نقصان پہنچا دے۔ یا اپنے جیو کو لئے جانوروں کا ماتہ مقدمہ سمجھے۔ دن میں عورت سے مہیتر ہو۔ ایسے ناجائز فعلوں سے جو گناہ ہوئے ہیں۔ ان کا پانہی میں ہی ہوں۔ بھار دواج لئے کہا۔ جس نے چڑا

کر پھول کھاتے ہوں جو ان جراثیم کا مرکب ہو۔ یعنی اس لئے اپنی عورت بچوں اور
گڈوں کا حوصلہ کھایا ہو۔ برہمن سے ناجائز مباحثہ کر کے اس پر غصہ پائی ہو۔ سہجن نہ کیا
ہو۔ جہد گن رشی کہنے لگے۔ جس نے یہ پھول چرائے۔ گویا جل میں غلیظ اور پیشاب کیا
اپنی حاملہ عورت سے منہ کالا کیا۔ اور یا اپنی اولاد کا مانس بھوجن کیا ہو۔ یا اپنے بیٹائی
بہنوں کے قصور کا افشا کر کے سرخرو بنایا ہو۔ ناخوادہ جہان ہو۔ گوتم جی بولے۔ جو کوئی وید
پڑھ کر بھول جائے۔ ان گن ہوڑ سے جی چڑاؤں۔ برہمن ہو کر گاؤں کے کنوئیں میں پیشاب
کرے یا لوٹڈی رکھے۔ ان فعلوں سے جو پاپ ہوتا ہے۔ اگر ہم نے پھول چرائے ہوں۔
تو ان پاپوں کا ادھکار ہی میں ہوں۔ بسو امتر نے اس طرح قسم کھائی۔ کہ پرانی دوتا
اور اولاد کی ترقی دیکھ کر جو شخص کڑھتا ہو۔ یا جس خاندان میں ایسا کوئی نہ ہو۔ جو موت
کے وقت اس کا ترکیب کر م کرے۔ ایسے اشخاص کی جوگت ہوتی ہے سو ہی میری
ہو۔ اندراوتی نے کہا۔ جو عورت خاوند کی شاکی رہ کر گالیاں دیتی اور کوستی ہے۔ اپنے
بچی کو دکھی رکھتی ہو۔ یا بھوجن بنا کر بغیر خاوند کے کھلائے خود کھائے۔ صاحب دولت
ہو کر کسی ساودھیا بھگت کو بھوجن نہ کرایا ہو۔ اپنے خاوند سے متفرق رہ کر دوسرے
مرد سے حاملہ ہو جائے۔ ان باتوں سے جو دوش عورتوں پر ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے پھول
کھائے ہوں۔ تو وہ دوش ہم کو لگیں۔ اگر گن رشی کہتے ہیں۔ کہ جو انسان جبرٹ بولے گا
عادی ہو۔ عورت بنائی بیٹیوں سے لڑتا ہو۔ ان کو رنج پہنچاتا یا زہر کی طبع سے لڑکی
کو اندھے بولے بہرے گنگے کے ساتھ شادی کرے۔ یا داماد سے دھن لے کر لڑکی کا
بیواہ کرے۔ بزرگوں کی عزت سے درگزر نہ کرے۔ باپ ماں۔ ماموں دینرو سے بے ادبی
کرے۔ سو رنج کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا ہو۔ ایسے اعمالوں سے جو دوش ہوتا
ہے۔ وہ مجھے ہووے۔ جو میں نے پھول کھائے ہوں۔ انت رستی نے کہا۔ جو شخص
جگ کرتے کا ادھکار نہ رکھتا ہو۔ اس سے جگ کرائے۔ یا گدھے پر سوار ہو کر آوارہ
و سرگرداں دریا پار مارا پھرتا ہو۔ کتے پال کر فروخت کرنا ہو۔ برہمن ہو کر نمک
اور تیل کا روزگار کرے۔ سدھیا گامتری ترپن وغیرہ سے بیکہ ہو۔ جیسا حال ایسے
برہمنوں کا ہوتا ہے۔ وہی حال میرا ہو۔ اگر میں نے پھول لئے ہوں۔ اسی طرح جتنے
نا جائز فعل بد کے خلاف ہیں۔ سبھوں نے کہا کہ قسم کھائی۔ اور رشیوں میں ایک

سنیاسی تھا۔ اس کے پاس کتابھی تھا۔ جب ایسی قسمیں کھائی تھیں۔ وہ نادوم و پشیان
 ہوا۔ غیرت کے مارے چپ نہ رہ سکا۔ بول اٹھا۔ کہ اے رشیوں! تمہارے دھرم کرم
 کی آزمائش منظور تھی۔ وہ پھول تمہارے پاس موجود ہیں۔ میرا نام دھرم ہے۔ تم سب
 سورگ کو جاؤ۔ اور مجھے معاف کرو۔ راجہ جدھشٹر! یہ رشیوں کا تذکرہ اس لئے کیا
 گیا۔ کہ جو ناجائز فعل ہیں۔ ان سے ہر دم گریز رکھئے۔ تم خود گئیانی ہو۔ تمہارے بہت
 کے واسطے ایسے اہم اسوں کا ذکر کیا جانا ہے

اڑھیا گئے (م)

کرشن بھگوان کی زبانی شیوجی کی جہاں

بھیشم جی کرشن بھگوان سے عرض پیرا ہوئے۔ کہ راجہ جدھشٹر کو شیوجی کی جہاں
 اپنی زبان مبارک سے سنائیے۔ آپ کی زبانی سنکر میرا جہم بھی سچل ہو جائے گا۔
 کرشن بھگوان۔ برہما۔ بشن۔ بھیش۔ یہ تینوں روپ بشن کے ہیں۔ جو ان
 میں فرق سمجھتا ہے۔ وہ اگنیانی ہے۔ شیو سہنسرنام کے چنے سے انسان موکش پدارتھ
 حاصل کرتا ہے۔ رکنی جی کے ہاں کتے۔ جامونتی آٹھ پٹ رانیوں سے ایک میری
 پٹ رانی ہے۔ اس کو بھی اولاد کی خواہش ہوئی۔ اس وقت میں نے شیو سہنسرنام
 کا چپ کیا۔ شیوجی جہارن نے پاربتی کے ساتھ درشن دیئے۔ شیو سہنسرنام کے
 پھل اور میری بھگتی سے خوش ہو کر ہمدلیوجی نے یہ برداں دیا۔ تیری منو کا منا پوری
 ہو گئی۔ شیوجی کی کرپا سے آخر کار جامونتی رانی کے حین لڑکا پیدا ہوا

ادھیا گے

تیرتھ اشنان کے پھل اور ان کے نام

راجہ جڈ شٹر۔ تیرتھ اشنان کے پھل اور ان کے نام بتنا چاہتا ہوں
ہستانہ کرنے سے ہتیا کیونکر لگتی ہے۔

بھیشم جی۔ جو لوگ برہمن بن کر بھیک نہیں دیتے۔ ایسے لوگ برہمن
گھاتی ہوتے ہیں جو شخص وید پانچ کی عزت نہ کر کے اس کی رمزی کے محل ہو جائے
ہیں۔ یا گایوں کے پانی پینے میں خلل انداز ہو کر یا جو گاؤں یا شہر میں آگ لگا دے۔
بھاریشوں کے شاستر کا منقذ نہ ہو کر نکتہ چینی کرے۔ خوبصورت اور حسین لڑکی کی
شادی نالائق اور بدکار لولے لنگڑے کے ساتھ روپے کے لالچ سے کر دے۔ ایسے

ایسی لوگوں کا شمار برہمن گھاتیوں میں ہوتا ہے۔ صاحب ذروت و اہل دل اٹھنا چھت
کر کے دیتا میں جٹ دیتے ہیں۔ آفریں ہے۔ ان لوگوں پر جو غریب کنگال ہو کر تیرتھ
برت کر کے گناہوں کو دور کرتے ہیں انگالیشی تیرتھوں کے نام اور ان کی جہاں
اس طرح سننے میں آتی ہے۔ جو لوگ چندر بھگا اور بتساندی میں اشنان کرتے

ہیں۔ ان کی ملیشروں کی گت ہوتی ہے۔ کاشیر منڈل میں جو غایاں بہتی ہیں۔ ان
میں نہانے سے سورگ ملتا ہے۔ لشکر۔ پر بھاس۔ تیرتھ۔ نمیش۔ سا کروک۔ دیو کا
اندھ مارگ۔ سورن بندہ میں اشنان کرنے والے بوانوں پر چڑھ کر سورگ کو راہی
ہوتے ہیں۔ کشیش۔ اندر توئے جو گندھ ماون پر بت پر ہیں۔ ان میں اشنان کرنے
سے سورگ ملتا ہے۔ کر توئے کرنگ پر سب باش ہونے سے اشو میدھ جگ کا ثواب
حاصل ہوتا ہے۔ گندکا دوا۔ کشاورت بلو کے نیل پر بت۔ کنکھل تیرتھ پر اشنان کرنے

والے پاپ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ پام ہرو راجسوی جگ کا پھل ملتا ہے۔ گنگو تری
میں اشنان کرنے سے دیوتاؤں کے درشن ہوتے ہیں۔ سپت گنگا۔ ترنگکا میں تیرتھ
کرنے سے پتر مہنتی ہو جاتے ہیں۔ مہا اشرم۔ مہا ہرو۔ بھرگ تنگ پر تین رات رہے

سے برہم ہتیا سے بچا نہ پاتا ہے۔ بلا کا اور کنہیاں کو پتیرتھ پر نشان کرنے سے روکتا ہے۔
 کی جون بیٹسہ ہوتی ہے۔ دیوتا تیرتھ۔ سند کا ہرو۔ اشوئی تیرتھ۔ جہاں گنگا۔ کر تکا تک
 کارک۔ بے یا تک۔ کنکینید کا شرم۔ کا لکا شرم۔ بیاشا تیرتھ پر نشان۔ ہندو ہیا ترپن
 کرنے سے اوگون سے نجات ہوتی ہے۔ شیوجی خوش ہوتے ہیں۔ جہاں پور اور دیوتا
 بن تیرتھوں پر نشان کرنے والا نکت ہو جاتا ہے۔ سرستھ۔ کو شتھ۔ درون
 آشرم پر نہانے والے دیوتا روپ ہوتے ہیں۔ پتر کوٹ میں مندا گتی۔ گنگا موکش
 دینے والی شیا آشرم میں نو اس کرنے کو شکی ندی میں انسان کرنے قنگ باوڑی
 انال ب اندھک نیمش۔ سرگ گنگا۔ ہردا۔ پتلادان۔ کالچر ششی ہرو۔ گنگا۔ جہا
 منگ تیرتھوں پر نشان کرنے اور ان دان کرنے سے جگہں کا پھل ہوتا ہے۔ مروگن
 بیوست پر نشان کرنے والے تیرتھ روپ ہو جاتے ہیں۔ برہم ہنرو۔ اتپا تک۔
 اٹاکر۔ گیا جی۔ پریت۔ شلا۔ زرتد پریت۔ کرونج پدی کے درشنوں سے برہم ہتیا
 دور ہوتی اور پتروں کی مکتی ہو جاتی ہے۔ کلونک۔ اگن پور۔ کیر پور۔ بشالہ تیرتھ
 دیو ہرو پر نشان کرنے والے دیوتا روپ ہو جاتے ہیں۔ ہین آورت رندا۔ جہاں
 تیرتھوں پر نو اس کرنے والے نندن باغ راند پوری میں جاتے ہیں۔ اوبسی بیو نیت
 پر نشان کرنے سے جگہ کے پھل ملتے ہیں۔ رام ہرو بیاشا تیرتھ پر زانا پارہ روزرت
 کرنے والے پاپ سے نجات پا جاتے ہیں۔ بندھیا پل پریت کرنے والے ایک جہینے
 میں ششہ ہو جاتے ہیں۔ زرتد۔ سور پار کوک میں انسان کرنے والے راجا ولس
 کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ جبو مارگ تیرتھ۔ کوکا مکھ۔ انگلکا آشرم کنیاں ہرو۔ پرہاس
 اجانک۔ ارشٹ سین۔ پنگایا۔ کلیا تیرتھ۔ پراگھرشن نام منتر کا جپ کرنے والے اشو
 میدھ جگہ کے پھل پاتے ہیں۔ پٹارک میناک پریت۔ کا لووک۔ نندنی کنڈ
 اتر مانس پر نو اس کرنے والے برہم لوک کو جاتے ہیں۔ نندیش سورگ مارگ
 پر نشان کرنے سے برہم سے اتصاں ہو جاتا ہے۔ ہمالیہ پہاڑ رشنک جی کا استھان
 ہے۔) پر شیوجی کے درشن بل جاتے ہیں۔

(نوٹ) ان تیرتھوں میں بہت سے تیرتھ فروگزاشت ہو چکے ہیں۔ اور
 بہت ایسے مقام پر ہیں۔ جہاں کارا سنہ دشوار گزار اور لپیٹا ہوا فرزندین پر چلنا

دشوار ہو جاتا ہے۔
 راجہ جد ہشتر ان تیر تھوں کے نام اور پہلے تنکہ بہت خوش ہوئے۔ اور بھیشم جی کے
 بگیان کی تعریف کرنے لگے۔

اڑھیاے (۴)

گنگا مہاتم

بھیشم جی تیر تھوں کے نام اور ان کے خواص بیان کر رہے تھے۔ کہ اتزی بشت
 بھرگ۔ کر تو۔ انگر اکیو تم۔ اگست۔ پوسٹ۔ سو مت۔ لبو امتر۔ ستھول۔ بگرا۔ پلا۔ برہسپت
 شکر۔ بیاس۔ چوون۔ کاشب۔ دُر بھاشا۔ جمد گن۔ سار کنڈے۔ گالو۔ بھار دواج۔ نارو۔
 پرہت۔ سمبھو۔ بھون۔ ستانڈ۔ کر تیرن۔ کچ۔ پر سرام جی وغیرہ رشی مئی بھیشم جی کے
 درشتوں کے واسطے اس خیال سے آئے۔ کہ بھیشم جی و نہا سے کوچ کرنے واسطے ہیں
 ایسے گیا فی مہاتما کے درشتوں سے نجات ملتی ہے۔ راجہ جد ہشتر مع اپنے بھائیوں اور
 کرشن بھگوان کے آٹھ کھڑے ہوئے۔ نہایت تعظیم و عظمت کے ساتھ ڈنڈوت پر نام
 کر کے آسمنوں پر بٹھایا۔ پھول چن۔ ان سے پوچھا کہ مہارشیوں کو خوش کیا۔ سب رشیوں
 نے بھیشم جی سے مزاج پرسی کر کے رخصت چاہی۔ اور معالفتہ کر کے دعائیں دیتے ہوئے
 چل دیئے۔ بھیشم جی گنگا مہاتم کرنے لگے۔ دُنیا میں گنگا جی سے بڑھ کر کوئی تیر تھ نہیں
 اگر ایک ہزار برس تک شب کیا جادے۔ تو گنگا کے آستان کرنے والے کی برابری نہیں
 ہو سکتی۔ تمام عمر گناہ کرتے کرتے گزر جائے۔ اور ایک دفعہ بھی نیم سے گنگا جی میں
 آستان ہو جائے۔ تو اس کے سارے پاپ گنگا جی دھو دیتی ہیں۔ جن لوگوں کے پھل
 بڑیاں مرنے پر گنگا جی میں ڈالی جاتی ہیں۔ ان کی رو میں سورگ پہنچتی ہیں۔ غریبیکہ مرث
 لوک میں گنگا جی کی جو پدوی ہے۔ وہ اولہ تیرتھ کی نہیں۔ آستان کرنے اور جل پہنچنے
 سے پر مگت حاصل ہوتی ہے۔ گنگا بھل بشن بھگوان کا پتر نو دک ہے۔ اسی سے آستان
 کرنے والے عذاب غصیاں سے چھوٹ جاتے ہیں۔

اڈھیا

شادی بیاہ کے طریقے

راجہ جیٹ سنگھ گڑھت آشرم سننے کی کتاب ہے۔ بیان کیجئے۔
بھرت سنگھ جی۔ سب سے بڑھ کر دھرم گڑھتوں کا یہ ہے۔ کہ لڑکیوں کو
اچھے خاندان اچھے پرش کے ساتھ سمبندھ کرے۔ آٹھ طریقے بیاہ کے شاستروں میں
درج ہیں۔

۱۔ دامہ۔ کنیاں کو زیور پوشاک سے آراستہ کر کے سنگاپ کر دینا۔
۲۔ دیو۔ جگ میں کنیاں کا رتوج مان دینا۔ رتوج کے معنی جگ کرنے والا
یعنی جس شخص کے ساتھ بیاہ کرنا منظور ہو۔ اس سے جگ کر کر کنیاں کا سمبندھ کر دے
۳۔ دو گئیے کر اس کے معادے میں کنیاں دینا ارش گھانا ہے۔ یہ تینوں طریقے
برہمنوں کے لئے جائز ہیں۔

۴۔ تعلیم یافتہ اور ہونہار لڑکے کے ساتھ شادی کرنا اور جہیز وغیرہ
پر چاہتی و چھار لڑکے کرست کار کرنا۔

۵۔ گندھرب۔ لڑکی اور لڑکے دونوں کی مرضی سے شادی ہونا۔

۶۔ اسر۔ لڑکی کے وارث کو روپیہ دے کر کنیاں خرید کر کے بیاہ کرنا۔

۷۔ راجپس۔ آدمیوں کو مار کر روتی کنیاں اٹھا لے جانا۔

۸۔ پشاج۔ نشے میں مدہوش کر کے یا سوتی ہوئی کنیاں کو اٹھا لے جانا۔ اسر
اور پشاج بواہ پاپ روپ کہاتے ہیں۔ پشاج بواہ بہت خراب۔ راجپس بیاہ چھتری

کے لئے ہے۔ براہم چھتر۔ گندھرب یہ دھرم بواہ کہاتے ہیں۔ دینی کا بیاہ براہم اور

چھتر اور رگنی جی کا بیاہ راجپس اور گندھرب سمبندھ کی شادی میں چھتر اور

راجپس شامل تھے۔ برہمن کو تین عورتیں براہمنی۔ چھترانی یا ویش کی لڑکیاں لکھی ہیں

چھتری کو دو چھترانی اور ایک ویش کی۔ ویش کو اپنی ذات کی لڑکی لینی جائز ہے۔

اور ایک ہی عورت سے شادی کرنا مناسب ہے کی استری برہمنی اور چھتری کی
 چھتری اور ویش کی ویشیا ہوں گی۔ ان سے جو اولاد ہوگی۔ نیک اور سلیم ہوگی۔
 چاروں برن کے لئے شیوراستری کے بطن سے جو اولاد ہوگی۔ اس کے اطوار ٹھیک
 نہ ہوں گے۔ نہ وہ صحیح النسب ہو سکتی ہے۔ تیس برس کا مرد اور دس برس کی عورت
 یا انیس برس کا مرد اور سات برس کی استری ہو۔ ایسے شادی کرنا سترائیا چاہتے ہیں
 جبکہ باپ یا بھائی نہ ہو۔ ایسی لڑکی کے ساتھ بیاہ ہونا جائز ہے۔ جس آدمی کے اولاد
 یعنی بیٹا نہ ہو۔ وہ بیٹی کو بچائے لڑکے کے قائم کر سکتا ہے۔ اور اس لڑکی سے جو اولاد
 ہوگی۔ نانا کا بیٹا یعنی اس کا وارث قرار دیا جاسکتا ہے۔ جو کنیاں تین برس حیض سے
 ہو چکی ہو۔ وہ خود اپنی شادی کر سکتی ہے۔ اپنے خاندان یعنی گوت میں شادی کرنا ممنوع
 ہے۔ منکوحہ عورت یعنی جس کے ساتھ بھانور پھیری ہو۔ کی اولاد باپ کی جائیداد برکے
 کی وارث گروانی جاتی ہے۔ مگر غیر فحاشی عورت کی اولاد محبوب الارث ہے۔ مگر سترائیا
 پر فرض ہے۔ کہ اچھے لڑکے کو داماد بنائیں۔ کچھ لے کر شادی کرنا چھانہیں۔ اسے
 دھرم پتر راجہ جادشستر میں نے پتر بیرج کے لئے نگدھ اور کاشی کے راجاؤں کو منسوب
 کر کے دو کنیاں لایا تھا۔ ایک کے ساتھ پتر بیرج کی شادی کر دی۔ دوسری کنیاں
 اس بات پر بھند ہوئی۔ کہ اس کی شادی کسی دوسرے کے ساتھ قرار پا چکی ہے۔
 لہذا اسی کے ساتھ بیاہ ہونا چاہیے۔ میں نے دوسری کنیاں اس کے باپ کے پاس
 بھیج دی۔ پس ساسترا مناسب یہی ہے۔ کہ جہاں کہیں نسبت قرار پا گئی۔ وہیں شادی
 ہو۔ جیسے خیال کرتے ہیں۔ کہ شادی لذت جسمانی اور دنیاوی عیش و عشرت کی لذت
 سے کی جاتی ہے۔ ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ شادی سے مراد اولاد کی افزونی اور
 خاندان کی ترقی مقصود ہے۔ جس شخص کے بیٹا نہ ہو۔ تو اس کے مال و متاع کی مالک
 بیٹی ہے۔ بیٹا نہ ہونے سے تو اسے نانا کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ دھرم شاستر میں
 بیٹا اور نو اسہ دونوں برابر ہیں۔ دونوں پنڈ اور شرادھ کر سکتے ہیں۔ جس کے مہلی پسر
 نہیں۔ منکوحہ عورت سے اولاد نہیں صرف ایک بیٹی یا بیٹیاں ہیں۔ اور آٹھ ٹکی عورت
 سے لڑکا ہو جو ہے۔ اس صورت میں جائیداد کی مالک بیٹی ہوگی۔ لڑکے پر حق نہیں
 پہنچ سکتا۔ لڑکی بچ کر روپیہ لینے والوں کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ ایسا وہ یہ بول

دیار کے برابر ہے۔ جو انسان معمر ہو کر زبردستی بیاہ کر لیتے ہیں۔ وہ اندھنوں کی
میں ڈالے جاتے ہیں۔ پردہ فروشی بھی بڑا امر ہے۔ پھر اولاد بیچنے سے بیکاروں کی حالت
ہو جاتے ہیں۔ اور رمانی کہیں ہو سکتی۔ عورت لکشی روپ ہے۔ عزت کے ساتھ رکھنے
سے بہبودی ہوتی ہے۔ دولت کی ترقی اور اولاد کی افزائش استری ہی کی ذات
پر منحصر ہے۔ جہاں عورتیں مردوں سے عاجز رہتی ہیں۔ یا ان کو مردوں کی ذات سے
دکھ اور مصیبت پہنچتی ہے۔ وہاں ملجی پاس نہیں کرتی۔ ولد کا پرکاش رہتا ہے
موجی فرماتے ہیں۔ اگر عورت بد تو تہ مزاج اور نادان بھی ہو۔ تو بھی عزت اور توقیر
سے رکھنا چاہیے۔ اسے ہونہار لڑکوں کیلئے عورت ایک نعمت شگفتہ عطا کی ہے۔
اولاد کی پرورش پر دانت عورت ہی پر منحصر ہے۔ شوہر پرستی استریوں کا اعلیٰ فرض
ہے۔ شوہر کے سوا اسے اس کے لئے کوئی دینا نہیں۔ جگ کرنا۔ شرادھ یا برت رکھنا
عورتوں پر فرض ہے۔ اپنے شوہر کی خدمت کرنے ہی سے انہیں سوگ بلتا ہے۔
دنیا میں عیش و آرام سے گزرتی ہے، بچپن میں پتا جونی میں شوہر بڑھاپے میں بیٹے
ان کی خدمت کرتے ہیں۔ عورت کو کسی عمر پر آزادی و مختاری نہیں ہونی چاہیے
جسکو اپنا بہتری اور ترقی منظور ہو۔ وہ عورتوں کو عزت اور حرمت سے رکھے۔ بڑی
طرح پیش آنا انسانی دھرم سے بعید ہے۔ اولاد کی حفاظت رکھنا مردوں کا حق ہے
عورتوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ پردہ دور کرنے سے ہزاروں خرابیاں ہوتی
ہیں۔

اڑھیا لے (۸)

استریوں کا دھرم اور تہم

راجہ جہشتر پتاما جی! تقسیم وراثت کس طرح ہونا چاہیے۔ ہمیشہ جی برہمن
کو چار استری چار برہمن کی کرنا گناہ نہیں۔ برہمن چھتری۔ دیش یہ دو ج دھرم ہیں۔
یہ جانتے ہیں سکتے ہیں۔ ان برہمنوں کی استریوں سے جو اولاد ہوتی ہے۔ اس میں چھتری

استری کا لڑکا برہمن ہی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وشیوں یا گرہستوں میں برہمنی سے
جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہی برہمن ہوگا۔ چھترانی سے چھتری۔ ویش کی لڑکی سے ویش
ہوگا۔ شودر عورت کے بطن سے جو اولاد ہوگی۔ وہ شودر ہی کی کہلاتی ہے۔ اس
لئے اس کا پرہیز واجب ہے۔ میں شودر استری رکھنے والا برہمن شودر
برابر ہے۔ شودر استری سے مباشرت کرنا گناہ ہے۔ جو اعلیٰ چیزیں ہیں۔ یعنی گائے
بیل۔ گھوڑا۔ شال۔ دوشالہ۔ سونا وغیرہ نہ مل اشیا برہمن کے جتنے میں آتی چاہئیں
بقیہ حساب کے دس جتنے کر لئے چاہئیں۔ چھترانی کا بیٹا بھی برہمن ہے۔ وہ تین جہ
پاؤں کا۔ ویش عورت کا لڑکا دو جہ۔ شودر استری سے جو اولاد ہوگی۔ دوسری
جتنے سے زیادہ نہیں پاسکتی۔ اگرچہ قانوناً محبوب الارث ہے۔ تاہم بسر اوقات کے لئے
چاند کا دوسواں جہ دینا چاہئے۔ البتہ جو اولاد اپنے ہی برن کی ہے۔ وہ برابر ہے
کی مستحق ہے۔ برہمنی کی اولاد برہمن ہی ہوگی۔ اور برنوں کے لڑکے اپنے برن میں
اختیار رکھتے جاتے گے۔ غیر برن کی اولاد کو جو باپ اٹھا کر دیدے۔ وہی لے سکتا
ہے۔ ترکے میں جہ لینے کا مستحق نہیں۔ جس برہمن کے پاس تین سال کے بسر اوقات
کے لئے کافی سرمایہ موجود ہے۔ وہ جگ ضرور کرے۔ تین ہزار روپے سے زیادہ
عورت کے پاس دہر دہر نہ ہونی چاہئے۔ یہ روپیہ عورت گرسہتی کے اخراجات
میں صرف کر سکتی ہے۔ ہرمال یا روپیہ عورت کے نام سے جمع کر دیا گیا۔ اس
میں لڑکا تصرف نہیں کر سکتا۔ باپ کی دی ہوئی دولت میں برہمن کی استری
سے جو کنیاں یعنی بہن پیدا ہوئی ہے۔ وہ برابر جہ تقسیم کر اسکتی ہے۔ کیونکہ
برہمنی کے بطن سے کنیاں اور اپنے برن کی استری سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے
آپس میں برابر ہے۔ کہ ہستی عورتوں کا دھرم ہے۔ کہ اپنے بہت کی سبوا کریں
(اتوں مسواک) اٹھان کرانا۔ بال صاف کرنا۔ عمدہ اور لذیذ کھانے تیار
کر کے پست کو کھانا۔ ہتی برت عورت کا یہی دھرم ہے۔ مگر ہستی کے چلنے کا م
ہیں۔ عورتوں کو کرنے چاہئیں۔ جس کے گھر میں ایسی عورت شہرت و عظمت
کی دیوی ہو جو دے۔ اسکو دوسری عورت پر نگاہ ڈالنا یا دوسری سے نفس
امید کے پس ہو کر شادی احکام شاستر کے خلاف ہے۔ چھتری کے لئے چھترانی

یادیشیا دو عورتیں تجویز کی ہیں۔ تیسری شہور کی بیٹی سے شادی کرنا چھتری جن کے لئے قلعی مخالفت ہے۔ چھتری ورثہ آٹھ حصوں میں منقسم ہے۔ چھترانی لڑکے کو چار حصہ اور جنگ ویل کا سامان ملنا چاہیے۔ رتھ سواری بھی اسی کا حق ہے۔ دریشیا کا بیٹا تین حصہ اور شہور کا بیٹا ایک حصہ پالنے کا استحقاق رکھتا ہے۔ وہ بھی اگر تپا ہنسی خوشی دیکھ ویش کی شادی ایک ہی شاستر میں لکھی ہے۔ شہور کی لڑکی سے شادی کرنا جائز نہیں۔ ویش کے اسباب کے پانچ حصے ہونے چاہئیں۔ اسی طرح شہور کے ورثہ کی تقسیم ہے۔ اگر کثیر العیال ہو۔ تو بھی برابر حصہ ہو سکتے ہیں۔ اولاد تریہ کو اپنے حصے سے کچھ زیادہ مل سکتا ہے۔ یا بڑا حصہ۔ بڑا بیٹا۔ اس سے چھوٹا مچھلا بیٹا۔ اور سب سے چھوٹا حصہ چھوٹا بیٹا لے سکتا ہے۔ سب ذاتوں میں اپنے برن کی عورت سے جو اولاد ہو۔ وہی افضل ہے۔ ریشوں نے ہی دھرم کہا ہے۔

ورن شکر اور اسکی شناخت

ماں باپ کی اطاعت سے گریز کرنے ان کی عزت اور حرمت کے خفاں ہونیوالے لوگوں سے جو اولاد ہوتی ہے۔ شکر ورن ہوتی ہے۔ یا کسن عورتوں شباب کے ولولے میں اندھی ہو کر شیر مردوں سے ہمستر ہو جاتی ہیں۔ اور ان سے جو اولاد ہوتی ہے۔ وہ شکر برن کہلاتی ہے۔ نفس امارہ سے مغلوب ہو کر جو عورتیں یا مرد عزت و حرمت کا پاس نہیں کرتے۔ اور جوانی کے نشے میں متوئے ہو کر ورور پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا منہ دیکھنا دانا اور بیڈت لوگ پسند نہیں کرتے نہ ان کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔

چند شکر جو شکر ورن کے اشخاص نفیس پوشاک ڈانٹے پوشے۔ شریف صورت بنکر ہمارے سامنے آویں۔ ہم انہیں کیونکر پہچانیں۔ بھیشم جی نیچ ذات اور کمینہ لوگ چھپے نہیں رہتے۔ جو بات شریفوں سے ہوتی ہے۔ وہ کمینوں سے حشر تک نہیں ہو سکتی۔ صورت ہی سے کمینہ بن برتا ہے۔ گو کیسی ہی نفیس اور خوشما پوشاک سے آراستہ ہوں۔ ایسے لوگ نہ گورو اور نہ کسی گرجس کو مانگتے ہیں۔ بے رحمی مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ وہ مطلق اپنے مطلب کے سامنے رحم نہیں کرتے۔ انہیں خواہ مخواہ باپ یا ماں کا اثر ایسا ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ جس سے ان

ان کی قومیت کار از چہیا نہیں رہتا۔ جس خاندان میں حال تخم و پیدائش پوشیدہ ہے۔ اس میں جو برن شکر اولاد ہوتی۔ اسمیں ایسی عادتیں ہوتی ہیں۔ جس سے خاندان پر حریف آجاتا ہے۔ تحقیقات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کا حسب و ست نہیں۔ جو برن شکر ہیں۔ ان سے وہ امور سرزد ہوتے ہیں۔ جو شاہ ستر کے مخالفانہ ہے بد چینی جو ان کا ذاتی جوہر ہے۔ سر چٹھہ کر پکا دتا۔ خواہ وہ کیسے ہی زلیہ اور پوشاک سے بلبوس ہو۔ ویسی برن شکر استری یا پریش سے اولاد پیدا کرنا نہیں چاہیے۔ عقل مند لوگ ایسا نہیں کرتے

اوصیائے (۹)

گنڈوان اور گائے کی مہماں

بیشم چمکتے بیج ہیں۔ جانوراں چرند میں گائے کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے۔ گھریں ہونے سے چھٹی پرکاش کرتی ہے۔ دودھ کا مقابلہ امرت بھی نہیں کر سکتا ہے۔ کہلا گنڈوان دینے سے پستین سورگ کو جاتی ہیں۔ دھن گرہستوں پر واجب ہے۔ کہ کہلا گنڈو کے سینہ گ سونے سے مڑھ کر زر کار جھول سے مزین کر کے طلائی دودھ دوہنے کا برتن اور جھٹا شکست و کشا بہم گیانی بید پاٹھی برہمن کی نظر کرے۔ دنیا میں نام ہوگا۔ اور عجبائیں نوکش اور سورگ ملیگا۔ گنڈو سے بڑھ کر کوئی جانور نہیں۔ دودھ اور گھی سے پرورش ہوتی ہے۔ بدن میں شتی۔ چہرے پر بشاشت برسنے لگتی ہے۔ رعیت کے کام بغیر اس جانور کے ہو نہیں سکتے۔ اگر گائے نہ ہو۔ تو زندگی و شہار ہو جائے۔ زمین اور زراعت ہمیشہ لوگوں میں مویشی یعنی گائے کی بڑی دولت ہے۔ شیوہی مہاراج نے گنڈو کے ساتھ تپ کیا تھا۔ رشی منی بھی گنڈو کی پالنا کرتے ہیں۔ گائے سے مرمت لوک اور سورگ لوک دونوں بنتے ہیں۔ جگ بغیر دودھ اور دہی کے ہو نہیں سکتا درشنوں سے جو غذا اب سے چھوٹ کر بیکینڈ کو جاتا ہے۔ بید پاٹھی برہمن کو پرستی دان ایوان دینے کے اندر لوک رہنے کو ملتا ہے۔ ان دان کے برابر کوئی دان نہیں

اگرچہ سونے کے دان کے فضائل زیادہ ہیں۔ اگر ان دان اس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ جتنا کپڑے۔ چدن۔ خوشبو یا ت۔ عطر۔ پھیل اور طرح طرح کی شہرینی دان کرنے والے بھوساگر سے پار اتر جاتے ہیں۔ اور عقبتے میں ریش دھام حاصل ہوتا ہے چاندی کا پلنگ یا چدن کے پاؤں کا پلنگ تو شک۔ طاف۔ تیکہ۔ چادر۔ چھتری وغیرہ کا دان سپھا دان کہلاتا ہے۔ سپھا دان دینے والے بیکٹھ میں نو اس کرتے اور جو ران جنت یعنی اسپریش خدمت پر متعین ہوتی ہیں۔ دیوتاؤں کی طرح چین نصیب ہوتی ہے۔ حوض تالاب۔ پل۔ ہمانسرا۔ کنوئیں۔ باولیاں۔ جانوروں کے پانی پینے کے لئے ڈیرے تال بنوانے والے انسان کو یا اشومیدھ جگ کرتے ہیں۔ جس حوض تالاب میں موتی سا پانی بھرا ہو۔ اور آدمی جانور خوش ہو کر پیاس بجھائیں۔ ان کی رو میں دعائیں دیتے ہیں۔ جس سے اس کی تارائیں ہو جاتی ہے۔ حوض اور تالاب میں زمینہ بنوانے۔ سٹھرے اور لیلیٹ گھاٹ تعمیر کرانے سے پرلوک میں دیوتاؤں کی پدوی ملتی ہے۔ مکان بنوانے سے پیروں کی رو میں خوش ہوتی ہیں۔ انگور۔ انار۔ کیلہ۔ نارنگی۔ لیچ وغیرہ کھانے لگانے والے دنیا میں نیک نام اور پرلوک میں دیوتاؤں کے جسم میں پراپت ہوتے ہیں۔ جو پھول اس باغ میں ہوں۔ دیوتاؤں اور رشتہوں پر چڑھائے جائیں۔ گرسہتیوں کا یہی دھرم ہے۔ حسب حیثیت سواں کرنے والے۔ اور محتاجوں کو دنیا میں بہت اچھا خیال کیا گیا ہے۔ خاندان کی پرورش اور کنبہ کی پرداخت گرسہتیوں کا اعلیٰ مثل ہے۔ دولت و ثروت پر ناز کرنا مناسب نہیں۔ دان سے گناہ موکش ہو جاتے ہیں۔ جو دھرم اور دان کا اپدیش کرتے ہیں۔ ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنا گرسہتی کا دھرم ہے۔ ان راجاؤں کا دان نہ لینا چاہیے۔ جو رعیت پر جبر کر کے پیسہ وصول کرتے ہیں۔ یا جو راجہ جگ نہ کرتا ہو۔ اس کا بھی دان لینا ممنوع ہو۔ گرسہتی لوگ اس بات کا بھی خیال رکھیں۔ کہ دان ایسے برہمن کو دیا جاوے۔ جو عیالدار ہو۔ آمدنی کم رکھتا ہو۔ مگر وید پانچویں ہے۔ ایسے برہمنوں کو ان دان۔ بستر دان دینا مناسب ہے۔

ادھیائے (۱۰)

دان کی فضیلت اور راجہ نرگ کی کتھا

راجہ جہد شتر بھارت بنس کے سرتاج بھیشم جی ممالک غیر سے جو رہے
ہمارے ہماری اور دریودھن کی مدد پر آئے تھے۔ وہ سب مارے گئے۔ ہزاروں
بلکہ لاکھوں آدمیوں پر ہند خاک ہو گئے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ان کی
بیوہ عورتیں کیا کہتی ہوں گی۔ مجھ پر نفرن بھیجتی ہوں گی۔ میری ذات سے ان کے
عیش و آرام پر پانی پھرا۔ اس ادھرم سے جو کچھ سنا لے۔ کھڑی ہوئے نرگ
میں سر نیچے اور پاؤں اوپر ہونگے۔ اٹھاٹھکایا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر جہد شتر جی رونے
لگے۔

بھیشم جی۔ دھرم دان راجہ جہد شتر بار بار اسی کا سوچ رہے گیانی
ہو کر نا بھیجی کی باتیں کرتے ہو۔ تمہاری لویہ مرضی نہ تھی۔ کہ دریودھن سے لڑائی ہو
جب اس کینہ پرور سنگدل نے بڑے بڑے راجاؤں اور کرشن بھگوان کا کہنا نہ مانا
اور تمہاری آبرو اور عزت کے ورہے ہو کر بھشن و حسد کی آگ میں جلا کر کباب ہو گیا
تو اور راجاؤں پر افسوس کرنا غفلتد پسند نہیں کرتے۔ جنگ و جدل میں لڑ کر
جان دینا ہر ایک میتس نہیں۔ ان کی رو میں فردوس پریرا بن آئند بھو تھی
ہوں گی۔ تم نے کسی کو نہیں مارا۔ ایشور کی مرضی ہی تھی۔ کرشن بھگوان کا چچہ۔ جل
رہا تھا۔ اسی کی آگ میں جل کر سب راکھ ہو گئے۔ ادھن نام ہوا کرتا دھرتی
کرشن ہیں۔ جو سامنے بیٹھے ہوئے ہمارا ہمارا جہم سچل کر رہے ہیں۔ تم دھرماتما
ہو۔ راجہ جی جگ کسے راج پا کر آئے۔ بھوکا۔ آشوبیا۔ جگ کر۔ سوش۔ تالاب
بانغ۔ بادلیاں بنا کر دنیا میں نیک نامی حاصل کرو۔ پیاسوں کو پانی پہنچانا
بھوکوں کو آن دینا دھرم دان پرشوں کا کام ہے۔

جہد شتر۔ دو برہمنوں سے کس کو دان دینا چاہیے۔ جس کی تمہارا

ہے۔ دو سر طالب نہیں۔

بکھشتہم جی۔ دان اسی کو دینا چاہیے جو سوال نہیں کرتا ہے۔ ودیا
دان برہمن دان کے محتاج نہیں۔ الا صابر و شاکر لوگ قانع ہوتے ہیں۔ ان
کی نیت نہیں ڈلتی۔ سائل برہمن کا خواص چوروں کی طرح ہوتا ہے۔ سخی کی
موت نہیں ہوتی۔ اور نہ کبھی وہ مرتا ہے۔ اس کا نام زندہ جاوید ہے۔ سائل
یعنی بھکاری برہمن مدعو نہ ہوتا چاہیے۔ ریاض کش اور متاض برہمن جن کا
جسم پاک و صاف ہو۔ جو بھسم لگاتے ہوں۔ ناراین کے بھجن میں لگن رہتے ہوں
ایسے برہمنوں کو بھوجن کرانے سے دیتا خوش ہوتے ہیں۔ وہ دیتاؤں کے سروپ
ہیں۔

جی ہشتم۔ دان بڑھ کر بے یا جگ ہ

بکھشتہم جی۔ دان کی فضیلت بڑھی ہوئی ہے۔ لیکن دان کے جگ۔ پورا
نہیں ہوتا۔ چترئی دان ہی سے دھن دولت کا مالک ہوتا ہے۔ ان سے اندر
پوری ملتی ہے۔ جو برہمن گریہ نہ ہو۔ عیالدار ہو۔ مگر۔ اس یعنی بھکاری نہ ہو
ایسے برہمنوں کو بھوجن کرانا گیت دان دینا شاستریں لکھا ہے۔ جگ بھی
اسی لئے کیا جاتا ہے۔ کہ برہمنوں سا دھوئیں ریشیوں کا جمع ہو۔ ان کو گھوڑے
ماہی۔ گٹھ۔ شال۔ دو شالے قیمتی پوشاک پانگ۔ بھونے دینے سے پر لوگ بھگتا
ہے۔ جس جگ میں دان نہ ہو۔ وہ جگ۔ نہیں کہلاتا ہے۔ جو راجہ رعیت پر غلام
قانون ٹیکس باندھ کر خزانہ بڑھاتا ہے۔ اس کی حکومت کا زوال عنقریب
ہے۔ ایسے راجاؤں کا دان لینا برہمنوں کو مناسب نہیں۔ جس راجہ کی سلطنت
میں رعیت دکھی۔ کھانے پینے کی محتاج ہو۔ قحط کے ظالم مانتوں سے تنگ ہو کر
قانون سے گزراں ہوتی ہو۔ وہ راجہ پاپ کا بھانگہ ہوتا ہے جس راجہ میں چور
اچکے رعیت کا مال کھتے ہوں۔ اور راجہ ان کی حفاظت نہ کرتا ہو۔ وہ سرو سے
کے سمان ہے۔ ایسے راجہ وار پر کھنچنے کے لائق ہیں۔ غریب محتاجوں کی خبر نہ لینے
والے رعایا کی چوروں سے حفاظت نہ کرنے والے راجوں کو باہم اتفاق کر کے مار
ڈالنا چاہیے۔ ان دان سے پر ہتی دان عمدہ کہا گیا ہے۔ جو راجہ پر ہتی کا دان برہمنوں

کو دیتا ہے۔ اس کا دائمی مسکن سورگ ہے۔ جو برہمن کی معاش سے تنگ رہتا ہو۔
ایسے برہمنوں کو برہمنی دان واجب نہیں۔ کیونکہ وہ زراعت نہیں کر سکتا۔ دان کی
زمین اس کے کارآمد نہیں ہو سکتی۔ ان دان یا برہمنی دان ایسے برہمنوں کو دینا چاہیے
جو عیالدار ہوں۔ بھکاری نہ ہوں۔ کھیتی سے غلہ پیدا کر کے اپنے خاندان کی پرورش
کریں۔ زمانے کے انقلاب سے جس راجہ کا راجہ ٹکڑا گیا ہو۔ اس کی مدد کر کے پھر راجہ دلا
واسے راجہ سورگ میں جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ناراجی سے ہیں۔ پھر چھٹا۔ کہ سب دنوں
میں کون دان بڑھ کر ہے۔ ناراجی بولے۔ سب دنوں میں ان دان اتھم ہے۔ کیونکہ
بغیر ان کے جو کل جیو کی جائزگی نہیں ہوتی۔ عیالدار سادھو سنیاسی کوئی ہو۔ بغیر کسے
تپ نہیں کر سکتا۔ تمام کاروبار ان پر محول ہیں۔ ناقہ کشی اور بھوکے رہنے سے کوئی نہیں
جیتا۔ جو لوگ سادھو برہمن سنیاسی کی رو میں ان سے تربیت کرتے ہیں۔ ان کے یہاں
سے لکشی نہیں جاتی۔ وہ گھروں دولت آل عیال سے بھرا پڑا رہتا ہے۔ ان دان
دینے سے لوگ پر لوگ دونوں بنتے ہیں۔ فٹے کی اتنی طاقت ہے۔ کہ پانچ عمامہ جن
سے جسم کی ساخت ہوتی ہے۔ قائم رہتے ہیں۔ ان سے اولاد ہوتی ہے۔ اسی طرح بل
دان کا حال ہے۔ جو شخص پیاس سے ڈکھی ہو۔ ٹھنڈا میٹھا پانی پلانے سے اس کی
روح خوش ہو کر دعائیں دیتی ہے۔ جل سے ان اور جیو کی پیدائش ہے۔ پو سال بچانا
جانوروں کے لئے گھاٹ بنانا۔ کھیتوں کے لئے زکھو دنا۔ تالاب تعمیر کرنا۔ ریشیوں
کا بیان ہے پانی کے بغیر کوئی پو جا جگ اور پن دان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جل
دان کرنا سب دنوں سے بہتر ہے۔ اسے راجہ! اپنے راجہ میں برہمنوں سادھوؤں
کو ان دان اور بل دان دینے کی ہدایت کرو۔ دودھاری گائیں دان دینے سے
بہت نفع ہوتا ہے۔ دودھ سے دان دینے والے برہمنوں کی اولاد اور استری
خوش ہو کر دعائیں خیر سے یاد کریں۔ کہ گائے کے سنہری سینک مرٹھ کر اور اچھی
جھول ڈالکر متھانی سمیت وید پاٹھی برہمنوں کی نذر کرنے سے لوگ اور پر لوگ
سنجھتے ہیں۔ ایسا ہی بل دان بھی ہے۔ بیل سے زراعت ہوتی ہے۔ پر بھی دان
ذریعہ معاش ہے۔ جتنی چیزیں ہیں۔ سب زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ برہمنوں پر شکر
بالدھنا کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اس وقت راجہ زگ کا اتھاس یا دایا۔ یہ راجہ

مختیار اور سخی تھا۔ راجہ زنگ نے ہزار چک کئے۔ لاکھوں گھوڑوں اور فدا کردان کرتا دیکھا داند دنیا
کنویش باولیاں باغ لگا کئے۔ ایک روز راجہ زنگ حسب معمول گھوڑان کر رہا تھا۔ ایک
گھائے جس کا منکلیپ پہلے ہو چکا تھا۔ کھل کر راجہ زنگ کی گھوڑاں میں شامل ہو گئی
راجہ نے وہ گائے دوبارہ منکلیپ برہمن کی نذر کی۔ جب وہ برہمن گائے لیکر چلا تو
پہلے برہمن نے گھوڑوں کی۔ دونوں میں جھگڑا ہوا۔ راجہ زنگ کے پاس آئے۔ اور
الفاظ کے خواستگار ہوئے۔ راجہ پر حیرت چھائی۔ کچھ کرتے ہی نہ پڑا۔ پہلے برہمن
کو سمجھایا۔ کہ ایک گائے کے عوض ہزار گائے لیلے۔ اسے چھوڑ دے۔ مگر اس نے نہ مانا
اپنی بہت پر قد تم رہا۔ پھر دوسرے برہمن پر مخاطب ہو کر اسی طرح گویا ہوا۔ اس نے بھی
انکار کیا۔ غرض یہ جھگڑا نہ ٹوٹے ہو سکا۔ اور راجہ زنگ مر گیا۔ دھرم راج نے سوال کیا
تم نے تمام عمر گھوڑاں سچا داند کئے۔ مگر بھول سے ایک گائے دوبارہ منکلیپ کر کے
داند دی۔ اس وجہ تم کو کچھ دن زنگ بھوکنا پڑے گا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ آیا پہلے زنگ
بھوکو گے یا سو زنگ جانا لینا کر لے ہو۔

راجہ زنگ۔ پہلے زنگ بھوک لینا اچھا ہے۔

دھرم راج۔ کچھ داند اگر گٹ ہو کر بھگتنا پڑے گا۔

راجہ زنگ۔ دھرم راج کے حکم کے بموجب گٹ ہو کر دوار کا پور ہی پورا ایک کنویش
کے اندر پڑ رہے۔ کچھ مدت گزرنے بعد یکایک دوار کا میں قحط پڑ گیا۔ ہنر تالا سب خشک
ہو گئے۔ وہ کنویش صاف کرنے کی غرض سے کھولا گیا۔ ایک بہت بڑا گرگٹ دکھائی
دیا۔ کرشن بھگوان نے جاکر عرض کیا۔ کنویش میں ایک گرگٹ بہت بڑا پڑا ہے۔ وہ
کبھی طرح نہیں نکلتا۔ کرشن بھگوان جو تکلیف کر کے اس گرگٹ کو کنویش سے نکالا
صدا راج کے ورشن ہوتے ہی گرگٹ نے چولا چھوڑ دیا۔ اور دیہ روپ ہو کر کرشن بھگوان
کی استی کرتے دگا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ اتنے بڑے دانی راجہ ہو کر گرگٹ روپ کیوں
ملا۔ اس نے سب حال موبو عرض کیا۔ اور کرشن بھگوان کے چن چھو کر پورا دن پر سوار
ہو کر بیکٹھ کو چلا گیا۔

اڈھیاے (۱۱)

چترکیت اور اودالک رشی کا اتہاس

اودالک رشی پیاس سے بیتاب ہو کر چترکیت راکے سے بولے۔ اے پتر دیپے سے پانی لے آؤ۔ پیاسا ہوں۔ دریا کے کنارے مٹی کے برتن بہت جمع ہیں۔ کسی آب حوضے یا پیا لے میں جل لاؤ۔ تو بیوں چترکیت دریا پر گیا۔ دیکھا کہ تمام برتن بگٹے ہیں کوئی پیا لہ یا آب خورہ باقی نہیں۔ واپس آکر پیاس سے بولا۔ پانی کے لئے کوئی برتن ہم نہ پہنچا۔ مجبور ہوں۔ اودالک رشی تنگی سے بے قرار تھے چترکیت کو جاننا وہاں سمجھ کر کہہ بیٹھے۔ جہاں تیری خبر لیں گے۔ چترکیت سراپ سے منوم ہوا۔ وہ پاپر گیا درختوں کے پتوں کا دونا بنا کر جل بھلر۔ اڈھیا کی پیاس بجھائی۔ اودالک جو کھانا لال ہوا۔ کوئی نڈا میرا ایسی کیجئے۔ جو سراپ سے نجات دل سکے۔ اسہ اودالک رشی کو ہوش آیا۔ اپنی دعا کے بدلہ پر خود ہی عجوب ہوئے۔ سراپ کو دیدیا۔ پچھتاوے سے کیا ہوتا ہے۔ رشی جی نے ایشور سے پرائی تنہا کی۔ آسے نارائن۔ اس حالت میں میرے پتر پر تم ہی دیا کر سکتے ہو۔ کھڑکے دن جیل کر سراپ موش کر دو۔ دعا مقبول ہوتی۔ چترکیت کو جہاں کے دوت اٹھائے گئے۔ دھرم راج کا شگھاسن لٹکا ہوا ہے۔ دھرم راج بیٹھے ہوئے نیک و بد اعمال کی تفتیش کر رہے ہیں۔ جمع عام ہے۔ گنگا در دست ہے۔ منہ لٹکائے کھڑے ہیں۔ دناں کی سنہری زمین مٹی۔ جس پر آسمان سے پانی کرنا اوسپنہ اوسپنے سونے چاندی کے محل بنے ہوئے تھے۔ شیشہ آلات سے مزین روشنی بکتہ نور ہو رہے تھے۔ گائے ہر محل میں موجود تھی۔ چترکیت نے دریا منت کیا۔ ان جہاں نگار محلوں کا کون خوش قیمت مالک ہے۔ جو اسہ ایلا۔ تو نہیں جانتا۔ اسے یہ محل انہیں لوگوں کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں خیرات کی۔ بھوکوں کو کھلایا۔ گھوڑان کئے۔ بیل۔ ناہتی۔ گھوڑے اور ہر کتوی کے دالوں سے برہمنوں کو مسرور کیا۔ ان کی پاک رو میں یہاں آتی ہیں۔ اور اپنے نیک اعمالوں کا نتیجہ بھو مٹی میں

دیس کا راجہ ترکھاوت تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر راجہ تک پہنچی۔ اس نے آدمیوں کو بھیج کر رشی کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ ایسا نہ کریں۔ ایک گتو دوں گا۔ اس کے دودھ آپ کا پالن ہو گا۔ رشی نے ماتہ کھینچ لیا۔ اور آٹھ کر جنگل کی طرف چلے گئے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ گور کے پھل کے اندر سونا بھر کر رشی جی کو دے آؤ۔ غرض حکم کے مطابق تعمیل کی گئی۔ گور میں سونا بھر کر رشی جی کے پاس لے گئے۔ مگر دوسری بار بغیر سونے کے گور بھینٹ دیئے۔ رشی نے دونوں گور اٹھائے اور وزن کر کے فرمایا۔ ان پھلوں میں سونا معلوم ہوتا ہے۔ راجہ سے کہہ دو۔ کہ ہم پیروی لوگ سونا لیں۔ تو دونوں کی آگ پھونک دے۔ اس لئے یہ پھل واپس دیتے ہیں جب کال پڑتا ہے۔ عقل زائل ہو جاتی ہے۔ قحط کے عالم میں راجہ پر رعیت کی ضروری لادہی ہے۔ دیوتا جگ سے خوش ہوتے ہیں۔ رشی دیکھ پڑھنے اور پتر شرادھ کرنے اور آدمی بھوجن سے رغبت رکھتے ہیں۔ اس لئے برہم بھوج سے بڑھ کر اور دان نہیں۔

راجہ جید ~~حشم~~ دیوتا اگر اور پھول وغیرہ کی خوشبو سے کیوں مسرور ہوتے ہیں۔ بھیشم جی شکر جی نے راجہ بل سے کہا۔ پھول کی خوشبو سے دیوتا خوش ہوتے ہیں۔ وہ پھول جن میں خوشبو و رنگ بہت پیارے ہیں۔ خاردار پھول دگلاب وغیرہ دیوتاؤں پر چڑھانے سے عدمی مال ہو جاتے ہیں۔ پھول ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے رنگ اور خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ایسے پھلوں سے دیوتا خوش ہو جاتے ہیں۔ جو پھول مرگھٹ یا قبرستان میں پیدا ہوں۔ دیوتاؤں پر چڑھانا مناسب نہیں۔ جو شخص خوشنما اور خوشبودار پھول روزانہ دیوتا پر چڑھاتا ہے۔ دیوتا اس کے ممد و معاون رہتے ہیں۔ دھوئی دھوپ کی کئی قسمیں ہیں۔ اگر چند دن گوگل کی دھوپ دیوتاؤں کو مرغوب ہے۔ دھوپ میں بعض درختوں کا گوند بھی شامل کیا جاتا ہے۔ شال کے درخت کا گوند دیت راجپس اور ناگوں کو چڑھایا جاتا ہے۔ گھی اور شکر دیوتاؤں کو پسند ہے۔ پوجا میں گھی کا چراغ جلانا بہت عمدہ خیال کیا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ چراغ میں لو ہو جاتی ہے۔ اور لو کا منہ آکاش کی طرف ہوتا ہے۔ لو سے روشنی بھی ہوتی ہے۔ اسی

جگ میں گھوکا پیدا ان کیا تھا۔ گھوکی چڑی پھل مذہی نمودار ہوئی بہت سے گھو
میدہ جگ کلک ممانعت ہے۔ گھووان سے حالت زرع کی کلیکیں نہیں ہوئیں
جو تکلیف یا مصیبت کے وقت گھووان کرتا ہے سچ سے نجات پاتا ہے۔ ریٹیاں
کا مقلد ہے۔ کہ گائے برتری مذہی پار اتار دیتی ہے۔ یہ بات طوطا ہے۔ کہ
گائے ایسے برہمن کو دی جائے۔ جو اچھی طرح رکھ کر خدمت میں کوتاہی نہ
کر سکے۔ ایسے شخص کو ہرگز نہ دینا چاہیے۔ جو اسے مار ڈالے یا بڑھک قصائی کے
ہاتھوں بچکر روپیہ وصول کرے۔ اس حالت میں وان دینے والا اور لینے والا
دونوں زک میں جاتے ہیں۔ جس گھوکا بچہ ڈھلا یا کم طاقتیہ۔ ایسے گائے ہی
وان کرنا جائز نہیں۔ کہلا گائے خیرات کرنے سے اندر پوری ملتی ہے۔ گھووان
کا حاتم بہت بڑا ہے۔ کہاں تک بیان کیا جائے۔

اڑھیا گئے (۱۲)

پوچھا کرنا اور بھوک لگانے کے قواعد

رشی اور مہنی کا قول ہے۔ کہ اور وانوں سے سو رگ ملتا ہے۔ لیکن بھوجن
وان برہمن سے دو چار کر دیتا ہے۔ گربہتی کا فرض ہے۔ کہ جو کھانا اپنے اور اپنے کنبے
کے واسطے تیار کر اوسے۔ تو سب سے پہلے اگنی پر پانچ نئے سب چیزوں کے رکھ
اور بش بھگوان کا وان کر کے جل سے آچھن کر اوسے۔ بعدہ خود تناول کرے
اگر ہو سکے۔ تو کسی بھوکے سادھو یا مسافر کو کھلا کر آپ کھاوے۔ جو گربہتی ایسا
کرتے ہیں۔ دکھ درد سے نجات پاتے ہیں۔ جو انسان اپنی آل اولاد کی افزونی
اور دولت کی ترقی چاہتے ہیں۔ وہ بھوکوں محتاجوں اور غریب مفلس شریفوں
کو کھلا کر آپ کھاتے ہیں۔ اس سے دنیا میں نیک نام ہوتے اور عقبے میں برہم
پر مانتا سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ ایسا عالمگیر قوط پڑا۔ دنیا میں
وان کا نام نہ رہا۔ ایک رشی نے انسان کا بچہ ذبح کر کے پکایا اور کھانا چاہا۔ اس

دیس کا راجہ ترکھاوت تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر راجہ تک پہنچی۔ اس نے ادیبوں کی راج
کر رشی کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ ایسا نہ کریں۔ ایک گنودوں کا۔ اس کے دودھ
آپ کا پالن ہوگا۔ رشی نے ناتھ کھینچ لیا۔ اور اٹھ کر جنگ کی طرف چلے۔ راجہ
نے حکم دیا۔ کہ گور کے پھل کے اندر سونا بھر کر رشی جی کو دے آؤ۔ غرض حکم کے
مطابق تعمیل کی گئی۔ گور میں سونا بھر کر رشی جی کے پاس لے گئے۔ مگر دوسری
بار بغیر سونے کے گور بھینٹ دیئے۔ رشی نے دودھوں گور اٹھائے اور دھوا
کر کے فرمایا۔ ان پھلوں میں سونا معلوم ہوتا ہے۔ راجہ سے کہہ دو کہ ہم پیوی لوگ
سونا لیں۔ تو دوزخ کی آگ پھونک دے۔ اس لئے یہ پھل واپس دیتے ہیں
جب کال پڑتا ہے۔ عقل زائل ہو جاتی ہے۔ قتل کے عالم میں راجہ پر رحمت کی
خبر داری لبدی ہے۔ دیوتا جگ سے خوش ہوئے ہیں۔ رشی دید پڑھنے اور پتر
شرادھ کرنے اور آدمی بھوجن سے رغبت رکھتے ہیں۔ اس لئے برہم بھوج سے
بڑھ کر اور دان نہیں۔

راجہ جی ^{حکم} دیوتا اگر اور پھول وغیرہ کی خوشبو سے کچھیں مسرور
ہوتے ہیں۔ بھیشم جی شکر جی نے راجہ بل سے کہا۔ پھول کی خوشبو سے دیوتا خوش
ہوتے ہیں۔ وہ پھول جن میں خوشبو و رنگ بہت پیارے ہیں۔ خاردار پھول
دکھاب وغیرہ دیوتاؤں پر چڑھانے سے بدوچار مال ہو جاتے ہیں۔ پھول ایسی
چیز ہے۔ کہ اس کے رنگ اور خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ایسے پھلوں
سے دیوتا خوش ہو جاتے ہیں۔ جو پھول مرگھٹ یا قبرستان میں پیدا ہوں۔ دیوتاؤں
پر چڑھانا مناسب نہیں۔ جو شش خوشما اور خوشبو دار پھول روزانہ دیوتا پر
پر چڑھاتا ہے۔ دیوتا اس کے مہمدمعاون رچتے ہیں۔ دھوئی دھوپ پاکی
کئی قیں ہیں۔ اگر چند دن گول کی دھوپ دیوتاؤں کو مرغوب ہے۔ دھوپ
میں بعض درختوں کا گوند بھی شامل کیا جاتا ہے۔ شال کے درخت کا گوند دیت
راجپس اور ناگوں کو چڑھایا جاتا ہے۔ گلی اور شکر دیوتاؤں کو پسند ہے۔ پوچھا
میں گلی کا چراغ جانا بہت عمدہ خیال کیا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ چراغ میں لو ہوتی
ہے۔ اور لو کا منہ آکاش کی طرف ہوتا ہے۔ لو سے روشنی بھی ہوتی ہے۔ اسی

خیال سے چراغ جلانا فرمن سبھا گیا۔ کہ ویکٹ سے معرفت کا نغمہ بول میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر کبھی کا چراغ نہ میسر ہو۔ لہٰذا نکل کا تیل کافی ہے۔ مگر چربی کا چراغ ہرگز جلانا نہ چاہیے۔ وجہ یہ کہ کبھی اگر اردو کا وزیر چندن کی تو شبو سے دیوتا اور پتر خوش ہوتے ہیں۔ اور چربی کی بدبو سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ کٹھا کر دوا رہ سوالہ پہاڑ جنگل۔ پوراہ میں روزانہ چراغ جلانا چاہیے۔ جو لوگ مندر روں وغیرہ میں روشنی کرتے ہیں۔ دیتا دے عتقا میں نام روشن کرتے ہیں۔ ریش بھگوان اور دیوتاؤں کے آگے شیریں اور خوش بچوان کا پر شاو چڑھانا لازم ہے۔ جو بھوجن ریش بھگوان کے امین کیا جائے۔ نہایت پاکیزگی اور لطافت سے بنا کر بھوگ لگانا چاہیے۔ جس دیوتا کے لئے پر شاو لگایا جاوے۔ اس کا نام اور اس کے سروپ کا وہیمان کر کے تھوڑی انکی عیودہ نکال کر اس پر کبھی شک چڑھا کر بھوگ کی چیزوں سے تھوڑا تھوڑا آگ پر رکھے۔ اس آہوتی سے دیوتاؤں کی رو میں خوش ہو جاتی ہیں۔ بھوگ لگا کر آجین کرادے۔ بعدہ تقسیم کر کے کچھ خود بھی پر شاو لے جو انسان ایسا کرتے ہیں۔ ان کو ہمیشہ برست کا پھل حاصل ہوتا ہے۔

ادھیائے (۱۳)

دھرم کرم کے اوصاف

راجہ جڈ شتر بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو عمر طبی پر پہنچے بھی نہیں پاتے۔ کوئی بچپن کوئی جوانی ہی میں مر جاتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ پوری عمر پر کون لوگ پہنچتے ہیں۔

بھیشم جی۔ جن کے اعمال اچھے اور کردار نیک ہوتے ہیں بول پاک و صاف ہے۔ ایسے لوگ پوری عمر پر پہنچتے ہیں۔ جن کے مزاج میں صفائی نہیں۔ میلے کچیلے بستر پہنچتے ہیں۔ روزانہ ہناتے نہیں۔ دھرم کرم کے پابند نہیں ہوتے ہیں۔ وہ رزک گامی ہوتے ہیں۔ ان کی عمر کم ہوتی ہے۔ اس

کئے انسان پو تر ہے۔ پو تر تائی سے دولت اور عمر کی افزونی ہوتی ہے اور نیک نامی کا باعث بھی پو تر تائی ہے۔ جو صاف رہیگا۔ جزو فیہ اس کا عادی ہوئیگا۔ گندگی سے نیک خیال پاس نہیں آتے۔ منشپروں کا قول ہے۔ جو انسان بزرگوں کی نیک طبعی اور خوش رفتاری کے قدم لگام نہیں چلتے۔ وہ کبھی نیک چلن نہیں ہو سکتے۔ ان کی عمر بھی کم ہوتی ہے۔ اور مرنے پر دوزخ ان کا مسکن ہوتا ہے۔ جو کبر و نخوت سے گریز کرتے ہیں۔ راست بیانی شہر میں گفتاری جن کا شیوہ ہے۔ ان کی عروس برس کی ہوتی ہے۔ جو آدمی مانتوں کے ناخن دانوں سے کاٹنے یا سستی سے رات دن پڑے رہتے ہیں۔ یا کچھ کھا کر منہ مانتے نہیں جوتے یا نیک کاموں میں حجت سمجھا کرتے ہیں۔ ان کی بھی پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ علی الصباح اٹھ کر پریشور کا نام اور سمن کر کے ضروریات سے فارغ ہو۔ اثنان چھڑھیا۔ پوچھا اٹھو کا دھیان اور سمن کر کے حسب حیثیت روزانہ والی یا کچھ خیرات کرے۔ دوپہر یا غروب کے وقت آفتاب پر ٹھٹھالنا اچھا نہیں لگتی سے بال صاف کرے۔ اثنان کر کے صبح کو پاک و صاف۔ کسنا بھی دھرم کا اصول ہے۔ بول و براز کے وقت غلیظ پر نگاہ ڈالنا تندرستی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دوپہر یا غروب آفتاب کے وقت پاخانہ پھرنا چاہیہ نہیں۔ دن میں حور سے صحبت کرنا تندرستی کو زوال دیتا ہے۔ جس شخص کے دل میں کدورت پڑ گئی ہو۔ اس کے ساتھ کبھی نہ رہنا چاہیہ۔ رستہ چلتے ہوئے سامنے سے برہمن یا خاکم و بت یا کوئی بوجھ اٹھائے ہوئے یا حاملہ عورت آتی دیکھائی دے۔ تو راہ چھوڑ کر کنارے ہو جانا چاہیہ۔ درخت میں برگد آنو کہ یا مندر ٹھا کر دوارہ راتے ہیں میں۔ تو وائیں طرف چھوڑ کر بائیں طرف راستہ اختیار کرے۔ غروب آفتاب اور دوپہر کو مندر میں جانا اچھا نہیں۔ اگر قی کے وقت مندر میں جانا خرفی سمجھے۔ پوشاک اور جوتا کسی دوسرے آدمی کے پہنے ہوئے خود نہ پہنے۔ اماوس۔ پورنمانشی اور اشٹھی کی رات کو حور سے ہمبستری مسموع ہے اور نہ ان تارنخوں میں گوشت خوری مناسب ہے۔ کسی چاند پر چھری تیز کرنا

اپنے ذائقے کے لئے مناسب نہیں۔ نہ جانوروں کو ایذا ہی دینا چاہیے۔ نہ کسی کو
گالی دے۔ نہ کسی کا دل دکھائے۔ تلوار کا زخم تو منہ دل ہو جاتا ہے۔ مگر بات کا زخم
ہر وقت ہزار رہتا ہے۔ بیچ قوم اگرچہ وہ دو لہند ہی کیوں نہ ہو۔ وان لینا مناسب
نہیں۔ کسی کو لے۔ لنگرے پانچ پر جس کا کوئی عضو معمولی اعضا سے خراب ہو
گیا ہو اس پر خندہ کرنا عقلمند پسند نہیں کرتے۔ بہت قامت یا لمبیل قامت پر
مہنتی اڑنا زیبا نہیں۔ نہ کسی پنڈت یا معلم پر حرف گہر سونا چاہیے۔ عیب جوئی بڑی
بلا ہے۔ اسے راجن! ہمارے شاستر جو فقہ اور تصوف اور نیت سے بھرے ہوئے
ہیں۔ بہرگز ان باتوں کی اجازت نہیں دیتے۔ عیب جوئی۔ غیبت۔ چٹوڑی افواہ
قبیحہ ہیں۔ ان سے دور ہی بھاگنا چاہیے۔ ذلیل اور کمینہ لوگ ایسے کرم کرتے
ہیں۔ کسی برہمن یا رشی سے مباخذہ کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ مسافت طے کرنے کے
بعد یا پیشاب یا پاخانہ کر کے ہاتھ پاؤں دھونا ضرور چاہیے۔ مسافر نوزی گرسہتوں
کا بہترین اصول ہے۔ طلوع آفتاب سے پیشتر اٹھنا چاہیے۔ مانا پتہ بزرگوں کی
ڈنڈوت اور پرنام جن پرشوں کا کام ہے۔ ان درختوں کی مسواک کرنا اتم ہے۔
جن کی رہنمائی ہدایت کرتے ہیں۔ دانت کرتے وقت بات کرنا مناسب نہیں
آٹھ کی دانت منقوی بدن و دالہ کرم و دنان ہے۔ بڑ۔ پیل۔ بیری۔ کینر۔ جیل۔ پتر۔
گولہ۔ ام۔ کرس۔ انار۔ نگر۔ منب کی دانت ویدک شاستروں میں لکھی ہیں
کچھ۔ ناریل۔ کینگی۔ ہنتال۔ تال۔ چرٹھی درختوں کی مسواک کرنا جائز قرار نہیں دیا
گیا۔ استفرغ کے بعد یا ورم اور شکم پر ہی کے زمانے یا دوسرے درجہ شمشک گوش کے
وقت بھی دانت کرنا واجب نہیں۔ راست کو سولے وقت سرانہ پورب کی طرف
اور پاؤں پچھ ہونا چاہیے۔ وکن کی طرف پاؤں کرنا ممنوع ہے۔ ٹوٹے ہوئے پلنگ
یا چارپائی پر آرام کرنے سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بستر اڑھ کر سونا بھی خراب
ہے۔ برہمن ہو کر نہانا اچت نہیں۔ خوب صاف ہو کر نہانا چاہیے۔ تاکہ جسم صاف
ہو جاوے۔ بغیر نہانے چدن لگانا بڑا ہے۔ نہا کر کپڑے چھانٹنا اچھا نہیں۔ اس کی
چھینٹ سے بدن کی پاکیزگی جاتی رہتی ہے۔ کھیتی میں پاخانہ پیشاب کرنا درست
نہیں۔ آبادی یا پورے پر غلطی ڈالنے سے ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ کھڑے

ہو کر یا راہ چلتے یا چوتنا پہننے کھانا ہرگز نہ کھانا چاہیے۔ پورپ بھی طرف بیٹھ کر کھانا
کھانا شاستر میں لکھا ہے۔ کھانے سے پیشتر ماتھے پاؤں دھو لینا چاہیے۔ اور اگر کچھ
سے صاف کر کے کھانے میں ماتھ ڈالتا چاہیے۔ سر سے وقت پاؤں دھو کر اور
کپڑے سے پونچھ کر آرام کرے۔ تری کی حالت میں سونے سے بچھڑھستی ہے۔
جس جگہ گائے بندھتی ہو یا رکھ کا دھیرہ ہو۔ پیشاب اور کلی کرنا جائز نہیں۔ ٹوٹے
پھوٹے ظرف میں کھانا کھانا یا پانی پینا شروع خیال کیا گیا ہے۔ خیر اور عابدوں
کو مختارات کی نظر سے دیکھنا حق ہے۔ ملک ماتھ میں لینا مناسب نہیں۔ رہت
کو وہی خورش مسرت پہنچاتی ہے۔ مہین پر کھانا لازمی نہیں۔ نہ کسی کی جوٹن کھاؤ
نہ اپنا جوٹھا کسی کو کھلا دے۔ اگر کوئی کھانے وقت آ جاوے۔ تو اسے شریک شام
کر لینا بہت مناسب ہے۔ وہی۔ دو وہ۔ کبیر۔ شہد اسی قدر ہوسی جائیں۔ جس
قدر کھا سکے۔ اس کی جوٹن چھوڑنا اصولاً جائز نہیں۔ کھانا کھا دی چکنا مضر صحت ہے
ماتھ دھو کر صبر سے پر ماتھ ماننا قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے۔ اور ماتھ کو چٹھا ہے
جب چھینک یا کھانسی آوے۔ تین بار آچھ کرنا چاہیے۔ اس سے عمر و دولت کی
ترقی ہوتی ہے۔ گہ ہستی لوک لوطا مینا بکوتر پالیں۔ ان کے پالنے سے گما و رعین
تھر میں پرورش نہیں کرتیں۔ فاختہ۔ قمری۔ گدھ۔ چیل۔ کوٹوں کا پالنا گرہا ہوں
پر دنیا نہیں۔ تذب پیٹ بھر کر کھانا نہ پانچے۔ بلکہ کسی قدر بھوک باقی رہنے پر
ماتھ کھینچنا وید شاستر کا اصول ہے۔ کھانے کے بعد بدن پر تیل ملنا فطرتی شروع
ہے۔ اچھے خاندانی لوگوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرنا جائز ہے۔ تاکہ اولاد اچھی پیدا
ہو۔ اولاد کو پہلے سنسکرت پڑھانا چاہیے۔ پھر وہ ہنر سکھائے جائیں۔ جو باپ
دادا کا پیشہ ہے۔ یا زمانے کے موافق ہو۔ اپنی لڑکیوں کے واسطے اچھا خاندان اور
اچھا بڑ بھوپ کرنا چاہیے۔ ماں باپ کے گو تر کی لڑکیاں لینا و ہرم شاستر کے خلاف
ہے۔ اپنی ذات سے کم نہ اپنی ذات سے اونچی ذات کے یہاں شادی کرنا مناسب
ہے۔ برابر کی قوم میں شادی ہنسا باعث فراغ بالی اور خوشحالی ہے۔ یہ خیال رکھے
کہ لڑکی میں کوئی روگ یا عیب تو نہیں۔ یا ذات بادی سے خارج تو نہیں۔ اپنی
خورت کو حفاظت اور نگہبانی سے رکھے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ سوچے کہ۔ ملحق امثال

ہو جاوے۔ جس طرح زلیخا اور جوہر احتیاط سے رکھے جاتے ہیں۔ ہر وقت اس کی تہ نظر رہتی ہے۔ اسی طرح عورتوں پر نگاہ رکھے۔ جب تک عرج اٹھ کر اٹھان اور پوجا نہ کر لی جاسے۔ کوئی دوسرا کام کرنا دھرم نہیں۔ گوہر اربوں کا کام لاحق ہوں۔ مگر یہ کام سب پر فوق ہے گیا۔ ماں باپ کا حکم بجالانا عقل مندوں کا دستور ہے ورزش جسمانی کاموں پر رکھے۔ علم تیر اندازی سواری گھوڑا اور ماسی اور رتھ کی سواری سیکھنا داناؤں کا کام ہے۔ کہ وقت پر بغلیں نہ جھانکنا پڑیں۔ ورزش سے ملازم خدمتی نوکر چاکر پر دباؤ رہنا چاہیے۔ مذہبی شاسترو کتب کا مطالعہ روز بڑا کرے۔ خالصہ عورت سے قلمی پرہیز ہے۔ اگر حیض کے پانچویں روز عورت سے ہمبستر ہو۔ تو رات کی اور چھٹے روز ہمبستری سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ایسا مہینہ رات کی اور جنت میں لڑکا تولد ہوتا ہے خاندانی اور کنبے کے لوگوں کی عزت افزائی اور فراہمی ہے الامکان خیر است وان پن جگ ہو دم روز ہوا کریں۔ ہر لوک میں اپنے ہاتھ کا دیا ہوا کام آتا ہے۔

ادھیائے (۱)

گوتم رشی اور راجہ راتھ کی ملاقات

پیشہ جی گوتم رشی مشہور عابد پرہیزگار اپنی بیوی کے ساتھ کسی جنگل میں ٹپ کر رہے تھے۔ ایک مابھی کا بچہ ان کے پاس آیا۔ بھوک سے جان بلب ہو رہا تھا۔ ماں مر چکی تھی گوتم اس کی حالت دیکھ مضطرب ہو گئے۔ تھوڑا پانی دیا۔ روٹی کھلائی۔ درختوں کی پتیاں توڑ کر بچے کے سامنے ڈال دیں۔ اسی طرح کچھ مدت گزر گئی۔ بچہ جوان ہوا۔ دن رات گوتم رشی کی چوک سے کرتے لگا۔ جنگل سے لکڑیاں مٹھوئی کے لئے توڑ لاتا۔ اور گوتم رشی کی خدمت میں مصروف رہتا۔ جہاں نہیں۔ کہ پرنسپل مارے گئے۔ راتھ راجہ دھرت وان کاروبار دھر کر گوتم رشی کے پاس آئے۔ کہ وہ پیکر جبل کے وانت اور قد دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ راتھ چاہتے تھے کہ یہ مابھی

دما بھارت مولداتی

کہ یہ ماتھی اپنی سواری میں رکھیں۔ چنانچہ اپنے ساتھ کچھ دُور لے گئے۔ گوتم رشی کے چیلے اندر کی قزاسے باہر ہو گئے۔ گوتم رشی سے اطلاع کی۔ رشی اندر کے پاس دوڑ آئے۔ اور کہا۔ کہ آپ نے میرے ماتھی پر دانت لگایا۔ میں نے بچپن سے اسے بالاً پرورش کیا۔ جو ان ہوا۔ آپ نے چلے۔ اندر سے جواب دیا۔ کہ موا وند ہزار گائیں دیتا ہوں۔ یہ ماتھی مجھے دیدو۔ فقروں عابدوں کو ماتھی سے کیا سروکار۔ البتہ راجاؤں کو ماتھی کی ضرورت رہا کرتی ہے۔ یہ کہہ کر ماتھی مانگنا شروع کیا۔ گوتم رشی بولے۔ اچھا لے جاؤ۔ مگر میں جراج کے دربار میں ماتھی لوں گا۔ آندہ جراج کے یہاں مجرم گنہگار لوگ جاتے ہیں۔ مجھے جراج سے تعلق نہیں تو اچھے لوگ جاؤں گا۔ گوتم دھرم جراج کے دربار میں کمزور اور شہ زور کیساں ہیں۔ بھوٹ سچ کھل پاتا ہے۔ وہاں انتہائی جمال نہیں۔ جو باتیں بنا سکو

اندرو جو شخص ماں باپ کے حکم سے انحراف کرتے ہیں۔ خدمتگداری نہیں کرتے یا وید کے خلاف چلتے ہیں۔ بزرگوں کی باتوں پر کان نہیں دیتے۔ یہ لوگ جراج کے پاس پیش ہوتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں میں نہیں۔ اس لئے بیکٹھ میرے لئے کانٹا ہے۔ مابں تم کیونکر دعو پیدار ہوں گے

گوتم اس پھر سے نہ بھولنا۔ سو میر پرست پر دیوتاؤں کا مسکن ہے۔ مگر گنہگار ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے ویلے سے ماتھی لے لوں گا۔

اندرو تپ کرنے والے برہمن چھتری ایسے مقاموں پر جاسکتے ہیں۔ یا وید خواں ہیں۔ وہ جاتے ہیں۔ میرا قیام اس سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

گوتم۔ تو کیا نندن بان میں جاؤ گے۔ اگر وہاں گئے۔ تو مجھے ماتھی ملنا مشکل نہیں۔ مابں بھی اچھے اچھے درخت خوشبودار پھل پھول ہیں۔ وہاں دیوتا اور گنہگار لوگ آندو رفت رہا کرتی ہے۔

اندرو بیکگوت بجن کرنے والے۔ نارائن کے گن والے نندن پانچ جاتا ہے۔ میرے اعمال ان سے بھی اچھے ہیں۔ لہذا میں اس سے بھی اچھے لوگ جاؤں گا۔ گوتم۔ تو کیا سوم لوک رچندراں کا لوک (جاؤ گے۔ وہاں ماتھی لے لوں گا۔ اندرو۔ حسب مغاور چیزات کرنے والے صابر و شاکر رہنے والے لوگوں کا

استخوان پندر لوک جھجھجھے اسی سے بھی اچھا دھام ملے گا۔

گوتم۔ اگر سورج لوک تیار اجاتا ہوتا۔ تو وہاں سے مانتی لے سکتا ہوں
اندرا۔ جو شخص زرگوں کے ویلوں پر قائم رہتے ہیں۔ نیک بنیں گے۔ گورو
کی خدمت کرتے اور برت رکھتے ہیں۔ ایسے آدمی سورج لوک جاسکتے ہیں۔ میرا
استخوان تو ان سے بھی بڑھ کر ہے۔

گوتم۔ اچھا یہ بھی جانے دو۔ بڑن لوک میں میرا تیار اسانا ہو گا۔
اندرا۔ جو انسان چار ماہ بھر جاگ ہون کرتے ہیں۔ اوروں کی بدبو بچی
کو بہن کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قول کے پابند رہتے ہیں۔ وہ بڑن لوک جاتے ہیں
میں یہاں بھی انہیں جاؤں۔ مجھے اس سے کئی گنا بڑھا چڑھا استخوان ملے گا
گوتم۔ اچھا اندر لوک میں ملاقات ہوگی۔ وہاں کچھ نہ بھائی بچاؤ گے
اندرا۔ سو برس کی عمر جن کی ہوتی ہے۔ تمام عمر جاگ اور بیدار رہنے میں گزار دے
ہیں۔ انہیں تب کہیں اندر پوری ملتی ہے۔ میرا استخوان تو اندر پوری سے کہیں زیادہ
ہے۔

گوتم۔ لکھو کیا پر ہم لوک جاؤ گے۔ وہاں لے لوں گا

اندرا۔ راجدھانی جاگ۔ اشو مہرہ جاگ کر پوٹا لے کر لوک جاتے ہیں۔ میرا
دھام پر ہم لوک سے بڑھا چڑھا ہے۔

گوتم۔ برہم لوک سے آدھا گوتم لوک۔ چنے وہاں اپنا مانتی تم سے لے لوں گا
اندرا۔ جب دس گنو کا دان ایک سو پین کو دیا جاوے۔ اس پر بھی پیچہ و
ہوں ہو جیٹھا۔ مانسز۔ گنگا۔ جہاں پیاس کو داورمی۔ شرسٹی و غیر دیگر تیلوں پر اشان
کر کے تب کہیں گوتم لوک ملتا ہے۔ میں گوتم لوک بھی نہ چاقو لگا

گوتم۔ اب پہچانا۔ آپ راجہ نہیں۔ بلکہ اندر ہیں۔ منست میں یکو اس ہوئی رہا تھی
آپ کو مبارک۔ آپ کی نذر ہے لے جائیے۔ اندر گوتم رشی کی باتوں پر نہایت
محموظ ہوئے۔ فرمایا۔ انا کا آپ کے پاس آیا۔ آزمائش ملو ٹوٹتی تھی۔ مانتی لے کر کیا
کردن گا۔ آپ کی عنایت سے صلیکڑوں مانتی خیل ٹاسنے میں ہند سے ہوتے ہیں۔
لیجئے یہ اپنا مانتی لے لیجئے۔ مانتی گوتم رشی کے قدموں پر گر پڑا۔ اندر بوسے۔ میں

دیوتاؤں کا راجہ اندر ہوں۔ مجھ سے کچھ مانگئے۔ یہ کہہ کر گوتم ہشتی کو ماتھی کے ساتھ
بیکنڈ لے گئے۔

اڈھیاے (۱۵)

مال۔ باپ۔ بھائی کی عزت اور پرست رکھنے کے طریقے

بھیسٹم جی۔ اے جد ہشتر! اچھے اور بڑے اعمال ہی انسان کے ساتھ
ہیں۔ جو خاکساری کرتے ہیں۔ سب کو بڑا جانتے ہیں۔ کبر و نخوت سے جنہیں گریز
رہتا ہے۔ ایشور کے پیارے ہوتے ہیں۔

جد ہشتر۔ چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کیونکر پیش آئے۔ کس طرح
برتاؤ رکھے۔

بھیسٹم جی۔ بیٹا بڑے بھائی کی عظمت مرشد سے کسی طرح کم نہیں۔
چھوٹا برائے مرید کے تصور کیا جاتا ہے۔ دونوں بھائیوں کے ان بن ہونے سے

گھر خراب ہو جاتا ہے۔ تفرقہ اچھا نہیں۔ اس میں دونوں کو نقصان لاحق ہے۔ بڑا
بھائی بجائے باپ کے اور چھوٹا بھائی فرزند کے برابر ہے۔ دونوں کے میل سے
گھر کی ترقی ہوتی ہے۔ محبت بڑھتی ہے۔ نیکنام ہوتے ہیں۔ اگر بڑا بھائی چھوٹے
کی رعایت نہ کرے۔ تو حاکم وقت کو مناسب ہے۔ کہ دونوں میں فہمائش کر کے
اتفاق لڑا دے۔ مگر بڑا یا چھوٹا دونوں کو اتفاق کرنا پسند نہیں۔ تو تنبیہ کر کے یا

جس طرح ممکن ہو۔ یا بھی فیصلہ کرادے۔ بڑے بھائی پر فرض ہے۔ کہ باپ کا
ورشید پر اب تقسیم کرے۔ چھوٹے بھائیوں کو جو واجب ہے۔ کہ بڑے بھائی کو باپ
کی جگہ پر متمکن کریں۔ حکم کی تعمیل میں انکار نہ ہو۔ نیک چلن آدمی ہے۔ جس کے
خفا میں عمدہ اور پسندیدہ ہوں۔ اور وہی سب میں بڑا ہے۔ کچھ زیادہ عمر ہو

جانے سے بڑائی نہیں ہوتی۔ گرو کا اقتدار پر وہیت دس گنا ہے۔ اور دس درجہ گرو سے زیادہ باپ کا۔ ماں کا رتبہ باپ سے دس درجہ زیادہ ہے۔ ماں کے برابر کسی کا استحقاق نہیں۔ جس طرح باپ کا ادب ہوتا ہے۔ ایسی ہی تعظیم بڑے بھائی کی ہو۔ بڑی بہن اور بڑی بھانج اور دودھ پلانے والی وایہ کا رتبہ ماں سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

راجہ جی دھرم پورٹ کی ذکر رکھے جاتے ہیں

بھیشم جی۔ برہمن چتری پرتین دن کا برت لازمی ہے۔ چوتھے روز پاراشن کرے۔ تب برت پھل ہوتے ہیں۔ ویلش دو دن رات اور شودر ایک دن رات برت رکھے۔ پنجی۔ اشٹی۔ پورن ماسی۔ پڑواید برت کے دن ہیں۔ برہمن چتری کے لئے یہی تین دن برت کے ہیں۔ برت رکھنے سے بیماری نہیں ہوتی۔ پھاگن کے مہینے میں ۳۰ دن جو انسان ایک وقت رات دن بھوجن کرتے ہیں۔ ان کو برت کا پھل ملتا ہے۔ جب مہینہ ختم ہو جاوے۔ برہم بھوج کر کے برہمنوں کو اچھے اور خوش ذائقے کھانے کھلائے۔ برہم بھوج سے گناہوں کی کثافت دور ہو جاتی ہے۔ ماگھ کے برت رکھنے والے دولہنڈ کے یہاں جنم لے کر عیش و آرام کرتے ہیں۔ پھاگن میں ایک وقت کھا کر رہنے اور برہم بھوج کرتے سے حسین عورت ملتی ہے۔ چیت کے مہینے میں ایک بار بھوجن کرنے سے زروچہ اہر ملتا ہے۔ بیساکھ میں ایک وقت کھانا اور برہم بھوج کرنا نہایت آتم اسوجہ سے گروانا گیا ہے۔ کہ اولاد نیک چلن اور فرمانبردار میسر آتی ہے۔ اور غلے کی کوٹھیاں گھر میں بھرتی ہیں۔ جینیٹر کا مہینہ ایک وقت کھانے کے لئے سفید خیال کیا گیا ہے۔ پورب جنم میں راج حاصل ہوتا ہے۔ بھادوں میں کھانے سے گویں ملتی ہیں۔ کنوار میں ایک سال تک رات دن ہیں اگر ایک دفعہ بھوجن کرے۔ تو گھوڑوں کا لاجھو کالک میں ایک دفعہ کھانے سے دلیری اور بہادری ہوتی ہے۔ اسی طرح سال بھر ایک وقت بھوجن کرنے والے جب کا پھل حاصل کرتے ہیں۔ پندرہ روز اولی اور آخراہ میں تین برت رکھنے سے کوہر دیوتا ہی مصاحبہ ملتی ہے۔ اور شروع ماہ کے اول پندرہویں میں روزہ رکھنے تو بکنڈ ملتا ہے۔ برت رکھے

سے بیماریاں نہیں دوڑتیں۔ بدن پر جتنی چالاک آتی ہے۔ سوداگر قوم کے چتر می
کھتے برت رکھتے رکھتے رہن ہو گئے رہن ہو گئے۔ دیوتا برت رکھتے ہیں۔ اور
بیکٹھ میں جاتے ہیں۔ برتنی برت کی بدولت مقبول خلافت ہوئے۔ جیون
و حمد گن۔ لبشٹ۔ گوتم۔ بھرگ رشی وغیرہ برت ہی کے قین سے بہت رشی
ہو گئے۔

جہد شتر۔ پتا مہ جی! آپ کو زبانی جگک جہا تہا خدیسٹے۔ کہا جگک
گرستی لوگ ہی کر سکتے یا غیر بھی۔ غیروں کے پاس روپیہ تو ہوتا نہیں۔ ان
کے جگک کیجئے ہوئے ہیں۔

غیروں کے لئے برت رکھنا کیا کچھ کم جگک ہے۔ ان کا جگک نہیں ہے۔ نہ ایک
دفعہ بھو جن کریں۔ روزانہ ہم ہوں۔ کسی کی برائی نہ چاہیں۔ جو سادھو پیراگی ایک
دن کھاوے۔ دوسرے پر نہ رکھے۔ اسے جگک کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص
دو روز برت رکھے اور تیسرے دن کھاوے۔ اسکو اس سے زیادہ پھل اور بہت
رشیوں کا استھان ملتا ہے۔ جو شخص تین روزہ پختہ کھک چوٹے روزہ بھو جن کرتا
ہے۔ ملاوہ پھل کے اندر پوری باس کے لئے بھق ہے۔ اسی طرح پانچ دن روزہ
رکھنے والے سو بیج لوک جاتے ہیں۔ اور جو چھٹے دن پانچ کرے۔ صبح وغیرہ
شام کو اٹھان کرے۔ عورت سے دور بھاگے۔ اسے گو میہ جگک کا پھل پراپت
ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر بدن پر رویش ہیں۔ اتنے ہی برس برہم لوک میں لوٹ
کرنا ہوتا ہے۔ سات دن برت رکھنے والے جتیندری کہلاتے ہیں۔ اس برت
میں شہد اور مانس کھانا ہوا نہیں۔ اس کا پھل وہ ہے جو برن جگک سے حاصل
ہوتا ہے۔ اسی طرح جو دسویں دن بھو جن کرتا ہے۔ ہزار جگک اشو میہ جگک کا پھل
پاویں۔ برہما جی کے ورثوں سے جنم پھل ہو جائے۔ گیارہویں دن برت
کھولنے سے راجو جی جگک کا پھل اور بارہویں دن برت کھولنے سے ہامید
جگک کا پھل ملتا ہے۔ تیرہویں روزہ کھولنے والے آسمان کے ساتویں
طبقت دیکھ سکتے ہیں۔ یا تیسویں دن بھو جن کرنے والے بش لوک جاتے ہیں۔

پوہیں دن بعد سورج لوک بچیں دیں دن بچو جن کر سکو والے سے چند روک
اور تائیسویں دن برت کھولنے سے دیو۔ کنہر۔ گندھرب میں بڑائی ہو۔
اٹھائیسویں دن کے برت سے دیوریشیوں کا استھان اور اٹھیسویں دن کے بچوں
سے دیوتا اور ریشیوں کے لوک اور چھینے بھر کے برت سے برہم خاکسا کا پھل
ملتا ہے۔ برت کی پختل سے رشی مہی جوگی سیدھ ہونگے

چند شش ٹر۔ کس دن کا برت سب سے اچھا ہے۔

بھگیشم جی۔ ہے پانڈو پترا! اکادشی برت کی فضیلت بہت سی
بڑھی ہوئی ہے۔ ہر چھینے کی گیارہویں تاریخ شش پمشل اور کرشن پمشل اکادشی
کہلاتی ہے۔ یہ دن بٹن بھگوان کے ہیں۔ اکھن چھینے کی ایکادشی کو زامار برت
رکھنے اور کیشوجی کی پوجا کرنے سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔ ایکب ایکادشی
کا برت رکھنے سے اشویرہ جگ کا پھل ملتا ہے۔ تاکہ چھینے کی ایکادشی برت
اور مادھو بھگوان کی پوجن سے باجی جگسا کا پھل پراپت ہوتا ہے۔ بھامن چھینے
کی ایکادشی برت اور گوہر کی پوجا سے راجدھی جگسا کا پھل اور چندر لوک
حاصل ہوتا ہے۔ چیت کے چھینے کی ایکادشی برت میں پرشوتم بٹن بھگوان کی پوجا
کرے۔ اسے جگسا کا پھل ملے۔ اور دیو لوک میں پوجا پاش ہو۔ بیساکھ چھینے کی
ایکادشی میں مدھ سوون جی کی پوجا جاترہ ہے۔ سورج لوک سے کہہ رہے کہ ملتا ہے
جیٹھ چھینے کی ایکادشی برت میں پرشوتم جگوان کا پوجی کرے۔ گنومیدھ کا پھل
پاوسے۔ اساتھ چھینے کی ایکادشی میں بادون جی کی پوجا کرے۔ جگسا کا پھل اور
یکنٹھ کا پھل ملتا ہے۔ ساون کی ایکادشی برت میں مہری دھنر بھگوان کی پوجا لھی
ہے۔ بھادوں کی ایکادشی رکھی کیش بھگوان کا دھیان کرے۔ اور کنوار چھینے
کی ایکادشی برت میں باسیدو جی کی پوجا۔ اور کارکاسکی ایکادشی کو گھٹی تارائن
کی پوجا مناسب ہے۔ اس طرح جو لوگ ایکادشی برت کریں۔ دواوتی
کی صبح کو اشنان پوجا دھیان و مرن مری بھگوان کا کر کے وید پانٹی برہمنوں
کو بھوجن کرائیں۔ پھر آپ پادن کریں۔ سرگ دھام میں نو اس کریں۔
ادھر پھر دنیا میں آکر اعلیٰ خاندان میں پیدا ہو کر سنسار کے شکر بھوئیں

اور پر جب جنم کی خبر رکھیں۔

آدھ پائے (۱۴)

نیک اور پید اعمالوں کی تشخص

راجہ جادھشتر۔ کن اعمالوں سے سورگ اور کن گناہوں سے دوزخ ملتا ہے۔ جسم خامی سے روح بھلا کر کہاں جاتی ہے۔ اور کون اسے لے جاتا ہے بھیشم جی آؤ کون کے مسکے سے جس قدر برہسپت جی واقف ہیں۔ دوسرے کو واقفیت نہیں۔ ذرا توقف کرو۔ وہ آیا چاہتے ہیں۔ یہ نوکر ہو ہی رہا تھا۔ کہ برہسپت جی سامنے سے منور ہوئے۔ کل حاضرین نے یعنی راجہ جادھشتر ابن۔ بھیم وغیرہ راجہ دھرتراشت اور کرشن بھگوان نے نہایت تپاک سے کیا۔ قد مبوسی اور مزاج پُرسی کے بعد پر خلعت آسن بٹھلایا۔ راجہ جادھشتر نے بھائیوں کے ساتھ برہسپت جی کی پوجا کی۔ اور پوچھا۔ کہ اسے داندہ علم وید انسان کے بارہ حق خاکی سے پرواز کر کے کہاں جاتی ہے۔ اور کون لے جاتا ہے۔

برہسپت جی۔ انسان اکیلا پیدا ہوتا ہے۔ اور اکیلا ہی مرتا ہے۔ ماں باپ۔ بھائی۔ بہن کوئی کسی کے ساتھ نہیں جاتا۔ روپیٹ کر اپنے اپنے دھندلوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ البتہ اعمال ہی ساتھ دیتے ہیں کرم مثل سایہ کے ہے۔ جس طرح جسم سے سایہ جدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح کرم علیحدہ نہیں ہوتے۔ جس کے اعمال نیک ہیں۔ سورگ جاتے ہیں۔ اور جو گناہوں سے آلودہ ہیں۔ ان کے لئے دوزخ ہے۔

راجہ جادھشتر۔ جسم خاکی تو جل کر راکھ ہوتا ہے۔ یاد غن کر دیا جاتا ہے۔ اچھے بُرے کرم کس کے ساتھ جاتے ہیں

برہسپت جی۔ جامہ انسانی پانچ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔

اکاش یعنی خلا سے بنایا گیا ہے۔ جب قالب تیار ہوا، روح اور من کی حرکت
 چوڑے لگی۔ روح نیکی اور بدنی کی مہتر ہے۔ جب جسم سے روح کا تعلق
 نہیں رہتا۔ تو روح کے ساتھ اچھے یا بُرے کرم ساتھ جاتے ہیں
 راجہ جید ہشتہر۔ خلقت کی پیدائش کیونکر ہوتی ہے۔ برہمیت ہی انسان
 کے جسم میں سات دیوتاؤں کا واس ہے۔ یعنی پانچ عناصر چٹا دل اور ساتوں
 روح ہے۔ اس کو چٹین آتما بولتے ہیں۔ ان سب کو غذا سے آرام اور آسائش
 ملتی ہے۔ عیش و عشرت موزجی ہے۔ نفس امارہ غالب ہوتا ہے۔ زن و شوہر
 میں مباشرت ہوتی ہے۔ اور مباشرت سے رحم میں نطفہ قائم ہوتا ہے۔ پھر
 روح یعنی چٹین آتما اپنے اپنے کرم مطابق نطفے میں جیو ہو کر جس کرتی ہے
 اور جیسے جس کے کرم ہیں۔ دنیا میں سکھ و کھ بھوکتی ہے۔ پانچوں کو اس اچھے
 برے کرم کی شہادت دیتے ہیں۔ جم راج کے دونوں کا فرض ہے۔ کہ وہ
 ایک قالب سے نکال کر دوسرے قالب میں روح پر ویش کریں۔ عرضیکہ
 اپنے اپنے اعمال کے موافق جیو سکھ و کھ اٹھاتا ہے برہم لوگ سرگ
 لوک کی طرح دھرم راج کا بھی لوک ہے۔ دھرم راج کے یہاں خوشحال
 اور پاک باطن اخصا کا گزر ہے۔ تیرہ دروں ریاکاروں۔ بد نفس و با
 نہیں جاسکتے۔ کاش اگر گئے بھی تو ان کو وہ لوک بھی مہیب اور ڈرا ونا منکر
 آتا ہے۔ جنکو وید پڑھنے کا شوق ہو۔ وہ علم وید ان لوگوں سے تحصیل
 کریں۔ جو پنج قوم ہیں یا غلط معنی بتلاتے ہیں۔ شاگرد و استاد دونوں کو پندرہ
 برس کے لئے گدھے کی جون ملتی ہے۔ جب گدھے کے جامے سے نبات
 ملی۔ تو تیس برس برہم راچس ہوتے۔ اس کے بعد برہمن کا جسم بنتا ہے۔ اسی طرح
 جگہ کا حال ہے۔ یعنی ان لوگوں جگہ کرنا ممنوع ہے۔ جنہیں جگہ کرے کامضب
 نہیں۔ ایسے لوگ پندرہ برس مرغا اور پانچ برس گدھا اور پانچ سال سور اور
 گیدڑ ایک سال کتے کی جون میں آتے ہیں۔ تب کہیں آدمی کا جامہ میسر ہوتا ہے
 گورو اور استاد کے ساتھ رہی کر نیو اسے یا گورو کا حکم نہانے والے کتے کو بے گدھ
 اور گدھے کی جون میں ڈالے جاتے ہیں۔ جو استاد اپنے شاگرد پر ظاہری محبت کرتا

ہو۔ مگر باطن میں دل صاف نہ ہو۔ اس کو کچھ سے بلی اور گدھے کے قالب میں آنا
 پانا پڑتا ہے۔ جو شخص رانست میں خیانت کرے۔ وہ دوزخ کی آگ میں جھلے
 پندرہ برس تک کپڑوں کی جون میں پڑ جائے۔ جو شخص حاجت مند کو امیدوار رکھنے
 اور وہ بادیوسی سے اپنا کام پھرانہ کر سکے۔ یا کسی کا غلہ پر اوسے۔ اسکو پھیلی کا چارہ
 ملتا ہے۔ اور چارہ برس تک ہرن چا۔ ماہ تک گوشت نہ اور ایک سال کے قیدیوں
 میں رہ کر بچہ کہیں انسان ہو سکتا ہے۔ حاسد و دغا باز۔ سکار لوگوں کو رہنبر سیاہ
 یعنی بھوڑا کی جون ملتی ہے۔ غلہ چرائے۔ واسے گھوٹے ہوتے ہیں۔ اور پھر سور
 اس کے بعد کچھ سے۔ آخر میں آدمی کے قالب میں آگے ہیں۔ غیر عورت سے آشنائی
 کرنے والوں کو ٹیڈر یا کٹے۔ گیارہ گدھے کے قالب میں ہوتے ہیں۔ جو شخص جگ ہون
 کی سماعت کرتے ہیں۔ کپڑوں کی دیہہ پاتے ہیں۔ روٹیں بنا کر تارایت اور دیوتا
 کا بھوک نہ لگائیو اسے سو برس تک کوٹے فوجوں اور مرنے سیاہ کے قالب میں
 درائے ہیں۔ جو لوگ اپنی رنہ کی شادی بھڑکے دوسرے سے شادی کر دیتے ہیں
 تیرہ برس تک بلی کے بامہ میں تناخ رہتا ہے۔ جو شخص بزرگوں باپ پڑا بھائی
 چچا وغیرہ کا ادب نہیں کرتے۔ وہ مرنے کے بعد سیاہ مرنے ہوتے ہیں۔ گورنگی اور
 کفران کشتہ کرنے والے لوگوں پر جم دو توں کے گزرائش فشاں سے مار پڑتی
 ہے۔ اور شامل درخت میں آگے لٹکائے جاتے ہیں۔ ر شامل درخت کی پتیاں
 تیز و تار کی طرح دو و طاری ہوتی ہے اور آدمی کے قالب میں پھیرا ہونے
 ہی فوراً قبض کر لی جاتی ہے۔ دی کی چوری سے بگلا۔ شہد کی چوری سے بھٹی۔
 میوہ سمٹائی کی چوری سے چوٹی۔ کپڑوں کی چوری سے بیڑ۔ چاندی کی چوری کرتے
 سے ناختم۔ کپڑوں کی چوری سے طے۔ ریشمی کپڑوں کے چرانے سے پیش دیکھنا
 کائے کپڑوں کی چوری سے بل مرغابی اور رنگین پوشاک چرانے سے ٹاؤس۔
 دھواں ستر کپڑوں کی چوری سے چکرے کی جون ملتی ہے۔ ہتھیاروں سے مسلح
 ہو کر ہتھ پر ماتہ چلاوے یا اس کو قتل کرے۔ ایسے لوگ گدھے کے پاس
 میں پرورش کرتے ہیں۔ یا ہرن کے قالب میں تیروں کے نہ خم کھاتے ہیں۔ عورت
 پر ماتہ اٹھانا شاستر آنا جائز ہے۔ ان کو ہراج کے پہاں سے بہت بڑا گزنا اٹھاتا

پڑتا ہے۔ روغن پرائیوٹے مچھلی اور مگر چھ کا قالب پاتے ہیں۔ نمک کی چوری سے
کو ا اور نگھی کی سے مچھلی ہوتا ہے۔ اسی طرح روح ایک دوسرے قالب میں ہزار
کرتی رہتی ہے۔ کہاں تک بیان کروں۔ اتنا وقت نہیں۔
بہرہ مشطر گہنگاروں کی حالت تو کھل گئی۔ اب نیک چلن اور خلیق
مزاج اشخاص کا ذکر فرمائیے؟

برہمپیت جی۔ جن کی رغبت گناہ کی طرف مائل ہوتی ہے۔ وہی گناہ
کرتے ہیں۔ بخیرہ متین آدمی گناہ سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ ہر وقت پشیمان ہوتے
اور نسیب و فراز پر نگاہ رکھتے ہیں۔ اس غصہ پر غالب ہو کر جراثیم سے گریز رہتا
ہے۔ وہ کبھی گناہ نہیں کرتے۔ عابد تراوڑوں کی صحبت سے میغیاب ہوتے ہیں
جس طرح کینہی کے سانپ آسانی سے بٹھل جاتا ہے۔ اسی طرح خوش خوش طبع
اشخاص گناہوں سے کتر جاتا ہے۔ جسم پانچ عنصروں کا متبع جو اس غصہ یعنی اندھا
دل کو مغلوب کرنا چاہتی ہیں۔ عیش و عشرت کے ظاہری سامان پیش نظر ہو
جاتے ہیں۔ اور روح معتقد ہو کر پانچوں خواہشوں کی محکوم ہو جاتی ہیں۔ اور
دھرم کرم سے گریز رہتا ہے۔ جس کی وجہ رک بھو گناہ پڑتا ہے۔ جو لوگ خواہشوں
کو مغلوب کر چکے ہیں۔ دنیا کی حالت سراپ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ انہیں پاپ
کا ڈر نہیں ہوتا۔ خیر و ثواب بڑا جو اہر ہے۔ اس سے نجات ہوتی ہے۔ جتنا کتنا
جاوے۔ کھاؤ۔ اوروں کو کھلاؤ۔ بھوکوں اپاہجوں۔ محتاجوں سے سلوک کرو۔
خیر بڑی چیز ہے۔ دنیا میں نام روشن ہوتا ہے۔ اور عاقبت میں اچھا اجر ملتا ہے
اے راجہ قیمتی پوشاک عمدہ عمدہ پکوان دو و عاری نکاحیں زمین گھوڑے ہاتھ
سجیان وان برہمنوں کو دان دیکر عاقبت سنبھالو۔ دنیا بالکل فانی ہے۔ انعام مہا کی
تصور ہر وقت سامنے پھرا کرتی ہے۔ اس پر بھروسہ کرنا عقلمندیوں کا کام نہیں
دنیا بھی ایک قسم کی زراعت ہے۔ بیسی کاشت ہوگی۔ پھل مایکا۔ یعنی جیسا دو گے
ویسا پاؤ گے۔ غریبوں محتاجوں کو دیکھنا ہی اپنی عاقبت بگاڑتا ہے۔ خیرات
سے لوک پر لوک دونوں سنبھلتے ہیں۔ اسی طرح برہمپیت جی دھرم برتن کر کے
بیکٹھ و حام روانہ ہوئے۔

اڑھپائے (۱)

شرادھ اور ترپن کی توضیح

راجہ جیو دھرم شرادھ کرنے کے کون طریقے ہیں۔ اور شرادھ سے کیا مطلب ملتا ہے۔

پہلے ہم جی۔ روح کو خوش کرنا شرادھ کہلاتا ہے۔ وید شاستر میں شرادھ کی مستقل توضیح درج ہے۔ کلوک میں پتروں کو انسان شرادھ کیا پانی بھی نہ دیں گے مگر ہستیوں کا دھرم ہے کہ پتروں کی رو میں خوش کریں۔ اولاد کا حق ہے۔ کہ ماں باپ دادا پر دادا۔ دادی پر دادی دادی نانانی کے نام سے شرادھ کریں۔ جو شرادھ ترپن کو کہ پوتے اور پتر پڑھتے ہیں۔ دوشنگورن ہیں۔ اولاد اس لیے پیدا ہوتی ہے۔ کہ باپ دادا کا نام روشن ہو۔ اماوس کے روز پتروں اور دیوتاؤں کے نام سے شرادھ کرنا اعلیٰ دھرم تصور کیا جاتا ہے۔ ایک روز پیشتر جتندر مندور ہو۔ ایک یا تین یا پانچ یا سات یا گیارہ برہمنوں کو چوتہ دے۔ دیو کریم میں کوئی برہمن ہو۔ بھوجن کرنا ممنوع نہیں۔ دیوتاؤں کی پوجن اور دھیان سے ارادہ کر کے سناٹے بناوے۔ اور سب مندور برہمن کا بھوجن کر اوکے پتر کریم میں ذیل کے برہمنوں کو کہنا۔ واجب نہیں۔ تمنا باز۔ دعا۔ پیشہ۔ استعاطا حمل کرنا والا۔ برص یعنی سفید۔ دس رکھنے والا۔ چھپ تپ سے نفرت کرنا والا۔ دید نہ پڑھنے والا۔ مزدوری پیشہ سوداگر۔ کھانے والا۔ آٹا۔ دال۔ گھی۔ تیل بیچنے کے بسر اوقات کرنے والا۔ آگ لگانے والا۔ زبردے کر مارنے والا۔ گناہ سے عورتوں کو یاروں سے ملائے والا۔ بچہ دیکھ کر حال بتلانے والا۔ جھوٹی شہادت دینے والا۔ ماں باپ سے جھٹ کرنے والا۔ عورت کی کھائی کھانے والا۔ عیب جوکانا۔ یعنی جو ایک چشم ہو۔ نہ لانا۔ ٹکڑا چوری کر سنے والا۔ بہرہ پیا بند لوگوں کو ٹھگنے والا۔ شودروں کے پیٹ سے پیٹ بھر سنے والا۔ ہتھیار فروخت کرنے والا۔ جھامی گور کی راستری

آئینی مگر نیوالا کا شکاری کرنے والا۔ یعنی کسان۔ دیوتاؤں کی پوجن سے گزر افاقا
 کر نیوالا۔ ایسے برہمنوں کو شرادھ میں کھانا منوع ہے۔ ایسے برہمنوں کو بھوہن
 کرانے سے پتروں کی روحیں خوش نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ بھوجن راجھسوں کو پہنچا
 ہے۔ شاستر میں ایسے برہمنوں کی قطعی ممانعت ہے۔ جو قاتل ہو۔ بھیک سے زندگی
 بسر کرتا ہوں۔ وید حکیم پیشہ ہو۔ بیوپار کرتا ہو۔ پکر سے پہنے یا جوتا ڈالے۔ بھوجن کرتا
 ہو۔ ان برہمنوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تل۔ جو۔ چاول۔ دودھ۔ شرادھ کی چیزیں
 ہیں۔ ان کا ہونا ضروری ہے۔ شرادھ میں ذیل کے برہمن تلاش کر کے بھوجن کرانا
 چاہیئے۔ وید پانچویں برت رکھنے والے۔ جس کا دھرم اور اچار درست ہوں۔ وید
 پڑھنے والے کی اولاد سے ہوں۔ برہم گمانی دیہ پرکھانے والے شام و پہر کے گائے
 والے باپ ماں کے فرمانبردار۔ اپنی ہی عورت پر قناعت کرنے والے۔ برہمچاری
 راستہ پر تہذیب رکھنے والے۔ جسے گاہ اور ہون کرنا ہے اس جنس پر قناعت رکھنے
 والے اثنان دھیان کرنے والے۔ جانوروں پر دیار رکھنے والے۔ ایسے برہمنوں
 کو کھلانے سے پتروں کی ترقی ہوتی ہے۔ دھرم کا آبدیش دینے والے سنیاسی
 اور جوگی وید شاستر سے دانشور رکھنے والے ان برہمنوں کے ہونے سے
 پتروں کی بکس ہو جاتی ہے۔ دوست احباب کا شرادھ میں کھانا فرض نہیں
 گو نفس باطنیت برہمنوں کو کھانا اور سرزمین میں بیج بوتا ہے۔ اعزاء اقربا
 کی دعوت نہ دیوتاؤں ہی کو پہنچتی ہے۔ نہ اس سے پتروں کی روح خوش
 ہوتی ہے۔ بخدا اطوار و ان پڑھ برہمنوں سے ایک برہمن اچھا ہے۔ جو وید پانچویں
 اور نیم دھرم کا پابند ہو۔ منوجی کے بیٹے سواکھت سے اتاری رہی ہے۔ انہیں
 کی اولاد میں دتاری مشہور خلائق و تاری سے تم پیدا ہوئے۔ اور تم سے شرمیان
 نامی لڑکا ہوا۔ پہلے پہل شرادھ کرم کا بانی شرمیان ہوا۔ خوشگوار اور لذیذ
 پکوان بنا کر سات وید پانچویں برہمنوں کو کھلایا۔ پھر خیال ہوا کہ شرادھ کا فرض
 لڑکے کو ہے۔ نہ باپ کو نہ باپ کا لڑکا شرادھ کرے۔ نیک اور شیکار نہیں رکھتا۔ میرے
 تو باپ واداسے زندہ ہیں۔ بڑا گناہ ہوا۔ جبکہ گناہ بھی نہیں اسی واسطے میں
 بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اتاری رشی آئے۔ شرمیان کو تشنی دلاسا دے کہ سہلیا۔ تمہیں ذرا

بھی دے ش نہیں ہوا۔ یہ تو برہما جی کی آگیا تھی۔ جس کی پابندی تم پر فرم ہوئی
 اتنا کہ کوئی شرادھ کے نام سے بھی دے دھن نہ تھا۔ تم ہائی جو سکے۔ پڑا نام کہا۔
 شرادھ میں کو دوں۔ بالکاکا ساگک پیوگا۔ پیوگا۔ ہنس چو پاؤں کا گوشت۔ کپڑا
 کی کٹی۔ شلغم۔ چقندر کا لائمک۔ سیاہ رنگ کا زبرہ سنگھاڑ سے دیگر چیزوں کی مماثلت
 ہے۔ نمک کسی طرح کا ہونا چاہیے۔ بامن اور ڈھیر کی چیزیں پتر کرم میں بر جیت
 لکھی ہیں۔ شرادھ میں چھینکنا روزنامہ منع ہے۔ جو وقت جو بہن بھو جن کر رہے
 ہوں۔ خاکروب پر ہم ہتیا کر نیوالا شکر درنہ ایسے لوگ سامنے نہ آئیں۔ پہلے
 اگن دیوتا کا بھاگ لکائے۔ اس سے راجس دوو بھاگتے ہیں۔ پہلے پتا پھر پرتا
 کا پڑ دے۔ پڑ دے ان کے وقت کا بری منتر پڑھنا چاہیے۔ رجو لایا بہر ہی
 گوئی عورت پڑھتے وقت سامنے نہ آئے پاسے۔ غیر قوم کی عورت کا بھی
 سامنا نہ ہونا چاہیے۔ دریا پر شرادھ کرنا بہت اچھا ہے۔ پہلے نانا اور اس کے
 خاندانی لوگوں کا نام لے کر ترپن کرے۔ پھر اپنے رشتہ داروں کا نام لے کر جل
 دان دے۔ پیل کی دم اور کشتی میں بیٹھ کر ترپن کرنا اوٹم ہے۔ ترپن روزانہ ہونا
 چاہیے۔ اگر نہ ہو سکے۔ تو اداوس کے دن ضرور ترپن کرے

بھیشم جی۔ اے راجا! شرادھ سے پرتوں کی موکش ہوتی ہے۔
 صبح و شام کھانا کھانے والے برت کا پھل حاصل کرتے ہیں۔ جو تیسرے وقت
 نہیں کھاتے۔ ایسے لوگ برت دھاری کہلاتے۔ شب کے وقت عورت
 سے چوبستر ہونے اور مال باپ بڑوں بغیر بھو جن کر کے نو دکھانے والے
 برہما جی ہو جاتے ہیں۔ بیٹوں پوتوں کے ساتھ بھو جن کرتے ہیں۔ بلتا ہے

اُڑھیا ہے (۱۵)

گوشت تو ری شاستر اٹھتو ہے

راجہ جادھشٹر بھیشم جی سے دریافت کرتے ہیں۔ دنیا میں جو ذائقہ گوشت

کا ہے۔ وہ کسی دوسری شے کا نہیں۔ بچوں کا قبول ہے کہ گوشت سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے تو لید خون ہوتی ہے گوشت سے بہتر کوئی غذا نہیں۔ اس لئے اس کے استعمال میں کوئی دوش نہیں۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں گوشت خوردی اچھی نہیں ہوتی۔ پاسب ہوتا ہے۔ گوشت خوردی سے بڑھ کر پاسب نہیں۔ کسی جاندار کی سبناہ کرنی چاہیے۔ اگر گوشت نافع ہے تاہم دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے استعمال سے روح خوش ہو جاتی ہے گوشت سے بڑھ کر دودھ ہے۔ شیر خوردی سے عمر دراز ہوتی ہے۔ تو لید خون جب قدر دودھ سے ہوتی ہے۔ اس قدر گوشت سے ممکن نہیں۔ دودھ بڑی نعمت ہے۔ دیکھ کاشا ستر میں دودھ کی بڑی تعریف لکھی ہے جو شخص جانور کے گوشت سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے۔ وہ بے عقل اور بے رحم ہے۔ دنیا میں جان سے بڑھ کر عزیز کوئی شے نہیں ہے۔ وہ بے عقل اور بے رحم ہے۔ اسی طرح دوسرے جانداروں کا حال سمجھنا جیسی اپنی جان پیاری ہوتی ہے۔ اسی طرح عین ثواب ہے۔ دودھ پینے کو چاہیے۔ ناش کھانا بڑا پاسب ہے۔ اور ترک عین ثواب ہے۔ دودھ پینے کو بڑی عمر پاتے ہیں۔ ریشیوں نے بلیدان کرتے اور راجاؤں۔ شکار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن ہمدہ کرنا وہ بھی خلاف سمجھتے ہیں۔ شام کے وقت کھانا۔ پڑھنا۔ سونا۔ مہبستری کرنا ممنوع ہے جالوز و اور چاندوں پر بھی رحم واجب ہے۔ رحم کرنا بھی دھرم کہا گیا ہے

آدھیاے (۱۹)

بے زروں کے لئے دھرم کی ہدایت

راجہ جی ہشتر تیرا مہ جی! کن باتوں سے آدمی ہر دھرمین ہو جاتا ہے۔ اور کن طریقوں سے آدمی زو و ات اور تفکرات سے نجات پاتا ہے۔ بھیمت مہ جی۔ شر میں بیانی ایسی چیز ہے جو انسان کو پیدا بنا

دیتی ہے۔ خاکساری سے آدمی کی تیر و عزت ہوتی ہے۔ تیسر تو ب شیریں
بیانی اور خاکساری سے ہوتی ہے۔ عورت ہو خواہ مرد سب اس کے ہنست
میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جن کا برتاؤ خاکساری اور شیریں کلامی ہے۔ ان
کی جگہ دل میں ہوتی ہے۔ شیریں کلامی ہے۔ ان کی جگہ دل میں ہوتی
ہے۔ شیریں کلامی سے اگر دشمن بھی ہو۔ دوست ہو جاتا ہے۔ ترش بیانی
تکبار کی دھارا ہے۔ دل دو ٹوکے ہو جاتا ہے۔

چار ہشت۔ انسان کا بہت مشکل سے میسر آتا ہے۔ اسی جاسے میں
ایٹھ کا بھین جب شب جگاہوں وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ جب شب اور ایٹھ
کا بھین پو جا پاٹ سب میں روپے کی ضرورت رستی ہے۔ پندر غریب مفلس
بیچارے کیوں کر پو جا پاٹ کریں۔ جس سے پر لوگ سب

بھیشت۔ ایک دفعہ جم راج کنگوان کی پو جا اور وحیان میں
ایسے گن ہوئے کہ دنیاوی انسانوں کی دیکھ بھال کی مطلق ضرورت ہی
یہاں تک کہ پانی لوگ بھی سوگ کو چلے جاتے ہیں۔ کچھ روک ٹوک
نہیں۔ جراج کے دو توں نے راج اندر سے سارا مال کہا۔ اور یہ بھی پو چھا۔ کہ شرادھ
کرنے کے اہل کیا ہیں۔ اور پٹوان سے کیا پھل پر اپت ہوتے ہیں۔ اس وقت
راج سبھائی رشی۔ سدھ کھنر۔ گندھربا اور پتر بلی موجود تھے۔ دونوں کے استن

پر جواب دیا۔ جتنے استھان خراب ہیں۔ وہاں شرادھ نہیں کرنا مناسب نہیں۔
جس جگہ پٹو پکشی ذبح کیے جائیں۔ یہاں تیلیوں کا کو لہو ہو۔ جہاں شراب کشید
ہوتی ہو۔ یا جس مقام کبابوں۔ کچنیوں۔ مبیواؤں کے مقامات ہیں۔ شرادھ
پر کیا منحصر ہے۔ جمولی طور ایسے مقاموں پر گریز لازمی ہے۔ شرادھ سکھوں میں مباشرت
کرنا جائز نہیں۔ پتروں کی رو میں سخت مصیبت میں آخر قاب ہو جاتی۔ لڑکے
کی ولادت کے وقت بھی ناندی لکھ شرادھ کیا جاتا ہے۔ پتروں کی رو میں اس
شرادھ سے تر جاتی ہیں۔ شرادھ کرنے سے پہلے ایک پٹہ پانی ڈال دے۔ اس
پٹہ سے چند ماں خوش ہوتے ہیں۔ اور پتروں کی تار این ہو جاتی ہے۔ دوسرا
پٹہ بن دیتا کو دینا چاہیے۔ اسی طرح تیسرا پٹہ دیا میں پتروں سے اولاد

کی ترقی ہوتی ہے۔ پتروں کا شرادھ کرنے اور شرادھ کرانے والے کے جسم میں آجاتا ہے۔ اس لئے دونوں استری پر سنگ منع کئے گئے ہیں۔ ایک برتن میں پانی بھر کر یہ تصور کرنا چاہیے کہ جلد تیرھ کر کیشتر سمندر۔ گنگا جی لشکر اور پر بھاس چھتر اس بل میں نو اس کرتے ہیں۔ گو کی پیٹھ پر ماتھ پھیرنا اور گائے کے دُم کے بال پیشانی پر لگانا چاہیے۔ پھر اس پانی سے اٹھان کرے۔ جس میں تیرتوں کے بل کا ادھن کیا گیا ہے۔ پھر شرادھ کرے۔ گناہ چھوٹ جائیں گے۔ اگن دیوتا کی پوجا کرنے سے اولاد زندہ رہتی ہے۔ آفتاب کے سامنے پیشاب کرنے سے ۸۶ برس تک پاپ نہیں چھوٹنے۔ جو لوگ بھڑے کو اچھی طرح قودھ پلا کر سانڈ کر کے چھوڑتے ہیں۔ ان سے پترادہ دیتا خوشود ہوتے ہیں۔ اماؤں کے روز تانے کے برتن میں آبل اور جل سے ترپن کرنے والے دیوتاؤں اور پتروں کو خوش کرتے ہیں۔ دیپک دان سے پر لوک میں روشنی رہتی ہے۔

ادھیا (۲۰)

دان دھرم کا پیدائش

پیشتر جی۔ اندر کی نبھا میں سیدھ رشی گندھریوں نے سانڈ چھوڑنے کا جہاتم برن کیا۔ راجہ اندر سرتی کرشن جی سے ملتمس ہوئے۔ اُسے ماتھ! آپ کن باتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ آپ ترلو کی ماتھ ہیں۔ دیا ساگر دیا ندھان آپ کا لقب ہے۔ آپ کے دین مبارک سے وہ اصول سننا چاہتا ہوں۔ جس میں ہم سبھوں کا بہت ہے۔

کرشن بھگوان۔ جو لوگ برہمنوں کی ہدایت پر قدم بقدم چلتے ہیں بید پاٹھی برہمنوں کی پوجن کرتے اور دان کر دیتے ہیں۔ وہیل پر بل چڑھاتے اور گائے کی پرستش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ مہرے بہت پیارے ہیں۔ جو بھگ پست قد (باون روپ) برہمن کی پوجا کرتے ہیں۔ گو یا باون جی

کی پرستش ہوتی ہے۔ بادل اوتارنے تین قدم میں زمین و آسمان کی پہچان کر لی
 تھی۔ اور راجہ بل کو بردان دیا تھا۔ بارہ روپ سے پر تھی لایا۔ سو درجن چکر سے دشمنوں
 کو ہلاک کرتا ہوں۔ جو شخص صبح و شام گٹھ کی پشت پر ہاتھ پھیرے۔ وہ بچے۔ وہی گلی
 سرسوں اور پھوپھوں کی زیارت کرے۔ تاجے کے طرف میں جل بھر کر سورج نارائن
 کو ارگھ دیوے۔ اس سے خوش ہوتا ہوں۔ خدمتی یا نمک۔ تیل بھیجے تو لے یا ناراج
 گانے کے شوقین برہمن کو دان دینا اور زمین میں تخم ریزی کرنا ہے۔ جو لوگ پتر اور
 دیوتاؤں کا بھاگ نہ نکالتے ہوں۔ یا برہمن کی استری پر ہاتھ چلاتے ہوں۔ یہ لوگ
 دک میں جاتے ہیں۔ جو بھاؤں ماس کی ترپوش کو نگھا نچتر میں بکھیر بنا کر
 پتروں کے لئے برہمن کو کھلاویں۔ انہیں بارہ سال شراودھ کرنے کا پھل ملتا ہے۔ اسی
 طرح لبست جی نے برہما جی سے پوچھا۔ جو لوگ جگ کرنے کی سامرقہ نہیں
 رکھتے۔ وہ کیا کریں۔ برہما جی بولے۔ ماہ پوس کے روہنی نچتر میں اشنان کر کے
 چاندنی میں بیٹھ کر چاند کی طرف دیکھیں۔ اسے جگ کا پھل مل سکتا ہے۔ اماوس کے
 روز پھل کے پتے توڑنا اور دان کرنا منع ہے۔ جو عورت یا مرد اپنے گھر کی صفائی
 نہیں کرتے صحن و دیلی پر بھاڑو نہیں دیتے۔ برتن نہیں مانجھتے یا جو اپنی عورت سے
 محبت نہیں کرتے۔ لات گھونسوں سے جھریتے ہیں۔ ایسوں کے گھر نکشی نہیں جاتی
 دیوتا اور پتر بھی سراپ دیتے ہیں۔ پشن بھگوان کا قول ہے۔ کہ جو گٹھ رکشا کرتے
 شکر تیرتھ کا نام لے کر اشنان کرنے۔ گوشت نہیں کھائے۔ غروب آفتاب ہونے
 ہی چراغ جلاتے ہیں۔ دن میں سونا عیب سمجھتے ہیں۔ گوشت خوری سے نفرت
 کرتے ہیں۔ انہیں درشن دے سکتا ہوں۔ پتر دیوتا بھی ایسے لوگوں سے مسرور
 رہتے ہیں۔

ادھیا ئے (۲۱)

رشیوں کی زبانی دھرم کرم کے طریقے

وھوم رشی کہتے ہیں۔ ٹوٹی ہوئی چارپائی اور گھر کی صفائی نہ رکھنا فلاکت اور اوبائی
 کی نشانی ہے۔ مرنے اور کتنا بھی بالنا ٹھیک نہیں۔
 جمدکن جی فرماتے ہیں۔ جو لوگ کور باطن ہیں۔ جنکا دل صاف نہیں۔
 انہیں جگ اور بون کرنے کا پھل نہیں ملتا۔ برسات میں بل پانی میں ڈال کر جل
 وان کرنا چاہیے۔ بھوج ہر موسم میں جائز ہے۔ بید پانچھوں کو لازم ہے۔ کہ برہمنوں
 کے گھر چار آٹھ جلائیں۔ کنیاؤں سے بھوجن بنوانا اور آگن روشن کرنا جگ میں
 ممنوع خیال کیا گیا ہے۔ دیوتا کنیاؤں کے بھوجن سے خوش نہیں ہوتے۔ بوس
 رشی کا منقولہ ہے۔ کہ پرانی استری شگن کرنے والے پتر شرادھ کے خوش لائق نہیں
 پتروں کی روح شرادھ کرم سے خوش نہیں ہوتی۔ جو اور گھی کا دان در او ششی
 اور پورنماشی کے دن ضرور سونا چاہیے۔ اس دن سے چند رماں خوش ہوتے ہیں
 روزانہ صبح اٹھان کر کے تاجے کے برتن میں روزانہ تیرپن کرنے۔ شہد اور گھی
 کا دان کرنے والے جگ کا پھل حاصل کرتے ہیں۔ برہماجی کی نصیحت ہے۔ کہ
 جو جیسا کرم کرتا ہے۔ ویسا پھل ملتا ہے۔ جن کے اعمال نیک ہیں۔ اور بھلائی کے
 کام کرتے ہیں۔ ان کے خیر و ثواب کی فہرست سورج دیوتا کے پاس چتر گپت
 جی مہاراج کی لکھی ہوئی موجود رہتی ہے۔ جب انسان دیوتا سے رحلت کرتا ہے
 پریت بون ہوتی ہے۔ اس وقت ان نیکیوں کا جن کی فہرست سورج دیوتا کے یہاں ہے
 دیکھی جاتی ہے۔ چونکہ چکنا پھل مرحمت ہوتا ہے۔ تمہیں اور دیپ دان روزہ
 ہونا چاہیے۔ جو تہ۔ چھتری۔ کپلا۔ گائے وغیرہ دان کی چیزیں ہیں۔ گنودان اگر
 بیشک تیر تھہر ہو۔ تو نہایت انسب ہے۔ ہون روزانہ لازمی ہے۔ پانچ برت ہر
 مہینے رکھنا چاہیے۔ اداؤں۔ دوس۔ اشٹی اور سنگرانت کے دن روزہ
 رکھنا اور دان دینا۔ سورج دیوتا کے ماں اپنا پتی جمع کرنا ہے۔ چتر گپت جی کا قول
 ہے۔ جل دیپک۔ جو تہ۔ چھتری۔ گنودان جو لوگ کرتے ہیں۔ جگس کے پھل حاصل
 کرتے ہیں۔ جل دان کرنے والا پر لوک کے دشوار گزار راستے سے جہاں
 آفتاب کی تہازت سے زبان چٹنی جاتی ہے (باسانی گزر جاتا ہے۔ یعنی اس کو
 پیاس کی شدت اور آفتاب کی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔ آپ سرو پینے کے لئے

کھنڈی ہوا کھانے کے لئے موجود رہتی ہے۔ دھپک دان سے تاریکی کی انہیں نہیں ہوتیں۔ گنودان سے ترنی ندی سے پار آتا دیتا ہے۔ جوتے کے دان سے راہ کی تکلیفیں نہیں ہوتیں۔ کانٹوں کے فرش پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ روشن دھپکتے ہوئے انگاروں کی تپش سے پاؤں نہیں جھکتے۔ چھتری دان کڑی دھکا سے نجات دلاتا ہے۔ غرضیکہ ان دانوں سے جنیاں پیش اور پر لوک میں آرام ملتا ہے۔ ایسی طرح پانچ گناہ ایسے ہیں۔ جن کی نہ مغفرت ہے۔ نہ کفارہ۔ کھائے کی قربانی برہمنوں پر اذیت پر استری لگنی احکام شاستر اور رشیوں کے مقولوں سے انحراف۔ عورت کی کمائی سے بسر اوقات ان چاریم کے مرکب اشخاص و وزیر کی آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ پانزک میں پڑے رہتے ہیں۔ خون اور پیپ غذا ہوتی ہے۔ گناہ گاروں کے لئے وہ راستہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے سخت تکلیف دہ ہے۔

اوشان کے (۲۲)

دوتھاؤں کی زیبائی و مہم کا اپدیش

جگش۔ جو عورت سے مہیستر ہو کر شان نہیں کرتے یا کھانا کھا کر منہ صاف نہیں کرتے یا بول و براز کے بعد ناظر پاؤں نہیں دھوئے۔ بغیر جگ کئے گوشت خوری کرتے۔ درخت کے نیچے رات کو سوتے۔ اٹھی چاہی پانی پر آرام کرتے سرانے کی جگہ پاؤں یا پاؤں کی جگہ سرانہ کرتے ہیں۔ پانی میں تھوکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہم سے آزاد پاتے ہیں۔ جو لوگ شان کر کے چندن یا رولی کا ہلکا لگاتے ہیں۔ گھی دہی دیکھتے گوشت خوری نہیں کرتے۔ ان کو ہمارے دوت نہیں ستاتے۔ جن کے گھروں میں ہر وقت آگن دوتا کا باس ہے۔ ویاں راچسوں کا پھرا نہیں ہوتا۔ جو لوگ کرشن پیش اٹھتی کے دن چھتر اٹھیکھا میں چاول گڑ میں پکا کر سیاہ کپڑے میں باندھ کر باجی

پر پہنچا تے ہیں۔ انہیں سانپوں کا گزند نہیں ہوتا۔

ہما دیو جی :- جو گائے کے سٹے دانہ اور ہری گھاس جمع کرتا ہیں۔ اور پیٹ بھر کھاتے ہیں۔ رات دن ایک دفعہ بھون کرتے ہیں۔ ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔ دیکھو! گائے کی پرستش مجھے بہت مرغوب ہے۔ بچھڑوں کو اچھی طرح رکھنا ہونی۔ نا دیا سواری میں ہے۔ گائے کا پوجنا پر دم و دھرم ہے۔ سوام کا رنگ جی۔ جو مٹی پیل یا نامے کے سینکڑوں سے اکھڑتی ہے۔ اگر تین دن تک بدن پر ملی جائے۔ اور اٹھان کیا جائے۔ تو تمام گناہ دم سے زایل ہو جاتیں۔

اسوئی کمار :- دیو سماج میں دھرم کے بارے میں جس قدر باتیں ہوتی ہیں۔ اگر انسان انہیں نہیں۔ اور ان پر کار بند ہوں۔ تو سیدھا سورگ میں لو اس ہو۔

بھیشم جی :- اے راجہ ! یہ اتھاس بیاس جی کی زبانی سنا تھا۔ آپ کے پاس بیان کیا گیا۔ خوش اعتقاد لوگ وہی ہیں۔ جنہیں بھگوت کے چ توں میں پریت ہے۔ گورو نندا نہیں کرتے۔ اس پر مستقدر ہتے ہیں گورو کے حکم سے انحراف نہیں کرتے ہیں۔ ایسوں کے سامنے یہ کہنا پر لوک اور دھرم کا سنبھالنا ہے۔ جو شخص خود مختار ہیں۔ کسی کا کہنا نہیں مانتے۔ بزرگوں کی خدمت نہیں کرتے زنگن اور سنگن میں بے پید سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ سمجھنا چاہیے

اَوّھیا کے (۲۳)

پراپت یعنی کفارہ عذاب کے اصول

راجہ چند ہشتہ :- اگر برہمن چتری یا ویش ہو کر شوروں کے یہاں بھون کرے۔ تو اس کا کفارہ ہو سکتا ہے۔

بھیشم جی۔ اگر برہمن ہے۔ چھتری یا ویش کے یہاں مدعو ہو۔ تو
 مضائقہ نہیں سگر طور کے یہاں بھوجن کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ شودر کا
 اُنٹ کھانے جب تک پراسخت نہ کر لیا جاوے۔ پوتر نہیں ہوتا۔ ایسے برہمنوں
 کا مشراوہ میں بھوجن کرنا منع ہے۔ جب تک وہ ہون نہ کرے۔ برت نہ
 کرے۔ سورج نارائن کی مستی کا پابند ہو۔ تب کہیں شدھ ہو سکتا ہے۔ زنا
 کار یا ناک۔ تیل۔ گڑ۔ گھی کا بیوپار کرنے والے لوگوں کے یہاں وید پالھی
 برہمن کو بھوجن نہ کرنا چاہیئے۔ چھتری کا دھرم ہے۔ کہ گھوڑہمن کی رکھشا
 کرے۔ دھرم کے خلاف چلتے والے چھتریوں کے یہاں بھی کھانا برہمن کو
 مناسب نہیں۔ یہی حال ویش کا بھی ہے۔ چھتری ویش کے یہاں اور ویش
 چھتری کے یہاں کھا سکتے ہیں۔ شودر کے یہاں دونوں کو منع ہے۔ اگر
 کھایوں۔ اور پراسخت نہ کریں۔ تو پوہے کی خون پیتی ہے۔ امانت میں
 خیانت کرنے والے۔ وید کے غلط معنی لگانے والے۔ کسی کی دہر دہر
 سے متکر ہونے والے دوسرے جنم میں غنٹھ ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیئے
 کہ پندرہ روز گائتری چپ کریں۔ یہی ان کا کفارہ ہے۔ برہمن اور چھتری
 اگر ایک تھالی میں کھالیں۔ تو ان کا برہمن ہوتا رہے۔ چھتریوں کا
 دھرم ہے۔ کہ برہمنوں کی آسائش کے لئے خود تکلیف اٹھائیں۔ برہمن
 کے عیش کا سامان بہم پہنچائیں۔ راجہ شوی نے برہمن کے لئے جان وینا
 گوارہ کیا۔ تہہ وں نے اپنا بیٹا برہمن کی نذر کر دیا۔ راجہ انت دیو نے
 بٹشٹ جی کے لئے اپنی کنیاں وقف کر دی۔ سری رام چندر جی نے
 ہر ہوا جاگئے۔ اور بے شمار روپیہ برہمنوں کے ارپن کر دیا۔ راجہ زنگ
 نے اپنا راج برہمن کو دے ڈالا۔ پرہرام جی نے روکے زمین کا حوالہ دیا۔
 راجہ کن نے اپنی کنیاں انگریزوں کو دیدی۔ معیتر جی راجہ نے پھینچ
 رانی بٹشٹ جی کی خدمت کو متعین کر دی۔ برہمنوں کی خدمت سے
 بڑے پھل ملتے ہیں۔

رات ہو گئی راجہ جدھٹر نے اجازت چاہی۔ اور بھیشم کا ٹوٹا

کر کے کرشن بھگوان اور بھیم وارجن بھائیوں کے ساتھ مکان واپس آئے

اَدھیا (۲۴)

کرشن بھگوان اور شیو جی کا سمیاد
یعنی تذکرہ

علی الصباح نیت نیم سے فراغت پا کر کرشن بھگوان اور مہاراجہ جد ہشتر
بھیم وارجن معہ راجہ دھرتی اسٹا اور بھائیوں کے بھیشم جی کے درشنوں کے واسطے
گئے۔ اور ڈنڈ ورت پر نام کے بن۔ اپنے اپنے آسنوں پر بیٹھ گئے۔

بھیشم جی ذکر کرشن بھگوان سے منسکار کر کے بے گو بند! ہے مادھو!
کال نزدیکیا آگیا ہے۔ روح قفس عنسری سے پرواز کیا چاہتی ہے۔ آپ کی
دیبا سے امید ہے کہ مرے وقت یہ موہنی صورت سامنے رہے۔ اور میری
جان نکلتی ہو۔ بڑے بڑے سیدھوں رشیوں کو جو تمام عمر دیا منت کرتے
کیرتی بھجن گاتے گزار دیتے ہیں۔ ان کو یہ گستاخیں مل سکتی۔ مگر تمہا بھیم
اور پاک محبت رکھنے والے آپ کے درشنوں سے ضرور کربار ہو جاتے
ہیں۔ تو کیا یہ ہی بد نصیب آپ کی زیارت سے محروم رہ جائے

کرشن بھگوان۔ بہت اچھا آپ کی کا منا پوری ہوگی۔
بھیشم جی! مہاراجہ جد ہشتر سے، آپ کیا چاہتے ہیں۔ اب کس
کا اُپریشل ہو؟

راجہ جد ہشتر۔ تمام جی! کرشن بھگوان کی حماں سنا چاہتا ہوں
فی زمانہ آپ کی مثال کا گمانی کوئی لکھ نہیں آتا
بھیشم جی۔ ایک وقت کرشن بھگوان کو بارہ برس تپ کرتے گز
گئے۔ نارو جی۔ دیول۔ بیاس۔ دھوم۔ کشپ۔ رشی اپنے اپنے چیلوں

کے ساتھ مہاراج کے درشنوں کے لئے آئے۔ اور جتنا شکست کرشن
بھگوان کی پوجن کی۔ اکثر رشتی درختوں کے نیچے اس دگا کر اپنے اپنے ریاض
کی بڑائی کرنے لگے۔ اس اثنا میں ایک شعلہ کرشن بھگوان کے منہ سے
برآمد ہوا۔ چاروں طرف آگ لگ گئی۔ درخت پھل۔ پھول۔ چرنا۔ پرندہ۔
جو پہاڑ پر تھے۔ جلنے لگے۔ دواویلا جھج گیا۔ وہ شعلہ حوالہ۔ بھڑکتا ہوا۔ کرشن
بھگوان کے چن چھو کر پھر منہ میں سما گیا۔ اور کرشن کے دریائے رحمت
نے ایسا جوش مارا۔ کہ وہ جنگل پھر جوں کا توں ہرا ہو گیا۔ جانور۔ پکٹی
سب زندہ ہو گئے۔ تمام رشتی منی حیران ہو گئے۔ روٹے کھڑے ہو گئے
کرشن بھگوان کے اس اعجاز سے ایسے متحیر ہوئے۔ کہ کسی کو خبر نہ رہی
سب پریم میں ڈوب گئے۔ ہوش آتے ہی بسوروپ بھگوان کی آستنی
کرنے لگے۔ بے پر شوق۔ بے پر ماتا۔ آپ جگت کے کرتا ہیں۔ پالن اور
ناش کرینا لے آپ ہی ہیں۔ آپ واحد لاشریک ہیں۔ آپ کی مثال تینوں
لوک میں کوئی دیوتا نہیں۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات وغیرہ میں آپ
ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ سب دیوتاؤں کے دیو ہیں۔ آفتاب۔ مانتاب
سہارے آپ ہی کے آگیا کاری ہیں۔ ہم کو آپ کے اس نظارے سے
حیرت ہوئی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔

کرشن بھگوان۔ (مسکرا کر) یہ آگ کا شعلہ نہ تھا۔ بلکہ بھگوان
تھا۔ جوں میں آرزو ہوئی۔ کہ میری طرح کالا کا میرے گھر پیدا ہو۔ اس
خیال کے آتے ہی یہ شکست بٹن جی کے پاس مجھ سے بکھل کر پہنچی۔ اور
پھر کرشن بھگوان کی اجازت سے میرے پاس آئی۔ اس میں حیرت
کی کوئی بات ہے۔ تم سب ماضی حال۔ اسدقبال کے جاننے والے
وانندہ وید ہو۔ تمہیں استعجاب اور حیرت سے کیا سروکار۔ اگر تم نے کوئی
نئی بات دیکھی ہو۔ تو بتلاؤ۔

بعضے رشتی ان میں سے وید منتر پڑھ کر کرشن بھگوان کی پوجا کرنے
لگے۔ بعضے ان کے جمال جہاں آرا سے ایسے موہت ہوئے۔ کہ ان کا

دل ہی اس کے مزے اٹھا رہا تھا۔ معبوں نے اپنی عمر میں جو غماہیات دیکھے تھے۔ اس طرح بیان کرنے لگے۔ ایک بار ہم سب تیرہ یا تاراکے ہوئے بہالینہ پہاڑ پر پہنچے۔ ناروجی ساتھ تھے۔ ہم سبھوں نے ناروجی سے درخواست کی کہ کچھ بھاگوت بھجن کی باتیں ہوں۔ یا جو کچھ واقعات آپ کی پیش نظر آتے ہوں۔ ان کا اعادہ فرما دیجئے۔

ناروجی۔ ایک بار بہا چل پر بت کی گشت کرتے ہوئے کیلاش پر بت پر پہنچا۔ شیوجی کے درشن ہوئے۔ گل نگار اسپریش شیوجی کے بھجن گارہی تھیں۔ اندر۔ برن۔ کوبیر۔ پون۔ اگن۔ بسو پریو۔ دیوتا بھی موجود تھے۔ مہاراج پہاڑی کی ایک چٹان پر جس کی لطافت اور خوبصورتی بیان سے باہر ہے۔ براجمان تھے۔ جمال مبارک کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ خوشنما پھولوں کی طرح ان کا بدن دیدہ روشن۔ کنوئیں کی طرح کشادہ ایک آنکھ پیشانی پر۔ ہلائی کی طرح میوہ فرق مبارک پر سبز رنگ جٹاؤں کا جوٹ بندھا ہوا۔ آب دار زمار گلے میں پڑا ہوا پیتا میرزب جسم۔ سنتوں کو سکھ دینے والے پاپوں کو بھے دلا دینے والے ہری نام رٹ رہے تھے۔ مدھ رشی شیوجی پوجن میں مصروف تھے۔ اماں مہارانی بھی شیوجی کے ساتھ براجمان تھیں۔ جن کے ہاتھ میں گنگا جل سے بھرا ہوا سونے کا گلاس تھا۔ سری شیوجی کے جسم مبارک سے بہت سی ندیاں نکل کر سامنے کھڑی ہوئیں۔ انت کر رہی تھیں۔ اماں جی نے شیوجی کی آنکھ پر ہاتھ رکھا۔ پہاڑ پر تائی پھیل گئی۔ شیوجی نے دوسری آنکھ کھول دی۔ سارا پہاڑ جگمگا اٹھا۔ اور تیسری آنکھ کھلنے سے تمام پہاڑ پر آگ لگ گئی۔ درخت گھاس جتنے کہ جانور تک جل گئے۔ اماں جی یہ کیفیت دیکھ کر سہم گئیں۔ ہاتھ جوڑ کر بیتی کی۔ دیوؤں کے دیو۔ مہادیو کہہ کر شیوجی نے تیسری آنکھ بند کر لی۔ اور ترجم آمیز لفظ ڈالکر پہاڑ کو سبز بن کر دیا۔ پتھ پکٹی زندہ ہو گئے۔

اماں دیو کی۔ یہ اندھیرے سے اُجالا کیونھی اور پہاڑ پر شعلہ فشاں کی سی۔ شیوجی۔ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ تم نے ایک آنکھ بند کر دی۔

تاریکی چھا گئی۔ دوسری کھولی۔ روشنی ہو گئی۔ تیسری آنکھ میں یہ وصف ہے۔ کہ اس کے کھلتے ہی ساری پوختی بھسم ہو جاتی ہے اس کا ایک ذرا سا پر بھاؤ تھا۔ تمہاری التجا سے میں نے تیسری آنکھ بند کر لی۔ اور رجم کی نظر سے بہاؤ کو دیکھا وہ سر سبز ہو گیا۔

اماں باجی۔ آپ کا گلا کیوں سیاہ ہے۔ اور چار منہ آپ کے کب سے ہوئے بیل کی سواری کیوں ملحوظ ہوئی۔

تیلو جی۔ شک کی پرارتھنا سے برہما جی نے رمبھا نام ایک طرحدار عورت پیدا کی۔ جو اس کا حسن دیکھتا فریقہ ہو جاتا ہے۔ رمبھا ایک دن میرے پاس آئی پوجن کی۔ اور طواف کر کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ وہ ایسی حسین اور صاحب جمال تھی۔ کہ اس کے حسن و لاویز کی زیارت کے لئے میں نے اپنے چار منہ بنائے اور مجھے بار بار سر پھرنے اور آنکھ اٹھانے کی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑی۔ جب سے میرے چار منہ ہیں۔ مشرق و روہ منہ سے اندر کا راج کرتا ہوں۔ اور شمالی جانب جو چہرہ ہے۔ اس سے تمہارے ساتھ بھوگ بلاس ہوتا ہے۔ مغرب کی طرف کے رخ سے کل کائنات میرے اقدام فیض سے سرسبز رہتی ہے۔ اور دکن کے مکھ سے سنسار کا ناش ہوتا ہے۔ قیامت کے وقت تیسری آنکھ کھلتی ہے۔ تب پرلے ہو جاتی ہے۔ ایک وقت لمبی کی چاہ کرنے والے راجہ اندر نے مجھ پر بھر لگایا۔ اس بھری ضرب سے میرا حلقوم سیاہ ہو گیا۔ بیل کی سواری اس لئے پسند ہوئی۔ جس پر بہانے گائے بیل کی آفرینش کی۔ تو بچھڑوں کے منہ سے دودھ پینے کے وقت تمام جھاگ میرے سر پر گرا۔ مجھے غصہ آ گیا۔ غصے کی آگ سے گائے بیل جلنے لگی۔ برہما جی منکسر المزاج ہو گئے۔ خوشامد کی ایک طویل القامت غریبہ اندام بیل میری نذر کیا۔ برہما جی کی محبت سے مجبور ہو کر بیل لینا پڑا۔ جب سے یہ بیل میری سواری میں ہے۔ تینوں لوگ ہیں ایسا بیل دکھائی نہیں دیتا۔ میرے بہت پسند ہے۔

اڈھیائے (۲۵)

اُمّاں شپ مہا دیو اور اُمّاں جی کا اتہاس یعنی ذکر مقدس

اُمّاں جی پوجیتی ہیں پران پیارے شیو جی کرپا کر کے یہ تہلائے۔ کہ آپ
اچھے اچھے استھانوں کو چھوڑ کر مرگھٹ مسانوں میں کیوں بود و باش رکھتے
ہیں۔ جہاں ہڈیوں لاشوں کا انبار رہتا ہے۔

اُمّاں پت تمام عالم گشت کر کے دیکھ چکا۔ میری مرنی کے موافق کوئی
جگہ اس سے بہتر نہیں نکلی۔ اس لئے مسان ہی مسکن کے لئے ٹھنیت سمہا میرے
قیام سے یہ جگہ پوتر ہو گئی

اُمّاں جی۔ نارائن جی کو کون سا نہپ پسند ہے۔ کس ریاضت سے
خوش ہوتے ہیں۔ عابد لوگ بہت طرح کے شپ کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ نہیں
معلوم۔ کہ ایشور کس میں خوش ہے۔

جتنے نرشی منی موجود تھے۔ اُمّاں جی کی اس بات سے بہت محظوظ ہوئے
برمہا جی نے جواب دیا۔ کہ سچ بولنا۔ جو جین کو آزار نہ پہنچانا۔ سب پر رحم کی
نگاہ رہنا۔ اناس بے جا پر قابو رہنا۔ حسب مقدور چیز تو اس کرنا۔ خالی چیزوں
پر رول نہ لگانا۔ امانت میں مہانت نہ کرنا۔ گوشت خوری سے اجتناب رکھنا
بہترین عبادت یہی ہے۔ جو لوگ ملک کے خواہشمند ہیں۔ ان باتوں پر عمل
کرنا لازمی سمجھیں۔ برہمن وید خوالی کرے۔ جگ اپو سیت۔ احکام شاستروں
کی پابندی چھتریوں اور ویشوں پر فرض کی گئی ہے۔ ایسے ہی لوگ پرستوی
کے دیوتا کہے جاتے ہیں۔ چاروں برہمن کی مفصل کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے
دیوی دنیا داروں کا جیون چتر ہے۔ اس پر عمل کرتے سے دین و دنیا میں آرام

بلتا ہے۔

ادھیا گئے (۲۶)

شیوجی کی زبانی گرسٹ آشرم کے تعیم

پارہتی جی نے پوچھا۔ کس کرم کرنے سے برہم لوک سورگ لوک بیکٹھ لوک ملتا ہے۔

مہادیو جی۔ گرسٹ لوک پاک و صاف رہیں۔ صبح و شام اٹھان کر کے سندھیا کریں۔ روزانہ ہون ہوں۔ غریب محتاجوں کو بھوجن کرائیں۔ دان دیں۔ پترتھ برت کریں۔ حاملہ عورت سے ہمبستر نہ ہوں۔ محبت آمیز باتیں منہ سے نکلیں۔ بزرگوں کی رسم پر قائم رہیں۔ ایسے اشخاص برہم لوک میں جاتے ہیں جو لوگ برت رکھتے ہیں۔ کسی کو آزار نہیں پہنچاتے۔ سچ بولتے ہیں۔ ان کا استھان گندھرب لوک ہے۔ دناگ لوک کی عورتیں نہایت حسین ہوتی ہیں یہ بھی دیوتاؤں کا لوک ہے۔ ناگ لوک میں ایسے شخص جاتے ہیں۔ جو آٹھ ماہ تپ کر کے چار مہینے برسات میں معمولی طور پر گزارہ کرتے ہیں۔ جو گھاس پھل پھول جھگول میں کھا کر عمر بسر کرتے اور نارائن کے بھجن میں لگن رہ کر دونوں جنم سچل کرتے ہیں۔ ایسوں کو اندر پوری ملتی ہے۔ جو منش جنگل یا پہاڑ پر بن کے پھل پھول کھا کر ہری بھجن میں مشغول رہتے ہیں۔ بارہ برس سچ لگن تپ کر ایشور کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ سورگ جاتے ہیں۔ پچھ مدت سورگ میں رہ کر پھر انسانی جامہ ملتا ہے۔ راجہ مہاراجہ ہوتے ہیں۔ جوگ سے راج ہوتا ہے۔ اور راج سے جوگ۔

بارہ برس زمین پر سوتے سے مانتی گھوڑوں کی سواری عمدہ مکانات۔ سونے چاندی کے پلنگ مخمل بستروں سے سجے ہوئے آرام کے لئے ملتے ہیں جو انسان روزہ کی حالت میں جسم چھوڑ دے۔ وہ بے کم و کاست سورگ

پہاڑی تیرتھوں پر پیدل چلنے سے سُرگ ملتا ہے۔ اگنی تا پنے والے اگن لوک
میں آ رہے کرتے ہیں۔ شودر ہو کر اچھے کرموں کا ادھکاری ہو۔ تو اگلے جنم میں
دھن دان ویش ہوگا۔ اور ویش شبدھ کرے تو پھتری اور پھتری کے کرم
اچھے ہوں۔ تو برہمن کا ملتا ہے۔

ادھیائے ۲۷

شیو جی اور پاربتی جی کا مکالمہ

پاربتی جی۔ دنیا میں سب طرح کے جیو پیدا ہونے کا کارن کیا ہے
یعنی خوش و خوش و خوب صورت ہوتے ہیں۔ اور بعضے بد شکل کر یہ منظر۔ اکثر تو مند
اور اکثر دائم المرض ہوتے ہیں۔ بعضے کم عمر اور بعضے پوری عمر پالتے ہیں
بعضے غریب محتاج اور بعضے تو انگر ہوتے ہیں۔ ان کے اسرار کے آگاہی
چاہتی ہوں

شیو جی۔ اپنی اپنی کرنی پارترنی یہ مشد ہے۔ جو دید پڑھتے پڑھاتے
غریبوں کو بھوجن شنگوں کو کپڑا۔ محتاجوں کو روپیہ پیسہ دیتے ہیں۔ وہ خوش
رودھ کر پوری عمر پہنچتے ہیں۔ جن کا پیشہ ویا کرنا کسی کو گزند نہ پہنچاتا ہے۔
برہمن اور دولتاؤں کی پوجن کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دو ملتندوں کے یہاں
جنم لیتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ صاحب مقدور ہیں۔ مگر فیتروں ہسپاوں
پر ان کی ذات سے فیض نہیں پہنچتا۔ برامنی عورت کو نگاہ بد سے دیکھتے
ہیں۔ ایسے آدمی کچھ مدت تک میں باس کر کے پھر کنگالوں بھیک شنگوں
کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ دائم المرض رہتے ہیں۔ اندھے۔ ٹوٹے۔ منگرے
بھانگر بڑی مصیبت سے عمر پوری کرتے ہیں۔

پاربتی۔ گنگا۔ گو واری۔ جہنا۔ سندھ۔ سرستی۔ جہلم۔ چناب۔ راوی۔
بیاس۔ فیغره۔ وغیرہ۔ میرے ہمراہ ہیں۔ ان کی خواہش ہے

کہ جگت پتا شیو جی مہاراج ان میں آستان کریں۔ ان سے بھی تیر تھرت کا حال پوچھئے۔

شیو جی۔ یہ مذہبیاں استری ہیں۔ تم سے محبت کرتی ہیں۔ تمہارا اور میرا جسم ایک ہے۔ تم میری اور وہ منگی بھوانی ہو۔ تم ہی ان سے ہتی برت مرم پوچھو۔

ناریتی جی۔ پہلے گنگا جی سے مخاطب ہوئیں۔ گنگا جی بولیں گنگا۔ اسے جگت جینی! جو استری اپنے پت کو ایٹور روپ سمجھتی خاوند کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے۔ عمدہ پوشاک اور سفید کپڑے پہنکر سندر روپ سے رینی سنگار کرے، پت کے پاس جاوے۔ خاوند بھی اس کی موہنی صورت پر شہا ہو کر کہیں اس سے دُر بچن نہ بولے۔ جان سے بڑھ کر استری بھی جاتی ہے۔ جو پت کے سٹے، صبح اپنے خاوند سے پہلے اٹھے۔ مکان صاف ستھرا رکھے۔ آستان پوچا کرے بھوجن بنائے۔ محبت سے کھلائے۔ اپنے خاوند کے سوا دوسرے مرد پر نگاہ نہ ڈالے۔ استری کو اپنے پت کے سوا کسی کی بوجن درست نہیں۔ خدمتگاروں کو دُر بچن نہ کہے۔ ایسی عورتیں عصمت و عفت کی دیویاں ہیں ان سے تمام خاوند ان کی تارا بن ہو جاتی ہے۔

شیو جی مہاراج گنگا جی کے استری دھرم بیان کرنے سے بہت مسرور ہوئے۔ رشی منی اور دیوتے جو موجود تھے۔ سب کو گنگا جی کی بیانی پسند آئیں۔ برہما جی نے گنگا جی کی باتیں پسند آئیں۔ برہما جی کے گنگا جی کی تعریف کی۔

ادھیا

ناریتی جی کی مہا بھارت میں
جی کی رہائی

دبیلوں نے مہادیو جی سے پرارٹھنا کی۔ کہ آپ کے بھکھا رہند سے ہری
 نانائین کی جہاں منتنا ہوتے ہیں۔
 تھیو جی، پاسدیو جی برہما جی سے بھی بڑے ہیں۔ کل کائنات کے پیدا
 کرنے والے پالن کرنے والے ہیں۔ میری آپہن بھی پاسدیو جی کے مستک
 سے ہے۔ دیوتا رشی پرشوتم بھگوان کے روٹیں سے پیدا ہوئے۔ جب پوتھی
 پر اوہم پھیل جاتا ہے۔ گناہوں سے تمام دنیا مخلوط دکھائی پڑتی ہے۔
 دیوتاؤں اور رشیوں سے کائنات کی صفائی نہیں ہو سکتی۔ دھرم کرم بالکل
 مفقود ہو جاتا ہے۔ تب انہیں پتہ سوامی متش شریر دھارن کر کے پانی
 دھنوں کو مار گئے ہیں۔ سدرشن چکر سے شگھار ہوتا ہے۔ دھنشن، کھڑک
 بجر، سازنگ آپ کے ہتھیار ہیں۔ آپ کے اوتار سے ویدوں کی سریا و اوتار
 رہتی ہے۔ میرے کل میں انکھ اس کا بیٹا پتر سر دھا اس کی اولاد میں
 سنگ اور سنگ کا لٹکا جباب اور جباب کا پوتا سور۔ سور کا بیٹا بسدیو
 بڑا اخیر اور قیاض پیدا ہوگا۔ بسدیو گے لٹکے سری پاسدیو جی اوتار دھارن
 کریں گے۔ پاسدیو جی جراسندھ۔ ششپال وغیرہ راجاؤں کو مار کر ہزاروں
 بیوہ استریوں کو قید سے چھوڑا کر دوار کا جی میں ماس کریں گے۔ پاسدیو
 جی میرے پرم بھگت ہوں گے۔ میری پوجن۔ جب تک دنیا میں پاسدیو اوتار
 ہے گا۔ دھرم کرم آچار قائم ہوں گے۔ وید پانٹھ ہوگا۔ سارایتھ کے جب سرور
 میں لوگوں کی طبیعت لڑکے۔ بھگتوں کا دکھ دور ہوگا۔ پاسدیو جی کے
 بڑے بھائی بھیدرجو رام اوتار میں چھوٹے بھائی تھے۔ شیش ناگ کا اوتار
 دھارن کریں گے۔ جن کا نام اشت بھی ہوگا۔ جن کی طاقت اور زور کی حد
 نہ ہوگی۔ گویا کرشن اور بابھدر دو تو ایک جان دو قالب ہوں گے۔ ان
 کے ورشن گویا برہما پشن ہمیش کے ورشن ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں سروپ کرشن
 بھگوان کے سروپ ہیں۔ اسے رشیو دیوتا کرشن بھگوان کے پوجن سے
 متھارا اودھار ہوگا۔ انہیں کے نام سے میرا پار ہوگا۔ ان کے گن گاؤ۔
 ہری بھن کر۔

شیو جی ناراین جی کے اوتاروں کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ آسمان پر پار
تیرہ وتار چھا گیا۔ بجلی کو بند کرنے لگی۔ چھماچھم میٹہ برسنے لگا۔ گویا ناراین جی
اپنی اُستی شکر پر سن ہو گئے۔ دریا نے رحمت جوش پر آگیا ناراین کی خوشی
سے پانی بہتا ہے۔ پھوڑی دیر بعد تار بجی جاتی رہی۔ روشنی ہو گئی۔ پھر
سب ریشی مئی وہیہ دھار می ندیاں رخصت ہو کر علی گئیں۔ صرف جہاد پو
اور پار بتی اپنے گنوں کے ساتھ رہ گئے۔ جو ریشی مئی بھیشم پتامہ کے پاس
بیٹھے تھے۔ کرشن بھگوان کی اُستی کرنے لگے۔ آپ کے روشن در لہجہ ہیں
آپ روشن در لہجہ ہیں۔ آپ کی کہ پاسے روشن ہو گئے۔ بیکینٹھ کا شکہ آپ
کے روشنوں سے حاصل ہو رہا ہے۔ دل بھی چاہتا ہے۔ کہ آپ ہی لے ذکر
واؤکار میں وقت صرف ہوتا ہے۔ تو کو کی ناٹھ۔ دین دیال آپ ہی سارے
سنسار کے پیدا کرنے اور پالنے والے ہیں۔ آپ کو پتر کی آرزو ہے
ہم اشیر داد دیتے ہیں۔ کہ آپ کے ایسا لڑکا پیدا ہو۔ جیسی کہ آپ کو
ہوس ہے۔ تمام عالم میں اس کا جس اور پر اکرم زبان زور ہوگا۔

اُدھیائے (۲۹)

کرشن بھگوان کے گناں یاد

یعنی

(اوصاف خمیدہ کا ذکر)

بھیشم جی دراجہ جد ہشتر سے) جب ریشی مئی کرشن بھگوان کی
اُستی کر چلے گئے۔ اور کرشن بھگوان دوار کا پدھار کے۔ رکھی جی کے
لطن سے سری پر دمن جی کا جنم ہوا۔ جن کی بائیں صورت مہرہنی مورت
پہ انسان کا دل ناٹھ سے جاتا رہتا ہے۔ پھر سے پر جلال جاو بھرتی ہست

آنکھیں۔ غضب کی چٹون۔ روشن ماتھابی۔ چہرہ گیسوؤں کا بال بھجائے
عابدوں۔ مترانوں کا دل بھانس رہا ہے۔ عورت مرد کو مٹی ہو۔ ممکن
نہیں۔ جو ایک بار دیکھ لے۔ اور محو نہ ہو جائے۔

پر ماتا کرشن بھگوان تینوں لوک کے مختار ہیں۔ ہتھاری خوش
خوش نصیبی۔ د۔ پورب جنم کا پھل ہے۔ جو کرشن بھگوان ہمصر ہو کر تھار
سکھا اور متر ہوئے۔ انہیں کی وجہ سے جہاں بھارت میں فتح حاصل ہوئی
۳۳ کروڑ دیوتاؤں کا پاس کرشن بھگوان کے جسم مبارک میں رہا کرتا
ہے۔ دیوتاؤں کی رکھشا کرنا آپ کا دھرم ہے۔ بدھ سودن نام اسی وجہ
سے پڑا راج پاٹ جو کچھ ثروت حاصل ہوتی ہے۔ انہیں کے سبب سے ان

کی تدبیر میں جن و ناک بھی عاری ہیں۔ دیوتا بھی رموز اور اسرار سے
نا بلند ہیں۔ وہ پودھن جاہل مطلق تھا۔ جو جہاں راج نہ پہچان سکا۔ باوجودیکہ
کئی مرتبہ اپنا جلوہ دکھایا۔ پھر بھی اپنے فعلوں سے باز نہ آیا۔ میں نے بھی
بار بار سمجھایا۔ لیکن وہ بہت کا لٹکا اور ضدی تھا۔ ایک نہ مانی۔ انسان کی
کیا طاقت ہے۔ جو آپ سے برسر خاش ہو کر بازی لے جائے۔ دیوتے تو
سامنا کرنے سے چھٹکتے ہیں۔ ارجن کے سار تھی کی خدمت اپنے ہاتھوں میں لی۔

جمال جہاں آرا جلوہ سجایا۔ تو بھی اس مستند کی آنکھیں نہ کھلیں۔ آخر
کار نتیجہ یہی ہوا کہ سدرشن چکر کی آگ میں ۱۸ چھوٹی ہنی دل بھسم ہو گیا۔ ارجن کا اوتار
ہے۔ اور کرشن بھگوان نارائن ہیں۔ میں کیا اور میری عقل ہی کیا۔ جو شان کبریا کی
کی تو صیف میں زبان کدول سکوں شیش شاردان کے پھیروں کو نہیں پاسکتے
میری موت آگنی مٹی۔ و افسنہ کال کے منہ میں چلا آیا۔ آسے۔ راجن! آپ کے سلوک
سے پشیمان ہوں۔ آپ کی تعریف میں زبان لال ہے۔ بار احسان سے سر اٹھ نہیں
سکتا۔ آپ ہی کی بدولت آج تیروں کے فرش کو دھاتی راحت سمجھتا ہوں۔

آپ نے بڑا احسان کیا۔ کہ مجھ ایسے اگیانوں سے زمین پاک کر دی۔ آپ
ذرا بھی مقہور وار نہیں ہیں۔ شدنی یونہی تھی۔ آسے دھرم پترا۔ میری غلط
چھا بنے کرشن بھگوان کے چر ذل سے دو لگاؤ۔ وہی تھار رانج و علم و قوت و دینے

ان کی ہدایت پر کار بند رہنا۔ عدول حکمی نہ کرنا۔ معرکہ جدال و قتال میں امرنے سے سو رک بھتا ہے۔ پس ان لوگوں کا امنوس کرنا بے جا ہے۔ جو رن بھوئی میں کٹ مرے۔ رعیت کی دیکھ بھال کرو۔ راج بھوگو۔ جو قابل سزا ہیں۔ انہیں سزا دو۔ جو لایت مغفرت ہیں۔ ان کے خون گرائے سے باد آؤ۔ شیبو جی پار جی جی کا اتھاس جو سنایا گیا ہے۔ یاد رکھو۔ جو لوگ اس اتھاس کو سینے میں لیں۔ وہی مرادو پائے ہیں۔

اڑھیا گے (۱۷۱)

تر نارائن کی کتھا

پیشتم جی۔ کرشن بھگوان ارجن کو ساتھ لے کر بدر کا آشرم گئے۔ اور وہیں ہزار برس تک کیا۔ تر ارجن سے۔ اور نارائن کرشن چندر ہیں۔ بیاس جی اور ناندو کی زبانی یہ حال سن چکا ہوں۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ کرشن بھگوان نے بال اوتھیا میں سینکڑوں راجس اور دیووں کو مار ڈالا۔ ایسے کام ہوئے۔ کہ دیو ملک سے بھی نہیں ہو سکتے۔ وہی کرشن متھار سے ساتھ رہتا ہے۔ جب کوئی رنج یا تکلیف ہوئی۔ متھاری سے کہی۔ جب پرماننا کرشن جی متھار سے حامی و مددگار ہیں تو تم کو کیا پرواہ۔ ارہ دھرم کام۔ موکش۔ سب پدارتھ موجود ہیں۔ پیشتم پائرن۔ راجہ بیسے سے کہتے ہیں۔ کہ پیشتم جی کرشن بھگوان کی یاد کرتے ہوئے پریم میں ڈوب گئے۔ آنکھوں سے جل نکلتے لگا۔ نارائن کے دھیان میں گمن ہو کر خاموش ہو گئے۔

اڑھیا گے (۱۷۱)

پیشتم پائرن

یعنی نسری بشن جی کے ہزار اسم اعظم

بیشم جی کی من ہرن گفتگو سے تمام رشتی گدگد ہو گئے۔ کرشن بھگوان کا سروپ آنکھوں میں پھرنے لگا۔ راجہ جادھشتر بولے۔ کہ تپاسہ جی! آپ کے بیانات سے کسی طرح سیری نہیں ہوتی۔ کچھ اور بیان فرمائیے۔

بیشم جی۔ سب تیرتھ ایک طرف اور بول کی صفائی ایک طرف راست گفتاری اور زمینی کے کلام بولنا رحم تو ہم پر نگاہ رکھنا۔ جو اس جسم کو مغلوب کرنا دلی کدورت صنائع کرنا۔ باپ اور گر و کا حکم ماننا۔ نیک و بد کی تمیز رکھنا۔ برہم گیان کے پانی سے اثنان کرنا چاہیے۔ انسانی جامہ بہت شکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ نہ جانے کس قدر جون میں جیو پھرتا ہے۔ اس لئے انسانی شریہ کا دھرم یہ ہے۔ کہ ہری کیرتن کرے۔ دنیاوی کام تو شرم۔ لحاظ۔ عزت اور غیرت کے خیال سے ہو ہی جاتے ہیں۔ لیکن نارائن کا سمرن دل کی یکسوئی سے ہوتا ہے جب تپ نپم دھرم سب کا بھل یہ ہے۔ کہ کرشن بھگوان کے چرنوں سے پریم ہو۔ سب کا مالک مختار ہی کرشن ہے۔ جو ہمارے سامنے موہنی صورت دھارن کئے بیٹھا ہے۔ تریتا جگ میں سر پر ام اوتار سے خلق کو کرتا رکھ کیا۔ رام اور کرشن ایک ہی ہیں۔ وہی شیاں رنگ موہر صورت بانگی ادائی جھاکی جو رام چندر کی تھی وہی پرانا کرشن بھگوان کی ہے۔ سر مو فرق نہیں۔ رشیدوں مہاتماؤں نے اس سروپ کی بھی زیارت کی۔ اور کرشن روپ کے بھی درشن کر رہے ہیں۔ فرق اتنا ہے۔ کہ وہ مریدا پر شوٹم اوتار تھا۔ اور یہ لیلیا پر شوٹم اوتار ہے۔ عورت مرد کوٹی ہو۔ ان کے درشنوں سے موہتا ہو جاتا ہے۔ دیوتاؤں کا دیوتا۔ پترتول کا تیرتھ بھی کرشن ہیں۔ انہیں کی پرستش کرو۔ دل میں انہیں کی محبت قائم کرو۔ رتھ۔ سیدھ انہیں کی ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ آدوگون اور دنیا نجا کھرم جنمال سے چھڑانے والا ہی بھگوان ہے۔ منوجی کی اولاد کرشن بھگوان کا ہی سمرن کرتی ہے۔ سب دھرموں سے اسے دھرم ہی ہے۔ کہ کرشن بھگوان کا سمرن ہو۔ دن کے چرنوں میں پرست ہو۔ بھوساگر سے بیڑ پار ہو جائیگا

ذات اقدس کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں۔ نہ اُس کی کوئی برابری کر سکتا ہے۔ نہ اس کی کوئی مثال ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مہا بھارت پر یہ خیال پیش نظر رہنا ہے۔ کہ در یو وھن دوشاشن شگنی کرن کی وجہ سے اسقدر فوج گرد ہو گئی۔ حالانکہ کرشن بھگوان نے اپنا بارٹ روپ سبھایاں دکھلایا۔ بہت سے رشی مہی بھی اس روپ کے درشنوں کو آگئے۔ پھر ان کم بختوں نے کرشن بھگوان کو نہیں پہچانا تا وقتیکہ مہاراج کی کرپا نہ ہو۔ کوئی بات اچھی نہیں ہوتی۔ ان کی دیاسے جو پرم بھگت ہو جاتا ہے۔ بیضران کی رضا کے کچھ نہیں ہوتا۔ گھٹ گھٹ باسی زندگی موت سے رہت یہی کرشن پرماتا ہیں۔ ان کا آدھے نہ انت۔ آپ کے ہزار ناموں کا جب کرنے والے سنساری موہ سے نجات پا کر آواگمن سے چھوٹ جاتے ہیں۔ انہیں کے ناموں کی برکت سے بھگتی مارگ حاصل ہو جاتا ہے۔ جنہیں آپ کے قدموں میں پرت ہے۔ شکھ دکھ سے رہت ہے۔ ہر وقت آند ہی آند رہے۔ منوجی کے لڑکے پر ماتا کے ناموں کا کیرتن کرتے ہیں۔ اور پر ماتا کے سوا اٹے دوسرے کو نہیں جانتے۔ انہیں کی پوجن کرتے ہیں۔ پر ماتا کے ناموں کے فضائل سب دھرموں میں بڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں کے نام کو جب کر انسان سدا کے بندھن سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور موکش ہو جاتی ہے۔

ریش سہسرت نام کی توضیح

بہوت یہیہ بھوت پر بھو۔ ماضی
حال مستقبل تینوں زمانہ الیشرج

مان
بھوت کر ت۔ رجو گن ہو کر برہم
روپ ہو کر جاتداروں کا پیدا کر پوتا

لشو۔ پروردگار۔ ہمہ۔ از دست ہمہ
از دست

بکھٹ کا ر یہ نام وہ ہے جس کو
جگہ کی سدھی ہوتی ہے۔

ریش۔ حاضر دنیا پر کسی چیز سے علیحدہ
نہ ہونے والا

کشتی بگ۔ گیتا شریہ کا نام
 اینا شری۔ جن کا نام نہ ہو
 یوگ۔ یوگ ہو پ ہو کر گیان
 اور اندریوں کو ایک کر
 دیتا ہے۔

یوگ بد را تاگ نیلے۔ یوگ جانیے
والا اور بڑا سر کرنے والا

تیار سنگ پیر۔ زنگ اوتار
وہاں کرنے والا

نسریمان - کھنتی جی جس کے ہر دم
باس کرتی ہیں - کیشی راچھپڑ
کا قتل کر نہ والا۔

پرسوئی تم کیا اور جیو سے اتم
سہریلے کیا اور جیو کا استھان سہریلے
اپنی شہی۔ انومان یا ایمان سے ظاہر
نہ ہو تو لا۔ اپنی قدر سے

رشتہ کشی - راندریوں کا سوامی
 راندریوں میں شہسختی دینے والا
 سورج چاند جس کی راجپٹیا سے
 پیدا ہونے ہیں - یعنی جوالاؤں
 کا سوامی -

پدم ناچھ رنگوں جس سے برہم پیدا

اور تو گن ہو کر رد و سروپ
 نے جیوں کا ناش کرینوالا
 بکھوٹ پھرت - سنگن بنکر
 بٹن روپ سے پرورش کرنے

والا
بھاؤ پر پنج روپے پر گٹ ہوتے

والا
بھوت کیا رہا۔ جو میں کا بیدار کرنے
کھوت اٹھا۔ جو مارت کا اٹھا۔ غل و غبا
پوت اٹھا۔ کن جنم کر م دوش اور
سے علیحدہ کیونکر برہم پرکاش کا
سگن کیوں اپنی اچھیا سے ہوتا ہے
پر مارتا۔ سرب و پاک۔ سب ہیں
ملوہ افکن و نیاوی کام اور تعاقبات

جلوہ افکن دنیاوی کام اور تعلقات
سے علیحدہ ہونے والا۔ لطیف
اور پاکیزہ محبت نورانی روح۔
مستی کا پرکاش کرنے والا۔ پریم
آتما۔ یعنی جو گیشتر
مکمل نام پر مانگتی۔ پرہاتما جو نکت
کا استھان ہے۔

ایڈیٹر۔ جو فانی نہیں۔ ہمیشہ اور
باقی ہے۔

پرنس۔ جو پریم روپ شری میں آرام کرتا ہے۔

مساکشی : ظاہر و باطن کا دیکھنے والا

ہوئے۔ اس کی نافت میں ہے
اس پر بکھو۔ دیوتاؤں کا مالک
لیسو کر فال۔ بسو کر ماں روپ
سنسار کو پیدا کرنے

والا

منو۔ پر جا پت ہو کر منتروں کا
آپدیش کرنے والا
تشتا۔ پر لے کے وقت سب
جوہوں کا ناش کرنے والا
استھہشتا۔ لازوال۔ قائم رہنے
والا

استھہ بر دوہرو۔ پراچین اور
چیشٹاؤں کے رہت
اگر اہیہ۔ جو اس خشمہ اور من جس
پر قابو نہیں پاسکتے
شاموت

کرشن۔ کرشن اور شام سندر کے
نام سے اوتار دھارن کرنیوالا
سوہتا کش۔ جس کی خون کی طرح
سرخ آنکھیں ہیں
پر کھوت۔ گیان اور ایشورج

استرک کو کدماک۔ تین روک
اور تینوں بالو برقی اور تیج کا
آیت استھان

پوتتر۔ پوتتر کرنے والا یا کرانے والا
رشی دیوتاؤں سے بھی لایا
اور پاک ہے۔

پریم منگل۔ جس کے دھیان سے آنند
ہوتا ہے۔ منگل، روپ ہے
ایشان۔ سب جوہوں کا مالک
پران۔ دے۔ پران کا داتا۔ پران
کے پوتتر کرنے والا

پران۔ پرما تر کل جو یعنی پرالوں کا
پران ہے

جیشٹھا۔ جو رب کا اسپت ہے
پر جا پت۔ پر جا کا آہن کرنیوالا
نارن گر بھ۔ سورج کی طرح
کے درمیان سے ظاہر ہونے

برہما

بھو گر بھ۔ پر تقویٰ جس کے گر بھ
میں ہے۔

سہریشٹھ۔ سب افضل ہے
ماوٹھو۔ لکشی پت جس کا نام ہے۔
(یعنی لکشی اور دھوکے سے)

ماوٹھو۔ دن۔ مدھ راچس
کا مارنے والا

ایشور۔ کل قوتوں پر قادر
یکرمی۔ صاحب قدرت

دھنورتن۔ دھنش دھادی

دھنش کلاہ قابض

مہید دھادی۔ جو ہزاروں قسم
کے سہتیار استعمال کرتا ہے

بکر م۔ جس نے تین قدم سے
تینوں ٹوک کی پیمائش کی

ربا دن اوتار

کرم۔ نیک کرداروں کا معاون
بد اطواروں کا سزا دینے

والا۔

درو دھرش۔ جس کو دیت زیر
نہیں کر سکتے۔

کر تک۔ پھل پھول اور پتوں وغیرہ
سے بھی موکش دینے والا اچھے

بڑے کرموں کا جاننے والا
کرتے سب کا آتما ہو نیسے کرم اور

آپاٹے میں دکھائی دینے والا
آتما دان۔ جو اپنی طاقت کا مد

پر قادر ہے۔

سرسریش۔ دیوتاؤں کا ایشور
سرن۔ منظر ہوں اور فلک زریں

دافع آزار

شرم۔ ریم آئندہ روپ
لیسور کیا۔ دنیا کی پیدائش کا رج

آکا۔ پرکاش ہونے سے دن خیال

کیا گیا۔

سمت سر۔ کال روپ سے بھی
ہر وقت نزدیک رہتا ہے

ریشن بائل۔ سائپوں کی طرح
پھوٹا جی نہ دینے والا۔

پریتہ۔ ہر ایک رنر کا واقفکار بہرہ

علم کرم۔ سب درشن۔ سب کی آتما
اج۔ کل زمانوں سے علیحدہ ہے

خواہ ماضی ہو یا حال یا مستقبل
سرب ایشور۔ کل ایشور کا ایشور

سردھ۔ سادھ سروپ

سدھی۔ سب چیزوں میں آتم
پھل روپ

سریادی۔ سب جیوؤں کا کارن
اچیت۔ بھوت بھوشت۔ برتمان

میں سامرٹھ نہ رہنے والا
رکھا کپی۔ دھرم اور نیت روپوں

کا دھارن کرنے والا
احی یا تہا۔ آتما روپ۔ بالکل آتما

سرب لوک۔ جوگ دھاری
اندرپوں سے علیحدہ

لبو۔ لبو روپ سب میں دیا پک
پہو متا۔ رنج و تکلیف سے علاوہ

شدھ چیت۔ یعنی پر ماتما

سمانا۔ سب جیوؤں میں ایک ہی
سمت۔ سب میں پرکاش۔ اور
سب کے ایک

سب سے روپ۔ جس کے کل
امورات سے ہی ست

ہیں
سم۔ لکھتی سے رہا بڑا

امو گھر۔ سب پھلوں کے دینے والا
پن۔ رینکا کش۔ نمل کے ہرے
سے پرکاش کر نیوالا نمل کی
طرح جس کی آنکھیں ہیں۔
برکھ کر مال۔ جس کی شناخت
دھرم سے ہوتی ہے۔

برکھا کرتی۔ دھرم کے لئے اقدار۔
دھارن کر نیوالا

رور و دھرو۔ سرشتی ناش کرنے والا
دکھ دور کرنے والا

کھو سرا۔ جس کے لاتعداد سر ہیں
بچھر۔ سرشتی کا پیدا کرنے اور
پالنے والا

بسو یونی۔ بسوؤں کا گھر
نشو جی سرا۔ فکر اور تدبیر
کرنے والا

امرت۔ جیون۔ نکت

سا سوت استھاتو۔ ہمیشہ
قائم رہنے والا۔ جس کی کوئی
صورت نہیں

برمار دھو۔ جس میں جو پر ویش
کر کے پھر نہیں پیدا ہوتا۔
یعنی پر ماتما میں بجاتا ہے۔

مہانتپ۔ جس کا گیان سرٹھی
ہوتا ہے۔

سر سیکھ۔ سب میں دیپاک اور
بیپیت

سر باہد کھالو۔ سورج لوک

سب میں پرکاش کر نیوالا۔ تیج
لبشوک شینو۔ جس کے دیکھتے
ہی راجپس لڑائی سے بھاگ
جاتے ہیں

جنار دھن۔ جس سے سب جو پ
کا کلیان ہوتا ہے۔

وید۔ وید کے منتروں سے گیان
پیدا کرنے والا۔

وید پید۔ ویدک کو جاننے والا

اور اپنے آپ میں پالنے والا
ایسا لگیہ۔ ظاہر و باطن جس کے نزدیک

یکساں ہیں
ویدانگ۔ جس کے انگ میں
وید ہیں۔

ویدوت۔ وید کا بچار رکھنے والا
کی۔ بھوت کال کا گیتا۔ سب دیکھنے

لوکا دھیکش۔ سب لوگوں کا
سہرا دھیکش۔ دیوتوں کو دشن

دھرم ما دھیکش۔ دھرم اور

کرتا گیت۔ کام کا سہب پیدا کر
چتر آتما۔ چار آتما دیکھنے والا
چتر بیہی۔ چار طرح کی مورتی
میں نیت کرنے والا

چتر و طہنٹ۔ ترسک روپ
سے چار بجا دھارن کرنے

چتر بھج۔ جس کی چار بھجائیں
چتر اسٹو۔ ایک رس سے پرکاش
کرتے والا

بھو جہنیہ۔ بھوگ روپ سے مایا
روپ

بھوگتا۔ بد روپ سے مایا بھوگنے
والا

سہنٹو۔ ہرن کشپ ویت کا
مارنے والا

جگد اوچہ۔ ہرن گرہ سے پرگٹ

سوتے والا۔

انگہ

بجیون جتیا۔ گیان ویراگ
سے سنسار پر قابو رکھنے والا
بسویونی۔ جس کا استھان بسہ
پتر بسو۔ سب جسموں میں جس
کا پرکاش ہے۔

ایٹند۔ اندر سے بڑا
جر باون۔ باون اوتار سے راجہ
کل کو چھلا

پرا سو۔ تین قدم سے سنسار اور
اور تینوں لوک ناپنے والا
شی۔ دھیان اور استی سے
پوجنے کے لائق

اور جت۔ جس کے پر اکرم کی
تھا نہ ہو

ایٹند۔ سہاو۔ سدھی۔ گیان۔
ایٹو ج گنوں سے راجہ

کو نیچا دکھایا
نیت سنگرہ۔ پرے کال سب چو

اس سے لین ہو جاتے ہیں۔
سکیر۔ ہرماند روپ دھارن کرنے

والا۔
دھرم اتما۔ ایک روپ اتما ہن حارن

کرتے والا۔

نیم - اپنے اپنے پیغم سے پر جا کو نیت
کرنے والا

یم - انتر یامی یعنی عالم الغیب ہو کر
عاصیوں اور گنہگاروں کو سزا
دینے والا

ویدو - کل علیوں سے ماہر
ویر - جیوؤں کے کرم سے واقف

اور ان پر رحم کرنے والا
سدا چوکی - جوگ رکھنے والا جو گیشو
بیرما - دھرم کے لئے بڑے بڑے
رہبر اور راہنماؤں کو قتل کرنے
والا -

ما دھو - دویا پر چار کرنے والا -
مدھو - امرت کی طرح تکلیف سے
بچانے والا

آئیندریم - جس کی کوئی آواز نہیں
سب اندریوں سے علیحدہ
مہا مایا - اپنی مایا میں لوگوں کو
بھانسنے والا

مہو تساہی - بڑی اتساہ والا -
جن کی مایا سریشی کی اُپت
اور ناش ہوتی ہے -

مہا بل - بڑے اندر اور - قادر - قدرت
رکھنے والا -

مہا بیرہی - جس کے گیان اور عقل

کی تھناہ نہیں

مہا پیرہ - خاک - باد - آب آتش

مہا شکتی - خلا کا پیدا کرنے والا

مہا دیوتی - بڑی قوت رکھنے والا

مہا دیوتی - قدرتی تجلی - اور مجسم
سرتاپا - نور ہی نور

انرویشہ ہو - پانی سے شرب والا

شرمیان - لکھنی والا

امی یا آتما - کل جیوؤں کا مبصر

مادری دھوک - مندر اچل
پرست سے سمندر میں گرنے والا

اور گوبر دھن پہاڑ اٹھانے والا

مہیشو اس - بڑی ادھنش رکھنے والا

مہی پرتنا - پرتھوی کا سمندر سے نکلنے
والا

سری نو اس - چمکے رہنے میں

لکھنی براجمان ہے

سری نو اس - چمکے رہنے میں لکھنی

براجمان ہے

سناکتی - پیدمیا واپر قائم رہنے

والوں کا مددگار

انرو دھو - اتاروں میں کسی سے

پراجی نہ ہونے والا

سدا اتند - دیوتاؤں کا آند دینے
والا

گوشت پر پھٹی کا پالنے والا۔

اندریوں کا سوامی

گوشت دانگ پتی۔ پیتاؤں کا سوامی
میسرخی۔ پتھوی کا بھی۔ پتھوسی۔
مہاتج۔

دمن۔ جم روپ ہو کر گنہگاروں
کو سزا دینے والا۔

مہنس۔ مہنس روپ وھارن

کرتے والا۔ مایا جال سے

رہت۔ کل جیوؤں کے ساتھ

رہنے والا

سو پر تو۔ پختی شری۔ مہنس روپ

پتھویوں پر بیٹھنے والا

بھجک اکم۔ بانس یا شیش ناگ

نا بھی جل کی طاقت ہے۔

ہرن پھی۔ سونے کی طرح کلیا

روپ والا۔ جس کی ناف

سے کنول پیدا ہوا

سنت پا۔ زنا راہین کے روپ

تھے من اور اندریوں کا ایک

کرتے والا

پدم نا پھر۔ کنول کی نا بھ سے پرکاش

کرنی والا

پر جانیست۔ پر جا کا سوامی

اھرتوتسا۔ جس کا ناش نہیں

سرب درک۔ واسندہ علم غیب

کرموں سے واقف

سنگھ۔ جس کا نام سے پاپ دور

ہو جاتے ہیں

سندھانا۔ کرم پھیل سے جیوؤں

کو پھیل دینے والا۔

سندھان

آستھر۔ ایک روپ سے رہنے

والا۔

انج۔ اجنم۔ جس کا جنم نہ ہو

در مرشن۔ جسے راھیں اور رویت

بھی جیت نہ سکے

نشا۔ شرتی سمرتی بنانے والا

بسرماتما۔ جس آتما سے ایوور

پہچانا جاتا ہے۔

شیرارما۔ اشریوں کا ناش کرنی والا

گروکم۔ برہم ودیا جاننے والوں

کو آپدیش کرنے والا۔

دھام۔ جونی سروپ

ست۔ است کا بھی ست

ست۔ پراکرم ست۔ پراکرمی

نمکھ۔ جو گنہگار سے آنکھ نمی کرنے

والا۔

نمکھ۔ گیان روپ اور مجھ روپ

ہونے آنکھوں کا بندھن کرنے والا

سرگرمی۔ پانچ عناصر سے تن مہل
کر کے بختی مالا دھارن کرتے

والا۔

واپستی روپا روی۔ وڈیا کا
سوامی۔ عالم الغیب

اگر فی۔ موکش جانے والوں کو پریم
کا دینے والا۔

گرامنی۔ جیوؤں کا مالک

شریمان۔ سب سے زیادہ کا بھتی

رکھنے والا

نیا سے۔ نیا سے شاستر کا بنانا

نیشا۔ دنیا کا تارنے والا۔

شمسیر۔ پرماتما ہو کر دنیا کو دیکھنے
والا

سرمور دھار۔ جس کے ہزاروں

سرموں

لبو آتما۔ لبو کی آتما
سہسرا کش۔ جن کی ہزار اکھیں

سہسرت۔ جن کے ہزار پیروں

اورتن۔ دنیا کو چکر کی طرح
پھراتے والا

نورت آتما۔ دنیا سے علیحدہ

سمیرتہ۔ گپت وڈیا سے واقف

سمیرتہ۔ رورور روپ سے
بہنار کا ناش کرنے والا

اہم درجہ کا ہم درجہ

دن ہونے سے سورج روپ

مومنی۔ اکن روپ ہو کر دیوتاؤں

کو ہوم سے پدارتھ پہنچانے والا

اغل۔ حرارت عزیزی سے دیتا کا

قائم رکھنے والا سگنج۔

دھرتی دھرتیش۔

بارہ روپ سے پرستوی

کرنے والا۔

سو پرشاد۔ شیش پال اور لوکیا

موکش دینے سے کر پالو اور

دیالوٹا

چکسن آتما۔ جو گن۔ تو گن سے

علیحدہ پر سن چت

لبو دھرگ۔ لبو کا بجے کرنے

والا

لبو بھک۔ لبو کا بجے کر نیا

پچھو۔ ہرن گر بھ روپ سے

طرح طرح کے جسم دھارن

کرنے والا۔

ست کرتا۔ پوچن کرنے والا

اور ست کارج کرنے والا۔

ست کرتی۔ دیوتا بھی اس

کی پرستش کرتے ہیں

ساوھو۔ ساوھو روپ ہو با لھا

کرنے والے
 جنہو۔ اگیا نیوں کا ناش کرنے والا
 بھگتوں کا ستکار کرنے والا
 نارائن۔ جل میں رہنے والا
 جس کا استھان جل میں ہو
 تر۔ جو آتماؤں کو اپنے میں لے
 کر نیوالا
 اسکھے۔ جس کے شکھیا کی طرح
 نام روپ نہیں ہیں
 شیو جی۔ زبجن اور پوتر
 سدا رتھ۔ جس کے منور تھ سب
 پورن ہونے والے ہیں۔
 سدھ ساوٹھن۔ جو سب کریا
 کا کرتا ہے۔
 سدھ سنگھاپ۔ جو اچھیا کے
 وہی ہو جاتے
 سدھمار کے۔ جیسا جس کا
 کرم ہے۔ پھل دیتا ہے۔
 برکھ بھو۔ بھگت جن منور تھ پھل
 کرنے والا
 شن۔ جگت کا سوامی
 برکھ پروا۔ برہم سے منقل ہوئی اول
 کے لئے دھرم روپ زمین
 برکھو در۔ جس کے او در میں کل
 کائنات ہے۔

ور دھنی۔ بروہی کرنے والا
 بروہان۔ پر پنچ سے بڑھنے
 والا
 بیکت۔ بروہ جگت ہو کر پرتھک
 نیت رہنے والا
 شرت ساگر۔ جس طرح سمندر
 میں جل انتھاہ ہے۔ ویسے
 دھوی اس میں نیت کی تھا نہیں
 سو بھج۔ جو بصورت بھوٹوں سے
 دھیا رکھشا کرنے والا۔
 دروہر۔ کل کائنات کا دھارن کرنیوالا
 خود کسی سے نہ دھارن کرنیوالا
 بالمی۔ ویج جس کی بانی ہیں
 بڑا اندر یعنی الیشروں کا
 ہندو۔ ایشور
 لیسر۔ دھن کا دیئے والا
 لیسو۔ مایا سے آتما شرب کو گیت
 کرنے والا۔ سورج۔ ستارے
 وغیرہ رکھنے والا۔
 انیک روپ۔ مایا سے بہت
 روپ رکھنے والا۔
 ہمدروپ۔ بڑی پر بھتی وتل کو
 دھارن کرنے والا۔
 تشپ لیشٹ۔ لیشوؤں میں
 جگ ثورت۔ کرنوں کے مدھ

میں نیت جاگ -
نیت پر کاش - سب چیزوں
کا پر کاش کرنے والا
اوجس نیچو دوت دھرم - بل
پر ان - شور پیرتا - لکھنوں
کا دھارن کرنے والا
پر کاش آتھا - پر کاش سروپ
آتما والا

پر تاپن - سورج سے سنسار
چلانے والا
لہو - دھرم گیان ویراگ
سے بلا ہوا -

اٹھیسٹا کسٹر - جس کا اکشر ادھت
پر نوکشن والا ہے
منتتر - رگ - یجر - سام کے منتروں
سے ظاہر ہونے والا
بھاسکر دوتی - سورج کی
طرح پر کاش کرنے کی
مہارت رکھنے والا

چندر اتھر - مخلوق کو چندرماں
کی کرکوں سے سیتل کرنے

والا
بھاسکر دوتی - سورج کی طرح
پر کاش کرنے کی مہارت
رکھنے والا

امرتا نشد کہ سود - سمندر تھتے
وقت جو چندرماں لکھا ہے - اس
کا استھان
بھالو - سورج روپ سے دنیا
میں روشنی پھیلاتے والا -
سش بندو - ماہتاب کی
مثال مخلوقات عالم کو آندہ
دینے والا -

سشیر - دیوتاؤں کا ایثار
لوکھار - جملہ امراض کی دوا
جاک سیتو - بھو ساگر سے پار
اترنے کا قہر

دھرم پر اکرم - جس کا دھرم
گیان - پر اکرم بے سود نہیں
ہے

بھوت بھوہ ناتھ -
ماضی حال - مستقبل تینوں
زمانوں میں چوڑوں پر
دیا کرنے والا - اور پاپ
کرموں سے دکھ دینے والا
سب بھو جس سے رحم کے
خواستگار ہیں -

پولن - تیز چلنے والا - سنسار
کو پوٹر کرنے والا
پاولن - اگن اور ہوا سے سب

کو پوڑ کرتے والا۔

اغل۔ پرانوں کو آمتا بھاؤ سے

پورن کرتے والا

کام کا۔ بھگتوں سے نفس امارہ

کا ناش کرنے والا

کام پر۔ بھگتوں کی خواہشات

بر لائے والا۔

کام کرتے۔ مقصدوروں کا

مقصد نہ کالنے والے۔ پتلا۔

روپ سے پروین کا پیا

کرنے والا۔

کانتی۔ سنسار کا پیارا۔ رستی

منی اور بربہا کے رہنے کا

سکن

کاجی۔ غیر کی بھلائی چاہنے والا

کا ساتھی۔

کام پر۔ بھگتوں اور پریمیوں

کا مقصد نہ کالنے والا

پر بھو۔ سب کا سوامی

نیچا و کرت۔ جگ کا پورن کرتے

والا۔

نیک والے۔ بہت سی مایا

رکھنے والا

جہاشن۔ پرلے کال میں سب

کا نکلنے والا

اورش۔ سب سے گپت نظر نہ

آنے والا

بیکیٹ۔ حاضر و ناظر جن کا لقب

ہے۔

سہنسرت چیت۔ ہزاروں اسروں

کا جیتنے والا

انمت۔ حجت۔ جس میں انتہاء

طاقت ہے۔ سب کا جیتنے

والا۔

ارشٹ۔ رب کا ارشٹ دیو

سب کا پیدا کرتے اور

آئندہ دینے والا

لشست۔ انتریا می۔ عالم

الغیب

شش۔ نیشٹار۔ سب سے

واقف۔ گیانیوں کا پیارا

سکھنڈ می۔ مورٹلٹ و جہان

کرنے والا۔

ہتک۔ جس کی مایا میں سب

جو بچھنے ہیں

برکھ۔ خواہشات اور مقصد کا

پور کرتے والا۔

کرودھ۔ سادھوؤں سے غصہ

دور کرتے والا۔

کرودھ کرت کرتا۔ سادھوؤں

پر جو غمہ کرتے ہیں ان کو
سنراوینے والا۔

لیسو یا ہو اپنی بھجائوں پر پرتھوی
کا دھارن کرنے والا۔

اچیت۔ چھ طرح کی پریت و شاد
سے علیحدہ

بر تھت۔ سنسار کے کرموں سے
پڑ جا ہوا

پران۔ بشر میں جو آتما ہو پرورش
کرنے والا

پران وک۔ دیوتاؤں میں راچھو
کی قوت بڑھانے والا

یا سو انجم۔ اوت اور کشپ سے
پیدا ہونے والا

اپان ندھ۔ جلوں میں در روپ

نواس برہمہ کا استھان
پرست۔ نیک اعمالوں کے ثواب

میں کوتاہی کرنے والا
پرکشٹ۔ اپنی مایا میں نیت

سکند۔ ہوا کے سروپ سے جیہ
کی کرتے والا

سکندھ۔ دھرم کی راہ دکھانے
والا

دھوریہ۔ جیوڑوں کے جنم لکشن بنانے

والا

بر دو۔ دلی مراد بر لانے والا
بالیو یا ہن۔ سانوں ہوا کا چلانے

والا

باسدلو۔ سب کو پایا سے دیکھنے
والا اور موکش کو دینے والا

بر بد بھانو۔ جس کے نزدیک سے

نورج اور چاند روشن ہیں
اودلو۔ جس کے اشارے سے

کائنات پڑھتی ہوئی۔ رنگارنگ جوتی
سروپ جس کا نام ہے

پوری تدر۔ آسموں کے پروں نما
توڑنے والا

اشوک۔ رنج و افکار سے علیحدہ
آنند روپ

تارن۔ بھو ساگر سے تارنے والا
جنم مرن۔ موت زندگی سے چھڑانے

والا

سور۔ قدیر۔ قادر

شوری۔ سور بیروں کے یہاں
جنم لینے والا۔

جنتی سور۔ جیو آتما کا ایشور

انجول۔ آتما روپ سے سب کا
پایا

ساورت۔ دھرم کے لئے سینا رونا

اقتار دھارن کرنے والا۔
 پدمی کنول مانتھ میں رکھنے والا
 پدم نہہیکش۔ کنول کی مثال
 جس کی آنکھیں ہیں
 پدم نابھ۔ جس کی ناف میں کنول
 ہے۔ جس کی ناف ہم اچھون

ہیں۔
 اربند انکش۔ کنول بوجن جس کا
 لقب ہے۔
 پدم گرہ۔ جس کے ہر دے میں
 کنول ہے۔ اسکی آپا سنا کرنا

چاہیے
 بھرت۔ اپنی مایا سے جیو آتما سر
 دھارن کرنے والا۔

ہر دمی۔ جس کی مہا بھوتی ہے۔
 روہی۔ پرنچ روپ سے بروہی
 پانے والا۔

بروہا آتما۔ جس کی پرانی اور نشان
 آتما ہے

مہا انکش۔ جس کی بہت بڑی آنکھیں
 ہیں۔
 گرہ وینچ۔ جس کی دھما گرڈ کی پچان
 ہے۔

آتل۔ اس کی مثال کوئی نہیں۔
 شیر۔ شیر یوں ہیں چہ آتما

روپ سے ظاہر ہوتے والا۔
 بھیم۔ جس کے ڈر سے سب کانپتے
 ہیں۔
 سم جاک۔ دنیا کی پیدائش اور
 فاش ہو نیلے بھیدوں سے
 واقف۔ سب جیووں میں پرکاش
 سنسار جن کا بوجن کرتا ہے۔
 ہور ہرمی۔ سب پاپوں کا تاش
 کر کے والا۔

لکشنو۔ جس کا گیان سب پر ہوں
 سے کہا گیا ہے۔

لکشمی وان۔ جس کے سینہ میں
 لکشمی کا لباس ہے
 سمے تم جیہ۔ میدان کارزار میں
 اسی کی وجہ ہوتی ہے۔

یکشتر۔ ابتاشی
 روہیت۔ اپنی اچھپا سے مہیشی

اقتار دھارن کرنے والا
 مارگ۔ جس کی تلاش سے یوکش
 ملتی ہے۔

مہیت۔ اوپا دان کارن
 و امودور۔ اوڈر میں برٹی کا دھارن
 کرنے والا

سمہ۔ سب کو بچے کرنے والا
 ہمی و ظہر۔ پر ہتار روپ سے پرستی

تقائم کرنے والا۔
جہا بھاک پر ہتھوی کے بھوکوں
کا بھوکنے والا۔

سیک وال - جلد چلنے والا
طاشا شست - اندازہ سے باہر
لا تعداد - لہو کا بھکش کرنے
والا۔

او بھو - جو سنار سے علیحدہ ہے
کشو بھن - پرش میں اُتیا تاک
پر اگر فی پریش کر کے سب
کو چلا بھان کرنے والا
دیو - اُتھوں کا بچے کرنے والا۔

سب جگہ در تھان
سری گم بھر - تمام جگت جس کے
اودریں ہیں

پرمیشور - تمام دنیا پر جس کا حکم
چل رہا ہے
کرن - آسانی اور سہولیت سے
خونیا پیدا کرتا ہے۔

کارن - سرشتی کا کارن - جس طرح
گھر سے بچی سے بنتے ہیں
کرتار - سارے سنار کا کرتار۔

بکرتا - پچتر بھونوں کے رچنے والا
کھنو - جس کا جہاں بھیجے کی کسی
سمجھ نہیں

گویا - مایا سے اپنے آپ کو علیحدہ
رکھنے والا۔

بھوسا یہ - جس کے نام سے اعتراض
اور سنٹے دینے ہو جاتے ہیں
بیو ستھان - چاروں برن چاروں
آشرم کو علیحدہ علیحدہ بچار
کرنے والا - لوکپالوں کا اوصی بچار
سنٹھان - جو تمام جیوؤں کا استھان
ہے۔

ستھان وے - دھرو وغیرہ
کو کرم کے لحاظ سے استھان دینے
والا۔

دھرو - انباشی
پر روھی - بھوتی جس کی سب
سے اعلیٰ ہے

چیم پھٹ - نہایت خوبصورت
اور حسین ہونے سے مدد
روپ اور آزار ہے۔

اشٹا - ایک روپ ہونے سے
آندر روپ

سو بھیکش - جس کے درشن سے
کلیان ہوتا ہے۔ موکش ملتی
ہے۔ بھوگیوں کو بھوگ دیتا
ہے۔ پاپیوں کو پاپ ملتے ہیں
اودیا دور ہوتی ہے

رام۔ جس کے انگ میں جوگی رم
رہے ہیں۔ سرخی رام اوتار
سے پر بخوی کا بھار اُتارنے
والا۔ جڑ اور چین سے رم رما
ہئے۔

برام۔ جس میں جوڑوں کا آیت
ہوتا ہے۔

برج۔ جس کی ہیت و شیوں میں
نہیں ہے۔

مارگ۔ نوکش چاہنے والے جس
مارگ سے اپنا سٹی ہولے ہیں
وہی مارگ ہے۔ دو سر نہیں
نہی۔ پورن گیان سے پر ماتما روپ
ہو ہوا۔

تی۔ مکتی سے ملا ہوا
اسیہ۔ جس کے سوا دوسرا نیت
نہیں ہے۔

ریر۔ بڑا بہادر۔ بی۔ بلوان جس
کی مثال کوئی نہیں۔
شت متانگ سر لکھٹھ۔
برہما وغیرہ کے پیدا کرنے
والا۔

دھرم۔ سب جوڑوں کا دھارن
کرنے والا۔ دھرم سے اس
کا پوجن ہوتا ہے۔

دھرم بدوتم۔ جس کی آگیا کی
کسرتیاں پابند ہیں۔ اسی کا
دھرم میں بھگوان ہے
سیکٹھ۔ آواگونوں سے نجات
دینے والا۔

پرش۔ سب کے پاؤں کا دھور
کرنے والا۔

پران۔ پران روپ سے سب
کے دیکھنے والا۔

پران دی۔ پرانیوں کا پران
دینے والا۔

پر تھی۔ دیوتا پر نام کرتے ہیں۔
وہی الیو ہے۔

پر تھو۔ پر پنج روپ سے بتار
ہونے والا۔

ہرن گر بھ۔ برہمانڈ سورن
روپ ہے۔ اسی کے سیرج

کے پیدا ہوا
شتر گھن۔ دیوتاؤں کے دشمنوں
کو مارنے والا۔

بیاسیت۔ کارن روپ سے سب
نکار جوں میں بیاسیت ہے۔

بالو۔ پر تھی لیکن۔ مدد دہی ہے۔
اور طرح۔ جس کے بھیدوں
کو عقل رسا بھی نہیں پہنچتی۔

استھیا اور استھیا تو۔ پرتی اور
اور آکاش جس کا استھان ہو
پیرمان۔ گیان روپ سے جو پیا
گیا۔

یہ سچ پیہ۔ انیاشی اور سنسار کی
پیدایش کا سبب
ارکھ۔ آندر روپ سے سب
کا پیارا

ارکھ۔ جسے سمرنے سے مراد ہیں
برآتی ہے۔

مہاکوش۔ جس کا خزانہ امار ہے
مہا کھوک۔ مہا بھوک بھو گنے
والا

مہادھمن۔ جس کا دھمن بڑے
بھوگوں سے سادھمن ہوتا ہے
انرشن۔ جسے سب سوزتھ سادھ
رہتے ہیں

استھ لیسٹ۔ براٹ روپ
سے دکھائی دینے والا کلشن
ا پھوت یا ا بھوا۔ اجناہ کر
پر تھو روپ ہوا

دھمرو۔ بھگت اس کی چاہ کرنے
والے بندھن سے چھوٹ
جاتے ہیں۔

مہاکھ۔ جن کے ارپن سے جگ

رت۔ موسموں میں قدرت کا ملہ
ہو کر دکھائی دیتے والا۔
سودرشن۔ موکش کا پھل دینے
والا۔ بھگتوں کو شکھ دینے
والا۔

کل۔ کال روپ سے سب کو
لنگھاتا ہے۔

پیشی۔ جو ہر دے میں دھیان
سے پرگٹ ہوتا ہے۔

پیرگیٹا۔ سب استھانوں میں جس
کا ورتمان ہے۔ بھگتوں کے
آدھین ہو کر دکھوں کا ناش
کرتے والا۔

اوگر۔ جن کا نام قہار ہے۔ اسی
کے خوف سے سب اپنے اپنے
کرم مگر رہے ہیں۔

سمت سر۔ جن میں شجٹوں
کا نواس ہے۔

دکش۔ سب کرموں کے جلدی کرنے

میں سادھارن
بسر ارم۔ بھگتوں کے بکشل اور

سودرشن۔ سنسار کا سوامی یا
سنسار کے کاموں میں سادھارن

بستلہ جس سے لبتار پرگٹ ہوتے
ہیں

بچل ہو جاتے ہیں
نکستی نہی بشتار چکر کا ہروا
نکستی نہی پیش ہے

نکستی نہی۔ تاروں میں مثل
ماہتاب روشن ہے۔
کشم۔ سب کرموں کا کرتا ہے۔
کشم۔ سب جیوؤں میں آتما
اروپ

سمیہ۔ سنسار کے کرموں کے
لئے رحم امین نظر ڈالنے والا
جگ۔ جگ سرشی کا کارن
انجے۔ جگ میں جن دیوتاؤں کا
پوجن ہوتا ہے۔ وہ انت
میں اسی کو پہچانتا ہے۔

ہیچیمہ۔ دیوتاؤں میں پوجنے کے
لائق

کرت۔ جگہ۔ کبھ۔ نجات
ستر۔ ست پر قائم رہنے والوں پر
ویاوان

تساگنتی۔ پوش دینے کا استھان
سرب ورشی۔ کئے اور بنیر کئے
ہوئے کرموں کا نگران

بھکت۔ آتما۔ مکت۔ روپ
مسر۔ مکت۔ سرب۔ روپ برہم
گیانی۔ روپ

ہتیم۔ گیان۔ سوپ
سندر۔ برت والا
سنمکھ۔ سب دیوتاؤں کے جلنے
والا۔

کشم۔ پانچوں عناصر سے علیحدہ
سکھو۔ سب کی مثال مثال
روپ

سکھ۔ اچھے کرم والوں کو سکھ
دینے والا۔

سوہرت۔ آپکار کرنے والا
منوہرن۔ ہرنے والا
چت۔ کرودھ۔ جس نے کرودھ
کو جیت لیا۔

بیر۔ پامو۔ اُسروں کو مارنے والا
وید۔ مرہاد افایم کرتے والا۔
بد۔ رانا۔ پاپیوں کو مارنے والا۔
سو۔ اپن۔ سب جیوؤں کو موہ
دینے والا۔

سوسو۔ پیدا کرنے اور مارنے میں
یکساں حالت رکھنے والا
بیاپی۔ سب چیزوں میں بیاپکا
مثل۔ اکاش کے

نیک۔ اتار۔ سنسار میں جلوہ دکھانے
والا۔

کر۔ م کرتا۔ پیدا کرنے والا اور

پالنے والا۔

ہستہ۔ سب میں تو اس کو نوا
بدشکل۔ کتابتوں سے پریت
کرنے والا۔

تبسی۔ جگت چنتا۔
رتن گر بھر۔ رتنوں کا سمندر
و طہین شور۔ دھرموں کا ایشور
و دھرم گپ۔ اوتار لے کر دھرم
کی رکشا کرنے والا۔

دھرم کرت۔ دھرم وادھرم
سے رہت دھرم کرنے والا
دھرمی۔ دھرموں کو دھارن
کرنے والا

سدست۔ ست برہم
است۔ جو ماتی کا بنے ہے
اکشتر۔ سب جو روپ آپ ہے
اکشتر۔ برہم اور اکشتر بھی آپ ہے
اسکیا کا جو آتما روپ ہے۔
اور اس سے الگ ہے۔

سہ سہا سہو جس کا جلوہ سورج
کی کہکشاؤں میں دکھائی دیتا
ہے

بدھاتا۔ جیوؤں کا دھارن
کرنے والا۔

کرت لکشن۔ وید شاستروں

کا پرگٹ کرنے والا
گہستہ۔ نیچے۔ چوہ میں سورج روپ
ہستہ۔ دست۔ ستوئیں روپ
سے جیوں میں قائم کرنے
شکھ۔ زنگیہ روپ دھارن کرنے
والا۔

بھوت ہمیشہ۔ سب جیوؤں
کا ایشور۔

آد دیو۔ سب سے پرہم دیوتا
ہما دیو۔ دیوتاؤں سے بڑا
دیوتا

دیو الیش۔ دیوتاؤں کا ایشور
دیو دیو۔ دیوتاؤں کا پالن
کرنے والا

استر۔ سنسار ساگر سے پار کرنے
والا

گنوپید۔ گنوپوں کا پالن کرنے والا
گنوپیش۔ جیوؤں کا پالن کرنے والا
گیان گم۔ گیان ہی سے ملنے والا
پرائسن۔ جیون مران سے رہت

نشر۔ بھوت بھر۔ پانچ عناصر
کے جسم پیدا کرنے والا

بھوگتا۔ آئندہ بھوگنے والا

کپ اندر۔ سریرام اوتار سے
بندروں کا سوامی

پھورے و گشتا۔ دھرم مراد
والا۔ جس کے دگشا و دھرم

سوم پیر۔ پو جنے کے پوگ۔

اسوم پان کرنے والا

امرت۔ دیوتاؤں کو امرت
پلانے والا۔

سوم۔ چند رمان سے دواشیوں
کا پو کھن کرنے والا۔

پروچیت۔ کل لوگوں پر فتح پانے
والا۔

پرشوتم۔ بسوؤں کا پیدا کرنے
والا۔

بنے۔ بدکاروں کو سزا دینے
والا۔

جپیہ۔ نسب پر غالب رہنے
والا۔

ست۔ ستھو۔ سب سنگاپ
وار مشاہیر۔ دواشیوں کے بن

میں جنم لینے والا
ساتو نام پتی۔ آنکھوں کو

روشن کرنے والا۔
بدنی ساگشی۔ ساکش روپ

بلندر۔ بکتی دینے والا۔
امرت بکرم۔ بڑا پاکرمی

امبھوندر۔ دیوتا۔ انسان رہیں

جل کا سمندر
اننت آتما۔ موت اور زندگی

سے علیحدہ
مہو و دھاشیہ۔ سمندر میں شین

کرنے والا۔
اتراک۔ سدھار کا ناش کرنے

والا۔
رج۔ کام و پو آتین کرنے والا۔

مہار بے۔ قابل پرستش ہے
سوا بیامیہ۔ ایک طریقے سے

رہنے والا۔
چتا مٹر۔ دسوں اندریوں کو

مغلوب کرنا والا
پرموون۔ دھیاشیوں کے

دھیان میں آنے والا۔
آئند۔ آئند سروب

نند۔ آئند دینے والا۔
نند

ست۔ دھما۔ نہت دھرموں
کے رکھنے والا۔

زکرم۔ تین چ فوں سے تینوں
نوک ناپنے والا

مہر شتی کیل۔ چار یہ۔ کپل
رشی اور تار و حارن کے شوالا

کر تگ - جگت آتما
میدنی پت - پرٹھوی پت
ترید - مین چرن والی
تروٹشا دوھیکش - جاگرت
سوین - لبوسویت
دشاوٹ کا ساکشی
ہماشرنگ - باراہ روپ
سے پرٹھوی سینک پر
دھارن کرنے والے
کرتات کرت - سنسار
کاناش کرنے والا۔

ہماہرہ - باراہ اوتار
گوہر بند - وید مشتروں سے پرگٹ
ہونے والا۔

ساکھن - گن روپ سے
سنیاسے پرکاش کرنے

والا
کنک اگلدر - سونے کے بازو
بند پہننے والا۔

گوہر ہر دے میں باس کرنے
والا

گہیہر - گیان سے بھرا ہوا
گھن - نظر میں نہ آنے والا
گہیت - نظر میں نہ آنے والا
چپر گدا دھھر - تھوڑا روپ چکر

اور بدھ روپ گدا رکھنے والا۔
بیدار - سنسار بیدار کرنے والا۔
سوانک جیت - سب کا کارن
کرشن وونی پائن - بیاس پتا
درڑھ - جس کا روزہ دکھائی نہیں دیتا
شکر سن - پرلے کے وقت تمام برٹٹ
کھینچنے والا۔

برمن - اپنی کڑوں سے کھینچنے والا
یارن - برن کا پتر - بٹٹ - اگرت
کھوان کے روپ میں۔

کیش - درختوں کی طرح اجل رہا
نیشکیش - ہر دے میں دھیان
ہما مشا - سنسار میں پالن پوشن
اور دناش کرنے والا۔

کھگوان - تینوں لوک کا مالک
کھجک - پرلے کے وقت کل ملاؤں
کاناش کرنے والا

آندی - سکھ وکھ سب کا مخالف
اور سب سے ملا ہوا۔

بن مالی - بختی مالادھارن کرنے
والا۔

ہل الودھ - ہل دھاری ہونے

سے بیلو روپ کھلایا
اوت - کشپ جی سے اپن ہو کر
یادون اوتلہ ہوا

جوتی راوت - جوتی سروپ
مہاشنو - گرمی - سروی - برسات
گت ستم - جن کا استھان بہت
آتم ہے

سودھووان - استری روپ
ہو کر سارنگ و حنش رکھنے
والا

کھنڈ برس - پر سہم اوتار سے
دشنوں کا ناش کرنے والا
دارن - سن مارگ بروہی کا آئین
کرنے والا

درپن رو - بھگتوں کی خواہش پر
لاٹنے والا

دیو سپرگ - سرگ کا اسپرش
کرنے والا

سرب ورگ باس - وید
شاستر پوران سے گیان کی
راہیں دکھانے والا

پاچس پتی پونج - ویدیوں کا
سوامی

ترساہ - شام وید منتروں سے
آپن ہونی والا

سیاگ - شام منتر گانے والا
شام - شام وید روپ

برمیان - موکش دینے والا
بھیک - کل امراض کی دوائیاں
بھیکھا - سہسار راک سے
نجات دلانے والا

سہدیا س کرک - موکش دینے
کا سبب

شتم - سہاسیوں کو گیان اپدیش
کرنے والا

بشانت - شکھ وکھ سے علیحدہ
لشٹھا - پرلے کے وقت رب
جیو جس میں لیت ہو جاتے
ہیں

شانتی - سب دویاؤں سے جدا
برہم روپ

پرائن - اداگون سے رہت سب
سے بڑا سب سے بڑھ کر

سو بھانگ - درشتوں کے جوگ
موہنی روپ دھارن کر لے
والا

شانتی - شانتی دینے
والا

سہشٹاپ - چوہوں کا پیدا کرنے والا
مکھ - پرانی پرانہ دینے والا

کوبل - شیش کی سیجا پر پونے

والا
گوپت - پر پتھو کی پت
گوپتا - اپنی آتما کا گپت رکھنے والا
بکھ بھاکش - منور تھوں کی رکھا
کرتے والی جس کی آنکھیں ہیں
گوپت - پر پتھو کی کا بھلا اٹھانے
والا۔

برکھ پر یا - جس کو دھرم پیایا ہے
انہ ورتی - دھرم سے علیحدہ نہ ہونے
والا

نورت آتما - جو تمام چیزوں سے علیحدہ
ہے۔

سکشیپت - پر پتھو کی کے جیوں
تو دیا روپ سے نوکش دینے
والا۔

کشم کرت - شران آتے ہوؤں
کی رکشا کرنے والا۔

شوہ - جس کے دھیان سے پورت تائی
ہوتی ہے۔

سری ہنس بکش - جس کا دل
سری وشن بکش سے شو بھا
دیتا ہے۔

شری ہاس - لکشی جس کے
سینے میں لواس ہے

شری پت - لکشی جی کے پت

شری متا میر - رگت بحر شام
ویدوں کا لکشن

شری دے - بھگتوں کو
لکشی دینے والا

شری پتے - لکشی کا ایشور

شری لواس - شرمیانوں میں
لواس کرنے والا۔

شری ندر - سرب شکتمان
شری نیت ہے۔

شری بھیا و تہ - کرم کے موافق
جس سے لکشی پاپت ہوتی
ہے۔

شری وطر - لکشی کے ہر دے
میں ورا جمان

شری کر - جس کی پوجا اور دھیان
سے لکشی ملتی ہے۔

شری پیم - اپنا سنی سکھ دینے والا

شری میاں - لکشی رکھنے والا۔

لوک تر یا شر پیم - تر لوک کی رکشا
کرتا ہے

سوکش - جس کی آنکھیں کنوں کی
طرح ہیں

سندراک - سندرا اکا والا

شکشا - جس کے دھیان سے انند

بلنا ہے۔

آنت میں رہنے والا۔
جیو نرگ گنیشتر ستوگن۔ رجون
توگن کا ایٹور۔

سجنا تھا۔ من کا جینے والا

ایڈھی یا تھا۔ جس کے روپ
کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

ست کرنی۔ ست کرنی والا
چھن سنشی۔ جس کو آند اور گزشتہ
زمانے کے واقفیت ہے۔

ادوینا۔ سب جیوں میں جہا
سرب لشی کش۔ جین بھاؤ
سے دیکھنے والا۔

انیٹش۔ جس کے سواٹے دوسرا
ایٹور نہیں ہے۔

شاستہ سٹھ پر اچین ہو کر بھی
بیریت وشا کو نہیں پراپت
ہوتا۔

کھو شپہ۔ سمندر پر شین کرنے والا
کھو شپن۔ اپنی اچھیا سے اتار لے
کر جیوں کے تارے والا۔

بہو ٹیہ۔ جس سے بھوتیاں آتیں
ہوتی ہیں۔

لشوک۔ پرمانند روپ شوق
سے علیحدہ۔

شوگنا شن۔ جس کی یہ دسے
رنج و فکر دفع ہوتی ہے۔

ارچش مان۔ جس کی بجلی سے
سورج اور چاند میں لہر ہے

ارچت۔ برہما وغیرہ دیوتاؤں

کا معبود

کبھ۔ جو سب گھٹ میں ہے

لشدھ آتا۔ رجون۔ توگن۔

ستوگن۔ سے رہت ہو کر
پو تر آتا۔

لشودھن۔ جس کے سمن سے پاپ
دور ہو جاتے ہیں۔

انزودھ۔ دشمنوں کے آدھین
نہ ہونے والا۔

اپر تر فٹھ۔ جس کا مقابلہ کوئی شہور
سہ سالار نہیں کر سکتا۔

پر دیو من۔ چار دیوہ قائم کرنے

وال

امرت بکرم۔ جس کی طاقت اور
توانائی کی قضا نہیں۔

کال نیبی سنا۔ کال نیم راجپس کا
کال کر کے والا۔

سیر دشمنوں کو نیچا دکھانے والا۔

شور می۔ سورج ہشی ہو کر زہم
چندرا و تار لیا۔

جیتیشور - اندر دیتا وغیرہ کا لگو
 تر پوتہ - تینوں لوک کا آتما -
 حمر تو کیش - جس کا حکم تینوں
 لوک میں مانا جاتا ہے -
 کیشو - برہما - بشن ہمیش - سکت
 جن کے بال ہیں
 کیشو - کیشی دیش کا قاتل
 ہری - ہری روپ سے گج کو گرہ
 سے بچانے والا
 کام دیو - موہنی صورت دھارن
 کر کے بھگتوں کے مقاصد
 دلی کو پورا کرنے والا -
 کامی - پورن کام
 کانت - جس کا شریہ بیت منہر
 ہے - برہما جی اس میں
 کے ہو جاتے ہیں
 کرتا ملک - سرتیاں - سرتیاں -
 شاستروں کا بنائے والا
 انرویشیہ پو - جس کا کوئی رپ
 نہیں - رزگن - رزکار
 بشن - جس کا جلوہ تینوں عالم
 میں ظہور ہو رہا ہے -
 سیرگت - بیرگت والا
 آتمت - سرب ویاپی - سرب
 آتماروپ

دھنچ - پانڈوول میں ارجن
 اسی کا نام ہے -
 برہمن - تب - ویدہ مست - گیان
 جاننے والے کو برہمن کہتے ہیں
 برہمن - تب - آوک کا اہت کرتا
 برہمن - برہما کو خالق سے موسوم
 ہوا -
 برہمن - سجدانند جس سے بہتر کوئی
 چیز نہیں
 برہمن - ویدہ - جگ تب کا قائم
 کرنے والا -
 برہمن - ویدہ اور اس کے ارتھوں
 سے بخوبی آگاہی رکھنے والا
 برہمن - ویدہ یا کھی برہمن اسی کا
 روپ ہے -
 برہمن - شیش روپ کا برہمن
 نام ہے -
 برہمن - اپنی آتما یعنی ویدوں
 کا گیتا
 برہمن - پو - جس کے برہمن پو
 ہیں -
 ہما کر م - جس کے قدم نہایت
 وسیع ہو رہے ہیں
 ہما کر م - جس کا پہلا کام سنسار
 کی آہستی ہے -

مہاجر تہو۔ اسی کے جلال سے سورج
چاند روشن ہیں

مہاجر تہو۔ ہمارے روپ
مہاجر تہو۔ اشمید جگ کا روپ
مہاجر تہو۔ لوگوں کی درستی کے لئے
جگ کرنے والے

مہاجر تہو۔ جگوں میں جیسی
مہاجر تہو۔ جس برہم میں گت
جگت کا ہون ہوتا ہے
سبلیہ۔ جس کی سب اسنت کرتے
ہیں

ست پریم۔ جس کو استوت رہتا
پیارا ہے۔

استوت۔ جو اس کا استت کرتا ہے
پریم پد پاتا ہے۔
استت۔ استت کرنے کی طا
دینے والا۔

استوتنا۔ اپنی استت آپ ہی
کرتا ہے۔

رن پریم۔ جس کو جگ بہت
پیارا ہے۔

پورن۔ سب طاقتوں سے بھر
پور

پریتیا۔ دھن دولت بڑھانے
والا

پونہ۔ جس کے سمرنے سے پاپ
دور بھاگتے ہیں

پونہ کیرنی۔ اپنی سکتی سے
جیون کے پونہ کو بڑھانے

والا۔
انامی۔ روگ سے جس کو دکھ
نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کو کوئی
روگ ہوتا ہے۔

منو جو۔ جس کا بیگ من کے برابر
ہے۔

تیسر تھہر کر۔ چودہ ودیا کا آپدیش
کرنے والا۔

لیسو تھیم۔ پہلے سورج روپ
انہ ہوا۔ جس کی روشنی ہزار
سورج سے بڑھ کر نکلی۔

لیسو پروموش۔ پھیل دینے والا
پاسد لپو۔ پاسد لپو کا پتر پاسد لپو
نام ہوا

لیسو۔ جس کا نواس سب جیوؤں
میں ہے۔ اپنا سروپ آپ
ہی دیکھنے والا

لیسو مٹا۔ سب دشیوں میں گت
ہونے والا۔

ہوی۔ برہم روپ مہب بھی
ہے

سد گنتی۔ جو اس کو برہم جانتے ہیں
اسی مہتا ہے۔

ست کسرتی۔ جس کا بشھ کرم
سنسار کی پیدایش سے ہوتا
ہے۔

ستار۔ سجاتی اور بجاتی بھیدوں
سے علیحدہ۔ برہم روپ

سید بھوٹ۔ بہت روپوں
سے پرکاش کرنے والا۔

ست پر ائین۔ تمام چیزوں
کا استھان

ستور سین۔ جس فوج میں ہنومان
ایسے جو دھاپوں اس کا مالک
جدو سر شٹ۔ جدو بندیوں کے

مورٹ اعلیٰ سری کرشن

سنسواں۔ گیارہوں کا رکشا
کرنے والا۔

سویامن۔ جنما جی جس کی اتری
ہیں۔

کھوتا پاس۔ جس میں سب
چونواں کرتے ہیں

یا سدیو۔ سورج کی طرح اپنی
کرتوں سے سنسار کو روشن
کرنے والا۔

سرباسن لمبہ۔ جس انباشتی ہیں

سب پران لے ہو جاتے

ہیں۔
اتل۔ جس کی قدرت کا اختتام
ہیں

ورپا۔ اوٹروپوں کے ول
کا اندھکار

ورپدو۔ دھرم کے رستے پر گیاہوں
کو چلانے والا۔

ورپتا۔ آتما روپ سے امرت
کے سوا لینے میں پرسن

۔ ہارو۔ جو دھیان میں شکل
سے آسکتا ہے۔

پراجبتا۔ اندر اور بار۔ کے روپوں
سے دور رہنے والا

بسو مورٹ۔ کل کائنات اسی
کا سروپ ہے۔

ہما مورٹ۔ ٹیٹل ناگ جس کی
سیما ہے۔ بشال سروپ نظر
آننے والا۔

وسپ مورٹ۔ جس کی مورٹ
گیارہوں کو دکھائی دیتی
ہے۔

مورٹ مان۔ جس کا سروپ نیکی
بدی سے علیحدہ ہے

انیک مورٹ۔ جس کے سروپ

لا تھوڑا دہنے۔

ایکیت - بہت سے سروپ
کرنے پر بھی زنگار ہے۔
ست مورتی - گئیوں کو
سروپ کرنے پر بھی زنگار
ہے۔

ساتن - ہمیشہ سے ہے ہمیشہ
رہیگا۔

ایک - اکیلا ہے۔ اس کا کوئی
ساتھی نہیں۔

انیک - جس کی مایا سے ہزاروں
صورتیں نظر آتی ہیں۔

سپہ - سب نام کا چاگ ہے۔ اس
میں چند رماں ہو کر پو جا
کیا گیا۔

کہہ - کہہ نقلی بھی اس کا نام ہے
کہہ برجم پر مینور کا نام ہے
کن - سب کا حامی۔ سب کا معین
برہمہ پیت - سوم سدھ برہمہ
اسی کا سروپ ہے۔

تت - جس کی دیا سے تمام کائنات
وسیع ہوئی۔

پاپ متوگم - جس کی پرستش سے
مواہش رہتی ہے

لوک بندو - سنسار کی بدلائی

کے واسطے جس نے سرتیاں

سرتیاں بنائیں۔

لوکنا تھہ - جس سے خلق کو آزار

پہنچتا ہو۔ اس کو سزا دینے

والا

ماو صو - لدھ کے خاندان اوتار

لینے والا

بھگت بلسل - بھگتوں کے اومین

اور ان کا معین

سورن برن - سونے کی طرح

جس کا رنگ جھلکتا

مہبانگ - جس کا شرف سورج

میں پرکاش کرتا ہے

برائنگ - جس کے اعضاء تھمائی

خوبصورت ہیں۔

چند نانگ - جہ کے جسم سے

چندن اور کانور کی خوشبو آتی

ہے

پیرما - دھرم کی وجہ سے ہرن کشپ

راجپس کا بدھ کرنے والا

یکھم - ادھرم کے خلاف اس کا ثانی

آ کوئی نہیں۔

شونہ - جس میں کوئی گن نہیں

دھرتاش - آپ اپنا معاویہ

اچل - جو اپنی جگہ سے چلتا نہیں

جو گمیان دھرم سے جدا نہیں
چل - ہوا کی طرح اڑنے والا
آمان - جس کو کسی غم و غم نہیں ہے
مان - وہ بھگتوں کی بھلائی چاہنے
 والا - منحرف کو منہ دینے
 والا -

مان - ایشور روپ سے قابل پیش
 لوک سوامی - جس کی حکومت
 میں چودہ بھون ہیں
تر لوک دھرم - جس کے قبضہ
 قدرت میں تر لوک ہیں -
 سومیدھا - جن کی عقل کی نگاہ
 نہیں - عالمی و مانع
 میدھج - دنیا میں پرکاشن مان
 دھن - نیک مرادیں بر لالے
 ہیں -

ست میدھا - اچھی اور سچی
 جن کی فہم ہے -
دھرا دھرم - پر بھتوی کوشیش روپ
 کہ جو دھان کرتا ہے
یچو بر طہ - سورج روپ سے پانی
 برتا ہے -

دیوتی دھرم - پروردگار ہو کر اپنے
 بھگتوں پر رحم کرنے والا -
بھرتا مبرہ - بھتیجا باندھنے والوں

میں افضل ہے -

پری گرہ - اندریوں کا باندھنے
 والا -

نگرہ - قدرت کا مد سے جو پہاڑ کی
بگمہ - بھگتوں کی خواہش بر لانے
 میں ہر وقت مستعد

نیک شرننگ - چار شرننگ
 رکھنے والا

گدا گرج - منتر سے پرگٹ ہونے
 والا -

چتر مورتی - جس کی سفید سیاہ
 شرخ رورنگ کی چار
 صورتیاں ہیں

چتر پاسبو - چار بھجوار کھنے والا
چتر بیوہ - جس کے چار بیوہ دھند
 (ریش) وید پرش - مہا پرش

چتر گت - شری پرش ہیں
 جس نے چار ورن قائم
 رکھے -

چتر اتما - جو دنیا کے بھرم جنجال
 سے علیحدہ ہے -

چتر بھیاو - جس نے دھرم از فہ
 کام - موکش پدارتھ پیدا
 رکھے -

چتر وید - چاروں ویدوں کا رکھنے

سو تنہو۔ جس کا نور طویل و عریض
ہو کہ جگت میں پر کا شتمان
ہے۔

تنہو پر دھن۔ پر پنج مغلوب کرنے
والا۔

اندر کر مالا جو اندر سے بھی بڑھا
ہوا ہے۔

جہا کرم۔ پانچ عناصر جس نے
پیدا کیے۔

کرت مال۔ دھرم روپ جکے
کرم ہیں۔

کر ماکھ بید و ماستر کا موجد

او بھو کہ مخلوقات عالم کا موجد
سندر۔ جس کا جہاں دیکھنے کے لائق
سندر۔ دیا مان

رتن نا بھو۔ جس کی ناف رتن
کی مثال ہے

سلوچن۔ جس کی خوبصورت آنکھیں
سدا سنسار و بچے کئے ہیں

وارک۔ قابل پرستش۔ برہما جی
کا مبارک

پاجنہ۔ تے مانگے مرادیں پوری
کرنے والا

سرنگی۔ مس آؤمار سے سرنگ
لگانے والا

سے واقف

ایک پات۔ جس کا ایک قدم
بوسہ لانا ہے۔

سمابر ت۔ دینا کو بچانے والا
نورت آتما۔ جس کا چت

افعال شقیہ سے جدا

رہتا ہے۔

دورجے۔ جس پر کوئی قہیاب نہیں
دورنی کرم۔ جس کے غصے سے

سورج کی آگ بھی متقابل
نہیں کر سکتی۔

در لچھ۔ جس کے درشن مشکل سے
پراپت ہوتے ہیں

درگم۔ دکھ کے وقت جس کی یاد
آتی ہے۔

ورگ۔ جو مشکل آسان کرتا ہے
ورا پاس۔ پرانا پیام کرنے والے

جوگی بھی جس کو کہیں پاسکتے
ورارما۔ بھگتوں کا کلیش دور

کرے والا۔ اُسروں کا قاتل
سو بھانگ۔ دھیان کرنے

سے جس کی موہر مورت دل
میں پیکش کرتی ہے۔

لوک سارنگ۔ جس میں جی گئی
لیت ہو جاتے ہیں

جنیت - دشمنوں کا ناش کرنا
سرب نیچے - جس کو ہر طرح
کا گمان ہے

سورن - بیلہ جس کا جم سولے
کی طرح جھلک رہا ہے۔
اکشوچھ - اندریوں پر غالب۔
راجھسوں کا فارخ۔

سرب پاگیس - برہما وغیرہ
کل دیوتاؤں کا سوامی
ہما ہرو - جس کے دھیان سے
جوگی آئند کرتے ہیں۔

جھاگرت - جس کی مایا سے دکھ
دور ہوتا ہے جو جھا رہتی ہے
جھا بھوت - تینوں کال میں تینج
دھاری بیکساں

جھا ندھ - سب جیوؤں کی سرشتی
میں بردھ تم یعنی ترقی یافتہ
ملکت - جس کے رحم سے پرکھوی کا
بھار اتر جاتا ہے۔

گندہ - پارہ روپ سے ہرناس
کو قتل کر کے پرکھوی کا بھار
اتارا۔

گندہ پرلرم روپ - پرکھوی کا
وان دینے والا۔

پر جنیہ - برکھاروپ سے جیوؤں

کا پالن کرنے والا۔
پاوان - جس کے دھیان سے
انسان پوتر ہو جاتا ہے۔
اتیل - بھگتوں کو آئند دینے والا
افرناسو - سمندر سے نکلا ہوا
امرت دیوتاؤں کو پہلانے
والا۔

امرت پیو - جس کے جسم میں
امرت ہی امرت ہے۔
سریگ - کل امور سے ماہر
سریو نکھ - سب طرف نگاہ رکھنے
والا

سیلہ - پھل پھول چڑھانے سے
خوش ہو پیدالا

سو برت - جو برت سے ملکتا ہے
سیڈھ - سوتنتر ہونے سے سیڈھ
شتر جیتا - دشمنوں کے برباد
کرنے والا

شتر تاپن - شتر وڈوں کو عابد
کرنے والا

شنگر دوہو - جو آغار و انجام
برہی ہے

ادو مہر - ادو مہر پھل سے لپٹوں
کا پالن کرنے والا

اسوٹھ - جو آج ہے۔ وہ کل نہیں

یعنی زمانہ کا انٹ پھیر
جانور انگریزی لکھن - جانور اور
انگریزی کا تاش کرنے والا
سہسہر چیت - جس کی نورانی
کریں سورج کی کرنوں
سے بدرجہا روشن ہیں
سپندیت چھوڑا - رکالی - کرالی
منہو - سودھر مروتا سوٹو
- سپھر - شگنی - بسو کٹھی
سست زبانون کا موجد

سپندیت صوٹھا - جو سات طرح
کے پرکاش رکھتا ہے -
سپندیت باہن - جس کی سواری
میں سات گھوڑے ہیں
امورنی - جڑ چیتن روپ سے
جو شگنی نمود ہوتی - اس

سے علیحدہ
انگھ - جو عصیاں اور تکلیف
سے میرا ہے -

اچھتہ - سب پر مالوں سے جس
شگنی ذات افضل ہے -

بھیکرتا - بد اطوار - بد کردار
کے بول میں جس کا خوف
رہتا ہے -

بھے ناخن - جس کی ذات

سے خوف دور ہو جاتا ہے
افو - سوکھشم آتما -

رسمت - سیدھی یعنی برت
کرشن - جس کی ذات ہمیشہ
تازم ہے -

استھول - سب کا آتما ہونے
سے ہمیشہ قائم رہتا ہے

رگن بھرت - ست - روٹ
رگن - تینوں گن دھارن
کرتا ہے -

رگن - جس میں کون گن نہیں
ہماں - جو خیال میں بھی نہیں

آسکتا - گیانیوں کا پیارا
ادھرت - پر تھی کا دھارن

لو کرنے والا - جو کسی
سے دھارن نہ ہونے

والا
سو وھرت - اپنی آتما سے دھارن

ہوتا ہے -

سو اسی - کنوں کی مثال جس
کا سند در روپ ہے

پراگ بنس - جس کا بنس بہت
ہی کثیر العیال ہے

بنش - بدھن - جو بنش ہے
پہنچی ہے - اسکا دھن گڑھا

بھار بھرت - انیک روپ
جسے بھار اتارنے والا
اکتھت - جس کا بیان وید بھی
کر سکتے

جوگی - جوگ کرنے سے جوگی پراپتی
ہوتی ہے۔

جوگیش - جوگیوں کا ایڑیہ
سرب کاہم دے - خواہشوں
کا پورا کرنے والا۔

اشرم - بھگت جنوں کا سندر

استھان

شرمی - اگیانیوں کا دکھ دینے
والا۔

کشام - مخلوقات - عالم کا ناش
کرنے والا۔

سو پرن - سو پرن نام گرہ جس
کی سواری میں ہے۔

بالو یاہن - جن کے خوف
سے ہوا چلا کرتی ہے

دھنسر دھر - سری رام چندر
جی دھنسر بان رکھنے والے

دھنر دیار - دھنر وید سے
دارتھ - وہی ذات پاک
ہے۔

کوٹ - جاہلوں کو سنا دینا جس

کا کام ہے۔

و مٹی تار - جہر ایچ اور لوگران

ہوکر وشنوں کو سنا
اپراحتیت - جس پر دشمن قابو
نہیں پاسکتے۔

وم - نفس امارہ سے منہ بچوں
کو سنا دینے والا

مسرپ سمہ - سب کام جس
سندھ ہو جاتے ہیں۔

فلیٹا سب اپنے اپنے فنلوں

سنرا یا پ مونسٹے ہیں

پیم - جس کا کوئی مالک نہیں

پیم - جس کی موت نہیں۔

سنگتو وان - اچھے کرم جس

ساتھ کو بھگت معلوم ہوتے ہیں

ساتھ لوک - جو سنگت سے بھرا
ہوا ہے۔

ست - اچھے دھرموان لوگوں
کے ساتھ ہر وقت موجود

اور محافظ

ست - دھرم پرائین - سب

دھرم کا استھان

ابھیرا - قیامت کے روز

تمام خلق جس میں جاتی ہے

پر پیار ہے - جس سے مقصد ملی

بر آتے ہیں
ارہ۔ جو آچن اور نسکار سے
پو جا گیا ہے۔
پر یہ کرت۔ بھین کرنے والے
پیشوں کا ست کار کرنے
والا۔

پریت پر دھڑ۔ بھگتوں کا
پریم اضافہ کرنے والا۔
بھیا پیش گت۔ جس کا لوہاں
اکاش سورج منڈل میں

جہیوتی۔ جس کا نام نارائن ہے
جس کی جوت سب میں
پرکاش کر رہی ہے۔

سورج۔ جس کا جلوہ نہایت ہی
علیٰ اور منوہر ہے۔

بہت بھگ۔ دیوتاؤں کے
نام جو بگ کیا جاتا ہے۔
اس کا پھل نارائن سے ملتا
ہے۔

بھو۔ نل چیزوں میں جس کا پرکاش
ہے۔ وہ تینوں لوک کا مالک
ہے۔

رب۔ سورج روپ سے رس
کھینچنے والا۔

بروچن۔ سورج اور اگن میں
اسی کا ظہور ہے۔
سور یہ کل شے کا قادر اور لکشی
چھیدا کرنے والا۔

مستیا۔ چودہ بھین کا مالک
رب ناروچن۔ آفتاب جس کی چشم منور
ہے۔

انتنت۔ شیش بھی اسی کا روپ

بہت بھگ۔ جس کا بوجھن بہت
ہے۔

بھوگسا۔ بھگت کا پالن کرتا ہے۔
سنگھار جس سے بھگت موکش پا
جاتے ہیں۔ رنج و غم سے نجات
ملتی ہے۔

انیک و۔ جو بھگتوں کے دھوکہ
دور کرنے کی خاطر بار بار اور
لیتا ہے

اگر ج۔ سب سے پہلے جس نے ہرن
گرہ روپ و طارن کیا۔

ایرن۔ جن کو دھوکہ۔ رنج و غم
و بکار مشن آتا نہیں سکتے
سدا مرشی۔ جو اس کی شرن لیتے
ہیں۔ نجات پاتے ہیں۔

لوکا و طشیال۔ جس کے نام

سے نجات ملتی ہے۔ تینوں
لوگ جس کے آبرو کے اشارے
میں چل رہے ہیں
اوجھت جس کا جمال میں بھی
نہیں آتا۔ جہاں یوگیوں اور
مٹیوں کی رسائی نہیں ہو سکتی
مناسبات جس کا روپ کال بھی

ساتن تم۔ جو ہر ہما اور رور سے
بھی پہلے ہے۔
کیل۔ انکی کا بڑا نل ہے۔ وہ
کیل پر ن ہے۔ اس وجہ
سے بڑا نل کہا جاتا ہے۔
کپ۔ اپنی کرنوں سے جل بی رہا
ہے۔ باراہ اوتار دھارن
کیا۔

ایہ۔ قیامت میں تمام کائنات
ناش کر دیتا ہے۔
سوستی بھگ۔ عیش و آرام
جس کے نام سے آپن ہوتا
ہے۔

سوستی وہ۔ جس کے نام سے
بھگتوں کو آند ملتا ہے۔
سوستی کرت۔ جو گناہوں کو
مٹا کرتا ہے۔

سوستی۔ جس کا سروپ آند کا خزن
ہے۔

سوستی دکش۔ جس منگل روپ
سے آند ملتا ہے۔ جو پریم
کے بس ہے۔

اروڑ۔ جس کے سروپ کرودھ
کرم تربیت اور روئے۔
کنڈلی۔ کشین روپ ہو کر کنڈل
دھارن کرتا ہے۔

چکری۔ سوورن چکر جس کا ہتھیار
ہے۔

بکری۔ تمام سنہار کے وجہ کرنے
والا

اوجیت تشاسن۔ جس کے لکشن
سرتی بھرتی سے ظاہر ہوتے
ہیں

شیدانگہ۔ جس کی کوئی بانی نہیں
اور نہ جو من رکھتا ہے۔

شیدپسم۔ وید جس کی استی کرتے ہیں
شش۔ جو سنہار یوں کو آرام
دیتا ہے

سروپ ریکرہ۔ جوگی جس رات
میں جاگتے ہیں۔ اور جس
میں سنہار سوتا ہے۔ ان
دونوں راتوں کا پید اکرم ہوتا ہے۔

اگر دورہ۔ سب منور تہ سہنسر
اور نہ ہونے سے جس کو غصہ
نہیں آتا۔

پیش نو۔ جو شریو کریم بانی سے
شو بھاد کے رہا ہے۔
وکش۔ جس میں رشکت۔ شکر
کریم کرتا اور سحر (گن
ہیں۔

وکش۔ نکت کا سوامی ہو کر سنار
کا ناش کرتا ہے۔

اشمننا مہر۔ جو تمام پر پھوی کا بھار
اٹھا کر بھی افسردہ نہیں ہوتا
بدو تم۔ اس کا گیان کل کاسیات
پر گٹ ہے۔

بیتا ہر۔ وہ سب کا ایثار ہے
اسکو کسی کا خوف نہیں۔

بن شروں کیرتنہ۔ جس کے نام
سے کو اب حاصل ہوتا ہے۔

اوتارن۔ سنار کے مندر سے
وہی بیڑ مار لگاتا ہے

وش کرتا۔ جس کے نام
عصیان کے عذابوں سے

نجات دلاتے ہیں
پنہم۔ جو پرائوں کے سننے کا پھل
دیتا ہے۔

دوسپن نا۔ جو دوسپن کے خراب
پھلوں کو ضائع کرتا ہے۔

بیرما۔ سنار کے مصائب اور
کلفتوں کو ناش کرتا ہے۔

رکشن۔ ستو گن روپ سے تینوں
لوگوں کی تخلیقیں دور کرتا
ہے۔

ساتت۔ رت مارگ میں سنت
روپ ہے

جیون۔ تمام جیوؤں کی رہبان
روپ ہو کر عمر بڑھاٹے
والا۔

پہرہ دستہرت۔ اطراف عالم جن
میں نیت ہیں

اننت روپ۔ جو شیش روپ
سے تمام جیوؤں میں پہنچ
دکھارنا ہے۔

اننت شرمی۔ جس کی طاقت
کا وار پار نہیں۔

جیت یلیو۔ غصہ پر قابض۔ جو غصہ
درا بھی نہیں کرتا

بھیاپ۔ جہیں دھرت اور
خوف ہو جاتا ہے۔ آن کا
محافظ

پتر سر۔ منصف مزاجی سے کروں

کا پھل لوگ پاتے ہیں
گنہگار آتما جو جلیم ہے
بدش - جو جس لالین ہے اس کو
ویسا پھل دیتا ہے۔
بیادش - جو اس خنہ پر قابض
ویش - وید مشروں سے پھل دینے
والا۔

انادو - جو ہمیشہ سے ہے جس کا
آغاز نہیں
بھور بھوہ - سب جیوؤں کا اڈھا
کرنے والا۔
لکشمی - جس کی آتما لکشمی روپ
ہے

سوربیر - جس کے کرتوں کی شوبھا
پیان نہیں جاسکتی۔
روچر املد - جس کے دونوں بازو
آرام دیتے ہیں
جنن - جیوؤں کے بنانے والا۔
جن جینما - منشوں کی زندگی کا
سبب

بھیم - جن نام سے خوف دور
ہوتا ہے۔
پراکرم - اقداروں کی طاقت سے
آکروں کے دل میں دہشت
سماتی ہے۔

اودھارنیو - پنج تہ سے اڈھالیوں
کو اڈھار کرت ہے
دھاما - قیامت میں سب جیوؤں
کو بھکشن کرنے والا۔
پشتپ ماس - جس کی ہنسی
پھولوں کو مات کرتی ہے
پر جاگر - جو ہمیشہ جاگتا ہے
آرومگہ - جو دیوتاؤں کا بھی افسر ہے
سرتا یتھا چار - ست پرشوں
کو گلیان دینے والا۔

پر ان دے - ضعیف قوتوں
میں طاقت عود کرنے والا
ضعیفوں کو جوانی دینے والا
پر لوکے - اولکار روپ اُسی
پر مانما کا ہے۔
پین - عذاب و ثواب کے پھل
دیتا ہے۔

پرم مان - سوئم پرکاش روپ
سے گیان سروپ ہوا
پر ان نیہ - جس کے روپ سے تمام
جیولیت ہو جاتے ہیں
پر اتا بھرت - ان روپ سے
جانوں کا پالنے والا۔
پر ان جیون - پرانوں کا چلن
کرنے والا۔

تتو۔ برہم
تتو۔ جو آتما کو جانتا ہے۔
ایکا تمنا۔ جس کی ایک ہی آتما ہے
اسی آتما سے سب میں پرورش
کرتا ہے۔
جہنم مرگ جزا مکہ۔ جو موت اور
زندگی سے رہتا ہے۔
بھو بھوہ سوہ ستر و۔ پون سے
تینوں لوگ کی تلافی کرنے والا۔
نار۔ سنار سا کر سے تار لے والا۔
سپتا۔ لوگ کا آہن کرنے والا سب
کا پتا
پر تپا چھہ۔ برہما کو بھی جس نے پیدا
کیا۔ اس سے پر تپا ہو۔
جگ۔ جس کا روپ جگ ہے۔
جگت پت۔ جگوں کا سوامی۔
جگوار۔ جحمان روپ
جگ گانگ۔ جس کے انیک جگ
کا نگہبان
جگ یا منہ۔ جگوں کے پھل
دینے والا
جگ بھرت۔ جگ کا محافظ
جگ کرت۔ آغاز و انجام جگ
کا نگہبان
جگی۔ جن جگوں میں اس کی پوجن

ہوتی ہے۔ ان کا پر وہان
جگ بھگ۔ جگ بھو گنا
جگ سادھن۔ جگ کے پھل
دینے میں ساؤدھان
جگیا ت کرت۔ جگ کا سہا
کرنے والا
جگ گو تیم۔ گمان جگ پورن
کرنی والا
آن۔ ان روپ سے سب کو پاتا
ہے۔
انیا و سب جگت سوم روپ ہے
آتم یونی۔ اپنے آپ آتما ہے۔
دوسری آتما نہیں ہے
سو کم جات۔ اپنے آپ پیدا ہونے
والا۔
بیکھان۔ بارہ روپ سے
پر بھتی دھارن کر کے ہر ناکش کا ماننے
والا۔
شام گانیہ۔ سام وید منتروں کا
گائے والا۔
دیو کی نذر۔ دیو کی مائے
پیدا ہونے والا۔ برہما وک
دیوتاؤں کا دیوتا۔ دیو کی کاہنہ
ہے
بسر شٹا۔ سنسارہ کرتا

اکشیش - رام چندر سروپ سے
پر بھوئی کا مالک

پاپ ناشن - جس کے دھیان
سے پاپ دھو جاتے ہیں
سنگھ بھرت - سنگھ روپ دھار
کرنے والا۔

تندر کی - زندگی نام تلوار - جس کا
ہتھیار ہے۔

اکتو بھیر - جس کو کوئی جیت
نہیں سکتا - پیدھ - کل شتر جس کے ہتھیار ہیں

چکری - سوورن چکر بھی اس
کا ہتھیار ہے۔

سارنگ دھنواں - دھنش
سارنگ رکھنے والا

گداوھر - کٹھون نام گدا رکھتا ہے

رختانگ پانی - مہابھارت میں
رتھ کا چکر اٹھا کر بھیشم جی

پر روڑنے سے رختانگ پانی
نام ہوا

کل شتر جس کے ہتھیار ہیں

اوم کے پھل

اوم رٹنے سے دنیا و آخرت سنبھلتی ہے۔ آغاز و انجام میں معاون و
مددگار اس نام سے بڑھ کر اور نہیں۔ اس نام کے پھل شاستروں میں بہت توضیح
کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس نام سے کرشن بھگوان کو پر نام کرنے سے اثنویدھ
جگ کا پھل ملتا ہے۔ جگسا کرنے والا افاگون سے چھوٹ نہیں سکتا۔ لیکن
اس نام کے رٹنے والے تناسخ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ یعنی دوبارہ جنم نہیں رہتے
برہمن اس کے رٹنے سے وید پاٹھ حاصل کرتا ہے۔ چھتری اس نام کے قتیاب
ہوتے ہیں۔ ویش اس نام کی بدولت صاحب دولت ہوتا ہے۔ اور مشور
بہر قسم کے عیش اٹھاتا ہے۔ جو شخص بشن سہنس نام صبح اٹھ کر اشان کر کے
روزانہ پاتھ کر کے اُسے نہ تو کوئی تکلیف نہ کوئی مرہن ہو۔ وہ ہمیشہ آرام سے
زندگی بسر کرتا ہے اور مرنے پر بشن لوگ اس کی جاگیر ہو جاتی ہے۔ کرشن
بھگوان راجہ جدھشتر سے فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بشن سہنس نام کا ورد کرے

اور ہاتھ کیا کرتے ہیں۔ ان سے میں بہت خوش ہوتا ہوں۔ مومن دولت کی
ترقی ہوتی ہے۔ صاحب اولاد ہو کر دنیا میں اس کا جس پھیلتا ہے۔ اور
من مانے پھل پر اپت ہوتے ہیں۔

ہری اوم ہری اوم ہری اوم

اڑھیا (۳۳)

کرشن بھگوان کی ولادت اور ان کے

بال چر

بھیشم جی بیان کرتے ہیں۔ کہ اوگر سین کا بیٹا کنس اپنے باپ کو قید
کر کے خود تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت پیشہ اور شہساز تھا۔ اس کے عہد میں برہمن
اور عابدیپ کرنے میں نہایت مجبور اور پریشان رہتے۔ کیا ممکن تھا کہ کلب پر
رام نام آئے ہوں۔ جگ۔ خیرات۔ ایک راجہ قلم مفتور راجہ کنس کی بہن دیو کی
جب شباب پائی۔ تو لہو کے ساتھ عقب کیا گیا۔ عقد کے وقت آکاشانی
ہوئی۔ اب تیری موت کا زمانہ قریب آگیا۔ تیرے مارنے والا دیو کی کے
وطن سے آٹھواں پتر ہو گا۔ ہانی سر دل پر دست چھائی۔ نہایت غمگین اور
اور بلوں ہو کر لہو پوجی اور دیو کی کو محبس میں قید کر دیا۔ انتظام کیا کہ جس وقت
ان کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو۔ فی الفور ویر دولت پر خبر کی جائے۔ السہار
واجبی تھا۔ جب پیدا پتر ہوا۔ اطلاع دی گئی۔ راجہ کنس کے روبرو رکھا پیش
کیا گیا۔ کنس اس کی حالت دیکھ کر بولا۔ کہ یہ لڑکا کچھ میرا قاتل نہیں۔ نہ مجھ کو
کوئی نقصان پہنچے گا۔ لیجاؤ۔ لہو پوجی سے کہ دو۔ اس کی پرورش کریں
مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔ لہو پوجی تو سنی خوشی طفیل کے لہو پوجی کے

پاس آئے۔ اتنے میں نار درشی کنس کے پاس پہنچے۔ ضمایہ سے اگلیانی
 غضب گیا۔ تو کیا جان سکتا ہے۔ کون لڑکا تیرا قاتل ہے۔ دیکھ۔ دائد
 بکیریں زمین پر کھینچ کر آٹھوں لکیروں کو شمار کر۔ ہر طرف سے آٹھ دکھائی
 دیتی ہیں۔ تعجب نہیں۔ کہ ان آٹھوں میں کوئی تیرا قاتل اور تیری جان کا
 گاہک ہو۔ کنس نار درشی کی یہ ہدایت پر کاربند ہوا۔ سات شیرخوار بچے
 اپنے ہاتھ سے قتل کئے۔ اور آٹھوں عمل سے خود بخود ولی پرست طاری
 ہوئی۔ شب کو تیرا نہ پڑتی۔ ہر وقت یہی فکر رہتی ہے۔ کہ کب اس بلا سے
 نجات ملتی ہے۔ قید خانے پر جگی ہرے مقرر کر دیئے۔ وقت کا منتظر تھا
 کہ در بے ہاکے ہاتھ آتے ہوں۔ اس کو خوش خوش کر دے۔ مگر اس امر سے
 مطلق غافل نہ رہتی تھی۔ بھادوں کا مہینہ اچھی کار و زرا دھی رات
 کا وقت دیو کی جی کیا دیکھتی ہیں۔ کہ شام روپ چتر بھی مورت جن کا رنگ
 نیکم کی طرح جھلکنا شروع تھا۔ مدد بھری آنکھیں کنول کی طرح شگفتہ تھیں
 چہرہ ماہتاب کی طرح روشن۔ کانوں میں گندل۔ مریض سر پر پنج دھارن
 کئے۔ ریشمی پوشاک جسم منور پر عجیب عطف دکھاتی تھی۔ گھر میں بیٹھتی مالا۔
 جواہرات کے بازو بندہ۔ سینے پر بھرگ لٹا کا نشان۔ یہ نشان ہر اوتار میں
 مہیتہ مبارک پر نمودار رہتا ہے۔ پتیا میر پہنے۔ رخ روشن پر نظر نہیں
 پھیر سکتی تھی۔ وہ جمال جہاں آ رہ کہ دیوتوں کو بھی جن کی دیارت میں
 نہیں۔ دیو کی اور لہدیو کے سامنے جلوہ فگن ہے۔ بید یو اور دیو کی منوہر
 روپ دیکھ کر ایسے خود ہو گئے۔ کہ تین ویدن کا پوش نہ رہا۔ ہاتھ جوڑ
 کر بولے۔ ہے بھگوت آپ نے بڑی کرپا کی۔ آپ پر ہم پر مینور
 کا اوتار ہیں۔ ہمارا جنم سچل کرتے اور ہمیں کرتا رہ کر کے کہ آپ
 نے اوتار دھارن کیا۔ اس روپ کے دیکھنے کی ہمیں تاب نہیں۔ جب
 بھگتوں پر کشت ہوتا ہے۔ آپ اوتار لے کر ان کے کایش دفع کر دیتے
 ہیں۔ ہے پتہ جو آپ کی جہاں پر ہمارے دیوتاؤں سے بھی برتر نہیں
 ہو سکتی۔ آپ بھگتوں کی رکشا دیوتاؤں کا شگھار کرنے ہیں۔ کنس

جو وقتیں اور تکلیفیں ہیں دی ہیں۔ آپ خود واقف ہیں۔ اس کو کھنگالت
 والے کرشن بھگوان نے فرمایا۔ کنسی بات کی ہوں کہ گت کر دے۔ پورب جنم
 کے تب اور ریامن سے یہ بات ہوئی۔ کہ میں تمہارا پتر ہو کر پھنوی کا
 بھار آتا رہوں گا۔ ہری بھگتوں اور زاتین کے واسوں کو درشن دے
 کر بھوساگر سے پار آتا رہوں گا۔ دیر مت کرو۔ مجھے گوکل پہنچاؤ۔ جو چوہا
 جی کے بھی ایک لڑکی ہوئی ہے۔ اسے لا کر دیو کی جی کو دے دو۔ کنس
 اسکو مار کر دیو کی تین بچھا دیگا۔ میں جو دھوا اور نند جی کو بال لیلاد کھلا کر
 تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر کرشن بھگوان بال روپ ہو گئے۔ دیو کی
 نے گو د میں اٹھا لیا۔ پہرہ والوں پر لٹو کی سر منی سے غفلت چھا گئی
 بے خبر رہنے کے خاتمے پر رہے ہیں۔ بسدیو جی کے پاؤں کی بیڑیاں خود
 بچو دھل گئیں۔ جنا جی پایاب ہو گئیں۔ بس بسدیو بانک لیکر جتنا اترے
 گوکل پہنچ کر نند جی کے گھر گئے۔ پھاٹک کھلوا یا۔ جو دھان جی بے خبر ہو
 رہی تھیں۔ ایک لوزا امیدہ لڑکی اس کو لیٹی دکھائی دی۔ بسدیو جی کرشن
 چندر کو جو دھان جی کے پاس سلا کر کنیاں اٹھا لائے۔ دیو کی کی گو د
 میں ڈال دیا۔ وہ نے لگی۔ یہ کل کام راتو رات ہو گیا۔ لڑکی کی آواز
 سے پہرے والے جاگ اٹھے۔ راج کنس کو اطلاع دینی گئی۔ کنس نے
 لڑکی کو اٹھا لیا۔ لڑکی۔ اور چاہا کہ پیٹھر کی چٹان پر اسے ٹپک دے۔
 لڑکی ماتھے چھوٹ کر آکاٹل کی طرف ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ تیرا قاتل
 گوکل میں پیدا ہو گیا۔ تیری جان اس کے ماتھے سے نہیں بچ سکتی۔ یہ
 بہت آئینہ کلمات سن کر کنس عجیب شمش ورنج میں پڑا فکر و امن گیر
 ہوئی۔ کہ اب جان بڑی فکر و امنگیر ہوئی۔ کہ اب جان بڑی دشمن
 نند ہا ہا کے گھر کرشن چندر کی ولادت سے بدھائییاں بچیں۔ دان پتن
 کہنے گئے۔ غریب محتاجوں کو امیر کر دیا۔ خیر است کا دروازہ کھول دیا

اُدھیا کے (۳۳)

کرشن بھگوان کے ہاتھ سے پوتنا۔ سر پر
کا گاسر سکٹا سر کا بدھ

بھیشم جی نکتہ دان ہیں۔ کہ اس طرف گوکل میں تو ناہج گائے چھپے
قہقہے تھے۔ اودھر کنس پر بھیدیت طاری تھی۔ سوچتا تھا۔ کہ کس طرح وہ
رٹ کا مار ڈالا جائے۔ تو اس غم سے رناتی رہے۔ ایک راکشسی پوتنا سے
کھڑی تھی۔ اس سے بولا۔ اے پوتنا۔ گوکل جا۔ اودھ میرے دشمن کو جس
طرح بنے۔ قد لی پہنچا۔ راکشسی گوکل پہنچی۔ خوبصورت فکر بناؤ۔ خداؤ
کہ کے جو دھال کے پاس حاضر ہوئی۔ ایسی محبت کی باتیں کیں۔ کہ
جو دھال اس کے مکے سے غافل ہو گئیں۔ پوتنا کرشن چندر کو گود میں اٹھا
کر کھلانے لگے۔ زہر آلودہ پستان پلا کر کرشن چندر بھگوان کی جان
لینا چاہی۔ کرشن چندر نے چھاتیوں اس زہر سے دبا ہیں۔ کہ اس کی جان بچنے
بہلا گئی۔ بے اختیار ہو کر دھال سے بھاگی۔ اور باہر پہنچے ہی زمین پر
گر پڑی۔ اور مر گئی۔ جو دھال کو پیوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں
دوڑیں۔ باہر دیکھا۔ کہ کرشن چندر پوتنا کی چھاتیوں پر لیٹے ہوئے پستان
منہ میں دبا لئے ہوئے ہیں۔ جو دھال نے ٹھٹھا کر کرشن چندر کو اٹھا لیا۔
اور گھر لائیں۔ وان پن کیا۔ کہ اس بلاناگمانی سے پرہیز کرشن جی
کو کچا لیا۔ پوتنا کے حال واقف ہو کر راجہ کنس نے شرمی دھرم نامی برہمن
کو بلا لیا۔ اور کہا کہ تم سے میرا کام ہو سکے گا۔ گوکل جاؤ۔ اور جس طرح
ممکن ہو۔ اس کم بخت رٹ کے کو مار ڈالو۔ برہمن بیڑا اٹھا کر گوکل گیا۔ فند
جی نے برہمن جان کر بہت عزت کی۔ برہمن فرصت کا منتظر تھا۔ جو دھال

کرشن چندر کو پالنے میں ڈاکٹر برہمن کے واسطے خود بھیجنے لگے گئیں۔ ادھر
 برہمن تاک میں تھا۔ اکیلا جان کر کرشن چنگوان کی گردن پر ہاتھ مار ڈالا۔ اور
 چاما۔ کہ گردن مروڑ دے۔ کرشن چندر نے ہاتھ سے اس کی زبان مروڑ ڈالی
 وہ تڑپنے لگا۔ کرشن چندر نے دو تین ٹکے ٹسکیاں اڑھائی دو دوھ لات مار کر
 توڑ ڈالیں۔ اور کچھ وہی اس کے منہ میں لگا دیا۔ اور بدستور پالنے میں چھوٹے
 ادھر جو وہاں بھوجن لیکر جب وہاں آئیں۔ تو عجیب حال دیکھا۔ کہ وہ وہ
 وہی کے برہمن ٹوٹے پڑے ہیں۔ برہمن سے ناراض ہو کر بولیں۔ کہ تو نے وہی
 کھایا۔ اور برہمن بھی توڑ ڈالے۔ ادھر سردھڑ زبان کے درد میں مبتلا تھا۔ بولا
 بھی نہ جاتا تھا۔ منہ جی لاکھی سر پر کھڑے تھے۔ سری دھڑ ہاتھ سے اشدہ
 کرتا تھا۔ کہ میں خطا دار نہیں۔ اس لڑکے کی کر تو تھے۔ آخر نند بابا نے
 سری بہادر کو مار کر نکال دیا۔ وہ روتا ہوا کنس کے دربار میں پہنچا۔ اظہار
 حال تو نہ کر سکا۔ کیونکہ زبان قابو میں نہ تھی۔ ہاتھ وادیا چاتا رہا۔ کنس نے ایک
 اور دیت گوگل بھیجا۔ جو کوٹے کا روپ بنا کر گاگا سرنام سے جی کے گھر داخل ہوا
 کرشن چندر کو روتا ہوا دیکھ کر پالنے پر بیٹھ گیا۔ کرشن نے ہاتھ بڑھا کر گاگا سر کو
 پکڑ لیا۔ اور گردن مروڑ کر ایسا پیچھا۔ کہ کنس کے آگے اس کی لاش جا گری
 پھر کنس نے منکٹا سرنامی راجپس گوگل بھیجا۔ ادھر کرشن چندر کے ستائیسویں
 دن کا اُتساہ تھا۔ نند بابا کے گھر بہت کچھ بچہ ان میوہ میٹھاں برہمنوں اور کنس
 کے واسطے بھوجن بنایا گیا تھا۔ گوگل کے گوال بال مدعو ہوئے۔ غرضیکہ بہت
 بھیڑ تھی۔ لوگوں کی آمد و شد میں منکٹا سر کرشن چندر کے پالنے پر جا بیٹھا۔ جو وہاں
 رہی اور جو عورتیں جہان مانگیں تھیں۔ سب کی سب بھوجن اور پکوان بنانے
 میں مصروف تھیں۔ ساٹھ برس چاہتا تھا۔ کہ کرشن چندر پر وار کرے۔ کرشن چندر
 نے ایک ایسی لات جڑی۔ کہ منکٹا کا سر کنس کے آگے مردہ ہو کر جا گرا۔ کنس
 اس کے حال سے نہایت مضطرب ہوا۔ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی۔ جو دشمن
 نیست ہو۔ جو راکشس گیا۔ سر پر نہ ہو سکا۔ دشمن زبردست ہے۔ کیا کر دل
 اس سوچ میں رات کی نیند قبضہ اور دن کا چین کا وز ہو گیا۔ جب کرشن چندر

جب کرشن چندر جی کی پانچ ماہ کی فوسٹ آئی۔ ترناورت راچیس کش کا بھیجا ہوا گوکل پہنچا اسکے آتے ہی سخت آندھی آئی۔ ہزاروں درخت بے برگ ویاہ ہو گئے۔ ہزاروں گر پڑے۔ کرشن چندر جو دھال کی گود میں تھے۔ ترناورت کا انا خیال کر کے اپنا جسم اس قدر بھاری کر لیا۔ کہ جو دھال سنبھال نہ سکیں۔ گو د سے اتر پڑے۔ ترناورت بگولا بتکر کرشن چندر کو لے اڑا۔ کرشن چندر نے ترناورت پر اس قدر وار کیا۔ کہ وہ خود بخود پتھر کی صل پر جو نند بابا کے دروازے پر پڑی ہوئی تھی۔ چاروں شاخے چٹ گر کر کرشن چندر نے گروں و باد دی۔ وہ کافر جہنم کو پدھارا۔ ادھر جو دھال کی کرشن کے نہ ہونے سے بتیاب ہو رہی تھیں۔ گھر میں کھرام چاہتا تھا۔ سکٹا سر ملوں کے گرے کی آواز سن رورے آئی۔ کہ سب عورتیں اور مرد دروازے پر دوڑے۔ دیکھا۔ کہ نرنا کی چھاتی پر کھیل رہے ہیں۔

اڑھیا ئے (۳)

بلام جی کا جہنم

بیشم جی نکتہ سنج ہیں۔ قبل ولادت کرشن چندر بسدیو جی کنس کے خوف سے ایسے جھون ہوئے۔ کہ رہ سنی رانی کو نند جی کے یہاں بھیجا پڑا نند بابا بسدیو جی کے دوست غمگسار تھے روہنی کے آنے سے بہت مسرور ہوئے۔ روہنی حاملہ تھیں۔ نند کے گھر پہنچ کر بلرام جی کا جہنم روہنی کے لہجے سے ہوا۔ آپ کے نام نامی بلتھدر۔ بلرام دشکرشن دنیا میں مشہور ہیں۔ بلرام جی گودے اور نہایت حسین تھے۔ کرشن جی سا لوے روپ سے جہنم کو تشریف کرتے تھے۔ دونوں کے جہاں سے اکھیں سیر نہ ہوتی تھیں۔ لیکن کرشن جی اپنی مومنی صورت سے گویوں کا دل جوئے کئے ہوئے تھے۔ مولو کے پورشاؤں کو لوگ دور سے آتے اور اپنا جہنم سچل کرتے۔ وہ وہ دہی کھن اپنے اپنے گھر سے گویاں روتا نا لائیں۔ اور بھون کراتیں۔ ایک دن بسدیو جی نے اپنے پر ورت گرگ رستی کو دونوں لڑکوں کے نام رکھنے کے لئے نند بابا کے یہاں مخفی طور پر روانہ کیا۔ نند جی نہایت تپاک سے پیش آئے۔ جہنم پتری بنوائی۔ اور نام پوچھے۔ گرگ رستی زانچہ پرنسٹر ڈاکر بولے۔

اُسے نند ی۔ کرشن چند پون برہم کا اوتار ہیں۔ اور یلام جی شیش کا روپ یہ دونوں ایک ہی روپ ہیں۔ اور دونوں ایک ہی روپ ہیں۔ اور دونوں ایک ساتھ ہی اوتار ہوتے ہیں۔ اور اُجدھیا راج میں راجہ وسمرتھ کے یہاں رام۔ لکشمن۔ و روپ انہوں نے اوتار دھارن کیا۔ اب سری کرشن اور یلام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے نام لا اوتار ہیں۔ نہ ان کے زور و طاقت کا تمنا۔۔۔ لہذا یو جی کے پتر ہونے سے باس دیو نام مشہور ہو گا۔ چھ دونوں تمہارے پاس رہ کر بال چتر دیکھلا دیں گے۔ پھر اپنے تاتا پتا کو آند دیں گے۔ نند بابا گرگ رشی کی باتوں پر دھیان نہ دیکھ کرشن چندر کو اپنا ہی پتر خیال کرتے رہے۔

اُردھیا کے (۳۵)

نل کو برہمن کا سراپ سے اُردھیا

ایک روز کرشن بھگوان جو دھیاں جی گو دین کھیل رہے تھے۔ اور چو لھے پر دھواوٹ رہا تھا۔ یکایک اُردھیاں سے دھواٹنے لگا۔ جو دھیاں جی کرشن کو چھوڑ دھواٹنے لگیں۔ کرشن بھگوان سوچے۔ کہ ماما کو میری محبت ذرا بھی نہیں۔ دھو بہت پیارا ہے۔ آپ نے دھوہ کے برتن لٹ پھوڑ ڈالے۔ دھو بہا دیا۔ جو دھیاں جی آکر دیکھتی ہیں کہ دھوہ بہا ہے اور برتن ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں۔ غصہ آگیا۔ کرشن چند پر ماتھ دراؤ کرنا چاہا۔ کہ بکڑ لیں۔ اور کافی سزا دیں۔ مگر آپ ماتھ نہ آئے۔ جو دھیاں دھوٹے دھوٹے تھک گئیں۔ پہنی اُردھیا چڑھنے لگی۔ آپ ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ جو دھیاں لپک کر بکڑ ا۔ اور اُردھیاں سے باز رہ گیا۔ اور خود کاروبار میں مصروف ہو گئیں۔ نند بابا کے گھر دو درخت آڑے کئے صحن میں بہت پُرانے لگے ہوئے تھے۔ دراصل یہ درخت نہ تھے۔ کو برہمن کے پتر نل کو برہمن گرو پو تھے۔ ایک وقت شراب پی کر ایسے مدہوش ہوئے۔ کہ برہمن بدن استری کے ساتھ مل بہا کر لے گئے۔ نند جی کا گھر رہا۔ ناردرشی کو ڈنڈوت بھی نہ کی۔ اسی طرح متوہلے کھڑے کھڑے استری سے رنگ رلیاں منایا کئے۔ ناردرشی نے سراپ دے دیا۔ کہ اُسے دھو کھڑے ہو جاؤ۔ تب سے نل کو برہمن گرو کو درخت ہو کر نند جی کے گھر براجمان ہیں۔ کرشن

چندر کو جیا آئی۔ اور نلی گوبر دین گرو کو دھائے بد سے چھٹکارا دلانے کی عرض سے اوکھل کو
ان دونوں درختوں کے بیچ میں لٹکایا۔ اوس اس زور سے اوکھل کو کھینچا کہ وہ دو لہو درخت
بڑھ سے اکٹھے گئے۔ جل کو برادر دین گرو پر روپ سے چھوٹ کر اپنی صورت سے سامنے دست
لیتہ کھڑے ہو گئے۔ اور بولے۔ ہے ہر نارائن۔ آپ کی بڑی کربا ہوئی۔ جو بڑ روپ سے
تجات دلوائی۔ گوال بالوں کے لڑکے یہ تماشا دیکھ رہے تھے مند بابا سے تمام کیفیت
بیان کی۔ مند بابا اور جہو دھارانی درختوں کے گرے کی آواز سے متحیر ہوئے۔ اور کرشن
چندر کے پاس آئے۔ دیکھا کہ اوکھل سے ہاتھ لے کرشن بھگوان چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ مند
جی نے کرشن چندر کو اوکھل سے کھول کر گود میں اٹھالیا۔ اور جہو دھال پر لعن طعن کی۔
جہو دھال نے نہایت پشیمان ہو کر دانٹوں میں انگلی داب لی۔ اور کہا بھگوان کی کربا ہوئی
جو کرشن چندر بچ گئے۔ مند دکھائے قابل نہ تھی۔ بزرگوں کا پن اود سے ہوا۔ جو آج میرا گھنیا
اس آفت سے بچ گیا۔ اگر درخت کا ٹھٹھا اس پر گر پڑتا۔ تو اسکی ننھی سی جان کبھی نہ بچ سکتی
اور میرا پران پیارا بیٹا میری گود میں گر جاتا۔ مند جی نے بہت دان کیا۔ بھوکوں کو کھانا کھاتا
اور گول میں روزانہ آتیا ہونے سے مند جی بناراین میں جا بسے ۛ

ادھیائے (۳۷)

شیام ندر کے ہاتھ سے میتا سر کھاسر دھینک
کالی ناک پر راب چھوٹی کا بدھ

دو ابرجگ کے اختتام پر پتھر جہو کل کا نام لیو راج اُباک کی حکومت تھی۔ جس کے
دو لڑکے اوگر سین اور دیوک تھے۔ اُباک کی وفات پر اوگر سین تخت نشین ہوا۔ خوشی
اس کے غم میں داخل تھی۔ اوگر سین کے ہاں کنس پیدا ہوا۔ دیوک کے دیوک کی نام جو اختر
پیدا ہوئی۔ کنس نے اپنے پاد بزرگوار کو قید کر کے عثمان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تخت
پر بیٹھتی ہی جو روزِ ظلم ہونے لگے۔ ہری کیرتن اور دیو پوجن کے قطعی مہالفت ہوئی۔ راج

میں ڈھنڈو ڈراڑھیا۔ کہ کوئی شخص بیگوت بھن نہ کرے۔ رام نام نہ لے۔ نہیں تو بال بچوں سمیت مارا جائے گا۔ اسکے راج میں سادہ سنت فرما کر وارادیا جگڑا رہے۔ گلدھ دیش کا راجہ جراتھہ اسکی شجاعت دیکھ کر ایسا خوش ہوا۔ کہ اپنی دو دختروں کا عقد کنس سے کر دیا۔ لیکن کرشن چندر کے نام سے اسکی زوجہ ہی نکلتی تھی۔ ترناورت کا کامر سنگھاسر راچھسوں کے مارے جلنے پر ایسا متخوف ہوا۔ کہ حکومت کرنا بھول گیا۔ ہر وقت دشمن کی تصویر سامنے پھرا کرتی۔ مینا سرنامی ایک ریت کو بدراہن بھجا۔ کہ وہ دونوں لڑکوں کا کام تمام کرے۔ مینا سر بچھاڑا بنگرہ سری کرشن جی کی گائیوں میں بلایا۔ کرشن جی نے بلدیو جی سے اشارہ کیا۔ کہ یہ راچھس ہے۔ کنس کا مرسلہ آیا ہے۔ اس سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ بلدیو جی ہوشیار ہو گئے۔ جب وہ بچھاڑا پاس آیا بلدیو جی نے پاؤں پکڑ لئے۔ اور گھما کر زمین پر دے مارا۔ اس کی جان بھگ گئی۔ دیکھا سرنامی بنگا بنگا آیا۔ اور جہنا کے کنارے اس غرض سے بیٹھ گیا۔ کہ کرشن کے آتے ہی ان کا کام تمام کروں گا۔ کرشن چندر انترپامی اس بیکار کی چال سے واقف ہو گئے۔ اور اس طرف چلے۔ گہاں باؤں نے روکا۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ پاس پہنچے ہی سر پکڑ لیا۔ اور چونچ بھاڑ ڈالی۔ پھر اٹھا کر اڑھا بنگا آیا۔ اسکا بھی شکم چاک تھہ پاک کیا۔ پانچ برس کی عمر میں اتنے راچھس مارے۔ آٹھواں سال شروع ہوتے ہی دھینک نام راچھس بلام جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور کرشن جی نے کالی ناگ کو جو کالی دیہہ میں رہتا تھا۔ ہاتھ لیا۔ اور اسکی عاجزی پر ہینک دیپ میں بھیجا کر گڑجی کے ہراس بچو کر دیا۔ دھندک راچھس نے بن میں آگ لگا دی۔ برجاسی گھبرا گئے۔ کرشن چندر وہ آگن بھیکش کر گئے۔ اور دھندھک دیت کو مار ڈالا۔ پھر رطب راچھس کو اسے کی صورت بنگا آیا۔ اور ساتھ کیلنے لگا۔ بلدیو جی کو اپنی پیچھے پر بٹھا کر کاش کی طرف اڑ گیا۔ بلدیو جی نے اسے ہلاک کیا۔ اسی طرح بہت سے راچھس کنس نے بھیجے۔ اور وہ ان دونوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ سری کرشن جی نے گوبر دھن پہاڑ اپنی پائیں چھبھنگایا پر اٹھا کر راج اندر کا غور توڑا۔ سات دن تک برابر موسلا دھار پانی برسا۔ مگر ایک قطرہ مینہ نہ نیچے نہ گرنے دیا۔

راجہ جہشٹر نے پوچھا۔ کہ گوبر دھن پہاڑ کے اٹھانے کا سبب کیا تھا؟

بچھاڑا جی برج میں رواج تھا۔ کہ دیوالی کی صبح راجہ اندر کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ کرشن جی مہر ہوئے۔ گوبر دھن پہاڑ کی پوجا کرو۔ اندر کی پوجا سے کچھ فائدہ نہیں مگر

جی مہاراج بھلا کر بیگے۔ نے ایسا ہی کیا۔ طرح طرح کی میٹھائی اور پکوان بنا کر راج کے
 رینچے کرشن چندر نے جتن بچ روپ سے گراج کے اوپر درشن دیئے۔ برج جیسی لوگ ان کے درشن
 سے بہت خوش ہوئے۔ اور میوہ میٹھائی سے بھوک لگایا۔ جب اندر اس حال سے واقف
 ہوا۔ تو پر لے کے بادلوں سے میدہ برسیا۔ سب برج جیسی اس آفت کال میدہ سے عاجز ہو کر
 کرشن چندر کے پاس آئے۔ انہوں نے گو برودھن کو چھنگلیا پر اٹھا کر تبارگ کی رکھشاکی۔ آکھڑیں
 روز راج اندر سری کرشن کے پاس حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اور کرشن چندر کو پورن
 برہم افتار سمجھ کر پارتھنا کی ۔

اوصیائے (۱۷)

بال لیل

بھیم جی۔ ہے راجن۔ کرشن چندر نے ایسی ایسی لیلیا میں دکھائیں۔ کہ برج جی
 انکو ایوڑکا افتار سمجھ کر ان کی مہاں کے قابل ہو گئے۔ لیکن مایا موہ میں پھنسے ہوئے ان کو
 ند جی کا پتر ہی سمجھتے تھے۔ ایک دن گویاں الہا مایکے جو دھاجی کے پاس آکر بولیں
 مہاراجا مہن ادودھ دی ماکن مہری ہمارے گھر جا کر چھینکوں سے اُتارنا ہے۔ خود بھی کھانا
 اور گوال بالوں میں لٹاتا ہے۔ جو دھانے کہا۔ جھوٹا اُٹھنا دیتی ہو۔ آپ ہی بلاتی ہو۔ آپ
 ہی شکایت کرتی ہو۔ ماکن پور نام رکھا۔ اسے چوری سے کیا غرض۔ اسکے یہاں خود اتنی
 کائیں ہیں۔ کہ برج میں کسی کو میسر نہیں۔ دی ماکن اُٹھنا ہوتا ہے۔ کہ تقسیم ہونے پر بھی نموں
 رکھا رہتا ہے۔ میرا گھنیا مہارے ماکن کا بھوکا نہیں۔ اگر سچی ہو۔ تو پکڑ لو۔ گوپیوں نے
 صلاح کی۔ کہ مذمت۔ ن کو گرفتار کر کے جو دھال کے پاس لے چلنا چاہیے۔ کہ جھوٹ
 سچ کا حال کھل جائے۔ دوسرے دن اسی گوپی کے یہاں کرشن چندر گوال بالوں کے ساتھ
 پہنچے۔ وہ جہنا ہنہے کٹی تھی۔ گھر کی عورتیں ساس ند گرہست کے وہندوں میں بھینسی
 مہیں۔ کرشن چندر نے سکھاؤں کے کندھے پر چڑھ کر چھپکے سے ماکن اُتارا۔ خوب کھایا
 اور گوال بالوں کو کھلایا۔ اتنے میں گوپی آگئی۔ یہ لوگ بھاگے۔ مگر کرشن چندر اس کے ماتھ

میں پھنس گئے سپانچ سات گوپیاں جو دھال جی کے پاس لے چلیں۔ ان کے چہرے گھٹ گھٹ
 سے چمپے تھے۔ ایسی مایا کی کہ گوبی کو نہ اس کے ساتھ کی سہیلیوں پر یہ راز روشن ہوا۔ کہ
 اس کے شوہر کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں ہے گوپیاں اٹھنا دیتی ہوئیں جو دھال کے پاس پہنچی
 تو آج تو اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ سنار کی ٹولہ مار کی ایک۔ آج پکڑے گئے۔ بھوٹ سچ کی
 آؤ مائیں ہو گئی۔ جو دھال نے دیکھا۔ تو گوبی اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑے ہے۔ ہنس کر کہا۔ کیا
 خوب اچھا چور پھنسا۔ بھو تیرا چور ہے۔ دیکھ تو سہی۔ میرے کاہن کو ناحق مہتم کرتی ہے۔ گوبی
 نے پھر کر دیکھا ایشیاں ہوئی۔ گردن نیچی کر لی۔ سب گوپیاں ہنسی ہنسی بادی ہو گئیں۔
 عجیب دل لگی ہوئی۔ ایک روز تندرہ ہر کے گھر ایک برہمن آئے۔ اور بلرام کرشن کی موہنی
 مودت دیکھ کر افسر بادی۔ نند جی کے دودھ دی چادل شکوہ وغیرہ پنڈت جی کے بھینٹ
 کی۔ کہ رسوئی بنا کر کھائیں۔ رسوئیں تیار ہوئیں۔ برہمن دیوتا آکھ میا کرنے بھوگ لگانے
 لگے۔ کرشن چندر آہستہ آہستہ مقال کے پاس پہنچے۔ اور دونوں ہاتھوں سے کھانے لگے۔
 پنڈت نے آکھ کھولی۔ کرشن چندر کو بھو جن کرنے دیکھا۔ آکھ کھڑے ہوئے۔ اور مندر
 ہر سے شکایت کی۔ نند جی سری کرشن جی سے بولے۔ بیٹا ناحق پنڈت جی کو ستایا۔ ان کی
 رسوئیں کیوں تو ٹھکی گئیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ بابا از خود نہیں گیا۔ انہوں نے بار بار بتلایا۔ بھوگ
 لگانے کے لئے کہا۔ میں چلا گیا۔ اور کھانے لگا۔ مندر جی ہنس کر چپ ہو رہے۔ دوبارہ
 سب سامان دے کر رسوئیں تیار کرائیں۔ پنڈت اسی طرح آنکھیں بند کر کے بھوگ
 لگانے لگے۔ پھر سری کرشن دے پاؤں چر کے میں گئے۔ اور بکھر چادل کا بھوگ لگایا۔
 برہمن دیوتا نے نند جی کو آواز دی۔ دیکھو تمہارا پتر بڑا ڈھیلے ہے۔ رسوئیں غارت
 کر دیتا ہے۔ انہوں نے پھر کرشن سے کہا۔ تم بڑے چغل ہو۔ کوئی مہمان آوے۔ اس کی رسوئیں
 جو بھٹی کر دیتے ہو۔ آپ نے وہی کہا۔ آسے بابا۔ پنڈت جی پریم کے بس ہو کر مجھے بلاتے ہوتی
 میں ان کا پریم دیکھ کر از خود روتہ ہو جاتا ہوں۔ اور پاس چلا جاتا ہوں۔ پنڈت جی کو گویاں ہوا۔ کہ
 بیشک یہ لڑکا پریم برہمن نارائن کا اوتار ہے۔ نارائن کا بھوگ لگاتا ہوں۔ نارائن ہی آجاتے ہیں۔
 پنڈت جی کرشن چندر کے چرتوں پر گر پڑے۔ اور منو ہر روپ دیکھ کر پریم کا غل آنکھوں سے گرنے
 لگا۔ نند جی تمہارے گھر نارائن جی نے اوتار لیا۔ بڑے خوش قسمت ہو۔ یہ پدارتھ جو گویوں کو بھی
 میسر نہیں۔ برج بھرنی بات مشہور ہو گئی۔ اسی طرح بہت سے چرتہ دکھائے۔ پالہ و مہدن

کرشن پر ماتا کے چتر پیش بھگو ان بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک اور چتر مستے مندی کی کا درد تھا۔ کہ نور کے تڑکے جتنا اُٹھان کیا کرتے تھے۔ ایک دن چار پانچ گھڑی رات رہے جتنا کے گھاٹ پر پہنچے۔ بڑن دیوتا کے قوت انہیں پکڑ لے گئے۔ بڑن دیوتا نے اس خیال سے کہ ضرور مندی کو لینے کرشن چند ہی آئیں گے۔ مندی کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ عظمت سے لے لیا۔ ادھر مندی بابا کو دیر ہوئی۔ گھر میں کشویش ہوئی جتھیں لوگ دوڑ پڑے۔ جو دھال جی بادل خیز کرشن بلرام کے پاس گئیں۔ اور رو کر حال نہ سنایا۔ کہ تمہارے پتا ایسور جانے آج کہاں رہے ابھی تک نہیں آئے۔ یہ کہہ کر رونے لگیں۔ کرشن چندر بولے۔ میا۔ گھبراؤ نہیں۔ ابھی لاتا ہوں یہ کہہ کر چلے گئے۔ اور بڑن لوگ جا پہنچے۔ بڑن جی بڑے پریم سے سنہری سنگھاسن پر کرشن چندر کو بٹھا کر پوجا کی۔ اور مندی ہر کوشش کر دیا۔ مندی جی اپنے طفل کا اقبال و اجلال دیکھ کر حیرت میں پڑے دیکھتے رہے۔ کہ بڑن آدک دیوتا ماتھ جوڑے اُمت کر رہے ہیں۔ مندی جی کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ فی الحقیقت کرشن چندر نہایت روپ ہیں۔ گھر پر جا کر سارا حال جو دھال جی اور برجاسیوں سے بیان کیا۔

ایک رات مندی مکان میں سو رہے تھے۔ ایک کوہ پیکر اُڑوٹھ نے مندی بابا کی ٹانگ پکڑ لی۔ چاہتا تھا۔ کہ نکل جائے۔ مندی بابا بیقرار ہو کر چلا اُٹھا۔ سارا گھر جاگ اُٹھا۔ مندی بابا موت کے منہ میں دکھائی دیتے۔ غل و شور مچا۔ کہ کرشن چندر آنکھیں ملے ہوئے اُٹھے۔ اور خوشخوار اُڑوٹھ کے پاس آئے۔ سو بچھا۔ کہ پوری ٹانگ اُڑوٹھ کے منہ میں ہے۔ مندی بابا چلا رہے ہیں کوئی بچاؤ کی صورت نہیں۔ سب ماتے ماتے کر رہے ہیں۔ کرشن چندر نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا اس کے جسم سے لگایا۔ وہ ابگر جون سے چھوٹ کر دوڑا دھر ہو گیا۔ اور ماتھ جوڑ کر پرانتھا کی ہے بھگونت۔ آپ کی جہاں اپریم پا رہے۔ آپ کی دیا سے اس ناپاک چولے سے نجات پائی۔ میرا نام سو درشن ہے۔ انگر ابشی کے سراپ سے ابگر ہو گیا تھا۔ یہ کہہ کر وہ دوڑا دھر اپنے لوک کو واپس گیا۔ اسی طرح ایک دن راجہ کنس کا بھیجا ہوا سنگھار جوڑ چھ کو بیر دیو کا صاحب نہایت قوی سیکل بند را بن پہنچ کر کرشن کی تاک میں پھر لے لگا۔ جتنے گوال بال تھے۔ سب اس کے دام تقدیر میں پھنس گئے۔ سب پر غفلت چھا گئی۔ پہاڑ کی گنڈا میں سب کو اٹھالے گیا کرشن چندر اس کے جال و واقف ہو کر بلرام جی کے ساتھ پہاڑ کی گنڈا پر پہنچے۔ اور سمجھوں کو وٹاں سے نکالا۔ اور آپ سنگھ چور سے کشتی لڑنے لگے۔ ایک ہی گھوٹے میں اس

ملعون ناپاک کو جہنم واصل کیا۔ بھانگن کا مہینہ بسنت رت عورت مرد اپنی اپنی انگلیوں میں مست پھر رہے ہیں۔ کرشن چندر سکھاؤں کو لئے جوئے ہو رہی کھیل رہے ہیں۔ برکھاسر دیت بیل کا رپ بنائے۔ پاؤں سے زمین کھوڑا۔ سینگوں سے پتھر ڈھکاتا ہوا۔ بندہ این پنیا۔ اس کی ہڈیت سے گائے بچھڑے بھاگ گئے۔ جو اس کی ہڈیتا کی صورت دیکھتا۔ قحط اٹھتا۔ جان سوکھ جاتی۔ کرشن چندر نے لپک کر دونوں سیننگ پکڑ لئے۔ اور ریلے ہوئے پندہ قدم پیچھے ہٹا لے گئے۔ پھر ایک گھونسا اس زور سے مارا۔ کہ سارا بدن اس ناپاک کا چور چور ہو گیا۔

ادھیائے (۳۸)

کرشن چنر کے مارنے کے واسطے منتروں سے کنس کا مشورہ

بھیشم جی۔ جب برکھاسر کے ہلاک ہونے کی خبر راجہ کنس نے پائی۔ ایک دھار منعقد کیا۔ جس میں بڑے بڑے دیو پیکر اچھس کنشی۔ چانور۔ مشک۔ شل۔ بوشل وغیرہ زبردست پہنواں جمع ہوئے۔ کنس نے فرمایا۔ اے پیارے بہادر و کچھ نہیں اپنے راجہ کی بھی خبر ہے۔ اس پر کیا مصیبت ہے۔ یوں بدن اس کا دشمن زبردست ہوتا جاتا ہے۔ جتنے راجھس گئے سب نشانہ قضا ہوئے۔ کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ کیا تم جانتے ہیں۔ وہ کون ہیں۔ بسدیو۔ اور دیو کی لئے کرشن بلرام کو ہم سے چھپا کر زندہ گولے پگھلاں بیویا۔ اب توہ تواما اور زبردست ہو گئے۔ تہادی کیا صلاح ہے۔ جو عار و پامال ہوں۔ تہا راجہ بے غل و غش راج کرے۔

انقصہ سمیوں کی صلاح سے قرار پایا۔ کہ دھنشن جگ کیا جاوے۔ اور اس میں کرشن و بلرام مدد ہوں۔ جب یہاں آئیں گے۔ ہم سب بلکر مار ڈالیں گے۔ دروازے پر شبو جی کا دھنشن رکھا ہے۔ کہیلیا پڑتا مٹی پرہ پر کھڑا کر دیا جاوے۔ اور چانور و شک و غیرہ راجھوں پر تانکیا ہو کہ جو وقت زندہ آپ نماز کے ساتھ کرشن بلدیو یہاں آئیں۔ سب بلکر حملہ کر دے۔ اور جس طرح ممکن ہو۔ دشمن کو عدم آباد پہنچاؤ۔ اول تو کہ۔ کیلیا پڑتا مٹی ہی کیا کم ہے۔ ایک

عہد بدست مولانا قاسم

ایک ہی محلے میں گرد و برود کر دیا۔ کاش اگر نیک بھی گئے۔ تو آپ کے سودا بہادر کب چھوڑنے والے
 ہیں۔ ایک بات ہو بھی تو میں آتی ہے۔ بند زبان میں کالی دیہہ کوئی گھاٹ ہے۔ جہاں کا پانی
 بہت تیز بہا ہے۔ چاند اگر دھال کا پانی پی لے۔ تو کالی ناگ کے زہر سے خود اُمر جاتا ہے۔ کالی
 دیہہ میں کالی ناگ رہتا ہے۔ سوناں کے کنول منگوا بھیجئے۔ اگر کرشن چندر لینے گئے۔ جو کالی ناگ
 کی قدر رکھتے۔ یہ پیام بھیج دیئے۔ کہ کالی دیہہ کے کنول اور کرشن بلرام کی طبعی ہے۔ نہ
 آپ متد گوالوں کے ساتھ آئیں۔ اور وحش جگ کا تماشہ دیکھیں۔ راجہ کش کو یہ صلاح بہت
 غنیمت سمجھ ہوئی۔ اور حرجی سے فحاشی کی۔ تم جاؤ۔ اور کرشن بلرام کو ساتھ لئے واپس آؤ۔
 اور کیشی اور یو ماسر کو حیل کو حکم ہوا۔ کہ برناباں جا کر کرشن بلرام کا قتل ہی لیں۔ حکم سننے ہی
 کیشی اور یو ماسر کرشن بلرام کی تاک میں رناباں میں پہنچے۔ کیشی نے گھوڑے کو پ بھرا اور
 کرشن چندر کے پاس جہاں وہ کھیل رہے تھے۔ پہنچا۔ گھوڑے کی اچھل کود سے گوال بال جان
 لے کر بھاگے۔ کیشی تے دوڑ کر کرشن چندر پر منہ مارا۔ کرشن چندر نے سینا تھ اس ملعون کے
 منہ میں ٹھونس دیا۔ کیشی نعرہ کرتا ہے۔ اور دانتوں سے فالتھ جاتا ہے۔ مگر تھ پر مطلق اثر
 نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ کرشن چندر نے اپنا تھ اس قدر مٹا کیا۔
 کہ اس کا فر کا دم ٹھٹھٹے لگا۔ آسمانیں بھل پڑیں۔ اور اندھ دھن قص غصہ سے پرواز کر گئی۔
 یو ماسر اپنے ساتھی کا حال دیکھ کر ڈرا۔ مگر عوض لینا مقدم سمجھا۔ ایک گوال کا روپ
 پھر کرشن چندر کے سکہاؤں میں داخل ہوا۔ آٹھ چھوٹا کھیلنے لگا۔ ایک ایک گوال کو چڑھی
 چڑھا کر پھاڑ کی کھوہ میں رکھ آنا۔ اور پھر کھیل کر دوسرے جاتا۔ اسی طرح کل گوال بال غائب
 ہو گئے۔ صرف کرشن چندر رہ گئے۔ تب وہ کافر گرج کھولا۔ آج تم سے عوض لیتا ہوں۔
 بہت سے راہیں تم نے ہاک کئے۔ یہ کہہ کر وہ کرشن چندر سے لپٹ ہو گیا۔ کرشن چندر نے
 کلا پکڑ کر ایسا دیا۔ کہ اس ملعون کی جان سن سے نکل گئی۔ کرشن چندر نے جیت پھر گوال
 بالوں کو پہاڑ کی کھوہ سے نکل لائے۔

اُدھیا ہے (۱۳۹)

راس لپٹا

راجہ جڈھشتر مستفسر ہیں۔ پتا مہی اکرشن بھگوان نے جو اس گویوں کے ساتھ کی

اس کا محل بھی متناجیا تھا ہوں

بھیشم جی ہے راجن! بڑے گیانی اور جہاٹھڑ میں۔ چوایا میں پہننے ہوئے
نارائن کے بزرگ سرگن روپ میں بھید سمجھتے ہیں۔ اس مہار پر بھو کی ییلا ایرم پارہے نہادان
اور جاہل لوگ اپنی کج فہمی سے کچھ اور ہی خیال کرتے ہیں۔ ہانڈو پتر۔ اچتی گوپ کا برج میں
تھیں۔ سب نے انکی آگیا سے انسانی روپ میں بیکنڈھ وھام کی اسپراؤں نے جنم لیا تھا۔ وہ
ہمارے بھو کے پریم میں متوالی شام رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ ان کا سا پریم نہ آج تک کسی
میں نہا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ برت نیم کر کے کرشن چندر کے چرنوں میں ابھیلا شار کھتی تھیں
کرشن مہاراج اور نل گوپ کا ہمسر تھا۔ پاک محبت اسی کا نام ہے۔ جیسی کرشن چندر اور
گوپکا میں تھی۔ وہاں عشق عاشق بد کاری مڈناہ کاری کا نام بھی نہ تھا۔ کرشن چندر کے چرنوں کا
اشنیہ استدر تھا۔ کہ اگر ان کے سینہ چاک کیا جاتا۔ تو ان میں سری نارائن ہری مورت
کی تصویر بنی وھارن کے بولکھائی دیتی۔ وہ شکر ورن ہیں۔ جو کرشن بھگوان اور گویوں کی
پاک محبت میں نکتہ چینی کرتے اور عیب لگاتے ہیں۔ کرشن چندر نے گویوں کا پریم دیکھ
کر فرمایا۔ کہ کنوار کی پورنماش کی جو بنا کے کنارے اس لیلہ کریں گے۔ گویوں کو اس دن کی
تلاش رہی۔ جب کنوار جینے کی پورنماش آئی۔ تو سولہ ہزار گویاں جن میں ایک سے ایک
حسین ایک سے ایک طر مدار تھیں۔ بناؤ سنگار کر کے شام کے وقت جہا کنارے جمع ہوئیں
کرشن چندر کے پریم میں۔ سفذر مد ہوش تھیں کہ ان کو اس رور گھر میں ایک گھڑی ٹھہرنا
ایک برس کی مثال تھا۔ مڑی کی مدھر آواز سننے ہی گھربا۔ چھوڑا تا پتار کے ہالوں کا خیال
نہ کر کے بنی کی آواز کی طرف چل کھڑی ہوئیں۔ گویوں کا جم غفیر دیکھ کر کرشن چندر بولے۔
ہے گویو! تمہیں اپنے گھر کی بھی کچھ خبر ہے۔ تمہارے شوہر مانا پتا کیا کہتے ہوں گے۔ تمہیں شرم
نہیں آئی۔ عورت کا فرض ہے۔ کہ اپنے خاندن کی خدمت کرے۔ وہی تمہارا ایشور ہے۔ رات
کے سے یہاں کیوں آئیں۔ غیر مرد کے پاس جانا استریوں پر جائز نہیں۔ تم سب جاؤ۔ اور
اپنے گھر کا کام کرو۔ خاوند کی سید سے تمہارا جم ٹھیل ہوگا۔ جن کی شادی نہیں ہوئی۔ وہ
تا پتا کی سید کریں۔

یہ تعزیریں گویوں میں سناٹا ہو گیا۔ مایوسی گھر پر لگئی۔ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

ہما بحدت مولد اتق

ز اس سو کر جواب دیا۔ ایک ہی لاشی سے سب کو ماتحت ہو بہ ہمارے نزدیک مابا پنا شو ہر لکے
 بائے جو کچھ ہیں آپ ہی ہیں۔ آپ انتر یامی ہیں۔ آپ کی مومن موت میں دل الکا ہوا ہے ہے
 نندن دن ایسی باتیں نہ کیجئے۔ ہمدی جان بکل رہی ہے۔ آج کی رات اس لیلا کا وعدہ
 ہوا تھا۔ قول مرزا جان دار و قول کے پابند رہئے۔ پالیسیوں کی کند چھریوں سے حلال نہ کیجئے
 کرشن چندر گوپیوں کی ہلاک محبت دیکھ کر پریم کے بس ہو گئے۔ بسو کر ماں سے اشارہ ہوا۔ جہنا
 کنار سے سنگ مرمر کا پر تکلف مزاج چوڑہ تیار ہو گیا۔ توالینوں کے فرش پر سفید چاندنی بکھی
 ہوئی ایک کنارے طلائی زر نگار تخت کا رچو بی گدے پر کاشا کی سخی تیکے قرینے سے چتے ہوئے
 ہزاروں طرح کے خوشگوار پھولوں کا ڈھیر غشیہ آلات اور روشنی سے وہ مقام بقعہ نور ہو
 رہا تھا۔ پھولوں کے زبور اور تہی تہی پیش قیمت پوشاکیں گوپیوں کا بدل پسپا جانا تھا۔ مردانگ جہا
 ستارے باجے بجھ گئے۔ اور لہجہ سرائی ہونے لگی۔

یہ اس وہ تھا جس کے دیکھنے کو دینا اپنی اپنی شکستیاں لے کر بو انوں میں بیٹھ کر برندان
 آئے پرستان کی اس اس کے سامنے کچھ وقت نہ تھی۔ اند۔ جم برن کیر دیو تے اس
 دیکھ کر تھکت ہو گئے۔ سکتے کا عالم تھا۔ جہنا جی بہتے بہتے تھم گئیں۔ ہوا چلنے سے ڈگ گئی۔ ہر ایک
 گوپی کی تناسلی کہ شیا م سندر کے ساتھ ناچے۔ راستے بھگت و تس شیا م سندر نے اتنے ہی روپ
 و حارن کر لئے۔ جتنی گوپیاں تھیں۔ خود بدولت کا ناتھ ہر ایک گوپی کے ماتھ میں تھا۔ اس
 بلاس ہونے لگا۔ مر جا دا پر شو تم سری رام جہا۔ رے ۹۹۹ اس کے تھئے۔ آخر میں اووہ باسی
 استریوں کا منور تھ پورا کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ تمام آرزوئیں کرشن اتاریں برائیں گی۔
 چنانچہ یہ وہی اس ہے۔ چار گھڑی رات رہے۔ گوپیوں نے جہنا اٹھان کیا۔ اور طلوع آفتاب
 سے پہلے سب اپنے گھر سدھاریں۔ بارہ برس کی عمر تک کرشن چندر نند جی کے گھر لیلا میں
 دکھائے رہے۔ سر دیو پووں کی رات ہمارا اس کر کے گوپیوں کو نند بختا۔ اس آئند سے بھی
 لوگ واقف ہو سکتے ہیں۔ جو سرگن اپاسک ہیں۔ اور جنہیں بیگوت کے چرنا بند میں پریت
 در پود من اور سپال ایسے بدمنز کو باطن کرشن چندر ہمارا ج کی لیلا میں عیب لگا کر
 رک پھو گئے ہیں۔

ادھیائے (۴۰)

اکرو کے ساتھ متھرا کو کرشن چن کی روانگی

بھیشم جی فرماتے ہیں کہ کنس کے حکم سے اکرو ورجی برندن بن پہنچے۔ منند آپ مندن نے
 نہایت پریم سے اکرو ورجی کو لیا۔ شام بلرام نے قدم چھوئے۔ مزار پر سی ہوئی۔ کھانے دانے
 سے فراغت پا کر ورجی نے راج کین کا حکم منایا۔ اور کہا کہ کالی وید کے پھل کی بھی طلبی
 ہے۔ شام بلرام کو بلایا ہے۔ یہ خبر جو دودھا اور منند کے لئے زہر قاتل ہے کچھ کم نہ مہنی۔ گو لپٹاؤں
 میں خبر مشہور ہوتے ہی عجیب کھل ملی پڑ گئی۔ کھانا دانا چھوڑ دیا۔ جسم میں جان ہی نہ مہنی۔ مثل
 تصویر ٹھکی سی رہ گئی۔ کرشن چندر نے اپنی مدھربانی سے سب کو ڈھارس دی۔ مگر یہ جیسا
 لوگ نہ مانے۔ ساتھ چلے کو تیار ہو گئے۔ برجبالائیں روتی ہوئی سامنے کھڑی ہیں۔ کرشن
 چندر ہر ایک سے بل رہے ہیں۔ سو ڈھارس دے رہے ہیں۔ اور یہ غم کی داستان ہے۔ کہل
 تک بیان کی جائے۔ کرشن چندر سب کو پرہ سمندر میں اکرو کے ساتھ متھرا روانہ ہوتے۔ منند
 آپ منند اور برجبالائی لوگ بھی ہمراہ ہیں۔ جو دودھا اور دینی روتی ہوئی۔ کچھ قدر ساتھ گئیں
 مگر کرشن کھگوان نے سہا مجھا کہ ہزار وقت واپس کیا۔ یہ لوگ چلے جا رہے ہیں۔ اکرو ورجی
 سوچ رہے ہیں کہ شام بلرام ابھی بچے ہیں۔ کنس بڑا دشٹ ہے۔ جو ان کی نو عمری پر خیال
 نہیں کرتا۔ ہلے یہ دونوں بالاک متھرا پہنچتے ہی مار ڈالے جائیں گے۔ اور مجھے مصت میں لگایاں
 سنہنی پڑیں گی۔ انتریا می کرشن چندر اکرو کے دل کی بات مار گئے۔ ایک تماشہ دکھایا۔ جب متھرا قریب
 رہ گئی۔ اکرو ورجی جہاں میں اشان کر نے لگے۔ غوطہ لگایا۔ کرشن بلرام جل کے اللہ دکھائی پڑے۔ جہاں لاج
 کے چاروں طرف دیوتا براجمان ہیں اور اُستی کر رہے ہیں۔ یہ اچھر ج دیکھ کر سر کو اٹھار۔ تو کرشن
 بلرام رتھ پر بیٹھے نظر آئے۔ پھر غوطہ لگایا وہی کیفیت دیکھی۔ ثنوبر ہماندر اور بہت سے دیوتا بہت
 برنی اور مہرشی کرشن چندر سے مانتہ جوڑے استت کر رہے ہیں۔ اور جب لوگ لکھے۔ تو کرشن بلرام
 کو رتھ پر بیٹھے ہستے پایا۔ اکرو ورجی کی آنکھیں کھل گئیں۔ گیان ہوا۔ بیتیک سری کرشن ناراین کا اتار
 ہیں۔ کرشن مسکرا کر پوچھتے ہیں۔ چچا صاحب آپ مجھے بار بار اشان کرنے وقت کیوں دیکھتے تھے۔

اگر وہی ماتھ جوڑ کر بولے میرا سوچ اب وعدہ ہو گیا۔ آپ ساکشت ترلو کی ماتھ چرچہ کے سوا می
ہیں اپنے اگیان سے آپ کو تندی کا پتہ نہیال کرتا تھا۔

کرشن چندر۔ بولے۔ آپ جا کر کنس سے اطلاع کر دیجئے۔ کہ شام بلرام آئے ہیں۔ اگر وہ
جی رخصت ہو کر کنس کے پاس پہنچے۔ عرض کیا۔ کہ شام بلرام آگئے۔

ادھر دو گھنٹی دن رہے شام بلرام سکھاؤں کے ساتھ متھل شہر کی سیر کو نکلے وہاں کی
فلک نما عمارت شہر کی صفائی۔ گلی کو چوں کی دوستی بازاروں کی چل پہل آپ کے بہت پسند
آئی۔ آگے بڑھے۔ ایک دھو بی دکھائی دیا۔ شراب پیئے براگاتے کپڑوں کی لادی بیل پر دیکھے
ہوئے چار ماہیے کرشن چندر نے دل لگی سے پوچھا۔ کچھ کپڑے ہیں مانگے دو گئے۔ کل واپس کر دیں گے
اپنے ماموں کے یہاں جاتے ہیں۔ پوشاک کی ضرورت ہے۔ وہ دھو بی راجہ کنس کے کپڑے
دھوتا تھا۔ یونہی مفرد تھا۔ اس پر شراب پیئے بدست ہو رہا تھا۔ بولا وہاں وہاں پھوٹا رہا ہے
چنبی کا تیل۔ تم سے گنواروں کو راجوں کی پوشاک چاہیے۔ چاد بھٹا پورہ ماکھڑا پہنو۔ راجاؤں کی
پوشاک امیروں کو زیبائیں۔ پوشاک لے کر کیا کر گئے۔ بھڑی دیر کے بعد وہاں ہو۔ بھٹا سار
زمین پر بٹھا دکھائی دے گا۔ یہ گفتگو سن کر کرشن چندر نے وہ انگلیوں سے اسکی گردن پر ایسی خوب
لگائی۔ کہ کڑھی کی طرح کٹ کر زمین پر گر پڑا گوال بالوں نے سارے کپڑے ٹوٹ لئے۔ آگے چل
راجہ کنس کا وزی بلا۔ اس نے وہ کپڑے سب کو پہنائے۔ کرشن چندر اس کی بھگتی سے بہت محفوظ
ہوئے۔ اور پروان دیا۔ کہ تیری اولاد ہمیشہ بھگت رہیگی۔ آگے بڑھے کچھ کنس کی داسی بی۔ ماتھ
میں چند نالے ہوئے راجہ کنس کے یہاں جاتی تھی۔ کرشن کے ہاتھیں پر بوہت ہو کر ٹھہر گئی۔ اور
دیکھی لگا کر شام سند کے ورشن کرنے لگی۔ جب شام ویرام قریب آئے۔ کچھانے دامن پکڑ لیا۔
اور ماتھے پر چندن کی کھور لگائی۔ کرشن چندر بلرام جی سے بولے۔ اس کا کوڑیال دینا چاہتا ہوں۔
کہہ کر اس کا ایک پاؤں اپنے پیروں سے دایا۔ اور دو انگلیوں سے کھوڑی سے جھٹکا دیا۔ بدن کی
کھی جاتی رہی۔ وہ نہایت حسین و زیبائی کی صورت ہو گئی۔ کچھ بولی۔ ہے شام سند اچھا آپ نے
حسن جہاں تاب دیا ہے۔ اتنا اور چاہتی ہوں۔ کہ میرا گھر اپنے چروں سے پورے کیجئے۔ کرشن چندر
نے وعدہ کیا۔ کہ کرشن چندر نے وعدہ کیا۔ اچھا تیری مرضی پوری ہوگی۔ کچھ کا لکھا ایک خوبصورت
ہو جانا۔ سارے شہر میں مشہور ہو گیا۔ کنس نے بھی متا جب یہ دو نوکھائی گشت کرتے ہوئے
راج محل کے نیچے پہنچے۔ کنس نے اور سے لکارا۔ خبردار یہاں نہ آنا۔ اور اپنے جگہ سپاہیوں کو

کو جو دس ہزار سے کم نہ تھے۔) حکم دیا۔ کہ دونوں لڑکے مار ڈالو۔ کرشن چندر اور بلرام بے دھڑکے دھنش شالا پہنچے۔ ریشو جی کا دھنش جو نہایت فزنی اور لمبا تھا۔ اٹھ گیا۔ اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ ادھر جنگی فوج کنس کا اشارہ پاتے ہی شیام بلرام پر ٹوٹ پڑی۔ کرشن چندر اور بلرام جی نے انہیں دھنش کے ٹکڑوں سے خبر لی۔ اور ساری فوج کاٹ ڈال دی۔ دھنش ٹوٹنے کی آواز سے کنس کا دل دہل گیا۔ فوج کے کٹنے سے ادب بھی گھبرا یا۔ راست ہو چکی تھی۔ کرشن چندر بلرام جی سے بولے۔ اسے براہ راست دیرہ چھوڑ سے بہت عرصہ ہوا۔ منہ پایا گھڑا رہے ہوں گے۔ چلنا چاہئے۔ یہ کہہ گوال بالوں کے ساتھ ڈیرے پر آئے۔ دھنش ٹوٹنے اور فوج کٹنے کی خبر سارے شہر میں مشہور ہو چکی تھی۔ منہ پایا کرشن چندر سے مخاطب ہوئے۔ بیٹا! تو نے یہاں بھی اودھم مچایا۔ کنس کا ڈر نہیں۔ نہ جلنے لہا را ہمارا کیا حال ہو۔ کرشن چندر اور بلرام جی نے جواب دیا۔ پتا جی کل فوج سہارا مارنے پر آمادہ تھی۔ ہم مجبور تھے۔ کرتے تو کیا کرتے۔ جو ہیں مارے آئے انہیں ہم نے بھی مارا۔ راجہ کنس ہم سے دشمنی رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر اوس باتوں مند آپ نند کا دھیان دوسری طرف پھیر دیا۔

اڈھیاٹے (۱۸۴۰)

کرشن چندر کے ہاتھ سے راجہ کنس کی ملاکت

علی الصباح اُمر اور دوسرا شہر تڑک سا عیشام کے ساتھ اکھاڑے میں جلوہ افروز ہوئے۔ نند اور برجاسی بھی کرشن چندر اور بلرام کے ساتھ اکھاڑے کی جانب روانہ ہوئے۔ کوٹھوں پر خلقت کا اژدھام تھا۔ آپ کا جمال جہاں آرا دیکھنے کی ہر فرد بشر کو چاہ تھی۔ کرشن چندر آند کھڑے لوگوں کو درشن دیتے ہوئے اکھاڑے پر پہنچے۔ کرشن چندر نے فیلیان سے اشارہ کیا۔ کہ مانتی ہٹالے۔ ہم اندر جائیں گے۔ فیلیان ان کی باتوں پر ملتفت نہ ہوا۔ بلکہ کوٹھیا پڑ مانتی بلرام جی پر دوڑایا۔ بلدیو جی نے تان کر ایک گونسا جڑا۔ کہ مانتی تھلا کر بھاگا۔ لوگ بلرام جی کی طاقت دیکھ کر ڈھک رہ گئے۔ دل میں کہتے تھے۔ کہ یہ آدمی نہیں دلو ہیں۔ ان کی شجاعت اور جبارت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گئی۔ فیلیان آٹھس مار کر

کو یلیا پیٹر کو سامنے لایا۔ وہ فیصلہ کر کے چلے گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ پکڑ لئے۔ مانتی نے کرن چندر کو سوڈ میں ڈال دیا۔ کرن چندر اس کی چوٹ بچا گئے جسم کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف جا کھڑے ہوئے۔ مانتی کی دم پکڑ لی۔ اور گھسیٹنا شروع کیا۔ مانتی کی دم پکڑ لی۔ اور گھسیٹنا شروع کیا۔ مانتی پسپا ہو کر دیو بیجے بھاگا۔ بلرام جی سامنے تھے۔ ان پر چوٹ کی۔ بلرام جی نے دو گھونٹوں سے گولی یا پیٹر کا فتنار کر دیا۔ ادھر جا کر زمین پر گر پڑا۔ کرن چندر نے ایک ہی جھبکے میں دونوں رایت اکھاڑ لئے ایک آپ کیا۔ دوسرا بلرام جی کے حوالے کیا۔ مانتی کے مرنے پر شوہروں میں کان بھوسی ہونے لگی۔ ان کی دلیری اور بہادری دیکھ کر کسی کی میں تاب نہ آتی تھی۔ کہ مباراج کو کوٹ لگتا۔ لیکن فیلبان نام ہمارے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ کرن چندر سے زور آزمائی ہونے لگی۔ بلرام جی نے ایک ہی سکتے سے اس ملعون کا کام تمام کیا۔ آپ کے پر بھاؤ سے منتظر کی عورتیں اور مرد تو خوش ہوئے۔ مگر مباراج کنس کے سوریا بہادروں کے دلوں پر چوٹ لگی اور وہ جان گئے۔ کہ ان سے جائز ہی نہیں ہو سکتی۔ ان کی نظر میں آپ کال روپ تھے چاندور اچیس سامنے آیا۔ اور ٹانٹ کر لو لا۔ بہادروں کے سامنے آؤ۔ تو فذر عافیت معلوم ہو۔ ہم تم لڑیں۔ راجہ کنس کو کرتب دکھائیں

کے لئے بہتر رہے۔ ہماری اور بیری جوڑ نہیں۔ کشتی برابر والے سے ہوتی ہے۔ اگر بیری
 یہی خواہش ہے۔ تو اچھا میں میدان میں چوگان میں گئے۔

چالوڑہ - دیکھنے میں چھوٹے ہو۔ مگر بڑے کھوٹے ہو۔ ہزاروں آدمیوں کو جمع میں دیکھتے ہی دیکھتے کہیلیا پیر سے قوی ہو جیسی ہاتھی کی بات کی بات میں مار ڈالا۔ پانچ برس کا سن اور یہ بہادری۔ کہ ٹر لکا ستر بڑے بڑے سٹور بیروں کو خاک میں ملادیا۔ آؤ ہمارے اور تمہارے دو دو ماٹھ ہو جاویں۔ ٹشک پہلوان بلرام سے دو دو ماٹھ کر لیا۔ کرشن چندر اور بلرام جی چالوڑہ اور ٹشک پہلوانوں سے زور ہونے لگا۔ مہتر کے لوگ یہ پکال دیکھ کہتے تھے۔ کہ بڑا ادھر ہے کہاں بارہ برس کے دو دوھ پیتے نہ تھے۔ اور کہاں یہ دلو صورت کوہ تمثال چالوڑہ اور ٹشک بہتوں سے تو دیکھا نہیں گیا۔ آٹھ کھڑے ہوئے۔ آنکھیں بند کر لیں۔ بہتوں نے کنس سے اس ادھر کی بابت ذکر کیا۔ کنس دیکھتا رہا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ ۱۱ لقمہ چالوڑہ اور کرشن چندر میں کشمی ہونے لگی۔ چالوڑہ نے اس زور سے گھونسا لگایا۔ کہ اگر کوہ پر پڑتا۔ تو پرچے

پہنچے ہو جاتا۔ مگر کرن چندر پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تمام بدن بھر کے برابر ہو رہا تھا۔ اسی طرح شک
 پہلوان بھی بلرام جی کی طاقت سے مجبور ہوا۔ لاکھوں دانہ بچ گئے ایک بھی پیش نہ گئی
 کرن چندر نے چاندورہ کے اور بلرام جی نے مشک کے دونوں ہاتھ پکڑ کر سر سے بلند کیا
 اور گھٹا کر ایسا ٹپکا۔ کہ اکھاڑے کی مٹی میں دونوں کے جسم پیوست ہو گئے۔ اور جان نکل
 گئی۔ چاندورہ کے مشک کے مرتے ہی شل۔ تو شل اور کوٹ تین پہلوان شمشیر برہنہ لیکن یہ
 کرن چندر اور بلرام جی پر حملہ آور ہوئے۔ کرن چندر نے بائیں لات سے شل کو گرایا۔ تو شل
 اور کوٹ بلند بوجی کے ایک ایک گھونٹے سے فنا فی القبر ہو گئے۔ ان کے گرے ہی اکھاڑے
 میں کھلبلی پڑ گئی۔ سب پہلوان جان چھٹا چھٹا کر کھٹکے گئے۔ کس نے لٹکار کر کہا۔ تمک حراہوں
 بھاگتے کیوں ہو۔ اتنے جو دھا اور سٹو ریر کھڑے ہیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ سب مل
 کر ٹوٹ پڑو۔ اور دونوں بھائیوں کا کچھ نرکا لادو۔ یہ سنتے ہی جتنے شمشیر بیٹھے تھے۔ سب بل کر
 ٹوٹ پڑے کرن بلرام نے کوہلیا پیر کے دانتوں سے راجھوں کو مارنا شروع کیا جس
 طرح کسان کھیت کاٹتا ہے۔ اسی طرح دونوں بھائیوں نے ستر اڑ کر دیا۔ بہت سے بھاگے
 بہت سے مجروح ہو کر زمین پر تر پنے لگے۔ کس گھرایا۔ فل چاتا آواز لگاتا تھا۔ کہ کوئی ان
 دونوں کو مارتا نہیں۔ وہاں کس میں تب کس میں جو ات بھی۔ کہ ان کا مقابلہ کرتا۔ سب بھاگ
 کھڑے ہوئے۔ تب کرن چندر چھلانگ مار کر اس مچان پر پہنچے۔ جہاں کس بیٹھا ہوا اعلیٰ چھا
 رہا تھا۔ کرن چندر کے پہنچنے ہی ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ کھانپنے لگا۔ آنکھ بھرنہ دیکھ سکا۔
 آندھی کی طرح تلوار گھماتے لگا۔ کرن چندر نے سر پر لات جڑی۔ تاج لڑھکتا ہوا نیچے
 آیا۔ پھر اس کی چوٹی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے نیچے پٹک دیا۔ اور آپ اس کی چھاتی پر کود
 پڑے۔ کس کی جان بھل گئی۔ کس کے آنکھ بھائی اور بھی تھے۔ اس کے مرتے ہی ان آٹھوں
 بھائیوں نے کرن چندر پر حملہ کیا۔ مگر بلرام جی نے ایک ایک گھونٹے سے سب کا خاتمہ
 کر دیا۔ کرن چندر جی اس قدر غصے میں بھرے تھے۔ کہ کس نے مرتے پر بھی کفایت نہ کی
 بلکہ بال گھسیٹتے ہوئے ہزاروں آدمیوں کے اڑو حام میں تشہیر کرتے جہاں کے کنارے
 لے گئے۔ جس طرح شیر بہرہن کو گھسیٹتا لے جاتا ہے۔ ساکنان شہر کرن چندر و بلرام کی
 خطرناکی پر بہت مسرور ہوئے۔ البتہ ان لوگوں کے لوگ خوفزدہ ہو کر اودھڑا دھڑھڑھڑھ
 پھرتے تھے۔ محلوں میں کھرام مچا گیا تھا۔ ملازمان سلطانی اور اکبرین سلطنت گلی کوچوں میں

پناہ لے رہے تھے۔ کرشن چندر کنس کی لاش تشہیر کرتے ہوئے جب جہانگیر سے پہنچے تو کچھ دیر آرام کیا۔ اسی طرح اس مقام کو بہرام گھاٹ بولتے ہیں سوہم چیر راجہ جدہسٹر میں کرشن چندر نے کنس کی لاش کیوں گھمائی سبب اس کا یہ ہے کہ کنس بسدیو اور دیو کے ساتھ بڑی طرح پیش آتا تھا۔ قید رکھا۔ اذیتیں دیں۔ آج اس کا عمن لیا۔ ادھر کنس کی رانیاں دونوں سے بھل کھڑی ہوئیں۔ اور روتی ہوئی کسرام گھاٹ پہنچیں۔ خاندان کی لاش دیکھ کر بہت جھگڑیں۔ کہتی ہیں۔ اے پت تم نے ایٹور سے بیر بٹھانا۔ اس کی سزا جھگڑتی پڑی۔ کرشن چندر دھاموں کی استریوں کو دیکھ کر دھیرج دیتے رہے۔ فرمایا۔ کہ جو کچھ ہوتا تھا۔ ہو گیا۔ اس کا کیا کرم کرو۔ میں تمہارا بھانجا ہوں۔ تمہاری خدمت میں کسی طرح کا عقد نہ ہو گا۔ اور اگر میں کو قید خانے سے بلا کر کنس کا میرٹک کرم کر دیا

اُدھیائے (۴۴)

دیو کی اور بسدیو کی قید سے رہائی۔ اگر سین کی راج گدی

کنس کے میرٹک کرم سے فراغت پا کر کرشن چندر نے آدمیوں کے ماتھے داروہ جیل کو حکم دیا۔ کہ وہ بسدیو اور دیو کی بیڑیاں کاٹ دے۔ ان کے درشنوں کو اتار دیں۔ دونوں بھائی خراماں خراماں شہر کی گشت کرتے ہوئے جیل خانہ پہنچے۔ اور بسدیو دیو کی قدموں پر سر رکھ دیا اس وقت جو خوشی بسدیو اور دیو کی کو ہوئی ہوگی۔ وہ جانیں یا ان کا دل۔ ماتکے جوش سے دل اٹھ اٹھے۔ دونوں بھائیوں کو چھاتی سے لگایا۔ دیو کی جی نے رخساروں پر بوسے دیئے۔ دوپٹے سے آنسو پونچھ کر کہنے لگیں۔ اے نعل بارہ برس ہو چکے تیرے دیکھنے کی آرزو تھی۔ آج پوری ہوئی۔ ماتکے اپنے پیر کو ایک دفعہ بھی گود میں لے کر بچھو ٹھنڈا پچھو نہیں کیا۔ کنس نے جو ٹکٹیں اور ادیتیں دیں۔ وہ تیری جدائی سے کہیں کم ہیں۔

کرشن چندر بولے۔ مادر ہریان! مجھ سے بڑھ کر اور کون بد نصیب ہے۔ جو مانا پتا کو اپنے

پیدا ہوتے ہی قید میں ڈالے۔ انہوں نے میری وجہ سے تمہیں قید کی مصیبتیں سمیٹنا پڑیں۔ بس اب چلیے۔ اگر سین کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ کہہ کر کرن دیو کی اور لہدیو کو لئے ہوئے اگر سین کے پاس آئے۔ ساتھ چور کر عرض کیا۔ آپ نے بڑی تکلیفیں کھیں۔ مصیبتیں اٹھائیں۔ کنس بڑا نالائق تھا۔ جو اپنے باپ کا نہ ہوا۔ راج پاٹ چھین لیا۔ راج بن بیٹا تخت آپ کو تیار کھڑا۔ راج کالج بچے اور پر جا پالنے کیجئے۔ اگر سین نے جواب دیا۔ میرے قوائے ڈھیلے ہو گئے۔ سکت باقی نہیں۔ راج کالج دیکھنا محال ہے۔ بڑھاپے سے اس قدر نحیف اٹھتا ہوں۔ کہ سلطنت کے کاروبار میں دماغ کام نہیں دے سکتا۔ آپ تخت نشین ہوں۔ آپ کی حکومت سے رعیت بھی خوش ہوگی۔

کرن شن چندر میں گدی کے لائق نہیں۔ راج جانتے راج جہو کو سراپ دیا تھا۔ اس لئے میں گدی پر بیٹھ نہیں سکتا۔ کاروبار سلطنت ہر گوانی رہیگی۔ آپ گدی پر جہو۔ افروز ہو جائیں باقی کام دیکھ لیا کروں گا۔

غرضیکہ راج اگر سین کے ہاتھوں میں عنان سلطنت سپرد کی گئی۔ اور تمام حکومت میں ڈھنڈو رہا پڑا گیا۔ کہ بھاگے ہوئے لوگ اپنے گھر آئیں۔ ملک میں تسلط ہو گیا۔ کوئی مہرا م نہ ہوگا۔ اس خبر سے جو لوگ دوسرے شہروں اور گاؤں میں جا بسے تھے۔ متحرا ہیں۔ اگر تو دہاش کرنے لگے۔ کرن شن جی کی توجہ اور فیض قدم سے متحرا اور شہروں کو مات کرنے لگے۔ آپ فرمانے ہیں۔ کہ یہ پرتھی میری جنم بھومی ہے۔ اس لئے متحرا مجھے سیکٹھ سے بڑھ کر پیاری ہے۔

اوشاسن (۱۸۴۲)

متحرا پر چچا سیوں کی روانگی۔ اور زندگی کا
اظہار غم

متحرا میں اگر سین کی حکومت قائم ہو گئی۔ کرن شن چندر اور ہرام زرو جو اس پر لے کر بچا سیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زندگی کے پیروں پر سر رکھ دیا۔ مندرجی لئے چھاتی سے لگا لگا کر کرن شن چندر مجھے کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ زبان نہیں۔ جو بولوں سکوں۔

آپ مجھے اپنا پتر جانتے ہیں۔ میں آپ کا ہی ہوں۔ جہاں رہوں گا۔ آپ کا میں کہلاؤں گا۔ جو خدمت آپ نے اور جو دھان مٹانے ہماری کی ہے۔ مگر لاکھ برس بھی آپ کی خدمت میں بجا لاؤں۔ تو سبکدوشی نہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ بچپن سے پالا۔ تنابڑا کیا۔ پتا جی گرگ برشی کا کہنا آپ بھول گئے۔ سید یو اور دیو کی پتا مٹا میں۔ ان کی خدمت میں فرم ہے۔ جو دھان مٹا میرے بچپن میں پہلا ہی ہوں گی۔ آپ جائیں۔ اور میری طرف سے ہاتھ جوڑ کر عرض کریں شام سندر آپ ہی کا ہے۔ کچھ دنوں بعد آئے گا۔

شام سندر نے مندرجی اور برجاسیوں کو سمجھا بچا کر بہت سارہ وہیمہ اور اشرفی نذر کیا۔ اور برجاسیوں سے بھی پتی کہا۔ آپ لوگ برندا بن جائیں۔ اور مجھ سے سستے رہا کریں۔ مندرجی شام سندر کی اس غم آلودہ گفتگو سے مضطرب ہو کر رونے لگے۔ سگر سمجھ گئے۔ کہ برندا بن بہانی کرشن چندر ہمارے ساتھ نہ جائیں گے۔ اب سید یو اور دیو کی پتر ہوتے۔ ہمارا چارہ نہیں۔ حیصقت پر ج پہنچوں گا۔ نندکار ساتھ نہ ہوں گے۔ گوہریوں کا ان کی فرقت میں نہ جاتے کیا حال ہو۔ یونہی آہ و زاری دن رات کیا کرتی ہیں۔ شام سندر کے نہ ہونے سے اور بھی مچھلی کی طرح رٹ پٹنے لگیں گی۔ کیا جواب دوں گا۔ جو دھان تو تھلے ہی خاک پر پڑنے لگیں گی۔ کھانا دنہ یونہی بند ہو گیا ہو گا۔ ابھی تک امید تھی کہ ہمارے ساتھ شام بلام آتے ہوں گے اگر یہ بھی امید ٹوٹ جائے گی۔ تو زندگی دشوار ہو جائے گی۔ ان پریشان کن خیالات سے مندرجی کو شہن بدن کا ہوش نہ رہا۔ جب ذرا سکون ہوا۔ سوچے میں مہا اگیا نی ہوں۔ کرشن چندر پر ماتا روپ ہیں۔ انہیں پتر جانتا تھا۔ پتر مٹی کا بھار مٹانے کو سید یو اور دیو کی کے یہاں جنم لیا بڑی کر پا ہوئی۔ جو بارہ برس میرے یہاں سب کو آئندہ دیا۔ یہ سوچ کر ہمارے ج کے قدموں پر گر پڑے۔ اور ہاتھ جوڑ کر دینے کی ہے۔ پر بھو! آپ سرب شکنتان سجدہ مند پورن برہم روپ ہیں۔ آپ کی مادر ہریان جو دھان اور سولہ ہزار گویاں جو آپ کی صورت پر مڑی ہیں۔ ایسا نہ ہو جو لا چھوڑ دیں۔ ہے۔ کھنگڑت کیا منہ لیکر ان کے پاس جاؤں۔ اور کہہ دوں گا۔ کرشن چندر مند بابا کو سمجھاتے اور دھیر دیتے رہے۔ گھبراہٹ نہیں۔ کچھ دنوں مٹا پتا کی سیوا کر کے خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اور سب سے ملوں گا۔ یہ کہہ کر سید یو جی اور اگر سین مند بابا کو کھڑی ڈی دور پہنچا کر چلے آئے۔ مند برجاسیوں کے ساتھ برندا بن پہنچے۔ شام بلام کے نہ ہونے سے جو کچھ حال گوہریوں اور جو دھانی کا ہوا۔ وہ بیان نہیں ہو سکتا

اُدھیائے (۴۴)

ساندھین کرچی سے کرشن چندر کی تسلیم

بسدیو جی نے شام دہرام پیگپو پوٹ کیا۔ اور شہر اوجین میں ساندھین گرو کے یہاں تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔ سدا ماں نامی برہمن ساندھین کے یہاں روز جایا کرتا تھا۔ سدا ماں جی سے راستے میں بڑھپڑ ہوئی۔ اپنے رب پتھر پر بٹھالیا۔ اور گورو جی کے استحقاق پر پہنچے۔

ساندھین جی سے تحصیل علم کرنے لگے۔ ایک دن سدا ماں بھوک سے ایسا مجبور ہوا۔ کہ کرشن چندر کا ناشہ چڑا کر آپ کھا لیا۔ جب پوچھا گیا۔ ناشہ کہاں گیا۔ سدا ماں انکار کر گیا۔ میں نہیں جانتا۔ اسوجہ سے سدا ماں دروہری ہو گیا۔ اتفاقہ کرشن چندر اور دہرام جی تحصیل علم کرتے رہے۔ پوٹھ دن میں کل علوم سے واقف ہو گئے۔ چاروں وید اور چھ شاستر۔ اٹھارہ اظہار۔ بختر منتر۔ راج نیت و دیا۔ علم غرضیکہ کوئی علم ایسا نہ تھا۔ جس میں ہمارا راج کو عبور نہ ہو گیا ہو۔ گورو جی متحیر تھے۔ کہ دنیا کے کسی انسان میں اتنی طاقت اتنا دماغ نہیں۔ جو پوٹھ دن میں اس قدر علم حاصل کر سکے۔ یہ کوئی دیتا ہیں

کرشن چندر جی دست بستہ ہو کر ملے ہوئے۔ کہ مجھ میں اتنی طاقت اتنی قدرت نہیں۔ جو گرو سیوں ہو۔ آپ کی دکشا چاہتا ہوں۔ جو فرما میں بجالائیں۔

ساندھین جی ہاراج کی باتیں سنکر اپنی استری کے پاس گئے۔ اور کہا یہ دونوں لاش روپ بھگوان ہیں۔ ہم اس سے کیا مانگیں۔ ساندھین جی کے ایک ہی لڑکا تھا۔ جو دیہا میں ڈوب گیا تھا۔ ساندھین جی کی استری اس کے غم سے ہر وقت متغصن رہتی تھی۔ رونے کے سوا دوسرا کام نہ کرتی۔ اس نے یہی جواب دیا۔ کہ کسی طرح میرا لک بھجاتا۔ تو زندگی سوانہ ہوئی۔ اور رنج و اہم سے نجات ملتی۔ ساندھین اپنی عورت کے ساتھ کرشن بھگوان کے پاس گئے۔ اور ماتھ جوڑ کر بولے۔ ہمارا راج ہمارا پتر ڈوب گیا ہے۔ لا دیجئے۔ یہی گورو دکشا ہے۔

کرشن چندر اور دہرام جی فی الفور رتھ پر سوار ہو کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ آپ کے

آنے سے سمندر بہت خوش ہوا۔ اور برہمن بھی اس سے خدمت میں حاضر ہو کر باداب گھاٹ کی۔ مہاراج کہاں تکلیف گوارا کی بڑی کر پاہوئی۔ جو پانی کو ورشن دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ شانند یہن جی کا لڑکا ڈوب گیا ہے۔ وہ لادو۔ سمندر بھولا۔ وہ لڑکا دھرم رات کے پاس پہنچا۔ حاضر ہو گا۔ مگر ایک خواہش میری ہے۔ مگر پا ہو جاتی تو اس دُکھ سے عجات پاتا۔ پانچ جن نامی دیت مجھے آزار پہنچاتا ہے۔ اس صدمے سے جان بلب رہتا ہوں۔ کیا کرنا اس پر قابو نہیں۔

کرشن چندر نے اس دیت کو مار پیچ جن سکھ لے لیا۔ اور سمندر کے ہمراہ دھرم کے پاس پہنچے۔ دھرم راج مہاراج کا آتما سنگ ساٹھا نگ ڈنڈوت کتا حاضر ہوا۔ کرشن چندر نے پیچ جنیہ سکھ بجا یا۔ اس کی آواز سے تمام گنہگار جو جہنم کی آگ میں مل رہے تھے۔ نجات پا کر گناہوں سے چھوٹ گئے۔

دھرم راج۔ راتھ جوڑ کر شانند یہن کا پتر میرے ہی پاس ہے۔ میں جانتا تھا کہ اسی بہانے آپ کے ورشن ہوں گے۔ وہ لڑکا یہ موجود ہے۔ کرشن چندر اسے لے کر دھرم راج سے رخصت ہوئے۔ اور شانند یہن گورو کی استری کے حوالے کیا۔ شانند یہن گورو اور اسکی استری آپ کے اس اعجاز سے سر بسود ہوئے۔ راتھ جوڑ کر ڈنڈوت کی۔ آپ ساکشات ایشور پر ماتا روپ ہیں۔ کرشن چندر اور بلرام گورو سے وداع ہو کر مشط پہنچے۔ گھر گھر شادی لے بچنے لگے۔ خوشیاں ہوئیں۔ رنگ رلیاں مینائیں۔ کرشن چندر مہاراج کی کوئی ساعت ایسی نہ تھی۔ جو وقت جسودھا اور گویوں کی یاد نہ کرتے ہوں۔ اودھو جی آپ کے سکھا بڑے گیا فی رنگن اپا سک تھے۔ آپ کو اپنی گیان بھگتی کا بڑا گھنڈہ تھا فرمایا۔ ذرا تم برندا بن چلے جاتے۔ اور گویوں کو گیان اپدیش کر کے دیھوج دے آتے مہاراج کی آگیا سے اودھو جی برندا بن پہنچے۔ گویوں کا یہیم دیکھ کر اپنا گیان بھول گئے۔

اُدھیائے (۴۵)

متھرا پر جراتندھ کی پڑھائی اور کرشن چندر

سے معرکہ آرائی

پیش قدمی۔ کنس کی وفات پر استی و پراپتی دونوں رانیاں جاسندھ کے پاس پہنچیں۔ سارا حال رو رو کر سنایا۔ ۳۳ اکشونی جوار سپاہ لے کر جہا سندھ نے مہتر شہر محصور کر لیا۔ کرشن چندر اور راجہ اگر سین کو اطلاع ہوئی۔ کرشن چندر نے سب کو تسلی دلا سا دیا۔ اور اگر سین سے فرمایا۔ کہ آپ شہر کی حفاظت کریں۔ ہم دونوں بھائی جہا سندھ کے مقابلے کو جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر آلات حرب رتھ پر رکھے۔ اور سوار ہو کر میدان کارزار کی طرف راہی ہوئے۔ شام ٹنڈر نے داسنی جانب۔ بلہام جی نے بائیں طرف رتھ دوڑایا۔ جہا سندھ دونوں بھائیوں کو اکیدا دیکھ کر متحیر ہوا۔ بولا، معلوم ہوتا ہے۔ کہ جادو گر ہو۔ اپنے جادو سے بڑے بڑے بہادر اور شہر پیر راجہ کنس کے خاک میں ملا دیئے۔ راجہ کنس بھی تہا رے جادو سے جا بزنہ ہو سکا۔ مجھ تیرا جادو اثر نہیں کر سکتا۔ نہ میرے برابر دنیا میں کوئی دیر ہے۔ کنس کا قصاص لینا واجب ہے۔ مگر تیری صورت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ بھاگ جا۔ کا ہے کو جان کا دشمن ہوا۔ کرشن چندر نے جواب دیا۔ خود ستانی شہر پیروں کا دھرم نہیں۔ دنیا جو اگر ہے۔ ایک سے ایک بڑھ کر پڑے ہیں اپنا کمال دکھا۔ جہا سندھ نے نعرہ مارا۔ اسے مردان دلا اور باہن دونوں لڑکوں کو بڑھ پکڑو۔ اس آواز کے ساتھ ہی ہتھیار چلنے لگے۔ گولہ باری ہونے لگی۔ تیروں کا مینہ برسنے لگا۔ کرشن چندر نے پنج جنیہ تنکبہ بجایا۔ جس کی کرخت آواز سے لوگوں کے کھلبے دہل اٹھے۔ دل دہل گیا۔ ہتھیار ماتحتوں سے چھوٹ گئے۔ کرشن چندر اور بلہام اُچی لئے ڈھائی گھڑی ۳۳ اکشونی دل کاٹ کے رکھ دیا۔ میدان رزم میں خون کے دریا بہا دیئے۔ ایک متنفس بھی نہ بچا۔ صرف جہا سندھ وہ گیا کہ کب بلدیوچی پر ٹوٹ پڑا۔ کشتی ہونے لگی۔ بلدیوچی کے سامنے پہل نہ گئی۔ اٹھا کر دے مارا۔ اور کرشن چندر جی سے توجہ کیا مرضی ہے۔ اگر منشا ہو۔ تو اس ملعون نے خون سے زمین کو تر کر دوں کرشن چندر نے فرمایا۔ اس کا قتل کرنا ابھی مناسب نہیں۔ یہ کشتی دھنچ ڈھائی کر لیا۔ لاکھوں آدمیوں کی بھیڑ اس کے ساتھ ہو گئی۔ ان سب کا ماننا ابھی فرم ہے۔ پھر دیکھ لیں گے۔ بلدیوچی نے چھوڑ دیا۔ جہا سندھ روتا اور کیف مندوس ملتا اپنے دارالسلطنت

میں پہنچا۔ پیشانی از حد تھی۔ او داس باوہل گباب جنگل کی ٹھانی۔ راج پاٹ سے منہ موڑا۔ اس کے دوست جمع ہوئے۔ سمجھایا۔ تشفی نہی۔ ایک دفعہ کی شکست سے کچھ ابرو نہیں مٹی۔ گرتے ہی شہسوار میں میدان رزم میں اب بھی دفعہ پھر چڑھائی کر دے۔ بار بار خالہ جی کا گھر نہیں۔ جوڑک اٹھاؤ۔ ہم سب ملکر شکست دیں گے۔ دو نوئی نوجوانوں کو زندہ پکڑ لیں گے

ادھر شام بلوہم فتح و لغت کا شاہیانہ بجاتے ہوئے شہر میں آئے۔ شام سندھ کی اس کر قوت سے لوگوں کی حیرت تھی۔ کہ ۲۳ اکٹوئی کو ٹوٹھائی گھڑی میں کیونکر غارت کر دیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ پانی پر سا کر سید کی راکھ بھی بہا دی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ کہ ۲۳۔ اکٹوئی دل کہاں پر غارت ہوا

اوجھیاے (۴)

جرا سندھ کی متواتر، ابار شکست

بیشم جی کہتے ہیں۔ جرا سندھ کی لڑائی میں کروڑوں روپے کا مال سری کرشن چندر کے ماتھے آیا۔ شاہی خزانے میں داخل کیا۔ اہل شہر نے کرشن چندر و بارام پر گل افشانی کی تزک و احتشام سے سوار می لگی۔ ہر شخص کی زبان پر کرشن چندر کی جرات اور شجاعت کا پرجوا تھا۔ ۲۳ اکٹوئی بات کی باتیں میرت کرنا انہیں کا کام تھا۔ اسے راجن۔ اسی طرح قوج دو دو تین تین گھڑی میں کاٹ ڈالی۔ جرا سندھ اکیلا رہ جاتا۔ اذہر ہباگ جاتا۔ اسے بڑی فکر تھی۔ کیا کروں کچھ پیش نہیں جاتی۔ کیونکر جیت ہو۔ ایک روز نارو جی جرا سندھ کے پاس گئے سبز سندھ نے سترہ بار مارنے کی ساری داستان سنائی۔ اور کہا کوئی تدبیر نہیں چلتی۔ ایک دفعہ جیت لیتا۔ دل کی تپن بھتی۔ نارو جی بولے۔ اگر کاٹن سے مدد لی جائے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ شام بلوہم اس سے پیش پاسکیں۔

چرا سندھ۔ یہ کام آپ ہی سے ہوگا۔ تکلیف گوارا کر کے میرا پیام دیجیے۔ شاہد آجائے۔ نارو جی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جرا سندھ کا پیام کاٹن کو سنایا۔ کاٹن پلنے پر راضی ہوا

اور فوج جہاز لے کر متھرا کی طرف کوچ کیا۔

اڑھیاٹے رام

دوار کا پوری میں اہل متھرا کی روانگی۔ راجہ بھگت کی نگاہ سے کالمجن کی موت

کالمجن کے کوچ کی خبر متھرا پہنچی۔ کرشن چندر نے بلرام جی سے مشورہ کیا۔ براہِ درتین کرشن چندر فوج کالمجن کے ساتھ ہے۔ ۲۳۔ اکتوبری دل جہاز لے کر متھرا کے ساتھ ہو گا۔ اگر ایک کا مقابلہ کریں گے تو دوسرا موقع پا کر متھرا پر پوزیشن کرے گا۔ رعیت برپا ہو گی۔ مناسب ہے۔ کہ متھرا کی بستی کسی دوسری جگہ آباد ہو۔ بلرام جی کو یہ صلاح پیش آئی۔ کرشن چندر نے سمندر کو یاد کیا۔ اور بارہ جو جن زمین سمندر کے اندر مغرب جانب خالی کرتے کا حکم دیا۔ سمندر نے تعمیل ارشاد کی۔ بیوہ کرمیاں نے سولہ ہزار ایک سو آٹھ محل اور بہت سی عمارتیں دربار کچہریوں کی اور شیش محل راجہ تھان اگر سین اور بسد پور جی کے لئے علیحدہ علیحدہ تعمیر کر دیئے۔ اہل متھرا کے لئے جگہ جگہ امکانات معہ سامان گرہتی مہیا کیا گیا۔ شہر کے چاروں طرف جانب فضلیں قائم کی گئیں۔ کنوئیں حوض تالابوں کی گنجی نہ تھی، ہر قسم کی سواریاں غلامی و لغزتی طرف قبم قبم کے پار چوں سے تمام جگہ کا معمور ہو گئی۔ کرشن چندر نے یوگ لایا کو اجازت دی۔ کہ راتوں رات اہل متھرا کو دوار کا پہنچا دو۔ راجہ سے لے کر اونے انفر تک کو فی سٹیشن متھرا کا ایسا نہ تھا۔ جو دوار کا میں نہ پہنچ گیا ہو۔ سمندر کی آواز سے سب لوگ جاگ اٹھے۔ نیا مکان دیکھ کر حیرت ہوئی۔ پھر کرشن چندر کی جہاں سے سب کو منہ ہو گیا۔ کہ یہ کارروائی لازماً بدولت کی ہے۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو سکا۔ کہ سات سو کوس کی مسافت راتوں رات کیونکر طے ہو گئی۔ اپنے اپنے مکانوں میں لوگ رہنے لگے۔ کسی قسم کی تکلیف نہ تھی اور ہر کالمجن نے کثیر فوج سے متھرا کا محاصرہ کیا مگر کرشن چندر اور بلرام جی کو متھرا میں چھوڑ کر پیادہ پا بغیر ہتھیاروں کے کالمجن کے پاس گئے۔ کالمجن کی فوج ابر کی طرح چھائی

ہوئی تھی برق و فحش بھالوں اور پٹاخہ دار شمشیروں سے میدان ضرب نمونہ قیامت بن رہا تھا۔ اُپر تلا کھڑا تھا کہ بیڑوں کی بھڑی باندھے کا لجن کرشن چندر کو بیاہ اور تہہا دیکھ کر خود خود بھی رکتے سے اتر پڑا۔ اور سردارانِ فوج سے مخاطب ہو کر بولا، جردار کوئی اس نہتے پر ہتھیار نہ چلائے۔ میں خود جاتا ہوں۔ اس نوجوان پر اکیلا بھاری ہوں۔ مگر قتل کرنا مشکل بات نہیں۔ ابھی پکڑے لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر لپکا۔ اور کرشن چندر نے آگے سے فرار کیا۔ کا لجن یہ کہتا ہوا تعاقب میں دوں ہوا۔ بہادر میدان پیکا سے نہیں بھاگتے۔ دواوم لودو دوٹا کھتے ہو جائیں۔ بزدلی اسی کا نام ہے۔ صورت دیکھتے ہی ہوش فرد ہو گئے۔ آگے آگے کرشن چندر اور نیچے کا لجن دوڑتا چلا آتا ہے۔ کچھ سردار فوج تعاقب میں دوں ہیں۔ باتنے میں ایک پہاڑ نظر آیا۔ کرشن چندر پہاڑ کی کھوہ میں گھس گئے۔ راجہ چمکند دیوتاؤں سے برواں پائے ہوئے سو رہا تھا۔ کرشن چندر نے اپنا پتلا میرا راجہ چمکند پر ڈال دیا۔ اور آپ پہاڑ کے کسی گوشے میں چھپ رہے۔ کا لجن بھی پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ راجہ چمکند کے ایک لات جڑی۔ ار رکھا۔ ہم جانتے تھے۔ کہ بڑے شوہر شوہر تائی نہ دکھائی۔ یہاں بھاگ کر لیٹ رہے راجہ چمکند کی آنکھ کھلتی ہی کا لجن بھسم ہو گیا۔ اُسے کور و زندان، راجہ کشواک کے خاندان میں جہنا شو کا پوتا مآذ ہتا کا لڑکا راجہ چمکند ہنایت با اقبال اور شجاع گزر رہے۔ ہفت اقلیم کے تاجدار تالاج مرزا تھے۔ دیوتوں اور راجپوتوں کے جنگ و جدل کے وقت راجہ اُندر نے چمکند کو اپنی حمایت کے لئے بلایا تھا۔ چمکند نے اپنی بہادری سے راجپوتوں کے چنگے چھوڑا دیئے۔ وانٹوں پسینہ آ گیا۔ راجپوتوں نے تاب مقاومت نہ لاسکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ دیوتے فتیاب ہوئے ظفر مند راجہ چمکند سے تمام دیوتے مسرور ہو کر اس کے جلال و اقبال کی تعریف کرنے لگے۔ راجہ چمکند اس لڑائی میں لڑائی میں ایسا تھک گیا۔ کہ چاہا۔ گھر جائے۔ اور کچھ دنوں آرام کرے۔ دنوں نے کہا۔ آپ کو آٹے ہوئے مدت مدید ہو گئی۔ آپ کے خاندان میں کوئی متنفس باقی نہیں۔ سب مر گئے۔

راجہ چمکند۔ پھر کوئی جگہ ایسا نہ کی بتلائیے۔ جہاں کچھ دن آرام کروں۔ دیوتے نے راجہ چمکند کو گندھما دن پہاڑ پر لے گئے۔ اور کہا۔ کہ آپ یہیں آرام کریں۔ جو شخص آپ کو جگائے گا۔ آپ کی نظر پڑے ہی جگر خاک ہو جائے گا۔ اور پرماتما سری نارائن کے درشن بھی اسی پہاڑ ہی پر ہو جائیں گے۔ چنانچہ کا لجن کرشن چندر کے ساتھ اسی جگہ آیا۔ اور

جرا سندھ سے جنگ و صل

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ اے راجہ! کرشن چندر اور رکنی جی کا جس طرح بیاہ ہوا۔ اسکی کتھا سنتو۔ راجہ بھیشمک بدرجہ دیش کا راجہ کندن پد میں راج کرتا تھا۔ جس کے دو بیٹے گم اگر ج عرف رکھا اور ایک دختر رکنی تھی۔ رکنی جی ساکشات رکنی جی کا اوتار ہیں۔ جو تشیوں نے رکنی جی کا زانچہ دیکھ کر کہا تھا کہ یہ با اقبال لڑکی کرشن چندر سے بیاہی جائے گی۔ نار دجی نے بھی رکنی سے فرمایا تھا۔ کہ تیرے پت کرشن بھگوان ہوں گے۔ فی زمانہ کرشن چندر اور بلرام جی کی طرح نہ تو کوئی راجہ ہے۔ نہ کوئی دیوتا اس کے جس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ رکنی جی مہاراج کے سن دلاویر کا شہرہ منکر غامبانہ فریفتہ ہو گئیں۔ ہر وقت کرشن چندر کی صورت سامنے کھڑی رہتی۔ انہیں کے دھیان میں دن رات گذارتیں۔ راجہ بھیشمک نے وزیروں اور بیٹوں سے کہا۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ رکنی سن تیز پر پہنچ چکی۔ شادی کرنا فرض ہے۔ مگر تلاش کرنا چاہیے۔

رکم اگر ج عرف رکھا۔ ہماری رائے چندیری کا راجہ بڑا صاحب اقبال ہے۔ زور و طاقت بھی اس کی طرح کوئی راجہ نہیں۔ بہادری اور دلیری اس کے حصے میں ہے۔ رکنی کا بیاہ ششپال سے کر دیا جائے۔

رکم کیش۔ مجھے جو پوچھتے ہو۔ تو کرشن چندر سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ جیسی شین رکنی ہے۔ ویسے ہی خوبصورت کرشن چندر ہیں۔ برابر کی بوڑھی ہے۔

بھیشمک راجہ رکم کیش کی رائے سے خوش ہوا۔ کرشن چندر کی مدح سرائی کرنے لگا۔ مگر رکھا کو کرشن چندر سے خدا واسطے کا پیر تھا۔ کرشن چندر کو گوالیا بنا کر ایک برہمن کے ہاتھ ششپال کے یہاں نلک بھیج دیا۔ بھیشمک اس وقت تو کچھ نہ بولا۔ مگر دل سے چاہتا تھا کہ رکنی کی شادی کرشن چندر کے ساتھ ہو۔

رکنی جی اس خبر سے نہایت اندو لگیں ہوئیں۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بے بس بھقیں کچھ بنائے نہ بنی۔ ادھر سسپال بات لے کر چل کھڑا ہوا۔ رکنی جی بیچ کتاب کھا کر رہ گئیں۔ چٹھی لکھنے بیٹھیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ قلم ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔ دل نہیں مانتا۔ درد دل ستا رہا ہے۔ ہزار خرابی خط تیار ہوا۔ برہمن کے ہاتھ دوڑا۔ کچھ پیرہن

چٹھی لے کر دوار کا پہنچا۔ کرشن چندر نے خط پڑھا۔ دوارک سارمقی کو رخصت کی تیاری کا حکم دیا اور برہمن کے ساتھ رختہ پر سوار ہو کر کندن پور روانہ ہو گئے۔ ادھر بلدیو جی بھی دو اکٹونی فوج ہمراہ لے کر کندن پور چلے۔ ششپال کندن پور پہنچ چکا ہے۔ خیر گاہ اسنادہ ہیں۔ دیر پڑے ہوئے ہیں۔ کرشن چندر بھی آگئے کسی باغ میں اتر پڑے۔ بلرام جی معہ فوج کرشن چندر سے مل گئے۔ سپال کی فوج شہر سے باہر پڑاؤ ڈالے ہے۔ جراسندہ بھی ۳۴۔ اکٹونی کے ساتھ سپال کی حمایت میں آ موجود ہوا۔ کندن پور کے چاروں جانب فوج ہی فوج نظر آتی تھی۔ رکم اگرچ کرشن بلدیو کے آنے ڈنگ رہ گیا۔ انہیں کس نے بلایا۔ پتا سے بولا۔ کچھ نہ کچھ فساد ضرور ہو گا۔ بڑی نالائقی کا کام کیا۔ کرشن چندر کو کیوں طلب کیا ہمیشہ کم بولے۔ میں نہیں جانتا۔ سو بھر سمجھ کر خود چلے آئے۔ رکم اگرچ پیچ و تاب کھاتا ہوا سپال و جراسندہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور موبو کیفیت اظہار کی۔ جراسندہ بولا۔ نے الحقیقت بڑے بہادر اور شجاع ہیں۔ اد فوج مجھے شکست دی۔ اٹھا رہیں مرتبہ لڑے نہیں۔ بھاگ کھڑے ہوئے ہوشیاری سے کام کرنا چاہیے۔ سپال فکر مند ہوا۔ کرشن کی چڑیا نا بھتہ سے جاتی رہے گی۔ کرشن جی کے سامنے مجھے رکنی کا ہے کو پسند کر لگی۔ کشت مرفون بھی ہو گا۔

رکم اگرچ۔ اسقدر افسردہ کیوں ہوتے ہو۔ گو کے چرانے والے اہیر بھلا راجاؤں کی برابری کر سکتے ہیں۔ کس بات کا ڈر ہے۔ تمہارا مددگار ہوں۔ میرے ہوتے رکنی کرشن چندر کو نہیں بل سکتی۔ جراسندہ تمہاری اعانت کریں گے۔ اور تم خود بھی بہادر ہو۔ ششپال کم اگرچ کے تسلی آمیز کلموں سے مطمئن ہوا۔ دوسرے روز رات کی بھائی رکنی جی اٹھان کر کے نفیس پوشاک پہن کر زیوروں سے آراستہ ہوئیں۔ چار گھڑی دیلی رہے دیلی جی پو جا کو سندس گئیں۔ ادھر سپال نے پچاس ہزار فوج رکنی جی کی حفاظت کے لئے ساتھ کر دی۔ رکنی جی پو جا سے فارغ ہو کر راج محل جا رہی تھی۔ دل دھڑک رہا تھا۔ کرشن چندر کی یاد بے چین کئے دیتی تھی۔ یہی فرصت کا وقت ہے۔ اگر کرشن چندر آجائے۔ تو کام بن جاتا نہیں تو ششپال مردود کے پتوں میں پھنس جاؤں گی۔ انہیں الجھیڑوں میں پھنسی ہوتی تھیں ایک ہسپتال نے انگلی کے اشارے سے کہا۔ دیکھ سری کرشن چندر کا رختہ آ رہا ہے۔ دھج دھج دیتی ہے۔ رکنی جی خوش ہو گئیں۔ گویا سوکھے دھانوں پر پانی پڑا۔ سر اٹھا کر دیکھنے لگیں

ان کے ہاتھ ابی چہرے کی جھلک اور ریلی متوالی آنکھیں دیکھ کر اچنبھا سا ہو گیا۔ بہت سے سپاہی جہاں جہاں آنا دیکھنے کی تاب نہ لا سکے بیہوش ہو گئے۔ ادھر شام سند کی ادا موریکٹ دھارن کے جینتی مالا پیٹے مسکراتے ہوئے رکنی کے پاس آئے۔ ہزاروں سپاہیوں کے جھنڈ میں رتھ کھڑا کر دیا۔ سپہیلیاں ان کو دلفریب جمال دیکھ کر ہوش و حواس کھو بیٹھیں۔ رکنی جی سال مبارک سے اس قدر محفوظ ہیں کہ خود بخود اپنا ناتھ بڑھا دیا۔ کرشن چندر نے جلدی سے ناتھ تمام کر رتھ پر بیٹھا لیا۔ اور تنکھ بجاتے ہوئے ویاں سے چلے گئے۔ دس بارہ کو س چہنچے۔ ساتھی سپاہی جو بے خود ہو گئے تھے۔ ہوش میں آئے۔ اور رکنی جی کی طرف دوڑے ادھر ششپال نے بتا۔ کہ کرشن چندر مطلب نکال لے گئے۔ جہاں سندھ اور دانت بکر سے رونا رویا۔ اب کیا کروں۔ حریف چال چل گیا۔ مات کھانا پڑا۔ جہاں سندھ اور دانت بکر نے اس وحشت خیز خبر سے دانتوں تلے آنکلی دابلی۔ مگر کرشن چندر کے تعاقب میں فوج لے کر دوڑ پڑے۔ ادھر بلدیو جی اس کی تاک ہی میں تھے۔ کرشن چندر سے مل گئے تو خود فوج سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ رکنی جی پر دشت سوار ہوئی۔ نہ جانے بدھانا کیا کرنے والا ہے۔ سری کرشن جی نے تشفی کی سگے کا جڑاڑ مارا دتا کہ رکنی جی کو بہتا دیا ادھر سے دانت بکر اور جہاں سندھ للکار رہے تھے۔ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا۔ ہمارے ہوتے جہاں نہیں۔ رکنی کو لے جاسکو۔ بلدیو جی تلے کھڑے تھے۔ جہاں سندھ اور دانت بکر کی طرف رتھ دوڑایا۔ ادھر کرشن چندر میدان رزم سے اپنا رتھ۔ علیحدہ کر کے دور سے تماشہ دیکھنے لگے۔ رکنی جی کو تسلی دلا سادیتے جاتے تھے۔ بلدیو جی شیر غراں کی طرح حریف کی فوج میں گھس پڑے۔ ادھر ہل موہل سے تمام فوج بھی ہوئی پڑی تھی۔ خون کا دریا بہ رہا تھا۔ اپنا سامنے ملے دونوں جھاگ کھڑے ہوئے۔

اُدھیا ئے (۴۹)

رکم اگر ج اور کرشن چندر سے مقابلہ

جہاں سندھ اور دانت بکر پشیمان غل راہہ سپہاں کے پاس آئے۔ مفصل حال کہہ

ستایا۔ یقین واثق ہو گیا۔ کہ کرشن چندر نارایتن اوتار میں۔ جنہوں نے سترہ بار جرمندھ سے بہادر راجہ کو شکست دی۔ رکنی جی کا بلندا و ثوار امر ہے۔ اس کوڑو۔ گھر چلے۔ سپال رکم اگر ج کے کہنے سے باز آ گیا۔ بھاوج نے پہلے ہی منع کیا تھا۔ خردوار کرشن چندر سے مقابلہ نہ کرنا۔ رکنی کا بیاہ کرشن چندر سے ہو گا۔ کسی میں سامرہ نہ ہیں۔ جو روک سکے

رکم اگر ج کیفیت منکرہ ساکھ کی طرح بلی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک اکشونی فوج کے ساتھ کرشن چندر کے تعاقب میں رواں ہوا۔ اور پاس پہنچ کر بولا۔ ابیر اور گو اسلے بھی اس قابل ہو گئے۔ کہ راجاؤں کی برابری کریں۔ شیر بیروں میں نام لکھائیں۔ تم دو جھ دہی چراتا جانوں۔ ہتھیار لے کر مردوں کا مقابلہ کرنا ابیروں سے ممکن نہیں۔ اگر کچھ چاہتے تو سامنے آ جاؤ۔ یہ ہکیر تیر برسانے لگا۔ کرشن چندر تیر کاٹنے لگے۔ بلدیو جی فوج کے مقابل ہوئے۔ رکم اگر ج تیر برسانا ہوا کہ کرشن چندر کے پاس پہنچا۔ اور میان سے تلوار نکال کر حملہ آور ہوا۔ خود بدولت رتھ سے آتر پڑے۔ ایک ہاتھ سے تلوار پکڑ لی۔ دوسرے چوٹی کے بال مقام لئے۔ چاہتے تھے۔ کہ سدا کرشن چکر سے ہر کاٹ لیں۔ رکنی جی نا مار کے پولیس۔ ایسا نہ کیجئے۔ میرا بھائی ہے۔ آپ کو بلدیو جی پیارے ہیں۔ مجھے رکم اگر ج۔ یہ اگیا بی ہے۔ آپ کی جہاں نہیں جانتا۔ معاف کیجئے۔ کرشن چندر اس کے خون سے باز آئے۔ مگر دار کے تھپان سے اشارہ کیا۔ اس نے آسترے سے ریش و بروت صغیا کر دی۔ سات چوٹیاں سر پر رکھ لیں اور رتھ سے باندھ دیا۔ ادھر بلدیو جی نے تمام فوج کاٹ ڈالی۔ اور کرشن چندر کے پاس سفارش کی۔ رکم اگر ج سالانہ۔ اسکی بیوی آپ کی سبج ہوئی۔ کرپا کیجئے۔ اسے چھوڑ دیجئے۔ وہ بچاری کیا کہے گی۔ رکمیا کی صورت سے شرمادے گی۔ بلدیو جی کی سفارش قبول ہوئی۔ اور رکم اگر ج کو چھوڑ دیا۔ رکم اگر ج مذامت اور خجالت سے کندن پور تو گیا نہیں۔ بھوج کٹ ٹکڑ کی طرف چلتا ہوا۔ وہیں رہنے پہنے لگا۔ بیوی کو بھی بلالیا۔ کرشن چندر اور بلدیو جی رکنی کو لئے ہوئے دوار کا پیچھے شاد دیا نے بچے لگے۔ رکنی جی کا جلاں جہاں تاب دیکھ کر ہر شخص محفوظ ہوا۔

ادھیائے (۱۵)

کرشن چند اور رکنی کی شادی پر دمن کی ولادت

بعید شرم جی گویا ہیں۔ رکنی جی کا حسن و لادینہ دیکھ کر ہر شخص مترف تھا۔ کرنی الحقیقت
 سری لکشمی جی کا اوتار رکنی جی ہیں۔ اگر سین نے شادی کی تیاریاں کیں۔ حکم ہوتے ہی سب
 سامان لیس ہو گیا۔ ادھر راجہ بھی شکب جی نے رکنی کی شادی کے لئے بہت سامان چہیر
 ہاتھی گھوڑے رکھ پانکی ناکھی سچ سچا کر پروہت کے ساتھ اگر سین کی خدمت میں روانہ
 کیں۔ تمام دوار کا اندر آسن بنائی گئی۔ روشنی کا وہ عالم۔ کہ جس کے نور کے آگے قندیل
 فلک مات ہوتی تھی۔ ایک طلانی رزنگار قصر نہایت تکلیف سے آرامہ کیا گیا۔ جس کی
 سجادے سے دیوتوں کو رشک ہوتا تھا۔ تزک و اختتام سے رات بنگلی۔ اور قصر رزنگار
 پر آ بیٹھی۔ ساعت سجد دیکھ کر رکنی جی کا عقد کرشن چندر سے باندھا گیا۔ بچہ نور ہوئی
 کھانے تقسیم ہوئے۔ خیرات کا دروازہ کھول دیا۔ غربا مساکین کو انگر ہو گئے۔ نذرین گدین
 رعیت نے خوشیاں منائیں۔ مہمان رخصت ہوئے۔ کچھ دن اسی طرح عیش و عشرت کے
 سالانہم رہے۔ سارا پر یار خوش ہوا۔ جو راجہ بدو ہو کر آئے تھے۔ یا پتہ نہ دے جو اہرات
 دے کر رخصت کئے گئے۔ ہفت اقلیم میں اس بیاہ کا شہرہ ہوا۔ دوار کا پوری ہر شخص
 بے غل و غش آند بھوگتا تھا۔ رکنی جی کے لطن سے پر دمن جی تولد ہوئے۔ سمیرا سرامی
 دیت آپ کو ولادت کو تین دن بعد اٹھالے گیا۔ دریائے زخار میں پھینک دیا۔ کوئی مچھلی
 نکل گئی۔ اتفاق سے وہی مچھلی سمیرا سر کے بھنڈار خانے میں پہنچ گئی۔ کوئی ماہی گیر جاں
 لگا کر پھانسل لایا تھا۔ مچھلی کے شکم سے پر دمن برآمد ہوئے۔ سمیرا سر گیا جانتا تھا۔
 کہ پر دمن جی ہیں۔ مایا وئی کے والے کیا۔ وہ سمیرا سر کے بھنڈار خانے کی مالک تھی۔ اس
 کی ننگائی میں پر دخت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ جب سن یتز کو پہنچے۔ ایک روز ہاتھوں
 ہی ہاتھوں میں سمیرا سر سے اُن بن ہو گئی۔ پر دمن جی نے اُٹھا دے مارا۔ اور چھاتی پر
 بیٹھ کر تلوار سے اس ناپاک کاشم چاک کر کے قلعہ پاک کیا۔ لوان میں سوار سپہر مایا

وٹی کے ساتھ رکنی جی کے مندر میں اڑے۔ رکنی پر دمن کو دیکھتے ہی ڈنگ رہ گئیں۔ جیہاں
ہوا۔ کہ اسی طرح بہار ابالک تھا۔ یہی رنگ یہی روپ تھا۔ اتنے میں کرشن چندر بھی آ
گئے۔ پر دمن جی نے موڈ ب ہو کر پر نام کیا۔ قائم چھوٹے۔ مایا وٹی نے جھلا سرگزشت کہہ
سنائی۔ کرشن چندر خوش رکنی جی مسرور ہوئیں۔ بھگے لگایا۔ پیار کیا۔ اور مایا وٹی سے
پر دمن جی کا عقد کیا۔ پر دمن جی کام دیو کا اوتار ہیں۔ اور اسکی استری بھی مایا وٹی روپ
سے پیدا ہوئی۔

ادھیائے (۵)

علاوہ رکنی کے ست بھماں۔ جاموٹی۔

کالندری بہتر بڑا شیپا۔ بھدر۔ چھمنا۔

آکھڑ پرائیوں سے کرشن چندر کا

عقد

بھیشم جی گویا ہیں۔ کہ بعد شادی رکنی جی کرشن چندر نے اور بھی بیاہ کئے۔ جاموٹی
اور ست بھماں کے بیاہ کی کیفیت موسل پر بسے ظاہر ہو گی۔ کالندھری کی شادی اس
طرح ظاہر ہوئی۔ ایک روز کرشن چندر رجن کے ساتھ صید انگنی کر رہے تھے۔ کرشن چندر
درخت کے نیچے دم لینے بیٹھ گئے۔ ارجن کو پیاس لگی۔ جنبا جی بہ رہی تھی۔ گھاٹ پر پہنچے۔
ایک حسین دوشیزہ لڑکی جھونپڑی میں بیٹھی تھی۔ اور ٹپ کرتی دکھائی دی۔ استفسار
سے معلوم ہوا۔ کہ سورج نارائن کی دختر ہے۔ کالندری اس کا نام ہے جسکو جنبا بھی کہہ میں
تپ کرنے سے مراد یہ تھی۔ کہ کسی طرح کرشن چندر سے عقد ہو جائے۔ وہی شوہر ہوں۔
ادب اٹے پاؤں پھرے۔ اور ہمارا راج سے عرض پیرا ہوئے۔ کالندری جی آپ کے واسطے

تپ کر رہی ہیں۔ کرشن چندر اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھٹاٹ پر پہنچے۔ کالندری ماتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اور پرارتھنا کرنے لگی ہے۔ دین دیال ہے بھگت سیتل میں یہ حال ہوا۔ ہندن سوکھ کر کاٹنا ہو گیا۔ رحم کیجئے۔ اور دوسری کوچروں میں لے لیجئے۔ چٹائی کی آگیا سے تپ کی ہے کہ گوہر معصوم تھا آئے۔ آج مبارک دن ہے۔ کہ جمال جہاں آرا کے دیدار ہو گئے۔ جہاں اور دایاں ہیں۔ میں بھی رہوں گی کرشن چندر نے فرمایا۔ بہت اچھا تھا جلد۔ کالندری بولی۔ جب تک دھرم نیت سے شادی نہ ہو جائے۔ عورت کا غیر مرد کے ساتھ جانا مناسب نہیں۔ آپ کے ساتھ کیونکہ جاسکتی ہوں۔ اتنے میں سورج نارائن دیو روپ سے آمو جو ہوئے۔ کنیا دان کر کے کالندری کو کرشن چندر کے ہمراہ اندر پرست آئیں۔ چار چھینے ویاں رہ کر دودار کا پٹری میں براجمان ہوئیں۔ راجہ اگر سین نے کالندری کی شادی دھوم دھام سے کرشن چندر کے ساتھ کر دی۔ اسی طرح متر برندا تیسری اپٹ رانی ہوئی۔ متر برندا راجہ متر سین کی لڑکی جو ابھو راج دیوی کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ عالم شباب پر پہنچی۔ راجہ متر سین اس کے بھائی تیسرے سو بھرت راجہ۔ ہفت اقلیم کے تاجدار آئے۔ کرشن چندر کی صورت و شوکت کی دھوم تمام دنیا میں مچی ہوئی ہوئی تھی۔ جمال جہاں تاب کا شہر ہر اقلیم میں مپک دکھانا تھا۔ کوئی عورت کوئی مرد ایسا نہ تھا۔ جو مہاراج کے حسن و لاویز کا معتقد نہ ہو ہو۔ متر برندا بھی آپ کی مہوئی صورت اور تانکی اور اپر فریفتہ ہو چکی تھی۔ نام نامی کی مالا جپا کرتی تھی۔ کرشن چندر اس کی بھگتی دیکھ کر متر برندا کے سو بھرت میں تشریف لائے۔ راجہ اپنے مقام پر جلوہ افروز ہیں۔ کرشن چندر بھی کسی گوشے میں بیٹھے ہوئے ہیں متر برندا کی آنکھیں کرشن چندر کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ جہاں ماتھ میں لے کر سب طرف ڈھونڈ کر کرشن چندر کے پاس آئی۔ اور نازک ماتھوں سے مہاراج کے گلے میں جھال ڈال دی۔ دیو دھن یہ حال دیکھ کر جل گیا۔ راجہ متر سین اور بندہ سین سے یو نا۔ زوف ہے۔ مہتا سے ماموں کا بیٹا۔ امیروں کا پالا ہوا۔ مہتاری دختر لے جاسکے۔ اور مطلق پر واہ نہ ہو۔ دنیا کیا کہے گی۔ مہنی ہو گی۔ اور ہر ارجن کے اشارے سے کرشن چندر نے متر برندا کا حنائی ماتھ پکڑ کر رتھ پر بیٹھایا۔ اور سو بھرت سے چلائیے۔ راجوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ہتھیار سنبھال سنبھال کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کرشن چندر سے آمادہ سپیکار ہوئے۔ اور چاروں طرف سے رتھ گھیر لیا۔ اور نیزوں کی بارش سونے لگی۔ کرشن چندر نے دھن سنبھال اور ترکش سے تیرنگال کر ایسے بان مارے۔ کہ راجاؤں کی فوج کے قدم اکھڑ گئے ہزار مادی

مجدوح ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ہزاروں دم دیا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کرشن چندر مظفر و منصور دُور کا آئے۔ سب دلو کی اور راجہ اگر سین نے شاستر کے موافق متر بندا کا: یاہ کرشن چندر سے کر دیا۔

شیا کی شادی کا ذکر عجیب و غریب ہے۔ اچھو دھیا کا راجہ ننگن چیت شیبیا نام ایک دختر رکھتا تھا جب اس کی شادی بد نظر ہوئی۔ اس نے عہد کیا۔ جو شخص یکبارگی سات بیل لے۔ وہ شیبیا سے شادی کا مستحق ہے۔ بیل بھی نہایت قیم و شیم تھے۔ ان کی چیتی اور قداری دیکھ کر حیات نہ ہوتی۔ کہ کوئی مانتہ تو لگا سکے۔ سات بیل مانتہ درکنار ایک بیل بھی کوئی مانتہ نہ سکتا تھا۔ ننگن چیت راجہ نے سو مہر قائم کیا۔ دیش ویش کے راجے مدعو ہو کر آئے۔ کرشن چندر بھی ارجن کے ساتھ فوج لے کر پہنچے۔ ننگن چیت ہمارج کے استقبال کے واسطے خود گیا۔ اور عظمت و شوکت کے ساتھ کرشن چندر اور ان کے ارجن کو راج محل میں اتار ایشیا کرشن چندر کو دیکھتے ہی مفتوں ہو گئی۔ دل میں عہد کر لیا۔ خواہ ساتوں بیل مانتے بھی نہ جائیں مگر سوائے کرشن چندر کبھی ان کے اور کوئی میرا شوہر نہیں ہو سکتا۔ سو مہر میں راجے ہمارے ٹھاٹھاٹ دکھا رہے تھے۔ کوئی بازوؤں پر نگاہ ڈالتا۔ کوئی ٹکٹ سنبھالتا۔ کوئی اپنی صورت پر خود فریفتہ ہوتا۔ کوئی تننا غرض اپنی اپنی دھن میں مست ہو رہے تھے۔ نتیجوں نے راجہ کا پیمان محل میں باواز بلند بیان کیا۔ لوگ آئے اور بیوں کے پاس گئے۔ مانتے لگا ہی کچھ تو گھائل ہو گئے۔ کچھ مہیت سے پاس بھی نہ گئے۔ سبوں کے جی چھوٹ گئے۔ اب کسی میں حیات نہ تھی۔ کہ ایک تو مانتہ لے۔ کرشن چندر سے رمانہ گیا۔ خراں خراں بیوں کے قریب آئے۔ اور سات صورتیں بنا کر ایک دم سے ساتوں بیل مانتہ لئے۔ ننگن چیت نے قول کے مطابق شیبیا کی شادی کرشن چندر سے کر دیا۔ مانتی گھوڑے۔ رکھ پالکی اور بہت سا جہیز دوار کا بھیج دیا۔ راجاؤں کو یہ بات پسند آئی۔ جھگ پر آمادہ ہو گئے۔ کرشن چندر رتھ گھیر لیا۔ ارجن کو اشارہ ہوا۔ کہ وہ ان لوگوں کی خبر لے۔ ارجن نے بان مار کر راجاؤں کو بھگایا۔ اور کرشن چندر شیبیا کو لئے ہوئے دوار کا پہنچے۔

اسی طرح بھدر پشدرانی ہوئی۔ راجہ رست سکریت گو نگر کے راجائے اپنی لڑکی کا سو مہر رچا۔ بہت سے راجاؤں آئے تھے۔ بھدرائے کرشن چندر کے گلے میں جہاں ڈال دی اور اس طرح بھدر سے شادی کر کے دوار کا لے آئے۔

لچھنا بھدرانگر کے راجہ کی لڑکی تھی۔ کرشن چندر لچھنا کو سو بھروسے لے آئے۔ راجاؤں نے گھیرا۔ مگر راجن کے ہاتھوں نے سب کو بھگا دیا۔

ادھیائے (۵۲)

سولہ ہزار ایک سو راج کنیاؤں سے کرشن چندر کا بیاہ

زکا سر جن کا دوسرا نام بھی ماسر ہے۔ پرگ بجوتش میں سکونت کرتا تھا۔ سو ماسر نہایت زبردست اور طاقتور تھا۔ دس ہزار مائتھیوں کا زور رکھتا تھا۔ دیتا بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ بارہا دیتاؤں سے لڑائی ہوئی۔ ہمیشہ نچا دکھایا۔ اوتی ماما کے کندوں کے لئے اور راجاؤں کو جیت کر مریض چتر جو انڈر آسن پر لگا رہتا تھا۔ اپنے قبضے میں لے آیا۔ اس نے سولہ ہزار ایک سو کنیاں جمع کی تھیں۔ جو راجاؤں اور سرداروں سے زبردستی چھین لی تھیں۔ اس کا ارادہ تھا۔ کہ جب ان کی تعداد بیس ہزار ہو جائے گی۔ تب شادی کر کے عیش کروں گا۔ مظلوم لڑکیاں بہت عاجزا اور بے دست و پا تھیں۔ کرشن چندر کی یاد کیا کرتی تھیں۔ دیکھ میں تاراین ہی کام آئے ہیں۔ جب بہت دکھی ہوئیں۔ تہہ دل سے دعا کی۔ اے کرشن چندر ماما ذات پاک کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جو اس ظالم کی قید سے نجات دلائے۔ بھگت و نسل کرشن چندر ان کی آہ بقا سے بیتاب ہو گئے۔ ست بھلاؤں سے بولے۔ ہمارے ساتھ بیکنٹھ چلو۔ کلپ برکش لے آئیں۔ تمہارے استھان میں لگائیں۔ ست بھلاؤں جی ساتھ ہوں۔ آپ اور ست بھلاؤں گرڈ پر سوار ہو کر بھوماسر کے قلعے کی طرف پہنچے۔ بھوماسر اس وقت سو رہا تھا۔ آپ نے جگا دیا اور کہا۔ اٹھ اور ہم سے جنگ آزمائی ہو بھوماسر پہلے تو دن لڑا۔ مرد انومی ایک پہلوان زبردست کو مقابلے کے لئے بھیجا۔ کرشن چندر نے سد رشن سے تمام فوج اسکی کاٹ ڈالی۔ اور مرد انو کو ملک عدم کی طرف راہی کیا مرد انو کے مرنے سے آپ نام مراری ہوا۔ پھر بھوماسر مقابلے پر آیا۔ وہ بھی عدم آباد سدھار آپ سولہ

ہزار ایک سو کتیا کے پاس جو تھلے میں قید تھیں گئے۔ وہ سب ماتھ جوڑ کر بنے کرتے لگے۔ ہمارے دھن بھاگ ہیں۔ آپ کے درشن ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے اپنے پتہ کے یہاں چلی جاؤ۔ میں تمہیں پہنچا دوں گا۔ وہ بولیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا۔ کہ آپ ساکشات نارائن ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ نے ہمارا دکھ دور کیا۔ اب آپ کے سوا اور کوئی ہمارا مالک نہیں ہو سکتا۔ پتہ بھی خبر نہ لی۔ وناں جا کر کیا کریں گی۔ کرشن چندر نے انہیں پانکلیا پر سوار کر کے دوار کا بھیج دیا۔ اور آپ کلپ برکش کی طرف بیکٹھ سیدھارے۔ کلپ برکش نے دوار کا آٹے۔ اور دست بھاماں جی کے محل میں گاڑ دیا۔ اگر سین نے سو کہ ہزار ایک سو کتیاؤں سے آپ کا عقد دھوم سے کر دیا۔

آدھیائے (۵۳)

سولہ ہزار ایک سو آٹھ راتوں کے یہاں
کرشن چندر کے بودوباش
کے طریقے

بھیشم جی۔ ناراجی کو استعجاب ہوا۔ کہ سری کرشن چندر اتنی راتوں کے گھر کیونکر پہنچ سکتے ہوں گے۔ ہر ایک محل میں ناراجی نے کرشن چندر کو موجود پایا۔ کہیں بھوجن کر رہے ہیں۔ کہیں تہا تے ہیں۔ اور کہیں پتہ جا کرتے ہیں کسی سے باتیں ہو رہی ہیں۔ کوئی پاؤں واپ رہی ہے۔ کہیں استراحت فرما رہے ہیں۔ کوئی محل خالی نہیں۔ ناراجی قدموں پر گر پڑے۔ اور بے کی را اس کا حال آگے لکھیں گے) کرشن چندر کے ایک لاکھ اکتھ ہزار اسی لاکھ کے اور سولہ ہزار ایک سو آٹھ لاکھیاں ہوئیں۔ پڑو لڑن کا ذکر نہیں۔ کوئی انسان اس قدر کثیر العیال نہیں ہو سکتا۔ جتنی اولاد کرشن چندر کی تھی۔
را، رکتی جی کی اولاد :-

۱) پر دمن - ۲) بھدر چاہ - ۳) چارو - ۴) چارو چنر - ۵) چارو دوش - ۶) چارو دیہ
 ۷) چارو گیت - ۸) سو چارو - ۹) سو دیش - ۱۰) چارو دشتی نام کنیاں
 ۱۱) کاندیری کی اولاد - ۱۲) سورت - ۱۳) بھدر - ۱۴) درش - ۱۵) سو باہو - ۱۶)
 شانت - ۱۷) پورن ماہین - ۱۸) سوک - ۱۹) میر - ۲۰) کوئی - ۲۱) برکو -
 ۲۲) بھامونی کی اولاد - ۲۳) سامب - ۲۴) بروجت - ۲۵) چتر کیتو - ۲۶) دروڑ -
 ۲۷) سو مٹر - ۲۸) سہسرجت - ۲۹) ست جت - ۳۰) کر تو - ۳۱) وجی - ۳۲) دوسواں
 ۳۳) ست بھماں کی اولاد - ۳۴) بھماں خان - ۳۵) بر بھانو - ۳۶) پرتی بھانو - ۳۷)
 چنر بھانو - ۳۸) سو بھانو - ۳۹) سری بھانو - ۴۰) سور بھانو - ۴۱) رتی بھانو
 ۴۲) برہند بھانو -
 ۴۳) لچھنا کی اولاد - ۴۴) پرو بوک - ۴۵) پل - ۴۶) پل - ۴۷) سنگھ - ۴۸) کھاتہ وان
 ۴۹) ارو دھو گھ - ۵۰) ہاشک - ۵۱) سہا - ۵۲) او جا - ۵۳) اپر اجت -
 ۵۴) شیبیا کی اولاد - ۵۵) بر چن - ۵۶) اشو شین - ۵۷) چیت - ۵۸) بگیوان - ۵۹) برکھ
 ۶۰) آم - ۶۱) شکر - ۶۲) سو - ۶۳) کنٹی - ۶۴) گر -
 ۶۵) بھدر کی اولاد - ۶۶) شکر ام جت - ۶۷) برہسپت مین - ۶۸) سور - ۶۹) پرہرن -
 ۷۰) ارے جت - ۷۱) جے (۷۲) سو بھدر - ۷۳) دام - ۷۴) آلو - ۷۵) سیدنگ -
 ۷۶) مٹر بند کی اولاد - ۷۷) برک - ۷۸) کشدے - ۷۹) گر دھن - ۸۰) ہاشہ - ۸۱)
 درودھن - ۸۲) دینی - ۸۳) ہرنش - ۸۴) پاون - ۸۵) افشاوا - ۸۶) امل -
 پر دمن جی کی اولادیں ان دودھ جی ہوئے جن کے صاحبزادے بھرتا تھے کوراج
 جد ہشتر نے مختار امداندر پرست کی حکومت عطا فرمائی۔

اَدھیاے (۱۸۵۳)

رکمیای کی دختر رکوتی کی شادی پر دمن کے ساتھ

دکم اگر ج نے اپنی بہن کو بھوج گٹ نگر میں بلایا۔ بڑی عزت کی۔ رکوتی کی

شادی کے بارے میں بہن سے صلاح تو بھی۔ اور پردہ من جی کی طرف رجحان ظاہر کیا۔ رکنی
 جی نے بھی منظر رکھا۔ سو میسر چایا گیا۔ دیش دیش کے راجے جمع ہوئے۔ رکوئی نے پردہ من
 جی کے گھر میں جہاں ڈال دی۔ رکنی نے دونوں کا گھٹ بندھن کیا۔ شادی ہو گئی۔ رخصت
 ہو کر چلے آئے۔ راستے میں راجاؤں نے گھیر لیا۔ مگر پردہ من جی کے سامنے کسی کی پیش
 نہ گئی۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوآر کا میں پہنچتے ہی بسا دیو جی نے خوش ہو کر
 دعوت کی۔ رقص و سرود کے جلسے ہوئے۔ عیش و عشرت ہونے لگی۔ کچھ دنوں کے بعد
 رکوئی کے بطن سے انوددھ جی کا ظہور ہوا۔ جو تیشوں نے زانچہ بتایا۔ بچھڑتوں سے
 ظاہر ہوا۔ کہ یہ لڑکا ذی اقبال ہو گا۔ کوئی عورت خواب میں دیکھ کر اس کی دلکش
 صورت پر فریفتہ ہو جائے گی۔ رات ہی کو کیسیج ملائے گی۔ اور انوددھ جی وہیں
 رہتے ہوئے گھر آجائیں گے۔ انوددھ جی جب عالم شباب پہنچے۔ رکم اگر گرج نے
 اپنی پوتی کا بیاہ انوددھ جی سے پھیرایا۔ بسا دیو جی اور اگر سین برات لے کر بھوج
 کٹ نگر پہنچے۔ دونوں کا گرہ بندھن ہوا۔ جہیز اس قدر دیا۔ کہ شمار سے باہر۔ راجا بھیشک
 کرشن چندر سے بولے۔ اب آپ رخصت ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اودھم مچے۔ راجے
 لوگ آپ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ابھی تک امن رہا۔ کرشن چندر نے سارا حال رکنی سے
 ظاہر کیا۔ رکنی جی نے یہی کیفیت رکم اگر گرج سے کہی۔ رکم اگر گرج نے جواب دیا۔ میں جاتا ہوں
 اور سب راجوں کو رخصت رکھنے دیتا ہوں۔ شدنی نلتی نہیں۔ سب راجے رخصت ہو گئے۔
 تب بھی لوگوں نے رکم اگر گرج کو ابھارا پھیلی باتیں یاد لائیں۔ رکم اگر گرج کو بھی جوش آگیا۔ حسد
 کی آگ جو دہی ہوئی تھی۔ سنگ اٹھی۔ اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ بسا دیو جی سے تمام بازی ہونے
 لگی۔ چو سر کھٹی۔ دائوں لگانا شروع ہوئے۔ بہت سارے وہیہ محل کپٹ کر کے بسا دیو جی سے جیت
 لیا۔ کچھ رجب طرفدار ہی تھے۔ ماں میں ماں ملائے لگے۔ طنز یہ فقرے نشتر کا کام کر رہے تھے
 کوئی کہتا تھا۔ ان کے پاس جد نہیں کیا۔ کیلیں گے۔ کوئی بولا۔ یہ بچارے لاویں کہاں سے
 اگر میں کی روٹیوں پر پڑے ہوتے ہیں۔ بلرام جی ابل اٹھے۔ دس کرڈر روپیہ داؤں پر لگایا۔
 اور کہا۔ فریب دے دے کر روپیہ جیت لیا۔ سب حال معلوم ہوئے۔ چو سر ہونے لگی۔ بازی
 بلدیو کے ہاتھ آئی۔ مگر سب پاک زبان ہو کر کہنے لگا۔ واہ تم بازی ہار گئے۔ رکم اگر گرج جیت
 گئے۔ بسا دیو جی بولے۔ غبٹ زبان رٹاتے ہو۔ بازی تو میں ہی جیتا۔ خیر کچھ پرواہ نہیں روپیہ خاطر

ہے۔ بیلو۔ اس کے بعد اور بازی بدی۔ وہ بھی بلدیو جی جیتے۔ مگر سبوں نے بے ایمانی کی بلدیو جی کو طیش آگیا۔ مگر کم اگرچہ ٹالنے کی غرض سے خوشامد امیر باتیں کرنے لگا۔ نہیں مہاراج بازی آپ ہی جیتے۔ وہ یہ حاضر ہے۔ سب جھوٹ بولتے ہیں۔ اور آپ جو سر کھینکا کیا جائیں صحبت نہیں اٹھائی۔ گوال بالوں میں بچن گنوا یا۔ جو اکھینا۔ اور لڑائی کرنا راجوں ہی سے بن پڑتا ہے۔ ان باتوں نے بلدیو جی کے طیش پر پانی ڈال دیا۔ قصہ فرد ہو گیا۔ دوبارہ سات ادب کی بازی لگائی۔ وہ بازی بھی بلدیو جی جیتے۔ مگر ادھر میوں نے کم اگرچہ کی طرف داری کی۔ بلدیو جی کو تاب نہ رہی۔ جھلا کر کہا چاہے بھاون بڑی کیوں نہ مائیں مگر اس ملعون کو ضرور سزا دوں گا۔ یہ کہہ کر اپنا ہل اس زور سے کم اگرچہ کے سر پر مارا۔ کہ بھیجا بھلی پڑا۔ بھڑی دیر میں سیک سیک کر مر گیا۔ کلنک دلش کارا جایہ حال دیکھ کر بھاگنے لگا۔ مگر بلدیو جی لپک کر اسکی چوٹی پکڑ لی اور ایک ٹکٹا ایسا مارا۔ کہ سارے دانت حلق میں اتر گئے۔ غرض اس طرح بہت سے راجے اپنی اپنی سزاؤں پر پہنچے۔ کسی کا منہ ٹوٹا۔ کسی کا ماتھ۔ کوئی جان سے مارا گیا۔ کچھ لوگ بھاگ گئے۔ بلدیو جی غصے میں پھرے ہوئے۔ کہ شن چندر کے پاس آئے۔ ساری سرگزشت سنائی۔ کہ مکنی جی اور کرشن چندر کچھ نہ بولے۔ کم اگرچہ کی باتیں جانتے تھے۔ مہاراجا چلنے کی مٹائی۔ اور مال اسباب لہوا کہ دوبارہ کا جی پہنچ گئے۔

ادھیائے (۵۵)

باناسر کی دختر اوکھا اور انرودھ کا عشق

راجہ جد ہشتر پوچھتے ہیں۔ کہ پتہ مہ جی! اوکھا انرودھ کے عشق کی مفصل کیفیت سنائیے۔

بھیشم جی۔ اوکھا کی داستان عجیب دلچسپ ہے۔ راجہ بل کے بیٹے باناسر نے اپنی طاقت اور دست و ہازو کے زور سے ہفت اقلیم تسخیر کر لیے۔ تسخیر بھی ایسا تھا۔ کہ اپنے زمانہ میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ داود دہش جاری تھا۔ مروت پور میں راجہ تھی۔ یثو جی مہاراج اسکی جو وہ سنا سے بہت خوش تھے۔ اور وہ شیو جی کا بھگت بھی تھا۔ شیو نے

اسے بردان دیا۔ کہ تیری ہزار بھجوا ہو جائیں۔ کوئی دلیوتا اور گنہدھرب تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا
 ہمیشہ فتحیاب ہو گا۔ جب تیرے محل کی دھواؤں خود بخود گر جاوے۔ تو جان لینا۔ کہ دشمن تیرے
 گھر میں موجود ہے۔ کہ شش چندر کے پوتے پر تیری دختر عاشق ہو گئی۔ اس کی طلبی وہ لڑکا
 تیرے یہاں آئے گا۔ مہادیو جی کی کرپاسے بانا سرٹڑا زبردست اور طاقتور ہو گیا۔ ہزار
 بھجائیں اس کی کھجلیا کرتیں۔ کسی انسان اور دیوتے میں قدرت نہ تھی۔ کہ اس کا سامنا
 کر سکے۔ بانا سر لڑائی کی فکر میں گھٹو کرتا۔ معرکہ آرائی نہ ہوتی۔ تو چین نہ پڑتی۔ جب کوئی
 اس کے مقابلے کو نہ بلا۔ تب شیو جی سے جنگ کی ٹھانی۔ اور کیلاش پہنچ کر شیو جی سے
 پیکار چاہی۔ شیو جی نے فرمایا۔ گھبرا نہیں۔ تجھ سے مقابلہ کرنے والا پیدا ہوتا چاہتا ہے
 سارا گھمنڈ بھلا دیگا۔ یہ کہہ کر ایک دھما دی۔ اور کہا جا۔ اسے مکان پر لگا دے۔ اور تو
 اس کا بگڑا رہ۔ جب یہ دھما گئی۔ تیرا دشمن تیرے گھر میں نکلیگا۔ بانا سر چلا آیا۔ اور وقت
 کا منتظر رہا۔ کچھ دن بعد اوکھا پیدا ہوتی۔ بانا سر بہت خوش ہوا۔ اور پرورش کرنے لگا۔
 جب کسی قد۔ بانا سر اوکھا کو لئے ہوئے کیلاش پر پاربتی جی کے پاس تعلیم کے لئے پہنچ کر
 آیا۔ پاربتی اوکھا کو استری دھرم اپدیش کرنے لگیں۔ ایک دن فرمایا۔ کہ خواب میں کوئی
 حسین نظر آئے گا۔ اس پر تو فریفتہ ہو جاوے گی۔ وہی تیرا شوہر ہو گا۔ اوکھا پاربتی جی
 سے استری دھرم سیکھ کر پتا کے گھر آئی۔ سکھی سہیلیوں نے آئند چائے۔ اوکھا جو ان
 ہو چکی ہے۔ اور بھار کا عالم ہے۔ البیلی چھل چھیلی ناک میں جڑاؤ کیل کاٹوں میں ملاتی تھکے
 ماتحتوں میں سونے کے کڑے۔ اور چوڑیاں پاؤں میں چاندی کے کڑے۔ چھڑے پلو چھلے
 ماتحتہ پاؤں میں مہندی کے شوخ رنگت۔ چھریا بدن سنگ بہت ہی نازک۔ حسین مہ
 جبین۔ حوران ہشتی کو لے جایو الی۔ پرستان پری کو شمرانے والی۔ سنہری بارہوری
 میں رنا کرتی۔ جا بجا فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ شام کا وقت ہے۔ دونوں وقت رہل
 رہے ہیں۔ سہیلیاں بنی بٹنی۔ گوری چٹی ناز و انداز سے اس پری پیکر کا دل بہلا رہی ہیں
 خوش فعلیاں ہو رہی ہیں۔ ناز ہو رہا ہے۔ نے غم دوز نے غم کالا۔ کسی بات کا پر وہ
 نہیں۔ دلکش انداز جو اہر نگار مسہری پر بیٹھی ہوئی رنگ رلیاں بچا رہی ہیں۔ انہیں
 چہل پہل میں آدمی رات گزر گئی۔ کھانا تناول فرمایا۔ ماتحتہ منہ دھو کر استراحت فرمائی
 آنکھ لگتے ہی عجب دلکش خواب نظر آیا۔ دیکھتی ہے۔ کہ ایک فرحت ناک یانغ میں

مہر پرست موعظہ رفی

قصر بنا ہے۔ ماہتابی پر ایک جوان رعنا عجب ان سے مہر پرست سوسا ہے۔ سن شریف ان کا سال کا ہو گا۔ بائیں صورت مہر پرست دیکھ کر اوکھا کو دل بات سے ہوا۔ بیتاب ہو گئی۔ چاہتی تھی کہ گلے لگائے۔ آنکھ کھل گئی۔ دل پر غمگسا پہلو میں لٹر نہ آیا۔ اور اس بدولت عزیز اٹھ بیٹھی۔ پتھر رکھا۔ مہلی پاس لیٹی ہوئی تھی۔ چٹکا دے دے کر چڑیا۔ اور تمام کیفیت خوب کی مفصل سنائی۔ عشق کا جن سر سوار ہو چکا تھا۔ وہ رات جیوں جیوں گزار دی۔ پتھر رکھ اس کی فکر میں تھی۔ کہ کون تدبیر کروں۔ جو اس مرض لا دواسے اوکھا کو نجات دے۔ اوکھا کو نجات دے۔ اوکھا رات دن کڑھا کرتی۔ خواب و خوریک قلم موقوف ہو گیا۔ نہ بولتی نہ چالتی۔ بت بنی خاموش رہا کرتی۔ پتھر دیکھا۔ مصوری جانتی تھی۔ تصویر کھینچ کھینچ کر پیش کرنے لگی۔ کہ شاید ان تصویروں سے اس کی دلچسپی ہو۔ جو راجہ اس زمرہ میں شہرہ آفاق تھے۔ ان کی شبیہیں کھینچ کر دکھلائیں۔ ایک بھی آنکھ کے نیچے نہ آتی۔ آخر میں کرشن چندر کی تصویر کھینچ کر اوکھا کو دکھلائی۔ تصویر دیکھتے ہی چہرے پر شگفتگی پیدا ہوتی۔ فرست سے بول اٹھی۔ اے بہن کچھ صورت اس سے ملتی ہے۔ مگر یہ اصلی نہیں ہیں اس کے بعد پردہ کی تصویر کھینچی۔ جواب ملا۔ اس میں بھی کسی قدر باتیں ملتی ہیں۔ مگر میرا پیارا یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ چت چور کوئی اور ہی ہے۔ ان کی صورت قریب قریب ملتی ہے۔ پردہ کی کے رٹ کے اندر وہ کی تصویر دکھائی۔ تصویر دیکھتے ہی بے اختیار مہر پرست کہنے لگی۔ بہن چہرہ دیکھا۔ یہی تو میرا چہرہ ہے۔ اسی کے پاس میرا دل ہے۔ سچ بتا۔ یہ کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔ چشم نشان اسی کی تلاش میں ہے۔ پتھر دیکھا نے ساری کیفیت کرشن چندر اور ان کے پہلے اندر وہ کی سنائی۔

اوکھا۔ پیاری بہن۔ کسی طرح اس کو ہم سے ملا۔

پتھر دیکھا۔ دوار کا پوری پہنچا دشا ہے۔ مہاراج کا سردارشن چکر دوار کا کے گرد دھیرا کرتا ہے۔ کسی دیوتا دیت کی مجال نہیں۔ کہ دوار کا میں رات کو پرولیش کر سکے۔ لیکن تیری حالت دیکھی نہیں جاتی۔ جان پر کھیل کر جاتی ہوں۔ اگر تجھی تو تیرے معشوق کو تجھ سے ملاقات کراتی ہوں۔

یہ کہہ کر اڑتی ہوئی دوار کا پہنچی۔ رات کا وقت تھا۔ سدا رشن چکر کے پہرے کاؤف مہیا نار دجی یاد کی۔ وہ آئے۔ ان سے صلاح پوچھی۔ کیا کروں۔ کیونکہ دوار کا کے اندر جاؤں

نادیجی۔ کوئی شکل نہیں۔ سادھو ویشنو کا روپ بھرا۔ اور اس ہیئت سے دوار کا
کے آندہ چلی جا۔

چتر دیکھا سادھو روپ سے دوار کا پوری کے اندر داخل ہو گئی۔ اور ازودھ جی کے
محل میں ہوا کی طرح اڑتی ہوئی سن سے داخل ہوئی۔ ازودھ جی سو رہے تھے۔ اتفاق سے اوکھا
کی طرح خواب دیکھ رہے تھے۔ یعنی ایک پر نفا باغ میں ایک مہری پر چودہ پندرہ برس
کی ماسوش چھو کر سولہ سنگار پور اٹکھا رکھے ہوئے بیٹھی ہے۔ عطر میں ڈوبی ہوئی سارے
سر سے کھسکی ہوئی زلف چلیا کالی بھورا۔ پٹیاں جمیاں ہوئیں۔ بیچ کی مانگ نکلی ہوئی۔ اس
رشتک حور کے زانو پر ازودھ جی کا سر ہے۔ دونوں میں راز نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں۔

چتر دیکھا نے ازودھ کا پانگ اٹھایا۔ اور اوکھا کے محل میں داخل کر دیا۔ اوکھا اٹھا
ہی کر رہی تھی۔ چتر دیکھا پر نظر پڑتی ہی فرط مسرت سے اٹھی۔ اور گلے لگا لیا۔ بہن تیرا احسان
جسم بھرنے بعد لوں گی۔ یہ کہہ کر چھپ کھٹ کے پاس گئی۔ چادر اٹھاتی حیا رکھتی تھی۔ کہ ٹیڑھا
دولہ گدگداتا تھا۔ کہ جگاتی کیوں نہیں۔ مہم و غمگسار سے ادا مان نکلتی۔ کیوں نہیں۔ چتر دیکھا
سامنے کھڑی تھی۔ جواب آیا چھپ کھٹ کے پاس سے بٹ آئی۔ چتر دیکھا سے مخاطب ہوئی
بہن اس معاملے میں تجھے کیا دے۔ دنیا کی نعمتیں اس آپکار کے آگے بیچ ہیں۔ جان بھی مانگو
تو دینے نہیں۔

چتر دیکھا۔ راج کنیاں جی! آپکار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اب جاتی ہوں۔ پھر
دلوں گی۔ چتر دیکھا چل گئی۔ اوکھا پانگ کے پاس آئی چاہتی تھی۔ کہ گلے لگائیے۔ حیا نے روک
دیا۔ بہن رکھی ہوئی تھی۔ بجانے لگی۔ بہن کی آواز سے ازودھ جی جاگ اٹھے۔ حیرت سے
چاروں طرف دیکھنے لگے۔ جی میں کہتے تھے۔ یہ خواب ہے۔ یا آپکش دیکھ رہا ہوں۔ یہ تو وہی
محبوب ہے۔ ابھی جس سے خواب میں باتیں ہو رہی تھیں۔ اوکھا سے مسکرا کر کہا۔ پران پیاری
تم کون ہو۔ اور مجھے کیوں لاتی ہو۔ اوکھا نے زیر لب مسکرا کر جواب دیا۔

ازودھ جی نے اوکھا کا ہاتھ پکڑ کر پانگ پر بٹھا لیا۔ عشق و محبت کی باتیں کر کے گندھ
لو اوکھا۔ ازودھ جی نے اپنے خواب اور اوکھا نے اپنے بہن کی باتیں ایک دوسرے سے
سنائیں۔ رات زیادہ آگئی۔ دونوں سو رہے۔

آدھی رات

آنسو دھجی اور آنسو دھجی کی لڑائی

باناسر کے محل کی دھجی خود بخود گر گئی۔ اندھا دکھا آنسو دھجی کے عشق میں ایسی متوالی ہوئی کہ باناسر کے پاس جانا چھوٹ گیا۔ دن رات عیش بہنے لگی۔ کیسل تماخیوں سے جی بہلائے۔ پوسر کھلتے اور دکھا دروازے سے مطلق برآمد نہ ہوتی۔ مخالفوں نے سبب دیتے کیا۔ کچھ طبیعت تو ناساز نہیں ہے۔ سہیلیوں نے اسے پالے تباہے۔ رفتہ رفتہ سادہ راز افشا ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ کسی نوجوان پر مٹی ہوئی ہے۔ دن رات اسی کے ساتھ جشن کرتی ہے۔ باہر نہیں نکلتی۔ باغ کی سیر بھی چھوڑ دی۔ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کسی نے باناسر کے کان تک تمام ماجرا پہنچایا۔ باناسر کی نگاہ محل تک پہنچی۔ تو دھجی گری ہوئی دکھائی پڑی۔ باناسر بل کساتا اور کھانے محل میں گیا۔ دیکھا کہ فی الحقیقت ایک نوجو بہت جوان اور کھانے کے پہلو میں بیٹھا ہوا پوسر کھیل رہا ہے۔ باناسر کو تاب نہ رہی جی سواروں اور بہادر سپاہیوں کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے محل گھیر لو۔ خود ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آنسو دھجی کے پاس پہنچا۔ اور کھا اپنے باپ باناسر کو دیکھتے ہی کانپ گئی۔ آنسو دھجی شیر خراں کی طرح پھیر گئی۔ اور کھا سمجھایا۔ گھر اور موت اس ملوں کو مع فوج قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر ایک دستر چڑھا جس کے اثر سے ایک لمبا چوڑا پتھر کا گڑ زجراں کے ماتھے میں آگیا۔ آنسو دھجی گڑ لے کر باناسر سے لڑنے لگی۔ باناسر حریف پر قابو نہ پاسکا۔ باسر بھل آیا۔ آنسو دھجی اس کے پیچھے پیچھے باہر آئے۔ اسی گڑ سے تمام فوج کاٹ ڈالی۔ باناسر سے زور آزمائی ہونے لگی۔ باناسر نے دیکھا کہ نوجوان کسی طرح قابو میں نہیں آئے گا۔ شیو جی کے عطیہ ناگ پھانسی سے گرفتار کر لیا۔ آنسو دھجی باناسر کے لفٹے میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ اور کھا زار زار رو رہی ہے۔ باناسر کو مطلق رحم نہیں آتا۔ اور کھا لاکھ لاکھ کہتی ہے۔ خطاہ ارتو میں ہوں۔ یہ بالکل بے خطا ہیں۔ پاربتی جی نے مجھے بردان تھا۔ شاید آپ بھول گئے۔ باناسر کچھ نہیں سنتا۔ اپنے لڑکے اسکندھ سے اشارہ کیا۔ اسے ہٹالے جاؤ۔ اور سمجھاؤ۔ تو لے بڑا غضب کیا۔ اس کی محبت چھوڑ دے۔ اسکندھ اور کھا کا ماتھے پر ڈکڑ

محل میں لے گیا۔ بانا سر نے ازودھ کو قید خانے بھیج دیا۔ اتنے میں ناروجی آگئے۔ بانا سر کو بھلایا
 اس لڑکے کی دلیری دیکھی۔ تم جانتے نہیں کرشن چندر کا پوتا یہی ہے۔ بانا سر نے جو اسے دیا۔ کیا
 ہیں کرشن چندر سے ڈرتا ہوں۔ ناروجی وہاں سے آئے۔ اور سیدھے وودار کا پہنچے۔ اگر سین
 اور کرشن چندر سے ساری داستان سنائی۔ وودار کا کہیں ہر ایک شخص تشویش میں تھا۔ رکنی
 جی اور پردمن وغیرہ ازودھ کے غائب ہونے نہایت درمند تھے۔ اگر سین نے بلرام جی کو
 ہدایت فرمائی۔ کہ آپ کچھ فوج لے کر جائیں۔ اور بانا سر کو سزا دے کہ ازودھ جی کو قید
 سے چھڑا لائیں۔ بانا سر شیوجی کا بھگت بنے۔ کرشن چندر گرڈ پر سوار ہو کر پہلے سے ہی چلے
 ہیں۔ اور آپ فوج لے کر پہنچے۔ کرشن چندر پردمن کو ساغند لے ہوئے بانا سر کے مقابلے
 کو پہنچ گئے ہیں۔ اور بلرام جی ۱۲۔ اکٹونی فوج ہمراہ لے کر ازودھ جی کے رہائی کے لئے
 چلے جا رہے ہیں۔ راستے میں بچو گاؤں یا قلعہ بانا سر کا بلا۔ لوٹ لیا گیا۔ جب یہ فوج ترو
 پور کے قریب پہنچی۔ بانا سر نے غنیم کی آمدنکر فوج کی تیاری کا حکم دیا۔ کرشن چندر اور
 پردمن سروسٹ پہنچ چکے ہیں۔ جاسوسوں نے بانا سر کو کرشن چندر کے آنے کی اطلاع
 دہدی۔ بانا سر شیوجی کا بھگت ہے۔ کرشن چندر کی ترفیل اکثر ناروجی کی زبانی سن
 چکا ہے۔ شیوجی کا دھیان کیا بھگت و تسلی شیوجی ہمارا ج بھوت پریتوں کو فوج آراستہ
 کر کے بانا سر کی مدد کو آگئے۔ بانا سر نے بلرام جی سے کہا بھیجا کہ جنگ کا مزہ دھرم دیکھیں
 ہے۔ ایک ایک سے زوراً زما ہو۔ اپنے اپنے کرتب دکھائیے۔ تب جنگ کے جوہر کھلتے
 ہیں۔ شیوجی کا مقابل کرشن چندر ہوں۔ سانبکی جی باسر سے جنگ آزمائی کریں۔ اور بلرام
 جی اور کو بھاند منتری ہم نبرد ہوں۔ سانب اور چاند بھین کا مقابلہ ہو۔ یہ صلاح بلرام
 جی کے بھی لپٹ آئی۔ اور جوڑی جوڑی بدھ ہونے لگا۔ شیوجی نے ہناک و حش پر برہم
 بان مارا۔ کرشن چندر نے اپنے تیروں سے برہم بان کاٹ ڈالا۔ شیوجی نے آندھی کا بان چھڑا
 کرشن چندر نے اسے بھی روکا۔ شیوجی نے اگن بان مارا۔ کرشن چندر نے پانی بان مار کر ٹھنڈا
 کر دیا۔ اور ایک آتش فشاں بان الیا مارا۔ کہ تمام فوج ہمارو جی کی جلنے لگی۔ شیوجی بان
 مار کر اپنی فوج بچا لے گئے۔ اسی طرح سوام کار تک اور پردمن جی سے جنگ ہوئی۔ کرشن
 چندر کے لڑکوں اور بانا سر کے لڑکوں سے بھی زوراً زما ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بانا سر
 مغلوب ہوا۔ اور میدان پر ہم سے بھاگ کھڑا ہوا۔ کرشن اس کے تعاقب میں دوواں ہیں

باناسر کی ماں جنگ منلو بہ دیکھ کر برمنہ ہو کر کرشن کے سامنے آئی۔ کہ کرشن چندر اس کے
 تعاقب سے باز آئیں۔ آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ زندگی عورت دیکھنا شاستر آئندہ
 ہے۔ اتنے میں موقعہ پا کر باناسر قلعے میں داخل ہو گیا۔ اور باناسر کی ماں کو آدمیوں لے کر
 چندر کے سامنے سے ہٹا دیا۔

ادھیائے (۱۵)

باناسر کی شکست اور کرشن چندر سے خواہاں معافی انرودھ و اوکھا کا سپاہ

باناسر ایک اکتوئی فوج ساتھ لے کر قلعے سے باہر نکلا۔ اور کرشن چندر سے کہنے لگا
 آپ جانتے ہوں گے۔ کہ باناسر وہ گیا۔ رزم سے منہ موڑ گیا۔ گو فوج کٹ گئی ہے۔ مگر طبیعت
 کو مصافحے سے سیری نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر ہتھیار چلانے لگا۔ کرشن چندر نے سندرشن چکر
 سے ہزار بھیگاٹ ڈالیں۔ جس طرح تیر سے درخت کی شاخیں چھانٹ جاتی ہے۔ اور
 فوج بھی کھیت ہو چکی تھی۔ باناسر روتا ہوا شیوجی کا قدموں ہوا۔ مناجات کی
 شیوجی باناسر کی غیبت دیکھ کر ساتھ چلے گئے۔ کرشن چندر کی فوج پر بھم جہاں چھوڑا
 بان کی صورت عجیب عجیب تھی۔ تین سر جس میں تین تین لال رنگ کی خونخوار آنکھیں
 تھیں۔ چھ ہاتھ تھے۔ بان کے اڑے تمام فوج کرشن چندر کی تھکر تھکر کاٹنے لگی
 پر دمن اور ساتھی سپہ سالار فوج پر بھی لرزہ چڑھ آیا۔ بدن مثل آگ کے جلنے
 لگا۔ کرشن چندر نے فوج کی مذموم حالت دیکھ کر سیٹل جڑیاں مارا۔ بھم جو کو
 جان بچانا مشکل ہو گیا۔ کرشن چندر کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عاجزی سے جان کی
 امان چاہی۔ کرشن چندر نے فرمایا۔ جا چھوڑ دیا۔ مگر میرے بھگتوں کو کبھی نہ ستانا۔ بھم
 جرتے گیا۔ کرشن چندر نے ہیل جڑ بھی کھینچ لیا۔ دونوں شام سندر کی استغی کرتے
 ہوئے بہاراج سے وداع ہوئے۔ شیوجی اپنا بان نسیل دیکھ کر باناسر کو بلے ہوئے

کرشن چندر کے پاس آئے۔ اور وید اُستھی کر کے دعائی کے خواستگار ہوئے۔ سہری
 کرشن چندر نے فرمایا۔ ہے سچہ اندسروپ شیوجی۔ آپ ہیں اور مجھ میں کچھ بھید
 نہیں۔ آپ کے جو بھگت ہیں۔ آپ کے جو بھگت ہیں۔ میرے بھی بھگت ہیں
 باناسر کو معاف کیا۔ پر ہلا د بھگت کو بردان دے چکا ہوں۔ کہ پتر سے خاندانی ہمیشہ
 میرے پیارے رہیں گے۔ اگر آپ باناسر کی سفارش بھی کرتے۔ تو بھی اس کی خطاؤں
 سے وہ گور کرنا۔ جان سے نہارتا۔ اسے زور بانو چننا تھا۔ اسی لئے اس کے تمام ہاتھ کاٹ ڈالے
 صرف چار ہاتھ باقی رہے۔ پتر بھی روپ سے آپ کی سیدہ اکیلا شیوجی کرشن چندر کی باتوں
 سے مسرور ہو کر فوج کے ساتھ کیلاش سدھار سے باناسر کرشن چندر سے ملے۔ کہ اسے نارائن
 قدیم رنجہ فرمائیے۔ گھر کو پوتر کیجئے۔ پاربتی جی کے بردان سے یہ بات نصیب ہوئی۔ کہ ترلوکی ناتھ
 کے ورشن ہوئے۔ ازودھ جی گھر میں موجود ہی نہیں۔ ادکھا سے ازودھ جی کی شادی ہو جانا
 ضروری امر سمجھتا ہوں۔ باناسر کی اتھاس کرشن چندر جی جہد بنیوں کے ساتھ باناسر کے مکان
 میں گئے۔ باناسر نے جو اہرنکار تخت پر کرشن چندر اور بلدیو جی کو بٹھالا۔ اور طلائی کرسیوں پر
 پر دمن ساکھی وغیرہ جہد و بنی براجمان ہوئے۔ باناسر نے سہری کرشن چندر کے قدم دھوئے
 چرتا مہر لیا۔ اُستھی کی۔ ہے بھگت۔ راہنی چوٹوں کی دھوون کر گڑ گا جی ترلوک کے تارنے
 والی ہے۔ میرے برابر کون خوش نصیب ہو گا۔ ہری نارائن جی۔ میرے گھر کو پوتر کر رہے ہیں
 اور ورشنوں سے جنم سچیل کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ادکھا اور ازودھ کو ارشان کر کے شاناز
 لباس پہنا کر زیوروں سے آرائش کیا۔ اور کرشن چندر کے پاس لایا۔ ازودھ اور ادکھا کرشن
 چندر بلرام اور پر دمن جی کی پابوسی کر کے طلائی سہری پر بیٹھ گئے۔ جہد بنیوں نے اشیر باد
 دیا۔ سہیلیاں ادکھا کو محل کے اندر لے گئیں جو تیشیوں نے لگن دیکھ کر ازودھ اور ادکھا کا بیاہ کر
 دیا۔ باناسر اس شادی سے ایسا خوش ہوا۔ کہ گویا کوئین کی دولت مانگ آئی۔ ریشی اوننی بیاہ
 کپڑے۔ سونے چاندی کے ظروف طرح طرح کے زیور۔ ماتھی گھوڑے پالکی مالکی جہیز میں
 دے کر ادکھا رخصت کی گئیں۔ داس داسیاں خدمت کے لئے باناسر نے مقرر کر دیں۔ کرشن
 چندر نے باناسر کو تخت پر بٹھا کر اپنے ہاتھ سے ملک کیا۔ اور سب کو ساتھ لے کر شادی کے
 دوار کا چلے آئے۔ ازودھ جی کو دیکھ کر آنکھوں پر پٹ رانیاں اس قدر خوش ہوئیں۔ کہ گویا کھویا
 ہوا من مانگ آ گیا۔ ادکھا کی خوبصورتی سے سارا رنواس بہت ہی خوش ہوا۔ عورتوں نے

بچھاویں کہیں۔ پسید دیو کی نے اس قدر خیرات کی۔ کہ دوار کا پوری میں کوئی غریب نام کو دھڑ نہ دیتا تھا۔ جس پر ان کی جو دوست کا اثر نہ ہوا۔

اوصیائے

برندابن میں پید پوجی کی روانگی

ایک دن راجہ پرسبیل نذر گہ سری بلرام جی کرشن چندر سے مخاطب ہوئے۔ برندابن سے آئے ہوئے عرصہ گزر گیا۔ برجبا سیوں کی خبر معلوم نہیں کیا جانے کیا حال ہوا۔ اگر مرضی ہو۔ تو دیکھ آؤ۔ دو ماہ رہ کر سب کو تقویت دے آؤں گا۔ کرشن چندر بلرام جی کی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ برندابن جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ رتھ تیار ہوا۔ اور بلرام جی سوار ہو کر لحاظ مراعل و قطع منازل برندابن پہنچ گئے۔ نند بابا سے ملاقات ہوئی۔ وہ مبوس ہوئے۔ جو دھال جی دوڑیں۔ چھاتی سے لگایا۔ شکوہ شکایت کے پل بندھ گئے۔ محبت کے جوش میں جو دھال جی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ لب پر آہ ہے۔ بدن سوکھ کر کمانا ہو گیا ہے۔ پوچھتی ہیں۔ بیٹا ہمارے گھنیا کا کیا حال ہے۔ کبھی ہماری یاد کرتے ہیں۔ ہاتھ جب سے گئے سنہ نہ دکھایا۔ کہ وٹ نہ بدلی۔ یہاں ویرات راہیں کا ذکر رما کرتا ہے۔ وہ موہنی صورت مدھر مدھر باہیں جب یاد کرتی ہوں۔ کچھ تڑپ جاتا ہے۔ مگر ان جیسا کوئی سخت دل نہ ہوگا۔ کچھ پر پتھر رکھ لیا۔ ہماری محبت دل سے محو کر دی۔ جو دھال جی یہ باتیں کر رہی تھیں۔ اتنے میں برج کو پیاں بلرام جی کے آنے کی خبر سنکر نہ مہر کے گھر آئیں۔ گوپیوں نے بلرام جی کو گھیر لیا۔ گلوں اور شکووں کے دفتر کھول دیئے۔ کوئی کہتی ہیں۔ ارے وہ بڑے زخمی ہیں۔ مروت چھو نہیں گئی۔ یہاں تو کہا کرتے تھے کہ تمہاری یاد کسی دم دل سے نہیں جاتی۔ متھرا پہنچے ہی آنکھیں پھیر لیں۔ گویا کچھ واسطہ ہی تھا۔ صورت آشنا نہ تھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ اودھو جی ہیں گیان سیکھ لئے آئے۔ آپ تو بھوگ کریں۔ ہمیں جوگ دیا۔ سننا ہے۔ کہ سولہ ہزار ایک سو آٹھ راہیناں نندن کی ہیں۔ اب ان کی یاد کریں یا ہماری۔ دل تو ایک ہی ہے۔ جس سے اٹکا اٹکا۔ ہماری یاد کیوں ہونے لگی۔ ہم ان کی کون۔ ہم سے کہا

واسطہ کہ نیم سہل تڑپ رہی ہیں۔ اور ان کا نام رٹا کرتی ہیں۔ بلدیو جی گوپیوں کی باتوں سے
 بچلچہ تمام کر رہ گئے۔ دل آٹنا آیا خود روئے جلتے ہیں۔ اور تشفی دلاسا دیتے جاتے ہیں۔
 چندے یہی کیفیت رہی۔ صبح وشام ہر جلالا میں بلدیو جی کو گھیرے رہتیں۔ اور یہ سمجھاتے رہتے۔
 بلدیو جی نے گوپیوں کا پریم دیکھ کر فرمایا۔ کہ کل کل شن چندر کی طرح ہم بھی راس لیلیا کریں گے۔
 یہ بات گوپیوں کو پسند خاطر ہوئی۔ دوسرے روز زوریوں سے راستہ اور نعنیں پوشا کوں
 سے پیراستہ ہو کر جننا کے کنارے برج کی گوبیاں جمع ہو گئیں۔ بلام جی پر بھی نور برس رہا تھا
 ایک تو آپ کا یونہی گورارنگ تھا۔ اس پر آپ کی بانکی ادا سونے پر سہاگہ ہو گئی۔ خوشبودار
 پھولوں کے زبور جواہرات کے مرقع مار۔ ماتھوں میں گجرے۔ کانوں میں مکر اکر ت کٹھن۔
 سر پر زرد کارہو بی سنہری ٹوپی عجب بانگین دکھاتی تھی۔ نگے میں بنارس کی گنار دوپٹہ زیب دے
 رہا ہے۔ ریشمی کرتہ جس پر زرد اور موتیوں کی کناری لگی ہوئی تھی۔ آپ کے جسم مبارک پر
 شان درباری دکھانا تھا۔ کبک کی طرح خزاں خزاں متوالی چال سے جتنا کنارے پہنچے۔ گوپیوں
 چاروں طرف گھیرے ہوئے ہیں۔ اور استاد عاکر رہی ہیں۔ کہ یہیں ہر مہارے چیت چور کنور گنیا
 نے راس کر کے ہمیں آئندہ دیا تھا۔ ریتی من جی آپ بھی راس بلاس کیجئے۔ بسو کرماں نے ویسا ہی
 گول چوڑہ بلدیو جی کا اشارہ پاتے ہی تیار کر دیا۔ سفید چاندی کا فرش اور اس پر زریں
 کا بیجے قرینے سے لگے ہوئے۔ وسط میں ہوا ہر نگار تخت بچھا ہوا۔ جا بجا پھولوں کا ڈھیر۔ اور
 ساز و سامان کی دستہ دیکھ کر ہر جلالا ریتی من کے جمال پر محو ہو گئیں۔ مردنگ۔ جھانچہ ستا
 دین۔ رباب طرح طرح کے ٹربلے باجوں سے دل پر چوٹ ہوتی تھی۔ اکاش سے اہلریش
 آکر ناچنے لگیں۔ دیوتاؤں نے گلابا نیاں اور غوانی سے بھر کر رکھ دیں۔ اور جوش ولولہ سے
 آسمان پر گلفشانی کرنے لگے۔ گوپیوں کی پاک حجت میں بلام جی ایسے بہوت میں۔ کہ خود
 بخود گانے اور بجانے ناچنے لگے۔ جس طرح کرشن چندر نے گوپیوں سے مدہس کیا تھا۔ اسی
 طرح آج بھی ستانہ دار نعنوں سے دل کھینچے جاتے تھے۔ آسمان پر دیوتا ایسے محو ہوئے۔
 ہیں۔ کہ دم نہیں مارتے۔ ہلک سے ہلک نہیں لگتی۔ جناب جی ساکت ہیں۔ ہلرں بالکل بند
 سکوت کا عالم طاری تھا۔ درخت چٹ ساوھے کھڑے ہوئے۔ جھوا چلنے سے رک گئی۔
 عرضیکہ عجب دلکش سماں تھا۔ گوبیاں بلام جی کے جمال جہاں تاب پر ایسی محو نظارہ تھیں
 کہ ایک گھڑی بھی نگاہ ان کی طرف سے نہیں پھیرتیں خود گائیں اور بلام جی کو رہباتی تھیں

یہ آنند ایسا تھا۔ کہ گویاں کرشن چندر جی کا رہن آنند بھول گئیں۔ دو گھنٹہ کی رات باقی رہے۔ سبوں نے اشنان کا ارادہ کیا۔ جنبا جی کی یاد ہوئی۔ جنبا جی آئیں۔ تب بلرام جی نے اپنے ہل سے ہی کہنیا اور جنبا جی خوبصورت عورت کی صورت بلرام جی کے پاس آئیں۔ اور پرارتھنا کی ہے۔ پر بھو میں نے آپ کی جہاں نہ جانکر آپ کے حکم سے منہ موڑا۔ معاف کیجئے۔ جنبا جی کی باتوں بلدیو جی مسرور ہوئے۔ اور برجبالاؤں کے ساتھ۔ جل بہار کیا اس روز سے آج تک اس مقام پر جنبا جی کا جل ٹیڑھا رہ رہا ہے۔ اشنان سے رات کا اس جاتا رہا۔ چیت بساکھ دوہینے۔ تاک بلدیو جی برندا بن میں رہے۔ برجباسیوں اور نند اور جو دھاجی کو آنند دیا۔ آپ نے بہت سے اس لئے۔ گویوں کا پریم بڑھتا گیا۔ بلرام جی نے دوار کا جانے کا قصد کیا۔ تمام برجبالاؤں رگہ دوہ گئیں۔ اور مستدعی ہوئیں۔ کہ ہمیں دوار کا ساتھ لے چلو۔ بلرام انہیں دلاسا اور ڈھارس دے رہے تھے۔ گھبراؤ نہیں کرشن چندر خود آئیں گے۔ اور تمہیں درشن دیں گے یہ کہہ کر نند جو دھا۔ اور گویوں کی سوغات لیکر دوار کا کی طرف کوچ کیا اور کچھ دن بعد دوار کا پہنچے۔ گویوں کا پیام اور نند جو دھاں کی محبت بھری باتیں بلرام جی نے سنا ہیں۔

ادھیائے (۵۹)

بلرام جی کے ہاتھ سے دوید بندر کی موت

بہیشتم جی نکتہ سرا ہیں۔ کسکندھا پور کا راجہ ملگ یو کا دوست دوید بندر تھا۔ راجہ سگریو تو وہی ہیں۔ جنہوں نے سری رام چندر کی حمایت کی تھی۔ اور جن کی مدد سے انکا فتح ہوئی تھی۔ اور دوید بندر بڑا جڑی اور توڑا تھا۔ دس ہزار ٹاکھی کی اس میں طاقت تھی بھو یا سر دیت سے اس کو محبت تھی۔ اس کے قتل کی خبر سنکر دوید بندر نہایت محزون ہوا۔ اور طیش میں آکر سخت کرنے کی خاطر دوار کا آیا۔ جو شہر اور قبضے راستے میں رطلے۔ پانمال کرتا ہوا اس ہیئت کذائی سے دوار کا پہنچا۔ درخت اور بارغ جو دوار کا پوری کے باہر تھے۔ بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالے۔ ہری جھگت اور سا دھوؤں کو آزار پہنچانے لگا۔ ایک دن چھوٹا سا روپ دھر کر کرشن چندر نے محل میں گھومنے لگا۔ رنہ اس کی رانیاں دیکھ کر ڈبیر

غل و شور ہوا۔ ڈوبھاگ گیا۔ دودھ بندر بلام جی کی تاک میں آیا تھا۔ جب سنا کہ بلام جی یہاں نہیں ہیں۔ ریوٹ پہاڑ پر گزھریوں کا ناچ دیکھ رہے ہیں۔ تو دودھ بندر بلام جی کی جستجو میں ریوٹ پہاڑ پر پہنچا۔ بلدیو جی سکھاؤں کے ساتھ دریا پر اٹھان کر رہے تھے۔ پوشاک لب گھاٹ رکھی ہوئی۔ دودھ بندر اٹھالے گیا۔ غلیظ و پیدشایب سے تمام کپڑے ستیاناس کر ڈالے۔ کچھ چھوڑ کچھ نوچے۔ عورتیں جو وہاں اٹھان کر رہی تھیں۔ واویلا مچاتی ہوئی بلام جی کے پاس پہنچیں اور ساری کیفیت بیان کی۔ بلام جی دودھ بندر کی کرکوت دیکھ کر کنارے آئے۔ اور لکھرا دودھ بندر بلام جی کو دیکھ کے ایک درخت اکھاڑ کر دوڑا۔ اور وہ درخت بلام جی پر رہے مارا۔ بلام جی نے دار خالی دیا۔ اور بدلتیر بدل کر اس کے سر پر موسل ایسا چڑا۔ کہ سر خشک ف ہو گیا خون کے سر لٹے نکلنے لگے۔ مگر دودھ بندر روانہ وار پتھرا اور درخت مانتا رہا۔ بلام جی نے لپک کر بندر کو دونوں ہاتھ سے پکڑا۔ اور اس زور سے اس کی گردن دہائی۔ کہ ناک کان اور منہ سے خون بہنے لگا۔ اور کچھ دیر بعد سب سب سک سک کر مر گیا۔ دیوتاؤں نے گل افشانی کی۔ اور خوش ہو کر آست کر نے لگے۔

ادھیا (۶)

سانب اور لچھنا کا سیاہ

بھیشم جی راجہ جد ہشتر سے فرماتے ہیں۔ کہ بلام جی کا پر اکرم کہاں تک میان کیا جاوے۔ وہ شیش روپ ہیں۔ نارائن کا انش ہیں۔ دیوتے بھی ان کے پر اکرم کا سمجھان نہیں کر سکتے۔ مجھ میں اتنی گویائی کہاں۔ جو شان مبارک میں زبان کھول سکوں۔ مگر چند نیکے قابل یاد ہیں۔ سنانا سوں۔ راجہ دیو دھن کی دفتر لچھنا کے سو بھتر میں کرشن چندر کا بیٹا سانب بھی آیا تھا۔ اور بہت سے راجے بھی جمع ہوئے تھے۔ لچھنا جیماں لئے ہوئے سو بھتر میں آئی۔ سانب نے لچھنا کا ہاتھ پکڑ کے رخت پر بٹھایا۔ اور وہاں سے چل دیا۔ دیو دھن کو سانب کی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی۔ راجاؤں سے مخاطب ہو کر بولا۔ افسوس کا مقام ہے کہ جاموٹ بھالو کا۔ تو اس ہمارے سو بھتر سے لچھنا کو لے جائے۔ اور سب بیٹھے منہ تاک کریں

راجوں کو بھی ٹینش آگیا۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دیودھن کے ہمراہ اپنی اپنی فوج لے کر سانب کے تعاقب میں دوڑ پڑے۔ کرشن چندر کا بیٹا دیودھن ایسوں کو کب لنگاہ میں لاتا تھا۔ پلٹ پڑا اور شیر غراں کی طرح شکار کو دیکھ کر گونجا۔ اور فوج میں پل پڑا۔ ساری فوج کاٹ کے ڈال دی۔ اچھے اچھے مہارہتوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ سپہ سالار فوج در جو دھن کا جسم زخموں سے چور ہو گیا۔ دیودھن کے طرفدار چھ مہارہتی ایک ساتھ حملہ آور ہوئے۔ کسی کے سار تھی کو مارا۔ کسی کے گھوڑے ہلاک کئے۔ وہ چارہ زبردست مہارہتی ایسے تھے۔ کہ انہوں نے جان پر کیصل کر سانب کا مقابلہ کیا۔ انکیا سانب کیا کرتا۔ چھ صف اور صف شکن مہارہتوں سے سامنا آخر کار سانب پکڑا گیا۔ ہم نے ریشی بھیٹم پتاماہی) اور دھرتراشٹ نے دیودھن کو سمجھایا۔ کہ سانب کو چھوڑو۔ یہ کرشن چندر کا لڑکا ہے۔ اور ذرا بھی اسے گزند پہنچا۔ تو تمہاری خیریت نہیں مگر اس لئے نہ مانا۔ ناروجی اٹھے۔ انہوں نے بھی ایسی نصیحتیں کیں۔ مگر اس نے ان کے کہنے کو میٹ دیا۔ آخر کار ناروجی دوار کا پہنچے۔ اور سانب کا حال کرشن چندر سے موبو گزاریش کیا۔ یہ سنکر بلدیو جی اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہ اگر کرشن چندر و ماں گئے۔ تو دیودھن کی خیریت نہیں۔ کیونکہ یہ پانڈوؤں کے طرفدار ہیں۔ اور دیودھن میرا چیلہ ہے۔ بلدیو جی فوج لے کر ہوئے سہتانا پور پہنچ گئے۔ بھیٹم پتاماہی استقبال کے واسطے مہاراجہ دھرتراشٹ دروازہ چارہ اور بلدیو جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنے ساتھ راج محل لے گئے۔ دو سر روز دربار کے موقع پر بلدیو جی نے باواں مابندر راجہ دھرتراشٹ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگرچہ سانب نے بڑا نالائقی کام کیا۔ مگر دیودھن کو سانب کا گرفتار کرنا مناسب نہ تھا۔

راجہ دھرتراشٹ۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میرا کچھ زور نہیں۔ در جو دھن جو جی میں آتا ہے۔ کہہ گزرتا ہے۔ میں نے اور میرے پتاماہی نے بہت سمجھایا۔ مگر اس نالائقی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

دیودھن۔ در حاضریں دربار سے کیا خوب حد و بندی بھی اس قابل ہوئے۔ تمہاری برابری کریں۔ کیا وہ تباہ دھاری راجہ ہیں۔ کرشن چندر بلداہم وہی تو ہیں۔ جو جہاں اسنادہ اور کالجھن سے مقابلہ نہ کر سکے۔ سامنے سے بھاگ کھڑے

ہوئے۔ شوہر میر ہوتے۔ تو جان دے دیتے۔ مگر میدان رزم سے منہ نہ موڑتے
 جذبہ بندیوں کی یہ مجال نہیں۔ کہ سہاروی دفتر کو سوہتر سے لے جائیں۔ اندر تو ہمارے
 تزک و احتشام سے گھبراتا ہے۔ ہمارے یہاں کیسے کیسے صف شکن بہادر ہیں۔
 جن کا جواب روئے زمین پر نہیں کیا۔ کوئی دیوتا بھیشم جی اور درونا چارن سے مقابلہ
 کر سکتا ہے۔ اگر سامنا ہو جائے۔ تو گلے چیر کر پھینک دے۔ بیچارے جذبہ بندی
 کس شتاب قطار میں ہیں۔

بادیو جی در پودھن کے کبر و نخوت سے بھرے ہوئے الفاظ شکر غصے میں
 ہو گئے۔ اور جھڑک کر در پودھن سے کہنے لگے۔ چپ! ایسی بیہودے اور بلا طائل
 گفتگو اب زبان سے نہ لکنا۔ ہم کو اتنی برداشت نہیں۔ کہ تیری باتیں سنیں۔
 اور بچکے ہو رہیں۔ ہستنا پور کا طبقہ آٹ کر سانپ اور لچھنا کو لے جاتے ہوں۔ دیکھوں کس میں
 جرأت ہے۔ کہ چلے۔ یہ کہہ کر بل کو زمین میں لٹک گیا۔ اور چاہتے تھے۔ کہ ہستنا پور کا طبقہ آٹ
 دیں۔ ہستنا پور میں ایک گوشہ اراضی کا اونچا ایک نظر آتا ہے۔ بھیشم جی اور درونا چارن کو
 ہر اس ہوا۔ اور بلام جی کی پابوسی کر کے منت سماجت کرنے لگے۔ در پودھن بھی ہاتھ جوڑ کر خوشا
 کرتے لگا۔ کہ جہاراج۔ قصور ہوا۔ معاف کیجئے۔ میں آپ ہی کا ہوں۔ اند آپ ہی کا بھروسہ ہے
 بھیشم جی حاجت سے عرض کرنے لگے۔ ہستنا پور آپ کے قہر کی آگ میں جلا چاہتا ہے
 کہ پانچ بجے۔ ہزاروں آدمیوں کا خون ہو گا۔ ناچار بلادیو جی خوشی خوشی دوڑ کا آتے۔ اور
 اگر سین اور بسدیو نے ان کی بڑائی کی۔

بھیشم جی۔ اسے راجہ در پودھن ہمیشہ ناملائیم الفاظ سے ہڑوں کی بڑائی کیا
 کرتا۔ چونکہ بلام کا چیلہ تھا۔ گدا یدھ اور شسترو دیا بلام جی سے سیکھی تھی۔ اسے اپنے زور
 باد پر بڑا نام تھا۔ شراب کمرے محمودا یسے میہودہ کئے زبان سے نکال بیٹھا۔

اُدھائے (۶۱)

کرشن چندر کے ہر ایک محل میں نارادی کی

کی روانگی اور محل میں کرشن چندر کے درشن

بھیشم جی۔ ایک روز دراج اندر کے یہاں ناروجی بیٹھے بیٹھے تھے۔ اندر کی دو راینوں کا جھگڑا آواز کے پاس پیش ہوا۔ ناروجی کو محالاً گمان نہ ہوا۔ کہ دو راینوں میں تو یہ فساد رہتے ہیں۔ کرشن چندر کے تو سولہ ہزار ایک سو اٹھ رانیاں ہیں۔ وہاں کا حال کیا ہوگا اور کیونکر کرشن چندر ہر محل میں پہنچ سکتے ہیں۔ یہ سوچکر وہاں سے دو دراج آئے۔ رکنی جی کے محل میں گئے۔ اس محل کی زینت کیا بیان کی جائے۔ طلائی قفس نور کے سانچے میں ڈھلا گنبدوں پر سنہری کاسیاں آفتاب کی طرح درخشاں تھیں۔ جھاڑ فانوس۔ کنول وغیرہ سے سارا مکان بقتہ نور ہو رہا تھا۔ ایک جانب جو اہرننگار مسہری پڑی ہوئی ہے جس پر گنگھا جمنی کام نہایت خوش اسلوبی سے بنا ہوا ہے بیش قیمت قالین اور سفید چاندی کا فرش بچھا ہوا۔ چتھیں پڑی ہوئیں۔ صحن میں باغیچہ لگا ہوا۔ چوڑی نہر نہایت آب و تاب سے جا رہی ہے۔ صحن میں فوارے چھوٹے رہے ہیں۔ رنگ برنگ کی مچھلیاں موتی سے پانی میں اپنا رنگ چھبکا رہی ہیں۔ سونے کے پتھر سے میں طے لال مینا بول رہے ہیں۔ شیش محل کے دوان میں تخت مرصع پر کرشن چندر بصد امن تشریف فرما ہیں۔ مور مکٹ دھارن کئے۔ جڑ اور گنڈل لٹے گلے میں موتیوں پہروں کے بیش قیمت مار پڑے گھنگر والے بادلوں کی لٹوں سے دماغ معطر ہے۔ حائیں بایش خامہ موہ جھل جھل رہی ہیں۔ آپ رکنی سے خطاب ہیں۔ ناروجی کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تعظیم و تکریم سے لیا۔ چرن دھوئے۔ زرنگار چوکی پر بٹھایا۔ عظمت کے ساتھ پوجا کی۔ مار پہنائے۔ چندان لگایا۔ اور مزاج پڑی کی۔ اور کہا۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔ جو آج درشن دیئے۔ ناروجی وہاں سے جا مونی کے محل میں آئے۔ وہ مکان بھی ویسا ہی مزین تھا۔ اطلاع کرائی۔ ایک خادمہ کے ساتھ ناروجی اندر گئے۔ کرشن چندر اٹھان کر رہے تھے۔ ناروے لٹے پاؤں پھرے۔ کیونکہ اٹھان کرتے وقت پرنام کرنا شاستر ناجائز ہے۔ کالندری جی کے استھان پر آئے۔ وہاں کرشن چندر ہماراج اختر فرما رہے تھے۔ کالندری جی نے آپ کو بیدار کیا۔ کرشن چندر اٹھے۔ اور ناروجی کا وفادار بڑھایا۔ ناروجی دعا دے کر۔ وہاں سے برہنہ داجی کے مکان پر وار دھوئے۔ کرشن چندر برہمنوں کو بھوجن کرا رہے تھے۔ آپ نے قد مہوسی کی اور فرمایا۔ کہ عین مہربانی ہوئی

جو اس وقت تکلیف فرمائی۔ بھوجن تیار ہے۔ تناول فرمائیے۔ بھوجن تیار ہے۔ تناول فرمائیے۔ نارودجی نے انکار کیا۔ پھر کسی وقت دیکھا جائے گا۔ اس وقت جانا ہوں۔ پھر آؤں گا۔ وہاں سے روانہ ہو کر شبدیاجی کے مندر میں نزول فرمایا۔ اس وقت کرشن چندر اور شیشیا خوش فہمیاں کر رہے تھے۔ نارودجی نے اندر جانا مناسب نہ سمجھا۔ لچھنا جی کے پاس پہنچے۔ کرشن کو عبد اللہ میں مشغول پایا۔ غرض اسی طرح سولہ ہزار ایک سو آٹھ مندروں میں نارودجی گھوسے۔ کوئی مندر ایسا نہ تھا۔ جہاں کرشن چندر موجود نہ ہوں۔ تب نارودجی برسر عجیب ہو کر پشیمان ہوئے اور افسوس کرنے لگے۔ کہ میں نے کرشن بھگوان کی آزمائش کی۔ گناہ ہوا۔ بڑی چوٹ ہوئی۔ پر بھو آپ گھٹ گھٹو دیا پاک ہیں۔ میری اس بھول کو معاف کیجئے۔ جتنا تو بدشک ہوئی۔ مگر قابل معافی ہے۔ مگر کرشن چندر نے کہا۔ نارودجی کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں میں نہ ہوں۔ افکارے کہ بھگتوں کو آئندہ دیتا ہوں۔ میرے بھیدوں سے جن وعظائمک بھی عادی ہیں۔ تم کیا مجھے کیا آزمائے۔ ناراد اپنا سامنے لئے ہوئے واپس آئے۔

ادھوائے (۶۲)

کرشن چندر کے روزانہ فرامیض

راجہ جد ہشتر بھیشم جی سے پوچھتے ہیں۔ کہ نارائن کرشن چندر فرامیض کس طرح انجام دیتے ہیں۔

بھیشم جی۔ کرشن چندر کا دستور ہے۔ علی الصباح نور کے ترکے جو ابگاہ سے برآمد ہو کر دتوں اور چھڑ کے اٹھان کرتے ہیں۔ آدمیوں کی طرح عبادت کرتے ہیں۔ جب آفتاب طلوع ہو جاتا ہے۔ تب محل میں فاہر مل کر پھر اٹھان فرماتے ہیں۔ تنسی کے درخت ہر ایک مندر میں لگے ہوتے ہیں۔ تنسی کے درختوں کے پاس سولے کی چوکی پر آسن بچھا ہوا ہے۔ آپ بیٹھ کر نارائن کا دھیان کرتے ہیں۔ پوجا سے فارغ ہو کر مثانہ ملبوس زیب تن کر کے ماتحتی یا گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری فرماتے ہیں۔ میر کرنے کے بعد سودھراں سجایاں بلدیو جی اور زاجہ اگر سین کے قدم چھو کر کرشن چندر کی نشست گاہ کو سودھراں بولتے

ہیں) تخت و طاؤس پر جلوہ فرماتے ہیں۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی گپ شپ ہونے کے بعد آپ کا نزول اجلال اپنے محلوں میں ہوتا ہے۔ جہاں برہمنوں کو بھوجن کھلا کر اور گنوں دان کر کے آپ کھانا تناول فرماتے ہیں۔ پھر دیوار میں آکر لوگوں کی فریاد سننے ہیں۔ اکثر بازیگر تماشہ دکھلا کر بہت سارے وہیہ جو اہرات لے جاتے ہیں۔ اسی طرح شام کو اپنے بیٹوں پوتوں کے ساتھ ہوا خوری کے لئے نکلتے ہیں۔ سر شام واپس آکر منڈھیا کر کے کھتا پوتا سننے ہیں۔ رات کو محفل رقص و سرود ہوا کرتی ہے۔ جب دوسرے رات گزر جاتی ہے کھانا نوش کر کے آرام فرماتے ہیں۔

ادھیا (۳۳)

ایک برہمن کی زبانی مفید راہاؤں کی پیام رسانی

ایک روز اپنی نشستگاہ میں کرشن چندر اور راجہ اگر سین بیٹھے تھے۔ ایک برہمن نے دستک دی۔ کرشن چندر نے اُسے بتایا۔ اور عزت کے ساتھ پر تکلف آسن پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا مطلب ہے۔ کس لئے آئے ہو۔ برہمن مؤدب ہو کر عرض پیرا ہوا کہ جہاں اسدھ کے نام سے حضور واقف ہی ہوں گے۔ وہ بڑا زبردست اور شجاع ہے۔ جس کے سامنے حضور بھی سترہ مرتبہ شکست دے کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت اس کے چلیانوں میں ہیں ہزار آٹھ سو راجہ مُقیّد ہیں کیا کہوں۔ جو تخلص بیچارے پھیلتے ہیں۔ بیان سے باہر ہیں۔ ان کی طرف سے بندگان حضور میں التجا ہے اگر آپ داد رسی کریں۔ تو کچھ شکل امر نہیں۔ وہ بیچارے قید سے چھوٹ جائیں گے۔ اور آپ کی زیارت سے ان کا لوک پر لوک سنبھل جائیگا۔ کرشن چندر نے جواب میں فرمایا تم جاؤ۔ اور ان کی تشفی کرو۔ میں آؤں گا۔ اور انکو قید سے نجات دلاؤں گا۔ برہمن رخصت ہوا۔ اتنے میں نارودجی آگئے۔ کرشن چندر نے اُنھ کو تعظیم کی۔ اور اپنے تخت

پر بٹھا کر راجہ جد ہشتر اور پانڈوؤں کا استفسار حال کیا۔

نار دجی۔ راجہ جد ہشتر راجہ سوی جگ کیا چاہتے ہیں۔ آپ کو یاد کیا ہے۔ بغیر آپ کے یہ کام انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔ کرشن چندر اودھو جی اور اگر دجی سے صلاح و مشورہ کرتے رہے۔ یہ امر طے پایا۔ کہ جب تک جوا سندھ قتل نہ ہوگا۔ راجہ سوی ایک ہرگز پورا نہ ہوگا اس لئے بھیمن سین کو لے کر اس سے مقابلہ کر لیا جاوے۔ یقین ہے۔ کہ بھیمن سین اس پر غالب آئے گا۔ اس طریقے سے، مقید راجاؤں کو غلٹی ہوگی۔ اور راجہ جد ہشتر کا جگ بھی پورا ہو جائے گا۔

کرشن چندر اپنے بیٹے اور پوتوں کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے ہستنا پور پہنچے پھر کہا۔ اے راجا! اس کے آگے کا حال تم خود جانتے ہو۔ کہ جس طرح تم نے خود راجہ سوی جگ کیا۔ اور بھیمن سین نے جوا سندھ کو کرشن چندر کے اشارے سے چیر کر پھینک دیا۔ جوا سندھ کے مرنے ہی راجاؤں کو غلٹی ہوئی۔ اور اس کا بیٹا سہادیو گندھ دیلش کا راجہ مقرر کیا گیا۔

اُدھیانے (۶)

کرشن چندر کے ہاتھ مصنوعی باس دیو پینڈر کی ہلاکت

بہیشم جی گویا ہیں۔ کہ اے دھرم پتر! کاشی پور کے موہن کنٹک کا رہنے والا۔ پینڈر ایک نامی ایک راجہ ہوا ہے جس نے اپنا نام باس دیو رکھا تھا۔ اس نے دو ہاتھ کاٹھ کے بنوائے تھے۔ اور چتر۔ نیچ۔ روپ سے دربار میں بیٹھ کر مقدمات فیصل کرتا۔ لوگ اس کو اس کو سری باس دیو بھیگو ان کہتے۔ وہ اس لقب سے بہت خوش ہوتا۔ کرشن چندر کی طرح تاج کی بجائے۔ مکھڑ دھارن کرتا لگے میں بخیتی مالا۔ شکبہ۔ چکر۔ گدا۔ پدم۔ ہتھیاروں سے مسل رہتا۔ کاٹھ کا کرڑ بڑا کر سودا ہوتا۔ اپنی حکومت میں اس بات کا ڈھنڈورا بٹا دیا تھا۔ کہ باس دیو میں ہوں۔ کرشن چندر مصنوعی باس دیو ہیں۔ وہ تو

نند امیر کا لڑکا ہے۔ وہ باس دیو کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی پرستش کرتا۔ پنڈریک اپنے جادو جلال پر از حد مغرور تھا۔ ایک روز کرن شن چندر کے پاس پیغام بھیجا کہ ناحق اپنے کو باس دیو نام سے موسوم کرتے ہو۔ آج سے تمہارے حکم کی تعمیل کرو۔ باس دیو کہنا چاہو۔ دو۔ ورنہ تمہارا ملک فوج سے پامال کیا جائے گا۔ رعیت برباد ہوگی۔ تخت تاراج ہو جائے گا۔ پنڈریک نے برہمن کی منہو آئینہ کلام سے ہنس پڑے۔ برہمن کو چٹکیوں اڑا سکتے تھے۔ کرن شن چندر نے اشارے سے منع کیا۔ برہمن کو مہنسی کرنا واجب نہیں۔ اور برہمن کو اس طرح جواب دیا۔ آپ جایش۔ میری طرف سے گوش گزار کر دیں۔ کہ کیوں شامین آئی ہیں۔ جس وقت جدو بندیوں کا مقابلہ ہوگا۔ ساری مہیکڑی دھڑی رہ جائیگی۔ یہ کہہ کر برہمن کو واپس کیا۔ اور بھٹوڑی سی فوج کے ساتھ کاشی کی طرف راہی ہوئے۔ پنڈریک یہ خبر پاتے ہی فوج کی فراہمی میں مشغول ہوا۔ اور دراکشونی فوج لے کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا۔ پارشکر نامی بھوماسٹر کا بھائی پر یاگ دلش سے جین انشونی سینا لے کر پنڈریک کی مدد کو آیا۔ میدان جدال و قتال گرم ہوا۔ بہادر جدو بندیوں نے پنڈریک کی فوج کاٹ ڈالی۔ کرن شن چندر نے ایک بان ایسا مارا۔ کہ پنڈریک کا ٹکٹ زمین پر گر پڑا۔ کرن شن چندر پہلے۔ سچ بتا۔ باس دیو کون ہے۔ اس نے یہی جواب دیا کہ میرا ہی نام باس دیو ہے۔ جدو بندیوں نے عرض کی۔ جب تک یہ چتر بچے گا۔ سہیگا۔ ہم اس پر ہتھیار نہ چلائیں گے۔ کرن شن چندر نے سدورشن چکر سے پنڈریک کا اور پارشکر کا سر کاٹ لیا۔ اور فتح و نصرت کے باجے بجاتے ہوئے دوار کا واپس ہوئے۔ پنڈریک کا ایک لڑکا جس کا نام سودکش تھا۔ میدان رزم سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس نے ہتھکڑیاں لینے کے لئے شیوجی کا ٹپ کیا۔ شیوجی خوش ہوئے۔ اور درشن دے سکے کہ پورے کیے گیا تھا ہے۔ سودکش نے ماتھ جوڑ کر عرض کیا۔ جہاراج میں اپنے پتا کے دشمن سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ کوئی ایسا جتن کیجئے۔ کہ دشمنوں پر فتح پاؤں۔ شیوجی نے کہا ایک بٹان کرو۔ اس سے کرتیا پیدا ہوگی۔ وہ تیرا سب کام بنادے گی۔ سودکش نے ہون کیا۔ بہن سے ایک سیاہ قام عورت جس کی لال لال خونخوار آنکھیں تھیں۔ سامنے آئیں۔ سودکش نے کہا کہ دوار کا پوری جا کر کرن شن چندر کا سر کاٹ لیا۔ کرتیا شعلہ جو لال کی طرح بھڑکتی ہوئی دوار کا پہنچی۔ ادھر کرن شن چندر نے سودورشن چکر کو حکم دیا۔ کہ کرتیا آئی

ہے۔ جہر دار دوار کا کے اندر نہ دھننے پائے۔ تم جاؤ اور سو دکن کا سرکاٹ لاؤ۔
سدرشن نے کریتا کو دوار کا کے اندر قدم نہ رکھنے دیا۔ اور کھٹکاتا ہوا اکانشی پہنچا۔
اپنی آنچ سے کانٹھی کو جلا دیا۔ اور سو دکن کا سرکاٹ کر من کر نکا گھاٹ میں ٹھنڈا
ہو کر دوار کا پوری میں پہنچا۔

اوصیائے (۶۵)

راجہ شال ورکشن چندر سے مقابلہ

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ ہے راجن۔ جب تم نے راجسوی جاگ کیا۔ کرشن چندر
سہتا پڑائے تھے۔ راج شال یہ موقعہ قیمت سمجھ کر دوار کا پر چڑھ ڈوڑا۔ اور چاروں
طرف فوج سے دوار کا پوری کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے۔ وجہ غی صحت
یہ تھی۔ کہ کرشن چندر رگمنی کے سو بھتر میں گئے تھے۔ راجہ سہپال سے معرکہ آرائی ہوئی
راجہ شال سہپال کی مادر پرتھا۔ کرشن چندر سے شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔
گھر پر آنے ہی شیبو جی کی پوچھا نہایت پریم سے کی۔ اور فرما دیا چاہی۔ شیبو جی نے ایک
یو ان مرحمت کیا۔ اور فرمایا۔ جب اس پر چڑھ کر کسی سے جنگ آزمائی کرے گا۔ نفرت
ہو گی۔ سہپال تو راجسوی جاگ میں کرشن چندر کے ماتحتوں میں چکا۔ شال کو غصہ
ہوا۔ اور میدان خالی پاکر دوار کا پر حملہ آور ہوا۔ تمام رعیت عاجز ہوئی۔ راجہ اگر
نے پر دمن جی کو سپہ سالار بنا کر مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ پر دمن جی سامب۔ ساتھی سرت
براہمہادروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کئی روز تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ پر دمن
جی نے شال کے سار بھتی اور گھوڑوں کو قتل کیا۔ شال عاجز ہوا۔ اور سحر سازی اور
فسوں سازی سے کام لینے لگا۔ کبھی ظاہر ہوتا۔ کبھی روپوش ہو کر لڑائی کرتا۔ گاہے
پتھر برساتا۔ گاہے خون کی بارش ہوتی۔ دیوان نامی وزیر شال کیس گاہ میں بیٹھا ہوا
موقعہ کا منتظر تھا۔ پر دمن شال کے غماض ہو جانے سے متفک تھے۔ دیوان ایک ایک
حملہ آور ہوا۔ اور ایک تیر مارا۔ کہ پر دمن جی بیہوش ہو گئے۔ پر دمن جی کا سار بھتی

میدان رزم سے رتھ ہٹائے گیا۔ جب ذرا ہوش آیا۔ تو رتھ بان سے جھڑک کر پرمن
جی نے کہا۔ کیا غضب کیا۔ میدان مصافحہ سے مجھے ہٹا لایا۔ کرشن چندر۔ اور جادو
بنیویں کے سامنے مسہ دکھانے کے قابل نہ رکھا۔ کیا جواب دوں گا۔ سارنئی نے
گھوڑوں کے ہمیز لگائی۔ اور رتھ میدان جنگ میں کھڑا کر دیا۔ مقابلہ ہونے لگا
دیوان پرمن جی کے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوا۔ اس کی فوج بھی کام آئی۔
سامنے لے وہ مردانگی دکھائی۔ کہ فوج کا ایک شخص بھی باقی نہ رکھا۔ اور کرشن
بدام بھی دوار کا پہنچ گئے۔ خود بار و لت لے شال کے مقابلے کے لئے تکلیف گوارا
کی۔ بدام جی دوار کا خاص میں رعیت کی محافظت کے لئے ٹھہر گئے۔ راجہ شال نے
کرشن چندر کو دیکھتے ہی پلیدی کی صورت بنا تن سے سرچھا کیا۔ کرشن چندر اس
کی مشوں سازی تار گئے۔ اور ایسے تیر مارے۔ کہ شال کا رتھ پڑے پڑے ہو گیا
اور راجہ شال زخموں سے چور ہو کر بیاہ پا کرشن چندر سے لڑنے لگا۔ اس کا سر
سدرشن چکر سے کاٹ کر پھینک دیا۔ راجہ شال کے بدن سے ایک نو بکلا۔ اور
کرشن چندر کے دھن مبارک میں پیوست ہو گیا۔

اوپھیاٹے (۶۷)

دنت پکر اور پد رتھ کی کرشن چندر سے لڑائی دونوں کی وفات

بھیشم جی۔ اب دنت پکر اور پد رتھ شال کے دونوں بھائی جس طرح کرشن
چندر کے ہاتھ سے مرے۔ ان کی کیفیت بیان ہوتی ہے۔ راجہ شال کے مرتے ہی اپنے بھائی
کا قصاص لینے کے لئے یہ دونوں بھائی بہت سی فوج لے کر دوار کا پرچھ دڑے۔ اور
کرشن چندر سے رزم آوازی ہونے لگی۔

دنت پکر مہاراج کی شان مبارک میں ناشائستہ الفاظ زبان سے لگانے لگا

کہتا کہ آج ہی تو ملے ہو۔ مثال کی جان کے گلاب ہوئے۔ تمہارے خون سے ہاتھ
 رنگوں نکلا۔ اور اپنے برادر جان نواز کا عوض توں گا۔ یہ کہہ کر اپنا گرز فرق مبارک
 ان اس زور سے مارا کہ اگر کوہ پر پڑتا۔ تو ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ کرشن چندر نے
 وار خانی کیا۔ اور مسید کی نام اپنا گرز اس کافر کے سینے پر مارا۔ کہ دنت بکر خون
 بخوک کر زمین پر گرا۔ اور ٹرپ ٹرپ کر جان دیدی۔ دنت بکر کے رگڑے ہی
 اس کا چھوٹا بھائی بدرتھ سامنے آیا۔ اور شمشیر بربہ سے مہاراج پر حملہ کیا۔
 کرشن چندر نے سو دوشن سے اس ملعون کا سر کاٹ ڈالا۔ دیوتاؤں نے گل افشانی
 کی۔ اور آسمانت کرنے لگے۔ بچے پر جہا پر بھو دنت بکر اور شمشال امہا لیتھ
 کے دریا بان بچے بچے تھے۔ سنکاوک ریشیوں کے سرپ سے ہرنا کش دہرن
 کشپ ہوئے۔ جن کو آپ نے بارہ اور زنگھ روپ سے مارا تھا۔ پھر یہی دھو
 کبھ کر ن اور راو ن ہوئے۔ سری رام چندر اوتار دھرم کر آپ نے ان دھرمیوں
 کو حلال کیا۔ اب کی مرتبہ آپ کے بازو سے ان کی موکش ہو گئی۔ کرشن چندر
 فتح و نصرت کے ساتھ دوار کا آئے۔ رعیت خوش ہوئی۔ گھر گھر شادیانے بجنے
 لگے۔

اوصیائے (۶)

بلرام جی کی تیرتھ جاترا اور روم ہرش کی
 بلدیو جی کے ماتھ سے موت

بھیشم جی کہتے ہیں کہ کرشن چندر بڑے بڑے راجاؤں اور ادھرمی
 لوگوں کو مار کر عہد کرتے ہیں۔ کہ جنگ میں ہتھیار دھارن نہیں کروں گا جب
 تمہاری اور دیو دھن کی سرکرہ آراہونی ملتی۔ آپ عہد کر چکے تھے۔ اسی سے
 ارجن کی رتھ بانی قبول کی۔ اسلحہ سے گریز رکھا۔ اسی زمانے میں بلرام جی تیرتھ
 ایشان کرنے سے چلے بیٹے۔ کہ یہاں پہنکا۔ تو دیو دھن چونکہ چیلہ ہے۔

اس کی طرف داری کرنی پڑے گی۔ اور کہ سن چندر سے مہنت ان بن ہو جائیگی۔
 بلدیو جی تیرنہ یا تو کرتے ہوئے نیشا۔ پہنچ گئے۔ چلتے رہتی مٹی بیٹھے ہوئے
 تھے۔ بڑے تپاک سے ملے۔ کچھ دور چل کر بلدیو جی سے ملاقات کی۔ مگر روم ہرش
 جی نہ آئے۔ بلدیو جی پیش اوتار ہیں۔ غصہ آگیا۔ فرمایا۔ روم ریشی کو اپنے علم کا
 گھنٹہ ہے۔ ودیا کا اجماع ہے۔ میری عزت انہوں نے نظر انداز کر دی۔ یہ کہہ کر
 کشاپتر اٹھا کر ایک مٹر پڑھا۔ اور روم ہرش کی گرون پر مار دیا۔ روم ہرش کا
 سر تن سے علیحدہ ہو کر پڑا۔ ریشی مٹی بلام جی کے غصے سے ہم گئے۔ اور بینتی کرنے
 کرنے لگے۔ جب کسی قدر غصہ فرو ہوا۔ ریشیوں نے استدعا کی۔ کہ بیاس گدی
 پر بیٹھنے والا کوئی نہیں رہا۔ پتر اس کا مضائقہ نہیں۔ مگر ہتیا ضرور ہوئی۔ حالانکہ
 آپ کا کچھ ہتیا بنا بگاڑ نہیں سکتی۔ مگر دنیا والوں کا ڈر جاتا رہیگا۔ بلدیو جی نے
 پوچھا۔ کیا کرنا چاہیے۔ ریشیوں نے جواب دیا۔ تیرنہ بت سے ہتیا دے دو جانی
 ہے۔ بلام جی بولے۔ اسی قصد پر تو دعا کا سے چلا ہوں۔ بلام جی نے بیاس
 گدی خالی دیکھ کر روم ہرش کے لڑکے اور اگر شر دھا کو بیاس گدی دی۔ اور
 یہ برودان دیا۔ کہ بغیر حاصل کے کل ودھاؤں میں رقم کو عبور حاصل ہوگا۔ اور تمام ودیا
 تم کو اذہر میں گی۔ بلام جی کی دعا سے اور کرشدا ویدانت شاستر وغیرہ ودیائوں
 کا ایسا منہتی ہوا۔ کہ اس زمانے میں اس کا ثانی نہ تھا۔ ریشی مٹی بلام جی کے اس
 اعجاز سے بہت خوش ہوئے۔ اور التماس کی۔ کہ ہمارے جگ میں بلول دیت
 آتا ہے۔ اور ہڈیاں گوشت کے لوتھڑے پھینک پھینک کر ہمارا جگ خراب
 کرتا ہے۔ آپ کی کرپا ہوگی۔ تو آفت دور ہو جائے گی۔ بلام جی نے جواب
 دیا بہت اچھا۔ آپ کی مرضی موافق کام کروں گا۔

آدھیاے (۶۸)

بلول دیت کا بدھ بلام جی کے ہاتھ سے

اوریشیوں کا آئندہ

بلرام جی بلول دیو کا تذکرہ سنکر نیشار میں پھڑکے۔ اوسا مدکا اٹھار کر نے لگے۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ یہ راچیس نہایت قوی سیکل اور زبردست ہے۔ بندہ کا روپ پھر کر یہاں آتا ہے۔ ریشیوں اور آدمیوں کو مٹاتا ہے۔ آدمی کے وقت آندھی آتی ہے۔ صدا و رخت با و صرصر کے چھوڑکوں سے خاک پر بوٹے دکھائی پڑتے ہیں۔ پور ناشی کا روز تھا۔ دوپہر کا وقت۔ لیکر ایک غبار اٹھا۔ آسمان تیر و تار ہو گیا۔ ہوا اتنی ہی سے چلنے لگی۔ کہ ہڈیوں کی بوچھاڑ اور خون کا مینہ پرسنے لگا۔ ریشیوں پر پتھر پھری سوار ہو گئی۔ خوف کے مارے منہ سے بات نہ نکالتی۔ بلرام جی نے ہل مٹوسل سنبھالے ہی تھے۔ سامنے سے وہ خونخوار آفت برپا کرتا ہوا دکھائی پڑا۔ طویل القامت مہیب صورت و مٹوسل کا ڈھول جس کا منہ کوئلے کی طرح سیاہ تھا۔ سرخ انگار آنکھوں سے چمکیاں نکل رہی تھیں۔ ہاتھ پاؤں تھے۔ کہ درختوں کے بننے تھے۔ ریشی مٹی اس کی صورت دیکھتے ہی سہم گئے۔ کسی کو نے دب سمیٹ کر بیٹھ گئے۔ اور بلرام جی نے ہل مٹوسل اٹھا کر سامنے آئے۔ بلول راچیس ترسول اٹھا کر فیمل دماں کی طرح بلرام جی پر ٹوٹ پڑا۔ بلرام جی نے اس کا وار خالی دیکھ کر چاہا۔ کہ ہل مٹوسل کی ضرب لگائیں۔ وہ مٹوسی نظروں سے غائب ہو گیا۔ غلیظ پوشاب بر سامنے لگا۔ بلرام جی چاروں طرف دیکھتے ہیں۔ اتنے میں پھر دکھائی پڑا۔ نظر پڑتے بلرام جی نے ہل کی نوک سے بلول راچیس کو اپنی جانب کھینچا۔ اور ایک مٹوسل سر میں ایسا مارا۔ کہ وہ ناپاک چکر کھا کر زمین پر آ رہا۔ بلرام جی نے اس بد کردار کا سر ہل سے کاٹ لیا۔ سب آفتیں کا الوداع ہو گئیں۔ ریشی مٹی شادماں ہو کر آسنت کرنے لگے۔ دیوتوں نے گل افشانی کی۔ دوسرے روز وہاں سے گڑھ مکیشتر گومتی گندڑک کوشی گنگا۔ سرچو۔ ہیا سا۔ پاپا شرم۔ سون بھدر۔ پریاگ۔ کاشی۔ گہا جی۔ گنگا ساگر۔ گوداوری۔ جہاگیر مٹی۔ سنگا۔ بیپ۔ ہمیش مٹی۔ سیت بندر۔ رامیشور۔ بنا جھپتر۔ ویزہ پترتھوں کی جارتا کو نکلے۔ ہر ایک تیرتھ

پر گھوڑاں اور دکنشا دے کر براہمنوں کو بھوجن کرایا۔ پھر سوام کو دھک۔ اگست
 من۔ پر سرام جی۔ اور جن بالا درشن کرتے ہوئے کرکشیتر میں پہنچے۔ جہا بھارت کے
 نامور جنگ میں طرفین کے جو بہادر کٹ چکے تھے۔ دودھ و دھن اور بھیم سین کی لڑائی
 باقی تھی۔ بلرام جی مہارے پاس آئے۔ اور بھیم سین اور دودھ و دھن کی لڑائی
 کا معاہدہ کیا۔

اودھیا سے (۶۹)

سدا ماں جی کی کتھا

سدا ماں اور کرشن چندر شانہ سپن گرو کے چیلے تھے۔ ان کا کچھ حال پیشتر
 بیان ہو چکا ہے۔ سدا ماں غریب برہمن تھا۔ قاقوں سے گزرتی تھی۔ عیالدار بھی
 تھا۔ گو محتاج تھا۔ مگر کسی کے سامنے ناتھ پھیلا کر مانگنا اس کے مذہب میں ممنوع
 تھا۔ قاقے سے پڑا رہتا۔ مگر کسی سے پھیک نہ مانگتا۔ بڑا صابر و شاکر برہمن تھا۔ ایک
 روز سو شیلہ سدا ماں کی استری کا نام ہے (یعنی ہوئی)۔ دور و ز ہو چکے۔ لڑکوں
 کے پیٹ میں ایک دانہ بھی نہیں گیا۔ تمکو تو سنتو کھ رہے۔ مگر بچے تو نہیں رہ
 سکے۔

سدا ماں پیاری کس کے پاس جاؤں اور کس سے مانگوں۔ مجھے تو
 شرم آتی ہے۔

سو شیلہ۔ نوکری چاکری تو تم سے ہوتی نہیں۔ کرشن چندر کے پاس
 جاؤ۔ وہی تمہارے کفیل ہوں گے۔ تمہارا اور ان کا بچپن کا یار نہ ہے۔ ضرور
 پہچانتے ہوں گے۔

سدا ماں۔ اب وہ کرشن چندر نہیں رہے۔ ان کے بٹھاٹھ تو راجوں مہاراجوں
 سے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے کیا جانیں۔ غریبوں مفلسوں کی کوئی یاد نہیں رکھتا
 خیر تم ضد کرتی ہو۔ تو جاتا ہوں۔ مگر ان سے کچھ سوال نہیں کروں گا
 سو شیلہ۔ سری کرشن چندر تو لو کی ناتھ ہیں۔ دُرشن ہوتے ہی ساری

کھنٹیں دودھ ہو جائیں گی۔ روکھ سیدھ پراپت ہوگی۔ کرشن چندر نارایشن افتخاری ہیں
ان کے ورثن ہی دیر لکھ ہیں۔ تم جاؤ۔ تو
سدا مال۔ بے پر یہ! اگر ان کے ورثنوں سے فیض یاب ہوا۔ دولت مند
بھی ہو گیا۔ تو دولت ہونے سے مایاموہ میں دل بھنس جاتا ہے۔ نارایشن کی یاد مطلق
نہیں رہتی جنم اکارتھ ہو جاتا ہے۔ دوسرے کرشن چندر تک میری رسائی کیونکر ہو
سکتی ہے۔ پھیک منگوں سے میرا حال بدتر ہے۔ وہاں ان تک پہنچنے نہ دینگے
دیکھا رہا تھا کہ اگر گیا بھی تو خالی ہاتھ جانا اچھا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ پھٹے حال سے
کیا جاؤں۔ عزت گنونا ہے۔

سوشیلا۔ تو کیا آپ وطن کے لالچ سے ان کے پاس جاتے ہیں۔ میں اس
واسطے نہیں بھیجتی۔ ان کے ورثنوں ہی سے ساری قدورتیں جاتی رہیں گی۔
کسی طرح کی فکر نہ رہیگی۔

سدا مال۔ میری تو قسمی بشل ہے۔ کہ گرہ میں کوڑی نہیں گئے والے ہوتے
کچھ سوغات بھی تو چاہیے۔ کہ خالی ہاتھ جاؤں۔ سوشیلا ہمسایوں کی عورتوں سے کچھ
چاٹوں لے آئی۔ سفید کپڑا تک نہ تھا۔ جس میں چاٹوں کی پوٹلی باندھی جاتی۔ ناچار
اپنی پھٹی پورانی دھوئی سے ایک جیتھڑا بچاڑا۔ اور چاول باندھ کر دیتے۔ وہ
لکڑی ٹیکتے پہٹے دوار کا جی کی طرف ہوا۔ دوار کا پہنچتے ہی وہاں کے ٹھاٹھ ہاٹ
زالے دیکھے۔ عجب گلزار شہر تھا۔ گلی گلی کٹور اکھنک رہا تھا۔ بازاروں کی چل
پہل دیکھ کر سدا مال کی آنکھیں کھل گئیں۔ ہر قصر الماس و یاقوت سے جڑا ہوا اینٹ
و عقیق کے دروازے لال بے بہا کے گنبد جن میں سونے کی کڑیاں لگی ہوئیں سچا
طرف سمندر لہریں مار رہا ہے۔ بیانیٹھ بھی اس کے آگے شرماتا ہے۔

سدا مال جی راج دربار میں پہنچے۔ اطلاع کرانی چاہی۔ دوا رہاں بولے۔
آپ چلے جائیں۔ برہمنوں کی روک نہیں ہے۔ اگر کرشن چندر محل میں ہوں گے
تو کوئی نہ کوئی دوا رہاں خود اطلاع کر دینگا۔

جب سدا مال جی سدھراں سہارا کرشن چندر کی نشستگاہ کا نام سدھراں
سہارا ہے۔ شیشہ آلات کی درستی جو اہلرت کے ڈیھر دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں۔

سدا ماں جی کو دیکھ کر ایک دوار پال کر شن چندر کے پاس گیا۔ اور قدم بوس ہو کر عزم پیرا ہوا۔

دوار پال۔ سرکار ایک برہمن آئے ہیں۔ مگر نہایت عجیب و غریب اور فصاحت ہیں۔ پٹی پڑنی دھونی پہنے چیتھرے لٹکتے ہوئے۔ پیوند لگے ہوئے پاؤں میں جوتا تک نہیں۔ سر پہ بگیا۔ جس میں سینکڑوں پوئد ہیں۔ نہ معلوم کہاں سے رہتے آگئے۔ حضور سے ملاقات ہوئی تمنا رکھتے ہیں۔ درشن چاہتے ہیں۔

کرشن چندر اور رکنی جی میں چوسر بازی ہو رہی تھی۔ دوار پال سے سدا ماں نام سنتے ہی آٹھ کھڑے ہوئے۔ بے تحاشا آٹھ دوڑے۔ دروازے پر آئے۔ مفلوک سدا ماں کرشن چندر کو دیکھتے ہی قدموں پر گر پڑے۔ کرشن چندر نے اٹھایا۔ سینے سے لگایا۔ اور اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ جواہر نگار مسہری پر بٹھایا۔ اور رکنی رانی سے بولے۔ سدا ماں جی کس مسافت سے تھک گئے ہیں۔ تاکہ پاؤں دھوئے کوہانی لاؤ دو واسیوں نے مجھے کلیساں پانی بھر کر برکھ دیں۔ آپ چرن دھوئے لگے۔ سری کرشن چندر چرن دھوئے تھے۔ اور سدا ماں پاؤں سمیٹ رہے تھے۔ بھکتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہے مہتر! اتنے دنوں کہاں رہے۔ بہت دنوں بعد دیکھا۔ مزاج آندہ رہا۔ اتنے میں آٹھوں پٹ ریناں بھی آگئیں۔ کوئی غارہ داوٹن مل رہی ہے۔ کسی نے تیل لگایا۔ کوئی نہلاتی ہے۔ سببوں نے خوب ملکر سدا ماں جی کو نہلایا۔ نہانا دھونا سے فراغت پاتے ہی کھانا تناول فرمایا۔ لاپچی ہان دیجے۔ پھلوں کے ٹارو بیجے۔ جواہر نگار مسہری پر آرام کرایا۔ کرشن چندر سدا ماں کے پاؤں داب رہے ہیں۔ آٹھوں پٹ ریناں پیکھا جمل رہی ہیں۔ سدا ماں جی عجب شمش و پنج میں ہیں۔ دل میں کہتے تھے۔ کرشن چندر کو دھو کا ہوا ہے۔ کسی اور کے شبہ میں میری تواضع ہو رہی ہے۔ کرشن چندر انتر یامی ہیں۔ سدا ماں کے دل کی بات جاننا گئے۔ فرمایا۔ سدا ماں جی ہماری اور آپ کی صحبت کو جہنم میں گزریں۔ زمانہ ہوا۔ کہ ملاقات نہیں ہوئی۔ شاننا یہیں گرو کے

یہاں سے جب تحصیل علم سے فراغت پائی آج تک ملاقات نہ آئی آپ کی شادی تو
 تو اسی زمانہ میں ہو گئی تھی۔ کہتے بھابی جی کا مزاج تو اچھا ہے۔ ہمارے لئے کچھ سوچتا
 نہیں بھیجی۔ سدا ماں جی سوغات کا نام سنتے ہی سٹ پٹائے۔ نسل میں پوٹلی ربی
 تھی۔ سنبھالنے لگے۔ آپ نے جھٹ سے پوٹلی نسل سے نکال لی۔ کھول کر دیکھا۔ تو
 چالوں تھے۔ ایک ٹٹھی چالوں کا ہینکا لگایا۔ اور تعریف کرنے لگے۔ واہ وا کیا ذات
 ہے۔ کیا سواد ہے۔ برادر جو شخص پریم سے پھول کی پیکھڑی میرے لئے اپن کرتا ہے۔
 اس سے میں بہت خوش ہوتا ہوں۔ اگر چھتیس بھوجن سے میرا بھوک لگے۔ مگر پریم
 ہو۔ تو مجھے پسند نہیں۔ پھر دوسری ٹٹھی چالوں کھا کر کہا کہ ہے بتر! چالوں میں جیسا
 سواد ہے۔ ویسا ذاتیہ یہاں کے بھجوں میں ہرگز نہیں۔ جو دعائیں میرے لئے ہیں محبت
 سے کھانا بناتی ہیں۔ اور میں جس ذاتیہ سے نسل کرتا تھا۔ آج تک ویسا بھوجن میسر نہ
 آیا۔ تمہارے چالوں سے میرا پیٹ بھرا۔ تیسری ٹٹھی کھانے کا ارادہ کیا تھا کہ رکنی
 جی نے کرشن چندر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا ہمارا نسل کیجئے۔ دو ٹٹھی سے دو لوک کی
 دولت تو دیدی۔ اب تیسرے لوک کی بھی سبھاو سے دیکھینگا۔ تو دنیا بھوکوں سرانجی
 کرشن چندر۔ ناحق ہاتھ روکا۔ سدا ماں جی سے بڑھ کر میرا ستر کوئی نہیں ہے
 یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ گو کھانے کو پاس نہیں۔ مگر سنتہ کہ استدر رہے۔ کہ فائدہ
 کشی گوارا ہے۔ مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتے گئے۔ اپنے دھرم پر قائم ہیں۔ اور
 میرا ستر کیا کرتے ہیں۔ ایسا ٹٹھروں۔ کہ ہزار گھنٹیں روزانہ ہوتی ہیں کوئی ٹٹھس
 کے پاس ایک گھنٹہ تک نہیں بھیجی۔ مگر! مجھ سے آپ کی خدمت کچھ نہ ہو سکی۔
 انہیں باتوں میں دو پہر رات گذر گئی۔ کرشن چندر نے اپنے پلنگ کے پاس
 سدا ماں جی کا چھپر کٹھ بچھوایا۔ رکنی جی پاؤں دہستہ لگی۔ کرشن بھگوان سدا ماں کی
 استری سوشیلا کا مقصد جانتے ہیں۔ کہ سدا ماں کو اسی لئے میرے پاس بھیجا۔ کچھ دولت
 لئے۔ مگر سدا ماں جی کو روپے کی کاسنا نہیں۔ سدا ماں جی عیالدار ہیں۔ بچوں کی پرداخت
 بغیر روپے کے ہو نہیں سکتی۔ اور آج سے میرے ستر بھی مشہور ہوئے۔ اس لئے سوشیلا
 اور سدا ماں کو استدر دولت بلانا چاہئے۔ کہ کسی کے پاس دنیا میں نہ ہو۔ بسو کر ماں
 جی کو اشارہ ہوا۔ کہ جا کر سدا ماں جی کے واسطے عمدہ محل بناؤ۔ تمام چیزیں ایک سے

سے ایک بڑھ کر محلوں میں کر دو۔ واس واسیاں۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ رتھ۔ پانکیاں
 نالکیاں غرض جملہ قسم کے سامان ہم ہوجائیں، نقد جنس استدر ہو۔ کہ شمار نہ ہو سکے
 بسو کر ماں جی تے راتوں رات سب سامان لیس کر دیا۔ جمع ہوتے ہی سدا ماں اٹھ
 مکان جانے کی اجازت مانگی۔ کرشن بھگوان نے روک لیا۔ تیسرے دن جب چلنے
 لگے۔ تو آپ کچھ دُور تک پہنچا آئے۔ خالی خالی سدا ماں جی چلے جاتے ہیں۔ ولیں
 پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیکھو تو کرشن چندر نے خالی خالی رخصت کر دیا۔ ایک کڑی
 ہاتھ پر نہ رکھی۔ سو شیلما متہ دیکھتی رہ جاتیں گی۔ کیا جواب دوں گا۔ کرشن چندر نے
 بہت اچھا کیا۔ جو کچھ نہیں دیا۔ روپیہ بلتا۔ تو نادارین کے بھجن میں لگن ہوتا۔ انہیں
 الجھیروں میں گھر نہ دیک آگیا۔ تو وہاں کا رنگ ہی دیگر گوں سونے کی عمارت کھڑی
 ہوئی ہے۔ بارخ۔ بادلیاں۔ تالاب۔ حوض کنوئیں کھدے ہوئے ہیں۔ نہریں جاری
 ہیں۔ دروازے پر نقیب چوہدار۔ عصا بردار کھڑے ہوئے ہیں۔ سپاہی پہرہ پر تعینات
 ہیں۔ اصطل گھوڑوں سے بھر پور۔ فیلا ن کوہ تمال سے فیلا نہ معمور گھوڑ سالوں میں
 گائیں بھینس بندھی ہوئیں۔ سدا ماں جی کے ہوش جاتے رہے۔ سوچتے تھے۔ حیف
 میری جھونپڑی کہاں گئی۔ شاید راتہ بھول گیا۔ ادھر آ نکا۔ سدا ماں جی جھونپڑی ٹاپتے
 ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ سو شیلما بام عمل پر ان کو انتظار کھینچ رہی تھی۔ سدا ماں جی
 سامنے نظر پڑے۔ واسیوں کو بھیجا۔ کہ سدا ماں جی کو لے آئیں۔ واسیاں دوڑیں۔ اور
 سدا ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا چلیے۔ سرکار اندر بتلاتی ہیں۔ سدا ماں جی جھپکے۔ قدم
 آگے نہیں پڑتا۔ واسیاں اصرار کرتی ہیں۔ آپ کا ہی دو لقا رہے۔ آپ اڈتے کیوں
 ہیں۔ سدا ماں جی اندر گئے۔ ہیرے اور جواہرات کے ڈھیر دکھائی دیے۔ سو شیلما جمع
 زبور پہنے۔ نعین پوشاک زیب تن کئے۔ مسمری پہنٹی ہوئی ہے۔ سدا ماں جی کے
 آتے ہی سو شیلما اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پابوسی کے سدا ماں جی کے قدم دھوئے۔
 شگھاسن پر بٹھایا۔ دیکھئے۔ کیسی کرشن چندر کی کرپا ہے۔ جو کچھ سامان دیکھ رہے ہو۔ انہیں
 کی بدولت ہے۔ جس دن تم دُور کا پہنچے۔ اسی دن اُس کی قدرت کاملہ سے سدا
 سامان یہاں موجود ہو گیا۔ سو شیلما نے سدا ماں جی کو نہلایا پوشاک پہنائی۔ نینس
 کھانے کھلوائے۔ کھانے سے فراغت پا کر سدا ماں جی اور سو شیلما بیٹھے ہوئے تھے۔

جی کی باتیں کر رہے ہیں۔ سوٹھلا پوچھتی ہے۔ جب تم دودار کا پہنچے۔ کرشن چن رہا ہے
ساتھ کس طرح پیش آئے۔

سدا ماں جی نے ساری کیفیت بیان کی۔ چہرہ آداس ہے بول کی کلی
کھلتی نہیں دکھائی دیتی۔ سوٹھلا چہرے کی افسردگی دیکھ کر سدا ماں جی سے پوچھتی
ہیں۔ جہاز بچ! آپ آداس کیوں ہیں۔ کرشن چندر نے شکھ دیے۔ کسی بات کا
دکھ نہیں۔ مگر آپ ٹھگیں ہو رہے ہیں۔ سبب کیا ہے۔ سدا ماں جی کہتے ہیں۔ پرہیز
دولت و ثروت بڑی بلا ہے۔ اس کے پھیر میں بڑے نارایتن کا بھرن نہیں ہو سکتا
تمہارے اصرار سے کرشن چندر کے پاس گیا۔ ان کے درشنوں سے میرا دل اسقدر
خوش ہوا۔ کہ وہ خوشی زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ ان کی پیٹ رایتوں نے
میرے چرن والے۔ انواع و اقسام کے کھانے کھلوائے کرشن چندر نے اس قدر
میری خدمت کی۔ ہال بال میں اگر گویا فی کی طاقت خود کر کے۔ تو بھی بیان نہیں
ہو سکتا۔ جب رخصت ہوا۔ مجھے خیال آیا۔ کہ خالی ہاتھ واپس چلے۔ خدمت
تو اس قدر کی۔ لیکن کچھ دیا نہیں۔ اس کی کیا خبر تھی۔ کہ رتھ سیدھے میرے گھر
میں پہنچ گئی ہیں۔ سدا ماں جی نے سب مال انہما کر کے کرشن چندر کے ذرائع
خلق قدرت کی تعریف کی۔ ساری عمر کرشن چندر آئندہ کنہد کے دھیان میں سوٹھلا
اور سدا ماں جی نے گن اردی۔ سنسارک شکھ اٹھا کر آخر کو بیکٹھ نہیں پہنچ سکتے

آدھارے (۱۵)

کرشن چندر کی نندا وجود دھارے کریشتر
میں ملاقات اور سیدو جی کا جاک

بھیشم جی راجہ جدھشتر سے کہہ رہے ہیں۔ کرشن چندر جو دھارے اور گویوں
کی یاد میں اکثر بے چین ہو جاتے۔ ان کا دھیان کسی وقت نہ بھولتے۔ سوچ

گرہن پڑنے پر بسدیو اور دیو کی جی کو ساتھ لے کر کرکیشتر پہنچے۔ انکوں پر ترائیاں بھی ساتھ ہیں۔ اگر سین بلام جی اور بہت سے جدو بنی اثنان کی غرض سے کرکیشتر آئے۔ کرکیشتر میں سورج گرہن پر اثنان کرنے کا بڑا مہاتم ہے۔ یہ استھان پرچین رشیوں کے وقت سے پاک گردانا جاتا ہے۔ پیشتر اس کا نام سمند تک کیشتر تھا۔ پر سرام جی نے بڑے بڑے چھتری راجاؤں کو اس مقام پر جنگ کر کے مارا تھا۔ اور اس کے تون سے تہین کیا تھا۔ آپ کی پانڈوؤں کی لڑائی سے کرکیشتر مشہور ہو گیا ہے۔ سورج گرہن پر اثنان کرنے کا مہاتم ہے۔ کرشن چندر اور بسدیو قلم جدو بنیوں کے ساتھ کرکیشتر میں آئے۔ سولہ ہزار ایک سوٹھ رائیاں بھی ہمراہ گئیں۔ نیچے استادہ ہوئے۔ ڈیرے پر لگے۔ کئی کوس میں جدو بنیوں کے ڈیرے تھے۔ نند چودھال اور تمام سورج کی گویاں اور گوال بال نند گاؤں اور برجاسی بھی کرکیشتر میں اثنان کے واسطے جمع ہوئے۔ کرشن چندر کی خبر نند چودھال اور گویوں نے ہمارا ج کے نیچے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس وقت جو خوشی کرشن چندر کو تھی۔ بیان سے باہر ہے۔ لوگ پوچھتے تھے کہ آج آپ کے چہرے پر عجیب اشنات برس رہی ہے۔ چہرہ پھول کی طرح کھلا جاتا ہے۔ باعث کیا ہے۔ آپ سنے فرمایا کہ ہمارے بچپن کے پتا ماتا نند اور چودھال آئے ہیں۔ ان کے دیکھنے کو دل بے قابو ہو رہا ہے۔ راجہ اگر سین نے برجاسیوں کو بڑی عزت سے لے لیا۔ کرشن چندر روڑ کر نند جی کے قدموں پر گر پڑے۔ انہوں نے چھاتی سے لگا لیا۔ اسی طرح بلام جی کو چودھال جی رخصتوں پر بوسہ دیا۔ اور سینے سے لگایا۔ ماوری محبت نے ایسا جوش دکھایا کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کہتی تھیں۔ پیار گھنیا۔ تم نے اس قدر بھلا دیا کہ متھرا جا کر خبر بھی نہ لی۔ یہ کہہ روئے لگیں۔ چھاتی بھرائی۔ ہچکیاں بندھ گئیں۔ سری کرشن جی نے چودھال کے قدم پکڑ لئے۔ ہاتھ جوڑ کر بولے۔ ہے ماتا۔ کیا کہوں۔ جب سے میں آپ سے جد ہوا۔ کوئی گھڑی چین نہیں ہلتی۔ تہ جی بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے میں سواد نہیں ہو۔ لطف بند رابن میں حاصل تھا۔ اب وہ میسر نہیں آسکتا ہے۔ ماتا میں آپ ہی کا ہوں۔ جہاں رہوں گا۔ آپ ہی کا کھلاؤں گا۔ ادھر بسدیو جی تمام برجاسیوں

سے ملاقاتی ہوئے۔ مصافحہ کیا کرشن چندر جو دھاجی سے بلکہ ہر ایک برجیاسی کے پاس گئے۔ اور سب کو اپنے ڈپرے پر لا کر بٹھرایا۔ رادھکا جی کے دیکھنے کی ہوس سب رانیوں کو بھتی۔ رادھکا جی کی خوبصورتی دیکھ کر سب خوش ہو گئیں ایک دوسرے سے کہتی تھی۔ ایسا جمال ایسا حسن تو آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ کرشن چندر کی آنکھوں رانیاں رکنی وغیرہ کو اپنے حسن عالم سوز پر بہت ناز تھا۔ جب سری رادھکا جی سے ملیں۔ تو ان کے حسن کی روشنی رادھکا جی کے جمال کے آگے پھینکی پڑ گئی۔ دیو کی جی کی زبان سے یہی نکلتا تھا۔ کہ رادھکا جی ماہ ویش عورت کرشن چندر سے کیونکر چھوڑی گئی۔ رکنی نے دیکھا سے سری رادھکا جی کا شکار کیا۔ اور نہایت محبت اور وفاداری سے اپنے پاس رکھا کرشن چندر جب سب سے مل چکے۔ اپنی گٹھوں کو دیکھنے گئے۔ ایک ایک کا نام بیکر سب کی پیٹھ پر ماتھ پھیرا۔ گٹھ میں جہارن کو ٹنگی لگائے دیکھ رہی ہیں جس طرح کوئی بچھڑا ہوا اند مت کے بعد سے۔ پھر سبھوں کی دعوت تو اضع ہوئی نند جی اور برجیاسی لوگ ایک پگت میں بیٹھے۔ اور گوبوں کی بگاڑت عنیاد ہٹھا کر چھتیس طرح کے فریاد پر روتے گئے۔ بسا یو جی نے نند جی وورد دیو کی جی جو دھاجی سے محبت بھری باتیں کیں۔ تمہارے احسان سے سر آدینا نہیں ہوتا۔ کوئی ایسا آپکا کر کے والا۔ ہر تھی نہ ہو گا۔ جیسا تم نے ہمارے ساتھ کیا۔ وہ وقت نہیں بھولتا۔ جب کبھت کنس نے ہمیں قید میں ڈال دیا۔ بیڑیاں پہنائیں۔ اسوقت کرشن چندر کی پرداخت قید خانے میں بہت شکل تھی۔ تم ایسے تھے۔ کہ ہمارے اوپر دیا کر کے کرشن چندر کو پالا۔ ہم کبھی آپ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ جو دھانے جواب دیا۔ ہم تو کرشن چندر کے واپہ دودھ پلانے والے ہیں۔ پالنے کی محبت بہت ہوتی ہے۔ بچے میں ہوک اٹھتی ہے۔ جب تک نہ دیکھتے تھے۔ چین نہیں پڑتا تھا۔ اب تو برسین گزر گئیں۔ موہنی ٹوٹا شینے میں بھی نہیں دکھائی دیتی۔ گہیاں بولیں۔ آپ کا بے کو یاد کریں۔ سولہ ہزار ایک سو گٹھ رانیوں سے دل بہلائیں۔ کہ ہماری یاد کریں۔ دوسری نے کہا۔ کیوں برنڈا بن بہاری یہ گھوڑے اور نا تھی تیرے ہی ہیں۔ یا کسی سے مانگا

لائے ہو۔ تو تیسری بولی۔ اے گوہی ناٹھ۔ وہ سب بائیں بھول گئے۔ جب
گھر گھر دی بھین چراتے پھرتے تھے۔ گوہیوں سے دان لیتے تھے۔ آپ تو راجاؤں
سے بھی بڑھ گئے۔ چوتھی کہتی ہے۔ لال آپ ساجے مروت دیتا میں گوہی نہ
ہوگا۔ محبت تو چھو نہیں گئی ہم سب گوہیاں تمہاری الفت میں پھنس گئیں۔
کم بخت دل کا برا ہو۔ جو ٹکڑا تمہاری محبت میں پھنسا ہوا ہے۔ تم نے جب سے
ہم کو چھوڑا۔ بخر بھی نہ لی۔ پانچویں بولی۔ کیوں نند لال ہم سے تو دان لیتے تھے
کیا راجاؤں سے بھی مانگتے ہو۔ مانگ مانگ کر یہ ثروت حاصل کی ہے۔ اس طرح
کئی باتیں ہوتی رہیں۔ کرشن چندر نے جواب دیا۔ تم جان سے بھی بڑھ کر پیاری ہو
تمہاری محبت کہیں بھول سکتی ہے۔ بچپن تمہارے ساتھ رہ کر گڑا۔ جو آئندہ
یروج میں بلا ہے۔ دوسری جگہ نہیں مل سکتا۔ جب سے برندا بن چھوڑا ہے۔ ایک
گھڑی چین نہیں ملا۔ بڑے بڑے راجاؤں سے لڑائیاں ہوئیں۔ کنس۔ جوا۔ پٹھان
دنت بکر بانا سر وغیرہ راجپوتوں نے وہ زور باندھا تھا کہ خلعت عاجز مکتی۔
جب ان سے نجات ہوئی۔ مہابھارت ہوا۔ دل ہی تھا۔ کہ تمہارے دیکھ کر
کروں شورج گرہن پڑا۔ موقع غنیمت بھلا۔ تمہارے دیکھنے کو یہاں آیا۔ یہ تو
معلوم تھا۔ تم لوگ بھی اس پر کرکیشتر اشنا کر لے آؤ گی۔ پیاری معاف کرو گی
تمہاری حکایت بجا ہے۔ فرصت نہیں ملی۔ اس لئے تمہارے پاس نہیں آیا۔ آؤ دھو
جی کو اس لئے بھیجا تھا۔ کہ تم مجھ کو ہر جگہ موجود جانو۔ مجھ میں دل لگاؤ۔ میں ہر وقت
تمہارے پاس ہوں۔ علیحدہ نہیں۔ برج مجھے بکیتھڑے بڑھ کر ہے۔ گوہیوں نے ناٹھ
جوڑ کر کہا۔ آؤ دھو جی گیان سکھائے اے تھے۔ اس وقت تو برا معلوم ہوا۔ مگر اب پھل
مل گیا۔ تمہاری یاد ہر وقت رہتی ہے۔ اسی سے ارتھ و مہرم کام موکش چاروں پاتا
مل گئے۔ تمہاری درشن جو رکیشروں کو بھی ڈر لہجہ ہیں۔ ساہا سال شپ کرتے ہیں
مگر آپ کی موہنی ثورت دھیان میں نہیں آتی۔ اب ہم آپ سے یہی بردان مانگتی ہیں
کہ آپ کی بھکتی ہو۔ اور آپ کے چرنوں میں ہر وقت دھیان لگا رہے۔ کرشن چندر
نے بردان دیا۔ یا۔ میں تمہارا ہوں۔ اور تم سب میرا من ہو۔ یہ کہہ کر آدھاجی کے
پاس گئے۔ اور پریم اور محبت کی باتیں ہونے لگیں۔

اَوِھیائے (۱۷)

گوپیوں کا پریم

کرشن چندر کی پٹ رائیوں کمراسبات کا غرور تھا۔ کہ مہارے برابر نہ تو
 گوپیوں میں حق ہے۔ نہ ہماری طرح محبت ہوگی۔ برج بالا میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ پٹ
 رائیاں جمع ہیں۔ پیار اور محبت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اپنی اپنی کہہ رہی ہیں۔ کہ مہار
 برابر کرشن چندر کی محبت کسی کو نہیں۔ کرشن چندر نے کہا۔ جن کو مجھ سے پریم ہے۔ ان
 کے ہر دسک میں میرا پاس ہے۔ رائیوں نے آنجل اٹھا کر اپنی چھاتیاں دیکھیں۔ کوئی نشان
 نہ پایا۔ اور گوپیوں کے ہر دسک پر نشور روپے سے آپ کی صورت دکھائی دی۔ آپ کہنے
 لگے۔ دیکھو۔ سچا پریم یہی ہے۔ جو برج بالا مجھ سے رکھتی ہیں۔ اتنی محبت کسی کو نہیں ہے۔ سب
 برج برہما بن بہاری کی محبت میں گمن ہو کر پریم سے ان کی مستی کرنے لگیں۔ جدو جہا
 لوگ دیکھ رہے تھے۔ کہ گویاں کس قدر پریت سری کرشن چندر سے رکھتی ہیں۔ اور
 سب رائیاں ان کے پریم کی تریف کرنے لگیں۔ اور ان کے چاروں طرف بیچ کر کہا
 کہ کرشن چندر کے بال لیلیا کا حال ہم لوگوں کو سناؤ۔ اور انہوں نے بہت سا چرت
 کرشن چندر کا پٹ رائیوں کو کہ کرشن چندر نے برہما بن کہا تھا۔ سنا یا۔ سب پٹ
 رائیاں پوچھا۔ اگھا سر۔ بکا سر وغیرہ راجپوتوں کے مرنے کی سرگزشت اور اس
 لیلیا اور دو دھو جی کے دال کے حالات سن کر گمن ہو گئیں۔ دو دھو جی اور رگنی جی
 آپس میں باتیں کرتی ہیں۔ اور کرشن چندر۔ پانڈوؤں سے برجاسیوں کا پریم بکھانا
 کہ رہے ہیں۔ راجہ دھرتراشٹ نے اگر سین اور لب۔ یو جی سے مہابھارت کی لڑائی
 سنا لی۔ گنتی جی نے کرشن چندر سے بلکرا اپنے بیٹوں کا حال کہا۔ اتنے میں نادر دیاں
 جی لہو امتر دیون چون۔ ستیانامد بھار دوان گوتم لہو شٹ بھرگ اتری۔ مارکندے
 اگست پاراشورہم وغیرہ رشی گن وماراج کے درشنوں کو آئے۔ کرشن چندر نے
 عزت سے بٹھایا۔ اور پوچا کی۔ نادر جی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ مہاراج! آپ کے چرنوں

کی بھگتی چاہتے ہیں۔ آپ کے درشن تو شیوہ برہما وک دیوتاؤں کو ملتی ہیں۔ آپ کے بھیدوں تک عقل رسائی نہیں کر سکتی۔ آپ کے روپیں روپوں میں لا تعداد برہما نڈ ہیں۔ آپ کے اشارے سے کل کائنات پیدا ہو کر ناش کو پراپت ہوتی ہے۔ جب راجس دیت ہری بھگتوں کو گزند دیتے ہیں۔ آپ افتاد و صارن کر کے پر تقویٰ کا بھار اتارتے ہیں۔ پھر بسد یوجی سے بولے کیا تم انہیں اپنا پتر سمجھتے ہیں۔ یا یا موہ سے نہیں چھوٹے۔ یہ سب دیوتاؤں کے پتامہ ہیں۔ دنیا انہیں سے پیدا ہوئی۔ اور انہیں میں پست ہو جاتے گی۔ آپ ایشور ہیں۔ ان کی بھگتی سے آخرت سنبھالو۔ بسد یوجی نے کہا۔ اب تک ہم نے نہیں پہچانا تھا ہے ایشور! ایسا گیان دو۔ اور ایسی تائیر تبتاؤ کہ پر ماتما میں دھیان لگے۔ برہیوں نے کہا۔ آپ کو کشیدتر میں جگ کریں۔ اور اس کا پہل کرشن ارپن کر دیں۔ بسد یوجی نے ریشوں کی ہدایت سے جگ کیا۔ کرشن چندر کی جہاں سے سب دیوتاؤں نے اگن کنڈ سے نکل کر اپنا بھاگ لے لیا۔ جگ سمپٹوں ہوا۔ دکنادی نیشٹروں کو بھوجن کرا کے رخصت کیا۔ کچھ دیوؤں بعد کرشن چندر نے دوار کا کا قصد کیا تھا، اور جو وہاں جی کو بہت دکھ ہوا۔ گویاں اور راوہا جی چاہتی تھیں۔ کہ کرشن چندر کی ہمراہی میں دوار کا جائیں۔ مگر آپ نے سمجھا بچا کہ سب کو زبردستی رخصت کیا۔ برہما سیوں کو سونا اور جواہرات عطا فرمایا۔ نند اور جوہرہا جی کو بہت سا قیمتی اسباب نامتی گھوڑے رتھ پانکی وغیرہ دے کر رہنما بن بھیجا۔ اور خود دوؤں بھائی پیادہ پا کچھ دوار تک برج باسیوں کو پہنچانے لگے۔ پھر جد و بنیوں کے ساتھ خود بدولت بھی دوار کی جانب لے گئے۔

ادھیائے (۲۲)

مردہ لڑکوں کے لئے دیو کی جی کا اصرار۔
اور راجہیل کے پاس کرشن چندر کی روانگی

بہشت میں جی سلسلہ جنہا فی غرہ ملتے ہیں۔ کہ ایک شام سندر حسب معمول اپنے
پتا بسدیو جی کی قابو سی کے لئے گئے۔ بسدیو جی سے رمانہ کیا۔ مادھری مورت
دیکھتے ہی چن پکڑ لئے۔ کہ شن چندریو نے۔ پتا جی۔ یہ کیا کانٹوں میں مجھے کیوں
گھسیٹتے ہیں۔ تدم چھونا میرا حق ہے۔ تو آپ میرے پاؤں چھوتے ہیں۔

نفسد یونانی۔ آج تک مایاموہ کے جنجال میں پھنسا ہوا تھا نگیان و رشی نے
 بھئی۔ آپ کو پہچانا نہیں۔ رشیوں کی بڑی کرپا ہوئی۔ کہ مجھے گیان دیا۔ آپ ساکشات
 پر میثور کا اقرار ہیں۔ تمہارے چتر تھننے والے بھو ساگر سے پار اتر جاتے ہیں۔ نہ کہ
 ہر وقت جس کو بھگوت کے ورشن ہوں۔ وہ مایاموہ میں پھنسا رہے۔ ابھی تک تو میں
 آپ کو اپنا بیٹا جانتا تھا۔ اب دیدہ باطن سے دیکھا۔ تو فی الحقیقت نہ دکھاروہ
 سامنے پر کاش کر رہا ہے۔ آپ تو برہما کے بھی پٹا اور پتامہ ہیں۔ چاروں انگ
 عالم میں آپ ہی کا پر تو ہے۔ آپ ہی کا نور برس رہا ہے۔ آپ ٹھٹھٹ باسی
 ناک و ہند کو جاننے والے ہیں۔

ہوں۔ سب نے عیوہ اور سب میں میرا پرکاش ہے۔ گیان ورثی ہونے سے ماما موہ کے جال میں نہیں پھنس سکتے۔

یہ کہہ کر گرشن چندر سہیگو ان اپنی ماما دیو کی کی خدمت میں آئے۔ اور کہا ماما آپ کے فرزند سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ آپ کی جو اچھا ہو مانگئے۔

دلی کی جی۔ رہا تھے جوڑ کر تم دونوں بھائی سا گشت نارایتی ہو۔ تمہارے ورثے سے دنیا کے بدادست مل جاتے ہیں۔ بیٹا! مجھے اپنے چھ بالکوں کا از حد رنج ہے۔ آہ کنس ڈسٹ لے چھ مار ڈالے۔ جس طرح تم شائد یہیں گود کے رکے کو اس کی ماما کے کہنے سے لائے تھے۔ میرے بھی تیر مجھے لا کر دکھا دو۔

ماتا کی باتیں سنکر شیام اور پلام راج بیل کے یہاں سوتل لوک میں گئے۔ راج بیل
دونوں بھائیوں کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ڈنڈا روت کر کے ماتھ جوڑ کر عرض کیا
ہے نارائن۔ میرے بھائی دمن ہیں۔ جو آپ نے تکلیف گوارا کر کے درشن دیئے
یہ کہہ کر شیام اور پلام جی کے چرن دھو کر چرنامت لیا۔ اور جڑاؤ سنگھاسن پر بیٹھ

کہ مہاراج کی پوجا کی۔ پھولوں کے مار پناٹے۔ چندن لگا کر دھوپ دیپ آرتی اتاری۔

کرشن چندر۔ راجہ بل تم جانتے ہو۔ کہ مرتیج رشی کے چھ لڑکوں نے برہما جی کی حکم عدولی کی تھی۔ برہما نے سراپ دیدیا تھا۔ کہ راجس جون میں جنم لو دھی بالک پہلے ہرناکس اور ہرن کشپ کے یہاں پیدا ہوئے۔ اور مارے گئے پھر دیو کی کے بطن سے جنم لے کر کنس کے ماتھے سے قتل ہوئے۔ اب وہی بالک تھا یہاں پیدا ہوئے ہیں۔ دیو کی جی چاہتی ہیں۔ کہ میں ان لڑکوں کو دیکھوں۔ تم مہاراجہ ساتھ کر دو۔

راجہ بل نے قیصل ارشاد کی بلا کر سامنے کھڑا کر دیا۔ کرشن چندر اور ویدام جی بالکوں کو لئے ہوئے دیو کی تانا کے پاس کے پاس آئے۔ دیو کی جی ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اور شیم ویدام پر یقین ہو گیا۔ کہ فی الحقیقت آپ ایشور روپ ہیں۔ مان بالکوں نے اپنی پورب جنم کی تمھارا سنگر دیو کی اور بسد دیو جی کو گیلان اپریشن کیا۔ اور دیو کو کس کو گئے۔

اوصیائے

کرشن چندر کی عیادت

بیشم جی نمکے سرا ہیں۔ کہ کرشن چندر بھگوان نے جہاں بہت سی ریلایش دکھائیں۔ وہاں آپ نے تپ بھی کیا ہے۔ دیو رشی نار دیو جی کی زبانی سنا ہے۔ جب آٹھ پٹ راہیوں اور سولہ ہزار ایک سوراہیوں سے آپ بیاہ کر چکے۔ تو اتر اکھنڈ میں تیرتھ جاتا کرنے کی ٹھانی پہلے اندر پرست میں پاندوؤں سے ملکر کر کشیتر آئے پھر ہر دوار پہنچے۔ اور کنکھل وغیرہ تیرتھوں میں اثنان کر کے رشی کیش پر یاگ کنا دنا لکھ کے درشن کئے۔ وہاں سے بہرہی تالھ کو گئے۔ آپ نے سوچا۔ کہ نہ نارایش کوپ سے ہم نے سنساری آدمیوں کو جوگ سکھایا۔ سری رام اوتار میں بھی

چودہ برس جنگل میں عبادت کی۔ اب اس کرشن روپ میں بھی ٹپ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آپ بد رکھا شرم میں ٹپ کرنے لگے، بہت بڑا ٹپ کیا۔ آپ کے درشنوں کو آئندہ برہمن، جم، کوہیر وغیرہ دیوتے آتے جاتے تھے۔ ایک روز آپ کو عین عبادت میں خیال ہوا کہ ہمارے خاندان میں مجھ سا تو بصورت اور بہادر لڑکا پیدا ہو۔ اس خیال کے ہوتے مگاشیوجی نے ورشن دیئے۔ اور دعا دی کہ آپ کے گل میں ایسا سوہیر لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تینوں لوک میں اچھے ہوگا۔ صورت سیرت میں آپ کا ثانی ہوگا۔ یہ لڑکا لادلو کا اوتار ہوگا۔ کادیو کو تو میں نے اپنی تیسری آنکھ سے جلا کر بھسم کر دیا۔ مگر رتی اس کی استری کے آہ و بکا سے دل میں رحم آیا۔ لہذا بروان کے بوجب کادیو آپ کے یہاں پیدا ہو کر پر دمن نام سے موسوم ہوگا۔

شیوجی بروان دے کر چلے گئے۔ اور ناد-وید بیاس، دیول وغیرہ تہشی آپ کے درشنوں کی خاطر ویاں آئے۔ اور کہا کہ آپ کا ٹپ سمجھ رہا ہوں۔ اب آپ گھر کو جائیں۔ سری کرشن ویاں سے دوار کا آئے۔ اور پر دمن جی کی ولادت ہوئی۔ پھر کرشن چندر کی اس قدر اولادیں ہوئیں کہ تین کروڑ ۸۰ ہزار برہمن جن کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔ آپ کی طرح آپ کی وہ کل اولاد بھی چہارت اور ویلیری میں لیگانہ تھی۔ خلق مروت تو جدو بنسیوں کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اس وقت کرشن چندر کے راج کے عہدِ دولت کو کوئی راجہ ہے۔ اور نہ اتنی ثروت کسی کو حاصل ہے۔ آپ نے جاسندھ سپال کنس وغیرہ بڑے بڑے پر اکرمی راجوں کو بچا دیکھایا۔ پھر مہا بھارت میں ۱۸ اکشونی فوج کا نانش کیا۔ آپ کا اقبال تینوں لوک میں آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ اندر وغیرہ دیوتے بھی آپ کی برابری نہیں کر سکتے۔ آپ شیوجی کے پر مہبکت ہیں۔ جاوہنی لوگ شیوجی ہی کے آپاسک ہیں۔ اسی وجہ سے جدو بنسی شیوجی کی گل میں خیال کئے جاتے ہیں۔ ارجن کو گیتا اپدیل کے بیراٹ روپ کا ورشن دکھایا۔ آپ نے اودھوجی کو بھی گیان اپدیل کیا۔ یہ باتیں سوائے نارائن کے کسی میں نہیں۔ آدمی میں اتنی قدرت کہاں ہو کر کے دیوتاؤں سے تو ہونا مشکل ہے۔

آدھیا ئے (م)

کرشن جہاں

پھینٹنم جی۔ کرشن جھگوان کی جہاں کہاں تک بیان ہو۔ شیش جی تو ہزار زباؤں سے آپ کے گن گائے ہیں۔ اور پھر بھی وار نہیں پاتے پچھن میں جیب آپ جو دھاکے یہاں بال لپکا کر رہے تھے۔ ایک دن لڑکوں کی طرح آپ نے مٹی کھائی۔ جو دھاجی کو خبر ہوئی۔ اور آپ کے منہ پر پھار سے دو تھپکیاں لگائیں۔ آپ نے منہ کھول دیا۔ جو دھاجی دیکھتی ہیں۔ کہ اندر۔ بزن جم کو بیر چاروں لو کہاں اور بہت سے دیوتے کھڑے ہوئے آپ کی آستنی کر رہے ہیں۔ جو دھانے یہ حال دیکھ کر خیال کیا۔ کہ کنھیا بٹن جھگوان کا اوتار ہے پیشتر بھی کسی وقت ایسا ہی حال دیکھا تھا۔ آپ نے پھر پایا پھیلا دیا۔ اور جو دھاجی مایا موہ میں پت ہو گئیں۔ کرشن چندر کو اپنا مالک خیال کر گئے آپ کی مانا دیو کی جی کی ادنیٰ نے روپ اور لہو دیو جی کشپ کے روپ اور لہو دیو جی کشپ کے روپ سے پر تھی پر پیدا ہوئے۔ کسی وقت میں کشپ اور ادنیٰ نے بڑا بھاری تپ کیا تھا۔ اور یہ روان مانگا تھا۔ کہ آپ ہی کی طرح کا مالک پیدا ہو۔ بٹن جھگوان ان کی بھلتی سے خوش ہو گئے۔ بولے۔ میری طرح تو دوسرا اور کوئی نہ ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم ہی تمہارے یہاں جنم لیں گے۔ ادھر پر تھوی پر بڑے بڑے ابھانی راجے پیدا ہو گئے۔ آدھرم ہونے لگا۔ یہی وجہ آپ کے اوتار دھارن کرنے کی ہیں۔ چنانچہ آپ نے کرشن روپ سے کنس جاسنادھ سسپال وغیرہ ادھرمی راجوں کو مار کر پر تھوی کا یو جھ اتارا۔ ادنیٰ مانا کے کانوں کے کنڈل زکا سرویت پر اگ جوتش پور میں چڑھ لے گیا۔ یہ کنڈل دیوتاؤں نے دیئے تھے۔ دُنیا میں بڑے سے بڑے راجاؤں کو بھی میسر نہیں۔ وہی کنڈل بانا سر راجپس سے جیت کر کرشن چندر

نے اپنی مادیوں کی نذر رکے۔ کرشن بھگوان لیلہ پر شوتم اوتار ہیں۔ آپ سے جو باتیں ہوئیں۔ وہ دیوتوں اور شیروں سے بھی نہیں ہو سکتیں۔ آپ کی پرہیزگاری دیکھ کر سنساری آدمیوں نے ساکشات پٹن روپ سمجھا۔ اور جن اوراد و مہمان گہان دیا۔ ویسا ہی اپدیش کیا۔ سنسار کا شکم ویسا ہی ہو گا۔ ہے راجا! میں تھوڑی عقل والا آدمی ہوں۔ تاہا بن جی کے گن بچان سکتا ہوں۔ جو کچھ دیدیاس نامہ درویشی سے سنا۔ اس کا عشر عشر بھی تو کہنے کا زبان ہیں یا نہیں۔ جو مہانتا ہزاروں برس تپ ریاض کرتے ہیں۔ آپ کی جہان نہیں جان سکتے۔ اب آخر وقت ہے۔ موت کے دن قریب آگئے۔ کرشن چندر بھگوان ہی کے دھیان اور سیرن میں ہماری مدد جسم خاکی سے رہائی پا جائے۔ توڑے بھاگ ہیں۔ ہے راجا! درپودھن بڑا مندست تھا۔ اپنے سوا کسی کو کچھ نہ سمجھتا۔ اسے گھنٹہ ٹٹا۔ کہ بھیٹم جی درونا ہاچار۔ کر پاچار۔ کرن۔ دو شاسن ایسے بلوان مہاراجتوں سے بھلا یا نڈو جیت سکتے ہیں۔ اس کے خیال میں سوائے مجھ سین کے پانڈوؤں میں کوئی طاقتور نہ تھا۔ وہ سمجھانے پر بار بار کہا کرتا۔ کہ ہماری طرف کیسے سو رہا پہا دار ہیں۔ جن سے آدمی تو کیا۔ دیوتے سامنا نہیں کر سکتے۔ تو پانڈو کس کھیت کی مولی ہیں۔ درپودھن کرشن چندر کی جہاں سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ آپ دیو کی نافرمان ہیں۔ جو کچھ چاہیں گے ہو گا۔ سننے میں آتا ہے۔ ران شکتہ درپودھن مرے سے کچھ دیر پہلے کرشن چندر کی شان میں کچھ گستاخانہ کلمے زبان سے نکال بیٹھا۔ مگر بعد کو پھبتایا بھی۔ اسے بیٹا! بے شعور۔ بے عقل۔ احمقوں کا یہی دستور ہے۔ تم پانچوں بھائی باوجودیکہ کرشن چندر کی جہاں جلتے ہو۔ پھر بھی میری نصیحت ہے۔ کہ تم لوگ سری مہاراج کی خدمت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرنا۔ یہی سنسار کے پیدا کرنے اور پالنے والے ہیں۔ جو لوگ کرشن بھگوان کی کھٹاٹے سناتے ہیں۔ وہ سنساری مایا مودہ سے چھوٹ جاتے ہیں۔

اُدھائے (۵)

گج اور گراہ کی لڑائی

راجہ جدھشٹر نے دیانت کیا۔ کہ پتامہ جی! کرشن بھگوان نے کیونکر گج کو گراہ سے بچایا۔

بھگوان پتامہ جی! ہری بھگوان کی کتناوس سے تم کو بڑا سینہ ہے ہری بھگوان تم کو موکل ہدی دیس گے۔ یہ کتنا شونک جی کی زبانی اس طرح سننے میں آتی ہے۔ بھگوان استوت بڑا سکھ و ایک ہے۔ اس کے سننے والے گناہوں سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اوم نمونا رائن ایتیمہ یہ ایک منتر ہے جس کے پڑھنے اور پالکھ کرنے سے مقصد براتے ہیں۔ سیر پر بت سے چھوٹا کوٹال بل پر بت چھیر ساگر کے قریب واقع ہے۔ اس پر دیوتاؤں اور گندھریوں کا مسکن ہے۔ کشر کلش وغیرہ روٹانہ سیر کیا کرتے ہیں۔ شیر اور ناگیتوں کا اسی پہاڑ پر استھان ہے۔ دب سد۔ پائل۔ کدب نیب چندن اگر چمپک شالی۔ تال وغیرہ درختوں کے وغیرہ ہیں۔ ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چل رہی ہے۔ ہرن چو کڑیاں بھرتے ہیں۔ مور اور چکور کی مست اور ولفریب آدموں سے کلر کچا جاتا ہے۔ اسی کی چوٹی پر سورج تاراں دم لیتے ہیں یہ پر بت سونے کی طرح چمکنے والا ترگ میں ہے۔ دوسرا اس کے مقابل میں ایک پہاڑ اور ہے۔ جو چاندی کی طرح چمک رہا ہے۔ نیلم یا قوت۔ لال عقیق۔ زرد وغیرہ جواہرات کی کائیں ہیں۔ برف سے اس کی چوٹی ہمیشہ ڈھکی رہتی ہے۔ اور چند رہاں اسی پر بنو اس کرتا ہے۔ تیسری چوٹی میں کا نام پدم راکا ہے۔ ان دونوں پہاڑوں سے کہیں بلند ہے۔ برہمانے اس پر تپ کیا تھا۔ پاپی جھوٹ بولنے والے حریص اور حسدی لوگوں کو یہ پہاڑ نظر نہیں آسکتا۔ اسی پہاڑ پر ایک عمیق تالاب ہے۔ جس میں کنوئوں کے پھولوں پر بھٹورے گونج رہے ہیں۔ کہیں کوئل کوکتی ہے۔ کہیں پہاڑ پی پی۔ کہاں پی کہاں پی دھن لگا رہا ہے۔ تالاب

کاپانی نہایت شیریں آپ حیات کو مات کرتا ہے۔ اس تالاب میں ایک قوی سیل
اور گرانڈیل گراہ رہتا ہے۔ جس کی ہیبت سے کوئی جانور اس تالاب میں پانی
پینے نہ جاتا۔ جس کی طاقت کے آگے مایتیوں کی بھی قوت کچھ کام نہ کرتی تھی۔ اتفاق
سے ایک گجیندر کئی مایتیوں کے ساتھ اس مقام پر بیمار کر رہا تھا۔ مایتی پیاسا ہوا
تالاب پر آیا۔ اور پانی پینے لگا۔ گراہ ناک ہی میں تھا۔ گجیندر کا پاؤں پکڑ لیا۔ دو لو
میں زور آزمائی ہوئے لگی۔ مایتی بھی کچھ کم نہ تھا۔ دس ہزار مایتیوں پر اکیلا بھاؤ
تھا۔ اس طاقت پر بھی گراہ کے گجیندر کو اس زور سے مکہ مارا۔ کہ گجیندر منہ کے
بل گر پڑا۔ اس گش کش میں دس ہزار برس اڑتے اڑتے گزر گئے۔ ایک بھی
غالب نہ آیا۔ مگر مایتی تنک چٹکا تھا۔ مایوس ہو گیا۔ جانتا تھا۔ کہ اس مودی کے
منہ سے چٹکارا نہیں ہو سکتا۔ چاروں طرف نگاہ کی۔ کوئی ٹمکسار نظر نہ آیا۔ جو
اس مصیبت میں کام آتا کیا کرے۔ کچھ بنائے نہیں بنتی۔ اس وقت پر ماتا ہری
کا دھیان کیا۔ مہا پر بھو ہے۔ بناشی ہے۔ دیندیاں آپ ہی کا سہارا ہے۔ ہے بھگت
و قیل باسدیو دینا تھ اس مودی سے کیونکر رہائی ہو۔ جان بچتی نظر نہیں آتی۔
ہے دینا بندھو ہے گو بند۔ اب کیا جان ہی دیدوں۔ محیف ہو گیا ہوں۔ طاقت ذرا
بھی نہیں رہی۔ کہ اس مصیبت سے چٹکارا ہو ہے مودو! آپ کے حذا سے
اشارے میں اس بلا سے بیدرمان سے نجات پاؤں گا۔ اور عمر بھر آپ کے گناہ
گاؤں گا۔ آپ بسو تو کبھ۔ جن کے چار نگہ ہیں۔ آپ کی چار بھائی تین لوک میں
پھیلی ہوئی ہیں۔ فرق مبارک برہ لوک ہے۔ سورج چاند آنکھیں ہیں۔ چون پاتال
میں ہیں۔ آپ بش بھوان ہیں۔ گرڈ سواری میں ہے۔ آپ بھگت کے بش ہیں۔ آپ
کو بھسکا ہے آپ نے برہما کو پیدا کر کے برہمن کو اپن کیا۔ بھگتوں کی سہایتا کے لئے
سری رام اوتار دھارن کیا۔ اور راون کبتھ کرن بڑے بڑے موہیروں کو مار کر برہمن
کا بھار اتارا۔ گجیندر نے خلوص دل سے مناجات کر کے ایک کنول کا پھول سوٹھ سے
توڑ کر برہمن اپن کیا۔ اس وقت ہی کرشن چندر جہار لچ جو موہنی روپ دھارن
کئے تھے تھارے سامنے رونق افروز ہیں۔ گرڈ پر سوار ہو کر آئے۔ مودو گراہ کا سر
سدرشن چکر سے کاٹ کر گجیندر کو بچا لیا۔ بھیٹم جی کہتے ہیں۔ اسی طرح سے مصیبت

کے وقت بھگتوں کے آڑے آگے ہیں۔ جدھر شہر نے پوچھا۔ یہ دونوں کون تھے۔
 بھیشم جی بولے۔ کہ یہ دونوں گجندر اور گراہ پورب جنم میں مانا اور مومو نام گندھرب
 تھے۔ فن موسیقی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ایک وقت راجہ اندر کی سبھا میں جہاں
 بہت سی اہلسرائیں اور گندھرب موجود تھے۔ گانا بھڑانا تھا۔ ہر ایک اپنے کرتب
 دکھارنا تھا۔ اور اپنے علم کی توجہ سے داد چاہتا تھا۔ یہ دونوں گندھرب بھی علم
 موسیقی کے جوہر دکھائے رہے۔ راجہ اندر نے گندھربوں کی بڑی تعریف کی۔ اور
 کہا۔ کہ فی الحقیقت تم دونوں گندھرب اپنے وقت کے استاد ہو۔ کوئی کسی سے
 کم نہیں۔ دونوں کا درجہ برابر ہے۔ دونوں گندھرب مصر ہوئے۔ کہ آپ ہم دونوں
 میں جسکو اچھا سمجھیں۔ کہہ دیں۔ اندر نے جواب دیا۔ کہ تمہارا فیصلہ دیول ریشی کر دینگے
 انہیں جاکر گانا سناؤ۔ دونوں گندھرب دیول ریشی کے پاس آئے۔ اور عرض کی۔
 کہ مہاراج! ہم دونوں میں اس کی بات کی تکرار ہو رہی ہے۔ کہ گائین و دیویا میں
 کون افضل ہے۔ دونوں گندھربوں نے گانا سنایا۔ مگر دیول ریشی ایشور کے دھیان
 میں ایسے مگن تھے۔ کہ کچھ جواب نہ دیا۔ گندھرب پھر ملتے ہوئے۔ کہ ہم کو راجہ
 اندر نے بھیجا ہے۔ کہ آپ ہمارا فیصلہ چکا دیں۔ ہم دونوں میں کون اس علم میں
 زیادہ مشاق ہے۔ آپ جس کو کہیں گے۔ وہی استاد سمجھا جائے گا۔ ریشی نے پھر
 جواب نہ دیا۔ تب دونوں گندھرب نچوت سے گویا ہوئے۔ کہ ریشی منی گائین و دیویا
 کیا جائیں۔ یہ لگے کی طرح دھیان لگانا جائیں۔ کہ گائین و دیویا کے شن قبیح دیکھ
 سکیں۔ ریشی نے نچوت آمیز کام سنکر گندھربوں کو سراپ دیدیا۔ کہ پو پو گندھرب
 گراہ ہو جائے۔ مانا نام گندھرب گج روپ دھارن کرے۔ دیول ریشی کی دعا سے
 بد سنکر دونوں کا پنہ لگے۔ ہاتھ جوڑ میت سے کہنے لگے۔ مہاراج! ہم دونوں کا اٹھنا
 کیونکر ہو گا۔ ہمارا گناہ معاف کیجئے۔ دیول ریشی کو ان کی خوشاد سے رحم آگیا۔
 کہا۔ جب گجندر کو گراہ پکڑے گا۔ اس وقت گجندر نارائن کا دھیان کر کے مستعدی
 ہو گا۔ تب بٹن بھگوان دُرشن دے کر گراہ کو ملیں گے۔ اور گجندر کو بچائیں گے
 تب دونوں کا ادھار ہو گا۔ ہر جن! جو وقت نارائن نے گجندر کو بچایا۔ اس وقت فرمایا
 تھا۔ کہ جو اس گجندر اور گراہ کی کٹھانتیں گے۔ اور گنگا جمنہ۔ تپنی وغیرہ تیرھویں

انسان کریں گے۔ اُن کو اکال مرث نہ ہوگی۔ بیشم پاشن جی نے راجہ جی سے کہا۔
کہ جب بھی بیشم جی گجیندر مراکش کا اتہاس سنا چکے۔ تب راجہ جی دھشٹر نے کرشن چندر کی
اور ریشیوں میںوں نے باس دیو جی کی استی کی۔

اَدھنا گے (۷۷)

ساوڑی استوڑ

راجہ جی دھشٹر بیشم پنامہ سے پوچھتے ہیں۔ کہ شرادھ کرم دیو کرنے کے وقت
کس استوڑ کا پاٹھ کرنا چاہیے۔
بیشم جی۔ ساوڑی استوڑ بیاس جی کا بنایا ہوا گائتری منتر کے ساتھ
جپ کرنا چاہیے۔ اس استوڑ کا پاٹھ ریشیوں نے کیا ہے۔

ساوڑی استوڑ کا ترجمہ

ساوڑی۔ پٹسٹ جی۔ ہمارا گناہناشی سنا مون کے ارتھ۔ ریشیوں کے
ارتھ شیو ہنس نام کے ارتھ نمسکار ہے۔

(۱) اچیکپا (۲) ہر بدھن۔ (۳) اپراجت۔ (۴) چنا کی بدت۔ (۵) پرت
روپ ترنیک۔ ہیشتر کھاپتی۔ ثنبھو۔ ہون یہ گیارہ تدر ہیں۔ جو تینوں لوک
کے ایوڑ کہلاتے ہیں۔ انش۔ بھیک۔ منتر۔ برن۔ دھاتا۔ اور بھان۔ جنیتا۔
بھاسکو۔ نشا۔ پرکھا۔ اندریہ بارہ نام بشن جی کے ہیں۔ دھرو۔ دھرو۔ سوم۔ ساوڑ
انل۔ انل۔ پر تو کو۔ پر بھاس۔ یہ آٹھ لبو ہیں۔ اور بارہ سورج۔ کشپ جی کے
بارہ پتر ہیں۔ منگیا استری سے نابت اور دوسرو لٹکے اشو فی کمار کے نام سے
سورج کے پتر کہلاتے ہیں۔ مرث کال۔ لبوسے دیوا۔ پتر گن۔ سورتی۔ مان۔
پتو۔ سن۔ رشی منی سدھو لوک پوتر مکان کرنے والے دیوتاؤں کے نام سے
مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ جو لوگ ان دیوتاؤں کی یاد کرتے ہیں۔ وہ دھرم

اور کام کو پراپت کر کے اچھے لوگوں میں جاتے ہیں۔ نندیشور۔ گرامنی۔ برکھ دج
دُنیا کے مالک سوم گن۔ اردو گنا۔ جوگ بھوت گن۔ سب پریت چاروں سمندر
شیشو جی کی طرح پُسن جی کے ساتھ ہیں۔ جو ان کا دھیان کرتے ہیں۔ پاپ سے
چھوٹے جاتے ہیں۔ اب ریشیوں میں جو بڑے بھگت گزرتے ہیں۔ ان کے نام
یہ ہیں۔ یو کرت۔ دیو۔ ادا۔ لبو۔ اویہج۔ اکشیوان۔ سنگرہ جی کے پتر۔ جلو۔
منیدھا۔ تھن۔ برہی۔ کھدیہ۔ رشی۔ رشی کے پتا کہلاتے ہیں۔ یہ سب رور گن
کی طرح مہا بھوی ہیں۔ پرتھوی پر اچھے گنوں کی بدولت ہمیشہ بکینڈ کے شکہ
بھوگتے ہیں۔ یہ ساتوں پورب دشا میں باس کرتے ہیں۔ جو آدمی ان کا دھیان
کرتا ہے۔ وہ اندر لوک کو جاتا ہے۔ ان مچ پر مچ سوتیا تریا۔ ڈرہبہ۔ ارباہو
تزنوں۔ اگست یہ ساتوں دھرم راج کے روپ سے دکشن دشا میں براجمان
ہیں۔ ڈرہبہ۔ رلو۔ پری بیادھ۔ دوت۔ رت۔ راستری کے پتر۔ ساست۔ رشی
یہ ساتوں رشی پنچم کوٹے میں باس کرتے ہیں۔ اتری۔ بشٹ۔ کتپ۔ گوتم
بھار دو راج۔ لبو ابتر۔ جہد گن۔ کوبیری۔ یہ ساتوں گورو اتر دشا میں درتمان ہیں
دھرم۔ کام۔ سکا۔ لبو۔ باسکی۔ اننت۔ کپل یہ سات پرتھوی کو اپنے کندھے پر اٹھا
ہوئے ہیں۔ پراسام۔ بیاس۔ استوتھمال۔ لوس یہ چاروں لو کہاں ہیں سام۔ وٹ
میرو۔ ساورن۔ دھارماک۔ مارکنڈے۔ ساکھ۔ ارباسا۔ یہ بڑے تیجہوی رشی
ہیں۔ ان کے نام لینے سے سنتان ہوتی ہے۔ غفلت کو دولت ملتی ہے۔ راجہ
بیز کا جی پتر راجہ پرتھو۔ منوجی۔ راجہ ایل۔ ان چکر ورتی۔ راجوں کے نام لینے
والے دُنیا میں جن حاصل کرتے ہیں۔ سوت۔ رشی۔ راجہ۔ سنگر کے بھسم کے پتر
لڑکوں کی ہڈیاں گنگا جی سے دھوئیں۔ بھاگیرتھ رشی کا دھن باد ہے۔ جو سرگ
سے گنگا جی لائے۔ یہی مہاتما لوگ۔ جل۔ برساتے ہیں۔ پرتھوی کے بیووں کا پالنہ
کرتے ہیں۔ پاپ پن کے یہ مہاتما لوگ گواہ ہیں۔ جو شخص صبح اٹھ کر ان مہاتما
کے نام لے۔ اسکو کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ نہ اگن کا خوف ہے۔ نہ چوری کا ڈر۔ کبھی
بھار نہیں ہوتا۔ اگر ساوڑی کا استوت رکھتے ہیں بیٹھ کر پالک کیا جاوے۔ تو اس
کی کھیتی میں بہت غلہ پیدا ہو۔ اگر جنگ و جدل کے وقت اس کا پالک ہو۔ تو

فتح نصیب ہو۔ راج دربار کے وقت جو اس ساوڑی استوڑ کا جب کرتا ہے۔ حاکم اس سے خوش ہوتا ہے۔ کوئی کام نہیں بگڑتا۔ ساوڑی استوڑ بہت اچھا استوڑ ہے اس سے نہ لڑکا مڑتا ہے۔ نہ سانپ کا خوف ہوتا ہے۔ گٹھوں میں پاؤں نہ لٹکے سے گٹھو شالہ میں ترقتی ہے۔ راج اندر سے اس استوڑ کے پاؤں سے بڑا اس آدک راجھیسوں پر فتح پاتی۔ بھرگ جی بٹھ جی اور رگھو کے بھرن کرنے سے بدن میں چستی دماغ میں جودت پیدا ہوتی ہے۔ اشوئی کمار کے نام سے جسم پر عواض نہیں دوڑتے۔ اس استوڑ کا پھل وہ ہے جو دہلی بھارت کے ٹھننے سے حاصل ہوتا ہے۔

اُدھیا کے (۱۷)

برہمنوں کی پوجا کے طریقے

پہلے پتہ۔ کل قوموں میں برہمن اتم گردانا گیا ہے۔ برہمنوں ہی سے دھرم قائم ہے۔ وید شاستر کے واقف کار برہمن ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر برہمن نہ ہو۔ تو شرعی اور اور بھرتی کی پابندی ہو نہیں سکتی وہ پتروں اور دیوتاؤں کے منہ ہیں۔ ان کے بھوجن کرنے سے پتر اور دیوتا کو بھوجن پہنچتا ہے۔ وہ تپ کرنے میں بہت زبردست ہیں۔ تپ کے طریقے اور رستے جتنے وہ جانتے ہیں۔ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ بٹھ جی بھرگ جی اگست سے نامور ریشی برہمن ہی تھے۔ جنہوں نے تپ کے رور سے سمندر خشک کر دیا تھا۔ دیکھو راجہ سہسرا باہو سا بلوان راجہ تمام دنیا پر حکومت کر رہا تھا۔ سہسرا کو یہ ثروت تپ برہمن کی طفیل سے ہوئی تھی۔ قتازئی جی کی اس نے بہت خدمت کی۔ قتازئی جی اسکی فرماینداری سے از حد خوش ہوئے۔ بردان دے دیا۔ کہ تیری دو بھجائوں سے ہمیشہ دھرم ہوتا رہیگا۔ تو نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ میری دعا ہے۔ کہ تیری ہزار بھجیا ہو جائیں۔ یہ بردان پا کر سہسرا باہو ہزار بھجیا کے زور سے ایسا مغرور ہوا کہ اپنے آگے کسی کو بھی نہ گنتا تھا۔ اب وہ برہمنوں کی بھی حقیقت نہ گنتا تھا۔ غرور نارائن کو بڑا معلوم ہوتا ہے۔ آکاش بانی ہوئی۔ او مغرور راجہ! جاو اعتدال سے

کیوں قدم باہر نکالتا ہے۔ برہمنوں ہی کی بدولت تیرا اس قدر وقار گھٹا میں۔ چھتری راجہ ہوئے ہیں۔ سب برہمنوں کی پرستش کرتے تھے۔ تجھے بھی ونا تری جی نے یہ عظمت بخشی۔ مگر معزور راجہ کب خیال میں لاتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ چھتری برہمن کے آدمین نہیں ہو سکتے۔ برہمن اہل چھتریوں کے دست نگر ہیں۔ وہ اپنے خیال میں مست تھا۔ ایک روز بایو دیوتا راجہ سہسرا باہو کے پاس آئے۔ اور کہا مجھے دیوتاؤں نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ دیکھ لجا۔ اہل خیال خام ہے۔ برہمنوں سے مشرف نہ ہو۔ برہمنوں سے چھتریوں کا رتبہ ہرگز بالا نہیں ہو سکتا۔ کیا راجہ انک کی حقیقت تجھے معلوم نہیں۔ راجہ انک نے پرتھوی سنگھپ کر دیا تھا۔ پرتھوی جل میں گپت ہو گئی۔ ساری دنیا غرقاب ہو گئی۔ اسوقت کشپ جی نے رحم فرما کر پرتھوی کو پانی پر قائم کر دیا۔ گوتم کے سراپے راجہ اندر کس حالت میں ہو گئے تھے۔ جانتے ہو گے۔ اندر نے کتنا بڑا قصور کیا۔ کہ گوتم کی عصمت مآب ہو رت کے ناموس میں بٹھ لگایا۔ پھر بھی گوتم نے طرح دی۔ سراپ تو دیدیا۔ مگر جان سے نہیں مارا۔ برہمن سے بڑھ کر رحیم دوسری قوم نہیں ہو سکتی۔ تم بھی ونا تری جی کے بردان سے اس ثروت پر پہنچے۔ ساری پرتھوی کی عیان حکومت ماتھے میں رکھتے ہو۔ جاہل بوقوف کہتے ہیں۔ کہ وہ آندھے سے پیدا ہوئے۔ اندھا نہ تھا۔ آکاش تھا۔ آکاش سے برہماجی کی آتین ہوئی۔ اور پرتھوی کو انہوں ہی نے پیدا کیا۔ راجہ انک نے کل ترہین کا سنگھپ کر کے برہمن کو دینا چاہا۔ مگر پرتھوی نے خیال کیا۔ کہ میرے پتا برہماجی ہیں۔ اسے کوئی حق نہیں۔ کہ میرا دان کرے۔ پرتھوی غرق آب ہو گئی یعنی اپنا روپ چھوڑ کر برہم لوک پہنچی۔ تب کشپ جی نے پرتھوی کے جسم میں پردیش کیا۔ اور پانی پر قائم کر دی۔ تب سے پرتھوی کا ایک نام کا پٹی ہوا جب پرتھوی پانی پر قائم ہو گئی۔ کشپ جی اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ بات برہمنوں ہی کو نصیب ہے۔ بھلا کوئی چھتری راجہ بتا سکتے ہو۔ جس نے ایسی اعجاز نما باتیں دکھائی ہوں۔ بایو دیوتا کی باتیں سنکر سہسرا باہو خاموش ہو گیا۔

اگر تم نے ہماری ہدایت سے منہ موڑا۔ تو بھلا نہ ہوگا۔ یہ کبکے منتر پڑھنا شروع کیا۔
 اندر اپنا بھراٹھا کر چوں ریشی پر حملہ آور ہوئے۔ چوں ریشی نے ہاتھ پر پانی لیکر منتر پڑھا
 اور چھینٹا راجہ اندر کو مار دیا۔ راجہ اندر اس طرح جڑ توپ کھڑے ہو گئے۔ پھر چوں
 ریشی نے داس کو جگ آہوتی سے پیدا کر کے اندر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مذہم
 آسمان اپنی مہیب صورت سے اندر کو دبا کر بیٹھ گیا۔ جو دیو اندر کو چھڑانے کے لئے
 آتا۔ ہوا اسرا اپنے لمبے لمبے ہاتھوں سے پکڑ کر دلوچ لیتا۔ تنب دیوتاؤں نے راجہ
 اندر سے عرض کیا۔ کہ آپ چوں ریشی سے عذرخواہی کریں۔ اور ان کے حکم پر عذر
 خواہی کریں۔ اور ان کے حکم پر کاربند رہیں۔ ناچار راجہ اندر دیوتاؤں سمیت چوں
 ریشی سے عذرخواہ ہوئے۔ اور اسٹوئی کنار کے ساتھ سومپان کرنے لگے۔ یہ ہمسر
 باہو بھلا کوئی چھتری ایسا ہے۔ جو ان ریشیوں کے تپ اور بیل کا مقابلہ کر سکے۔

ادھیاے (۷۹)

کرشن چندر کے گناہ

بھیشم پتھامہ۔ راجہ جد ہشتر جی! کرشن بھگوان کی جہاں کہاں تک
 بیان کروں۔ جو چاہیں کریں۔ بھلا اٹکا سا کوئی دوسرا ہے۔ تم بڑے خوش قسمت
 ہوں۔ جو کرشن بھگوان تمہارے ساکھا ہوئے۔ مہا بھارت کی اتنی بڑی رٹائی انہیں
 کے فیض قدم سے میسر ہوئی۔ ان کے رازوں کو شیش ناگ بھی نہیں پہنچ سکتے
 ان کا کلام شاستر اور سرتیاں آپ کے احکام ہیں۔ بریشی منی جو میرے سامنے
 بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے اوتار دھارن کر کے بار بار
 برکت دی کا بھار اتارا۔ تندر اور جو دھار جی کو بچپن کی لیلای میں دکھا کر ان کا
 جنم سچل کیا۔ آپ نے چپ تپ بھی کئے۔ بڑے بڑے سوربیروں کو ناکوں
 چنے چبوائے۔ اسے راجہ! کرشن بھگوان کو لو کی ناٹھ ہیں۔ آپ کی پرستش
 برہما رشن ہمیش بھی کرتے ہیں۔ کل مخلوقات آپ کے معجزہ نما سے اشارہ کا ادنیٰ

کر شہہ ہے۔ آپ ہی نے آکاش سرگ چودہ بھون اکٹارہ برہمان پیداکے
آپ پورن برہم پرمانہ ہیں۔ آپ کے جسم میں ہزاروں برہمان ہیں۔ رست چنگ
میں دھرم روپ سے لوگوں کو کرتارکھ کیا۔ تریتا میں گیان روپ۔ دوا پر
میں بل روپ اور کلچک میں دھرم روپ سے اوتار دھارن کریں گے۔ جو
لوگ آپ کو جانتے ہیں۔ وہ گپانی ہیں۔ جو آپ سے خلاف ہیں۔ وہ آواگون
کے الجھڑوں میں پھنسے ہوئے پر بھڑی پر پیدا ہو کر طرح طرح کے مصائب
چھیلتے ہیں۔ دیوتا اور راجپس آپ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور دیول دیاس
جی کرشن بھگوان کو پر شوقم جگ کا پالنے والا کہتے ہیں۔ جہاں تک جنم و
ادراک کی رسائی ہے۔ آپ ہی کے جہاں جہاں آرا کا جلیہ دکھلائی دیتا
ہے ہیں بھی اس آخر وقت میں آپ ہی سے لو لگائے ہوں۔ آپ میری
آخت میں سہایتا کریں گے۔

اُدھیائے (۸)

کرشن بھگوان اور رانی رُکنی جی اور دُرباسا رشی کے حالات

راجہ جد ہشتر کرشن چندر سے مخاطب ہیں۔ اے دین دیو! اے
مدھو سودن! مجھے حیرت ہے۔ کہ آپ نے دُرباسا سے رشی کو اپنی سپوا سے
کیونکر خوش کیا۔ وہ ذرا سی بات میں ناراض ہوتے ہیں۔ غصہ آجاتا ہے۔
کرشن چندر سردہنسرکرا سچ کہتے ہو۔ فی الحقیقت انہیں غصہ آجاتا ہے۔ مگر میں
تو برہمنوں کا واس ہوں۔ ان کی بھگتی کے بس میں ہوں۔ ایک دن دُرباسا جی دُور کا آئے
دہشت کے مارے سب کانپنے لگے۔ انہیں جھانکتے تھے۔ کہ دُرباسا رشی کو کون ہے
گھر میں آتا رہے۔ ان کا غصہ بلائے بے درماں ہے۔ ذرا سی بات سراپ دے دیتے

ہیں۔ میں نے اپنے محل میں دُرِ باسارِ شتی کو اتارا۔ خاطر و مدارت کی۔ رات کو سوئے کی پلنگڑی پر انترِ راحت فرمائی۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو اس پلنگڑی کو اپنی نگاہ سے بھسم کر دیا۔ اور خود نظروں سے غائب ہو گئے۔ مجھے اس پانگ کا ذرا بھی افسوس نہ ہوا۔ مگر ان کے لیے کپے سُنے چلے جانے کا ملال کرتا رہا۔ اتنے میں آپ سامنے آ گئے۔ میں نے عجلت کے ساتھ قدم مبارک چھو کر عرض کیا۔ کہ مہاراج آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ باعثِ رنج کیا ہے۔ جو آپ نے درشن دینے سے اجتناب کیا۔ دُرِ باسارِ شتی مسکرا کر چُپ ہو گئے۔ کچھ جواب دیا۔ ایک روز آپ نے کچھ خبر بنائی تھوڑی سی کھائی۔ اور باقی کے واسطے ارشاد ہوا۔ کہ اپنے بدن پر ملو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپ نے ایک رتھ طلب کیا۔ اور آپ سوار ہوئے۔ اور رُکمنی جی سے اشارہ کیا۔ کہ مہمارا رتھ کھینچو۔ اور کچھ بھی چہرے پر مل لو۔ رُکمنی جی حکم بجالائیں اور دُرِ باسارِ شتی کا رتھ کھوڑوں کی طرح کھینچنے لگیں۔ رتھ محل سے باہر نکلا۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ سر بازار دُرِ باسارِ شتی نے رُکمنی پر چایک مارا۔ اہل بازار اور تماشا شافی متحیر تھے کہ ناز و نعم سے پہلی ہوئی حسین نازک کرشن چندر مہاراج کی سیٹ رانی سے رتھ کھینچنا جانا ہے۔ اور کرشن چندر کچھ نہیں کہتے۔ میرے چہرے پر جس کی نظر پڑتی۔ مسکرا دیتے تھے۔ کیونکہ میری عجیب ہیئت تھی۔ تمام بدن پر کھیر ٹلی ہوئی تھی۔ تماشا شیوں کا ہجوم سواری کے ساتھ تھا۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ برہمنوں کے سوا اُسے اور کس میں یارا ہے۔ جو تلو کی ماتھ کرشن چندر سے ایسی بے ادبی سے پیش آئے۔ ایسے رہمن کالے ناگ ہیں۔ ذرا سیچو۔ ذرا سی چوک پڑو س لیٹے ہیں۔ رُکمنی جی پھول پان سے حسین کے لئے رتھ کھینچنا کیسا دشوار امر تھا۔ تھکاوٹ سے بدن پر پسینہ آ گیا۔ ماتھ پاؤں شل ہو گئے۔ دُرِ باسارِ شتی رُکمنی جی کو مضحل دیکھ کر رتھ سے اتر پڑے۔ چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کو از حد غصہ ہے۔ رتھ سے اترتے ہی دکھن جانب رُخ کیا۔ میں بھی پیادہ پاسا تھ ہو لیا۔ ایک مقام پر دُرِ باسارِ شتی ذرا ٹھٹھکے۔ میں قدیوں پر گر ا۔ اور ماتھ جوڑ کر عرض رسا ہوا۔ مجھ سے کون سا قصور ہوا۔ جو آپ مکان پر نہیں چلے۔ چوک ہوا۔ تو معاف کیجئے۔ آپ کا واس پول۔ دُرِ باسارِ شتی میری عاجزی سے خوش ہو گئے۔ اور بولے۔ ہے کرشن مزاری۔ تم اپنے سبھاؤ سے غصہ بھی جیت لیا

پیشک مجھ سے بڑے گناہ ہوئے۔ تم تو لوک کے جتنے والے نارایتن روپ ہو۔ آزمائش
منظور تھی۔ پوری آتری۔ آپ میرے گناہ کیجئے۔ اور مجھ سے بردان لیجئے۔ حالانکہ آپ
کے لئے بردان کی کیا ضرورت ہے۔ آپ مجھ کو ذرا بے چوں و چرا ہیں۔ مگر پھر دکھاوے
اور اپنی کیرتی بڑھانے کے لئے آپ مستعدی ہوں۔ کہ میرا بردان قبول کیجئے۔ ہے گوہنہ
آپ کا جتن دنیا بھر میں ہمیشہ قائم رہے گا۔ چناں دھن۔ آپ تمام خلق کے چھتے ہو۔ جہاں
یک میری جو ٹھنی کھیر جسم مبارک پر پہنچی ہے۔ وہاں تک کال آپ کو ستا نہیں سکتا ہے
بدھو سو دن! جب آپ کی مرضی ہو گی۔ تب ہی آپ کی موت ہو گی۔ پھر دریا سا جی
نے فرمایا۔ کہ کرشن چندر تم نے یہ کھیر تلواروں میں کیوں ملی۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ میں
نے اپنے تلواروں کو دیکھا۔ تو فی الحقیقت کھیر کا نشان نہ تھا۔ پھر رکنی جی کو اس طرح
بردان دیا۔ کہ اے کرشن پیاری! دنیا کی عورتیں تیرا نام سے کہ راگ سہاگ حاصل
کریں گی۔ تیرے بدن پر کوئی مرن نہ دوڑے گی۔ تو زور رک رہیگی۔ تمہارے بدن
سے خوشبو کی لپٹیں آیا کریں گی۔ کرشن چندر کی سولہ ہزار رانیوں میں تیرا ہی نمبر اول
رہے گا۔ تو سب سے بڑھ کر کہ جیتی ہو گی۔ یہ کہہ کر دریا پاشی نظروں سے اوجھل ہو گئے
کرشن چندر اور رکنی اپنے محل میں آئے۔ اور دیکھا۔ کہ وہ پلنگ جو بھسم ہو گیا تھا
بدستور بچھا ہوا ہے۔ ہے راجن! تم بھی میری طرح برہمنوں کی سیوا کیا کرو۔ اور
برہمنوں کی پوجن سے سب دیوتا خوش ہوتے ہیں

اور وہاں گئے (۸۱)

دریا سارشی کی ولادت کے وقت

راجہ چدریشور (کرشن چندر سے) دریا سارشی کی ولادت کہاں ہوئی

اور یہ کون ہیں۔

کرشن چندر۔ ایک وقت راجپوتوں اور راجہ اندر میں بہت بڑی لڑائی
ہوئی۔ راجپوتوں کے مسکن تین مقام پر تھے۔ ایک چاندی سے دوسرے کوہ سے کا تیسرا

سولے کا بنا ہوا تھا۔ راجس ہمیشہ یہاں دو دو باش کیا کرتے تھے۔ کسی دیتا میں اتنی جرأت نہ تھی کہ ان راجسوں پر قابو پاتا۔ سب دیوتا متفق ہو کر شیو جی کے پاس گئے۔ اور بے کی کہ آپ ہمارے اوپر کرپا کریں۔ راجسوں نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔ شیو جی رشن بھگوان کو بان۔ اگن کو گانشی۔ ویدوں کا دھنشن اور گائیتری کو پریتجا بنا کر ان تینوں پر بھوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ اس وقت اتال جی کی گود میں ایک بالک دکھائی دیا۔ وہی بالک دربار شری تھے۔ جب دربار شری میرے روناس میں آئے۔ اس وقت ان کی عمر کے برابر دو دربار پوری میں کوئی نہیں تھا۔ دربار شری نے بہت بڑا تپ کیا۔ شیو جی تینوں لوک کے کرتا دھرتا ہیں۔ سب دیوتاؤں کے دیوتا ترگن۔ سرگن روپ سے جگت میں ویاپاک ہوئے ہیں۔ رشن روپ شیو ہیں۔ اور شیو کا روپ رشن ہیں۔ رشن اور شیو روپ ملکر پر بربہا پریشور ہوئے

اُدھارے (۸۲)

رام گیتا

راجہ چدریشٹم۔ انسان کے لئے کوئی ایسا سہل طریقہ بتائیے۔ جس سے اس کا کمان ہو۔

پچیسٹم جی۔ انسان سے اگر کچھ نہ ہو سکے۔ تو رام گیتا کا پاٹھ کرے۔ اس سے اس کی آخرت شنبھل جائیگی۔ اور دنیا میں دولت کثیر حاصل ہوگی۔ پچیلے جنم کے پاپ بھی بخش ہو جائیں گے۔ سری رام چندر مہاراج شاہنشاہ کو مین جب اپنے پتا کے عہد کے مطابق ابو دھیا کے راج سے قطع تعلق کر کے لکشمین اور سیتا جی کے ساتھ ڈنڈک بن کو چلے گئے۔ لکشمین جی نے سری رام چندر جی سے کہا کہ سننے کی اچھیا کی اور سری رام گھوٹا تھ جی نے لکشمین جی کو گیان اُپدیش کیا۔

راشیو جی پارتی جی سے کہتے ہیں کہ اسے اتاں دیوی سری رام گھوٹا تھ جی نے پختوی کو بھار اتارنے کی خاطر اتار دھارن کر کے راون اور کنبھہ کرن ایسے

چو دھاروں کو بچے کیا۔ اور دھرم کو قائم کیا۔
 رہا رگھوناتھ جی نے پراچین اتھاس راجہ زنگ کی کتھا و سنا پور وک سناٹی۔
 رسی لکشن جی سریرام چندرجی سے التماس کرتے ہیں۔ کہ آپ مجھے گیان اپدیش
 کریں۔

(۱۴) چنے رگھوناتھ من۔ آپ زمین گیان سے سب پرانیوں میں پراجبان ہیں۔ کل
 کائنات میں آپ ہی کا ظہور ہے۔ آپ سب میں ایک اور سب سے علیحدہ

بھی ہیں۔
 (۱۵) آپ ہی کے چنوں کے بھروسے اس سنسار ساگر سے پار اترنا چاہتا ہوں

ایسا اپدیش دیجئے۔ کہ بھوساگر سے آسانی کے ساتھ پار ہو جاؤں۔
 (۱۶) جن کے نام لینے سے آند پر اپت ہوتا ہے۔ بھگتوں اور شرن آئے ہوتے
 کے کشٹ دور کرنے والی سری رگھوناتھ جی لکشن جی سے بولے

ہے بھائی۔ پہلے اپنے خاندان کے کرم کرنے کا عادی ہو۔ یعنی جو طریقے
 (۱۷) خاندان میں منضبط ہوں۔ ان پر غلہ راند کرے۔ جو اچھے کرم یعنی خیر و

ثواب کی باتیں ہوں۔ ان کے پھل کی کاٹنا نہ کرے۔ بول کو کیسو کر کے
 کرموں کے پھل سے تیاگی ہو جائے۔ اور گورو کے قول کا پابند ہو جائے

سچے لکشن جی! اچھے کرموں کی وجہ سے انسانی جامہ ہوتا ہے۔ اس لئے
 (۱۸) دید سکے احکام کی پابندی کرنا انسان کا پہلا فرض ہے۔ اچھے برے کی

تفریق نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اچھے برے سے پاپ پن کرم۔ اسی دیہہ کی بدولت ہوتا
 کرتے ہیں۔

(۱۹) پیار سے بھائی! دنیا میں اودیا کی تار۔ پکی پیداٹی ہوئی ہے۔ اس تار کی
 سہارے کر کے اپنے پر میٹھو رکھ کر گیان پیدا کیا۔ برہما گیان سے اودیا

دور ہو پانی جھکا۔ اس لئے برہم گیان سے دیہہ کو شددھ کرو۔ اور اس
 کی روشنی سے ضلالت اور گمراہی کی تار پکی کو دفع کرو۔

(۲۰) اگر یہ کہا جاسکے۔ کہ کرم سے اودیا ناسل ہوتی ہے۔ یعنی اچھے کرم کرنے
 سے اودیا کا اندھکار خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔ یہ غیر ممکن ہے۔ بغیر

و دیا پڑھے گیان نہیں ہوتا۔ دیا حاصل کر کے کرم کرے۔ اور کرم کی کامناتیاگ دے۔ اور گیان کو دھارن کرے۔

(۱۱) دید میں جس کرم کا ہدایت درج ہے۔ وہی برہم گیان ہے۔ کسی کرم کی خواہش نہ کرنا چاہیے۔

(۱۲) انسانوں کے لئے برہم دیا حاصل کرنا پرہم دھرم ہے۔

(۱۳) گنگا جی کے کنارے اور ماتم تیرتھوں میں اچھے کرم ہوں۔ تو بڑا پھل پڑتا ہوتا ہے۔ اگن ہونکر مومن سے ملتی جلتی ہے۔

(۱۴) اکثر لوگوں کا اعتراض ہے۔ کہ گیان اور کرم مل کر موکش ہو جاتی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح خالی کرم کرنے سے موکش نہیں ملتی

جب تک گیان نہ ہو۔ اسی طرح گیان ہے۔ اور کرم نہیں کیا۔ تو بھی موکش ملنا دشوار ہے۔ اس کی بھی وجہ یہ ہے۔ کہ سارے سنسار کی عقل

ونگاہ میں اختلاف رہتا ہے۔ یعنی کوئی انسان اسکا ر یعنی غرور اور گھمنڈ سے خالی نہیں دکھائی دیتا۔ جب غرور گھمنڈ ہوا۔ تو کر یا پھل ہو گئی۔ اور پھر دیا یعنی گیان کہاں۔ اس سے موکش کہاں۔

(۱۵) معترض لوگ قیاس کو رو کر کہتے ہیں۔ کہ قلب کی صفائی سے گیان کا ظہور ہو جاتا ہے۔ اور برہم میں خود بخود پرہمیت ہونے لگتی ہے۔

اسی کو دیا کہتے ہیں۔ اور یگیہ اور تپ کرنے والوں کو پھلوں کی خواہش

ہوا کرتی ہے۔ اگر برہم کی طرف رجحان ہو گیا ہے۔ تو کبھی اس کا دل

پھل کی چاہ نہیں کرے گا۔ جسم وہی ہے۔ جس سے اچھے کرم ہوں۔ اور اندر لو

کا سبھاؤ کرم کرنا ہے۔ کرم سے من کی شدھی۔ دھرم کرم سے ویراگ

پیدا ہو جاتا ہے۔ ویراگ سے گیان اور گیان سے موکش ہو جاتی ہے۔

(۱۶) گیان سے کرم پھل کی کامناتیا چھوڑ کر برہم میں لین ہو جاوے۔ اور

چلنا گھمانا۔ پینا ان کو چھوڑ کر شک و شبہ کو دور کر کے برہم میں دھیان

لگا دے۔

(۱۷) نایا کے ذریعے سے جب تک برہم نہ سمجھے۔ کہ سب کرموں کے کرنے

والا میں ہوں۔ تب تک کرم کرنا چاہیئے۔ اور جب یہ معلوم ہو جائے۔
کہ میں کچھ نہیں کرتا۔ سب کام اندریوں سے ہوتے ہیں۔ دنیا فانی ہے
سنسار بالکل جھوٹا ہے۔ جو کچھ ہے۔ پر میٹور ہے۔ تب کرم دھرم چھوڑنا
چاہیئے۔

(۱۸) جب دل میں یکسوئی آ جائے گی۔ تو خود بخود برہم پرکاش ہو جاوے گا۔

اور ایسا آئند ہو گا۔ جس کا ناش نہیں ہے

(۱۹) گیان کی پراپتی سے اودیاناں ہو جاتی ہے۔

(۲۰) جب اودیاناں دور ہو گئی۔ تو اسی گیان ناش ہو گیا۔ تب کسی کرم کرنے

کی طاقت نہیں رہتی۔ اور جب طاقت نہیں ہے۔ تو آتما بھی نہیں۔ جب

آتما فانی نظر آئی۔ تب گیان ہو گیا۔ گیان ہونے سے کمتی مل گئی ہے۔

جب جہالت دور ہو گئی۔ اور ودیا کا پرکاش ہو گیا۔ تو خود بخود خواہشات

نفسانی سے احتراز ہو جاتا ہے۔ اور یہی موکش ملنے کی راہ ہے۔

(۲۱) تیسری آپشند اور باجنسیہ سرتی میں کرم کے پھل کی خواہش کرنیکی ممانعت

کی گئی ہے۔ اور گیان سے بھی ہوتی ہے۔

(۲۲) اسکار کے تیاگ سے گیان پیدا ہوتا ہے۔

(۲۳) اکثر لوگ کہتے ہیں۔ کہ کرم نہ کرنے سے پاپ ہوتا ہے۔ یعنی جس نے نیک کرم

نہیں کئے۔ پاپی ہوئے۔ یہ جہالت ہے۔ کرم کرنے والے ہمیشہ نیک کرم کرتے

کے عادی ہوتے ہیں۔ بڑی باتوں سے پرہیز رکھتے ہیں۔ ایسے انسان کرم

کے پھل کی خواہش نہیں کرتے۔

(۲۴) گورو کے بچوں پر دوشو اس کر کے آتما اور پر ماتما کو ایک جاننے والا پر مآند

کو پہنچتا ہے۔ اور تیسرے پرست کی طرح لا تجنب ہو جاتا ہے۔ دل کی چنچلتائی اور ودیا

جاتی رہتی ہے۔

(۲۵) توتم اسی واکہ میں تین حرف ہیں۔ تت۔ توتم۔ اتلی۔ تت کے معنی سب گنوں

سے واقف یعنی پر ماتما۔ توتم کے معنی جیو ہیں۔ اب تت توتم کے معنی ایک جیو

میں گیان بخشے والا۔ پر ماتما اور اسی بے معنی ہے۔ کل جملہ کے معنی سے صاف

ظاہر ہو گیا ہے کہ جو پر ماتما ہے۔ وہی جو ہے۔

(۲۶) اگر یہ کہا جاوے کہ پر ماتما اور جو کو ایک سمجھنا خلافت عقل معلوم ہے تو سمجھ لو۔
کہ پر ماتما چین متی یعنی ہمیشہ سے ہے۔ اور جو بھی تاش نہیں۔ تو دونوں پر چین ہوئے۔

(۲۷) سہل سی مثال ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گنگا میں باس کرتا ہے۔ تو کیا وہ جل رہتا ہے۔ نہیں وہ گنگا کنارے کسی مکان یا جگہ پر بود و باش کرتا ہے مگر کہنے میں یہی آتا ہے۔ اسی طرح جو پر ماتما سے بلا ہے۔ علیحدہ نہیں۔ جو کاسوئی پر ماتما ہی ہے۔ ان دونوں کا تاش نہیں۔

(۲۸) جسم انسانی پانچ عنصروں یعنی خاک و باد۔ آب و آتش خلا یعنی آکاش سے بنایا گیا۔ یہی قالب سکھ اور دکھ بھوگتا ہے۔ مگر پوپر دکھ اور سکھ اور اثر نہیں ہوتا۔ وہ تو ابھاشی ہے۔ اور جسم خانی ہے۔

(۲۹) قالب عنصری پانچ کرم اندری اور پانچ گیان اندری اور پانچ پران اور دو من اور بدھ یعنی ۱۷ چیزوں سے تیار کیا گیا۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان۔ اور ننگ۔ پانچ کرم اندریاں کہلاتی ہیں۔ گیان اندریاں۔ شامہ۔ ساندو۔ باطرو۔ ذالکھ۔ لامہ ہیں۔ پانچ پران یہ ہیں۔ پران۔ ایاں۔ سماں۔ اداکن۔ بیاسن۔ ان میں من اور بدھ کی حکومت رہتی ہے۔ جب تک یہ شر پر چلتا پھرتا رہتا ہے۔ استھول شر پر کہلاتا ہے۔ اور مر جانے پر سوکھتم شر پر بولتے ہیں اس قالب عنصری میں آتما کا نو اس رہتا ہے۔ اور اندریاں مایا میں پھنسی ہوئی ہیں۔ آتما کو نہیں دیکھتیں۔ اس لئے مایا کو چھوڑ دو۔ جو اور آتما کا بھید نکال ڈالو۔ اور اپنے آپ کو پر ماتما سے علیحدہ مت سمجھو۔

(۳۰) آتما ایک ہے۔ وہ کبھی مرنی نہیں۔ اور نہ اس میں کوئی مرض لاحق ہوتا ہے آتما پانچ عنصروں سے بنے ہوئے محل کے اندر بوا اس کرتی ہے۔ جس طرح بلوچا پتھر کے دیکھنے سے عجیب عجیب رنگ نظر آتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ سفید ہے۔ ان میں کوئی رنگ ذاتی نہیں۔ سب عارضی ہیں۔ اسی طرح آتما اگرچہ کسی جسم میں ہو۔ خواہ وہ لاغر ہو یا موٹا سکھ ہوتا ہو یا دکھ جیسا

ہو۔ مگر آتما پر ان باتوں کا اثر مطلق نہیں ہوتا۔ گیانی پرش کبھی رنج و تکلیف کا خیال نہیں کرتے۔ ایک حالت سمجھتے ہیں۔

(۳۲) جاگرت۔ سپن۔ سوپت۔ تین اوستھا۔ ستوگن۔ رجوگن۔ توگن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ستوگن سے مراد حالت بیداری ہے۔ خواب کی حالت کو رجوگن کہتے ہیں۔ توگن کی حالت مد ہوش یعنی بیخبری ہے۔ جاگرت اوستھا میں سپن اور سوپت دشما کا گیان نہیں ہوتا۔ اور نہ سوپت اوستھا میں جاگرت اور سپن کا دھیان ہوتا ہے۔ اب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ آتما کا تعلق اندریوں سے ہے۔ مگر آتما علیحدہ ہے۔

(۳۳) سنسار ہی چیزوں پر مبن دوڑنا لگیا یوں کا کام نہیں۔ کیونکہ یہ بادی رجوگن اور توگن سے ملی ہوئی ہے۔ اور یہی آدویا یعنی جہالت ہے۔

(۳۴) سنسار فانی ہے۔ جگت کے پیر مار چھوٹے ہیں۔ ان سے علیحدہ ہی رہنا و حرم کا سمبھالنا ہے۔ آداسین چت ہو کر رہو۔ اچھے بُرے پر نیت نہ ڈلاؤ۔ نہ کسی سے دوستی کرو۔ نہ دشمنی۔ سب کو ایک رس جانو۔

(۳۵) آتما ہی برہم روپ ہے۔ آتما نہ مرقی ہے نہ زندہ ہوتی۔ نہ گھٹتی ہے۔ نہ بڑھتی ہے۔ نہ قبلی ہوتی ہے۔ جیو آتما سار سے سنسار میں دیا ہوکا ہے۔ یعنی جیو آتما

نباتات۔ جمادات۔ کل شے میں جیو آتما پوریش کر رہا ہے۔ سب چیزیں ناش ہو جاتی ہیں۔ مگر جیو آتما ناش نہیں ہوتا۔ برہم اور جیو میں کچھ فرق نہیں ہے۔ جو برہم ہے۔ وہی جیو ہے۔ البتہ مایا یعنی اندریوں کی تحریک سے جب جیو یہ

کہنے لگتا ہے۔ یہ کام میں لے کیا۔ کل وہ کروں گا۔ یہ باقی ایسی ہیں جو مایا یعنی اندریاں کراتی ہیں۔ جب گیان ہو جانا ہے۔ تب ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ یہ

کل فعل اندریوں سے ہوتے ہیں۔ جیو کچھ نہیں کرتا۔ فرق جیو اور برہم میں دکھایا گیا گیان سے سکھ ملتا ہے۔ جنم مرن کا دنگہ آتما کو نہیں ہوتا۔ گیان کے آئین ہوتے

(۳۶) سے گیان ناش ہوتا ہے۔ سانپ اور رستی کی مثال ہے۔ جب ظاہر ہو گیا۔ کہ رستی ہے۔ سانپ نہیں۔ تو بھرم دور ہو گیا۔

(۳۷) مایا بھرم میں پھنسے ہوئے ظاہر ہوتا ہے۔ جیو برہم کو نہیں جانتے۔ کیونکہ ان میں

گیان نہیں ہوتا۔ وہ بھرم میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ بھرم گیان کے نہ ہونے سے پیدا ہو جاتا ہے

(۳۸) آتما پر کوئی رنج و غم اثر نہیں کر سکتا۔ آتما آند کا گھر ہے۔ سب میں ویاپک ہے۔ مگر جب اندریاں آتما پر غالب ہو گئیں۔ اسکا ہوتا۔ اگیان بڑھا۔ دین و دنیا بگڑ گئے۔

(۳۹) اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ آتما کس کو کہتے ہیں۔ ہے لکشن! سوتے وقت عقل بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ کچھ کام نہیں کرتی۔ جب نیند سے جاگو گے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ ہم سکھ سونے تھے یا ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ اب ظاہر ہوتا ہے کہ سونا درحقیقت ایک فعل تھا۔ یہی آتما سمجھ لو۔ اور جو خیالات حالت غوڑی میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ سنساری بیوناںر جاناؤ۔ جب آنکھ کھلی۔ تو سب باتیں دور ہو گئیں۔ یعنی جب ہوش میں آئے۔ سونے کا دکھ یا سکھ دور ہو گیا بس بعینہ یہی حال آتما کا ہے۔ جب گیان ہو گیا آتما ہو گیا۔ جنم مرن کا سکھ جاتا رہا۔

(۴۰) پر ماتما اور جیو میں ایک بھید یہ بھی ہے۔ یعنی جب او دیا بڑھ جاتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے۔ کہ مجھے فلاں بات کی تکلیف ہے۔ فلاں امر سے راحت مل گئی۔ اسی کو لوگ جیو بولتے ہیں۔ سب یہی کہتے ہیں کہ جو آرام طلب ہے اس جیو پر کشٹ ہے۔ مگر جن کی و دیا یعنی گیان ہے۔ وہ ہرگز یہ نہیں کہتے۔ صرف فی لہر سے سب چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ سب میں پر ماتما کا ظہور و کھلائی پڑتا ہے۔ انہیں جیو اور پر ماتما میں کچھ بھید محسوس نہیں ہوتا۔

(۴۱) ہے لکشن! کسی لوہے کو آگ میں تپا کر لال کر دو۔ اسوقت وہ لونا آگ ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کا کام جلا دینا ہے۔ لوہے کے اوصاف اس میں مطلق نہیں رہتے اسی طرح آتما من کے پاس رہنے سے من یعنی اندریوں کی پابندی ہو جاتی ہے من چل رہا ہے۔ یعنی اس نے گیان کو جلا دیا۔ اور آتما بھی من کی مطیع ہو گئی۔ اسی طرح کام کرنے لگی۔ اگر من گیان کے بس ہوتا۔ تو آتما اور پر ماتما میں فرق نہ ہوتا۔

(۲۴) پیار سے بھائی! گورو کے منہ سے وید سنو۔ اور ویدوں کی تحریک پر عمل کرو۔ تمہیں گیان ہو جائے گا۔ سنسار جھوٹا نظر آئے گا۔

(۲۵) ہے لکشن! ہم خود بخود پیدا ہوئے۔ ہم سب میں ویا پاک ہیں۔ ہم کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ جنم مرن سے رہت ہیں۔

(۲۶) لکشن جی! ماضی۔ حال۔ مستقبل تینوں زمانے سے واقف ہوں۔ میرا انت نہیں نیڈت اور گہانی پرش اندریوں کو مغلوب کر کے جس پر شوتم کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ میں ہی ہوں۔

(۲۷) اے لکشن! اوشہ ہی یعنی دوا کے کھانے سے مرض دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ودیا پڑھنے سے اودیا جاتی رہتی ہے۔ اور میرا کاش جگت میں نظر آنے لگتا ہے۔

(۲۸) یکسو ہو کر پرماتما کا دھیان کرو۔ میں خود تمہارے دل میں نظر آؤں گا۔

(۲۹) جس طرح کوئی کھار کھلونے کو ہٹائے۔ تو گہانی لوگ کھار کی تعریف کرتے ہیں نہ کہ کھلونے کی۔ اسی طرح سنا سنسار پرماتما کا بنایا ہوا ہے۔ پرماتما ہی کو ست

چانو۔ اور اس میں لین ہو جاؤ۔

(۳۰) ہے لکشن! اوم اکثر کا جاپ کرو۔ سب طرف سے جیال بٹالو۔ اوم اکثر برہما نے دنیا کو پیدا کیا۔

(۳۱) جب گیان ہو جائیگا۔ تو چاروں طرف ہم ہی برہم نظر پڑے گا۔

(۳۲) ہم اس برہم کے ماحول کے پیگ ہیں۔ جو سب اپاد ہوں سے رہت اور کتی راد۔ وانا ہے۔ اس لئے ہم کو برہم ہی کی پائنا کرنا چاہیے۔

(۳۳) پرماتما کی بھاد مار کھنے والے استری پرش پتر۔ بھانی۔ بھتیجے۔ کہ موہ میں نہیں بھٹتے ان کو کسی طرح کا دکھ نہیں ہوتا۔ مرنے پر اکھنڈ ابناشی میں پراپت ہو کر جیون کمات ہو جاتے ہیں۔

(۳۴) لوگ ابھی اس کو نیوالے لوگ اندریوں کو مغلوب کر کے کام کر دے۔ مدد۔ لوبھ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور پرماتما کے دھیان میں سادھی ٹھہرتے ہیں۔ اس لئے اے لکشن! میں اپنے ان بھگتوں سے بہت خوش ہوں۔ جو ایسا کرتے ہیں

ان کو یہیں اپنے ورثہ دیتا ہوں۔

۵۵۔ رات دن جو پر ماتما کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ ضرور مکتی پاتے ہیں۔
 دنیا کا نام دارِ طمع ہے۔ اس کے آدھ۔ مدھ۔ آنت۔ تینوں زمانے رنج سے
 بھرے ہوئے ہیں۔ ابتدائی زمانہ دولت جمع کرنے میں گزر جاتا ہے۔ مدھ
 یعنی شباب کی حالت میں تن آسانی راحت ملی۔ عیش پرستی کی سوچتی ہے
 اور آنت یعنی آخری عمر میں دولت جو اچکوں سے محفوظ رکھنے اور بچاؤ
 میں خرچ کرنے سے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس لئے ویدوں کی ہدایت کے
 بموجب پریشور کا دھیان ہی سب جگہ کام آتا ہے۔ انسان تینوں زمانے
 بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا۔ ممت راگن کرتا ہے۔

۵۶۔ آتما اور پر ماتما میں کچھ بھید نہیں ہے۔ جس طرح دریاؤں کا پانی سمندر میں
 مل جاتا ہے۔ اور رنگ برنگ کی گالیوں کا دودھ ایک ہی رنگ کا ہوتا ہے
 اسی طرح آتما اور پر ماتما ایک ہے۔ جدا نہیں ہے۔

۵۷۔ گیانیوں کو جگت کے بیچارے جھوٹے نظر آتے ہیں۔ ان کا بھرم خود بخود جاتا
 رہتا ہے جیو اور پر ماتما ایک نظر آتے ہیں۔ جس طرح جسم احوال سے ایک
 چیز کی دو چیزیں نظر آتی ہیں۔ یعنی نامتایا اور سیارے پر نظر پڑنے سے
 ایک کے دو معلوم ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت ایک ہیں۔ اسی طرح گیانی
 کے جوسے سے تمام بھرم جاتے رہتے ہیں۔ اور جیو اور آتما میں جو ظاہر علیحدگی
 ہے۔ دور ہو جاتی ہے۔

۵۸۔ اس لئے اسے لکشن! جب تک پورا گیان ہو۔ تب تک میرا بھن اور برن
 کرے۔ بھن اور برن سے گیان ہو گا۔ یہی موکش کا زینہ ہے۔

۵۹۔ لکشن! میں نے گیان کی جو باتیں کی ہیں۔ وید کا خلاصہ ہیں۔ میری اراجھنا
 سے پاپ دور ہوتے ہیں۔ میرے آپدیش کا ابھی طرح خیال رکھو۔ اسی گیان
 سے موکش ہو جاتی ہے۔

۶۰۔ ہے بھائی! مایا مہ کا جال سنسار کے چاروں طرف مگڑھی کے جالے کی طرح
 محیط ہے۔ تمناں جیو اس جال میں پھٹے ہوئے ہیں۔ جال سے چھٹکارے کی

تا پیر ہی ہے۔ کہ میری بھگتی کرو۔ میری موبنی مورت کا دم بیان کر کے سارے
جگت کو چھوٹا سمجھو۔ میری ارواضا کرتے رہو۔ تمہارے پاپ دور ہو جائیں گے۔
آنند نصیب ہو گا۔

(۶۱) جو لوگ میری عبادت صدِ قَدل سے کریں گے۔ میرے ست چٹا آنند
سرور کو سونگن۔ جو گن۔ یوگن سے مترا سمجھیں گے۔ میرے رنگن روپ
کو سونگن جان کر میری بھگتی کریں گے۔ آنت میں میری جوت میں مل جائیں گے
ہے بھائی! جس بھاونامے مجھے یاد کرو گے۔ میں بلوں گا۔
(۶۲) ہے بھرتا! جو ہمارے کہے ہوئے پاٹھ کا گیان کرے گا۔ اُسے میں ضرور
ملوں گا۔ جو لوگ میرے اپدیش کو نہیں گے۔ وہ بھگت ہو کر پھل پاویں گے

اودھیا گے (۸۴)

راجہ جدھشٹر اور دھرتراشٹ سے بیٹیم

جی کا اپدیش

راجہ جینجی جی بیٹیم پائیں سے پوچھتے ہیں۔ کہ ہمارے دادا راجہ جدھشٹر جی نے
بھیٹم جی سے گیان اپدیش کر کے پھر کیا کیا۔
بھیٹم جی پائیں۔ جو قت بھیٹم جی رام گیتا سنا چکے۔ تب : پیدیا س جی بھیٹم
جی سے تحرک آپونے۔ کہ راجہ دھرتراشٹ اور جدھشٹر کہ ایک بار پھر اپنی نصیحتوں
سے خوش کرو۔ اور ان کے دل سے تفکر اور دھرم دور کر دو۔ جتنے عزیز اور اقارب
مہابھارت میں کام آئے ہیں۔ ان کا غم دل سے ابھی دوس نہیں ہوا۔
بھیٹم جی۔ (راجہ جدھشٹر سے) ہم پترا اب تم راجہ کارج دیکھو۔ دل
کو ساودھان کرو۔ مرنے ہوؤں کا رنج کرنا فصول ہے۔ بشتو بھگوان کی عبادت
کر کے چتری دھرم کا پالن کرو۔ میں بھی اس سسندرا سے رعلتت کہ تیو الما ہوں۔ آراش

سورج آگئے۔ جب میری روح اُس جسم سے علیحدہ ہوئی تو تم اپنے بھائیوں اور کرشن
چندر جہاراج کے ساتھ میرے پاس آنا اور میرے ترک شریہ کا کیا کرنا۔
راجہ جدهشتر۔ آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ یہ کہہ کر راجہ جدهشتر بھیشم جی
کا طواف کر کے راجہ دھرتراشت اور اپنی چچی کاندھاری کے ساتھ ہستناپور آئے
دیکھنے لگے۔

ادھیاک (۸۴)

بھیشم جی کی آخری نصیحت۔ راجہ جدهشتر

بھیشم پاشن جی راجہ جینے جی سے محرک ہیں کہ راجہ جدهشتر بھیشم جی سے وداع
ہو کر ہستناپور آئے۔ اراکین سلطنت سے مشورہ کر کے رعیت کی دیکھ بھال شروع
کی۔ جو دوسخاداد و دہش سے رعیت کو خوش کیا۔ انصاف پسندی اور منصف مزاجی
سے ملک میں امن قائم ہو گیا۔ رعیت شادان و فرحان اپنے اپنے کام میں مشغول تھی۔
کسی طرح کا فتنہ و فساد ملک میں نہ تھا۔ شیر و بکری ایک گھاٹ میں پانی پیتے تھے۔
اسی طرح پچاس روز حکومت کرتے گزرے ہوں گے۔ کہ راجہ جدهشتر کو بھیشم جی کا
کا خیال آیا۔ اُتر اُٹھ سورج آگئے تھے۔ راجہ جدهشتر نے معہ اپنے بھائیوں اور
راجہ دھرتراشت و کرشن چندر بھگوان کے بھیشم جی کے پاس جانے کا ارادہ کیا
شہر کے باہر ڈیرہ ڈال دیا۔ لوگ پھول۔ مار۔ چندن کا فور طرح طرح کی خوشبو
اور قیمتی کپڑے لے کر حاضر ہوئے۔ کرشن چندر و درجی کے ساتھ بھیشم جی کے
درشنوں کی خاطر کورد و کشیتر کی جانب روانہ ہوئے۔ راجہ جدهشتر بھی ماکھ میں
اگنی لئے سب سامان سے لیس ہو کر بھیشم جی کے پاس پہنچے۔ ناروہ و پیل۔
سیاس وغیرہ جہارشی اور بہت سے راجے جو مہا بھارت میں پہنچے تھے۔ بھیشم

جی کے چاروں طرف راجمان ہیں۔ راجہ جد ہشتر تیروں کی سیج پر استراحت فرماتے
 والے بھیشم جی کو ڈنڈوت دہر نام کر کے رشیوں کے قدم پوس ہوئے۔ اور بھیشم
 جی سے مانگھ جوڑ کر التماس کیا۔ کہ ہے پر پتا! آپ کے زیارت کے واسطے کرشن
 چندر بھگوان اور میرے بھائی بند آئے ہیں۔ میرے پتا راجہ دھرتراشٹرا آپ
 کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ کے دربار کرم کے لئے انکی سائنہ لایا ہوں۔ جیسی اجازت
 ہو۔ عمل کروں۔ تب گنگا جی کے لڑکے بھیشم جی نے آنکھ کھول کر چاروں طرف
 دیکھا۔ اور راجہ جد ہشتر کا مانگھ پکڑ کر فرمایا۔ اچھے وقت آگئے۔ میری رحلت کا
 وقت آگیا۔ مانگھ کا مہینہ ہے۔ آتراین سورج ہیں۔ تیروں کے نوکدار فرش پر
 ۸ روز مجھے ایک جگہ کی تال گزر گئے۔ جس قدر تکلیف ہوئی۔ میں ہی جانتا
 ہوں۔ شکل نہیں شروع ہوا چاہتا ہے۔ صرف تین انش باقی ہیں۔ تم میرے پاس
 رہو۔ یہ کہہ کر راجہ دھرتراشٹرا سے مخاطب ہوئے۔ ہے پتر! تم رنج و غم چھوڑ
 دو۔ دھرم یاؤں کرو۔ مرے ہوئے لڑکوں کا افسوس کرنا فضول ہے۔ ناراین سے
 دھیان لگاؤ۔ وید بیا س جی سے دیوتاؤں کی گپت باتیں سن چکے ہو۔ ادھری
 دریودھن اپنے لئے کی سزا پا گیا۔ راجہ جد ہشتر دھرم کا جاننے والا۔ بزرگوں
 کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ یہی تیرا لڑکا ہے۔ تیری خدمت میں بھی کوتاہی
 نہ کر لگا۔ تم راجہ جد ہشتر کو محبت کی نگاہ سے دیکھو۔ دریودھن ہمیشہ تم سے مخرف
 رہا۔ کبھی تمہارے کہنے پر عمل نہ کیا۔ لیکن جد ہشتر تمہارے خلاف کبھی نہ ہو گا۔ بچپن
 سے اس کے اوصاف ایسے ہی تھے۔ بڑا دھرم اتما اور سچ لڑکا ہے اور تمہارے
 سو پتر بڑے مذہن اور کبر و نخوت سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کا سوچ مت کرو
 پھر کرشن چندر بھگوان ان سے مخاطب ہوئے۔ تیرا لڑکا ہے۔ اس کا بچپن بھگوان ان۔ شکھ
 چکر۔ گدا کے دھارن کرنے والے۔ آپ کو انکا رہنے۔ مخلوقات عالم میں آپ
 کا ہی پرکاش ہو رہا ہے۔ جیوٹوں کی ہلاکت اور پیدائش آپ ہی کی ذات پر
 مچل ہے۔ آپ بزرگ ہو کر سرگن اتنا رو دھارن کر کے پرنتوی کا بیٹا رہا کرتے
 ہیں۔ تیروں اور پانڈوؤں کا سنگرم کر ا رہے تھو کا بوجھ اتنا راجہ دھرم کرتا ہے۔ اسی کی
 جے ہے۔ دریودھن ابھائی تھا۔ اور یہ ہشتر دانی۔ دریودھن اپنے لڑکے سے مارا گیا۔

راجہ جادھشٹر آپ کی فرمائش ہے۔ اس کی رکشا اور حفاظت آپ کرتا رہیں گا۔ مدد یو وحش کو لاکھ سمجھایا کہ جس طرف کرشن چندر ہوں گے۔ اُدھر تھ ہوگی۔ مگر اس لئے نہ مانا۔ آپ بھی جنم واصل ہوا۔ اندر بڑے بڑے شوہر مارے گئے۔ آپ نے بدری آشرم میں بہت بڑا تپ کیا۔ بیاس جی۔ دیول۔ نارو۔ آپ کی جہاں کو خوب جانتے ہیں۔ ارجن کر کا اوتار ہے۔ اور آپ نارائن ہیں۔ کرنا رائن دونوں ساتھ ہی اوتار لیا کرتے ہیں۔ ہے مدھو سون ہے انبانشی! آپ سے بھی چاہتا ہوں کہ اترائن سورج ہونے پر دنیا سے رحلت کروں۔ اور آپ کی کرپا سے پر دم گت پڑوں۔

کرشن چندر۔ نہ گنگا پتر امیری دُعا ہے۔ کہ آپ بسوروپ ہو کر سورگ میں باس کرو۔ آپ نے زندگی بھر کوئی گناہ نہیں کیا۔ پتا کے بھگت ہو۔ مار کڈے رشی کی طرح موت تمہارے آدھین ہے۔

بھیشم جی نے کرشن بھگوان کی گفتگو سن کر جتنے رشی اور راجہ براجمان تھے۔ کہ کرشن چندر کو ڈنڈوت کر کے سب سے کہا۔ تم لوگ بلکہ دعا کرو۔ کہ میری مغفرت ہو۔ اپنا شر پھوڑا چاہتا ہوں۔ دھرموان راجہ جادھشٹر! راجہ دھرت راسٹ کو اپنا پتا سمجھتا۔ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ راجہ دھرت راسٹ سے بھی اسی طرح کی۔ کہ راجہ جادھشٹر تمہارا پتر ہے۔ تمہاری سیدا اچھی طرح کرے گا۔ خبردار دریو وحش آدک لڑکوں کے غم سے سینہ دنگار نہ ہونے پائے۔ اب میں تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ وہ وقت آگیا۔ جس کا انتظار تھا۔

ادھیا گے (۱۸)

بھیشم جی کی وفات گنگا جی کے اظہار
مہم پر کرشن بھگوان کی نصیحت

بھیشم پائین جی رطب اللسان ہیں۔ بھیشم جی باتیں کرتے کرتے خاموش ہو گئے

کرشن چندر راجہ جد ہشتر اور راجہ دھرتراشت وغیرہ بھیشم جی کی طرف خاموشی سے
دیکھ رہے ہیں۔ بھیشم جی کے جسم پر کبھی حرکت ہوتی اور کبھی بالکل بے حس ہو جاتا۔
کچھ دیر بعد یہ کیفیت نظر آتی۔ کہ تمام بدن چیتروں سے پھلتی۔ زخموں سے چور ہو
رہا تھا۔ یکایک ایسا دکھائی دیا۔ کہ بدن پر ایک بھی زخم نہیں ہے۔ بالکل صاف
گویا سولی کی ٹوک کا بھی زخم نہ تھا۔ جتنے رشتی رشتی پاس بیٹھے تھے۔ سب دیکھ کر متحیر
ہو گئے۔ اتنے میں بھیشم جی کا فرق مبارک شکاف ہوا۔ اور دسوں دوار سے پران
بھل کر آکاش کو چلے۔ اور سرگ کی طوفان رہی ہوئے۔ آسمان سے دیوتاؤں نے
گل افشانی کی۔ برہمن اور ریشیوں کے منہ سے بے ساختہ بھیشم جی کے لئے وعائے
خیر نکلتا شروع ہوئی۔ آفرین اور مرجا کے نعروں سے تمام کور و کشیدتر گونج اٹھا
جب بھیشم جی کے پران کپتال توڑ کر اوپر کو چلے۔ تو ایک نور دکھائی دیا۔ وہ
نور آسمانی میں لہراتا ہوا یکایک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ دودر جی اور راجہ جد ہشتر
وغیرہ نے چندن اور اگر کی چٹبائی۔ بیوٹس چٹبانے میں مصروف ہوا۔ اور بھیشم
جی کے شریر کو انسان کر کے خوشبویات ملی گئیں۔ پانڈوؤں نے خوشبودار مار گئے
میں ڈالے۔ وید کی رچائیں پڑھی جا رہی ہیں۔ نقش چٹاپر رکھی گئی۔ اور راجہ دھرترا
اور راجہ جد ہشتر نے پرکراں کر کے چٹا کو آگ لگائی۔ چندن اور راکن کی خوشبوؤں
سے وہ مقام جہک اٹھا۔ اس طرح کر یا کرم ہونے کے بعد لوگ گنگا جی پر اٹھان
کو گئے۔ بیاس جی۔ نارو۔ دیول اور کرشن چندر اور تمام رانیاں جو ساتھ تھیں۔ گنگا
جی میں اٹھان کر لئے گئے۔ اور تلابخی موبے لگی۔ گنگا جی سے نکل کر اس طرح دراپ
کر کے روئے لگیں۔ بے میرے پیارے بیٹے بھیشم۔ تم اپنے پتا کے بھکت تھے۔
پر سرام جی سے پردہ کر کے انہیں بیچا دکھایا پد بھتوی کے راجے تمہارے حکم سے
مترابی نہ کر سکتے تھے۔ وید اور شاستروں سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ انہوں
ایسا شوہر نامرد سکھڑی کے ہاتھوں مارا جاتے۔ اس طرح گنگا جی میں کر کے رو
رہی تھیں۔ اس وقت کرشن چندر بھنگوان نے سری گنگا جی کو اس طرح سمجھایا کہ گنگا
تمام تیر بھتوں میں جو تمہاری مراد رکھی گئی ہے۔ وہ دوسرے تیر بھت کی نہیں ہو سکتی
تم میں اٹھان کر لئے والے منش موکش پاتے ہیں۔ گنگا جی کی سیاہی دھو دیتی

ہو۔ آپ رنج و غم سے سینہ فگار نہ کریں۔ بھیشم جی اپنے وقت کے یکتا تھے۔ اب وہ
 سرگ میں براجمان ہیں۔ بھیشم جی بسو کا اقرار تھے۔ جن کو اندر بھی جیت نہ سکتا تھا۔
 ارجن کے تیر خارا شکاف نے انکے جسم کو پھلنی کر دیا۔ جو آج اپنی مرضی سے دنیا کو چھوڑ
 کر بسو دیوتاؤں سے جا ملا۔ ارجن فرکا اقرار ہے۔ جس دیوتا نے سراپ کی وجہ سے
 انسانی روپ دھارن کیا تھا۔ آج سراپ سے چھوٹ کر سرگ میں قرار کیا۔ سکھ
 کی اتنی مجال نہ تھی۔ کہ آپ پر تلوار چلاتا۔ ہرگز سکھنڈی کے ہاتھوں ان کی موت نہیں
 ہوئی ہے۔ دیوی تم برہم سبھا کے رہنے والی۔ سورگ ہمارا مسکن ہے۔ اپنے
 پتر کو بسوؤں میں جا کر دیکھ لو۔ کرشن چندر بھگوان کی باپن مسکر مری گنگا جی انتر
 دھیان ہو گئیں۔ اور کرشن چندر راجہ جدھشٹر اور راجہ دھرتراشٹ کے ساتھ
 کر دیشتر سے آئے۔ اور مہتنا پور میں آندہ ہونے لگے۔

اوشاسن پرپ ختم ہوا

جہا بھارت

حصہ دہم

اشوبیدھ رپ

آدھیا ئے (۱)

بھیشم سپامہ کے انتقال پر راجہ جدو حشٹر
کاظم اور راجہ دھرم تریشٹ کی قبائلی

بھیشم پائن راجہ جیمے جی سے اس طرح محرک ہیں کہ جیت وقت بھیشم جی کے
برتر کرم سے فرصت پائی۔ راجہ جدو حشٹر پر تم دھرم کی گناہیز اچھا گئیں۔ غم دینے
پھر تازہ ہو گیا۔ آف تک زبان سے نہیں نکلتی۔ سکے ناعالم لاری تھا۔ ایک ایک
آیا۔ زمین پر گر پڑے۔ کرشن کیگو ان نے بھیم سین کو اشارہ کیا۔ بھیم سین نے
راجہ جدو حشٹر کو اٹھایا۔ اور ہوا دیتا ہوا راجہ جدو حشٹر بالکل شہل زبانی
سے بات نہیں کرتے۔ اس قدر رنج ہے کہ زبان اظہار نہیں ہو سکتا۔ کرشن چہرہ
بھارہ رہے ہیں۔ دھرم راج جی غم کی کچھ مد بھی ہے۔ تمہارا جسم اس قابل نہیں

کہ رنج و غم برداشت کر سکے۔ بدن لاغر ہو رہا ہے۔ چلنے میں اینور اتے ہیں۔ غسل سے کام لو۔ دلو کو سمجھاؤ۔ ہوش و خواص درست کرو۔ اپنے پتا۔ راجہ دھرتراشٹ کا منہ دیکھو۔ راجہ دھرتراشٹ جد ہشٹر کے پاس آئے۔ اور اس طرح فہمائش کرنے لگے۔

دھرتراشٹ۔ بٹیا۔ اسقدر رنج و غم قبول۔ میری حالت دیکھو۔ اور استقلال سے کام لو۔ آہ جو وقت اپنے بیٹوں کو یاد کرتا ہوں۔ جانتے ہو۔ مجھ پر کیا گزرتی ہے۔ یہیں دیکھ کر نہال ہو جانا ہوں۔ کلیجہ بڑھ جاتا ہے۔ دل ہرا ہو جاتا ہے۔ رنج کرنے سے مردے زندہ تو نہ ہو جائیں گے۔ خوشی خوشی راج کرو۔ الیٹور نے تمہارے ماتحتوں عثمان حکومت پسر و کی۔ دھرم بدھ کر کے فتح حاصل کی۔ بیشم جی سے گیان سیکھا۔ تمہاری چچی گاندھاری اپنے بیٹوں کی موت سے کرسدہ محزون ہو رہی ہے۔ اس کے دل کو تقویت دو۔ افسوس میری غفلت نے دن دکھایا۔ کہ سارا خاندان تباہ ہو گیا۔ و دہری نے لاکھ سمجھایا۔ مگر بد قسمت دریودھن کی محبت میں مجھے کچھ نہ سوچھا۔ مائے بڑھاپے کی لالچی کا سہانا اب تم ہی ہو۔ میری حالت دیکھو۔ اور صبر و سکون سے کام لو۔ گیان وان ہو کر رشیوں مینوں کی صحبت اٹھائی ہے۔ علم وید سے واقف ہو۔ پھر کیوں۔ اس قدر معنوم و مضطرب ہوتے ہو۔

ادھیائے (۲)

راجہ جد ہشٹر کو گیمہ کرنے کی فہمائش

سیاس جی کی زبانی

راجہ دھرتراشٹ کی نصیحت آمیز گفتگو راجہ جد ہشٹر کی آتش غم پر پانی کا کام کر گئی۔ دل اُٹھ رہا ہے۔ چمکیا رہا بندھ رہی ہیں۔ مگر زبان سے بات نہیں نکلتی۔ کرشن کہنواں راجہ جد ہشٹر کی حالت زار دیکھ کر تسکین دے رہے ہیں۔ بھائی

استعد بیتیابی۔ عقلمند ہو کر استقلال چھوڑ دیتے ہو کیا نہیں جانتے کہ مرے ہوئیں کا غم کرنے سے پتر لوک پر چین نہیں پالتے۔ بہت بڑا درد ہوتا ہے۔ برہمنوں کی سیوا کرو یگیہ کر کے غریبوں۔ محتاجوں سے سلوک کرو۔ ہتھیوں اور بیواؤں کی خبر لو۔ ریشیوں کو دان دو۔ مہا گیانی بھیشم جی نے استعد گیان سکھایا۔ کیا تم پراثر ہو۔ جاہلوں اور احمقوں کی مثال دایا کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے۔ لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ روئے دھوئے سے مردہ زندہ نہیں ہوتا۔ دائندہ وید ہو۔ مایا موہ کے جال میں دائندہ نہ پھنسو۔ نشیب و فراز زمانہ دیکھتے ہوئے۔ پھر دنیا میں دل لگاتے ہو۔ پشت بہت نہ بنو۔ باپ و دادوں کے طریقوں کو ماتھ سے نہ چھوڑو۔ انہیں کی طرح جو دو سخاوت میں نام پیدا کر کے دنیا میں مینکامی حاصل کرو۔ لوگ تمہیں دیا دان دھرم وان کے لقب سے ملقب کرتے ہیں پھر ایسی باتیں کیوں کرتے ہو۔ کہ جس سے لوگ خندہ زن ہوں۔ مرے ہوؤں کا غم کسی حالت میں عقلمندوں زیبا نہیں۔ جو ہما بھارت کی لڑائی میں جان بحق ہوا۔ سیارہا سترگ گیا۔ آپ اس کی گرد بھی نہیں پاسکتے۔ کہ شن بھگوان کی دلندیر تقریر سے راجہ جدهشٹر کو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔ جواب دیا۔ پر تھوئی ناتھ! آپ نے جو کچھ فرمایا۔ درست ہو آپ کی کہ پاسے میرے مقصد دلی پر آئے۔ اور آئندہ برادریں گے ہے باس دیو مجھے اس لڑائی میں بھیشم پتنامہ جو کہ اس کے مارنے کا از حد رنج ہوا۔ آپ سے مستدعی ہوں۔ کناگر حکم ہو۔ تو دنیا پر لات مار کر کسی جنگ میں گوشہ نشینی اختیار کروں۔ اور یکویں حالت سے عبادت مجدد میں بقید عمر آئندہ سے گزاروں راج پاٹ سے دل آچاٹ ہے۔ راجہ جدهشٹر کی مایا ساند تقریر سنکر وید بیاس جی سے رونا نہ گیا۔ اس طرح ہدایت فرمائی۔ بیٹا آج خلاف شان ہکی ہکی باتیں کرتے ہو۔ بچوں کی سی عقل ہے۔ ذرا سوچو خود کرو۔ کہ کرشن چنپرا ورم نے بار بار تمہیں نصیحت کی۔ مگر تم بکھرے ہی جاتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے۔ کہ کتنے بڑے زبردست اور بلوان راجے جن کے ڈنکے بجے ہوئے تھے۔ ان کی آن میں اہل نے لقمہ دہن بنا لئے کیا کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ ایسے سورما بہادر بھی پوند خاک جا میں گئے۔ ان کا جلوہ و جلال دیکھ کوئی مستحق یہ نہیں قیاس کر سکتا تھا۔ کہ اس بے بسی کے ساتھ ان کے سر زمین پر ٹھو کریں کھاتے ہوں گے۔ بیٹا ایک دن سب موت کے منہ میں ہوں گے۔ یہ کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ پھر تم سا

راجہ اس طرح کی باتیں کرے۔ تعجب ہے۔ ہم نے اور بھی شتم پتا مہ جی نے اس قدر کیا سکھایا۔ دنیا کی فانی تصویر تمہاری آنکھوں کے سامنے کھینچی دی۔ مگر تم اب تک اسی خیال میں گرفتار ہو۔ تمہاری قوت حافظہ اور دماغ بہت کمزور ہے۔ اسی سے مہو کے پھندے میں پھنسے ہو۔ کوئی شخص اگر یہ خیال کرے کہ دنیا سے قطع تعلق کر کے آزادی کے ساتھ بھگوت بھجن کروں۔ جب تک کہ ایشور کی مدد نہ ہوگی۔ دل بھگوت بھجن سے اچاٹ رہیگا۔ اور اگر ایشور مددگار ہے۔ تو گر ہستی ہی میں ایسا بیان ہوگا۔ جو جو گیوں اور پریشیوں سے نہیں ہو سکتا۔ تمہارے یہ ذہن نشین ہو گیا ہے کہ اس قدر جا میں میری وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جس کی انتہا نہیں۔ بڑے گناہ ہوئے۔ گناہوں کا کفارہ ہوا۔ سہل تدبیر ہم بتاتے ہیں۔ کرو۔ گناہوں سے چھوٹ جاؤ گے۔ جب تب جگہ کسی جنموں کے پاپ سے نجات دلاتے ہیں۔ دیوتاؤں کو دیکھ لو۔ جب کبھی لڑائی کی۔ فوراً یگیہ کیا۔ اور شکیں آسمان ہو گئیں۔ بیٹا تم بھی اشو میدھ سرپ سیاہ۔ تم میدھ۔ راجہ جی جگہ کرو۔ پریشیوں مینیوں کو بھوجن کر اگر دکشنا دو۔ پاپ سے چھوٹ جاؤ گے۔ دوسرے تمدن سری رام چندر نے لکھا فتح کر کے اشو میدھ یگیہ کیا تھا۔ تمہارے پتا مہ راجہ بھرت نے یگیہ کر کے برہمنوں کو دان دیا۔

راجہ پندھشتر۔ بہت خوب۔ اشو میدھ یگیہ کرنا ضروری ہے۔ اس یگیہ سے انسان پاک ہو جاتا ہے۔ مگر میرے پاس اس قدر دولت نہیں۔ ایسے یگوں میں زر کثیر صرف ہوتا ہے۔ میں اپنے باجدار راجوں کو ستانا نہیں چاہتا۔ وہ چارے خود ہی اپنے باپ دادوں کے رجو اس لڑائی میں کام آئے۔ رنج میں مبتلا ہوں گے۔ اس پر میری دشمنک جائے۔ کہ روپیہ دو۔ درپودھن کا خزانہ اس لڑائی کی بدلتہ خالی پڑا ہے۔ رعیت کو بھی نہیں ستا سکتا۔ ایسے کہ درپودھن اپنی حیات رعایا سے زبردستی محصول وغیرہ باندھ کر روپیہ لے چکا ہے۔ اور وہ لڑائی میں صرف ہو گیا رعیت خود ہی مجھو رہے۔ فاقہ کر رہی ہے۔ مجھے کہاں سے دے۔ اگر یہ کہا جائے کہ روپیہ کیا بجائے پر تھوئی دکشائیں دیدیں۔ تو بھی گوارا نہیں۔

پیاس جی۔ دھرموان راجہ! روپے کا سوچ مت کرو۔ میں تدبیر بتاتا ہوں

کسی زمانے میں راجہ مرت نے ہمالیہ پہاڑ پر بگیہ کیا تھا۔ اس قدر سونے چاندی کے ظروف اکٹھے ہوئے تھے۔ کہ اب تک زمین کھودنے سے نکل آتے ہیں۔ کسی کو بھیجکر وہ دینہ منگو لو۔ اگر وہ دولت مانگھ آگئی۔ تو بگیہ بہت خوش اسلوبی سے انجام پاوے گا۔

اڑھیا کے (۱۲۷)

راجہ مرت کا اہاس

راجہ پادھشتر۔ دیاس جی سے پہلے آپ راجہ مرت کی گفتھاستا میں پھر دیکھا جائے گا۔ اگر بن پڑا۔ تو خزانہ منگوا لوں گا۔

دیاس جی۔ راجہ منو کی اولاد میں اکشواک سورج ہنس میں بہت قنارہ راجہ گزرا ہے۔ اسی کے خاندان میں راجہ مرت جلیل القدر راجہ ہفت اقلیم کا فرمانروا ہے۔ چنانچہ اٹھویا بگیہ کا بانی راجہ مرت ہی ہوا۔ ہمالیہ پہاڑ پر بگیہ کرنا چاہا۔ دیوتاؤں سے گورو برہمپت جی بگیہ کرنے میں نفل ہوئے۔ اور اعتراض پیش کیا۔ کہ بگیہ دیوتا سے ہوا آدمی نہیں کر سکتے۔ راجہ مرت برہمپت جی کے جواب سے ملکر سوچتے رہے۔ کہ کس سے کہوں جو بگیہ کر اوئے۔ ہاروجی سے عرض حال کیا۔ تب سمورت دشی برہمپت جی کے چپوٹے بھائی کو بتایا۔ اور بگیہ کر لیا۔ برہمپت جی راجہ ائند کو لئے ہوئے عین موقعہ بگیہ پر شراب نوشی کی غرض سے تشریف لائے۔ دھرم پتر راجہ جادھشتر راجہ مرت نے اس قدر سونے چاندی کے برتن بنوائے۔ اور اتنی دکھنا سونے کی دی تھی۔ کہ اب تک زمین میں اس قدر زرد وچا ہر دفن ہے کہ شمار میں نہیں آسکتا۔ اور نہ آج تک کسی راجہ کے پاس اس قدر دولت ہے۔ جیسی کہ ہمالیہ پہاڑ پر اس وقت موجود ہے۔ اسے راجہ میخیاں پہاڑ کی ایک چوٹی ہے جہاں سارا نیو جی پارٹی جی کے ساتھ بہار کر رہے ہیں۔ اٹھویا کمار۔ آٹھ سو۔ ۱۲ سورج سب دیوتا دینہ سیر و لقرج کی غرض سے آئے رہتے ہیں۔ اسی چوٹی پر اب تک خزانہ محفوظ ہے۔ تم وہاں جا کر شیو جی مہاراج کی پوجن کرو۔

اور وہاں سے وہ خزانہ اٹھوا کر اشو میدھ گینگہ میں سرف کر دے۔

بیاس جی کی زبانی یہ حال سنکر راجہ جہشتر کو اذیت خوش ہوئی۔ وزیروں اور
راکین سلطنت سے مشورہ کر کے ارادہ مصمم کر لیا۔

کمرشٹن تندر۔ راجہ جہشتر دنیا میں جتنی باتیں ہیں، جیہ کو بیاننے والی
ہیں۔ مگر راستی کی وقت بیک سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ راستی ہی برہم سے بلائی
ہے۔ راستی ہی سے مرکش حاصل ہوتی ہے۔ مرض دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک جو جسم
سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا مانی جو دل پر گزرتا ہے۔ پہنچا تا ہے۔ دھوکہ دے دے وغیرہ۔ پھوڑا
پھنسی بجا دے وغیرہ مرضوں سے جو تکلیف جسم پر ہوتی ہیں۔ یہ ضریر کا روگ کہلاتی ہیں۔ دل
میں رنج اور دھوکہ پیدا ہونے سے جو اذیتیں لاق پیدا ہوتی ہیں۔ وہ خوشی اور خست
سے دور ہو جاتی ہے۔ کوئی دھوکہ سہتا ہے۔ کوئی چٹن کرتا ہے۔ یہ دنیا کا دستور ہے
راجن۔ تم دیکھی نہیں ہو۔ دھوکہ کی یاد کرنے سے تم کو دھوکا ہوتا ہے۔ برہم کا دھیان
کرو۔ وہی کرتا اور دھرتا ہے۔ اس کی یاد سے آزاد ہو گا۔ تمہیں خیال کرو کہ پہلے
مغزور دیو دھن کے ہاتھ سے کس قدر صدمے اٹھانے پڑے۔ کتنی تکلیفیں برداشت
کرتی پڑیں۔ ناز و نعم سے پالی ہوئی دروہدی نے جنگ کی خاک چھانی۔ ہمیشہ پیامہ
اور درونا چارج ایسے شوہر دیو دھن کی طرف سے ہم ہر دھو لیتے اور تم نے
ان سب پر فتح پائی۔ ایسی ایسی تکلیفیں اٹھائیں۔ لڑ پھر بھی خیال نہیں ہوا۔ اتنی
بڑی فتح حاصل کر کے دھوکہ منہ کر کے چیف ہے۔ تو کو چاہیے۔ کہ پھل من کو تسخیر
کرو۔ ادب و درگوں کی عزت قائم رکھ کر رعیت کا پالنہ کرو۔ دھرم راج راج
دل جانے سے دل میں سعادت نہیں ہوتی۔ جب تک کام کرو دھوکہ دے دھوکہ دے کی سیاہی
سے صاف نہ کیا جائے۔ رت و دھرت ہیں۔ اور سناتن برہم میں تین حرف
سناتن برہم ہی ہے۔ اور من کی چننی تانی سے جو ناش ہوتا ہے۔ اور یہی رت ہے۔
سناتن برہم ہی ہے۔ جب یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ یہ میرا نہیں ہے، رت اور برہم
دونوں جو نظر نہیں آتے۔ یہی دونوں دل میں صفا پیدا کرتے ہیں۔ دنیا کے کارخانے
ہمیشہ یہی رہیں گے۔ مگر یہ جسم دکھائی نہ دیگا۔ دھن دولت پر ٹھوی پا کر بھی جن لوگوں
کی ممتا نہیں چھوٹی۔ ان کے لئے رک ہے۔ یا جو صحرانوردی کر کے جنگلی پھلوں پر

گزران کرتے ہیں۔ مگر دل پر قابو نہیں رکھتے۔ وہ موت کے منہ میں ہیں۔ جو لوگ
 گرسبت آشرم میں رہ کر دنیا کے دھندلوں کو بکھڑا جانتے ہیں۔ ایسے لوگ برہم میں
 وصل ہو جاتے ہیں۔ دانا عاقل وہی ہیں۔ جو من پر قابو رکھتے ہیں۔ دھرم کے پابند رہتے
 ہیں۔ جو اس ظاہری و باطنی پر جنکو احساس نہیں وہ دھرموان نہیں جو مقصد کا خیال
 نہ کر کے دھرم کرتے ہیں۔ وہی دھرم دان ہیں۔ ہے راجن! بغیر لوگ سادھے کوئی
 مجھ کو نہیں پاسکتا۔ میری ہدایت ہمیشہ یہی ہے۔ کہ میں اتم چپ کرنے والا ہوں
 جب میں خود ہی اپنا چپ کرتا ہوں۔ تو سنساری جب تک میرا دھیان اور چپ
 نہ کریں گے۔ میں انہیں کیونکر ماسکتا ہوں۔ لوگ یگیہ کرتے ہیں۔ اور کامنا چاہتے
 ہیں۔ اسی سے یگیہ سچل ہوتا ہے۔ یعنی مراد تو ضرور حاصل ہوتی ہے۔ مگر موکش پدار
 نہیں حاصل ہو سکتا۔ یگیہ آدک کر مول میں دھرماتماؤں۔ جیوٹوں میں جیو اتما۔ جیو
 مایا موہ میں پھنسنے ہوئے مجھے نہیں پہچانتے۔ میں ان جیوٹوں کو دیکھ کر ہنستا ہوں۔
 اس لئے اسے راجا! تم یگیہ کرو۔ اور میرے ارپن کرو۔ یگیہ سے دل کی کثافت
 دور ہو جاتی ہے۔ روشن ضمیری میں نیگ و بد میں تیز رہتی ہے۔ تب موکش بلجاتی
 ہے۔ دھرم پتر راجا! بدھشٹر! اشومیدھ جگ کرو۔ اور پلا کسی ابھان کے دکشا
 دے کر ریشوں اور دید پانٹیوں کو بھوجن کر او۔ مرے ہوؤں کا غم کرنا ہے سو دے
 ان کا لینا دشوار ہو گیا۔ وہ کسی طرح نہیں بل سکتے۔

اَوِھیائے (م)

مرے ہوؤں کا شرا دھ اور تیرپن

بھیشم پائین جی راجہ جیجے جی سے اس طرح منکلم ہیں۔ کہ جب راجہ جدھشٹر کو کرشن
 چندر مہاراج اور راجہ دھرتراشٹ کی نصیحت سے کسی قدر تسکین ہوئی۔ دلی جذبات
 دب گئے۔ کرشن چندر مہاراج کی پوجن کی۔ اور تخت سلطنت پر بیٹھ کر عنان حکومت
 ٹانھ میں لی۔ عدل اور انصاف پرستی شیوہ رکھا۔ رعیت خوش ہوئی۔ دل میں

اشو میدھ بگیہ کی ٹھانی۔ راجہ مرث کی دولت حاصل کرنے کی خواہش ہوئی۔ راجہ دھرترا
اوریدھشٹر نے شاستر کے بموجب پتروں کا شرادھ کیا۔ وید پائٹیوں کو نقد جنس دے کر
بہت فوش کیا۔ راجہ جدھشٹر بڑا دھرموان راجہ تھا۔ اس کے عہد میں کوئی انسان
مغفوک نہ تھا۔ میسر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اس نے راجہ دھرترا شٹ کی عزت
اور خدمت کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی۔ اپنے باپ کی طرح ماتا۔ علی المصلح قدم
چھوتا اور مستقصر رواج تھا۔ یہ بات دریودھن کو بھی میسر نہ تھی۔ دھرترا شٹ راجہ
جدھشٹر کی سخاوت دیکھ کر دریودھن کو بھول گیا۔ رول سے پانڈوؤں کے حق میں دعائے
خیر لکھتی۔ بعض وقت اپنے اوپر لعن بھیجتا۔ کہ میں ناحق ایسے صحیہ لڑکوں کی دریودھن
کی محبت میں عیب جوئی کرتا رہا۔ انہوں نے میری ذات سے بڑی تکلیف اٹھائی۔
افسوس اُس وقت ذرا بھی خیال نہ آیا۔ جب کرشن چندر نے ہدایت کی۔ کہ دریودھن
کی محبت تجھے فارت کر گئی۔ دریودھن بدخلق بے مروت اور دغا بازی ہے۔ اسے
نظر بند کر دے۔ کاش ان کے حکم کی تعمیل کرتا۔ تو آج یہ دن دیکھنے میں نہ آتا۔ شٹ
راتی خونریزاں ہوتیں۔ راتی بڑی خونریزی کا باعث میں ہی ہوں۔ اُسے راجہ جنے جی دھرترا
کی اب آنکھیں کھلیں۔ گو آنکھوں سے حرم تھے۔ مگر اب گلیاں ہو گئیں۔ رنج و غم مفقود
ہوا۔ ادھریدھشٹر کی بہبودی اور بہتری کی دعائیں مانگنے لگا۔

ادھیاے (۵)

کرشن چندر اور ارچن اندر پرستھ میں۔
گیتا سننے کے لئے ارچن کا اصرار

راجہ جنے جی نے پوچھا۔ کہ جب راجہ جدھشٹر کرشن چندر کی باتوں سے شانت
ہوا۔ تب باسادیو اور ارچن نے کیا کیا۔
رہا مہتمم پائٹن جی۔ راجہ جدھشٹر راج کرنے لگے۔ ارچن اور باسادیو جی

بیرکھ جاتا کر لے ہوئے اندر پر سندھ یعنی دلی پہنچے وہاں کی عمارت اور سجادے کا ذکر
میشتر ہو چکا ہے۔ ارجن اودب باسد پو شاہی محل میں فردکش ہوئے۔ مہا بھارت کے تذکرے
میں ہے۔ ارجن کی کہ درتیں زائل ہو گئیں۔ جو عیش و آرام انہیں میسر تھا۔
وہ رائدر کو اندر آسن میں بنی نہیں۔ آپ کی باتوں سے ارجن کے شکوک رفع ہو
فرمایا۔ ہے ارجن! آفرین ہے تم پر۔ تمہاری جیٹ اور بہادری کی بدولت راجہ
جہھشٹر نے اتنی بڑی فتح حاصل کی۔ تمام پرہتوی زیر نیگیں راجہ یادھشٹر ہے۔ لہذا
بارو کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ درپودھن بمعہ اپنے بھائیوں کے بھارت کی لڑائی میں
مارا گیا۔ میں نے تمہارا ساتھ دیا۔ تم کو فتح دلائی۔ ہر حالت میں تمہارا معاون رہا۔ مصیبت
کے وقت آڑے آیا۔ راجہ جہھشٹر تخت سلطنت پر متمکن ہو گئے۔ اب میرا کیا کام
ہے کہو تو دوار کا جاول۔ بہت دن آتے ہو چکے۔ لہذا اور بلرام جی میرے ذمے
سے متفکر ہوں گے۔ اس لئے ہے ارجن۔ راجہ جہھشٹر سے اجازت مانگا کر مجھے خدمت
کر و۔ روسے زمین پر اب تمہاری ہی حکومت ہے۔ ہفت اقلیم کے تاجدار تمہارے
زیر نیگیں ہیں۔ کرشن چندر کی باتوں سے ارجن کا دل بھرا نہ جاسکے کہہ سکتا ہے
نہ روک سکتا ہے۔ رنج تو بہت ہوا۔ مجبوری سے کہا۔ مرنی حضور میں چارہ کس کا
ایک بات کی تمنا اور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو گیان آپ نے آغاز جنگ کے وقت
مجھے اپدین کیا تھا۔ اب بائبل ہو گیا ہے۔ باعث تکلیف تو ہے۔ مگر ایک بار پھر دیتی
گیان لکھنا ہے۔

کرشن چنچل۔ ہے وہی سناتن دھرم اور سانکھ یوگ اور جھوٹے
ذکر جو میں نے کئے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ لائق نہ تھا۔ کم عقل نا دل اگر ایسی بات
کہتے۔ تو شکایت نہ تھی۔ تم سنا عالم ہو کر ایسے کئے کہے۔ جسے بہت برا معلوم ہوا۔ اب
دوبارہ بھر ویسی ہی باتیں کرنا اور سچا مانا ممکن ہے۔ مگر خیر تمہارے اصرار سے اب پھر
اس گیان کا خلاصہ بیان کروں گا۔ دل لگو کر سنو۔

آغاز برہمن لکھنا

کرشن چندر۔ ایک برہمن سرگ لوک سے میرے پاس آیا۔ بیٹے اس کی

پوچھن کی۔ میرے اُس کے مابین موکش دھرم پر باتیں ہونے لگیں۔ برہمن بولا۔ ہے پر شوم! موکش دھرم بابا سے چھوڑانے والا مودہ کو دُور کرنے والا ہے۔ کاشب گوتری برہمن اور کسی دوسرے گوتز کے برہمن سے یوگ اور گیان کی بابت جو باتیں ہوتی ہیں۔ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ میرا منہ پہ دُور ہو جائیگا۔ اور گیتا کہنے اور سننے کا پھل عیلاوہ ہوگا۔ دوسرے گوتز کا برہمن مہا گیانی اور جستار اندری تھا۔ کاشب گوتری اسراہمن کا قہ نبیوں ہوا۔ اور پوجا بھی کی۔ کاشب گوتری برہمن کی توجہ دیکھ کر وہ برہمن بہت خوش ہوا۔ اور بولا۔ ہے مہتر! دنیا میں انسان ہر طرح کے کرم اور پن (یعنی نیکی و بدی) کرتا ہے۔ مگر اس کو دُکھ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ میں اپنے پچھلے جنموں کا حال سناتا ہوں۔ میں کام کر دھو لوہے کے بس ہو کر کئی دفعہ سنسار میں آیا۔ اچھے کرم کئے۔ سورگ بلا۔ سب شوگ کے آئند بھوگ کر پھر مر ت لوک میں آنا نصیب ہوا۔ زندگی موت کی تکلیفیں جھیلا کر رہا۔ ماناؤں کے گربہ سے جنم لے کر دُور دھریا۔ پاپ دیکھے اور بہت طرح کے سکھ اور دُکھ نصیب ہوئے۔ کبھی امیر کے یہاں پیدا ہوا۔ کبھی غریب کے یہاں جنم لیا۔ چین بھی پایا۔ دُکھ بھی اٹھا۔ سورگ کی بھی سیر کی۔ زک کے بھی مدھے اٹھائے۔ جہراج کے ڈولوں نے بھی تکلیف دی۔ کہ سننے والوں کے روئیں پھرتے ہیں۔ آخر کو میرا حجان برہمن کی طرف ہوا۔ سادھی لگا کر برہمن پر ماتا میں لگن ہونے لگا۔ برہمن سے دل میں صفائی ہو گئی۔ کدو تیں جاتی رہیں اب مجھے آندہ ہے۔ نہ دُکھ ہے۔ اب یہاں سے ست لوک جاؤں گا۔ اور موکش پا کر برہمن میں داخل ہو جاؤں گا۔ اگیا نی پرش برہمن کو نہیں جانتے۔ وہ مایا مودہ کے جال میں پھنسے ہیں۔ برہمن لوک آنکھوں کے سامنے نہیں۔ برہمن کے قابل نہیں ہوتے۔ انہیں رشیوں اور شاستروں کے وحیوں پر اعتماد نہیں ہوتا۔ اب میرا نا دنیا میں آنا ہوگا۔ ہے مہتر! تم جن واسطے میرے پاس آئے ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ تمہیں جس بات میں شک ہو۔ بلاتا مل پوچھو۔ تمہارے شک کو کسٹ جائیں گے۔

کاشب گوتری۔ روح کیونکر جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ اور کس طرح ایک قالب سے دوسرے قالب میں جاتی ہے۔ روح جسم سے جدا ہو کر برہمن میں کیونکر مل جاتی ہے۔ جو آتما اپنے کئے ہوئے کرموں کے پھل کس طرح بھوکتا ہے۔

سودا پرست نہیں۔ جو آتما جسے غالب میں ہوتا ہے۔ اپنے شریر کے موافق
 ویسے ہی کرم کرتا ہے۔ اگر اچھے یعنی مت کرم کئے ہیں۔ تو ان کا پھل پورا ہونے
 پر خلاف باتیں ہونے لگتی ہیں۔ ناش ہونے سے پہلے اسکی عقل آتے جواب دے
 دیتی ہے۔ بہرہم کا گیان آتے نہیں ہو سکتا۔ اسوہ سے جسکے جسم یعنی شریر میں روح
 کو آنا پڑتا ہے۔ موت کی تکلیفیں ہوتا ہے۔ جسم کے دکھ آتا ہے۔ ایسے جو آتماؤں کو
 سنتو کہ یعنی فضاغت نہیں ہوتی۔ کھانے پر زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ منور غذا یعنی گوشت
 پوری۔ شراب نوشی اور ایسی غذا جس سے جسم تندرست نہیں رہ سکتا۔ استعمال
 ہوتی ہیں۔ ایسے آدمی غذا کے بند سے بچے جاتے۔ تو بھی برا نہیں۔ انہیں ہر وقت
 کھانا ہی کھانا سوچنا ہے۔ عیش پرست ہوتے ہیں۔ میاشرت پر طبیعت زیادہ رغب
 ہوتی ہے۔ طاقت کا لحاظ نہیں کرتے۔ نطفہ خراب کرتے ہیں۔ راندن کھانا اور
 سودا پرستی رہتی ہیں۔ اس سے جسم پر عوارض دوڑتے ہیں۔ بدن کمزور ہو جاتا
 ہے۔ مرض کی تکلیف اٹھانی پڑتی جاتی۔ عاجز ہو کر اپنی موت آپ بکاتا ہے۔ سنگین
 پھانسی دے کر مرنا چاہتا ہے۔ بہتر اس طرح جب شریر میں دکھ اور روگ
 پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ شریر ناش ہو جاتے ہیں۔ پھر دوسرے عمل میں پرورش
 کرتے اور دکھ اٹھاتے ہیں۔ جن جو آتما باپ اور پر کو گت کرتی ہیں۔ اور روح
 یعنی جان موہ میں پھنس جاتی ہے۔ جسم سے جان کا نکلا شکل ہوتا ہے۔ بدن کمزور ہو
 جاتا ہے۔ جو اپنا شی ہے۔ وہ فانی نہیں ہوتا۔ یوگی لوگوں کو جن کے دیرہ باطن کھلے ہوئے
 ہیں۔ پچھلے جسم کی یاد بھی رہتی ہے۔ جب وہ عمل میں ہوتے ہیں۔ اپنی یاد نہیں بھولتے۔ دنیا
 دار اٹن ہے۔ جو جیسے کرم کرتا ہے۔ پھل پاتا ہے۔ دنیاوی میں کرم کرنے کے پھل ملتے
 ہیں۔ برے کرم کرنے والے نرک میں جاتے ہیں۔ اچھے کرم کرنے والے کے لئے سرگ
 کا دروازہ کھلا ہے۔ مکت پر وہی بہت شمس سے ملتی ہے۔ سورج اور چاندروک انہیں
 لوگوں کو دیتا ہے جن کے کرم اچھے ہوتے ہیں جب وہ اپنے کئے کا پھل پاتے ہیں۔
 تب وہ پھر مرت لوک میں گرائے جاتے ہیں۔ اسی طرح سرگ کے بھی اتم بدھم اور
 نکست تین درجے ہیں۔

اُدھیاے (۶)

پرمن گیتا

سلسلہ پرمن - ادر یہ جو پوچھتے ہو کہ اس لوک میں اچھے یا بُرے کو ملے گا
 ناش نہیں ہوتا۔ جو بار بار پیدا ہوتے ہیں۔ اور کرم پھل بھوگتے ہیں جس طرح ایک
 ہر ابھرا درخت سینچنے سے بار آور ہوتا ہے۔ اسی طرح پاپ سے اور پاپ ہوتا ہے۔
 من سب کا انہرے کرم من کے آدھیں بنے۔ جب جو مانا کے گر بھ میں ہوتا ہے۔
 خون سے بھرا ہوا حل ٹھہرنے والا لطفہ اپنے کرم کے مطابق جسم حاصل کرتا ہے۔ اسوقت
 یہ ہم جو آتما سو کہ گر بھ میں آجاتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ موکش روپ کیونکر
 شریو دھارن کرتا ہے۔ دوسرے ظاہر بدن میں جو آتما کیوں نہیں دکھائی دیتا۔
 مگر جنیش اور رکت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شریو میں جو آتما ہے۔ تیسرا سوال یہ ہے
 کہ جو آتما دکھ اور سکھ کا سماں کیوں ہوتا ہے۔ پہلے سوال کا مطلب یہ ہے۔ کہ سونے
 کا پانی اگر تانبے کے برتن پر چڑھایا جائے۔ تو وہ برتن بادی النظر میں سونے کا دکھائی
 دینگا۔ اسی طرح سوکشم جو گر بھ میں رہتا ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ
 بس دین، تپ، دھرم، دانا، سیدھا۔ دیوتاؤں کی پوجن جو اس جسم پر قابو۔ جو وہ پر
 دیا۔ پرانی دولت سے اغراض۔ یہ باتیں سب وہید پائیدوں اور عالموں کی ہیں۔ ایسے
 کرم کرنے والے کوئی نیکی نہیں ہوتے۔ نہ ان کو زک ہوتا ہے۔ نہ شرگ ملتا ہے
 برہمن میں راس ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ سب جو دس کو آتما سمجھتے ہیں۔ وہ نہایت روپ
 ہیں۔ نہ سوکشا پا جاتے ہیں۔ جو انسان زندگی موت رنج و غم لہجہ نقصان کی

دان برت۔ دانا، تپا کی سیدھا۔ دیوتاؤں کی پوجن جو اس جسم پر قابو۔ جو وہ پر
 دیا۔ پرانی دولت سے اغراض۔ یہ باتیں سب وہید پائیدوں اور عالموں کی ہیں۔ ایسے
 کرم کرنے والے کوئی نیکی نہیں ہوتے۔ نہ ان کو زک ہوتا ہے۔ نہ شرگ ملتا ہے
 برہمن میں راس ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ سب جو دس کو آتما سمجھتے ہیں۔ وہ نہایت روپ
 ہیں۔ نہ سوکشا پا جاتے ہیں۔ جو انسان زندگی موت رنج و غم لہجہ نقصان کی

حالتوں میں یکساں رہتے ہیں۔ وہ موکش پاتے ہیں۔ نہ ان کو دشمن سے ڈر۔ نہ دوست کا غم۔ نہ بھائی بیٹوں سے محبت یا نفرت دھرم ارتھ کام کو ترک کرنے والے انسان کے لئے موکش کا دروازہ کھلا ہے۔ ان کو نہ کسی کی مذمت سے غرض۔ نہ کسی کی تعریف سے مطلب ہے۔ یوگ شاستر پرچنے والے پہلے اپنی اندریوں پر قابو کرتے ہیں۔ اور پھر دنیا کی آسائشوں سے دل ہٹا کر برہم پر ماتما کا دھیان کر کے یوگ ابھیا س کرتے ہیں۔ تپسوی یعنی ریاضت پیشہ آتما میں برہم کو دیکھتا ہے۔ برہم کا دھیان کرتا ہے۔ جس طرح خوب میں جو شری سے علیحدہ ہو کر نہ چلتے کہاں پھرتا رہتا ہے۔ پھر باگنے کے وقت شری میں پر ویش کرتا ہے۔ اور اصلی حالت دیکھتا ہے۔ اسی طرح سادھی لوگ سادھی میں اپنے آتما کو سو روپ دیکھ کر بغیر سادھی کے بھی بسو کو آتما دیکھتے ہیں۔ جس طرح کوئی آدمی سینک کو مینج سے نکال کر دیکھتا ہے۔ اسی طرح سادھی آتما کو سینک اور شری کو مینج سمجھتا ہے۔ ایٹور تینوں لوگ کا سوامی ہے۔ وہی آتما ہے جو تمام کائنات میں جلوہ نما ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ جو گمانی ایسا خیال کرتے ہیں۔ وہ یوگی کہلاتے ہیں۔ نہ ان کو دکھ ہوتا ہے۔ نہ زندگی و موت کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ ایسے یوگی اس بدن کو چھوڑ کر دیوتا ہو جاتے ہیں۔ جس طرح یوگی اپنے شری میں ویدانت پڑھ کر یوگ کا عادی ہو جاتا ہے۔ اب اس کی بابت ذکر ہوتا ہے شری کے اندر استقلال کے ساتھ دیکھو ڈالو ڈالو نہ ہونے سے۔ پر ماتما کا دھیان کر کے۔ دنیاوی چیزوں سے متنفر رہے۔ یہی یوگ ہے۔ جب دل مستقل ہو جائے گا۔ تو برہم کے مبرا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ یہ بات جب ہی تیسرے ہو سکتی ہے۔ جب سب طرف سے من کو ہٹا کر پر ماتما میں لگا دے۔ بلکہ بستی چھوڑ کر جنگل میں بودوباش اختیار کر کے۔

صفائی کے ساتھ بھوجن کر کے۔ سوچ اور مشق یعنی پاک چھوٹ کا خیال رہے کہینکہ اس کے بغیر دل صاف نہیں ہوتا۔ صفائی قلب سے شکوک اور اعتراضات رفع ہوتے ہیں۔ وید میں لکھا ہے۔ کہ منہ کے اندر تالو میں اٹھی زبان کو لگا دے۔ اسے کچھری مدر کہتے ہیں۔ متر کے جی کا وچن ہے۔ کہ کمال کے پورا رخ میں اٹھی زبان لگنا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں اپنی نظیر قائم کر کے کو کچھری مدر کہتے ہیں۔ زبان

کے زیریں حصے کو تھوکتے ہیں۔ اس سے نیچے کا حصہ کنٹھ اور تانہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں کے نیچے حصے کو خلق کہتے ہیں۔ اس کے نیچے پشت ہے۔ اسکا دھیان کرے یہاں پر دھیان لگانے سے طبیعت میں یکسوئی ہوتی ہے خلق کی طرف رجحان یعنی دھیان کرنے سے بھوک پیاس نہیں لگتی۔ دل کے آسے برہم استھان ہے۔ اور دل پاچھیں جو اس جسم کی رگوں کا مرکز ہے۔ جو تعداد میں ایک سو ایک ہیں۔ ان پر قابو ہو جائے سے جب مرمت ہوتی ہے۔ تو پران کپال پھوڑ کر نکلتے ہیں۔

ہندھو سودن! میری یوگ سے بھری ہوئی باتیں کاشب گوتری برہمن نے سن کر پھر اُس نے اس سے یوگ ابھياس کی باتیں پوچھیں۔ بار بار یہی دریا فت کرتا تھا۔ کہ کھانے کی چیزیں شکم میں کیونکر مضام ہوتی ہیں۔ غذا سے خون کیونکر بنتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ کیونکر پیشاب اور غلیظ کی صورت میں ہو کر باہر نکلتا ہے۔ کیونکر یہ یہ جسم عورت کے شکم میں پرورش پاتا ہے۔ پیشاب اور غلیظ کیونکر علیحدہ بنتا ہے۔ سانس کی روانی کیونکر ہے۔ یہ آتما شریہ میں کس مقام پر رہتا ہے۔ ہے بھگوان میں نے اپنی دیا کے موافق ان سوالات کے جواب دیئے۔ کہ جس طرح گھر کا مالک اپنے گھر کی چیزوں اور برتنوں کو رکھ کر رکھیں چلا جاتا ہے۔ اور پھر اگر اپنی چیزوں کو پہچان کر مصرف میں لاتا ہے۔ اسی طرح یوگی من کو اندریوں سے علیحدہ کر کے سانس کو روک کر آتما کو تلاش کرتا ہے۔ وہ تھوڑے ہی دنوں میں برہم آتما کو اپنے میں پا جاتا ہے۔ برہم آتما آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتا۔ نہ کسی اندری سے مانا جاتا ہے ہاں اگر دل میں صفائی ہو گئی۔ گمراہی جاتی رہی۔ آتما کا دیکھنا دشوار نہیں۔ وہ رزاکار ہے۔ اس پر بھی اپنی آنکھوں سے سنسار کو دیکھنے والا ہے۔ اگر دل پر قابو ہو گیا۔ اندریاں مغلوب ہو گئیں۔ تو پر آتما دھیان میں آ جاتا ہے۔ اور پر آتما سے بچا نگت ہونے میں موکش ہو جاتی ہے۔

یہ کہہ مری کرشن جی ہمارے ارجن سے کہا۔ کہ وہ برہمن موکش دھرم کہتے ہیں بہت عبور رکھتا ہے۔ مجھ سے یوگ ابھياس بیان کر کے چلا گیا ہے پارہی ایہی برتانتہ یٹنے آغاز جنگ کے وقت تم سے کہا تھا۔ تم میرے پیارے ہو۔ اور گیان موکش کی باتیں تمہیں پسند ہیں۔ اس لئے میں نے دوبارہ تمہیں گیان اپدیش کیا

ہے میٹر ا جو آدمی برہم کو پہچانتے ہیں۔ وہ گلیا نی ہیں۔ ان کے دامن گناہوں سے آلودہ نہیں ہوتے۔ سب سے بڑھ کر دل ہے۔ اس کو بس میں کرنے سے سب کام سنبھل جاتے ہیں۔ جو انسان یوگ سیکھنا چاہے۔ تو چھ مہینے میں حاصل ہو سکتا ہے۔

آدھیاے (۱۶)

برہمن گیتا

کرشن بھگوان ارجن سے مخا طبع ہیں۔ کہ ایک برہمن کی عورت نے اپنے گلیا نی شوہر سے تنہائی میں سوال کیا۔ کہ اسے سیامی! کہ تم برہمنوں کے کرم اگنی ہوتر وغیرہ سے دست کش ہوئے۔ دھرم بالکل چھوڑ دیا۔ میں تمہاری استری ہوں۔ استری اردھنگی ہوتی ہے یعنی شوہر کے آدھے جسم کی مالک، تمہارے کرم دھرم میں آدھا حصہ میرا بھی ہے اس سوچ میں مجھے ہر وقت فکر رہتی ہے۔

برہمن۔ ہے پر یہ! تمہاری باتوں کی بنڈا نہیں کرتا ہوں۔ اگر گلیا نی آدمی مودہ میں پھنک کر کرم کرتے ہیں۔ سنیاس بغیر شوہر کرم کئے نہیں حاصل ہوتا۔ دو آنکھوں کے نیچے میں سانس روک کر دل کو دنیاوی سامان سے ہٹایا۔ اور برہم میں لگایا۔ دوناڑی ہیں۔ جن کا نام ایڑا بیگلا ہے۔ دل کی ضلالت دور کرنے والا جو سانس ہے۔ جیہ ان میں جاری ہے اسی کو روکنے سے جو برہم میں پراپت ہو سکتا ہے۔ برہما دگ دیوتا بھی اس پر تاپام سے برہم کی آپاسا کرتے ہیں۔ پر ماننا انہائی ہے۔ نہ آنکھ سے دیکھا جاتا۔ نہ کان سے سنا جاتا ہے۔ اور نہ ناک سے سونگھا جاتا ہے۔ پانچوں حواس جنسہ اس کے جاننے میں عاری ہیں۔ اگر من صاف ہے۔ تو پر ماننا سے ملنا کوئی بڑی بات نہیں۔ پر ماننا عقل سے نہیں پہچانا جاتا۔ کیونکہ اس کی نہ کوئی صورت ہے نہ رنگ۔ وہ لکشنوں سے ملتا ہے۔ پارنچ باپو یعنی پران۔ اپان۔ ہیا آلی بیان اودان۔ بھان۔ اس طرح ظاہر ہوتی ہیں۔ سمان باپو ناس کے بیچ سے نکلتی ہے۔ اور بیان باپو سے ملکر تمام جسم میں حرکت کرتی ہے۔ سمان اور بیان کے وسط میں پران اور پان کا گھر ہے۔ وہ

پران اور اپان رکھنے پر سمان اور بیان بھی رک جاتی ہے۔ لیکن سب جوڑوں میں موجود رہتی ہے۔ ادوان باپو پران اور اپان کے بیچ میں ہے۔ اسوجہ سے پران اور اپان سے انسان عالم خواب میں علیحدہ نہیں ہوتے پران چلا اٹھان ہوتے ہیں۔ اس سے ادوان کہاتے ہیں۔ یعنی جیو آتما اور پانچوں والو ایک ہی ادوان میں موجود ہیں۔ اسی سبب سے برہم جاننے والے شب کرتے کے وقت مجھ میں ہی دھیان لگاتے ہیں۔ مجھ سے سحراد رواتر نام اگنی سے ہے۔ کدھ کے وسط میں بسواتر نام اگن سات روپ سے رہتا ہے یعنی گھران۔ جھٹیا۔ جگنو۔ تکت۔ سروتر۔ من۔ بدھ۔ یعنی سامعہ۔ باصرہ ذائقہ۔ لامسہ من اور عقل۔ بسوازاگن کی زبان اگنی ہے۔ اور بسوازاگن کا لبتہ سمہدھ ہے۔ اور یہی شبد ساتوں رنج کہاتے ہیں۔ ساتوں بشیوں کو سوہنے والے انسان مغرور ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل انفاس کا ان سات اگنیوں سے میل ہے۔ اور گیانی ان ابھادوں سے علیحدہ ہو کر برہم سے پیدا ہونے والی اگنیوں کی خواہش کرتے ہیں۔ پرتھوی اکاش۔ جل۔ والو۔ اگن۔ من۔ بدھ یہ ساتوں استھان برہم کے ہیں۔ سب روپ سے گیان رکھنے والے برہم میں پرویش کر جاتے ہیں۔ یعنی خواب کی حالت میں مروتے کی طرح بے خبر ہوتے ہیں۔ اور بیداری میں ہوشیار رہتے ہیں۔ سب سرشتی کے سوامی اور ان کے اسرے روپ میں بٹے ہوئے ہیں۔ اسی سے کدھ پیدا ہوتی ہے۔ اسی سے فکروں سے بھرے ہوئے چت آتھن ہوتا ہے۔ اور اسی سے فیے کرنے والی بدھی کی پیدا ایش ہے۔ سات طرح کی آتھتی ہے۔ انہی کے وسیلے سے پراچین رشیوں نے انندیوں کا روپ دیدیا فنت کیا۔ اور پہچانا۔ اور یہ بھی خیال کیا۔ کہ تمام دنیا کی پیدا برہم سے ہے۔

آدھیانے (۱۵)

برہمن کہتا

کرشن بھگوان ارجن سے فرماتے ہیں۔ کہ دس ہوتا جن کی تفصیل یہ ہے۔ باقرہ

ساتھ۔ لائن ذائقہ یعنی زبان سامعہ یعنی ناک دونوں ہاتھ اور پیر لنگ انسان کا دل
استقرار میں نہیں ہونے دیتے۔ دشا۔ باپ۔ سورج۔ چندریاں۔ پرتھوی۔ آگن۔ وشینو
رور۔ پر جاپت۔ مترجمہ یہ دس نام آگن کے ہیں۔ جن کا تعلق ہوا سے رہتا ہے۔ بڑے
نام سمادھ سے ان آگنیوں میں ہون کرنے سب دل کی گمراہی دور ہوتی ہے۔ اور
دسوں انڈیاں بھی مغلوب ہو جاتی ہیں۔ گہان کا جلوہ خود بخود خود کرتا ہے۔ من کی
صنائی مقدم ہے۔ جسم لطف سے پیدا ہوتا ہے جو آتما جسم میں پرورش کر کے ابھارتی
ہو جاتا ہے۔ اور ابھان مرتے دم تک ساتھ نہیں چھوڑتے۔ جسم کا مالک جو آتما جس کا
آرمد یعنی دل ہے۔ اور گھدے سے دوسرا من پیدا ہوتا ہے۔ یہ من سب پر مقدم سمجھا
جاتا ہے۔ ایک روایت یاد آتی ہے۔ ایک دفعہ من اور بانی نے جو آتما سے سوال کیا
کہ ہم دونوں میں کون بڑا ہے۔ جو آتما نے جواب دیا۔ کہ مقدم من ہے۔ تب بانی یعنی
سرسوتی بولی کہ اے جو آتما۔ میں تیری ہمیشہ مددگار اور پیشوا رہی۔ تو نے من کو مقدم
سمجھا۔ من بولا۔ کہ استھاد اور خلم اور دسوں اندریاں میرے آدھین ہیں۔ تمام ہرشی
میرے سامنے ہے۔ جنتر من کے جائے والا من ٹگم کہلاتا ہے۔ اسلئے بانی یعنی قوت گیانی
ہی مقدم ہے۔ مگر من کے آدھین سرسوتی پر ان اپان کی شدت مائی میں ہمیشہ موجود
رہتی ہے۔ سرسوتی یعنی بانی برہما جی کے پاس پہنچی۔ اور کہا کہ آپ یاد کر کے پر تین
ہوں۔ اتنے میں پر ان بھی بانی کو مدد کے لئے برہما جی کے پاس پہنچا۔ مگر برہما بولے۔
کہ سرسوتی یعنی آواز کے دو نام ہیں۔ اول کوکھنی یعنی قوت ناطقہ۔ دوسرے آگوکھا
یعنی جو کچھ حال بیان نہیں کر سکتی۔ ان دونوں میں آگوکھا کی حالت اچھی ہے۔ کیونکہ
گوکھنی پر انوں کی برہمی چاہتی ہے۔ دوسرے من تر روپ آگوکھا سب وشاؤں میں
وہمنا ہے۔ اس لئے آگوکھا مقدم ہے۔ برہمن نے کہا۔ جو بچن شریر میں پر ان سے
پرگٹ ہو کر وہ پر ان اپان میں ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسلئے من اور بانی دونوں
سریٹھ ہیں۔

اڑھائے (۹)

برہمن گیتا

برہمن اپنی رستری سے کہہ رہا ہے کہ اسی طرح من اور اندریوں کی آپس میں
 لگشکو رہی۔ من کہتا ہے کہ میرے بغیر اندریاں کام نہیں کر سکتی۔ نہ زبان کو ذائقہ
 دے سکتا ہے نہ آنکھیں کو نئی شے دیکھ سکتی ہیں۔ یہ کان کچھ سنتے ہیں۔ اس لئے میں
 تم پر زیر دست ہوں۔ اندریاں بولیں۔ آپ کا کہنا سچ ہے مگر بغیر ہمارے آپ بھی
 کچھ کام نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے آدھین ہو۔ کہ سب کام ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوں۔
 تو آپ بالکل بیکار سمجھے جائیں۔ خلاصہ یہ کہ من اور اندریوں میں ایسی نسبت ہے کہ ان
 میں سے اگر ایک بھی نہ ہو۔ تو کام نہیں چل سکتا۔ چنانچہ من اندریوں میں یہ بات طے
 ہو گئی کہ من اور اندری جتنک آپس میں میل نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے کے مددگار
 ہیں۔

اڑھائے (۱۰)

برہمن گیتا

اسی طرح پر ان۔ پران گیان کی آپس میں بحث ہوئی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی
 طاقت اور قدرت بیان کی۔ ایک دوسرے کو اپنے سے افضل گردانتے تھے۔ کہ
 ہماری ہی وجہ سے دنیا قائم ہے۔ نارادرشی اور دیومت رشی کی باتیں بھی اسی قسم
 سے تھیں۔ نارادجی کا مقولہ ہے کہ برہم پرمانند سے سب چودھاری اُپتن ہوئے۔ اور
 ویدوں کے منتروں سے تتوں کی اُپنیتی ہوئی۔ جو کہ پرے کی اگنی میں بھسم ہو گئے
 تھے۔ ان کی پیدائش اسی طرح ہوئی جس طرح تمشک ناگ کے کاٹنے سے بڑ کاہرا

بھرا درخت خشک ہو گیا۔ اور پھر کشب کے منتر سے سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس روپ ویشے بانسا سے بھی اُتیت ہوتی ہے۔ شکر رنطفہ ارتھات و رشی سے گیت پراریدھ اور سر دنت دھون راگ دولیش آدک ان دونوں کے ملنے سے پہلے تو رنگ شر پران اُتین کرنے کے لئے گرم کرتا ہے۔ اسی طرح پران سے جم آوک کے دوارا پریت و شاؤں نجات بانسا روپ کرم سے اُتین شر پران اپان اُتین ہوتا ہے۔ پھر اس جم میں پراپت ہو پو اسے پراریدھ اور بانسا سے اودان ارتھات پریم کا روپ جن کا نام آروپت ہے۔ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ آندر روپ کارن روپ برہم کارج کے مدھ میں آندر پرگھ سے کر کے نیت ہوتا ہے۔ اچھیا کیوجہ سے اگیان اودو گن بھی پیدا ہوتا ہے۔ پراریدھ اور راگ دولیش سمان بیان ہایو سے ارتھات سمبندھیوں بدولت اور شر پر اندری سے اُتین ہوتا ہے۔ پران اپان یعنی اچھیا اور پراپت ان دونوں کا جوڑا ہے۔ جو آتما کی آپادھی پران اپان ہے۔ یہ اوپر کو جاتے ہیں۔ اور میان سمان ارتھات دیکھا ہوا اور منا ہوا یہ دونوں جوڑا کہلاتے ہیں یہ دونوں برہم سے نہیں ملنے پاتے۔ انکی پرمانہ ہی دیوتا روپ ہے۔ ویدوں کا حکم ہے۔ برہم گیائیوں کا گیان ویدوں سے ہوتا ہے۔ برہم شانتی روپ ہے۔ اس برہم روپ تک گیائی پہنچ سکتے ہیں۔

اُدھیائے۔ (۱۱)

برہمن گیتا

ایک وقت برہماجی کے پاس کہہ گندھرب رشی دیوتے اور اُسر سانپ وغیرہ بیٹھے تھے۔ اُسروں نے پوچھا۔ کہ اسے سر رشی کے پیدا کر نیوالے ایسے گیان کا اُپدیش کیجئے۔ جس میں تمہارا کلیان ہو۔ برہماجی نے اوم اکشر کی تعریف کی۔ اور اوم ہری اوم چلپتے رہتے۔ اوم اکشر سے سب اپنی اپنی سمجھ کے موافق سیدھ ہو گئے۔ یعنی سانپوں نے سمجھا۔ کہ اوم اکشر سے منہ ٹھٹھنے اور بندھونے سے دُستے کا اُپدیش ہوتا

ہے۔ اسے لوگ سمجھے۔ کہ ہم کو چھل اور دھبہ کرنے کی ہدایت ہوئی۔ ریشی دھرم کرنے
یعنی اندریوں پر قابو کرنے کو سمجھے۔ اسی طرح جتنے حاضرین تھے۔ سب اپنی اپنی سمجھ سے
اسے اکثر کے معنی لگاتے رہے۔ ہے ارجن۔ برہمن اپنی استری سے کہتا ہے۔ کہ سب
گمیانوں کا گیان برہم کو پہنچاتا ہے۔ اور برہم کو مقدم سمجھتا ہے۔ جان مارنا یا کسی کو گزند
پہنچانا اس سے بڑھ کر باپ نہیں۔ ایک سنیاسی اور دھرم برہمن کا اتہاس سُنانا ہوں۔ جس
مقام پر جنگ ہونے والا تھا۔ وہاں بکرے اور پٹھو کھڑے دیکھے۔ سنیاسی نے دھرم
برہمن سے کہا۔ کہ تیری نیت ہتیا کرنے کی معلوم ہوتی ہے۔ پٹھوؤں کو بلیا۔ ان کے
کے لئے مارنا کیا ہتیا نہیں ہے۔ ضرور ہتیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا۔ کہ سر سوتی
ہدایت کرتی ہیں۔ کہ یگیہ میں بلیا ان کرنا لازمی ہے۔ جو پٹھو یگیہ میں بلیا ان کیا جاتا
ہے۔ وہ شُرگ پہنچتا ہے۔ اس کے پانچوں عناصر علیحدہ ہو کر اپنے اپنے عضروں
میں بھج جاتا ہے۔ یعنی خاک خاک میں۔ پانی پانی میں۔ ہوا ہوا میں۔ آکاش آکاش
میں۔ آگ سورج میں پرویش کر جاتی ہے۔ اس لئے سنیاسی جی! مجھے دویش
کا ہے کا ہے۔ دویش نہیں بلکہ ثواب ہے۔ سنیاسی نے جواب دیا۔ کہ چو کے
پر ان نکالنے سے ہتیا ہو گئی۔ اگر یہ جہاں کیا جاوے۔ کہ بکرا سورگ میں جائیگا
تو اس میں تمہارا کیا لطف۔ کیا تم اس کے ساتھ شُرگ کو چلے جاؤ گے۔ اس
بکرے کے ماں باپ سے کہو۔ کہ تم اس کا بدھ کرو۔ تمہارا پتر سورگ جاتے گا۔
اس کے ماں باپ اس بات کو منظور کو لیں گے۔ یہ سب ڈھک سلا ہے۔ یہ کیوں
نہیں کہتے۔ کہ بکرے کو بل دے کر مزے سے گوشت اڑائیں گے۔ اس لئے
آ سے متر! میں تمہارے اس کرم سے خوش نہیں ہو سکتا۔ کرم وہی ہے۔ جس
میں کسی جیو کو تکلیف نہ ہو۔ جانداروں پر دیا کرنا ریشیوں کا دھرم ہے۔ ہنسنا
کرنا کسی حالت میں درست نہیں۔ دھرم برہمن کی سمجھ میں آگیا۔ اس نے
بلیا ان کرنے سے توبہ کی۔ اور ویدانتی نے اپنا یگیہ پورا کیا۔ بکرے کو
بل نہیں دیا

اودھیا کے (۱۲)

برہمن گیتا پر سرام جی اور سہسرا باہو کی لڑائی

برہمن اپنی استری سے کہتا ہے۔ راجہ نکارت بیروج جب کاہنہ و سرام نام سہسرا باہو تھا۔ چکرورتی راجہ ہوا۔ اس نے اپنی ہزار بھجواؤں کے زور سے ساری دنیا زیر ملکین کر لی تھی۔ ایک دفعہ راجہ سہسرا باہو کا گزر سمندر پر ہوا۔ اور اسقادریتروں کا مینہ برسایا۔ کہ جانوران آبی خستہ و مجروح ہو کر سمندر سے رونا روئے۔ کہ ہماری آپ رکشا کریں۔ راجہ سہسرا باہو ہماری جان کا گامک ہے۔ سمندر راجہ کے سامنے آیا۔ اور عرض کی۔ کہ آپ کربا کریں۔ ہزار انا دریاؤں کا لور مر گئے۔ اور ہزاروں زخمی سبک رہے ہیں۔ آپ ان پر کیا کریں۔

سہسرا باہو۔ پھر تمہیں کوئی ایسا آدمی بتاؤ۔ جس سے لڑوں۔ میری ہزار بھجواؤں کی بھلا رہی ہیں۔
سمندر۔ جمدگن جی کے پتر پر سرام جی سے جنگ آزمائی کیجئے۔ اس وقت سنسار میں بجز ان کے اور کوئی آپ کا جواب دینے والا نہیں۔ قلاں بن میں ٹپ کر رہے ہیں۔ کہ آپ ان کے پاس جائیں۔ تو ضرور آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

سہسرا باہو۔ سمندر کے کہنے پر جمدگن کے پتر پر سرام جی کے پاس پہنچے۔ فوج ہمراہ ہے۔ بھجواؤں کی بھلا بھی ساتھ ہیں۔ سہسرا باہو پر سرام کے آشرم میں پہنچکر ان کے ٹپ میں بگھن کرنے لگا۔ پر سرام اور ان کے ماتا پتا کو سخت تکلیف پہنچائی۔ پر سرام جی نے اپنے دل سے تمام فوج راجہ سہسرا باہو کی بھجمن کر دی۔ اور اپنی کھڑک سے راجہ سہسرا باہو کی بھجائیں کاٹ ڈالیں۔ ساکتہ میں

جب قدر راجہ حمایتی تھے۔ سب مارے گئے۔ کچھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ پر سرام جی کے غصے کی تاب نہ لا کر بیچارے چھتری پہاڑوں کی کندرا میں چھپتے پھرتے تھے۔ پہاڑوں میں رہنے سے بھیل گوند۔ جنگلی قوموں کی صحبت سے شودروں کی طرح کرم کرنے لگے۔ ان کی استریاں برہمنوں کے گھر بیٹھ گئیں۔ جن سے کثیر التعداد اولادیں ہوئیں۔ جب یہ اولاد جو ان ہوئیں۔ تو پر سرام جی نے ان کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ علیٰ ہذا القیاس ۱۱ مرتبہ پر سرام جی نے چھتریوں کو ناش کیا۔ آخر کار آکاش بانی ہوئی۔

پر سرام جی اس فعل سے کنارہ کشی کرو۔ تمہارا اس میں کچھ نفع نہیں۔ رہ چیک رشی وغیرہ پر سرام جی کے دادوں پر دادوں نے بھی بہت سمجھایا۔ کہ راجاؤں کا مارنا بھی ہنسارم ہے۔ پر سرام جی بولے۔ کہ راجہ کارتیر نے میرے پتا کو مار ڈالا۔ میں کیونکر اس کا بدلہ نہ لوں۔ کچھ میری خواہش نہ تھی۔ بلکہ سہسرا باہو خود یہاں آیا۔ اور میرے بھائی بندوں کو اذیت دینے لگا۔ پھر مجھ سے لڑائی کرتے لگا۔ رشیوں نے جواب دیا۔ کہ سہسرا باہو اپنے مکے کا پھل پا گیا۔ اب جس قدر چھتری تمہاری تلوار سے بچ گئے۔ ان کے مارنے سے تمہارا کچھ نفع نہیں۔ برہمنوں کا دھرم ہے۔ کہ چھتریوں کی رکھشا کریں۔ لہذا اب اپنے کرم سے واپس آؤ۔ اور سبھوں کو جان کی معافی دو۔

ادھیاے (۱۳)

برہمن گیتا۔ یوگ ابھیاس کی فضیلت

رچیک آدک مہرشی پر سرام جی کے بزرگ اس طرح کی نصیحت کرتے اور پورا لے اتھاس سنا لے رہے۔ یعنی زمانہ سلف میں ارک راج رشی ایسے دھرماتما ہوئے۔ کہ ساری دنیا آپ کے دھنن کی آوہین ہو رہی تھی۔ تمام پرہتوی کشتریوں سے خالی ہو گئی۔ ان کے مقابلے کا دنیا میں کوئی راجہ باقی نہ رہا۔ تب ارک راج نے دل میں ٹھنکا کہ میری اندریاں مجھ پر غالب ہو رہی ہیں۔ اب انہیں مغلوب کرنا چاہیئے۔ مگر دل نے جواب دیا۔ اے راجہ اندریوں پر قابو کرنا سہل نہیں کیا

تم انہیں تیروں سے زخمی کر دے گے۔ اگر تیر چلاؤ گے۔ تو تمہارے بدن پر چھائیگی۔ زندیاں
 مجروح نہ ہوں گی۔ ارک راج نے کہا۔ مجھ میں خود ایسی قوت عود کر آئی ہے۔ جس سے
 مجھے اندریوں پر ضرور فتح ہوگی۔ پہلے گھبران اندسی یعنی قوت شامہ پر اپنے بان مارو لگا
 پہلے اسی کی بیخ کنی منظور ہے۔ قوت شامہ بولی۔ اے راج مجھ پر تیرے بان سراپت
 نہیں کر سکتے۔ بلکہ تجھے تکلیف دیں گے۔ میرا کیا بگڑے گا۔ راجہ بولا۔ کہ اچھا۔ پہلے
 زبان ہی سے نہ سمجھوں جس کے بس میں تمام طریقہ سہرا ہے۔ زبان بولی۔ میرا بھی حال
 ویسا ہی ہے۔ غرضیکہ اسی طرح پانچوں اندریوں نے راجہ کو جواب دیا۔ آخر کار راجہ
 مجبور ہوا۔ اور سمجھا۔ کہ راج کرم سے یہ اندریاں محکوم نہ ہوں گی۔ اس لئے راج پاٹ
 پر لات مار کر جنگل میں گیا۔ اور ٹپ کر لے لگا۔ اور یوگ کے بل سے ایک ہی بان سے
 تمام اندریاں اس کے مطیع ہو گئیں۔ ہے پر شرام تم بھی ارک راج برہمنی کی طرح ٹپ
 کر کے اندریوں کو بس کر دو۔ اور چھتریوں کو منت مارو۔ پر شرام جی اپنے بزرگوں کی نصیحت
 پر کار بند ہوئے۔ اور یوگ ٹپ میں ایسے پرسیدہ ہوئے۔ کہ آج تک ان کے برابر
 کسی میں سدھنتا نہیں ہے۔

اَوّھیائے (۱۴)

راجہ جنگ اور برہمن کا اتہاس

برہمن نے کہا دنیا میں انسان کے پوچھ کر وودھ۔ مودھ۔ تین زبردست دشمن
 ہیں۔ نلیوں راجسی گن کہلاتے ہیں۔ شوک۔ آنکس۔ مودھ یہ تینوں تاسی گن ہیں۔
 دھیرج مان۔ راس۔ شانت چیت اندریوں کا جیتنا انسانوں کو اپنا فرض سمجھنا چاہیے
 یعنی اوم نام کے بانوں سے کاٹ کر ان پر قبضہ کرے۔ جس طرح راجہ امبرک نے
 کیا تھا۔ جب شانتی ہو گئی۔ تو راج نے کہا۔ کہ بہت پایوں سسر جات ہو گئی۔ سب
 پر وجے پائی۔ مگر زبردست امن پر قابو نہیں پاسکا۔ چو آتما کو پوچھ سے بچاؤ۔ کیونکہ
 پوچھ سے خواہش ہوتی ہے۔ اور خواہش سے انواع قسم کی تکلیفیں اور غم نمودار ہوتے

ہیں۔ پھر ان سے راجسہ اور راجسی جیسے تامسی گن آہن ہوتے ہیں۔ انہیں کے جال میں پھنسکر انسان آواگون سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اس لئے لوہے سے کنارہ کشی کر کے پرم آئندہ سکیم بھوگنا چاہتے ہیں۔ یہ اشلوک جس کا ترجمہ بیان کیا گیا ہے راجہ امبریک کا بنایا ہوا ہے۔ راجہ جنک نے ایک اپرادھی برہمن کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا۔ برہمن نے جواب دیا کہ اسے راجہ! لٹے روپ ویل یا سٹنڈ آؤک ممتا اور بندھن کے استھان وٹاں تک برہمن کر دو۔ جہان تک تمہاری حکومت ہے۔ میں تو دوسرے راجاؤں کے ملک میں چلا جاؤں گا۔ اور تمہاری آگیا پالن کرؤں گا۔ راجہ جنک برہمن کے سوال پر سزجیب ہوئے۔ اور کھنڈی سانس بھر کر سوچنے لگا۔ کھنڈی دیر بعد یہ جواب دیا، کہ باپ دادوں کے ملک میں حکمران ہونے پر بھی بٹی روپی بندھن میں پھنسانے والی ممتا کے استھان کو نہ پاسکا۔ تمام دنیا چھان ڈالی۔ مہکلا پوری میں بھی تلاش کی۔ مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر کار میں نے اپنے شری میں سرانج لگایا۔ وٹاں بھی مقصد نہ آیا۔ تب فور چھا آگئی۔ جب ہوش آیا۔ تو دل سے سوجھایا۔ کہ لیتے کوئی چیز نہیں ہے۔ جس طرح شری چلا نیلا رنگ دیکھنے میں اپنی رنگت محسوس کراتے ہیں۔ مگر اصل کچھ اور ہی ہے۔ میٹھک پتھر جس کو سنگ مرمر کہتے ہیں۔ سفید رنگ رکھتا ہے۔ مگر آپا دھیوں میں پڑنے سے وہی پتھر طرح طرح کے رنگ سے نظر آتا ہے۔ اسی طرح آتما بھی ویٹوں سے الگ ہے۔ سب دوشے میرے ہیں۔ سب پر تھی میرا روپ ہے۔ کیونکہ میری آتما سے کچھ جدا تھی نہیں ہے۔ جو میری آتما ہے۔ وہی دوسروں کی ہے۔ برہمنوں میں اودم بندھ رکھنے والے برہمن۔ تمہارا جہاں جی چاہتے۔ رہو۔ برہمن نے سوال کیا۔ ہے راجن! باپ وندرا کے راج میں آپ کس طرح ممتا سے علیحدہ ہوئے اور آپ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ دوشے میرا ہے۔ اس بھید سے مجھے آگاہ کیجئے راجہ جنک بولے۔ کہ دولت مندی اور منہاسی کسی کو قیام نہیں۔ جب یہ سمجھ لیا۔ تو ممتا چھوٹ گئی۔ گھرانہ اندری سے خوشنویات کا اثر سمجھ میں نہیں پڑتا کہ فرما اندری اپنا تمام میر سے ساقہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام پر کھنڈی میر سے آہ جیون سے۔ اسی طرح میری زبان ذائقے سے آگاہی نہیں کر سکتی۔

اس لئے وہ میری آدھین ہے۔ میں روپ اور چکش کی بوت کو اپنے لئے نہیں چاہتا۔ ایسے بوت میری آدھین ہے۔ اسی طرح واٹو اور سر دتہ اندری سے بشار آدک اور من کی شکلوں کو اپنے لئے نہ چاہنے سے وہ بھی میرا آدھین ہے۔ برہمن نے ہنس کر کہا کہ ہے راجہ! آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ میرا نام دھرم ہے۔ آپ کی آزمائش منظر رتھی۔ اس لئے آپ کے پاس آیا تھا۔ واقعی جیسا آپ کا نام سنا۔ اس سے کہیں بڑھ کر پایا۔

آدھیا کے (۱۵)

جیون گیتی کے وسائل

برہمن اپنی استری سے کہتا ہے کہ میں دنیا میں اس طرح نہیں رہتا۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔ میری زندگانی کر کے طبیعت ہلکان کرتی ہے۔ میں دید پانٹھی ہوں۔ میرے خوارق بفسدہ درست ہیں۔ گڑہست آشرم میں رہ کر برت نیم سے غافل نہیں رہتا۔ جتنا سنسار دیکھتی ہوں۔ مجھ میں سمایا ہے۔ یعنی سب کی آتما ہوں۔ ہمہ اوست کے مسئلے تو شاید تم بھول گئیں۔ میری آتما پر ماتا ہے۔ زمین سے آسمان تک یعنی کل برہما ہوں میں۔ میری راج ہے۔ بدھی میرا مسکن ہے۔ کیونکہ جتنے برہم گئی ہیں۔ ان کا مارگ ایک ہی ہے۔ اسی مارگ پر سنیا سی۔ برہمچاری گڑہست والے لوگ چلتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جادو و احدثیت سے ڈگاتے۔ گیان کا بدھ سے برہم مارگ بدھکتا ہے۔ جسم ایسے ادھ میں کام نہیں دیتا۔ کیونکہ ہم تو مایا مودہ کے جال میں جکڑا ہے۔ اور کرموں کی کوئی ہستی نہیں۔ یہ باتیں فانی ہیں۔ پیاری تم میری اردھنگی ہو۔ اس لئے تمہاری بھی اچھی گتی ہو گی۔

برہمنی نے جواب دیا۔ آپ کی باتوں سے میرے دل کا آندھکار مٹ گیا۔ اتنا اور چاہتی ہوں کہ کوئی ایسا طریقہ ہو۔ جس سے میری بڑھی بھی ایسی باتوں کی ادھکاری ہو جائے۔

برہمن - عقل دوسرے میں کو ارنی کا ٹھ سمجھو۔ جس کاڑھی سے سہن کی آگ نکلتے ہیں۔ اسکا نام ارنی کا ٹھ ہے۔ ویدانت کے سنے سننے سے گیان کی آگ پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ارنی کا ٹھ اور ویدانت سے گیان ہوتا ہے۔ اور گیان سے لوبھ جاتا ہے۔

برہمنی - جو آتما برہم کا روپ ہے۔ اس سے کیونکر پہچانیں۔ کیونکہ نہ تو اس کا کوئی رنگ ہے۔ نہ روپ ہے۔

برہمن - برہم آتما بزرگن - زنگار ہے۔ یعنی جس کا کوئی گن اور نشان نہیں۔ برہم گیان سے پہچانا جاتا ہے۔ جس طرح ایک خوشبودار پھول دماغ کو معطر کئے دیتا ہے۔ مگر اس کی خوشبو لفظ نہیں آتی۔ لیکن بھوزے پھول کے اندر گھس جاتے ہیں۔ یعنی بھوزوں کو پھول کی خوشبو دکھائی پڑتی ہے۔ اس طرح ویدانت پڑھنے سے برہم پہچان لیا جاتا ہے۔ ویدنشا ستر سے عقل رسا ہو جاتی ہے اور برہم تک پہنچا دیتی ہے۔ جس کسی کے عقل نہیں۔ وہی اگیانی ہے۔ برہم آتما ظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ مگر وید پڑھنے سے دیدہ باطن کھل جاتے ہیں۔ جب چاروں طرف پر ماتا ہی پر ماتا نظر آتا ہے۔ کرشن بھگوان ارجن سے مخاطب ہیں۔ کہ برہمن کی باتوں نے برہمنی کے دل کی آنکھیں کھول دیں۔ اسے برہم گیان ہو گیا۔

ارجن - ہے پر بھو! وہ برہمن اور برہمنی کہاں ہیں۔ جنہوں نے اس طرح گیان شکر چوون سہیل کیا۔

کرشن چندر - ہے ارجن! میرے چت کو برہمن سمجھو۔ اور بدھی کو برہمنی جانو۔ اور برہم پر ماتا بھی میں ہی ہوں۔ کوئی دوسرا نہیں ہے۔

ادھیاے (۱۶)

گورو اور چیلے کی کہانی

ایک چیلے نے اپنے گورو سے سوال کیا۔ کہ میں کون ہوں۔ اور کہاں سے

آیا ہوں۔ اور پاپ۔ کون ہیں۔ اور کہاں رہتے ہیں۔ اور پرمختوی استھان اور جگم
کے استھان کہاں ہیں۔ پچھلے والا کون کرم ہے۔ کایک۔ باجک۔ مالک
نام تپ کیا ہے۔ ستوگن۔ رجوگن۔ متوگن کی صورتیں کیسی ہیں۔ وہ طریقہ کون
ہے۔ جس سے کلیان ہوتا ہے۔ پاپ اور پن کے حالات مفصل بیان فرمائیے
گو رو پر م پر ہم پر حیثیور گیان سے ملتا ہے۔ وہی آکاٹل پر پرمختوی استھان در
جگم کا استھان ہے۔ سنیا س ہونے سے من مخلوب ہو جاتا ہے۔ گیان پیدا
ہونے سے آتما کو پہچاننے لگتا ہے۔ سنیا س سے سب متور تھ بندھ ہو جاتا
ہیں۔ گیان سب جیوؤں میں آتما کو مقدم سمجھتا ہے۔ جو گیان جیو اور جیو
کو بھی ایک ہی رس جانتا ہے۔ وہ ایشور اور جیو میں بھی کچھ فرق نہیں
سمجھتا۔ ایسے لوگ دکھ نہیں پاتے۔ اسی دنیا میں جیو نمرکت ہو جاتے ہیں
سید نکہ ایسے لوگوں پر متاموہ اپنا اثر نہیں ڈال سکتی۔ جو درخت گیان
کے بیج سے بویا گیا ہو۔ اور عقل رساجس کی لہلہاتی ہوئیں شاخیں ہیں۔ اور
جس میں انفس ظاہری اور باطنی کے کوٹھیلوں سے آمند دینے والے
پتے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے سائے میں جیو آتما سکھ بھوگ کر پر ہم سے
دو چار ہوتا ہے۔ علامہ یہ کہ گیان سے سکھ اور دکھ کی بیخ کٹی ہوتی ہے
اور پر ہم اپنا جلوہ دل میں دکھائے لگتا ہے۔

اُدھیائے (۱۷)

برہمن گیتا

کسی وقت گیتا کے جاوے اعتدال پر چلنے والے بہار و رواج۔ گو تم بھرگ جی
پشٹ کشپ۔ پو امتر۔ اتری رشی وغیرہ۔ بروہ۔ انگش رشی سکے ساہتہ پر ہم لوگ
میں برہما جی کے پاس پہنچے۔ اور عاجزی کے ساتھ یہ سوال کیا۔ کہ انسان کون کرم
کرے۔ جو حیاں سے نفرت ہو۔ وہ کون طریقہ ہے جس سے کلیان ہوسکتا ہے۔

اور آواگون کے چھوٹنے کے کون وسائل ہیں۔

برہماجی - ماضی حال مستقبل کے زمانوں میں برہم کی یاد چٹو نہیں رہتی

جیوانات و نباتات انڈے اور مچھلی سے پیدا ہوئیوالے جالوز پورب جنم میں نشان تھے۔ اپنے کرنی سے اس جنم میں پیدا ہوئے۔ یعنی اپنے استحقاق برہم کو چھوڑ کر دھرم کرم کی مطلق پرواہ نہ کی۔ ایسے جو ہمیشہ زک بھوگتے ہیں۔ بے ریشیو روپ۔ ٹپ۔ پر جاپٹ۔ ست برہم سے پانچ بھوت پیدا ہوئے۔ یہ جگت بھی ست روپ ہے۔ اسی سبب سے یوگ میں قائم رہتا ہے۔ گیانی لوگوں نے دھرم اچھ۔ کام۔ موکش دھرم کے چار قدم قائم ہیں۔ روپا سے یہ چاروں قدم اٹل رہتے ہیں۔ اول برہمچریہ۔ دوسرا گرہست آشرم۔ تیسرا بان پرست اور چوتھا بھرن سنیاس کا ہے۔ اگن اکاش۔ سورج مینوا۔ اندر اور پر جاپٹ اس وقت نظر پڑتے ہیں۔ جب سنیاس سے برہم گیان ہو جاتا ہے۔ برہم گیان ہونے سے پھر کچھ نظر نہیں آتا۔ بن میں رہنے والے رشی مٹی بان پرست آشرم میں برہم پر ماتا کا دھیان کرتے ہیں۔ گرہست آشرم گریستوں کے لئے بہت آندر دینوالا ہے۔ گرہست آشرم میں دھرم کرنے سے بھی موکش پر اپت ہوتا ہے۔ جو ست پر ویش ہیں۔ وید کے حامل دھرم کرتے ہیں۔ اور آواگون کے جنال سے چھوٹ کر برہم میں مل جاتے ہیں۔ جن کی نظر میں دنیا فانی ہے۔ اور ہمہ اوست کے مسئلے پر قائم ہیں۔ وہ سندھ کے تہذہن سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور نرمل لوک باس کے لئے بلتا ہے۔

ادھائے (۱۸)

برہمن گیتا

برہماجی ریشیوں سے فرماتے ہیں۔ کہ جسم انسان پانچ عنصروں سے پیدا ہوا جس میں تودر وازبے ہیں۔ جو اس ظاہری ادھاطنی مجبھی پھان۔ انہیکار اور

وٹے بھوگ سے جو کو چلا تھان کرنے والے تو گیارہ اندریاں جس میں ہیں۔
 وہ شریروپ پر پڑی کا سکن ہے۔ اور گیارہواں من سب کا روپ ہے۔ من
 میں تین دریا بہ رہے ہیں۔ اول کھن نام ہنسا رہتا۔ دھرم روپ دریا کہلاتا ہے
 اور دوسرے دریا کا نام کرشن ہے۔ جس میں ہنسا پر دھان سمجھا جاتا ہے۔ تیسری
 شکل کرشن نام ہنسا سے رہتا دریا بڑے جوش کے ساتھ بہ رہا ہے۔ اب دیکھنا
 کہ یہ دریا کونکر پیدا ہوئے ہیں۔ دریاؤں کا مخزن زرگن روپ ہنسا کا روپ دریا
 ہیں۔ یہ دریا ایک جسم سے نکلی رہا ہے۔ ہر شئی کی آہستہ اپنی دریاؤں کے ملنے سے
 ہوتی ہے۔ پانچوں عناصر ستوگن۔ رجوگن۔ متوگن کے روپ ہیں۔ ستوگن متوگن پر
 غالب ہے۔ رجوگن۔ متوگن کو مغلوب کئے ہے۔ متوگن ستوگن پر قبضہ کر لیتا ہے
 اور کبھی ستوگن متوگن کو نیا دیکھاتا ہے۔ جب متوگن دور ہو جاتا ہے۔ تب ستوگن
 کی حکومت ہو جاتی ہے۔ متوگن کی شکل سیاہ کالی رات کی طرح ہے جس میں پاپ
 ہی پاپ ہوتا ہے۔ ستوگن تو شر دھما اور گیان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور رجوگن
 متوگن جوہ کے بس میں اس حالت میں دھرم اور کرم مطلق نہیں ہوتا۔ ستوگن
 کو سادھو لوگ گرہن کرتے ہیں۔ ان کا دھیان کبھی افعال قبیحہ پر نہیں جاتا۔
 وہ گیان اور بھگت کے بس میں ہیں جو انسان حاسد و غاباز۔ جھوٹے مکار
 طبعی اور لالچی ہیں۔ وہ تاسی کہلاتے ہیں تاسی لوگ گوشت خوری کرتے ہیں
 ایسے جو گھٹے۔ پھرے۔ اندھے۔ ٹوٹے۔ کالے۔ گہنے جو کرسنار میں بھی
 رک بھوگتے ہیں تاسی جو اکثر آندھے اور بھلی سے پیدا ہو کر غیظ اور پشیم
 میں پیدا ہو کر باس کرتے ہیں۔ ایسے جوڑوں کا ادھار اس وقت ہوتا ہے۔ جب
 وہ انہی ہوڑ میں جلائے جاتے ہیں۔ یا دیدخواں برہمن کے ماتحت سے مرنے پر
 اپنی جون سے نجات پاتے ہیں۔ تب وہ اوپر کے لوگوں میں جا کر آئند بھوگتے
 ہیں۔ جب کچھ مذمت یوہنی گزرتی ہے۔ تب وہ برت لوک میں برہمن اور
 چھتر پوں کے یہاں جنم لے کر اچھے کرم کرتے ہیں۔ اس وقت ان کی نجات ہوتی
 ہے۔ اسٹھ اور جنم اور لیٹو وغیرہ جو اپنے کرم میں سادھواں ہو کر برت لوک
 میں انسانی جسم حاصل کرتے ہیں۔ انہیں برہمنوں کا جامہ نہیں ملتا۔ کویش

کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ راستریا تن ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں دھرم کرم سے غفلت رہی۔ وہ کبھی آواگون سے جھوٹ نہیں سکتا۔

اَوّھیاے (۱۹)

رجوگن تموگن کی حالتیں

رجوگن۔ تموگن۔ راجپسی چلن ہے۔ سکھ ڈکھ سردی۔ گرمی۔ بہادری۔ دلیری۔ شراب نوشی۔ جوڑوں کا مارنا۔ کبر و نخوت کا میطع رہنا۔ دوسرے کی غبت کرنا۔ تالاک محلوں کا بونا۔ جھگڑا فساد اٹھانا۔ یہ باتیں رجوگنی ہیں۔ رجوگنی آدمی سو رگ سے پر مغوی پر جنم لے کر چلن کرتے ہیں۔ اپنے آرام کو مقدم سمجھ کر دوسروں کو تعذیب پہنچاتے ہیں۔ جیو ہنسا کرتے ہیں۔ شراب خوری جن کا دھیرہ ہے۔ ایسے لوگ جب مندرجہ بالا باتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ تب راجپسی چون سے جھپٹکا را ہوتا ہے۔ یہی حالت تموگن کی بھی ہے۔ ستوگن سنت پرشوں کا گن ہے۔ جو سخاوت۔ فیاضی۔ عدل و انصاف۔ استقلال وغیرہ جن لوگوں کے اظہار ہیں سمجھ کر کہ ان میں ستوگن کی خاصیت ہے۔ یگیہ۔ دان۔ وید پانڈ کہ نہالے ستوگن روپ سمجھے جاتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے سرگ ہوتا ہے۔ ستوگن کے باہرین پنڈت کہلاتے ہیں۔

اَوّھیاے (۲۰)

پرہمن گیتا

رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن کی علیحدہ خاصیت بیان کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ کثرت اور زیادتی کے لحاظ سے سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ یہ رجوگن

ہے۔ یہ ستوگن ہے۔ رجوگن۔ متوگن۔ ستوگن۔ یہ ہمیشہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں۔ جن میں متوگن اور رجوگن کی زیادتی ہے۔ وہ ترچھے بڑے چلتے ہیں۔ اپنے آگے کسی کو خیال نہیں کرتے۔ ان میں ستوگن بہت کم ہوتا ہے۔ ستوگن کا پر وہ ہمیشہ اوپر لوگوں میں جاتا ہے۔ اس میں متوگن کم اور رجوگن بہت ہی کم ہے۔ ستوگن سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا دھرم نہیں۔ ستور رجوگن۔ چھتری رجوگن اور برہمن ستوگن ہیں۔ یہ نہ سمجھ لینا چاہیے۔ کہ برہمنوں میں ستوگن ہی ہوتا ہے۔ رجوگن نہیں۔ یہ صرف ذات کے خیال سے سمجھ لیا گیا۔ جس طرح کل قوموں میں برہمن اونچا تصور کیا گیا ہے۔ اسی طرح ستوگن کی حالت ہے۔ ستور جنہیں متوگن کہا جاتا ہے۔ کیا ان میں ستوگن نہیں۔ نہیں ستوروں میں بھی ستوگن ہے۔ جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے سے رات کی تاریکی زائل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ان میں ستوگن ہونے سے رجوگن اور متوگن دور ہو جاتے ہیں۔ ستوگن سے وید اور شاستر اور دھرم کرم کی پابندی ہوتی ہے۔ بڑے انسانوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ دنیاوی فکریں رنج و غم کی مصیبتیں رجوگن سے ہوتی ہیں۔ استھا اور جیووں میں ہی متوگن دکھلائی پڑتا ہے۔ دودھ سے دہی ملٹھا اور گھی نہرکا لا جاتا ہے۔ گھی تو ستوگن روپ ہے۔ اور دہی اور ملٹھا رجوگن اور ستوگن ہے۔ روز روشن میں ستوگن۔ رجوگن۔ متوگن کی خاموشیاں ہیں۔ رات بھی یوں طرح کی ہے۔ مہینہ سال۔ رت میں رجوگن۔ ستوگن کا دخل ہے۔ دان بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دیوتا۔ دریا اور گت کی بنی تین تین قسمیں ہیں۔ ماضی۔ حال۔ مستقبل۔ دھرم۔ ارکھ۔ سکام۔ پران۔ اپان۔ اور دان بھی ستوگن۔ رجوگن۔ متوگن پر قائم ہیں۔

اڑھیا شے (۲)

برہمن گیتا

برہما جی گویا ہیں کہ انسانوں کا راجہ بھترتی۔ چو پاؤں کا راجہ ماتحتی اور درندوں کا راجہ شیر سمجھا جاتا ہے۔ عورت کا افسر اس کا شوہر یعنی خاوند ہے۔ بڑ پیل۔ سٹامکی۔ شیٹم درختوں میں آؤ تم سمجھ گئے۔ یعنی کل درختوں کے راجہ ہیں۔ ہمالیہ پہاڑ بندھی پل وغیرہ کل پہاڑوں سے افضل گردانے والے۔ برہمنوں کا راجہ برہمنیت جی۔ روراؤں کا راجہ چندر مال۔ پر اکرموں کا راجہ رشن بھگوان ہے۔ رتنوں کا سوامی کوبیر جی۔ دشاؤں کا مالک آتر دشا۔ دیوتاؤں کا راجہ اندر اور میں۔ سب چہاچہ کا سوامی برہما کہلاتا ہوں مجھ سے اور وشنو سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ درحقیقت ہم دو ہیں۔ اگرچہ نظر میں دو روپ دکھائی دیتے۔ استریوں میں پاربتی سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ چھید وین گاہتری پشوؤں میں گائے۔ طائرؤں میں باز۔ یگیوں میں ہون۔ رتنوں میں سونا۔ اجناس یعنی غلے میں گیہوں سب سے بڑھ کر ہے۔ آشرموں میں گرہست آشرم کی فضیلت ہے۔ دیوتاؤں اور اشیوں کے بچے ہوئے اُن کا کھانا۔ یگیو پوت کا دھارن کرنا۔ سفید پوشاک کا پہننا۔ اپنی عورت کے یو اور دوسری عورت پر نظر ڈالنا۔ اپنی آمدنی پر قناعت کرنا۔ عاہدوں مرتاعوں کی حجت سے فیضاب ہونا۔ وید پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگیہ کرنا گرہست آشرم دھرم ہے۔ جن سے گیان پیدا ہو کر برہمن سے دو چار ہونا شکل نہیں ہوتا۔ درختوں کی شال۔ سن کپاس اور برگ چھالا وغیرہ دھارن کرنے والے برہمنی کہلاتے ہیں۔ اُن کی پوشاک شرف ہوتی ہے۔ یگیو پوت پینٹے ڈنڈ مکندل ناقد میں۔ ہر وقت جل اپنے پاس رکھتے ہیں۔ پھر وہ جو اس غارمب ہو کر برہمنیہ سے سنیاس دھارن کرتے تھے۔ اور بان پرست سے ستر اور دی کرتے تھے۔ بن کے پھل پھول کھاتے۔ پہاڑوں کے چشموں کا پانی پی کر یا معبود میں مگن رہے ہیں۔ اور بست دھرم پر قائم ہو کر برہمن میں بی جاتے ہیں۔ بے شید! گرہست برہمنی کھانا کھانے کے بعد بھیکشا پینے کو نکلتے۔ اگر کسی شہر سے بھیکشاندے۔ تو نمکین نہ ہونا چاہیئے۔ سنیاسی کبھی اپنے اور خوش ذائقہ کھانوں کی طرف رغبت نہ کرے۔ اُس کو دریدر بھیک مانگنا بھی لازم نہیں۔ ہر طرف اسی قادر بھوجن کے جس سے پران نچ سکیں۔ نہ کسی سے مانگے نہ کسی کے سامنے ناظر پھیلائے۔ سب کا نگار اور آپکار ہی ہو۔ کسی سے غور

نہ کرے۔ اور نہ کسی کو اپنے سے گزشتہ پہنچائے۔ حدیثوں کی بھول یا دریا
کے کنارے یا پہاڑوں کی گتھیاں میں اُس برہمن سچا مند کا دھیان کرتا رہتے
کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھے۔ نہ کسی سے محبت بڑھاوے۔ پاک اور شستہ
جل سے اٹھان کرے۔ سونے کو اپنے پاس نہ رکھے۔ سب سے قطع تعلق
کر کے آزاد رہے۔ جس طرح کچھوا اپنی انڈریوں کو بھینچ لیتا ہے۔ اُسی
طرح سنیا سی انڈریوں کو قابو کر لیتے ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ وہ مٹی ہو کر
دُنیا کو معلوم کر کے سترگ میں پہنچتے ہیں *

اُدھیائے (۲۲)

برہمن گیتا

کرشن جی سر ہے ارجن! اُس برہمن نے اپنے چیلے کو برہما جی کا
کہا ہوا گیان سنایا۔ چیلے خوش ہوا۔ اور برہمن کی امتت کرنے لگا۔ کچھ دنوں
بعد آسا سسار سے چھوٹ کر موکش پد کو پراپت ہوا۔

ارجن نے پوچھا۔ کہ وہ برہمن اور چیلے کون تھے۔ اور کہاں اُن کا امتحان

ہے ہرشن جی سر۔ دھنکر ہے ہا یا ہو۔ میں ہی گوڑو ہوں۔ اور
میں ہی چیلہ ہوں۔ ہے ارجن! تمہا رے گیدان میں پریت ویکھ کر گوڑو اور
اور چیلے کا سنبا دسنیا۔ اب اس گیان کو منت بھولنا۔ اس کو اپنے چت
میں دھارن کر کے موکش حاصل کرو۔ دُنیا فانی ہے۔ جس کی حالت خواب
کی طرح ہے۔ جو لوگ دُنیا میں اچھے کریم کرتے ہیں۔ اُن کی دیوتا بھی
تعریف کرتے ہیں۔ اچھے اور بُرے کریموں کے بیچے دُنیا میں ہی ظاہر ہو جاتے
ہیں *

ہے ارجن! یہی گیان آغاز جنگ کے وقت تم کو سنایا تھا۔ اور اب

پھر وہی گمان دوبارہ بھٹار نے گوش زد کیا۔ یہ سارا جگت میرا ہی رُوب ہے۔ کل چیزوں میں میرا ہی غلبہ ہے۔ مجھ میں دل لگاؤ۔ ایک دن مجھ میں دل جاؤ گے۔ اب میں دُوار کا جانا ہوں۔ بہت دنوں سے اپنے بھائی بلدیو جی اور لڑکوں کو نہیں دیکھا۔

ارجن۔ مدھونسون جی! آپ کو بار بار نمسکا رہئے۔ آپ نے مجھے اپنا داس جانکر دوبارہ گمان اپدیش کیا۔ آپ مہارے ساتھ ہستنا پور چلیں۔ میں دھرم راج سے سارا حال عرض کروں گا۔ تب وہ آپ کو دُوار کا جانے کے واسطے رخصت کریں گے۔

اڑھیاے (۲۳)

کرشن چندر اور ارجن کی ہستنا پور کو روانگی

بیشم پائٹن جی نے یوں سخن سنی کی کہ کرشن چندر اور ارجن نے اپنے رخصتاؤں کو حکم نشایا۔ کہ جلدی تیاری ہو۔ ہم ہستنا پور چلنے کا قصد رکھتے ہیں۔ حکم کی دیر تھی۔ سا بھتی لیں ہو کہ ہمراہ رکاب ہو گئے۔ اور خود بدولت نے ارجن کے ساتھ ہستنا پور کی طرف کوچ کیا۔ ارجن کرشن چندر کی مدد و ثنا میں مصروف تھے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہے نارائن۔ ہے دین دیال! آپ نے میرا بیڑا پار لگایا۔ میری مجال نہ تھی۔ کہ بھیشم پتاما اور درونا چارج اچھے شہر بیروں کو اپنے تیروں سے زخمی کرتا۔ جن کا جو اب تینوں عالموں میں نہ تھا۔ کہ پاؤ۔ ہے دینا بندھو آپ ہی نے میری رکشا کی۔ جان بچائی۔ وقت پر آڈے آئے۔ ہے مادھو۔ آپ سنسار کے آئین اور ناش کرنے واسطے ہیں۔ بڑگن سے سرگن ہو کر بھگتوں کا پالنہ کرتے ہیں۔ جو انات۔ بنات۔

مہادانت - جتنی چیزوں سے چاہا ہے۔ آپ کے ارشاد کا کرشمہ ہے۔ آپ کی
 تشریف دیوتاؤں کی زبان میں عاری ہے۔ بعیشم پتام دیول اور نادجی ایسے
 مہاتماؤں نے آپ کو چار کا سوامی کہا ہے۔ تجھے بھی آپ کے پیراٹ روپ
 سے یقین ہو گیا ہے۔ کہ بلا شک زلو کی گئے کرتا دھرتا ہر ہم پر مانتا آپ ہی ہیں
 یہ آپ کی بھرنائی تھی۔ کہ چیدر تھ کے قتل ہونے کے وقت میری جان بچائی۔
 نہیں تھو چیدر تھ کے ساتھ میں رہ کر اٹھے عالم یقا ہوتا۔ کرن ساہتاپی اور بھورے
 شردا سا بلوان میرے ہاتھوں قتل ہو سکتا۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب آپ ہی ہوتے
 ہیں۔ اماں پت۔ آپ کو بار بار بھسکار ہے۔ دھرم راج جی سے آپ کے
 بارے میں عرض کر دیں گا۔ کہ مہا راج دودا کا جانے والے ہیں۔ یقین غالب
 ہے۔ کہ وہ میری اس عرض کو قبولیت کا درجہ بخشیں گے۔ ہے گردھاری۔
 ہے تیواری۔ اب آپ کا پد لیں ہرگز نہ بھولوں گا۔ حکم کی تعمیل میں سرودھ فریق
 نہ ہو گا۔ آپ شوق سے دودا کا جائیں۔ اور راموں صاحب بدلیو جی سے ملاقات
 کریں۔ اور آپ نادار بدلیو جی کی میری جانب سے مزاج پرسی کر کے قدوسی
 حاصل کریں۔ ارجن کرشن چندر سین کی رات بھر اسی طرح کی گفتگو ہوتی رہی
 سہتا پور قریب آ گیا۔ شہر کے لوگوں نے کرشن چندر اور ارجن کا انبال
 کیا۔ اور خود بدولت ارجن کو لئے ہوئے راج محل میں داخل ہوئے۔ راج دھرم
 دودر جی۔ بیوٹس۔ راجہ جے جے۔ بھیم سین۔ بگل۔ سہا پور کو مدھاری رانی اور گنتی
 رانی وغیرہ سے ملے۔ راناس میں آپ کی آمد سے شادی لے بیٹھے لگے۔ بڑی
 پر تکلف دعوت ہوئی۔ دوپہر رات گزر جانے پر کرشن چندر نے ارجن
 کے محل میں استراحت فرمائی۔ علی الصبح نہا دھوکہ خود بدولت اور ارجن جے جے
 جی کے دربار میں آیا۔ راجہ جے جے آپ کو دیکھ کر تخت ترصع سے استقبال کے لئے
 کھڑے ہو گئے۔ اور جواہر نگار مسہری پر کرشن چندر کو بٹھلایا۔ اور ارجن کو رخصت
 پر پوسہ دے کر اپنے پاس بٹھلایا۔ ارجن نے خود بدولت کو ارادہ دودا کا جانے کو
 ظاہر کر کے عرض کی۔ کہ اب آپ انہیں اجازت دیں۔ کہ یہ اپنے مانتا پتا بھائی بندہ دل
 سے ملیں۔ آپ کو دودا کا چھوڑے ہوئے بہت عرصہ گزرا۔

راجہ جدھشٹر آپ اگر دوار کا فقہ رکھتے ہیں۔ تو شوق سے جاویں
میری طرف سے ماناجی اور بلدیو جی کی پوجن کریں۔ اور چھوٹوں کو آشیر باد دے کر
میری جانب سے خوب پیار کریں۔ ہے جگت پتا۔ ہے دیتا تھا۔ آپ کے طفیل
دکرم سے آج مجھے یہ وقعت ہوئی۔ کہ ہستنا پور راجہ کہلاتا ہوں۔ آپ ہی کی
کیا سے ہفت اقلیم کے فرمانروا زیر نگیں ہیں۔ میری یاد ہے پر بھو! کسی وقت
فراموش نہ ہونے پاؤں۔ جہاں اور بہت سے بھگت جن آپ کے قدموں کا
بھروسہ رکھتے۔ انہیں ناموں میں میرا نام درج فرمائیے۔ میں آپ کے بھگتوں
کا اونٹ چاکر ہوں۔ گو میری حیثیت اس قابل نہیں۔ کہ بھگتوں کے غلاموں
کی برابری کر سکوں۔ مگر نہیں آپ دیا ساگر ہیں۔ دیا ندھان ہیں۔ انہیں کی
طفیل میں میرا بھی بیڑا پار لگاویں گے۔ یہ کہہ کر راجہ جدھشٹر پریم کے بس ہو گئے۔
اور آنکھوں میں جل بھرا کیا۔ پھر چاروں بھائیوں اور دودھری وغیرہ نے کرشن چندر
کو اچھے رتھ پر سوار کر کے بہت کچھ سامان۔ گھوڑے ہاتھی۔ پالکی۔ ریشمی کپڑے
سب دیا ہر نذر رکھے۔ نگر باسیوں کا جم غفیر بھی مہاراج کے رتھ کو گھیرے ہوئے
ہے۔ راجہ جدھشٹر اور دودھری وغیرہ کرشن چندر سے ہاتھیں کرتے ہوئے دُور
تک چلے گئے۔ کرشن چندر نے مہاراجہ جدھشٹر اور ان کے بھائیوں کو نگر باسیوں
سمیت رخصت کیا۔ اور خود بدولت ساتھی جی کے ساتھ دوار کا کی طرف
عازم ہوئے۔

اُدھیا گئے (۲۴)

اوتنگ رشی کرشن چندر کی زبانی

مہا بھارت کا حال

بیشم پائین جی راجہ جینے جی سے فرماتے ہیں۔ کہ جب پانڈوؤں سے

رخصت ہو کر کرشن چندر کا رتھ آگے چلا۔ ارجن آپ کے رتھ کو دیکھتا رہا۔ جب رتھ کی دھماکوں سے غائب ہو گئی۔ اُس وقت ارجن بھی بھائیوں کے ساتھ سہتار پور کی طرف سدھارا۔ ہے راجہ جیجی جی! کرشن چندر نے ایک عجیب کرشمہ پانڈوؤں کو دکھلایا۔ کہ اُس کے آگے باد صبار اُتارے ہیں جھاڑو دیتی جاتی تھی۔ راستہ کنکروں کا ٹٹوں اور دھول سے صاف ہوتا جاتا تھا۔ اندر جی خوشوار پھرتوں کا مینہ برسا رہے تھے۔ ابر نے تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے کرشن چندر کے رتھ پر سایہ کر لیا۔ پانڈو وہ معجزہ نمائی دیکھ کر مہاراج کی تعریف کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آدھر کرشن چندر اور تنگ رشی کے آشرم میں پہنچے۔ رشی کے تنظیم و تنظیم کے ساتھ مہاراج کو لیا۔ اور کش کے آس پاس آپ کو بٹھایا۔ اور پتھروں کے ہار پہنا کر آپ کی موتی موتی کے تھارے میں رشی نے لکھنئی ہاندھ دی۔ اور اس طرح مہاراج سے جہا بھارت کی کیفیت پوچھنے لگے۔

اوٹنگ رشی۔ ہے کنول پوجن مدھو سودن جی! میں نے سنا تھا۔ کہ آپ کو روں اور پانڈوؤں کا جھگڑا فساد دور کرنے سہنا پور گئے تھے۔ آپ نے کوشش تو بہت کی ہو گی۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ آپ ان دونوں خاندانوں کا فساد رفع کر دیں گے۔

کرشن چندر رشی جی! میں نے ہر خد چاہا۔ کہ فساد رفع ہو جائے دونوں خاندانوں کی مخالفت دور ہو۔ لیکن میرا سمجھنا کچھ کارآمد نہ ہوا۔ لیکن میرا سمجھنا کچھ کارآمد نہ ہوا۔ دیو دمن وغیرہ دھرتراشت کے لوگوں نے غرور کے پس ہو کر میرا کہنا نہ مانا۔ حالانکہ ہمیشہ پتہ۔ درونا چارچ۔ نارو۔ دیول۔ بیاس جی سہوں نے لاکھ یتن کئے۔ کوششیں کیں۔ مگر سب بے سود ہوئیں۔ آخر کار طریق میں جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی پیرنڈھاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ بجز پانچوں بھائی پانڈوؤں کے اور کوئی نہ رہا۔

اوٹنگ رشی۔ افسوس تم نے اپنے ہوتے ذرا بھی رکشہ نہ کی۔ کہ روں پانڈوؤں کو لڑا دیا۔ اگر تم چاہتے۔ تو کبھی خونخوار لڑائی نہ ہوتی۔ میں تم کو سراپا دوں گا۔

کمرشن چندر۔ جہا رشی جی! آپ پہلے حالات سن لیں۔ بعد ازاں جس طرح چاہیں پیش آئیں۔ آپ ریاضت پیشہ پٹھرے۔ مہوودیشی کی مستقل مزاجی سے عبادت کرتے رہے۔ آپ کو اتنا غصہ کرنا زیب نہیں دیتا۔ میں حاضر ہوں۔ جو چاہے۔ سزا دیجئے۔ مگر یہ خیال رہے کہ شدنی بھی کوئی امر ہے۔ پرمانا کی مرضی ایسی ہی تھی۔ میں آپ کے ٹپ کا زوال نہیں چاہتا۔ ٹپ کا ناش ہونا کوئی اچھی بات نہیں۔ ان باتوں سے آپ بدنام ہو جائیں گے۔ نفٹ میں کندک لگیگا۔

اوتنکاری۔ میں نہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پرمانا کا اوتار ہو کر پرتھوی کا بھاء اتارا۔ برہم گیان سننے کی ہوس ہے۔ سنائیے۔ میرا غصہ بھی فرو ہو جاوے اور میں تمہارے حق میں دعلے خیر کروں۔

کمرشن چندر۔ گیارہ رور اور آٹھ سو یعنی کل کا سات مجھ سے پیدا ہوئی رجوگن۔ توگن۔ ستوگن تینوں گن کا پیدا کرنے والا ہیں ہی ہوں۔ دیوتا۔ گندھرب۔ راکشش۔ انسان۔ حیوان۔ غرضیکہ کل مخلوقات عالم کی آفرینش کا باعث میری ہی ذات سے ہے۔ چاروں آشرم اور دھرم کا بانی مجھ میرے اور کوئی نہیں ہے۔ رشی! دید میری بانی ہے۔ ہون اور اگن میرا پرکاش ہے۔ سب میں بھی دیکھا جاتا ہوں۔ دھرم مجھے بہت پیارا ہے۔ دھرم کی رکشا کے لئے میرا اوتار ہوا کرتا ہے۔ برہما۔ بشن۔ ہیش میرے ہی جلوے ہیں۔ ہر ایک زمانہ ہر ایک دور یعنی ست جگ دوپر۔ کلجگ میرا ادنیٰ اشارہ سمجھا جاتا ہے۔ سنسار کو پیدا کرتا ہوں۔ پھر ناش بھی کر دیتا ہوں۔ پوگی گندھریوں میں جب میرا اوتار ہوتا ہے۔ تو ویسے ہی کام کرتا ہوں۔ ناگ و نش میں پیدا ہو کر ناگوں کی طرح کام کرتا ہوں۔ کور وٹوں پانڈوؤں کا تصفیہ چمکانے کے لئے مغرور درپودھن کے پاس گیا۔ خوشادو لاجبت سے کام نہ کئے نہیں دیکھا۔ تب ناچار ہد کر میں نے اپنا وپاٹ روپ بھری محفل میں دکھایا۔ کہ شاید درپودھن میرے اس روپ سے ڈر کر راہ راست پر آ جاوے۔ مگر اس نے ایک نہ مانی۔ تب میں نے ڈرا دھما کے ہیبت دلائی۔ اپنا حصہ پرگٹ کیا درپودھن کال کے بس ہو رہا تھا۔ کیونکر مانتا۔ آخر کار اس خونخوار جنگ میں سب کٹ مرے۔

اُدھائے (۲۵)

اوتنگ رشی کو کرشن چندر کے ویراٹ

رُوپ کا درشن ۲۲

اوتنگ رشی۔ ہے جہار دھن! آپ کو مین کے مالک و مختار ہیں۔ منہار
کے کرتا دھرتا ہیں۔ برہم گیان سننے سے میرا عقیدہ جانا رہا۔ لیکن اس ویراٹ روپ کے
درشنوں کی ہوس ہے۔ جو آپ نے کور وٹوں کے ہماہشان محل میں درپو دھن کو دکھایا تھا
کرشن چندر نے اپنا ویراٹ روپ اوتنگ رشی کو دکھایا۔ جو آپ نے مہا بھار
کے وقت ارجن کے پیش کیا تھا۔

بیشم پاتن ہی راجہ جینیہ سے طب اللسان ہیں۔ کہ کرشن چندر پر ماتما کے ویراٹ
روپ کی کیفیت کو نہ بیان کروں۔ برہما اور شیش جی بھی تو آپ کے روپ سے
دار نہیں پاتے۔ چہرہ مبارک پر وہ تجلی تھی۔ کہ اگر ہزار آفتاب یکجا ہو کر منور ہوں
تو بھی اس روشنی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جسم مبارک اس قدر طویل تھا۔ کہ وہم خیال
کی آنکھیں اس کے پر تو سے غیرہ ہوتی تھیں۔ آپ کے فرق مبارک میں چار دھن
تھے۔ آفتاب و چہتاب دیدہ روشن تھے۔ لالند اور پھیلاؤں سے پر تھوی کے چوٹوں
کو دھن مبارک میں جھونکتے جاتے تھے۔ اوتنگ رشی اس قیامت بیز روپ
کے درشنوں کی تاب نہ لاسکے۔ ماتمہ جوڑ کر نہسکار کی۔ اور ڈنڈ ورت کر کے عاجزانہ
لہجے میں گویا ہوئے۔ کہ ہے پر ماتما۔ آپ کے بسور روپ درشنوں سے میرا جنم شپیں
ہو گیا۔ مجھ میں اب تاب نہیں۔ کہ جمال مبارک دیکھ سکوں۔ اپنا روپ وہی دکھائیے
اس روپ سے روٹیں تھراتے ہیں۔ ہوش اڑے جاتے ہیں۔ میری بساط
نہیں۔ کہ پر ماتما کے اس روپ کے درشن کر سکوں۔

کرشن چندر موہنی روپ و عہارن اوتنگ رشی سے مخاطب ہوئے۔ کہ ہے

رشی ! جو آرٹو ہو۔ کہو میں تمہارا مقصد پورا کروں گا۔

اوتنگ رشی - رمانتھ جوڑکس ہے پر بھو! دھن دھن میرے بھاگ ہیں
جو آپ نے درشن دیتے۔ یہ بردوان کیا کم ہے۔ کہ جیتے جی آپ کے درشنوں سے
کہ تار تھ ہو گیا۔

کرشن چندر رہے منی! میرے درشن کا بھروسہ خالی نہیں جاتا جو مرضی
ہو۔ مانگ لو۔

اوتنگ رشی - دوست بستہ ہو کر (دینا تھ) مجھے کسی بات کی تمنا
نہیں۔ مگر جو آپ فرماتے ہیں۔ تو یہ بردوان مانگتا ہوں۔ اس ریتی زمین میں مجھے جل مل
چایا کرے۔ یہاں مل ہوتا نہیں۔ کنوئیں اور بادلیاں خشک پڑے ہیں۔ پانی کم
برست ہے۔

کرشن چندر - یہ کہکرویاں سے دُور کا روانہ ہو گئے۔ جب آپ کو پانی
کی وقت محسوس ہو۔ میرا دھیان کر لیا کرو۔ پانی کی تکلیف نہ رہے گی۔
ایک دن اوتنگ رشی کو پانی کی حاجت ہوئی۔ کرشن چندر پر ماتا کا دھیان
کیا۔ ایک چنڈال ننگے بدن مٹی کے رتن میں بہت سا پانی جس میں پیشاب ملا
ہوا تھا۔ لئے ہوئے سامنے آیا۔ رشی سے کہنے لگا۔ ہے رشی! تم پیاسے ہو۔ پانی
حاضر ہے۔ پیو۔ مجھے تمہاری پیاس دیکھ کر رحم آیا۔ بڑی مشکل سے تلاش کر کے بلایا
ہوں۔

اوتنگ رشی نے چنڈال کی باتوں پر ہنستے ہوئے پانی لینے سے انکار کر دیا
اور کرشن چندر کی نندا کرنے لگے۔

چنڈال - کیا تم پانی نہ لو گے؟

اوتنگ رشی - جاؤ۔ یہ پانی میرے کام کا نہیں۔

چنڈال - دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔ رشی جی حیرت میں تھے
کہ چنڈال کون تھا؟ اتنے میں کرشن چندر خود سامنے آ گئے۔ اور فرمایا۔ تم نے پانی
مانگا تھا۔ میں نے انڈر کے ہاتھ بھجوایا۔ مگر انڈر چنڈال روپ سے لایا۔ وہ تمہاری
مرجاء بھول گیا۔ میں نے اسے سمجھا دیا تھا۔ کہ بے ادبی نہ کرنا۔ تھوڑا امرت

اُس وقت آپ مجھے کھالیں۔ کچھ عذر نہ ہو گا۔ اوتنگ کی باتوں سے راجہ راکشش کی بون سے چھوٹ گیا۔ اور اوتنگ ریشی نے ہنر و خرابی کنڈل پاسے۔ مگر راستے میں تکشک ناگ نے کنڈل مٹیلے۔ اوتنگ ریشی راجہ کے پاس پہنچے۔ سارا ماجرا سنایا۔ اندر کی مدد سے پھر کنڈل لے کر اہلیا جی کے نذر کئے۔ اُن کنڈلوں میں عجب خاصیت تھی جس کے پاس ہوں۔ اُسے نہ بھوک پیاس لگے۔ نہ اگن سے جلنے کا خوف ہو۔ اور جس قسم کا روپ چاہئے۔ وہاں کرے۔ گوڑ و پتی ان کنڈلوں سے بہت محفوظ ہوتی۔ ہے راجن! دیو دھن اور جیر دھ کی بوقت موت سے اوتنگ ریشی کو غصہ آگیا۔ یہی باعث سراپا دینے کا ہوا تھا۔ مگر ماوٹو جی کی باتوں سے اُن کا جی چھوٹ گیا۔ بیراٹ روپ کے درشنوں سے بڑی مسرت ہوئی۔ اور اندھ بھونگے لگا۔ قصہ مختصر جب کرشن چندر اوتنگ ریشی کے آشرم سے روانہ ہوا کا پہنچے۔ وہاں ریوت پر پرت پر بڑا اُتساہ ہونے والا تھا۔ انواع کے ہلکے ہوئے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ریشی کیڑوں میرے جواہر ت اور سونے چاندی کے ظروفوں سے تمام پہاڑ جگمگا رہا تھا۔ طرح طرح کے درختوں اور میٹھے پانی کے چشموں سے وہ مقام اندر آسن کو مات کر رہا تھا۔ خوشویات سے تمام پہاڑی ایسی مہک رہی تھی۔ گدیا عطر کے قرا بلے لٹکے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ پر دھجا پتا کا لہر رہے تھے۔ عورت مرد اس فرشتا کا مقام پر گماشت کر رہے ہیں۔ کہیں باجے بج رہے ہیں۔ کہیں گانا ہو رہا ہے۔ دیوانیں سما رہے ہیں۔ میووں اور مٹھائیوں سے دوکانوں کی رونق بڑھ رہی ہے۔ لوگ شراب کے نشے میں چور موزالے پھر رہے ہیں۔ نہ کسی کو کچھ خوف نہ ہراس کرشن چندر بھگوان کے ریوت پہاڑ پر نشتر لٹکا لائے سے اور ہی رونق دو بالا ہو گئی۔ دوار کا باسی پرشن بنی۔ اندھنا۔ بنی آپ کے آنے سے اور بھی محفوظ ہو گئے۔ ریوت پہاڑ۔ کوہیر بھون اور اندر بھون کو مات کر رہا تھا۔ کرشن چندر بھگوان کا جمال دوار کا باسیوں میں آفتاب کی طرح تدر برسا رہا تھا۔ یو و بنیوں نے مزاج پرسی کی۔ اور شری بسدیو جی نے مہابھارت کی لڑائی کا حال پوچھا۔ کرشن چندر نے اپنے پتا سے ساری کیفیت مہابھارت کی اس طرح بیان کی۔

اُدھیا ئے (۲۷)

مفصل حالات جنگ مہا بھارت کرشن

بھگوان کی زبانی بسید یوجی کے

آگے

بسید یوجی - ہے بیٹا! مجھے مہا بھارت کے حالات سننے کی ہوس ہے۔
حالانکہ اکثر لوگوں کی زبانی کیفیت سننے میں آتی۔ مگر کسی نے اچھی طرح بیان نہیں
کیا۔ تم آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ جو کچھ کہو گے۔ سچ کہو گے۔ لہذا اپنی زبان سے لڑائی
کے حالات بیان کرو۔ کیونکہ اول سے آخر تک اصلی کیفیت جو تم سے معلوم ہوگی
کبھی دوسرے سے نہیں ظاہر ہوگی۔

کرشن چندر - پتا جی! کل حالات از سر نیا بیان کرنا کار سے داروہ اٹھارہ
دن کی لڑائی تھی۔ مگر برسوں میں بھی بیان نہیں ہو سکتی۔ آپ کے حکم کی تعمیل فرض
ہے۔ لہذا خلاصہ کیفیت بیان کرتا ہوں۔ کوروڑوں کی جانب گیارہ اکشونی اول
تھا۔ جس کے پہ سالار مہانتا بھیشم جی تھے۔ سات اکشونی فوج پانڈوؤں کی تھی۔ ارجن
اور بھیشم سین اس فوج کے نگران تھے۔ دس روز تک جنگ کے بعد۔ ارجن نے سکھڑی
کو پیش رو کر کے بھیشم پتنامہ کو تیر سچیا پر بٹا دیا۔ جس وقت مہانتا بھیشم جی گرے۔
اس وقت دکشا این سورج تھے۔ آترائین سورج ہونے پر بھیشم جی کی روح قصص عنقریب
سے پرواز کر گئی۔ بعد بھیشم جی کے درونا چارج کی حفاظت میں کوروڑوں کی فوج ٹھہر
ہوئی۔ یہ لڑائی بھی غضب کی رہی۔ دھرشٹ دمن اور درونا چارج کے مقابلے میں
بہت سے بدیشی راجہ جو دور دراز سے آئے تھے۔ کام آئے۔ آخر کار دھرشٹ دمن
کے ماتحتوں درونا چارج جی نے زمینی ہو کر دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔ اور عالم بقا کی

طرف راہی ہوئے۔ درونا چارج کی لڑائی کے وقت چھ اکٹوہنی فوج دریودھن کی کٹ چکی تھی۔ صرف پانچ اکٹوہنی دل باقی رہ گیا تھا۔ تب کرن سینا پست مغز ہوا۔ اور پانڈوؤں کی جانب تین اکٹوہنی فوج رہ گئی تھی۔ ارجن اور کرن کی لڑائی دو روز رہی۔ دوسرے روز ارجن کے ماتھوں کرن مارا گیا۔ ۱۲ اکٹوہنی فوج کام آچکی تھی۔ تین اکٹوہنی فوج کا مالک راجہ شل ہوا۔ اور پانڈوؤں کی طرف ایک اکٹوہنی فوج باقی رہ گئی تھی۔ جس کے افسر راجہ یدھشٹرو دتھے۔ راجہ شل راجہ یدھشٹر کے ماتھوں قتل ہوا۔ ادھر سہدیو نے قمار باز شکنی کو راہی ملک عدم کیا۔ شکنی کے مرنے پر راجہ دریودھن میدان رزم سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تین اکٹوہنی فوج کو روؤں کی مڑھکی تھی۔ دریودھن بادل حزیں میدان رزم گاہ سے بھاگ کر بیاس سرور میں روپوش ہوا۔ بھیم سینا نے اپنے بھائیوں کے تعاقب میں رداں ہوئے۔ اور بچی کچھی فوج سے بیاس تالاب کو گھیر لیا۔ دریودھن مارے غیرت کے تالاب سے باہر آیا۔ اور بھیم سینا کے ماتھوں گدا یدھ کر کے مارا گیا۔ پانڈوؤں کی فوج منظر و منظر ڈیر سے پر آئی۔ اور رات کو ۸ دن کے کسل سے تھکی ہوئی آرام سے سوئی۔ اسلئے تھا ماں اپنے باپ درونا چارج کے مرنے سے پانڈوؤں کے جانی دشمن ہوئے تھے۔ موقع غنیمت جانا۔ جتنی فوج پانڈوؤں کی بچ رہی تھی۔ ہاک کر ڈالی۔ پتیا جی بڑی خیریت یہی ہوئی۔ کہ پانڈوؤں نے نہ تھے۔ پانچوں پانڈو میرے ساتھ لشکر سے باہر چلے گئے تھے۔ ۱۸ اکٹوہنی دل میں سے پانڈوؤں کی طرف یہ پانچوں بھاٹی اور ساتھی بچ رہے۔ اور کو رو کی جانب کر پا چارج کر سیرما۔ استوہا ماں اور بیوٹس۔ دریودھن کا بیٹا۔ دھرتراشترا اور بھجے وغیرہ باقی رہ گئے۔ ہمارے قتل کے ساتھ سو دیودھن دریودھن ہلاک ہوا۔ تب سب نے اور پندرہ جی پانڈوؤں کے طرفدار ہوئے۔

اوصیائے (۲۸)

یدویشیوں میں ابھیمین کی وفات سے اظہار ماتم

بیشم پائین جی راجہ جینیجے سے) کرشن بھگوان نے ساری داستان مہاجرات کی کہہ سنائی۔ مگر ابھینیو کے واقعات سے کنائی کا طگتے۔ کیونکہ بسدیو جی اپنے نواسے کے مارے جلنے کا حال منکر بہت دیکھی ہوں گے۔ جب کل حالات جنگ سنا چکے تھے۔ سو بھدرابھیمین کی ماما اپنے عزیز بیٹے کے یاد کر کے رونے لگی۔ مانتا کے جوش سے دل بھر آیا۔ ابھیمین کی صورت آنکھوں میں بھر رہی تھی۔ بین کر کے سینہ کو سنے لگی۔ شدت غم سے کلیجہ پھٹ گیا تھا۔ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی

بسدیو جی بولے۔ کرشن چندر آپ عدو کش ہیں۔ سنار کی رکشا کرتے ہیں آپ نے سب حال تو کہا۔ لیکن ابھینیو کی لڑائی کے واقعات نہیں سنائے۔ کرشن بھگوان نے ابھیمین کی شجاعت اور دلیری کی تعریف کر کے فرمایا۔ کہ لاکھوں شوہریوں اور ہزاروں راجاؤں میں فوج کو ہلاک کرتا ہوا جس وقت میرا بھانجا ابھینیو شیر کی طرح کوروس کے بیوہ میں گھس گیا۔ بڑے بڑے ہمارے قہیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ یہ اسی کام تھا۔ کہ درونا چاند سے جنگجو بہادر کو بیچا دکھا کر دشمنوں کی فوج میں داخل ہوا۔ صغیں کی صغیں اٹل دیں۔ شیر زبانی طرح حسب عرف رُخ کیا۔ پرے کے پرے صاف تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ اس خیل مست کا سامنا کرتا۔ آخر کار چہ ہمارے قہیوں نے گھیر لیا۔ اور ابھینیو پرتا جاتے طور سے حملہ کر کے اس بچارے کی جان لی۔ مہاجرات کی لڑائی میں جیسی شجاعت دہنوری ابھینیو نے دکھائی۔ اور کسی ہمارے قہی کی ایسی بہادری دیکھنے میں نہیں آتی

آپ غم نہ کریں۔ آپ کا بڑا سہ مرگ کو گیا۔

ابھنیو کی دہن آتا اپنے خاند کے شوک میں آنسو بہا رہی تھی۔ وہ حاملہ بھی تھی۔ کتنی جی لئے سمجھایا۔ درویدی اپنے پانچوں بیٹوں اور ابھنیو کے مارے جانے پر چھاتی پیٹ رہی تھی۔ سارا نواس ماتم کدہ ہو رہا تھا۔ ستم رسیدوں کی یہ ناقابل اطمینان حالت دیکھ کر کرشن چندر اپنے ہمراہ رانیوں کو دوا کالے آئے تھے۔ کرشن چندر آتا کو سمجھاتے ہیں۔ کہ تیرے بطن سے بڑا بڑا بیٹہ پتر ہو گا۔ بسد پوجی نے شرادھ کیا۔ کرشن چندر جی ساٹھ ہزار گائیں برہمنوں کو دان کیں۔ آتا اپنے شوہر کی وفات سے اس قدر محزون تھی۔ کہ کھانا دانہ تک چھوڑ دیا تھا۔ بیاس آئے۔ اور انہوں نے آتا کو سمجھایا۔ کہ تیرا بالک چکرورتی راجہ ہو گا۔ پانڈویوں کے بعد وہی تاج و تخت کا مالک ہو گا۔ تم منمو کیوں ہو۔ دل کو ڈھارس دو۔ بیاس جی سمجھا چکا کہ راجہ جدھشٹر دارجن کے پاس پہنچے۔ اور فرمایا۔ کہ مبارک ہو۔ تمہاری بہو کے شکم سے ایسا بالک ہو گا جو اپنے کرم دھرم سے رعیت کی پرداخت کرے گا۔ تم بھی غم نہ کرو۔ میری اور کرشن بھگوان کے خیال سے ابھنیو کا بیٹا عنقریب ساری دنیا میں اپنا جلوہ دکھائے گا۔ دل کو چین کرو۔ تمہارے خاندان کا چراغ روشن کرنے والا اور پانی دینے والا عنقریب ہوا پاتا ہے۔ سری ویاس جی کے بچن سنک پانڈو بہت خوش ہوئے۔ بے راجن! تمہارا پتا آتا کے گھر بھہیں ایسا بڑھتا ہے۔ جس طرح چندمان شکل بکش میں بڑھتا ہے

اَوَھیا اے (۲۵)

ایشو میدھ پرب کے لئے خزانہ کی فراہمی

راجہ جینے بیٹم پائٹن جی سے گویا ہیں۔ کہ راجہ جدھشٹر۔ ارجن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہادیو سے فی طلب ہوئے۔ آپ کو کچھ خیال ہے۔ ایشو میدھ پرب کی ہونا ضروری ہے۔ خزانے میں اس قدر روپیہ نہیں۔ جو ایشو میدھ پرب میں کفایت کر سکے۔ بیاس جی ہمارا کہہ

گئے ہیں۔ کہ مہالیہ پہاڑ پر راجہ مرت کا فرام کیا ہوا خزانہ مدفون ہے۔ اگر وہ ماتھے آجائے۔ تو کام نکل جائے

کچھ سہیلی بہت اچھا۔ میں جاتا ہوں۔ اور مہادیوی کی پوجن کرنے بن پڑتا ہے۔ تو خزانہ ساتھ لانا ہوں۔ کہنہ۔ گندھرب جو اس خزانے کے محافظ ہیں۔ ان کے الامکان ان کو بھی اپنی خدمت سے خوش کروں گا۔ یقین ہے۔ کہ وہ بھی اس خزانے کے لانے میں حارج نہ ہوں گے۔ یہ کہہ کر ایوار کے دن رومی نکشتر میں کچھ فوج ہماری میں لی۔ اور مہالیہ کی طرف کوچ کیا۔ جس وقت راجہ جایشتر اپنے بھائیوں کو لئے ہوئے مہند پور سے چلے۔ زمین سے آسمان تک ایک شور برپا ہوا۔ مہاراج میدھشتر کی بجے کار پہنے لگی۔ براہمنوں نے وید منتر پڑھے۔ غرض کہ پانڈو مہالیہ پہاڑ پر پہنچ گئے۔ اور اس بات کی صلاح ہوئی۔ کہ کیا تدبیر کی جائے۔ کہ خزانہ ماتھے آوے۔ دھوم رشی پر وہت نے کہا۔ کہ آپ شیوجی کی اروا دھنا کریں۔ پھر راجہ جدمشتر مہاراج پانی پر اکٹھا کر کے کشن آسن پر بیٹھ گئے۔ اور شیوجی کے دھیان اور سمرن میں وہ رات بسر کی۔ صبح ہونے پر طرح طرح کی چیزوں سے ہون کر کے بلدان کیا۔ کالے تیلوں سے ہون کیا۔ ہزاروں گائیں سنکپ کیں۔ شیوجی کی توجہ خالص دل سے ختم ہونے کے بعد بیاس جی کو پیش راہ کیسے خزانے کے پاس پہنچے۔ اور کومیر جی کو مسکار کے خزانہ کھدوانا شروع کیا۔ نکالی۔ کھچی۔ ٹوٹا۔ کمنڈل۔ کلس وغیرہ سونے کے ظروف برآمد ہوئے۔ چھاری۔ کڑاہ۔ کلس چھوٹے بڑے لقرتی برتن نکلے۔ ان کو صندوق میں بند کر کے چھکڑوں اور اونٹوں پر بار کیا۔ اور وناں سے چلے۔ ہے راجن! آٹھ ہزار اونٹ سولہ ہزار چھکڑے۔ چہ میں ہزار ماتھیوں پر وہ اسباب لاوا گیا۔ سونے چاندی کے برتن اس قدر بھاری تھے۔ کہ دو دو چار چار کوس تک بھی سوار کو لیجانا شاق گزرتا تھا ہے راجہ جیجی جی! اس طرح راجہ مرت کی دہلیت پانڈوؤں کے ماتھے آئی اور اس شاہی خزانے میں داخل ہوئی

ادھیانے (۳)
راجہ رکھیت کی پیدائش

ہمیشہ پائین جی راجہ جیجے سے فرماتے ہیں کہ کرشن بھگوان کے جاتے وقت
 راجہ یدھشٹر نے کہا تھا کہ بیاس جی کی تحریک پر اشو میدھ بگیکہ کرول گا۔ آپ سے
 بلتی ہوں کہ معہ پر نار کے ہستنا پور لشکر لائیں۔ کرشن چندر نے منٹو رکھا تھا کہ
 یہ خبر دوارکا میں مشہر ہو گئی کہ راجہ یدھشٹر کے ماتھے راجہ مرمت کا خزانہ آگیا۔ کرشن چندر
 ساتھی جی اور اپنے پر وار سمیت ہستنا پور داخل ہو گئے۔ راجہ دھرتراشٹ اور یدھشٹر
 نے نہایت تپاک سے آپ کو لیا۔ اور اپنے محلوں میں ٹھہرے تو جگہ دی پر دمن
 بیونس۔ پو پودھان۔ چار درویش۔ سانپ۔ گدکرت برما۔ سارن۔ بریشٹ۔
 اولمیک۔ وغیرہ بلدیو جی کے پیچھے رانی درو پادی و کنتی کے درشنوں کو آئے کرشن چندر
 راجہ دھرتراشٹ کی بیوہ بہوؤں کو دھیرج دیتے رہے۔ دو چار دن گزرنے پہلے راجہ
 تمبا سے پتھر پھپھتے نے جنم لیا۔ برہم اسٹر کے پر بھاؤ سے تھا۔ دالہ پر پھپھت
 جی مردہ پیدا ہوئے۔ چندر بیسوں کو از حد رنج ہوا۔ کرشن چندر جی پر پھپھت کے
 پیدا ہونے کی خبر سنکر محل میں لشکر لایا۔ کنتی جی کرشن چندر کو دیکھتے ہی
 چیخنے لگی۔ درو پادی علیحدہ ٹنڈ لٹکاٹے رو رہی تھیں۔ ایک جانب سو بھدرامردہ
 لڑکے کی صورت دیکھ کر آہ و بکا کر رہی تھیں۔ کنتی جی رو رو کہہ رہی تھیں کہ بٹے
 باسدیو آپ سرب ہتھاری ہیں۔ دیاؤ ہیں۔ ہمارے بنس کے ہمیشہ مددگار رہے ہیں
 یدھشٹ آپ ہمیشہ پانڈوؤں کے آڑے آئے رہے۔ اب ہمارے خاندان میں کوئی
 نام لیا نہیں۔ پانڈوؤں کے مرے پر خاندان بے چراغ ہو جائے گا۔ درو پادی کے
 پتر اس طرح ضائع ہوئے۔ ایشمن نے سنگرام میں جان دے دی۔ اترای سے امید
 بندھ رہی تھی۔ وہ بھی مردہ پیدا ہوا ہے۔ اب کیا ہوگا۔ کوئی مین تو ایسا کیجئے۔ اس
 مردہ جسم میں روح پھونک دیکھئے۔ آپ کے سوا کوئی اور ہمارا معاون نہیں
 اگر یہ بالک زندہ ہو گیا۔ تو اللہ سب کام بن جائے گا۔ چپ پر بھو! آپ
 نے استوتناماں سے عہد کر لیا تھا کہ تو چاہے جانی کوشش کر۔ کہ پانڈوؤں
 کلہ بیک ناش ہو جاوے۔ مگر میں تیرے برہم اسٹر لگے ہوئے تیر کو جو دان وڈ بگا
 ہے دینا تھا۔ آپ اس بالک کو جو دان دیجئے۔ یدھشٹر۔ بھیم سیان ارجن وغیرہ
 پانچوں کی ضابطت آپ ہی کے دے رہی۔ آپ۔ لہ گوروں پر پانڈوؤں کو

فتحیاب کیا۔ نازک نازک ہونے پر پانڈوؤں کی جان بچاؤ ہے۔ مدد سون
پانڈوؤں کی زندگی اسی لیے پر منحصر ہے۔ اگر یہ ضائع ہو گیا۔ تو پانڈو بھی
اپنی جان نہیں رکھ سکتے۔ اور پانڈوؤں کے نہ رہنے سے میں کب زندہ
رہ سکتی ہوں۔ اسی نچے پر گل راج کا دادو مدار ہے یہی پچہ پانڈوؤں کا
شرادھ اور پٹنڈ کرنے والا ہے۔ ہے مادھو! عنایت کی نظر چاہتی ہوں۔
کہ پا درشتی سے دیکھ دیکھتے سب کچھ زندہ ہو جائے۔ پیار سے بھگت
و تسلی آپ ہی کے بھروسے پر تو ابھیتو نے اتر اسے کہا تھا۔ کہ تیرا بالک
بڑا پرتابی ہو گا۔ کوروؤں اور پانڈوؤں کے خاندان کا چشم و تاج ہو کر
دھنڑو دیا اور نئی شاستر سے واقف ہو گا۔ تینوں لوگ میں اس کا نام
آفتاب کی طرح روشن رہیگا۔ پر شوم! کیا ابھیم کا بچن جھٹھا ہو جائے؟ ابھیم
دنیا میں نہیں۔ پر لوگ سدھارا۔ اس کے قول کے پابندی آپ ہی کر سکتے
ہیں۔

یہ کہہ کتنی جی کو ابھیم کی یاد سے مشغول آ گیا۔ سارا روز اس غمگینہ ہو
ہو رہا تھا۔ رانیاں آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھیں۔ اور کرشن بھگوان سے
خوشامد کر رہی تھیں۔ کہ آپ کتنی کے حال زار پر رحم فرمائیے۔ کتنی
کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک آپ سو بھرا کے ہوتے کو جیو دان
نہ دیکھتے۔ آپ ہی کیا کریں گے۔ تو پانڈوؤں کا نام قائم رہیگا۔ کرشن چاہے
نے اپنی بھوپھی کتنی جی کو اٹھایا۔ سو بھرا کے کرشن چندر کے قدم پر ملے
اور کہنے لگی۔ کہ میں آپ کو نہ جانے دوں گی۔ میرے پوتے پر رحم کیجئے
یہ بے قصور ہے۔ اس نے کوروؤں کا کیا بگاڑا سینا۔ جو بلا قصور استوتھماں
کے برہم استر کا نشانہ ہو گیا۔ استوتھماں نے ایک سینک سے پانڈوؤں
کی آنے والی تسلی کو مٹا دیا ہے۔ یہ تو نندن! اس سینک کا محمد پر اور
میری آننا پر بھی اثر پڑا۔ جو اب تک کونٹے کی طرح یکجہ میں پیوستہ ہے
اور جس کی تکلیف سے ابھی تک نجات نہیں ہوئی ہے۔ دیا سن۔ استوتھماں
نے پانڈوؤں کو برباد کر دیا۔ مائے آنکھوں کا تارا ابھیم پر بند خاک ہو جا

اور ہم زندہ رہیں۔ ایسی زندگی سے موت اچھی ہے۔ امین پانچوں بھائیوں کا لاڈلا بیٹا تھا۔ بے جنار دھن: آپ نے استوتھاماں سے غصہ جو کر فرمایا تھا۔ کہ تُو نے بڑی نالائقی حرکت کی۔ پھر میں ابھینتو کے بچے کو زندہ کر دیکھا۔ تیرا برہم اُستر کچھ بنا بگاڑ نہیں سکتا۔ آپ ہماری خوشی کیجئے۔ کہ یہ بچہ زندہ ہو جائے کیا قول بھول گئے۔ ہے کیشو! آپ تو لو کی ناکھ ہیں۔ دنیا کی پرداخت آپ ہی کی ذات سراپا صفات پر محول ہے آپ کی مرضی بغیر تپا بل نہیں سکتا۔ آپ چاہیں۔ تو آن واحد میں سارا سنسار مار کر پھر جلا دیں تو پھر آپ کے بیٹا نے کونسا ایسا قصور کیا کہ اس بچے کو جیودان نہیں دیتے۔ اس کو کیوں نہیں جلائے آپ کی معجزہ نما حرکات کی کچھ میں ہی نہیں ہی نہیں۔ تمام رشی مہی دیوتا گندھرب بھی قابل ہیں آپ کی چھوٹی بہن ہوں۔ آپ سے جیودان مانگتی ہوں۔ آپ ہمارے اوپر کرپا کیجئے۔

بیشم پاشن جی راجہ جینجے سے کہتے ہیں۔ کہ اس بھری سبھا میں کرشن چندر پر ماتما نے اپنی بہن سو بھرا اور پھوپھی کنتی کو مسکرا کر جواب دیا۔ چہر کیا مسکا ایسا ہی ہو گا۔ سارا رتو اس کرشن چندر کے امرت دہنی پن سے خوش ہو گیا اور خود بدولت اس مردہ بالک کے جسم میں پرویز کر گئے۔ اور پرچھیت کے دیکھنے کی ہوس ظاہر کی۔ سو بھرا خوشی خوشی اپنی بہن اُتر کے پاس پہنچی اور کہا کہ تینوں لوک کے مالک دیوتاؤں کے دیوتا تیرے سسر بچے کے دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اُتر اور پرچھیت کے دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اُتر اور پرچھیت کے مرے ہوئے جسم کو گود میں لے کر سامنے بیٹھ گئی۔ آنسو جاری ہیں۔ سسکی بھری آواز سے بولی اسے دُوار کا ناٹھ۔ سہتہ چہراچ کے سواحی۔ ہے جگت کے پالن پوسن کرنے والے بھگوان امیرا جنم سہل کیجئے۔ ہے پر بھو! استوتھاماں کے برہم اُستر سے اس بچے کی جان گئی۔ آپ اسے تندرست کر دیں ہے سواحی! میرے جان اس کے عوض میں حاضر ہے۔ مگر اسے زندہ کر دیجئے۔ میری آرزو یہ لائے۔ میں یہی چاہتی ہوں۔ کہ اس بالک سے میری گود بھر جائے۔ مایوسی گھیرے

ہوتے ہیں۔ آپ اگر چاہیں تو کون بات ہے۔ میری تمنا پوری ہو سکتی ہے
 ہے کیشو مورخہ آپ جان سکتے ہیں کہ اس وقت ماں کا اس میں کوئی نسخہ نہیں
 اس کا باپ کوئی زندہ ہو چا کے گا۔ البتہ میں نے اس بات کی پڑیگیہ کی تھی۔
 کہ اپنے سوا ہی راجہ میں اس کے مرے پر کچھ دنوں بعد اس کے پاس پہنچوں گی۔ یہ
 پڑیگیہ پوری نہ ہوئی۔ بیشک خطا وارہوں۔ آپ کے تو بڑا اپنا اور معاف سہل۔
 اتر اور رو کر پین کر رہی تھی۔ رنواس کی عورتوں اور ہالڈوئس کی حالت
 دیکھی نہیں جاتی تھی۔ سارے محل پر ماتم پھایا تھا۔ کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھوں
 سے آنسوؤں کا دریا بہ رہا ہو۔ اتر اور رو لڑکے سے اس طرح کہہ رہی تھی کہ کہنے
 پتہ نہ تو جا کر اپنے پتہ سے کہہ دینا۔ کہ آپ کی داسی عنقریب آپ کے پاس آ
 چاہتی ہے۔ اگر یوں اس کے پران نہیں چھوٹتے تو نہر کا کر جان گنا دیگا۔
 اور آپ کے چرنوں میں حاضر ہوگی۔ کیونکہ جب اس کے کوئی بالک نہیں۔
 تو چیتا مرنا برابر ہے۔ ہے پتہ! اٹھو۔ دیکھو تمہارے سامنے سرفروپ پاک تارین
 جی کھڑے ہیں۔ آنکھیں کھولو۔ اور پتہ بچ روپ کے درشن کرو۔ یہ ہا کہہ رہی
 اور کرشن چندر کے پیروں پر گر پڑی۔ آلا کی ہاتھوں سے حسرت برس رہی تھی
 وریستے رحمت جوش میں آیا۔ اور آچن کر کے مرودہ جیم پر ہاتھ پھیرا۔ برہم اشتر
 کی تاثیر جاتی رہی۔ اور بلند آواز سے فرمایا کہ میری بات کسی حالت میں
 جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ ہو پتہ بچ بولتا ہوں۔ تمہارے سامنے اس بچے کو
 زندہ کرتا ہوں۔

(مرودہ بچے کو اٹھا کر)

بیٹا آنکھیں کھول۔ تمہاری ماں تمہاری دادی اور سارا پر پوارہ دیکھی
 ہو رہا ہے۔ کرشن چندر اپنا شی کی اتنی بات کہنے پر بچے نے آنکھیں کھول
 دیں۔ ہے راجن! جس دنت برہم اشتر راجہ پر پچھت ہمارے پتہ کے جس سے
 دھڑکا۔ راجہ پر پچھت کا چہرہ بتا سب کی طرح چمکنے لگا۔ رنواس میں ہے
 بچے کی صدائیں بلند ہوئیں۔ بچے ہری سے بادھو۔ بچے کرشن چندر کے نعروں
 سے تمام محل گونج اٹھا۔ یوہشٹر۔ بہیم سین۔ ارجن وغیرہ پانچوں بھائیوں

نے خیرات کی۔ بھوکوں کو بھون دیا۔ کرشن چندر جی پر پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ عجیب چہل پہل مچی۔ ہر شخص کرشن بھگوان کا مدح سرا لگتا۔ دو برہمن انتر استوتھماں کا برہما جی کے پاس چلا گیا۔ اترانے ہر بھگوان کی ڈنڈوت کی۔ کرشن چندر نے زرو جو اہرات دے کر گترا کو خوش کر دیا۔ اسی طرح اوریدو بنسیوں نے رتن اور ریشمی کپڑے زرو جو اہرات اترانے کو دیئے۔ کرشن چندر نے اس بارک کا نام پر بھیت رکھا۔ دیر دولت پر خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ تمام شہر میں لنگا چار ہونے لگا۔ یہ خبر زبان زد ہر خاص و عام تھی۔ کہ ابھین کے مردہ بچے کو کرشن چندر کو چلا دیا۔ راجہ پدما شتر نے وید پانچویں کو بہت کچھ دان دیا۔ پٹنہ ماسوت بھاسٹے اور برہمن مبارکباد دینے آئے تھے۔ سب کو دان دے کر خوش کر دیا۔ رہے راجہ! راجہ پر بھیت تمہارے پتا چکرورتی راجہ ہوتے۔ ان کا نام جب تک دنیا قائم ہے۔ روشن رہیگا۔ ایک مہینے تک راجہ پر بھیت کا اتساہ بنایا گیا۔ ہستنا پور کے محلوں پر دھچا اور پتا کا لہرا رہی تھیں۔ دروازوں پر بند آنکھ لگائی گئیں۔ دیوتاؤں کے مندر سجاائے گئے۔ اس طرح تمہارے پتا کا جہم اُٹھو ہوا۔

اَوْضیائے (۱۳)

ایشو مید ستر کے لئے شام کرن گھوڑے کی تلاش

بیشم پائین تی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب تمہارے باپ ایک ماہ کے ہوئے۔ سید شتر۔ بھیم سین ارجن وغیرہ راجہ و شتر انٹک کے پاس آئے اور قہہ بوس ہو کر مبارکباد پیش کی۔ کہ کرشن چندر کی اعجاز مائی سے

ہمارے گھر میں چراغ روشن کر نیا لایا ہوا گیا ہے۔ دھڑاٹھ راجہ کی صحبت
 کی ولادت سے بہت خوش ہوئے اور کرشن بھگوان کی استی کرنے لگے راجہ پدھشٹر
 نے وہ سونے چاندی کے برتن اور جواہرات راجہ دھڑاٹھ کے سامنے پیش
 کر دیئے جو ہمالیہ پہاڑ سے چلے ہوئے تھے۔ اور اجازت چاہی کہ آپ کی آگیا جاتا
 ہوں۔ اشومیدھ یگیہ کرنے کی غلاش بنے۔ اتنے میں ویاس جی آئے انہوں نے
 اشومیدھ یگیہ کی مہماں برتن کی اور فرمایا کہ اس کام میں دیر نہ کر ورسری اچھند جی
 مہاراج نے بھی لکھا فتح کر کے اشومیدھ یگیہ کیا تھا راجہ پدھشٹر نے کرشن چنڈی
 کا دھیان کیا۔ خود بدولت دوار کا سے آگئے۔ راجہ پدھشٹر نے قدم چھوئے اور کرشن
 کی کہ آپ کی کرپا سے راجہ چل ہوا آپ ہی کی بدولت جمابے سب کام سچل پوتے
 ہیں۔ آپ ہی یگیہ ہیں۔ اور آپ ہی یگیہ کرنے والے ہیں۔ انباشی ہیں سرودیاپک
 سرودھکاری نام سے دنیا کے کام سچل پوتے ہیں۔ سارے سنسار میں آپ ہی
 کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بغیر حکم کوئی پتہ نہیں پتا۔ ہر جیو میں آپ کا پرلوبے کرشن بھگوان
 نے جو ابدیا ہے۔ دھڑاٹھ پتر میں تو بگنوں کے بس ہوں۔ تمہارا غلام ہوں آند
 سے یگیہ کرو۔ جو خدمت ہمارے سپرد ہوگی ہم خوشی انجام دیں گے راجہ پدھشٹر
 ویاس جی سے عرض کرنے لگے۔ آپ کی اجازت درکار ہے۔ یہ تو فرمائیے یگیہ کس طرح
 کیا جائے آپ کے بغیر اتنا بڑا کام ہو نہیں سکتا۔ ویاس جی بولے۔ ہے راجہ!
 تم او داس نہ ہو۔ میں اور بل رشی اور یگیہ دلک رشی مل کر تمہارا یگیہ کر دیں گے۔ اشو
 میدھ یگیہ سے سورج و افکار جاتے رہیں گے جو ستیا لڑائی سے نادانستی میں رہ گئی
 ہوگی۔ وہ دور ہو جائے گی اگرچہ تم اس لڑائی کے بانی نہیں ہوئے مگر درودھن
 اپنی ہٹ کا پکا تھا جس نے لاکھ لاکھ لیک کر دیا غولش و بگناہ کوئی نہ بچا کر
 اور شل تمہارے ہاتھ سے ہلاک ہوئے تم اپنے تئیں خطا وار سمجھتے ہو۔ حالانکہ
 بے خطا ہو۔ تاہم اس یگیہ سے دل میں شانتی پیدا ہو جائے گی پہلی بات تو اس
 یگیہ کے لئے یہ ہے۔ کہ شام کرن گھوڑا کہیں سے لایا جائے اور وہ بے لگام
 وزین کے چھوڑ دیا جائے اس گھوڑے کی دائیں بائیں جانب دس ہزار وید
 پاٹھی برہمن وید کے منتر پڑھتے ساتھ رہیں گے گھوڑا اسطلق النعان ہو گا کوئی

سوار یا پیادہ ساتھ نہ ہوگا۔ برہمن وید چارن کرنے والے بھی دور رہیں گے۔
 ہر ایک برہمن کو ایک بلند قامت ہاتھی منہ طلائی ہودرج اور زین قبوئی اور
 ایک ہزار گنڈو دودھ دینے والی جن کے سینک سونے سے گھر چاندی سے
 منڈھے ہوں، دیتی چاہئے اور ایک رکھ جس میں چار باد رنار گھوڑے جیتے
 ہوں عطا کرنا لازمی ہے۔ نقد دکھشنا بھی اسی حیثیت کے موافق دینی ہوگی
 گھوڑے کے ساتھ بہت سی فوج اور تمہارے بھائی ہونگے۔ گھوڑے
 کی گردن میں ایک سونے کا پتر ڈال دینا جس پر تمہارا نام کندہ ہوگا۔ جو راجہ اس
 گھوڑے کو اپنے اصطبل میں باندھ لے اُس سے جنگ کی نوبت آئیگی۔ جو گھوڑے
 کا استقبال کر کے تمہاری خدمت میں حاضر ہو اُس سے محبت سے پیش آنا اس گھوڑے
 کی اس قدر فضیلت ہی کہ جہاں پیشاب یا لید کرے وہاں ہون کرنا لکھا ہے۔
 اور ہاتھی گھوڑے دکھسنا میں دئے جاتے ہیں۔ ہون اور پوجا روزمرہ ہوتی
 جاتی ہے۔ جو راجہ یگیہ کر نیکا خواہشمند ہی اُسے چاہئے کہ جس دن سے گھوڑا
 چھوڑا جائے اپنی رانی سے کوئی دم جڈانہ ہو۔ زمین پر آرام کرے تب اور برت کرے۔
 کھانا کم کھائے پر میسر کا دکھیان رکھے جب گھوڑا ہفت اقلیم میں پھر کر اپنے
 دلش میں آ جاوے اُس وقت یگیہ کرنا چاہئے ویاس جی کی باتیں سن کر راجہ
 یگھشٹر کے چہرے پر افسردگی ظاہر ہوئی۔ خیال کیا کہ اصطبل میں شام کرن گھوڑا
 تو بے نہیں یہ یگیہ کیونکر ہوگا۔ بھیسیم سین قیافے سے ٹاڑ گیا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔
 ہمارا راج شام کرن گھوڑا ہمارے یہاں نہیں ہے۔ کہاں ملے گا۔ میں جا کر لاؤں گا۔
 ویاس جی نے جواب دیا کہ چھتریوں کے سر تاج بھیسیم سین! تمہاری دلیری اور
 شجاعت کا تمام جہاں پر سکے بیٹھا ہوا ہے۔ شام کرن گھوڑا ملک عراق کے
 فرمانروا کے اصطبل میں موجود ہے۔ جو نیاس اُس کا نام ہے جس کے یہاں
 دس اکشونی فوج تیار ہے۔ جو نیاس خود بھی بہادر ہے۔ عراق دلش کے چاروں
 طرف پہاڑیاں ہیں۔ تم فوج لے کر جاؤ اور جس طرح ممکن ہو گھوڑا لے آؤ۔
 بھیسیم سین فوج لیکر ملک عراق میں پہنچا برکھ کیٹ کرین کا بہادر لڑکا بھی ساتھ
 تھا وہ جانتا تھا کہ کرن پانڈو اس کے سگے بھائی تھے۔ اسلئے مہا بھارت

میں اُس نے بالکل پانڈوؤں سے مخالفت نہیں کی تھی بھیم سین اور برکھ کیٹ جب
 عراق کی سرحد پر پہنچے باغ و صحرے کھنڈیں۔ باولیاں۔ متعدد دھڑلے آئیں
 کہیں پر چاندنی تھی نہیں جاری ہیں جو بلند عمارتوں کے نیچے بہتی ہوئی کوسوں نکل
 گئی ہیں۔ وہاں کی ہر ایک شے قابلِ تعریف دکھائی پڑی شام کرن کو دیکھا۔ کہ
 آگے اُس کے اسپ سوار اور دائیں بائیں نیل سوارا دیرچھے پیادے بھی ہیں
 شام کرن گھوڑا زلیوروں سے آراستہ چلا جاتا ہے۔ شام کرن گھوڑا چاندی
 کی لہریاں۔ گلاب اور کیڑے سے ہنسلایا گیا۔ خوشبو یات جسم پر ملی گئیں۔
 بھیم سین نے یہ کیفیت دیکھی ہماری میں گھٹوت کچھ کا بیٹا میگھ برن بھی تھا
 اشارے میں بائیں ہوئیں۔ اُس نے اپنی راکشی مایا سے ایسا شعبہ دکھایا
 کہ چاروں طرف سیاہی دوڑ گئی۔ اندھکار ہو گیا۔ بجلی چمکی بادل گر جا گھوڑے
 کے ہمراہ جو فوج تھی بھاگ کھڑی ہوئی میگھ برن میدان خالی پا کر گھوڑے
 کو لے اڑا۔ راجہ جو نیاس کو اس قبر سے چرت ہوئی کہ کوئی بنا آسمان پر سے پتھر
 برس کر فوج کو پامال کر رہی تھی۔ اور کوئی شخص بہار سے تیر مار مار کر فوج کو
 تباہ کئے دیتا ہے۔ ادھر راجہ اندھیکہ برن کی چالاکی سے بہت خوش ہوئے
 کیونکہ راجہ یہ صفت کے گینگے کے لئے گھوڑا لے جانا ضروری تھا۔ راجہ جو نیاس
 نے افسرانِ فوج کو حکم دیا کہ وہ ہوا پر قائم ہو کر حریف سے مقابلہ کر کے گھوڑے کو
 چھڑالیں لیکن کیسے بدلت تھی کہ وہ میگھ برن کا مقابلہ کر سکے میگھ برن اور اُس کے
 ساتھیوں نے بہت سی فوج راجہ جو نیاس کی پاک کر ڈالی کچھ فوج منتشر ہو کر
 بھاگ گئی میگھ برن فتح و نصرت کا ڈھکچٹا ہوا بھیم سین کے پاس آیا اور شام
 کرن گھوڑا خدمت میں پیش کیا۔ ادھر راجہ جو نیاس خود میگھ برن کی گرفتاری کے واسطے
 چل کھڑا ہوا۔ فوج جڑ بھڑکتی برکھ کیٹ پہاڑی پر تھکتا دیکھ رہی تھی۔ راجہ جو نیاس پر اس قدر
 تیر مارے کہ تمام فوج اور وہ بہوش ہو کر گر پڑا اور فوج کے بھی تیر مارے گئے۔ راجہ کیٹ
 کو راجہ جو نیاس کی حالت پر رحم آیا۔ خود آکر بٹکھا چھلنے لگا۔ جب راجہ بٹکھا میں آیا۔ سرسٹ
 برکھ کیٹ کرن کے بیٹے کو بٹکھا چھلنے دیکھ کر بہت خوش ہوا چپاتی سے لٹایا اور کہا کہ گھوڑا
 کیا چیز ہے۔ اس کی جان مانگو تو دینے میں عذر نہ ہو گا۔ تمہارے سر پہ طرح حاضر مول ہو

ادھیائے ۳۲

سپہک راجکمار فرزند جونیاں اور بھیم سین کی لڑائی

بیشم پائن جی گرم سخن میں کہ ادھر راجہ جونیاں اور برکھ کیٹ سے محبت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ادھر سپہک راجکمار نے یہ خبر پائی کہ پتا جی گرفتار ہو گئے کل فوج کٹ گئی فوج کی قراہی میں مشغول ہوا اور بھیم سین اور برکھ کیٹ پر چڑھائی کر دی۔

بھیم سین بھی آمادہ جنگ ہوئے کچھ دیر دو طرف کی فوجیں لڑتی رہیں۔ پھر بھیم سین نے سپہک سے کشتی مانگی۔ وہ آمادہ کشتی ہوا بھیم سین نے پہلے ہی روز میں زمین پر دے مارا۔ وہ بھی چالاک تھا زمین پر گرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بھیم سین سے پھر کشتی لڑنے لگا۔ ادھر جونیاں نے خبر پائی کہ سپہک کی بھیم سین سے لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ بھی میدان رزم میں آیا اور سپہک سے کہنے لگا۔ کیا تم بھیم سین کو نہیں جانتے یہ راجہ یُدھیشٹر کے بھائی ہیں ان کی دلیری و بہادری مشہور ہے۔ ان کی طاقت سے کون شخص واقف نہیں۔ تمہارا ان کا مقابلہ کیا میں قمر بزدار ہو چکا۔ یہ کہہ بھیم سین سے راجہ جونیاں بغیر ہوا۔ اور عزت کیساتھ بھیم سین کو اپنی راجدھانی میں لے گیا۔ خوب مہمان داری کی پھر شام کرن گھوڑے کو زینوروں سے آراستہ کر کے بھیم سین کے حوالے کیا۔ اور خود بھی کرشن بھگوان اور راجہ یُدھیشٹر سے ملنے کے کیوا سٹے ہستنا پور چلنے پر تیار ہو گیا۔ کچھ فوج بھی ساتھ لی عربی اور عراقی گھوڑے اور بڑے بڑے طویل القامت ہاتھی جن کی مستکیں رنگی ہوئی۔ زین جھولیں بڑیں ہوئی جلو میں تھے رتھ بھی جنہیں چار چار گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ ساتھ لے کر اس سجاوٹ سے راجہ جونیاں بھیم سین کیساتھ مہاراجہ یُدھیشٹر اور کرشن بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوا راجہ یُدھیشٹر بھی التفات سے پیش آئے راجہ جونیاں دست بستہ ہو کر کرشن چندر سے بولا۔ کہ شام کرن گھوڑے کی ٹہنیں سے آپ کے آج درشن ہوئے گنگا جی کا اشراف بھی کیا۔ تیسرے راجہ یُدھیشٹر دھرم اوتار کی زیارت ہوئی کرشن چندر اور

راجہ بدھشتر نے راجہ جو نیاس کے خلق کی تعریف کی تعریف کی اور اپنے شیش
 محل میں راجہ جو نیاس کو معہ رانی اور راجکمار سپک کے فروکش کیا۔ ناچ رنگ
 ہونے لگا۔ راجہ جو نیاس نے وہ شام کرن گھوڑا اور متعدد ہاتھی اور عربی
 گھوڑے جہاں راجہ بدھشتر کی نظر کے راجہ بدھشتر بھیہم سین کی مستعدی اور
 جو نیاس کی محبت آمیز باتوں سے بہت خوش ہوئے و صوم رشی پر دھت سے
 کرشن چنر نے اشارہ کیا کہ آپ شام کرن کو رناس میں لے جائیں اور گھوڑا
 رانیوں کو اچھی طرح سے دکھلا لیں و صوم رشی شام کرن گھوڑا لے چلے۔
 اتفاق سے ایساں راجہ ایساں کا بھائی جو اشومید صہرپ دیکھنے کے لئے بطور
 جہان آیا تھا۔ اور دل میں اپنے بھائی کا بدلہ لینے کی آرزو رکھتا تھا و صوم رشی
 سے دو چار ہوا۔ اور گھوڑا چھین لیا۔ کرشن بھگوان کو خبر ہوئی آپ نے سوچا
 کہ و صوم رشی میرے کہنے کے بموجب گھوڑا لے لئے تھے۔ مجھ پر لازم ہوا کہ ایساں
 کو سزا دوں اور شام کرن گھوڑے کو اس کی حراست سے چھڑا دوں۔ آپ نے بیڑا
 اٹھا کر فرمایا کہ کسی میں اس بیڑے لینے کی جرأت ہے۔ بیڑا وہی کھا سکتا ہے جو
 شام کرن گھوڑے کو ایساں سے چھڑا لائے۔ پر دھن جی نے بیڑا لیا اور وہاں
 سے چلے برکیٹ کرن کا بیڑا بھی ہمراہ ہولیا پر دھن نے جاتے ہی ایساں کو گھیر لیا۔
 اور لڑائی ہونے لگی۔ ایساں کے پہلے ہی تیر سے پر دھن جی نجی ہو کر گر پڑے بیہوش
 ہو گئے جب ہو آیا تو میدان جنگ سے بھاگ کر کرشن چندر کے پاس آئے خود۔
 بدولت لے بھویں بیڑھی کیں اور ترجی نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ لڑائی لڑکوں کا گھر
 زندہ نہیں اگر جرأت نہ تھی تو بیڑا کیوں اٹھایا یہ کہ پر دھن کی گوشمالی کے لئے
 ہاتھ بڑھایا مگر بھیہم سین نے روک لیا۔ اور خوشامد در آمد کر کے آپ کا عقہہ فرود
 بھیہم سین ایساں کے مقابلے کے لئے آمادہ ہوا۔ کرشن بھگوان بھیہم سین کی بدد کے
 لئے ساتھ ہوئے بھیہم سین اور ایساں سے لڑائی ہونے لگی ایساں نے مار تیر کر
 کے بو کھلا دیا۔ اس قدر تیر مار سے کہ کرشن چندر اور بھیہم سین دونوں سوچست ہو گئے۔
 جب ہوش آئے تو ایساں کی طاقت اور شجاعت کی تعریف کرنے لگے۔ ان دونوں
 بہادروں کے بیہوش ہونے پر کرن کا پتر ایساں کے ساتھ جنگ آزمائی کرنے لگا۔

آفرین ہے۔ کرن کے پتر پر کہ اُس نے ایساں ایسے بہادر کو اپنے بانوں سے بیٹھ کر دیا اور دلیرانہ پاس جا کر اُسے پکڑ لیا۔ راجہ یُدھشٹر کرن کے پتر کی دلیری سے خوش ہوئے۔ ایساں نے کرن بھگوان کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنی گستاخی کی مُعافی چاہی۔ پھر کرن کے بیٹے کے قدم چھو کر ایساں نے کہا کہ میں تمہارا بندہ ہے دایم ہوں تمہاری ہی وجہ سے کرن بھگوان کے درشن ہوئے پھر شام کین گھوڑا راجہ یُدھشٹر کی خدمت میں پیش کیا۔ آپس میں صلح ہو گئی۔ راجہ یُدھشٹر اس صلح سے خوش ہوئے :

ادھیائے ۳۳

نیلدھج اور ارجن کا مُقابلہ
 جنمے سے ششم پائن جی نے فرمایا کہ شام کرن گھوڑا ملنے پر اُس کی پوجا کی گئی۔ اور یگمہ کی چیزیں فراہم ہو گئیں۔ راجہ یُدھشٹر حسب ہدایت ویاس جی دیکھت ہوئے۔ (یعنی تیم دھرم سے روزانہ برت رکھ کر زمین پر سوتے ہیں ایک وقت کھانا کھاتے ہیں۔) سونے کی مالا اور تھنوں کے ہار گلے میں پہنے ڈنڈا کنڈل اور مرگ چھال لہاتھ میں لیا۔ مینوں کی صورت بتائی اور ارجن فوج کے ساتھ اس کے ہمراہ ہوا۔ برکھ کیٹ بھی ارجن کیساتھ تھا۔ یگمہ و دلک جی کے چیلے اور بہت سے برہمن بھی ہمراہی میں تھے جب ہستنا پور سے گھوڑا روانہ ہوا۔ تو پہلے راجہ نیل دھج کی راجدھانی میں پہنچا۔ نیل دھج اپنی محبوبہ و لنوا منجری کیساتھ مینظر باغ میں گھاگشت کر رہا تھا۔ مدن منجری اس گھوڑے کی خوبصورتی دیکھ کر سمجھی کہ تمام کہن میرے باپ کا گھوڑا ہے۔ اس خیال سے وہ اپنے گھر لے آئی۔ کیا دیکھتی ہے۔ تو اس کے گلے میں سونے کا پتر پڑا ہوا ہے۔ اُس پر راجہ یُدھشٹر کا نام کندہ ہے اس نے کچھ پروانہ کی۔ اس کا خاندنہ بہادر آدمی تھا۔ ارجن سے مُقابلے کا جوا تھا تھا۔ ادھر ارجن کی فوج نے ریاست کو گھیر لیا۔ نیل دھج کا باپ بیربر اپنی فوج کے کر۔ ارجن سے لڑنے لگا۔ ہزاروں شوہر بیربر نے سے کام آئے۔ نیل دھج بھی

اپنے رط کے کی حمایت کیواسطے میدان جنگ میں آیا تبرہر کی ہن اگنی دیونالی استری
تھی ارجن کے تمام لشکر کو اپنی گرمی سے بے چین کر دیا۔ ارجن نے بھی بالوں سے
پانی برسایا مگر اگنی اُسی طرح فوج کو جلاتی رہی تب ارجن نے اگنی دیوتا کی پراختیا
کی۔ اگنی دیوتا نے ارجن کی دوستی کا لحاظ کیا۔ اور کہا کہ ارجن تمہاری فوج کو ضرور
بہنیں ہوگا۔ راجنیل دھج اگنی کی مصلحت سے گھبرا گیا۔ اور صلح کرنی چاہی۔
لیکن بیرہر ارجن سے لڑنا نہ چاہی دھج کی رانی نے جس کا نام جوالانتھا۔ اپنے بھائی
اہلاک سے جا کر کہا۔ اسوقت میرے شوہر کی مدد کرو۔ ارجن نے ہماری فوج پامال
کر دی۔ اہلاک نے جواب دیا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں جو ارجن سے مقابلہ کر سکوں
تو نے ناحق اپنے اوپر آنت بٹائی۔ رانی وہاں سے واپس ہوئی۔ بحرہوردی اہلبار
کی ادھر ارجن نیل دھج سے گھوڑا لے کر آگے روانہ ہوا۔ ایک مقام پر پہنچا۔ جہاں
بہت سی بہاڑیاں تھیں۔ گھوڑے لے پتھر کر سل سے بدن کھجایا گیا مگر کرن مل
سے چپک گیا لاکھ زور کیا مگر سل سے عینیدہ نہ ہو سکا۔ ارجن نے تندہر میں کہیں
ایک بھی کار گر نہ ہوئی۔ لوگ حیران تھے کہ کیا بات ہے پتھر نے گھوڑے کو پکڑ لیا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا اسرار ہے۔ ارجن نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی فوجی
سٹی بھی ہے۔ ارجن وہاں گیا اور ساری کیفیت سنائی تپسوی نے کہا یہ پتھر کی
سل نہیں ہے۔ یہ کسی تپسوی کی استری ہے۔ جو اپنے شوہر کے سر پہ سے سل
ہو گئی۔ کیونکہ وہ اپنے خاوند کے لیے پر نہ چلتی تھی تم جاؤ اور سل کو ہاتھ لگاؤ
وہ سل استری کا سروپ ہو جائیگی ارجن ہنسی خوشی وہاں سے واپس آیا اور سل
میں ہاتھ لگایا۔ ایک استری اس سل سے برآمد ہوئی او۔ ارجن سے بولی کہ تمہاری
وجہ سے میں سر پہ سے چھوٹ گئی۔ اپنے شوہر کے سر پہ سے بہت تکلیفیں
اٹھائیں۔ میں نے تمہارا گھوڑا پکڑ لیا۔ کہ شاید تم آ جاؤ۔ اور میرا سر پہ چھوٹ
جائے۔ تم نے بڑی بہرانی کی اب آپ ہنسی خوشی راج کو مت کہیں میں جاتی
ہوں۔ یہ کہہ کر آسمان کو اڑ گئی ارجن اور اُس کی فوج اس دہلیسپ واقعہ
سے بہت خوش ہوئے۔

ادھیائے (۳۴)

سندھنوان پر ارجن کی فتحیابی

ارجن فتح و نصرت کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر منہدھج کے راج
 میں پہنچا۔ گھوڑا چھوڑ دیا گیا۔ منہدھج ارجن کا آنا منکر مقابلے پر آمادہ ہوا۔ گھوڑا
 گرفتار کر لیا۔ فوج کثیر لے کر ارجن کے سامنے آیا اور حکم سنایا کہ جو شخص
 میدان سے منہ موڑ لے گا۔ بال بچے سمیت مارا جائے گا۔ منہدھج کے دس بھائی
 تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر جری۔ ایک سے ایک بڑھ کر بہادر جو امر و
 تھے۔ ان کی فوج بھی طار و چست و چالاک تھی۔ دونوں طرف سے متحرک
 جدال و قتال گرم ہوا۔ سندھنوان راجہ منہدھج کا بیٹا بڑا شجاع و دلیر تھا۔
 زبردیں لباس فاخرہ سے آراستہ تیر و کمان چکر و زور سے پیراستہ ہو کر بجائے زور
 بکتر کے ریشمی دوپٹہ لٹکائے بڑی شان و شوکت سے میدان جنگ میں آیا۔
 سندھنوان اپنی عورت کے عشق میں سرشار تھا۔ اتفاق سے اس لڑائی کے
 وقت اس کی عورت ایاموں (دھین) سے تھی۔ نہا و ہو کر صاف ہو چکی تھی
 اسوجہ سے سندھنوان کو اپنے رنواس میں دیر لگ گئی۔ جب آلات حرب
 سے مسلح ہو کر باپ سے رخصت ہوئے تو آیا۔ تو منہدھج نے نگاہ سندھنوان
 پر ڈالی۔ اور کہا۔ شاباش۔ چھتری ہو کر رزم سے جان چڑاتا ہے۔ عورت کیوں نہ
 ہوا۔ تیری سزا یہی ہے کہ تیل گرم کر کے کڑھائی میں چھوڑ دوں۔ سارے سندھنوان
 منہجیب ہو کر بولا۔ پتا جی قصور وار تو ضرور ہوں۔ مگر ایسا معاملہ تھا جس کی وجہ
 سے دیر ہو گئی۔ سندھنوان نے کل کیفیت اپنی راستری کی بیان کی، منہدھج
 غیظ و غضب کا منہ نہ تھا۔ لڑکے کی بات پر اعتماد نہ آیا۔ جلتی ہوئی کڑا ہی میں
 چھوڑ دیا۔ ایشور کی کچھ ایسی قدرت تھی کہ سندھنوان کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی
 حالانکہ شکھ اور لکھت راجہ منہدھج کے وزیر بااثر پیر تھے۔ لیکن سندھنوان

سے ان دونوں کو کاوش تھی۔ بولے شاید تیل ابھی گرم نہیں ہوا۔ لوگوں نے راجہ کے
دیکھانے کو ایک ناریل کڑھائی میں ڈال دیا۔ ناریل کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک
ٹکڑا منہ وزیر اور دوسرا ٹکڑا لکھتہ منہ پر گئے۔ سر میں اچھل کر لگا۔ دونوں
جہنم داخل ہو گئے۔ سدھنواں ہنسی خوشی جلتی ہوئی کڑا ہی سے کود کر باہر آیا۔
اور باپ کے چروں میں گر پڑا۔ منہ سچ نے چھاتی سے لگا لیا۔ اور پیار کر کے میہا
جنگ میں روانہ کیا۔ سدھنواں صف لشکر سے نکل کر میہاں میں آیا۔ اور آواز دئی
کہ ارجن کہاں ہے۔ سامنے آئے۔ میرے ساتھ ہم بیرو ہو۔ ارجن رکتھ پڑھا کر سدھنواں
سے مقابلہ کرنے لگا۔ تیروں کی بارش ہوئے لگی۔ دو گھنٹے کامل دونوں میں
لڑائی رہی۔ آخر کار سدھنواں کے تیروں سے ارجن کو تاب نہ رہی۔ بیہوش ہو کر
گر پڑا۔ سدھنواں نے اپنے تیروں سے صغیر الٹ دیں۔ فوج بے حال ہو گئی
برکھ ٹیٹ کرنا لگا۔ لڑکا سدھنواں کی شجاعت دیکھ کر ارجن کی مدد کو پہنچا۔ لیکن
سدھنواں کے سامنے پیش نہ گئی۔ غش کھا کر گر پڑا۔ برکھ کی حالت دیکھ کر پر دمن
جی سامنے آئے۔ دو دو ہاتھ مہتے کئے۔ کہ ایک تیر سے پر دمن بھی مدد پیش
ہو گئے۔ اسی طرح کرت برما۔ سانبھی۔ ایساں بڑے بڑے دلاور سدھنواں
کے مقابلے پر آئے۔ مگر سبھوں نے نیچا دیکھا۔ سدھنواں کے تیروں نے جھکے چھوڑا
دیئے۔ جب ارجن کو بیہوش آیا۔ فوج کی حالت دیکھ بے چین ہو گیا۔ ترشپ کر سدھنواں
پر ٹوٹ پڑا۔ سدھنواں بولا۔ ارجن تیری کیا مجال کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے۔ تیرا حال
سب معلوم ہے۔ کرشن چندر پر ماتا تیرے معاون نہ ہوئے۔ تو کبھی بھیتم پتا ملو اور
درونا چارج ایسے بہادروں پر فتح نہ پاتا۔ یہاں کرشن چندر تیرے ساتھ نہیں ہیں
تیرے گانا بڑو دھنش کے جہر کہاں گئے۔ تیرے گناہ ہو گئے۔ یہ کہہ کر طرفین سے تیر اندازی
ہونے لگی۔ ارجن نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مگر حریف سدھنواں پر قابو نہ ہو سکا
سب تیر اکار بٹ جاتے تھے۔ دلیری اور جیوٹ خاک میں مل گئی۔ ماتھ ٹھک گئے
ایک تیر بھی سدھنواں پر کارگر نہ ہوا۔ البتہ ارجن کا بادل سدھنواں کے تیروں سے
چھلنی ہو گیا۔ خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ جروح ہو کر گانڈیو دھنش رکھ دیا۔ اور
کرشن پر ماتا کا دھیان کیا۔ بے پر بیو۔ میری عزت جاتی ہے۔ مرنے روح کچھ دیر

کا حسان ہے۔ نفسِ جسم سے پروا نہ کیا چاہتا ہے۔ ارجن کا نام بدنامی کیساتھ صفحہ ہستی سے مٹا چاہتا ہے۔ خود بدولت و معیت کے بس میں ہیں۔ فوراً ہی ارجن کے پاس پہنچ گئے۔ ارجن نے قدم پکڑ لئے۔ سدھنواں بھی آپ کا جلال دیکھ کر کتاب نہ لاسکا۔ ہاتھ جوڑ کر سامنے آیا۔ اور استغاثہ کرنے لگا۔ کہ ہے پر بھو! دین دیال۔ آپ اپنے بھگتوں کی اعانت کرتے ہیں جس طرح ماں اپنے بچوں کی محافظ ہے۔ اسی طرح آپ بھی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ کو بار بار نمسکار ہے۔ ہے انتربا می بھگوان۔ میرے ابراہم چھٹا کیجئے۔ لب گور کھڑا ہوں۔ ایشور جالے کسے فتح نصیب ہو۔ خیر چھتری ہوں۔ جہان تک دست و پاؤں میں طاقت ہے۔ ارجن سے لڑو لگا۔ یہ بھکر ارجن سے مخا طلب ہوا۔ خردوار ہو جائے گا۔ ناکوں چنے چو اڈو لگا۔ ارجن بولا۔ تیری کیا طاقت ہے۔ دیکھ ہی تیر تیرا سر کاٹیں گے۔ اگر یہ تیر پھل ہو جائیں۔ تو میرے بڑوں کو زک نصیب ہو۔ سدھنواں نے جواب دیا۔ غیر ممکن! تیرے تیر میرے پاس تک نہ آسکیں گے۔ کرشن جی ارجن سے کہنے لگے۔ ایسی بات کیوں نہ بان سے نکالتا ہے۔ سدھنواں کو کم نہ سمجھنا وہ بڑا جی اور پُرشا ہستی مشورہ میرے۔ ایک ہی استری پر قناعت کرتا ہے۔ دوسری عورت پر نظر نہیں آٹھاتا۔ اس کی استری پت برت دھرم پر قائم ہے۔ خیر تیر مارو میں نے اپنے گوردھن پہاڑ اٹھانے کا پھل مکھو دیا۔ ارجن نے تیر مارا۔ مگر بے سود سدھنواں نے بیچ میں سے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیئے۔ اکاش میں دیوتاؤں ارجن اور سدھنواں کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ اس تیر کے کٹنے سے سبھوں کو بڑا اچھڑچ ہوا۔ ارجن نے دوسرا تیر ترکش سے لگا لیا۔ اور کرشن چندر نے پرقتوی دان کرنے کا پھل دیا۔ وہ تیر بھی خالی گیا۔ ارجن نے جھلا کر تیر تیر لیا۔ کرشن بھگوان بولے۔ اے ارجن! میں سری رام چندر اوتار کے بن باس میں تپ کرنے کا پھل دیتا ہوں۔ ارجن نے تیر گاندیو و ہنس میں لگایا۔ کرشن چندر کے اشارے پر ہما جی تیر میں پیوست ہو گئے۔ اور خود بدولت یوگ مایا کے بل سے تیر کی نوک پر راجے۔ سدھنواں ان باتوں سے خبردار ہو گیا۔ آواز دی۔ اے ارجن! میں اس تیر کو بھی بیکار کر دوں گا۔ اگر نہ کروں۔ تو وہ ہاتھ ہوں۔ جو کاشی پوری جا کر گنگا اشنان نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ ارجن نے مٹر پڑھ کر تیر مارا۔ سدھنواں نے اس تیر کے بھی ٹکڑے

ایک ٹکڑا اڑتا ہوا آکاش پہنچا۔ اور دو سر زمین پر گر پڑا۔ سدھوان بھی بھگت تھا
کرشن بھگوان دونوں کی ضد رکھنے والے ہیں۔ دونوں بھگت ٹھہرے۔ سدھوان
نے تیر کاٹ ڈالا۔ جو ٹکڑا زمین پر گر آ۔ اس نے سدھوان کا سر کاٹ لیا۔ سر اچھلتا
ہوا کرشن بھگوان کے قدیوں پر گر پڑا۔ کرشن چندر نے سر اٹھایا۔ سر سے ایک
شعلہ نکلا۔ جو مہاراج کے دہن میں بہا گیا۔ کرشن چندر نے وہ سر ہندو ج کی فوج
میں پھینک دیا۔ ہندو ج دیکھ کر رونے لگا۔ فوج بھی سدھوان کی حالت دیکھ
کر قیاب ہو گئی۔ مگر سدھوان کے بھائی سروت نے سب کو تسکین دی اور
کہا۔ تم جانتے نہیں سدھوان سوہیر تھا۔ اپنے قول کا پکا سہٹ کا ٹپا تھا۔
جو کہا۔ کر دکھایا۔ سورگ میں پہنچا۔ میں بھی اسی کا بھائی ہوں۔ ارجن سے مقابلہ
کروں گا۔ ہندو ج بولا۔ بیٹا میں اس لئے روتا ہوں۔ کہ کرشن چندر نے سدھوان
کا سر میرے پاس کیوں پھینکا۔ وہ تو کرشن بھگوان کا بھگت تھا۔ اس نے کون
گناہ کیا۔ جو اس کے سر کی معزتی کی گئی۔ یہ کہہ کر ہندو ج راجا اپنے بیٹے سدھوان
کا سر لئے ہوئے کرشن چندر کے پاس حاضر ہوا۔ اور وہ سر مہاراج کے زانو پر
رکھ دیا۔ کرشن چندر نے وہ سر اچھال کر آکاش میں بھیج دیا۔ دیکھتے دیکھتے نظروں
سے غائب ہو گیا۔ ہندو ج دماں سے اپنے لشکر میں آیا۔ سدھوان کا بھائی
سرت سپہ سالاروں سے بولا۔ جنگ کی تیاری ہو۔ خبر داری سے کام کرو۔ میں
اپنے بھائی کا ارجن سے قہاص لیا چاہتا ہوں۔ ارجن کے مقابلے کا کوئی
دلاور ہمارے یہاں نظر نہیں آتا۔ خبردار جنگ سے قدم نہ ہٹنے پاتے۔ میرے
بیچے رہنا۔ دلیف کو ناکوں چنے چودا دینا۔ فوجی بابے بچنے لگے۔ رتھ پر سوار
ہو کر شیر کی طرح گر جتا ہوا میدان رزم میں جس وقت سرت آیا۔ ارجن کی
فوج میں کھلبلی مچ گئی۔ کہ یہ دلاور سدھوان سے کچھ کم نہیں۔ دیکھے پڑا تا
کیا کرتا ہے سپہ دمن جی مقابلے پر آئے۔ دیر تک خونخوار لڑائی ہوتی رہی۔ دونوں
دلیروں اور شجاع تھے۔ نہ یہ کم نہ وہ زیادہ۔ برابر کی جوڑ پٹی۔ انہوں نے صنیہ
اٹھ دیں۔ تو انہوں نے پر سے صاف کئے۔ دونوں لوانا۔ دونوں چست
طرفین کی فوج بہت کام آئی۔ دلاور سرت فیل سست کی طرح گر جتا ہوا جس

طرف نکل گیا۔ کھیت کی طرح صفایا کر دیا۔ خون کا دریا بہہ نکلا۔ بہاؤ و سُرَت
 جگر باندھ کر لڑتا ہوا ارجن سے مقابل ہوا۔ دونوں میں مردانگی کے جوہر آشکار ہوئے
 تھے۔ نہ آں رافت نہ ایں رافت۔ ارجن نے سُرَت کا رتھ گھوڑوں سمیت چوڑ
 چوڑ کر دیا۔ مگر وہ بھی دلیر تھا۔ رتھ سے کود کر فوراً ہی دوسرے رتھ میں سوار
 ہو گیا۔ ارجن کے رتھ میں ہنومان جی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سُرَت کسی طرح قابو
 میں نہیں آتا ہے۔ ہنومان جی نے اپنی دم میں سُرَت کو پیٹ کر گرشن چندر
 کے پاس حاضر کر دیا۔ گرشن بھگوان دیا بولے ہیں۔ سُرَت کا بچہ بھی سے مارا
 جانا اچھا نہ معلوم ہوا۔ سُرَت چھوٹ کر ارجن کے پاس آیا۔ اور تیرباری کرنے
 لگا۔ ارجن نے پتروں سے سُرَت کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس پر بھی سینکڑوں
 کو پاؤں سے روند ڈالا۔ پھر ارجن نے ایک تیر سے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے
 سُرَت نے مرتے مرتے بہنوں کو خاک میں ملا دیا۔ سُرَت کی جہارت اور دیوی
 دیکھ کر ارجن اور گرشن چندر کے منہ سے واہ واہ کے کلمے نکل گئے۔ یہ وقت
 ارجن نے دیاں ہاتھ کاٹا تھا۔ تو اس نے دوسرے ہاتھ سے ارجن کی فوج پر
 حملہ کیا۔ اور ہزاروں کو نیست و نابود کر دیا۔ ہاتھ کٹنے پر بھی سینکڑوں کو چھاتی
 اور پاؤں سے روند ڈالا۔ یہاں تک کہ مرتے دم بھی ارجن کا رتھ چھوڑ کر
 دیا۔ ارجن نے سُرَت کا سر کاٹ لیا۔ گرشن بھگوان نے گرٹ کو حکم دیا کہ وہ
 پریاگ راج میں سُرَت کا سر رکھ دے۔ گرٹ جی نے حکم کی تعمیل کی۔ شیو جی
 کی اجازت سے تندی بیل سُرَت کا سر لگا کر جی سے لٹکا کر مہادیو جی کے پاس
 لے گئے۔ مہادیو جی نے وہ سر سامنے رکھ لیا۔ سدھوان اور سُرَت کے
 سر مہادیو جی کے رُڈ مال میں اب تک موجود ہیں۔ ہنس دھج دست بستہ ہو کر
 گرشن بھگوان کے قدموں پر گر پڑا۔ لڑائی موقوف ہوئی۔

اڑھیاے (۲۵)

بریلادیش میں ارجن اور دیووں کا کارہ

بیشم پارتی جی گویا ہیں کہ جب راجہ مہندہ جی ارجن میں معما لکھتے ہو گئی۔ مہندہ جی نے وعدہ کیا کہ میں مہاراجہ پیدھنٹر کے بیگم میں شرکت کر دوں گا۔ ارجن مہندہ جی سے وداع ہو کر پیام کرن گھوڑا لٹکے لٹکے چلا۔ ایسا ہی وقت جنگ نظر آیا۔ گھوڑا چڑتا ہوا ایک حوض کے کنارے پہنچا۔ پانی پینے سے گھوڑے کی صورت بدل گئی۔ بڑے مادہ ہو گیا۔ اس حوض سے بلا تھکا دوسرا حوض نکلا۔ گھوڑا حوض میں اتر گیا۔ نہانے سے پھر کی صورت ہو گئی۔ ارجن یہ کیفیت دیکھ کر تسفکر ہوا۔ کہ شن چندر سے پرار تھنا کی۔ انہوں نے اپنی مایا سے بدستور پیام کرن کر دیا۔ اب گھوڑا ایک ایسے شہر میں پہنچا۔ جہاں عورت کے سوا کسے مرد کا نشان بھی نہ تھا۔ ایک عورت جس کا نام بر میدا تھا۔ وہاں کی حاکم تھی۔ بر میدا نے گھوڑا پکڑ لیا۔ ارجن کو پیام بھیجا۔ کہ تمہیں اپنے گناہوں پر وصال پر بہت ابھیان ہے۔ میں تمہارے گناہوں پر وصال کی کر تو مت دیکھنا چاہتی ہوں۔ اب تک مردوں سے لڑائی ہوتی رہی۔ مگر عورتوں سے کبھی سابقہ نہ بڑا ہو گا۔ اگر مرد ہو۔ تو آؤ۔ اور مجھ سے جنگ کرو۔ اگر لڑائی نہ نظر نہ ہو تو مجھے اپنی داسیوں میں تبدیل کرو۔ میں خدمت کرنے کو حاضر ہوں۔ ارجن نے سفر کے ماتھے پہلا بھیجا۔ کہ واقعی تم ایسی خوب صورت ہو۔ تمہاری صورت دیکھنے سے دل قابو میں نہیں رہتا۔ تمہارے کیسوں کے پھندے میں اچھل جاتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ جو تم پر شہد ہوا۔ زندگی سے ماتھ و صوبیٹا یعنی تمہارے ساتھ شادی کر لیا۔ ۲۵ دن سے زیادہ نہیں جیتے۔ بر میدا نے اس پیام کا جواب بھیجا۔ ارجن تمہارا خیال غلط ہے۔ کہیں ایسا ہوتا ہے۔ اگر نہیں منظور۔ تو میدان میں آ جاؤ۔ جیسے الیور فتح دے۔ راج کرے۔ ارجن اس پیام سے سر بسجود ہوا۔ سوچتا تھا کہ عورتوں سے جنگ کرنا شائستہ ممنوع ہے۔ ان پر ہتھیار کیونکر چلایا جائے۔ اور پھر یہ بھی خیال ہے کہ اشو میدہ بیگم کا گھوڑا ان عورتوں نے پکڑ لیا۔ بغیر لڑائی کے جارہے ہیں۔ کیا کیا جائے۔ کیونکہ گھوڑا ماتھ آئے۔ ارجن نے کہا بھیجا۔ تمہاری یہی تمنا ہے۔ تو ہم بھی مستعد ہیں۔ کارزار گرم ہوا۔

غرض دونوں طرف سے نہیں جمع ہوئیں۔ اور مرد اور عورتیں مسلح گھوڑوں پر نظر آتی تھیں۔ ہتھیار بٹیتے لگے۔ اور دھڑکے عورتیں نیز برساتی تھیں۔ اور مرد عورتوں کی بہادری سے سب لوگ متحیر غزون رزم میں دو مردوں کے کان کاٹتی تھیں۔ دلیری آن کا سیتہ تھا۔ بہادر برمیلا اور ارجن سے بانی لڑائی ہونے لگی۔ نیزہ بازی۔ گرز بازی۔ نیز آمدازی۔ غرضیکہ کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا گیا۔ تیروں نے ایک دوسرے کو دھک دیا۔ نہ یہ غالب نہ وہ مغلوب۔ برابر کی جنگ تھی۔ اور جن کا قوی بازو لڑتے لڑتے ٹھک گئے کوئی داؤں کوئی بیچ کا گر نہ ہو۔ دیو آسمان پر پیر دیکھ رہے تھے۔ ارجن نے پوچھا۔ یہ طور پر کھلا بھیجا۔ کہ ان عورتوں پر فتح پانا محال ہے۔ چھل کر کے قابو میں لاؤ۔ اپنا مطلب نکالو۔ شادی کا پیغام بھیجو۔ پھر دیکھا جائے گا۔ یگیو ہو جائے ارجن کو یہ بات پسند آئی۔ قاصد کی زبانی برمیلا کے پاس پیغام بھیج دیا۔ کہ میں تمہاری بہادری دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ آ زمانا تھا۔ واقعی تم دھنہ بر دیا میں کمال رکھتی ہو۔ تمہارے حسن جہاں سونہر پہلے ہی عاشق ہو چکا تھا۔ اب تیروں بھی دسے چکا۔ جب تک شادی نہ ہوگی۔ قرآنہ ہو سکتا۔ مگر ایک بات کا لحاظ رہے ہم ابھی ثابت نہیں کر سکتے۔ تا وقتیکہ یگیہ نہ ہو لے۔ شو میدھ یگیہ کے بعد ہم ہیں۔ اور تم چین سے نہ لگی بسر ہوگی۔ میں اور راجہ جادو شرو دیکشت ہو چکے ہیں۔ دوسری عورت کی صورت دیکھنا ایسی حالت میں اصولاً جائز نہیں رکھا گیا۔ برمیلا اس پیغام سے خوش ہو گئی کھلا بھیجا۔ کہ بہت اچھا۔ یگیہ ہو جانا چاہیے۔ پھر شادی کر لیا۔ ایسا نہ ہو۔ کناٹی شکاٹ جاوے میں کسی طرف کی نہ ہوں۔ پیام کرن نہ ہو دیکھئے۔ ارجن برمیلا کی باتوں سے خوش ہو گیا۔ گھڑا منگوا لیا۔ اور برمیلا سے وعدہ ہو گیا۔ کہ بعد اختتام یگیہ کے شادی ہو جائیگی۔ ارجن وہاں سے آگے بڑھا۔ ایک شہر میں گزر ہوا۔ جہاں دیوؤں کی بود و باش تھی۔ سارا کارخانہ طاسم کا تھا۔ سحر و جادو دیوؤں کا خلاصہ تھے۔ درخت میں بجائے پھول پھل کے آدمی گھوڑے یا مٹی پیدا ہوئے تھے۔ وہاں کراہ ارجن سے اسوجہ سے خواہش کرتا تھا۔ کہ بھیج میں

نے ہمایون بھارت کی لڑائی میں اُس کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ پیام کرن گھوڑا اس کی حکومت میں پہنچے ہی گرفتار ہو گیا۔ ارجن نے قاصد بھیج کر کہلا بھیجا۔ کہ اگر لڑنا ہے۔ تو میدان میں آ جاؤ۔ نہیں تو ہمارا گھوڑا بھیج دو۔ راجہ سننے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ تین کروڑ فوجوار دلوں کی فوج سے ارجن کا محاصرہ کیا۔ ارجن کے رکھے پر ہنومان جی براجمان تھے۔ ان کی گرج سے دیو دؤں کے پتے پانی پانی ہو گئے۔ مارے خوف کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ اسیلا رہ گیا۔ ارجن نے گرفتار کر لیا۔ راجہ ماتھ چڑا کر آستت کرنے لگا کہ ہم آپ سے مار گئے۔ جان کی امان چاہتے ہیں۔ گھوڑا حاضر ہے۔ یہ کہہ کر گھوڑا اصطبل سے طلب کر کے ارجن کے حوالے کر دیا۔

ادھیائے (۳۶)

منی پور کے راجہ سیر باہن اور ارجن کی جنگ بھل

بیٹم باہن جی جینجی سے اس طرح مخاطب ہیں۔ کہ جب گھوڑا آگے چلا۔ دلوں کی لڑائی میں جو راجے مارے گئے تھے۔ ان کے عزیز رشتے دار راجاؤں کا حوصلہ لینے کو ارجن سے آمادہ فساد ہوئے۔ بہت سے پلچے راجے جو پھیلی کسی لڑائی میں فتح ہو چکے تھے۔ اور بہت سے آریہ ور کے راجوں کا ہم غیر ارجن سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ ارجن نے سمجھایا انہوں نے نہ مانا۔ اور اکٹھے ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا۔ ارجن ان سب پر بھادو تھا۔ کچھ نہ تیغ ہوئے۔ کچھ دائرہ حکومت میں درست بستہ حاضر ہو گئے پھر ترگرت دلش کے راجاؤں سے مقابلہ ہوا۔ ان کے دادا ہمایون بھارت کی لڑائی میں کام آچکے تھے۔ ارجن نے راجہ جدھنٹر کا پیام کیا۔ ہم کو حاشہ تم

سے عناد نہیں۔ تم عبث آماجہ فساد ہو جاؤ۔ چین سے راج کرو۔ گھوڑا چھوڑ دو۔
 راجہ یدھشٹر کی اجازت نہیں۔ اُن کا حکم ہے کہ جو راجے مہا بھارت کی لڑائی
 میں کام آچکے ہیں۔ اُن کے عزیز اور رشتہ داروں سے ہرگز لڑائی نہیں کی
 جاوے۔ ہم مجبور ہیں۔ اس لئے آپ سے التماس ہے کہ دھرم کو ماتھے سے
 بنہ چھوڑو۔ ہم سے لڑائی نہ کرو۔ راجوں کے سر پر موت سوار تھی۔ کب مٹتے تھے۔
 ارجن پر تیر برس لگے۔ ناچار ارجن نے بھی گاندیو دھنش بٹھالا۔ زگرت دیش
 کا سورج برما پہلے مقابلے پر آیا۔ ارجن نے ایک ہی تیر سے اس ملعون کو گردہ رو
 کر دیا۔ فوج بھی پسپا ہو گئی۔ پھر سورج برما کا بھائی سیت برما اور دھرت برما نے
 جی توڑ کر لڑائی کی۔ مگر ارجن کے ہاتھوں وہ بھی ہیندز میں ہو گئے۔ ارجن منظر
 و منصور پر آگ جوت دیش میں پہنچا۔ وہاں کے راجہ بھگ کے بیٹے بھروت
 سے معرکہ آرائی ہوئی۔ ارجن نے کہا۔ اسے راجہ اتھارا باپ کو روٹوں کی طرف
 پکڑ کر کے مارا گیا۔ تم ناحق درپے جنگ ہو۔ دھرم راج جدھشٹر کا یہ مقصد نہیں
 کہ تم لوگوں کے ساتھ ہنگامہ کار نہ کر م ہو۔ تم کو نقصان ہو گا۔ گھوڑا چھوڑ دو
 ہمارے اشو میدھ یگیہ میں آکر ہمارے تو قیر بڑھاؤ۔ بھروت نے ارجن کی باتیں
 منکر۔ اس کان سے اُس کان اڑا دیں۔ اور ترکش سے تیر نکال کر ارجن پر چھوٹے
 لگا۔ ارجن مجبور ہوا۔ اور دو چار تیروں سے اُسے بھی زیر کر لیا۔ بھروت پشیمان
 ہو کر ارجن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ میں آپ کے اشو میدھ
 یگیہ میں آؤں گا۔ میری خطائیں معاف کی جائیں۔ ارجن وہاں سے سیدھ دیش
 کی طرف چلا۔ وہاں کے راجہ سے بھی لڑائی ہوئی۔ ارجن فتحیاب ہوا۔ گھوڑا
 گھومتا ہوا۔ مٹی پور کی ریاست میں پہنچا۔ وہاں کا راجہ بیرماہن نامی ارجن کا
 بیٹا بڑا شجاع و دلیر تھا۔ اپنے باپ کا آنا منکر پتا کی قدبوسی کو حاضر ہوا۔
 ارجن نے نگاہ طیش سے دیکھا۔ اور غصے سے بولا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو نے
 چھتری دھرم پر ناست مار دی۔ اُسے نادان چھتری ہو کر پہلے ہی مارا نا
 لی۔ ذرا بھی خون سے جوش نہ دکھایا۔ ایک آدھ دن تو چھتری کی مر بادا
 رکھتا۔ جان بہت۔ پیاری ہے۔ ابھی لڑائی سے مٹہ مٹا دیا ہے۔ تجھے لازم تھا

کہ جب میں تیری سرحد میں آیا تھا۔ فوراً ہتھیار دھارن کر کے مجھ سے جنگ
 آزمایا ہوتا۔ بالفرض اگر مار بھی جاتا۔ تو میں تیری جان نہ لیتا۔ تو نے میرا نام بھی بدنام
 کیا۔ اس اثنا میں زمین شکاف ہوئی پیر باہن کی ماں زمین کے اندر سے
 نکلی۔ ارجن کے قدم چبھ کر اپنے لادکے بیٹے سے بولی۔ بیٹا تو اپنے جوا نمر دباپ
 مہار جی ارجن سے مقابلہ کر۔ تیرے بیٹا کی خوشی اسی میں ہے۔ پیر باہن ماور ہیران
 کے کلمے سنکر مستعد بیکار ہوا۔ اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ کھوڑا پکڑ لو۔ اسے راجہ
 جتھمے پیر باہن اور ارجن کی لڑائی بڑے غضب سے ہوئی۔ صرف اتنا کہ
 آپ کو سمجھا دیتے ہیں۔ کہ یہ لڑائی کسی طرح دیناؤں آسروں سے کم
 نہ تھی۔ بڑا مکر تھا۔ پیر باہن نے ارجن کو ناکوں چنے چوا دیئے۔ دانت کھٹے
 کر دیئے۔ کچھ بنائے نہ بنی۔ کشتی ہونے لگی۔ اٹھ کر دسے مارا۔ ارجن غش کھا
 کر گر پڑا۔ پیر باہن کی ماما لویا وڈی ہوئی ارجن کے پاس آئی۔ رو کر بولی
 ہے سو امی باٹم تو اچیت پڑے ہو۔ اٹھو میرے پران ہمارے۔ راجہ جتھمے
 کی زندگی تم ہی سے ہے۔ وہ کیا کہیں گے۔ اور میں کیا بنے دکھاؤ گی۔ پیر باہن
 ارجن کے جسم میں حرکت نہ پا کر گھبرا گیا۔ سمجھا کہ جان لگن لگتی۔ روئے لگا میں
 بڑا پاپی اور ادھری ہوں۔ مائے باپ کی موت میرے ماتھے سے ہدی ہوئی
 تھی۔ سلف سے کسی نے آج تک البسانہ کیا۔ جو کام مجھ سے سرزد ہوا۔ مجھ پر
 زوف ہے۔ دنیا میں باپ کا قاتل میرا نام مشہور ہو گا۔ لویا پیر باہن کی ماں
 نے بھرایا۔ ہے پترا نہارا کچھ وٹس نہیں۔ کرموں کا لکھا آگے آیا۔ تم نے پتا کی
 آگیا پالن کی۔ ماتق سوچ کرتے ہو۔ بیکار جو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اسب پچھتا
 سے کیا ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر ناگوں کی لڑکی الوبی ایک من لائی۔ اور پیر باہن
 کو دسے کہنے لگی۔ بیٹا تم اسے اپنے باپ کی چھاتی پر رکھو۔ اتنا نارائن کی مرضی
 ہو گی۔ تو تیرے باپ زندہ ہو جائینگے۔ پیر باہن نے ماور ہیران سے کہنے پر عمل
 کیا۔ فی الفور ارجن اٹھ کھڑا ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ارجن میٹھی بیٹہ سے جا کا ہے
 پیر باہن اپنے باپ کے قدموں پر گر پڑا۔ راجہ راندہ رارجن کے زندہ ہونے
 سے پہلے خوش ہوا۔ اس زمان سے پھولیں رسا سے۔ خوشی کے شاد و پاسے نے بیٹے

سیرباہن۔ پتا جی انگر میں تو چلیے۔
 از جن انگر میں میں نہیں جاسکتا۔ دیکھت ہو کچا ہوں۔ جب تک کہ گئی
 نہ ہو لیگا۔ یہی عورت سے مخاطب نہیں ہو سکتا۔
 یہ کہہ کر رجن وہاں سے آگے بڑھا۔ اپنی اوپر سیرباہن کو وہیں چھوڑ دیا۔

اڑھیا گئے (۳۰) مورد حج کے دھرم کی آزمائش

میشم پائٹن جی گوہر افشانی کرتے ہیں۔ کہ پیام کرن منی پور سے رتن پور
 پہنچا۔ رتن پور کا راجہ مورد حج بھی اشو میدہ گئیہ کرنے والا تھا۔ تا مروج مورد حج
 کا بیٹا گھوڑے کے ہمراہ تھا۔ فوج بھی ساتھ تھی۔ اتفاق سے دونوں پیام گن کی
 ملٹی ہو گئی۔ دونوں میں لتیانج ہوئی۔ اور راجن اور تا مروج میں گھمسان
 مڑھائی ہوئی تھی۔ سات روز تک برابر مکر کہ جدال قتال گرم رہا۔ دونوں شیر بر
 دونوں بہادر تھے۔ جب کوئی مغلوب نہ ہوا۔ ناچار کرشن چندر نے رجن سے
 مشورہ لیکر برہمن روپ دھارن کیا۔ بدن نہایت ڈبلا تھا۔ ہڈیاں دکھائی پڑتی
 تھیں۔ گوشت نام کو نہ تھا۔ برہمن ٹمر لینا آتی برس کا معلوم ہوتا تھا۔ ایک ایک
 پسلی نظر آتی تھی۔ رجن کو انہا پیشا وجیہ اور خوبصورت بنایا۔ دونوں باپ
 بیٹے مورد حج کی سمجھا میں گئے جو آپ سے سوال کرتا۔ جواب نہ پاتا۔
 کسی سے نہ بولتے۔ جب راج دربار میں پہنچے۔ درباریوں نے خبر گیری
 کہ ایک برہمن مرد اپنے بیٹے کے درود ملت پر حاضر ہوا۔ برہمن تو آج
 مراکل دوسرا دن۔ مگر بیٹا حج و لانا ہے۔ مورد حج راجہ نے تہنیتی
 برہمن سمجھ کر اپنے پاس بلا لیا۔ اور بہت خاطر کی۔ اچھے سنگھار سنہر
 بٹھایا۔ اور پوچھا۔ کہ آپ سنے کیوں نکلیں گے۔ اراکی۔
 برہمن یعنی کرشن چندر نے جواب دیا۔ کیا کہوں۔ عجیب مشکل درپیش

ہے۔ سچ کہا نہیں جاتا۔ اپنے پتر سمیت جنگل سے آ رہا تھا۔ راستے میں شیر نے میرے
بچے پر حملہ کیا۔ اور لقمہ دہن بنانا چاہا۔ میں نے بہت خوشامد کی۔ اور کہا۔ اے
جنگل کے بادشاہ میں حاضر ہوں۔ مجھے کیوں نہیں کھاتے۔ مگر اس نے اُدھوں
کی بولی میں یہی جواب دیا۔ کہ تیرا گوشت مرے کا نہیں۔ تیرا بیٹا جوان ہے
اُسکا گوشت ذائقہ دار ہے۔ اسی کو کھاؤں گا۔ اگر تجھے اپنا بچہ پیارا ہے
تو راجہ کا گوشت لے۔ اُسے کھا کر قناعت کر لے گا۔ تیرا بیٹا بچ جائیگا۔
میں نے اُس وقت تو اقرار کر لیا۔ مگر مہاراج آپ سے کیونکر کہوں۔ کہ آپ
میرے بچے کے عوض اپنا گوشت دے دیں

موردِ صبح۔ میرے بڑے بھاگ ہیں۔ جو برہمن کیواسے میرا گوشت کام آوے
برہمن بیز اگر آپ مہاراج کا کیا چاہتے ہیں۔ تو اس طریقے سے
اپنا گوشت دیجئے۔ کہ ایک جانب رانی دوسری جانب آپ کا بیٹا
تامر دھج آ رہے کر کھڑا ہو۔ جب آ رہے سے کاٹ کر جسم کے دوپٹے
پر جائیں گے۔ دہائی طرف کا آدھا جسم میں لے لوں گا۔ اور موزی
شیر کے آگے ڈال دوں گا۔ کہ وہ بھیکش کرے۔ مگر اس بات کا لحاظ رہے
کہ ذرا بھی دل میلانہ ہو۔ رنج و غم چھو نہ جائے جب طبیعت مقدر ہوئی
تو گوشت کس کام کا۔

موردِ صبح۔ اچھا مہاراج کیا مجال۔ جو ذرا بھی طبیعت میل ہو۔
یہ کہار رانی اور اپنے بیٹے تامر دھج کو طلب کیا۔ اور ساری کیفیت
بیان کی۔ رانی کہتی ہے۔ کہ میرے آپ ہرگز جان نہیں دے سکتے۔
میرا جسم کس لئے ہے۔ برہمن دیوتا کے فوت یہ شریہ کام آجائے۔ تو
بڑی خوش قسمتی ہے

برہمن۔ رانی جی آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ کا جسم میرے کام
کا نہیں۔ شیر تو راجہ کا گوشت مانگتا ہے۔

الغرض موردِ صبح بدن آ رہے کٹولنے کے لئے مستعد ہو گیا۔
ایک طرف رانی دوسری طرف بیٹا آ رہے کر کھڑے ہوئے۔ اور

موردھج آری کے نیچے بیٹھ گیا۔ آرا چلنے لگا۔ جب آرا نا کٹک پہنچا۔ موردھج کی بائیں آنکھ سے آنسو گر پڑے۔ برہمن بولا۔ مہاراج۔ آپ کو درد معلوم ہوا۔ بڑی تکلیف ہے۔ مرنے کا افسوس بھی ہوتا ہوگا۔ میں جانتا ہوں۔ یہ جسم میرے کام کا نہیں۔
موردھج۔ برہمن دیتا فدا بھی تکلیف نہیں ہے۔ آنسو جہ سے آنسو گر پڑے۔ کہ آدھا جسم تو سوار تھا۔ اور آدھا جسم کسی کام کا نہیں۔ اکارتھ گیا۔

راجہ کا استقلال دیکھ کر کرشن بھگوان خوش ہو گئے۔ اور پترنج دھارن کر کے موردھج کو درشن دیتے۔ فرمایا۔ کہ تیری آزمائش مل لفظ تھی۔ جیسا سنا ویسا ہی پایا۔ واقعی دھرم پترے نام سے قائم ہے۔ جو آرزو ہو۔ مانگ لے۔

موردھج۔ آپ کی بھگتی چاہتا ہوں۔ دوسرا برہمن یہ مانگتا ہوں کہ اس طرح اپنے بھگتوں کی آزمائش نہ کیا کیجئے۔ اگر ذرا بھی ست سے قدم ڈگا۔ تو رک ہی دھرا ہے۔ کلک آنے والا ہے۔ فدا و راسی بات پر آپ کے بھگت رک بھو گئیں گے۔

کرشن بھگوان۔ بہت اچھا۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ تمہاری بھگتی کی کتنی سادہ لوگ بھو ساگر سے پار ہو جاتیں گے۔

کرشن چندر کی قدرت کاملہ سے موردھج پھر ویسا ہی ہو گیا۔ اور ارجن کو پیش کر کے راجہ جہشٹر کے اشو میدھ گئیہ کرنے کا تذکرہ کیا۔ موردھج نے وعدہ کیا۔ کہ میں حاضر ہوں گا۔ پھر ارجن اور کرشن ویاں سے پیام کرن کو ساتھ لئے ہوئے آگے بڑھے۔

آدھیائے (۳۸)

ارجن اور راجہ قندھار کی لڑائی

بیشم پاتن جی بولے ہے راجن! اسی طرح ارجن کا شی انگ -
 کوشل - کرات - تنگن - سندھ وغیرہ بہت سے دیشوں میں گھوم کر مگدھ
 دیش میں آیا۔ سہدیو کا بیٹا ونا حکومت کرتا تھا۔ ارجن کے سامنے
 آیا۔ اور اُس سے کہنے لگا۔ مجھ سے جنگ کرو۔ میں تمہارا گھوڑا لے لیتا ہوں
 ہوں۔ یہ کہہ کر ارجن پر تیر پرسانے لگا۔ ارجن نے مہنکر کا بیٹا وشنش
 سے اُس کے تیر کاٹ ڈالے۔ اور سارے تیر کو مار کر رتھ چھوڑ کر دیا۔
 اور سہدیو کے بیٹے کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ تم ابھی نیچے ہو۔ جاؤ راجا کو
 راجہ جدھشٹر کے یگیہ میں چیت شدی پور نماشی کو حاضر ہونا۔ اُس نے
 ارجن کی بہادری دیکھ کر قدم چومے اور عرض کی۔ میں ضرور حاضر ہوں گا
 مگدھ دیش سے فراغت پا کر کوش دیش کی طرف عزیمت ہوا۔ ونا کے راجہ
 کو جیت کر چندیری کے راجہ ششپال کے ملک میں پہنچا۔ ششپال کا بیٹا
 ونا کا راجہ تھا۔ اُسکو زیر کر کے وسان دیش میں پہنچا۔ ونا کے راجہ
 چترانگد سے لڑائی ہوئی۔ اُس پر فتح پا کر ارجن پر بھاس چھیترا اور دواکا
 پوری آیا۔ رید وندیوں کے راجکاروں نے گھوڑا پکڑ لیا۔ راجہ اگر سین
 اور بسدیو جی نے ارجن کا آنا مسکرا گھوڑا بالکوں سے چھین لیا۔ اور ارجن
 کے پاس خود لے گئے۔ ارجن بہت خوش ہوا۔ پھر اگر سین اور بسدیو
 جی رخصت ہو کر قندھار کی طرف نہفت فرمائی۔ تنگنی کا بیٹا قندھار
 کا راجہ تھا۔ ارجن سے بڑی خاصمت رکھتا تھا۔ فوج لے کر جنگ کے
 لئے آمادہ ہوا۔ ارجن نے قاصد کی زبانی پہچا۔ کہ دھرم راج کا قول
 ہے۔ کہ جو راجے مہابھارت کی لڑائی میں کام آچکے ہیں۔ ان کے بیٹے

سے ہمیں کچھ تعرض نہیں۔ لہذا ہم بھی حکم کے پابند ہیں۔ تم آئندہ سے راج کرو
لڑائی کرنے سے سوائے نقصان کے کچھ ناکھ نہیں آئیگا۔ شکنی کا بیٹا اپنے
باپ کا قصاص لیا چاہتا تھا۔ ارجن کی باتوں پر دھیان نہ دیا۔ پیشتر آبدار
نیام سے نکال کر ارجن پر حملہ آور ہوا۔ ارجن نے ایک ہی تیر سے اُس کی
تلوار کاٹ گرائی۔ اور کچھ پیروں سے تمام فوج منتشر کر دی۔ فوج بھاگ
کھڑی ہوئی۔ شکنی کے پتر کے قدم نہ ٹپک سکے۔ فرار پر قرار کیا۔ جب
اُس کی مال کو بخر ہوئی۔ ارجن سے رہنے آئی۔ اور لڑنے کو ارجن کے
قدموں پر گرایا۔ ارجن نے کہا۔ میں پہلے کہہ چکا تھا۔ کہ مجھے اُس سے
مخاصت نہیں۔ انہوں نے کہنے پر کان نہ دیئے۔ آخر کار بڑا دھوئے
خیر جاؤ۔ راج کرو۔ ارثو میدہ گیہ میں ضرور آنا۔ ماں بیٹوں نے وعدہ
کیا۔ کہ ہم پر یوار سمیت آپ کے جگہ میں آئیں گے۔

ارڈھیاے (۳۹)

ارجن اور راجہ جیدھشٹر کی ملاقات

بیشیم بائن جی راجہ جیجے کو اس طرح کتھانٹتے ہیں۔ کہ قندھار
دیش کو فتح کر کے ارجن نے ہستنا پور کا قصبہ کیا۔ راجہ جیدھشٹر کے
پاس اپنے آنے کی اطلاع کرائی۔ دھرم راج ارجن کے آنے سے
حاش ہوئے۔ اور کہا۔ صرف ایک ماہ چیت کا باقی رہ گیا۔ بھیم سین
اب تم بھی مکلیف گوارا کرو۔ ارجن کے پاس جاؤ۔ اور گیہ کے لئے
کوئی اچھا مقام تجویز کر کے ہم سے خبر کرو۔ بھیم سین آئے۔ وید پاتلی
کے ساتھ ارجن کے ہمراہ جہنا جی کے کنارے پہنچے۔ ایک دن
دق میدان نظر آیا۔ صاف کر کے اچھے اچھے مندر تعمیر کرائے۔
اور ایک چوڑا اور وید می بنوائی۔ مندروں اور ستونوں پر

دیوتاؤں کی جو اہرات کی سورتیں نصب کرائیں۔ یگیہ شالا کے چاروں طرف راجاؤں کے رہنے کے ریلے جو مہمان آئیں گے۔ اچھے اچھے استھان اور مکانات تعمیر ہوئے۔ منیسٹروں اور رشیوں کے ریلے علیحدہ علیحدہ استھان بنائے۔ جو راجہ آتے ہیں، ان کو ان محلوں میں اتارتے ہیں۔ اور راجہ بدھشٹر ہر ایک مہمان کی عزت کے ساتھ مہمان نوازی کرتے۔ راجاؤں نے یگیہ کی چیزیں سونے کی بتی ہوئی دیکھیں۔ چاندی کا نام نہ تھا۔ ہر ایک چیز سونے کی دکھائی دیتی تھی۔ یگیہ کا سامان رکھنے اور لانے والے اور راجاؤں کے کھانے پینے کی خبر رکھنے والے ایک لاکھ وید پاٹھی برہمن مقرر تھے۔ کھانے کی ہر ایک چیز نہایت صفائی اور پاکیزگی سے ہتھاتھ کے ساتھ بنائی گئی۔ قودھ دہی کے لاتعداد گندے تھے۔ حوضوں میں گھی پھرا ہوا تھا۔ برہمن تعین ریشی پوشاکیں پہن کر راجاؤں کے ڈیروں پر کھانا پہنچاتے تھے۔ اور رشیوں کی تنگت بھٹلا کر بھوجن کرتے تھے۔ چھین پر کار کا بھوجن جو نہایت لذت اور لطیف راجاؤں کے کھانے تھے برہمنوں اور رشیوں کے آگے پروسا جاتا تھا۔

ادھیائے (۴۰)

یریاہن اور بہت سے راجاؤں کا ہستنا پور میں جمع ہونا

ہیشم پارتھ جی نے کہا۔ راجہ جدھشٹر نے وید پاٹھی برہمنوں اور راجاؤں کی جو مہمان آئے تھے۔ نہایت خوش اسلوبی سے جو عورت کی کرشن چندر مہاراج اپنے بھائی بلدیو جی کو لے ہوئے ساتھی

سایہب اور پرختا ویدو بیسوں کے ساتھ ہستنا پور آئے۔ راجہ
 بدھشٹر اور بدھیم بڑے تپاک سے ملے کرشن چندر نے ارجن کی تعریف
 کی۔ واقعی ارجن نے بڑا کام نمایاں کیا۔ یہ ارجن ہی ذاعیہ تھا۔ کہ ملکوں
 ملکوں گھوم کر گھوڑے کی رکھشا کی۔ اور راجاؤں کو زیر کر کے اسٹوڈ
 یگیہ پورا کرایا۔ ہے راجن! ارجن نے آپ کے پاس قاصد بھیج کر اپنے
 آنے کی خبر کی ہے۔ آپ مفصل کیجئے کہ ارجن خیر و عافیت سے ہے۔
 راجہ بدھشٹر۔ لکھشی ناٹھ! ارجن نے کہلا بھیجا ہے۔ کہ راجہ
 لوگ آتے ہیں۔ آپ اور کرشن چندر جی ان کی خوب آؤ کھاگت
 کریں۔ کسی کی دشمنی ہونے پائے۔ جیسی کہ راجہ یوہ یگیہ میں ہوتی
 تھی۔ یہ بھی کہلا بھیجا ہے۔ کہ میرا لڑکا پیر باہن منی پور کا راجہ ہوتا
 ہے۔ اس کی خاطر تواضع میں کوئی آٹھنا نہ رکھا جائے۔ ہے بھگوان
 ارجن کی باتوں سے تردد ہوتا ہے۔ کہ اس کو کچھ ملال ضرور ہوگا۔
 یوں ہی اس کا چہرہ دکھی اور ملین نظر آتا ہے۔ اس کے گہرے کچھ ایسے
 پڑے ہوئے ہیں۔ جس کے اثر سے تمام عمر گشت کرتے گزری۔
 کرشن چندر۔ ارجن کی دونوں ہڈیاں ناٹھ پاؤں سے
 بڑی ہیں۔ اسی وجہ سے شہروں شہروں میں پھرا کرتا ہے۔ یہ بات
 سنکر درویدی پول اٹھی یہ گن گئے ادگن نہیں۔ کرشن جی چپکے ہو
 رہے۔ اٹھنے میں ہر کاروں نے خبر دی۔ کہ ہاتھ ارجن آگئے۔ راجہ
 بدھشٹر نے پیام رساں قاصد کو بہت کچھ انعام دیا۔ اور راجہ دھرترا
 اور کرشن چندر کو لئے ہوئے راجہ بدھشٹر ارجن کی پیٹھوں کے
 لئے چلے۔ ارجن نے پہلے دھرترا اشٹ کے قدم چھوئے۔ پھر کرشن چندر
 اور راجہ بدھشٹر سے ملا۔ اس کے بعد کنتی اپنی مانا کی قدمبوسی کی۔ اور
 راتوں میں جا کر رانی درویدی بدھشٹر رانیوں سے ملا۔ اس اثنا میں
 پیر باہن کے آنے کی خبر گرم ہوئی۔ راجہ دھرترا اشٹ۔ بدھشٹر اور
 کرشن چندر پیر باہن کے ملنے کو چلے۔ پیر باہن ہر ایک کا قدمبوس

ہوا کرشن چندر کے قدموں پر گر کر وٹنڈوٹ کی۔ پھر اپنے پتا اور چچا سے بنگیہ
 ہوا۔ اپنی داوی لٹی اور ماما دروہیدی کے قدم چھوئے۔ بھوں نے چماتی سے
 لگایا۔ اور اپنی ہیر پاہن کی ماں سب رانیوں سے ملیں۔ ہیر کے اور جواہر مند
 کی بچھا ور ہونے لگی۔ دروہیدی رانیوں نے اپنی کو اپنے شیش محل میں
 اتار کر جواہر نگار مسہری پر بٹھایا۔ اور ہر طرح کی خاطر مدارت کرتی ہیں۔ ہیر باسن
 پر دمن جی وغیرہ دید و بیندوں سے بنگیہ کرشن چندر نے ہابا ہیر پاہن
 کو بہت عمدہ زکوٰۃ دیا پھر بہت سے راجہ دیگر ممالک سے جو راجہ بدھشٹر
 کے مدعو ہوئے تھے۔ آئے۔ وید پائٹی برہمنوں کے ساتھ راجہ بدھشٹر ہر ایک
 سے مل رہے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ حسب حیثیت تحفہ و تحکم سے پیش
 آئے۔ اور بھائیوں کو حکم دیا۔ کہ ہر ایک کی خاطر و تواضع کرو۔ کیسی طرح
 ان کی تعریف کرتے لگے۔ پانڈوؤں نے ہر ایک کی عزت کی۔ اور
 رہنے کے لئے اچھے اچھے مکانوں میں فروکش کیا۔

ادھیائے (۱۴)

اشو میدھ یگیہ

بیاس جی راجہ بدھشٹر سے فرماتے ہیں۔ کہ دھرم راج جی تم اس
 اشو میدھ یگیہ میں بنگیہ دکنشا ہر ایک برہمن کو دو۔ کھانے کی تکلیف کسی
 کو نہ ہونے پائے۔ جو جس کی آرزو ہو۔ پوری کرو۔ راجہ بدھشٹر نے کہا
 جیسا فرمائیے گا۔ عمل کروں گا۔ ارجن نے یگیہ کا سامان اکٹھا کیا۔ بھیج سین
 نے سوم پتی کو صاف کر کے رس نکالا۔ تمام چیزیں یگیہ کے استھان پر
 جمع کی گئیں۔ وید پائٹی برہمن کے سوا اور کوئی برہمن ایسا نہ تھا۔ جو
 شاستر کے جاننے والا نہ ہو۔ یا غریب کنگال بھکاری اس یگیہ میں

پیسٹ پالنے کی غرض سے آیا ہو۔ وید پانڈیوں کے ذریعے سے سب مہاؤں
 کی عزت ہوتی تھی۔ کھانا ہی پر دیتے تھے۔ یگیہ کے واسطے ستون استادہ لکے
 گئے۔ چھ ستون، پل پتر کے اور چھ کھدر اور چھ ستون پاس اور دیوار لکڑی
 کے قائم کیے گئے۔ سونے کے ستون مستور تھے۔ جن پر ریشی کپڑے بھارت
 اور پردے لٹکے ہوئے تھے۔ رنگ رنگ کی چار دیواریاں برہمنوں
 نے وید منتر پڑھ کر بنائیں۔ سونے کا ایک گرڈ ریشی ۸۸ اکر لمبا تہ کون
 بنایا گیا۔ راجہ یدھشٹر مہا اپنی رانی درویدی کے یگیہ شالا میں کس آسن پر
 براجمان ہوئے۔ بہیم سین۔ ارجن۔ بکل۔ سہلو بھی اپنے اپنے آسن پر بیٹھے
 راجہ دھرتراشت اور یدھشٹر نے کرشن بھگوان کی پوجن کی۔ اور دین
 جڑت سنگھاسن پر بٹھالا۔ کرشن بھگوان کے چاروں طرف بیاس وغیرہ
 رشی پھولوں کا مالا پہنے اچھے اچھے آسنوں پر براجمان ہیں۔ ویدوں کے
 منتر اچارن ہو رہے ہیں۔ دیوتا بھی اپنی اپنی استریوں کے ساتھ اس یگیہ
 میں آئے تھے۔ وید پانڈی برہمنوں نے وید منتر پڑھ پڑھ کر دیوتاؤں کا ادھن
 کیا تھا۔ دیوتے منتر کے پر بھاؤ سے یگیہ شالا میں آئے۔ تین سو پشو پکشی
 اور دریاؤں پرندے ہون میں چڑھائے گئے سو پورشی نادر گندھروں
 اور اپسرؤں نے گیت گائے۔ بیاس جی کے دیوادان چتوں نے
 یگیہ میں آواہن کرنا شروع کیا۔ لبوا لبو پتر سین اور بیت سے گندھروں
 نے کیرتن کیا۔ برہمنوں نے پشوؤں کا مانس پکایا۔ سیام کرن گھوڑے
 کا بلی پروان کر کے ہون میں ڈال دیا۔ اور کچھ بھاگ نکال کر علیحدہ
 پکایا۔ رانی درویدی اور مہاراج یدھشٹر نے دھوئیں کی خوشبو کو بھوپالوں
 کے ناش کرنیوالی بنتی۔ سو گھٹھا۔ گھوڑے کا باقی ماندہ گوشت ہون میں
 ڈالا گیا۔ جب ہون سے فراغت پائی۔ برہمنوں کا بھوجن ۴ بیاس
 جی نے اپنے چلوں سمیت راجہ یدھشٹر کو آشیر باد دی۔ دھرم راج نے
 ایک کروڑ گھوڑوں کا دان کیا۔ گھوڑیں دکنٹا سمیت ریشیوں کو دی گئیں
 پھر اپنے کل مہاناک ہفتہ کا دان کر کے بیاس جی دینا چاہا۔ مگر بیاس جی

نے پر ہتھوی لینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ میں نے پر ہتھوی تیاگ دی۔ بھائے
 پر ہتھوی کے کچھ روپیہ بطور دشمن کے دیدو۔ وہ خوشی سے لے ڈنگا۔ برہمنوں
 کو روپیہ بہت پیارا ہوتا ہے۔ راجہ یدھشٹر نے کہا۔ مہاراج! اسٹو میاں بیگ
 کی دکھنا شاہر میں پر ہتھوی لکھی ہے۔ اسی وجہ سے پر ہتھوی کا دان دینا
 چاہتا ہوں۔ پر ہتھوی بھی میرے بھائی ارجن کی مفتوحہ ہے۔ پر ہتھوی دان
 کر چکا۔ میرے راج کے چار حصے کر کے برہمنوں میں بانٹ دیجئے میرے
 کس کام کا۔ میں تو اب بن میں رہوں گا۔ اب یہ برہمنوں کا دھن ہے۔ برہمنوں
 کا مال نہ مجھے اور نہ میرے بھائیوں کو منظم ہو سکتا ہے۔ مہاراج یدھشٹر
 کے کلام کی تائید رانی دروہیدی اور چاروں بھائیوں نے کی۔ مہاراج آفریں
 کا شور مچایا۔ دھن راجہ یدھشٹر۔ کیا کہتا۔ دھرم راج جی اہتاری لٹریف
 نہیں ہو سکتی۔ بیاس جی بولے۔ اے راجہ! ایک کام کرو۔ پر ہتھوی خرید
 لو۔ اور اس کی قیمت دے کر برہمنوں کو تقسیم کر دو۔ کرشن چندر نے فرمایا
 اچھا جس طرح بیاس جی فرماتے ہیں۔ ویسا ہی کرو۔ راجہ یدھشٹر نے جگمگی
 قیمت لگا کر دکھنا دے دی۔ جس کی انتہا نہ تھی۔ کس قدر دولت صرف
 ہوئی ہوگی۔ کسی راجہ میں یہ مجال نہیں کہ پر ہتھوی کی قیمت لگتی دے
 سکے۔ بیاس جی نے اس دکھنا کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ آپ
 لیا۔ اور باقی چیلوں میں تقسیم کر دیا۔ راجہ یدھشٹر اس دان سے بہت
 خوش ہوئے۔ اور دولت کثیر برہمنوں کے ماتھے آتی وہ میرے جواہرات
 کے ڈھیر پانے سے بہت محفوظ ہوئے۔ برہمنوں ہی پر کچھ موقوف نہیں
 چھتری دیش۔ شودروں کے بھی اس دان میں حصے لگائے گئے تھے
 بیاس کا حصہ سب سے بڑا حصہ تھا۔ اور اس میں سونا جواہرات کے
 سوا اور کوئی دوسری چیز نہ تھی۔ بیاس جی نے اپنا حصہ گنتی کو دیلیا
 گنتی نے اپنے سسر سے اس قدر دولت پا کر اچھے اچھے کاموں
 میں صرف کر ڈالی۔ بعد اختتام بیگہ راجہ لوگ رخصت ہوئے۔ راجہ
 میرباہن بھی رخصت ہوا۔ راجہ یدھشٹر نے بہت سا خزانہ دیا۔ پھر کرشن

پدوہ نیوں کے ساتھ رخصت ہوئے۔ پانچوں بھائی کچھ دُور پہنچائے گئے
اور بہت رخصتانا ہڈ کیا۔ بیٹم پاشن جی راجہ جینجے سے کہتے ہیں۔ کہ اس قدر
ہر ایک کی افراط مٹی۔ کہ یگیہ کے بعد بھی بہتات کے ساتھ ہر ایک بچی
رہی مٹھائی پکوان۔ اس گئی وہی کے عرض بھرے پڑے تھے۔ وہ سب
فقرا میں تقسیم کر دیے گئے۔ ہے راجن! ایسا یگیہ سلف سے آج تک
کبھی راجہ نے نہیں کیا۔ جیسا ہمارا راجہ پدھشٹر نے کرشن چندر کی دوسے کیا
اٹومیدھ یگیہ میں سے جب سب مہمان رخصت ہو چکے۔ پانڈو راجہ
دھرتراشت کو آگے کر کے ہستنا پور آئے۔ مگر باسیوں نے شادی نہ
بجائے۔

اٹومیدھ یگیہ (۴۴)

اٹومیدھ یگیہ میں ایک نیلے کا ظہور

راجہ جینجے جی بیٹم پاشن جی سے مستفر ہیں۔ کہ راجہ پدھشٹر کے
اٹومیدھ یگیہ میں کوئی نئی بات بھی ظاہر ہوئی۔
بیٹم پاشن جی۔ جب آپ کے پتامہ راجہ پدھشٹر نے اٹومیدھ
یگیہ کیا۔ آسمان سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ اس وقت ایک بڑا سا
پنولا سونے کی طرح جس کا رنگ جھانکنا تھا۔ آنکھیں نیلم کی جھپٹیں۔ نظر آیا
اسکی کرخت آواز سے لپٹو بکشی ڈر گئے۔ آدمیوں تک کے یکے دیکھے دھک
سے اڑ گئے۔ نیلے نے آدمیوں کی بولی میں راجہ پدھشٹر سے کہا تھا۔
کہ تمہارا یگیہ اس برہمن کے یگیہ کی برابر ہی نہیں کر سکتا۔ جس نے کوروشیر
کے میدان میں بہت سا پھل خرچ کر کے یگیہ پورا کیا تھا۔ نیلے کی بات سنکر
سب دنگ ہو گئے۔ برہمنوں نے پوچھا۔ تیرا آنا یہاں کیونکر ہوا۔ کوئی
شاہتر تو سنے پڑھتا ہے۔ پترا اسٹ دیو کون ہے۔ تمہارے یگیہ کی تمنا

کیوں کرتے ہو۔ اس گیم میں کیا برائی دیکھی۔ گھوٹا چھوڑا گیا۔ تسخیر ممالک ہوتی رہا جاؤں کو زیر کیا۔ دیوتا رشی راجے ہمارا جے جہان آئے بے انتہا دولت صرف ہوئی۔ تمام پر تھوی والوں میں دے دی۔ تم نے کون عیب دیکھا۔ جو گیم کی ابتدا کی۔ تیرے نے ہنس کر جواب دیا۔ زمانہ سلف میں ایک مہادانی برہمن گزرا ہے۔ جتیندری ہو کر ہنس سے منتظر رہنے والا بڑا دھرماتما ہوا۔ اس کی استری بھی پتی برتاہتی۔ بیٹے پوتے بھی اپنے باپ کے قدم بقدم چلتے تھے۔ گرہت آشرم ٹپ کر کے نارائن کا پیارا بیٹا۔ اس کا ٹپ اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ ہارنج روز برت کر کے چھٹے روز بھوجن کرتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا۔ کہ چھٹا دن بھی زانا رگزر جانا۔ تب بارہویں روز بھوجن کرنے کی نوبت آتی۔ اتفاق سے ایک وقت بہت بڑا غلط پڑا۔ وہ برہمن کچھ لوگوں کو گھڑا تھا۔ جو کچھ مایہ بساط بھتی۔ بچک پر وار کا پالن کر چکا برہمن خالی ماتہ ہو گیا۔ پندرہ روز فاقہ سے گزر گئے۔ بھوک کے عالم میں وہ برہمن گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ جہاں کہیں اناج کا دانہ دیکھتا اٹھ لیتا۔ اس طرح کچھ دانہ اکٹھا کر کے منگھلی بھر ستو بنائے۔ اور نیتیم کے موافق ہون کیا۔ اور آدھے ستو ہون میں ڈال دیئے۔ اور باقی ستو پر وار کے لئے بھاگ لگاٹے۔ رتنے میں ایک بھوکا سا دھو آیا۔ اور بھوجن مانگا۔ برہمن نے بلا وٹو اس ایک بھاگ سا دھو کو دیدیا۔ بھوکے فقر کی نیت سیر نہ ہوئی۔ برہمن کی استری نے اپنا بھاگ سا دھو کو دینا چاہا۔ لیکن سا دھو اس کا بھاگ لینے سے انکار کر دیا۔ وہ قیاس سے تاڑ گیا۔ کہ یہ پتی برتا استری بھوک کی رہ جائے گی۔ برہمن اپنی استری سے کہنے لگا۔ کیڑے کوڑے بھی اپنے پیٹ کا پالن کرتے ہیں۔ ہم کو اب پورے غفل دی ہے۔ کیا ہم بھوک نہیں روک سکتے۔ اس لئے چلی دی اس بھوکے سا دھو پر ترس کھاؤ۔ اور اپنا بھوجن انہیں کھلا دو۔ برہمن کی عورت سا دھو سے ماتہ جوڑ کر پوئی۔ مہاراج کیا میں اس قابل نہیں۔ کہ آپ میرا بھوجن قبول کریں۔ ماتے میں بڑی اچھا لگی ہوں۔ آپ مجھ پر دیا کریں۔ میرا بھاگ لے لیں۔ میں خوشی سے دیتی ہوں۔ میرے پتی کی بھی اکیا ہے۔ آپ کیوں نہیں

قبول کرتے۔ برہمن بھی سادھو سے کہنے لگے۔ کہ آپ اس استری کے کہنے
 ٹالنے نہیں۔ وہ بہت ڈکھی ہوگی۔ سادھو نے دونوں کی بھگتی دیکھ کر وہ
 حصہ بھی کھالیا۔ مگر اس کی بھوک نہ گئی۔ اس برہمن کے لڑکے نے بھی اپنا
 حصہ باپ کی نذر کیا۔ برہمن بولا۔ تم ابھی بچے ہو۔ بچوں کو بھوک بہت لگتی
 ہے۔ تم اپنا حصہ خود کھاؤ۔ میں تو برت رکھتا ہوں عادی ہوں۔ مجھے ایسی
 بھوک نہیں لگتی۔ لڑکا بولا۔ میرا دھرم یہی ہے۔ کہ باپ کی رکشا کروں۔
 آپ میری عرض قبول کریں۔ میرا بھگ کھائیں۔ برہمن لاچار ہوا۔ لڑکے کا
 بھگ لے کر سادھو کو دے دیا۔ سادھو وہ حصہ بھی کھا گیا۔ مگر بھوک
 نہ بجھی۔ برہمن بہت شرمندہ ہوا۔ اب کیا کھائوں۔ تب لڑکے کی عورت
 نے اپنے ستو سر کو دیتے۔ اس نے لے کر سر کو دیتے۔ اس نے
 کر سادھو کے ارپن کر دیتے۔ سادھو برہمن کا ست دیکھ کر بہت خوش ہوا
 اے راجہ۔ اے ریشو! یہ سادھو دھرم راج تھے۔ دھرم راج نے برہمن
 کی آزمائش کے لئے ایسا کیا تھا۔ دھرم راج بولے۔ تو بڑا دھرم آتا ہے۔
 سرگ باشی تیرے ورثوں کی آرزو رکھتے ہیں۔ تم آتم برہمن ہو۔ ہوان حاضر
 ہے۔ آپ سوار ہو کر سرگ کو جائیں۔ دھرم راج کے اشارے سے چار برہمن
 آئے۔ چاروں آدمی ہوان پر چڑھ کر سرگ کو پہنچے۔ یہ برہمنوں میں امتی
 اپنے سوراخ سے نکلا۔ تو کچھ دیاں بھا کھائیں۔ میں نے کھایا۔ اس پر شاہ سے
 میرا نصف جسم سولے کا ہو گیا۔ اس یگیہ میں اس لئے آیا۔ کہ مانتا آدھا حیر
 جسم کا سونا ہو جائے۔ مگر سونا نہیں ہوا۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ یگیہ
 اس یگیہ کے برابر نہیں ہے۔ میں اکثر یگیوں میں جایا کرتا ہوں۔ مگر کہیں بدن
 سولے کی طرح نہیں ہو سکا۔ یہ کہہ کر مینلا لٹروں سے اوجھل ہو گیا۔ سب دیکھ
 کر دنگ رہ گئے۔

ادھیائے (۳۴)

اشوبیدھ یگیہ کے نیولے کی کیفیت

پیشم پائٹن جی راجہ جینجے جی پوچھتے ہیں۔ ہے پر بھو اوہ نیولا کون تھا اور وہاں کس لئے آیا؟

پیشم پائٹن۔ جب بارہ برس میں ختم ہونے والا یگیہ اگست جی نے کیا تھا۔ راجہ اندر نے پانی نہیں برسیا۔ رشی برہمن امساک باراں سے تنگ آکر اگست جی کے پاس پہنچے۔ اور ملتس ہوئے کہ آپ کے یگیہ کے پر بھاؤ سے اندر نے قحط ڈال دیا۔ پانی برسا نہیں۔ غلہ کیونکر پیدا ہو۔ اگست جی نے جواب دیا گھراؤ نہیں۔ اگر اب بھی اندر نے برکھانہ کی۔ تو میں سدا اندر آسن اُلٹ دوں گا۔ راجہ ناش کر دوں گا۔ یہ کہہ کر اپنے تپ کے دور سے اندر آسن کی تمام چیزیں۔ الپہرا۔ گندھرب۔ کنہر سب اپنے یگیہ میں لٹکا ئے۔ اور یگیہ کرنے لگے۔ اندر دلفنا اگست جی کے تپ سے ڈر کر برہمپت جی اپنے گورو کے ساتھ اگست جی سے ملنے آئے۔ اور منت و خوشاد سے اگست جی کو مسرور کر دیا۔ غصہ جاتا رہا۔ ہے راجن! یگیہ میں بڑی طاقت ہے۔ اسی طرح جمدگن رشی نے پتروں کا شرادھ کیا تھا۔ آپ ہی گٹھ کا دودھ دیکر اُٹانے اور پتروں کو چڑھاتے۔ ایک دن دھرم راج جمدگن جی کی آزمائش کے لئے آئے۔ اور نیولے کا روپ دھکر دودھ پینے لگے۔ اودھا دودھ پنی لینے پر بھی جمدگن رشی کچھ نہ بولے وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ نیولا نہیں ہے۔ دھرم راج ہیں۔ ہماری آزمائش مد نظر ہے۔ جمدگن جی کی خاموشی اور صبر دیکھ کر نیولے سے رہا نہ گیا۔ رشی سے کہا۔ تمہارا غصہ تینوں لوگ میں کھٹنا ہے۔ تمہاری ذات بھی برہمن ہے۔ برہمن یونہی آپ سے گزر جائے ہیں۔ غصہ ان کے خمیر میں داخل ہے۔

آج ظاف مہول مجھ سے کچھ نہ بولے۔ حالانکہ میں نے بہت بڑا نقصان کیا۔ تمہارے اس ضبط سے بہت خوش ہوا۔ لیکن ڈوٹا بھی ہوں گستاخی

معاف فرما۔
جمہور گنجی۔ آپ دھرم راج ہیں۔ میں پہلے ہی تار گیا تھا۔ آزمائش منظور تھی۔ خبر آپ جانیے۔ مجھے آپ سے کچھ تعرض نہیں۔ جن کا میں نے شرادھ کیا ہے۔ وہ خود سمجھ لیں گے۔

کرودھ روپ دھرم راج انڈر دھیان ہو گئے۔ اور پتروں کے سراپ سے دھرم راج نے نیولے کاروپ پایا۔ نیولے نے سراپ سے چھوٹنے کی التجا کی، تشریف کر کے انہیں بہت خوش کیا، پتروں نے نیولے کی معروض پر مہربان ہو کر فرمایا۔ کہ جہاں کہیں دھرم ہو۔ تم بندہ آکر۔ سراپ سے ہمت پاؤ گے چنانچہ پتروں کی ہمنائش سے دھرم راج نیولے کے روپ میں راجہ یدیشٹر کے یگیہ میں آئے۔ اور نندا کرنے لگے۔ دھرم راج نیولے کی جون سے چھوٹ کر دھرم لوک چلے گئے۔

اڈھیائے (۴۴)

یگیہ اور دھرم کی تشریح

راجہ جیہ نے بیٹھم پارتھ جی سے پوچھا۔ دُنیا میں یگیہ کے برابر کوئی دھرم نہیں۔ راجہ انڈر بھی یگیہ کر کے اس مرتبے کو پہنچا ہے۔ مہاراج! دھرم کا راج میں بل کہوں دیا جاتا ہے۔

بیٹھم پارتھ جی۔ کسی زمانہ راجہ انڈر نے یگیہ کیا تھا۔ تو یگیہ میں بل دینے کے واسطے بہت پشو جمع کئے گئے تھے۔ ریشیوں نے انڈر سمجھا یا کہ بلدان کرنا اگیا نیوں کا کام ہے۔ یگیہ میں پشوؤں کا بل جائز نہیں۔ دھرم شاستر میں قطعی ممانعت ہے۔ کہ یگیہ میں کوئی پشو نہ چڑھایا جائے۔ راجہ

اندر لئے کہنا نہ مانا۔ بلکہ اس بات کی بحث ہوتی رہی۔ کہ سلف سے پشوں کا بدھ کرنا یگیہ کے لئے روار کھا گیا ہے۔ ریشی لوگ مخالفت کرتے تھے۔ کہ پشوں کی قربانی دھرم کے خلاف ہے۔ گیہوں۔ جوہن۔ وغیرہ اناجوں سے یگیہ کرنا اتم کہا ہے۔ اسی طرح کئی روز باہم مباحثہ ہوتا رہا کوئی بات بٹے نہ ہوئی۔ ریشی تھی بلکہ راجہ بسو کے پاس پہنچے۔ اور اُن سے اپنا تصفیہ چچانا چاہا۔ راجہ بسو نے پلا سوچے سمجھے کہہ دیا کہ وقت پر جو کچھ بیسرا آ جاوے۔ یگیہ کر لینا چاہیئے۔ اس غیر منصفانہ بات سے ریشیوں کو غصہ آ گیا۔ شراب دیدیا۔ کہ پتال لوگ میں تو اس کرو۔ ہے راجن ابلا سوچے سمجھے کوئی بات نہ کرنی چاہیئے۔ ہر بات کا جواب سوچ سمجھ کر دینا چاہیئے۔ سوائے برہما جی کے اور کسی کو بغیر سمجھے جواب دینا نہیں چاہیئے۔ کیسا ہی دانی دھرموان کیوں نہ ہو۔ اگر اُس نے انصاف سے کام نہ لیا۔ تو قابل سزا ہے اُس کا دھرم بھی جانا رہتا ہے۔ جو لوگ چوری یا اور کسی بُرے کاموں سے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ اُس کا پھل نہیں ملتا۔ جو بیچ قوم ہو کر اپنے گاڑھے پیسے کی کمائی دھرم میں صرف کرتے ہیں۔ یا وید پاٹھی ہو کر دولت جمع کر کے مایا۔ مودہ۔ لودھ کو منہ نہیں لگاتے ایسے ہی انسانوں کے لئے سُرگ بنایا گیا ہے۔ جہیم جی اور دولت جمع کرنے والا آدمی لودھ اور مودہ کے بس میں ہوتا ہے لوگوں کی بُرائی اور اور غیبت یا خوشامد سے روپیہ فراہم کرنے والا آدمی اگر یگیہ دان کرتے ہیں۔ اُن کو اب نہیں ملتا۔ یا اپنی حیثیت یا آمدنی کے موافق اگر روپیہ جمع کیا جائے۔ اور وہ نیک کاموں سے دان یا جگیہ میں لگایا جاوے یا بھوکوں کو کھلایا جاوے۔ تو اُن کو دس گنا ثواب زیادہ حاصل ہوتا ہے دھرم دان یعنی خیرات کو نہیں کہتے۔ دھرم کی بہت سی شاخیں ہیں۔ جوہن پر دیا۔ راست گوئی۔ صبر و استقلال۔ برہمچریہ وغیرہ دھرم کی جڑھ ہیں۔ گزشتہ زمانہ میں لبوا متر۔ است۔ جنک۔ مکش سین۔ ارٹ سین وغیرہ بہت سے راجہ گزرے ہیں۔ اس لئے دھرم سب کموں میں

اے حضور کیا جاتا ہے۔ ہے راجن! میں برہمن کو روکشیتر نو اسی نے ستو کا
 دان کیا تھا۔ ستو کی کیا حقیقت ہے۔ مگر اس چھوٹے سے دان کی وجہ
 سے وہ برہمن میدھاشرگ کو گیا۔ ہے راجہ جیجی! اشو میدھ یگیہ جیسا
 راجہ بدھشتر نے کیا، اور کسی راجہ سے آج تک ایسا نہ ہو سکا۔ اور نہ آئندہ
 امید ہے کہ ایسا یگیہ ہو سکے۔ پٹوؤں کا بل دینا جگیہ میں بڑی بھول
 ہے۔ شاستر میں منسا کرنے کی بڑی مخالفت کی گئی ہے۔ چہ لوگ اشو میدھ
 یگیہ کی کتھائیں یاٹنایں گے۔ انہیں اس یگیہ کا پھل ملیگا۔

اشو میدھ پر پ ختم شد

مہا بھارت

آشرم پائین پررب

اودھیا کے دا

راجہ بدھشٹر کی حکومت اور راجہ دھرتراشٹ کی شہزادی

بیشم پان جی راجہ جتجی سے استفسار فرماتے ہیں کہ راجہ مہا بھارت حبیبی
 لطیف اور پاک پونجی کی کھائیں سنا چکا۔ اب جن حالات کے سننے کی آرزو ہو کہ
 جتجی جی۔ یہ فرمائیے کہ ہمارے پتا راجہ بدھشٹر جی نے کن اصولوں سے راج
 کیا کن قوانین کی پابندی کی۔ اور اپنے چچا راجہ دھرتراشٹ اور چچا گاندھار
 جی سے کیسے برتاؤ رکھے کیونکہ ان کے بیٹے پوتے پر پوتے اس لڑائی میں
 کام آچکے تھے۔ راجہ دھرتراشٹ کا دل کبھی صاف نہ ہوگا۔

بیشم پان جی۔ بعد فتح جنگ مہا بھارت راجہ بدھشٹر نے بڑی منصف مزاجی
 اور عدل پرستی سے راج کیا شہرہ آجتک تریان زر و خلائق سے۔ ان کے
 برتاؤ رعایا اور عزیزوں کیساتھ یکساں تھے۔ عدل کے ترازو کے پلے برابر
 تھے۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اپنے بڑے چچا کی عزت اور
 حرمت کا خیال بہت وسیع تھا کوئی کام بغیر اجازت عہد نامہ ہرگز نہ ہوتا
 علی الصباح بستر خواب سے اٹھ کر چچا جی اور مادر مہربان رانی کنتی کی قدمبوسی
 کرتے پھر استان دھیان نت نیم سے فانس ہو کر راج کا ج دیکھتے کنتی رانی بھی اپنے
 جیٹھ راجہ دھرتراشٹ اور جٹھانی رانی گاندھاری کی خدمت میں ہمہ تن مصروف تھیں
 علی پند اسنے بیولش اور بدرجی راجہ دھرتراشٹ کی خدمت برآری میں کسی طرح

کی کوتاہی نہ کرتے درویدی سوہدرا وغیرہ جتنی رانیاں رلواس میں تھیں راجہ دھرترا
 کی سیوا کیا کرتی تھیں۔ چہا راج بیدھشٹر اپنے باپ راجہ پنڈو سے بڑھکر راجہ دھرترا
 کو سمجھتے۔ اسی طرح ارجن لکل سہارپو وغیرہ کو بھی ان کی تعظیم اور ادب کا خیال
 تھا۔ راجہ بیدھشٹر نے اپنے بدھے چچا کے عیش و آرام کی خاطر کوئی بات اٹھانہ کی
 کچھ ملازمین علیحدہ خدمت گزار ہی کیلئے مقرر ہوئے۔ راجہ دھرترا شٹ کی پوشاک اور
 خور و نوش کا بھی اعتیاد رکھا۔ انکی پوشاک کسی طرح مہاراجوں سے کم نہ تھی۔ ہر وقت
 اس کا خیال پانڈوؤں کو رہتا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے چچا کا دل میلا ہو کر کرپا چلیج
 بدرہم پوئس۔ شب دروند ان کے پاس رہتے۔ اور خدمت گزار ہی کیا کرتے تھے شٹ
 پودان اور انتہا سوں سے راجہ دھرترا شٹ کا دل بہلاتے یہ روز کا دستور تھا۔ راجہ
 بیدھشٹر کی محبت اور سعادت نے آخر کار بدھے چچا کے دل سے مرے ہوئے سہارپو
 کا غم بجلا دیا۔ راج کا ج میں راجہ دھرترا شٹ دھیل تھا۔ اسنے اپنے ایما سے قیاد
 رہائی دلوائی۔ راجہ بیدھشٹر کی جرات اس قابل نہ تھی کہ اپنے چچا کی حکم عدولی کرے
 بلکہ تخت حکومت پر بیٹھا کہ نہادوں کی طرح خدمت کیا کرتے تھے۔ راجہ بیدھشٹر نے
 خدام بارگاہ پر تاکید کر دی تھی کہ ہمارے عم والا جاہ کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچائے
 نہ طبیعت پر رنج کا اظہار چچا سے غرضیکہ راجہ بیدھشٹر کی سعادت مندگی کہانتا
 ذکر ہوئے انہوں نے اپنی سیوا سے راجہ درپو دھن سستی دو شاہن وغیرہ کی یاد دل سے
 بھلا دی۔ حالانکہ درپو دھن بھی اپنے باپ راجہ دھرترا شٹ کا حکم نہیں مانتا تھا۔ جو بھی
 میں آتا کرتا تھا۔ مگر راجہ بیدھشٹر دھرم اوتار ہیں۔ انہوں نے ایسی خدمت اپنے چچا کی کہ
 جب تک دنیا قائم ہے۔ ان کی سعادت کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا۔ حالانکہ بدیم سین منرو
 دھرترا شٹ سے دل صاف نہ رکھتا۔ بیرائے تھے جب یاد آتے کیلئے پرسانپ
 لوٹ جاتا تھا۔ اسکے نزدیک کورؤوں اور پانڈوؤں کے فساد کا بانی راجہ دھرترا شٹ
 ہی تھا۔ کیونکہ اسی کے ایما سے تمہارے باڑی ہوئی تھی۔ اسنے درپو دھن کو مطلق اس فعل
 سے نہ روکا اور نہ راجہ بیدھشٹر کے بن باس کا خیال کیا بدیم سین اپنے چچا سے غم
 رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کو وہ زمانہ کانقن فی الجبر تھا۔ جب بدھے چچا نے اس کی
 کی صورت کو پیش کر مہرہ کر دیا تھا۔ مگر محبوبہ اس بات سے تھا کہ راجہ بیدھشٹر اپنے چچا

کے سچے فرمانبردار اور غمگساہو رہے تھے ورنہ وہ کبھی راجہ دھرتراشت کو کھلے نبڑوں نہ چھوڑتا۔ راجہ بدیشٹر کے آگے بھیجیم سین کے کچھ نہ چلتی تھی۔

ادھیائے ۲

بدرجی کی زبانی راجہ دھرتراشت کو صحرا نوردی کی ترغیب

بدرجی بھیجیم سین کی نظر دسنے لگا۔ کہ یہ اپنے چچا سے عداوت رکھتا ہے اسکا دل خفا نہیں ہے بدرجی کا دل بھیجیم سین کی بات سے ملکر رہا تھا موقعہ دیکر راجہ دھرتراشت سے کہہ کر نگرے کہ بھائی صاحب دنیا پر لات مار دے۔ عقبت کی بھی کچھ خبر ہے۔ سنساری تکہ بہت بھوگے عیش و آرام بھی دکھ بھگیا ایک دن وہ تھا کہ پانڈو لوگ تمہارے دست نگر تھے۔ اور آج وہ توبت ہے کہ تم خود ان کے آگے ہاتھ پھیلائے ہو۔ پانڈو کو وہ دن کیا بھول گئے جب تم نے دریودھن کی محبت کے بس ہو کر پانچ گاؤں بھی انہیں نہیں دئے۔ وہ بھاپا سے تیرہ برس تک جنگل کی ٹھیکریاں پھوڑتے رہے۔ صحرا نوردی کے مصائب جھیل کر جب پھر آئے اور کرشن چندر بھگوان نے خود پانڈوؤں کی طرف سے ہاتھ پھیلائے اور آپ نے پانڈوؤں کو حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ سب سے بڑھکر رانی دروپدی کا خیال ہی کیا وہ نگارہ بھول گئے۔ جب مغرور دریو پن نے دروپدی کی عزت خاک میں ملائی چاہی تھی۔ راجہ بدیشٹر کو آفرین ہے۔ جو اپنے چچا کی بے التفاتیوں کی پروا نہ کر کے کیسی سعادت مندی سے خدمت کر رہا ہے۔ ہے راجہ کب تک پانڈوؤں کے اوتھیں رہو گے بدیشٹر نو دھرم اوتار ہے۔ وہ کبھی کچھ نہ کہہ گیا۔ البتہ بھیجیم سین آپ سے صاف نہیں۔ آپ کی شان میں ناشائستہ الفاظ منہ سے نکال بیٹھتا ہے۔ ارجن نکل۔ سہدیو بڑے چالاک ہیں۔ وہ سطلق نہیں بولتے مگر دل میں پھیلی باتوں سے کہہ دیتے ہیں۔ اب دنیا کو چھوڑ کر جنگل میں چل کر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ ساری عمر تو مزخرفات میں گزر گئی۔ ہو او ہوس سے دامن پاک نہ ہو سکا۔ شاستر کا حکم ہے کہ چوتھے پن میں راجہ بن یاں اختیار کر کے اور عزت نشینی کر کے یا دخدا انی میں مشغول ہو ضیفنی کا عالم بھی ہو اگر یہ وقت بھی بہرودہ باتوں میں گزر گیا۔ یہ حقیقتیں ہیں۔ البتہ یہ کہ کیا منہ دکھاؤ گے۔ مہا بھارت کی لڑائی سے آپکا نام دُشیا میں بدنامی سے لیا جاتا ہے۔ راجہ پانڈوؤں کی

روٹیاں تو رنامنا سب نہیں لوگ انگشت نمائی کرتے ہیں کہ وہی راجہ دھرتراشترا
جو پانڈوؤں کو ساتھ مدعو انیوں سے پیش آتا تھا۔ مگر مبارک پانڈوؤں میں جنہوں نے
اپنے چچا کی خدمت کو اپنا فخر سمجھا ہے راجن ابغیر جنگوٹ بھجن کے جوہ کا اودھار نہیں
کرہ سنت اشترم میں نارائن کا سمرن بن نہیں پر ناتا مایا موہ کا جال کچھ اس طرح چھایا رہتا
ہے کہ جو اوجواہ جیوا میں پھنسا ہی رہتا ہے ویسا ہی ناراد دیول رسیوں کا قول ہے کہ
تم ہی پر اچھین رشیوں سے ہو۔ اور مرے پر کو پر پوری تمہارا استمنا ہو گا۔ ہے راجہ
دنیا بھولی ہے۔ دنیا کو منہ نہ لگانا۔ گیانی لوگوں کا دھرم نہیں بھبب دل پھٹ جاتا
ہے تو بھرت نہیں پاسکتا۔ اسی طرح جس سے دل میل نہیں کھاتا۔ اس کے اذہن میں ہوتا
شان کے غفلت ہے تو راجہ بدھشتر دھرم روپ ہے۔ اس کی کوئی بات پھل کیٹ
کی نہیں ہوتی وہ تم کو باپ کے برابر سمجھتا ہے۔ پھر بھی دنیا کے منہ میں سمائیں
سکتے۔ سنساری لوگ نہ جانے کیا کیا باتیں بگہارا کرتے ہیں ۛ

راجہ دھرتراشترا۔ بھائی جو کچھ تم نے کہا درست و بجا ہے۔ درحقیقت میری
اچاٹ رہتی ہے۔ کیا کروں پر اسے بس میں ہوں افسوس اگر تمہارے کہتے پر عملدر
آمد کرتا تو آج یہ دن دیکھنے میں نہ آتا۔ مجھے یاد ہے تم نے دریو وطن کی ولادت کے
وقت کہا تھا کہ یہ لڑکا خاندان کے نام کو مٹا مٹا دیگا شروع ہی اسکے خوارق
کچھ اس طرح تھے جس سے ترشح ہوتا تھا کہ درحقیقت اب ہمارے خاندان کا
زوال ہو گیا جیت اپنی سمجھ پر بھرت کرتا ہیں۔ اسوقت موہ کے بس کچھ نہ سوچتا
تھا۔ دریو وطن سے قطع تعلق کر لیتا تو آج یہ سیاہ روز اپنی بھلاک نہ دکھاتا۔ دریو وطن
نے اپنی بہت سے تمام کل کو ناش کر دیا۔ لاکھوں آدمیوں کا خون ہمیں کو بھلا دیا کہ کرشن
بھگوان اور ناراد وغیرہ رشیوں کے سامنے میری گردن اُدھی نہیں ہوتی۔ آنکھ سامنا
نہیں کرتی۔ اسوقت تو انکا سمجھنا کیجے پر کاٹ کرتا تھا۔ مگر اب سمجھنا پڑتا ہے
اکثر راتوں کو نیند نہیں پڑتی۔ سوچتا رہتا ہوں کہ بس اب آخری دور ہے۔ یہاں
سے چلو جنگل میں بسیرا لیں۔ نہ لکھنوی مینیائی مجبور کرتی ہے۔ رک جاتا ہوں۔ رانی کا ہار
کا بھی یہی خیال ہے کہ جنگل میں چلکر عبادت معبود میں بقیہ عمر گزاریں۔ نارائن کا سمرن
کریں رانی کنتی بھی ہمارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ لاکھ سمجھتا ہوں کہ اپنے بیٹوں کا شک

بھوکو مگر انکے بھی یہاں ٹھہرنا شاق ہو رہا ہی ہے۔ کھائی نمہاری اسے بہت اچھی ہی لگتی
 ہوئی۔ کہ چار پائی پر سوتا بیٹھتا آرام کرنا چھوڑ دیا کچھ ٹھوڑا سا ایک وقت کھا کر ہری
 نارائن کا جپ کیا کرتا ہوں۔ گو یہاں بھی ایک قسم کا تپ ہو جاتا ہے۔ مگر جنگل کی بات ہی
 اور ہے وہاں جس اتند سے نارائن کا دھیان ہو گا۔ یہاں وہ بات کہاں۔ تنہا رہنا
 بخوبی ذہن نشین ہو گیا۔ گو یہ ہشت پڑیاں سے کچھ نہیں کہتا پھر بھی پانڈوؤں کے اوجھن رہنا
 کسی طرح اچھا نہیں بھیم سین کا دل میری طرف سے صاف نہیں اور نہ ہو گا حبیب
 سے بھیم سین کی موہرت کو رنج کی ساتھیوں توڑ ڈالا ہے تب سے وہ اور بھی بدظن رہتا
 ہے۔ خیر ان سب باتوں پر خاک جھونکو اپنا پر لوک سنبھالنا چاہیے۔ دلیں جنگل کی ٹھن
 گئی۔ اب ضرور صحرانوردی کر دنگا۔ بدرجی سمجھا سمجھا کر اپنے گھر چلے گئے۔

اوصیائے

راجہ دھرتراشت کا پدرجی کرپا چارج شیخہ وغیرہ
 صحرانوردی کیلئے مشورہ

بیشیم پائن مدراجہ جی سے (بیشیم سین راجہ دھرتراشت بغض رکھتا تھا۔ ایک دن
 راجہ دھرتراشت بیٹے ہوئے تھے۔ اور بیشیم سین بد مزہ تیل کی مالش کر رہا تھا۔ اس نے
 راجہ دھرتراشت کو تنائے کیلئے خم ٹھونک کر کہا کہ یہ وہ بازوؤں ہیں جنہوں نے دیوین
 اور دو شاسن کے سیر توڑے ہیں۔ کوڑو لکاناش انہیں بازوؤں نے کیا ہے۔ درودھن
 ہمارے ساتھ کیسی بد سلوکی سے پیش آتا تھا کہ اس کے اندر سے باب کے منہ سے بھی
 نہ نکلا کہ پانڈو بہت دکھی ہیں انکے ساتھ بھی سلوک کرنا چاہیے۔ اپنے بیٹوں کی
 محبت میں مزہ بھتجوں پر محبت رکھنا اور اکیا مگر زمانہ کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔ آج
 اسی اندر سے باب ہمارے دست نگر میں ہماری روٹیاں توڑتے ہیں۔ اب وہ باتیں
 کہتے کو یاد ہو گئی کہ کرشن چندر اور بدرجی نے لاکھ سمجھا یا۔ مگر درپین کی محبت میں
 کچھ نہ جھپائی دیا۔ پانچ گاؤں دنیا ہی شاق معلوم ہوئے اسے راجہ بیشیم سین

کی باتیں نشر سے کم نہ تھیں۔ اس نے ملازموں اور اہلکاروں کو بھی راجہ دھرتراشت کی طرف سے بدظن کر دیا۔ وہ راجہ دھرتراشت کے کاموں سے کنائی کاٹ جاتے بلکہ مرضی کے خلاف کام ہوئے گو ان باتوں کی خبر راجہ بدھشٹر کو نہ تھی۔ اگر اُنکے کان تک یہ خبر پہنچی تو ضرور انسداد کرتے راجہ دھرتراشت بدبھی کہہ پا چارج سنجے اور بھائیوں رشتہ داروں کو جمع کر کے صلاح پوچھی کہ آپ کی رائے کیا ہے۔ میرا دل یہاں سے اُپھاٹ ہو چنگل میں عزت نشینی اختیار کر لوں گا۔ تاراٹن کا بھون پہاں نہیں ہو سکتا میں عقل پر خود ہی نفیس کہہ پا ہوں کہ درلودہن کی محبت میں بیٹے لاکھ کا گھرا ایک کر دیا اگر آدھا راج پانڈوؤں کو دے دیتا تو آج یہ نوبت دیکھنے نہ آتی، اُس نے پانڈوؤں کو بہت دکھ دیا اور اپنے ہی ہٹ اور ادھرم سے سارے خاندان کو بہ یاد کر کے خود بھی ناش ہو گیا راجہ بدھشٹر کی تعریف ہوتی سکتی جس طرح اس نے میری خدمت کی درلودہن وغیرہ کو تخت جگر تھے۔ مگر اُنہوں نے کبھی میری آگیا پالن نہیں کی جس بات کو کہتا اُس کے خلاف ہی کرتا۔ راجہ بدھشٹر اور اُس کے بھائی سوائے کچھ بھین کے جس طرح میری سیدھا کرتے ہیں۔ تم بھی جانتے ہو میرے تخت و تہیہ اپنی سعادت اور خدمت سے قاپو کر لیا۔ دل سے دعا نکلتی ہے کہ راجہ بدھشٹر ہمیشہ آئندہ کرے اقبال و جلال کی ترقی ہوتی رہی میں اپنے بیٹوں کو بھول گیا۔ پندرہ برس ہو گئے کہ پرتھوی پر مرگ چھا لبتا کر سوتا ہوں اس قدر خوراک مفرد کم کی کہ جان بچ سکے عالم ضعیفی سے آج مرا کل دوسرا دن لبتا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چنگل میں جا کر رانی گاندھاری سمیت تپ کروں یہی دستور میرے بزرگوں کا بھی رہا ہے۔ پھر راجہ بدھشٹر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹا تمہاری مفارقت کسی طرح گوارا کر نہ کر سکتا ہوں چاہتا میرے دھرم کے پتر تم ہی ہو چنگل میں جانے کی اجازت دو۔ تمہاری نیکی تھی اور سعادت مندی کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ ایشور تمہاری آرزو میں پوری کرنے راج پاٹ میں افزونی ہو عدل و انصاف سے رہایا کا دل ہاتھوں میں لئے رہو۔ درلودہن اپنے کئے کا پھل پا گیا چھتری دھرم سے ٹرائی کر کے وہ بھی مرگ کو گیا ہو گا۔ مجھے بیٹوں کے مرنے کا غم نہیں البتہ اس بات کا خیال ہے کہ کرشن بھگوان اور مہاتما بدرجی دیاس جی اور جینے کے سنے کو پینے نہ مانا کہ آدھا راج پانڈوؤں کو دیدو اگر درلودہن محکم نہ مانے تو نظر بند کر دو۔ افسوس مجھے ہے

یہ بات محبت کے مارے تھو سکی۔ یہ باتیں کچھ ایسی ہیں کہ کلیجہ چھلنی ہوا جانا ہی اب تم مجھے صحرانوردی اختیار کرنے دو جب تپ کر نیکی ہو س ہے نارائن پوری کر دے۔
راجہ بدھشتر میرے پیارے چچا۔ آپ مجھے چھوڑ کر جنگل میں جانا چاہتے ہیں۔ مجھے بھی راج پاشا آپ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ راج تو آپ ہی کا ہے میں تو فرمانبردار ہوں آپ کو کس بات کی کمی ہے۔ ایشور کا دھیان اور سمرن یہاں بھی ہو سکتا ہے۔ مجھ سے قطع تعلق نہ کیجئے اگر آپ صحرانوردی کر نیگے تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہونگا۔ وہاں بھی آپ کی خدمت سے اپنا پر لوک سدھاروں گا۔ میرا یہاں کچھ کام نہیں۔

ادھیان

راجہ دھتراشت کی صحرانوردی کے قصد راجہ بدھشتر کا

اظہار افسوس

راجہ بدھشتر۔ راجہ دھتراشت سے ہاتھ جوڑ کر، پتاجی شاید آپ ہم لوگوں سے ناراض ہیں۔ آپ کیوں ہمارے سر سے سایہ اٹھا لیتے ہیں۔ اگر آپ تپ کر نا چاہتے ہیں تو یہیں سامان نہیں ہو سکتا ہے۔ کئی بنوا دیجائے۔ اسمیں بیٹھ کر نارائن کا جپ کریں۔ مجھ سے تو ہو نہیں سکتا کہ اپنے جیتے جی آپ کو آنکھوں سے دودھ کر وں۔ تالچند ہر حاضر ہے جو ارشاد ہو چکا ہے میں کیونکر کہوں کہ گھر چھوڑ کر جنگل جنگل مارے مارے پھرں۔
دھتراشت بیٹھا تم سلامت رہو میں تم سے ناراض نہیں میرا جی تپ کرنے کو چاہتا ہی اور یہ بات سدف سے ہوئی آئی ہے۔ بلکہ ہمارے بندہ گوں نے خود کیا ہے۔ کہ جب قائم پیری میں قدم رکھا۔ گھر بار چھوڑ کر جنگل کو سدھارے اور کسی جگہ کٹی بنا کر جپ تپ کرنے لگے۔ تم خود گیانی ہو جانے ہو کہ شاستر کے احکام کیا ہیں۔ اس آخری وقت میں ایشور سے پرا رتھنا ہے کہ تم چہن سے راج کرو۔ تمام عموں کی کلفت جتنے سہنے گوری ہے کچھ دن تو زندگی کا لطف اٹھاؤ دھرم پشیرا تم مجھے روکو نہیں جنگل کو جانے دو۔
یہ بدھشتر آنکھوں سے آنسو کی تری پونچھ کر (لڑکا) خوش نصیب وہی ہے جس کے سر

اپنے باپ کا سایہ نہ مل سکتا تھا تو کہہ رہے ہیں۔ تو سمجھنا تھا کہ باپ کی جگہ آپ ہی ہیں آپ
 اپنی دل سے منارت دینا چاہتے ہیں۔ اور اس دایر کا میرا کیجہ منتقل نہیں کیونکہ کہوں کہ
 آپ مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اگر جو ان کا قصہ ہی ہے تو مجھے بھی ہماری میں لے چلے۔
 دھرتراشترا۔ (بچے اور کرپا چارج سے) آپ اس لڑکے کو سمجھائیں۔ اس کے ساتھ
 جانے میں دینا سمجھ کر کیا ہوگی اور راج کی دیکھ کھال کون کر لگا میرا دل یہاں مطلق نہیں
 لگتا۔ ایشور جانتا ہے کہ مجھے ان سے کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔ یہ لڑکے پڑے
 سعادتمند ہیں مجھے ان سے عداوت نہیں غمرا آخر سوچا کیسے کچھ تو آخرت میں تو شہ لے
 جاؤں۔ اگر تپ نہ کیا تو ایک جنم اس طرح گزرا اب کے نہ جانے کس جوں میں جنم ہے
 اس لئے مہاراجی کرپا چارج جی آپ سن میں زمانہ دیدہ ہیں نیک دیدہ سمجھتے ہیں میرے
 روکنے سے ان لڑکوں کا کوئی نفع نہیں۔ نہ کہہ کر راجہ دھرتراشترا اچیت ہو گئے۔
 رانی گاندھاری نے اپنے زانوؤں پر سر رکھ لیا راجہ دیدھشٹر چاکی حالت دیکھ روئے
 لگے اور کہنے لگے۔

دیدھشٹر۔ اے فلک ناہنجار تیرے متم غصب کے ہوتے ہیں ابھی ایک مصیبت سے نجات
 نہیں ہوئی تھی دوسری آفت سامنے کھڑی کر دی ہائے یہ وہی چچا ہیں جن میں ساٹھ
 ہزار ہاتھوں کا بل تھا۔ آج وہ اس طرح رانی گاندھاری کا سہلے ہوئے اچیت
 پیسے میں جس کے زور بانو نے بھیم سین کی آٹھ دھاتوں سے بنی مورت کو سر سے کی طرح پیش
 ڈالا۔ وڈرانی گاندھاری کے تھکے تھکے کا محتاج ہوا۔

راجہ دیدھشٹر اس طرح کے ہیں کرتے جاتے ہیں۔ اور رومال سے دھرتراشترا کے چہرے
 پر ہوا دے رہے ہیں کبھی چچائی پر پھرتے کبھی رومال سے چہرے کی گر دھچھاڑنے رہیں
 کی راتیاں راجہ دھرتراشترا کی مضطر حالت سے گھبرا گئیں کوئی پانی لائے آ رہی ہے
 کوئی منہ دھلا رہی ہے کوئی کھا بھجاتی ہے جب دھرتراشترا کو ہوش آیا راجہ دیدھشٹر کو فرمایا
 دھرتراشترا۔ بدیشا تمہارے ہاتھوں کی خوشبو نے میرے ہوش ٹھکانے سکے ذرا ہاتھوں سے
 میرے منہ اور سینہ پر ہاتھ پھیر میری تکلیف دور ہوتی ہے بڑا آئندہ ملتا ہے۔

راجہ دیدھشٹر نے اپنے چچا کے منہ اور چچائی پر ہاتھ پھیرا راجہ دھرتراشترا اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے
 کسا ٹھوکن میں نے اور رانی گاندھاری نے کچھ کھایا نہیں ہی وجہ میرے بیہوش ہونے کی ہوئی

تمہاری خدمت سے میرا دل بہت خوش ہے۔

راجہ بدھشٹر۔ پتاجی افسوس مجھ کو اس کی مطلق خبر نہیں کہ آٹھ روز سے آپ نے بھوجن نہیں کیا آپ کا جسم کیسا نحیف ہو گیا ہے۔ اپنی عقلیت پر بحث نادار ہوں تو فتنے میری زندگی پر ہیں تو بھوجن کروں اور آپ فاقہ کریں معلوم ہوا کہ پندرہ برس سے آپ بہت کم کھانا کھاتے ہیں آپ کے بدن میں ہڈی اور جھڑپا قاتی ہے گوشت کا نشان نہیں میرے ہوتے یہ آپ کو واجب نہ تھا۔ اس وقت آپ بھوجن کیجئے جی ٹھکانے ہو۔ بدرجی اور کہہ پاچار ج نے بدھشٹر کے کلام کی تائید کی اور کہا کچھ فٹوڑا سا کھا لیتے ہوش و حواس درست ہوں فاقہ کرنے سے مطلب نہیں حاصل ہوتا۔

راجہ دھرت راشٹ۔ بھوجن وہن تو ہوا ہی کرینگے میری تمنا یہ ہے کہ بھوجن میں بزن کو جانے دیں۔

ادھیائے (۵)

ویاس جی سے بن جانے کیلئے راجہ دھرت راشٹ کا مشورہ

بیشیم جی دیہر افشان ہیں کہ راجہ دھرت راشٹ اور بدھشٹر میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں بدھشٹر ویاس جی نشریف فرما ہوسے سمجھوں نے نہایت تپاک سے ویاس جی کو لیا راجہ بدھشٹر نے پوجا کی۔ ویاس جی نے فرمایا کہ بے پتھر راجہ دھرت راشٹ کو بن جانے سے کیوں روکتے ہو ان کی تمنا ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کر کے جنگل میں تپ کریں یہی دھرم ہے چوتھے بن میں نشان کو تپ کرنا لکھا ہے اگر تم نے روک لیا۔ اور راجہ دھرت راشٹ فوت گئے تو ان کی زندگی اکاڑے ہو جائیگی انہیں مہر گن نہیں نصیب ہو سکیگا اگر جنگل میں نارائن کا سمرن کیا اور صرے تو یہ راجہ پراچین رشیوں کی گنت پاویگا۔

راجہ بدھشٹر۔ وید گمانی مہاتما! آپ بزرگ ہیں ہمارے راج کی توجہ سے رکشا ہو تی ہے آپ کا حکم بجالانا ہمارا فرض ہے۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے کہ راجہ دھرت راشٹ صحرا اور دھوں تو میں نہیں روک سکتا جالانکہ بڑے چچا کو اس عالم پیری میں علیحدہ کرنا ہمارا دھرم نہیں۔ لیکن آپ کے حکم سے انحراف نہیں کر سکتے۔

ویاس جی نے راجہ بدھشٹر سے دھرت راشٹ کے جانے کے لئے منظور کرا لیا اور آپ وہاں سے رخصت ہو کر پہل دیئے راجہ بدھتر راشٹ اور رانی گاندھاری کو لئے ہوئے راجہ بدھشٹر محل میں گئے اور دونوں کو بھوجن کرا دیا راجہ بدھتر راشٹ نے راجہ بدھشٹر کو راج نیت کی بہت سی باتیں سکھائیں رانی گاندھاری نے پوچھا کہ اب کب تک میں جانے کا ارادہ رکھتی ہوں راجہ بدھتر راشٹ نے جواب دیا کہ اپنے پتروں کا شرا دھ کر لوں تب ہم اور تم دونوں چلیں گے راجہ بدھشٹر نے کل شرا دھ کی چیزیں مٹیا کر دیں۔ راجہ بدھتر راشٹ اپنے بھائی بہنوں ذات برادری والوں کو ساتھ لیکر گھر کے باہر آئے اور سمجھوں سے قحطی طلب ہو کر قریبا جیسا میں نے راجہ بدھشٹر کے راج میں سکھ بھوگا ہی اپنے بیٹے درپون کی حکومت میں یہ اتنا نہیں نہیں آیا میرے بیٹے میرے بیٹوں پر سبقت لے گئے درپون دو شاہن و غیرہ میرے بیٹوں نے ایسی فرمانبرداری نہیں کی جیسی پانڈو کے پتر نے کی ہے میرا ارادہ بن جانے کا ہے تم لوگ ہنسی خوشی سے اجازت دیدو کہ رانی گاندھاری کے ساتھ جنگل میں جا کر رہا صنت کروں ہمارے شاہ سترجم کو ہدایت کرتے ہیں کہ بڑھاپے میں انسان کو چاہیے کہ جنگل میں عزت گزین ہو اور نارائن کا چپ تپ کرے۔ جیسی محبت مجھے اپنی رعیت کی ہے۔ آج تک ایسا انس کسی راجہ کو نہ ہوا ہو گا۔ راجہ بدھتر راشٹ کی باتیں سن کر جاحرین رونے لگے۔

ادھیا کے ۶

پچیسٹم پتھامہ آؤک کا شرا دھ اور راجہ بدھتر راشٹ

پانڈو کی پچیسٹم پتھامہ کی مخالفت پانڈو کی ایک اور

راجہ بدھتر راشٹ جس طرح ہمارے دادا راجہ شانتن سے رعیت کا پانن کیا پھر پچیسٹم پتھامہ جی سے لیا اس کے پتر اٹھرا۔ اس کے بعد میرے چچوٹے بھائی راجہ پانڈو نے آپ کو لڑکی رکھنا کے بغیر آپ کی صلاح کے کچھ کو نہیں ہوا۔ راجہ پانڈو کے بعد میرے ہاتھوں آپ کو لڑکی خودخت میرے بیٹوں آپ سے ہائی چاہتا ہوں جو کوئی بات نہ مجھ سے آپ کے خلاف ہوئی ہو خواجہ کریں۔ مادان درپون نے آپ کا بہت نقصان کیا وہ ظالم اپنے مظالم کا مزا چکھ چکا تھا اس وقت دھرم بانی کرنا شروع کیا تھا۔ اس کے مشیر اور صلاح

کار بھی دلیسے ہی تھے۔ جن کی وجہ سے خوشوار لڑائی ہوئی اور سارا خاندان نکاح میں مل گیا۔ اور میرے گھر کا چارے گل ہو گیا در پردہ میں نے اپنے بھائیوں سے عداوت کی مگر رعیت پر چارہ بر حکومت نہ کی اگر آپ کو اس کی ذات سے گزند نہ پہنچا ہو تو میرے کہنے سے آپ معاف کریں۔ راجہ بدھشٹر نے ہمیں بہت سکھ دیا ابھیور اس کو چہرہ بخیر رکھے۔ اس کے دشمن پامال ہوں آپ لوگ ہمیں اجازت دیں ہم دونوں آپ کے شہر ناگت میں ہم جنگل میں بسیرا لینگے ہمارے پیچھے راجہ بدھشٹر آفتاب خاندان آپ لوگوں کی خدمت اچھی طرح کر لیا وہ بخوبی احکام وید شاستر سے واقف ہی آپ کی خدمت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوگی راجہ بدھشٹر سپرد ہی آپ اس کی حفاظت کریں اسے کسی طرح کا دکھ نہ ہونے پائے۔

حاضرین دھرتراشت کے غم انگیز خیالات سن کر بادل جہیزین اس طرح گویا ہوا اسے غم کش راجہ آپ شوق سے پن کی جانتا کریں ویاس جی آپ کے اور آپ کے خاندان کے ہمیشہ غمگسار رہے وہ کہیں گے آپ کی بھلائی کی کہیں گے اگر ان کی اجازت ہے تو آپ کو کوئی نہیں روکتا۔ ہم لوگ تک پروردہ بارگاہ سلطانی ہیں راجہ در پردہ میں بھی ہماری پرداخت کرتے رہے اور اب کل بھوشن مہاراج بدھشٹر ہمارا اہلکار کر رہے ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں جس قدر آسائش و امن سے رہا یا رہتی ہے ویسی کسی زمانے میں نہیں رہی یہ بڑے دھرماتما اور شیل دان ہیں فہم و فراست کی کان ہیں۔

راجہ دھرتراشت نے بدھ جی اور کرپا بھارج جی سے شراذہ کرنے کا عہد یہ ظاہر کیا اور کہا کار تک کی پورن ماسی کی تانتیج بہت اچھی ہے اس دن اگر بھیشم جی درو تا بھارج اور در پوٹن وغیرہ تو اچھا اپنی زندگی میں یہ کام کرنا باقی رہ گیا ہے۔ منہاری مرضی ہو تو اس کام سے نجات پا جانا اس کے بعد صحرانوردی ہوگی۔

راجہ بدھشٹر اپنے چچا کی بابتیں سنکر بول اٹھے۔ پتا جی! آپ کی باتوں سے مایوسی برتنی ہے آپ راجہ اور ہمارے سرتاج ہو کر ایسی بابتیں زبان سے کیوں نکالتے ہیں آپ مالک ہیں جس طرح چاہیں شراذہ کریں۔

بھیم سین راجہ دھرتراشت سے عداوت رکھتا تھا راجہ بدھشٹر کی بابتیں اسے بہت بُری معلوم ہوئیں اس وقت تو کچھ نہ بولا وقت کا منتظر رہا۔ جب راجہ بدھشٹر وہاں سے راجہ بھیمان میں آئے موقع دیکھ کر عرض کیا ہے راجن! آپ کو اندھے چچا کی بابتیں بھول گئیں وہ کس

طرح آپ کے ساتھ پیش آئے جنگل کے مصائب تیرہ برس کی لکھنیاں یاد سے جاتی ہیں وہ دھرتراشت ہیں جن کے ایما سے ہم لوگ جنگل جنگل پھرتے اب آپ سے پھر بھاڑ رکھتے ہیں بات بنتے ہیں اسوقت تو ہم دشمن تھے ہماری جان کے گاہک ہو رہے تھے اگر شرادھ ہی کرنا منظور ہے تو کیا ہم نہیں کر سکتے بھیشم پیامہ شکر و درونا چارج یا ایک وغیرہ اپنے بزرگوں کا شرادھ ہمارے ہاتھوں ہو گا درلودھن کا ہم شرادھ نہیں کرینگے اس کا ترک بھگتنا ہی اچھا ہے ابن بھیم سین کی پائین منکریا بن لاسکا بولا بھائی آپ کیسی باتیں کہتے ہیں میں آپ کا خور و دھن گستاخی نہیں کر سکتا پھر بھی بغیر سمجھائے دل نہیں ماننا آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ انہیں سچی کے سامنے ہم لوگ ہاتھ پھیلائے رہتے تھے۔ ایتور کا کرنا ایسا ہوا کہ اب وہ ہمارے اذہین ہیں آخر بزرگ ہیں بزرگ بار بار نہیں ملتے چند روزہ زندگی کیو اسطے ناحق بڑبڑھادیں۔ درلودھن کا حال ہمارے کہنے کی داد دیتا ہے کہ وہ کس طرح سطون خلان ہو اگر ہم ایسا کرینگے تو دنیا کیا کہیگی اور پھر یہ شرادھ کم سے اس کا منع کرنا کی طرح جائز نہیں اچھے کاموں میں ہالاج ہونا بھی خذاب سمجھا جاتا ہے۔

راجہ پیدھشتر پچا بدرجی آپ راجہ دھرتراشت سے کہیں کہ جس قدر روپیہ صرف ہو گا میں اپنے بچ کے خزانہ سے دو لگاؤہ خوشی سے شرادھ کریں۔

بدرجی نے سارا ماجرا راجہ دھرتراشت سے سنا کہ کہا اور بھیم سین کی گفتگو بھی سنا راجہ دھرتراشت نے پیدھشتر کو دعا دی اور شرادھ کی تیاری کے لئے بدیہی دھرتراشت کی

اور پیدھشتر کے ہاتھوں پیدھشتر پچا بدرجی اور درلودھن اور پیدھشتر کا شرادھ

بیشم پائین جی کہتے ہیں کہ راجہ دھرتراشت نے کانگہا دیو رتاشی کو پیدھشتم پیامہ اور یا ایک کرو درونا چارج اور اپنے سو بیٹوں درلودھن دو شاسن وغیرہ اور جیدر کے اپنے داماد کا شرادھ پڑے سامان سے کیا اور ہر ایک کے نام پر سنہری عماری زر دار نفی بھووں سمیت ہاتھی اور سارو براق سے درست گھوڑے سوئے چاندی کے سنیوں سے ٹوک

ہوئی گائیں ریشی پوشا کس چھتری جوتے اور کھڑاؤں وغیرہ برہمنوں کو دیں سو روپیہ کی بجائے
 ہزار روپیہ۔ ہزار روپیہ کی بجائے دس ہزار روپیہ دکھنایا دیے۔ ہر ایک کے نام باغ
 تالاب کینوئیں۔ گنگو گھاٹ۔ مندر شیوا کے وغیرہ تعمیر کرائے گئے۔ ہزار روپیہ جس قدر
 روپیہ صرف ہو اراجمید ہشت نے اپنے بچ کے خزانے سے دیا اس بیکہ میں ریشی مٹی۔ مہا گیائی
 تپشتری دیدیا گئی برہمن اور ویش سے مدد ہوئے تھے اور شاستری کی ہدایت سے شج
 شرادھ کیا گیا بھیسیم جی اور بالیک کے نام بڑی حیرت ہوئی سو دھرم شالے باؤ لہاں
 وغیرہ بنائی گئیں۔ دروناچارن کے نام پر گنگو گھاٹ چھتری دھرم شالہ تعمیر ہوئی۔ لاکھوں
 گائیوں اور سینکڑوں ہاتھی ہزاروں گھوڑوں کا لشکر کاپ ہو اخیات اس قدر ہوئی کہ کوئی
 بھوکا نہ گھڑہستہ نہ پورا اور اس کے توارح میں نظر نہیں آتا تھا جس طرح راجہ دیدھشتر نے
 ایشو میدھ بیکہ اور اجسویہ بیکہ کر کے دتیا میں نام حاصل کیا تھا اسی طرح راجہ دھرت
 راشٹ کے اس شرادھ سے نام ہوا سنگہ بڑائی راجہ دیدھشتر کی ہوتی رہی ہو

ادھیائے ۸

راجہ دھرت راشٹ اور رانی گاندھاری کیساتھ رانی کنتی
 کی بھی بن کی طرت نیاری اور پانڈوں کی فہمائیں

جب شرادھ بیکہ ہو چکا راجہ دھرت راشٹ نے گاندھاری رانی سے صلح پوچھی
 کہ شرادھ کرم سے بھی فرصت ہو گئی اب بن کو چلنا چاہیے۔ گاندھاری نے کہا کہ ہاں اب
 ٹھہرنا مناسب نہیں رانی کنتی بھی بضد ہیں وہ ساتھ چلتے کو کہتی ہیں میں نے بہت سمجھا
 کہ تم اپنے بیٹوں کا شک بھوگو۔ لیکن وہ نہیں مانتیں۔ دھرت راشٹ نے رانی کنتی کو اپنے پاس
 بلایا۔ کنتی نے اپنا قصہ ظاہر کیا کہ آپ کے ساتھ میری عمر گئی۔ بیٹوں کا شک تو کاتب
 قدرت نے میری قسمت میں لکھا نہیں باقی عمر آپ ہی کی سیوا میں گزار دوں گی۔ لڑکوں کے
 ساتھ دکھ بھی اٹھایا کچھ دن سکھ بھی اٹھایا میرا دل یہاں سے اچاٹ ہے یہاں رہ
 کر کیا کروں گی کچھ دنوں بعد راجہ دیدھشتر بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ تپ کرنے چلے
 جائیں گے کیونکہ راجہ دیدھشتر کو راج کا ج میں دلچسپی نہیں چہرہ اوداس رہتا ہے پہلے ہی

سے اسے راج کرنا منظور تھا جب کہ رشن چندر اور دیاس جی وغیرہ نے سمجھا یا نہیں اس
 نے تخت پر قدم رکھا اس کا کوئی بھروسہ نہیں جس دن دل اچھا ہو اور راج پاٹ چھوڑ کر
 جنگل کو رہا ہی ہوگا اس لئے اسے راجہ سمجھ بھی اپنے ساتھ لیتے چلے راجہ دھرتراشت
 نے سوچ لیا کہ رانی کا نہ بھاری اور کتنی دونوں ہمارے ساتھ جاؤ گی یہ نہ سمجھتا اس
 بہت دھڑل میں گزر گیا ایک روز پہلے تذکرہ راجہ بدھشٹر سے دھرتراشت نے فرمایا
 کہ کل کاموں سے فرصت ہو گئی کوئی مقصد ایسا باقی نہیں جو حاصل نہ ہو گیا ہو۔ اب
 مجھے جانے کی اجازت دیدو۔ تب کرنے کو جی چاہتا ہے تم آئندہ سے راج کرو۔
 راجہ بدھشٹر دھرتراشت کی باتیں سن کر اسنو پھر لائے سو اچھے پیہم سین کے ارجم
 نکل سہارو بھی ٹھگین ہوئے راجہ دھرتراشت نے چلنے کی تیاریاں کیں رانی کتنی اور
 کا نہ بھاری بھی نہیں ہو گئیں۔ سچے بدھ کر پیا چارج ساتھ ہوئے۔ رانی کتنی کو لوگوں
 نے سمجھا یا کہ تم کہاں جاتی ہو اپنے بیٹوں کے ساتھ رہ کر آئندہ کرو۔ ابھی تک تو
 مصیبت کا سامنا تھا۔ جب چین و آرام کرنے کے دن آئے تب جنگل کی سو بھی ہذا
 بدھشٹر اور رانی درو پدی ارجم اور اس کے بھائیوں نے بھی بہت سمجھا یا۔ لیکن رانی
 نے یہی کہا کہ میرا دل اچھا ہو گیا۔ اپنے چچہ چٹھانی کی سیوا کرؤ گی اسی میں میرا سہارو
 بنیگا ساری عمر تو انہیں کیساتھ کٹی اب آخری وقت ان سے جگہ ابو نامہری حیثیت
 نقاضا نہیں کرتی مجھے مت روکو نارائن کا سمن کرؤ گی اور میرے پریت (شوہر) سے جاؤ گی
 راجہ بدھشٹر دھرتراشت (یہ مانا اکپ مجھے اتنا کہئے جانی ہیں آپ ہی کے آتے
 سے مہا بھارت ہوا جب آج کرنے کے دن آئے آپ صحرانوردی کرنے پر اوتارو گئیں
 کیا ہماری محبت دل سے دھو گئی مانا کو اپنے باک بہت پیار سے پوتے بنے ہے مانا
 مجھے مت چھوڑے کچھ دنوں تو آپ کے چہروں کی سیوا کر لیتا :-
 پیہم سین۔ ارجم نکل سہارو بھی رو رو کر سمجھا رہے ہیں نگارانی کتنی نے کسی کا کہنا
 نہ مانا اور راجہ دھرتراشت کے ساتھ چل کٹری۔ نہیں آگے آگے رانی کا نہ بھاری اور ان
 کے کان سے پر راجہ دھرتراشت ہاتھ دے کر ہوئے چار سے گئے اور ان کے پیچھے رانی کتنی
 پیادہ پا چلی جاتی ہیں۔ سچے۔ بدھ کر پیا چارج بھی ہمراہ ہیں۔ چلتے وقت راجہ دھرتراشت
 نے دھرم پتر راجہ بدھشٹر کو سینے سے لگا لیا اور دھاڑ مار کر رونے لگے :-

نہیں ہوں جب جانتا چلے آنا قریب ہی تو جنگل ہی میں بیٹھ کر تپ کر ڈنگارانی کنتی نے بھی
 اسی طرح کی باتیں کہیں راجہ دھرتراشت اور رانی گاندھاری نے کنتی کو سمجھایا کہ تم ناحق
 ہمارے ساتھ پریشان ہوگی اپنے بیٹوں کے پاس رہ کر زندگی سچل کر دو کیا دان اور
 پتہ گھر میں نہیں ہو سکتا تمہارے لڑکے لائق ہیں انہیں کسی طرح کا حذر نہ ہوگا سب
 کام تمہارے بن جائیں گے رانی کنتی کا جواب نفی تھا گھر میں رہ کر کیا کرونگی تمہاری خدمت
 سے تو میرا پروک سمجھ گیا مگر باسی استیروں نے سمجھایا مگر کنتی نے کسی کا کہا نہ مانا راجہ
 دھرتراشت نے یوگیوں اور منشیروں کی طرح روپ بنا کر مرگ شالہ کا ندھے پر
 پر رکھا کنتی اور رانی گاندھاری کو ساتھ لے پانچوں بھائیوں اور اپنے بیٹے پوتوں
 اور بہرہ کیٹ وغیرہ پوتوں کو اشیر باد دیکر بن کی طرف رحلت فرمائی۔ چلتے وقت بھی
 بہت سی خیرات ہوئی گائیں اور نقد زر و جوہر ملت دکھنا میں دئے گئے پھر راجہ بدھشٹر
 کو بلا کر چھاتی سے لگا لیا اور کہا جیسا شکھ میں نے اپنے پیارے بیٹے بدھشٹر کی خدمت
 سے اٹھایا دیو دھن وغیرہ سو بیٹوں کے زمانے میں یہ آئندہ نصیب نہیں ہوگا میرا دل
 ان کی مفارقت کی برداشت نہیں کر سکتا لیکن خیالی اس بات کا ہے کہ ایک دن مضافہ
 پے بڑھاپے کا عالم ہے کچھ تو نارائن کا بھن ہو جائے بن میں تپ کر ڈنگا اور اپنے پیارے
 بیٹے بدھشٹر کو دعاے خیر سے یاد کر ڈنگا پھر رانی کنتی نے برکیٹ اور سپہد کو پکار کر کہے
 راجہ بدھشٹر کے پیہر کیا اور ہدایت کی کہ رانی و روپی کی رضا جوئی کا خیال ضرور رکھنا اس
 کا دل کسی طرح دکھنے نہ پاوے یہ کہہ کر رانی کنتی راجہ دھرتراشت اور گاندھاری کے ساتھ
 چل کھڑی ہوئیں تمام شہر ماتکرہ ہو رہا تھا اہل شہر بھی ساتھ تھے سینہ کو پی کرتے ہائے ہائے
 کے دھڑاٹھ نالوں میں ہر ایک کی چھاتی بھلتی تھی زبردستی سب کو لوٹایا بدھشٹر اور سب
 راجہ رانی کے ساتھ گئے پھر روز گنگا جی کے کنارے قیام ہوا سب نے راجہ دھرتراشت
 اور گاندھاری اور کنتی کے لئے دُکھ کی سیج بنائی اور سندھیا کر کے راجہ دھرتراشت
 نے رانیوں کے ساتھ کشا سمجھا پرشب کو آرام فرمایا :

اور صبا کے
 راجہ دھرتراشت کی صحراوردی کے لچر دھرتراشت اور دھرتراشت

کی گفتگو

بیشم پانچ جی فرماتے ہیں کہ جب راج رشی راجہ دھرتراشت تپ کرنے کے لئے ہستناپور سے چلے اس وقت تمام شہر میں ماتم برپا تھا۔ راجہ بدھتشر کو اپنے چچا کی مفارقت کا بڑا صدمہ تھا لیکن بھیم سین دھرتراشت کے جانے سے بڑا خوش تھا۔ راجہ دھرتراشت بھی اس دن بیٹے غموں میں بیٹھتے۔ بدھتشر کی جدائی کسی طرح گوارہ نہ تھی۔ رات بھر نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی اٹھنا کرنے لگا جی کے کنارے بیٹھ گئے۔ بہمن وغیرہ توجہ ہوئے۔ پوتھی پودان پڑھنے لگے ویدی راجی گئی۔ دھرتراشت نے ہون کیا۔ پھر دیاں سے چل کر کوشیتر پہنچے۔ وہاں کے راجہ شت یوب سے ملاقات ہوئی۔ دیاس جی کے بھی درشن ہوئے راجہ دھرتراشت نے شت یوب راجہ وکشیلے کو وہاں نواں کیا۔ اسی طرح کنتی اور گاندھاری بھی بن میں رہ کر تپ کرنے لگیں دھرتیوں کی اچھال اور پتوں سے بنے ہوئے کپڑے ریشیوں کی طرح پہنے ہوئے راجہ دھرتراشت۔ رانی گاندھاری اور کنتی نے بڑا تپ کیا۔ بدن لاغر ہو گیا تھا۔ ہڈیاں دکھائی دیتی تھیں سنبھ اور بڈر راجہ کی خدمت میں مصروف تھے۔ ایک دن دیورشی ناراد اور پریت رشی اور دیول رشی بہت سے رشیوں کے ساتھ شت یوب راجہ کے اشٹرم میں راجہ دھرتراشت سے ملنے آئے۔ کنتی اور گاندھاری اور راجہ دھرتراشت نے سبھوں کی پوجا کی۔ دیورشی ناراد نے دھرتراشت اور گیان کی گفتگو اور راجہ شت یوب کے راج اور تپ کی تعریف کی۔ ایک روز اتفاق سے میرا گند اندر لوک میں ہوا۔ راجہ پانڈو اور اندرسے یا میں ہو رہی تھیں۔ راجہ پانڈو تمہاری اور رانی گاندھاری کی یاد کر کے بہت اُداس ہوئے۔ تمہارا چپ اور تپ دیکھ کر راجہ اندرسے کہنے لگے کہ میرا بھائی راجہ دھرتراشت تمہاری یہ دیں مصروف ہے۔ میں اس وقت وہاں موجود ہی تھا۔ اب درشت سے تمہارے حالات مجھ پر بخوبی روشنی ہو گئے۔ اسے راجہ تمہاری روح اس قالب کو چھوڑ کر رانی گاندھاری کے ساتھ پرلوک میں پرواز کر گئی۔ تم نے بہت کچھ ریاض کیا ہے۔ تمہاری محنت ٹھکانے لگے گی۔ کویر جی کے لوک میں اوند کر دے۔ رانی کنتی اپنے شوہر راجہ پانڈو سے ملیں گی۔ راجہ دھرتراشت ناراد جی کی باتوں سے خوش ہو گئے۔ پھر پریشا شت برستے گی۔ دیورشی اور ناراد جی کے قدم پوس ہو کر عرض کیا۔ راجہ پانڈو کا کیا حال ہے ناراد جی۔ راجہ پانڈو تمہاری یاد کرتے ہیں۔ راجہ اندرسے اکثر تمہارا ذکر خیر ہوا۔ اکیلا ہے جی

کبھی تمہارا ذکر آیا۔ راجہ نے بھی کہا۔ کہ حقیقت میں راج رشی دھرتراشت کی رشیوں پرست
 لے گئے۔ واقعی بڑا تپ کیا دیا میں راج بھوگا منے کے قریب آخرت بھی بہت عالی۔ گو بیٹوں کی
 محبت میں غریبہ بچوں پر دست بھاد راز رہا اور یہی وجہ تمام خاندان کے تباہ ہونے کی ہوئی
 مگر پھر بھی بڑھاپے میں تارک اور پناہ پھر اچھا تپ کیا تاکہ انہوں کا کفارہ ہو گیا اور وہ بھی
 تمہاری طرح کو پروک میں عنقریب آئے۔ داسے میں راجہ پانڈو اختیار کیا اور بھی راجہ
 دھرتراشت یعنی شوہر کی سیدھا میں مصروف ہو۔ وہ بھی تپ کر رہا ہے۔ راجہ دھرتراشت
 کے ساتھ کو پروک جانیگی اور تمہاری استری رانی کنفی تمہارے پاس آئے گی۔

ناراد اور دھرتراشت میں کچھ دیر باتیں ہوتی ہیں سارا دیوی آٹھ کھڑے ہوئے بہستنا پر
 راجہ بدھشٹر سے ملے اور دھرتراشت کا حال بیان کیا کہ ابھی ابھی تمہارے چچا سے ملتا ہوا
 تمہارے پاس آتا ہوں۔ اندر لوک تمہارے والد راجہ پانڈو کی بھی زیارت ہوئی تھی۔ اندر
 اور پانڈو کی گفتگو جو تمہارے چچا کو بارے میں ہوئی تھی۔ راجہ دھرتراشت کے گوش زد
 کر دی دھرم پتر راجہ بدھشٹر راجہ دھرتراشت کی رحلت کے دن قریب آگئے صرف تین
 کی زندگی اور ہے چپ تپ کرنے میں خوب دل لگا یا اگر دیکھنا ہو تو جاکر دیکھ آؤ تمہاری بھی راجہ
 دھرتراشت کے ساتھ ڈال بھائی کی نجات پا کر اپنے شہر راجہ پانڈو کے پاس پہنچے گی۔ راجہ پانڈو نے
 راجہ پانڈو سے خود کہا تھا کہ دھرتراشت تین ہیں اور زندہ رہا گا۔ اتنا کہہ کر دیو رشی ناراد کوں سے چلے گئے

اڑھیا گئے

راجہ دھرتراشت کی زیارت کو راجہ بدھشٹر کی روانگی

بیشم پانچویں ہے کہ جب راجہ دھرتراشت نے ریش کی طرف نصرت کی اور راجہ بدھشٹر ناراد
 خیر چچا کو نصرت کر کے داخل بہستنا پر پہنچے۔ ریش کی زبان میں ماتم چچا گیا بلانی دروپی اپنی ساس
 کے قطع منقطع سے ارجہ ریشہ ریشہ ایک سے پاخوں بیٹے قہر اجل ہو چکے تھے منینہ نگار تھا۔ اس تلہم
 نے اور بھی ازخیم بھر بھوک پاشی گروی۔ راجہ بدھشٹر اپنی ماتا کی یاد میں ہر وقت معوم رہتے سارے کان میں
 جی لگتا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ اپنے پیارے چچا کی طرح تارک اور پناہ ہو کہ ریش میں بسیرا میں تین
 برس لچچا اور پیاری ماتا دنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ یہ سننے والوں سے دیکھا بھی نہیں۔ چکر زیارت کر
 پس یہ سوچ کر شہر میں منادی کوادی کر دھرتراشت راجہ اپنے چچا اور ماتا کے دشمنوں کے لئے جانا چاہتا ہوا

ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ راجہ کے ساتھ دھرتراشت اور رانی کنتی کی زیارت سے برکت حاصل کر
 صدائے عام سے اکثر اہل شہر بھی چلتے پر عازم ہوئے۔ اور در دولت پر حاضر ہو کر غدیہ خواہ کیا۔ راجہ
 بدھتراشٹ رانی درویدی اور تمام رانوں کی رانیاں مع اخرہ واقارب کے عازم کو کشتیر ہوئی پتیمین
 اور اہل سامان سے درست ہو کر فوج کے ساتھ شہر کے باہر قیام پذیر ہوئے۔ راجہ بدھتراشٹ بھی اہل شہر کے
 ہمراہی میں پانچ روز تک ہستنا پور کی سرحد پر اس لئے ٹھہر گئے کہ جس کسی کا دل چاہے ہمراہی میں نہ
 ہو۔ پانچ روز کے قیام سے اکثر دیہات سے بھی لوگ اکٹھے ہو گئے عجیب چل پل تھی۔ میلہ لگا تھا شاہی
 سامان اس پر رہا یا کی آمد سے رونق دو بالا ہو گئی۔ ہاتھی گھوڑے، نالکی، پالکی، فوجی ٹھاک باٹ سے
 بھرتی ہوئی تھی۔ رشی متی بھی یہ خبر سکر راجہ کے جلوں میں تشریف فرما ہوئے۔ غرضیکہ پانچ روز تک
 خوب جنگ ٹھارہا۔ چھ روز دھرموان راجہ کو کشتیر کی طرف روانہ ہوا۔ راجہ بدھتراشٹ مع اپنے بھائیوں
 کے قبل پر سوار تھے۔ نقارہ کوٹ بجتے ہی ہر شخص ساز و سامان تو لیں ہو کر چل کھڑا ہوا۔ غرضیکہ
 بھڑکے ساتھ جب راجہ بدھتراشٹ کو کشتیر پہنچے پتہ لگانے سے معلوم ہوا کہ راجہ بدھتراشٹ شنت یوب
 راجہ کے آئرم میں مقیم ہیں۔ بیچ میں دیر ہائے جمنائٹ تھا۔ دریا کو عبور کر کے جب اس پار پہنچے۔
 لپتوں نے راجہ شنت یوب کے آئرم کا سراغ لگایا۔ راجہ بدھتراشٹ سواری سے اترے اور پیادہ چاکر
 دو کوس مسافت طے کرنے بعد راجہ شنت یوب کی کٹی میں پہنچے۔ تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ راجہ بدھتراشٹ کے
 انوکھل ٹپے۔ کچھ تھام کر بیٹھ گئے۔ وہاں کے باشندے رشی متی راجہ سے ملنے آئے۔ راجہ بدھتراشٹ
 نے سبھوں کے قدم چھوئے اور پچا کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ راجہ بدھتراشٹ رانوں کے ساتھ
 جمنائٹ پہنچے گئے ہیں۔ آئے ہوئے۔ راجہ بدھتراشٹ چپا سے ملنے کے لئے جمنائٹ گھاٹ پہنچے۔ اور راجہ
 دھرتراشت اور چچا گاندھاری اور رانا کنتی کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ جب وقت مہارانی کنتی نے
 سنبے اور راجہ بدھتراشٹ کو دور سے آتے دیکھا اور ڈر کر چپائی سے لگایا۔ پانچوں بھائیوں نے رانا کنتی کی
 قدم بوسی کی رانی کنتی نے اپنے بیٹوں اور بیٹوں پر ہاتھ پھیرا اور سینے سے چٹا لیا۔ راجہ بدھتراشٹ اور رانی
 گاندھاری بھی ہر ایک سے جھٹکے کے ساتھ گلے ملے ہیں۔ مزاج پر سی ہو رہی ہے۔ راجہ بدھتراشٹ اپنے چچا
 دھرتراشت اور چچا گاندھاری کی ڈنڈوت کر کے ساتھ بٹھ گئے۔ دونوں ہاتھوں سے چرن دایہ سے چپ
 راجہ بدھتراشٹ بار بار چپائی سے لگاتے ہیں۔ پریم اور محبت کا جوش ٹھٹھاتا ہے۔ راجہ بدھتراشٹ
 ایک ایک سے لگا کر سوتے سوتے اپنی شہرہ در عیال سے ملنے آتا ہے۔ ایک سے نام پوچھ کر لیتا ہے۔ دیکھو
 دھادیتے تھے اسی طرح رانی کنتی اور گاندھاری بھی ہر ایک سے ملیں اور خیر و عافیت پوچھتی ہیں۔

ادھیکارے ۱۲

بدرجی کی وفات راجہ بدھشٹر کا اظہار افسوس اور رنجانی تعلقات

بیشم جی فرماتے ہیں جو لوگ راجہ دھتر اشٹ سے ملنے آئے ہیں سبھی ہر ایک کا نام بتا رہا ہے راجہ دھتر اشٹ سب کو دعائیں دیکر ہر ایک کی مزاج پر سی کر رہے ہیں۔ راجہ بدھشٹر بولے آپ کے قدموں کی زیارت ہو جانا بڑی کٹل ہے آپ اپنے مزاج کی کیفیت فرمائیے۔ آپ کو کسی طرح کی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ یوگ ابھاس بخوبی ہو گیا۔

دھتر اشٹ۔ ہاں نارائن کی کرپا سے سب کام بھٹتا چلا جاتا ہے میرے تمام غم و افکار اس تپ سے دور ہو گئے۔ سو بیٹوں کے مارے جانے سے کلچہ نگار بھقا۔ اب کسی کا مطلق خیال نہیں طبیعت میں یکسوئی ہو گئی۔ استقبال زور پکڑ گیا۔

بدرجی۔ پیرا ہے چچا امیری مانا آپ کی خدیت تو اچھی طرح کرتی ہیں۔ انہوں نے بھی خوب تپ کیا ہو گا۔ میری چچی کا ریاض تو ظاہر ہے۔ بدن میں ہڈیاں ہی ہڈیاں نظر آتی ہیں۔ اپنے ہڈیوں کے غم سے دکھی ہو رہی ہیں۔ اب تو انہیں دکھ نہیں۔ دھرماتما بدرجی کے درشن نہیں ہوئے وہ کہاں ہیں۔ اور سبھی کہاں تپ کرتے ہیں۔

دھتر اشٹ۔ تنہا رہی مانا نے میری بہت خدمت کی۔ دیوی گاندھاری جی نے بھی بڑا تپ کیا ہے۔ سبھی تپ کر رہے ہیں۔ بدرجی کے تپ کرنے کی حقیقت بیان نہیں کی جاسکتی اس بق ووق جنگل میں جب سے آئے ہیں بے آب و آہنہ بسر کرتے رہے۔ یعنی کچھ روز پہلے بھانک کر تارائن نام میں لگن رہے۔ اب ان کا بدن پھول کی طرح ہلکا ہو گیا ہے۔ یہ وقت یوگ کا سادھن کرتے رہتے ہیں بہت دنوں سے مجھے ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ ہمیشہ گیت لہتے ہیں۔

راجہ بدھشٹر وہاں سے بدرجی کے پاس پہنچے۔ دُور سے ایک جٹا دھاری صورت نظر آئی۔ تمام بدن خالک۔ آلودہ پورہ تھا جسم اس قدر راتھ و خیم ہو گیا تھا۔ کہ ہڈیاں نمایاں ہو سکتی تھیں۔ سناٹا راجہ بدھشٹر سے بولے کہ یہ بدرجی ہیں۔ راجہ بدھشٹر نے آگے قدم بڑھایا۔ بدھشٹر کبھی طاہر ہوتے تھے۔ کبھی نظروں سے غائب ہو جاتے تھے۔ جب بدھشٹر بالکل قریب ہو گئے تپ ایک دھڑکتے کے نیچے بدرجی کو کھڑا پایا۔ راجہ بدھشٹر نے شکل نیچا نا۔ اور کہا تمہارا اس بدھشٹر

حاضر ہے۔ یہ کہہ کر تپ کی بدرجی نے غور سے بدھشٹر کو دیکھا۔ ہر ایک عضو پر نگاہ ڈالی۔ اور رہے

بدھشٹر کے پران میں اندریاں اندریوں میں لوگ بل سے بولیں کر دیں مہیشٹر کو اپنا جسم بھاری معلوم ہونے لگا۔ راجہ بدھشٹر کو ویاس جی کا کہنا یاد آیا جب انہوں نے فرمایا تھا کہ بدرجی تنہا ہے جسم میں پروین کریں مگر راجہ بدھشٹر چاہتے تھے کہ بدرجی کا فرنگ کرم کیا جائے۔ مگر ریشیوں اور مینوں کی ممانعت سے مجبور ہوئے۔ کیونکہ ستیا س دھرم دھارن کرنے والے کا فرنگ کرم نہیں کیا جاتا یعنی ان کا دہ نہیں ہوتا۔ راجہ بدھشٹر بدرجی کی وفات سے معصوم ہو کر ڈیرے پر آئے۔ راجہ دھرتراشت سے بدرجی کا حال بیان کیا لوگ شکر بہت حیران ہوئے کہ بدرجی راجہ بدھشٹر کے بدن میں کیوں پرویش کر گئے۔ راجہ دھرتراشت کی آگیا سے سبھوں نے کنہی مول بھل نویش فرمائے۔ شام ہو چکی تھی۔ سندھیا کر کے سبھوں نے آرام کیا۔ راجہ بدھشٹر نے اپنی مانتا کنتی کے پاس مرگ چھ لے کر تہتر اوت فرمائی۔ صبح ہوتے ہی اشتان دھیان سے فراغت پا کر دیدیوں کو دیکھا کہ میں ہون ہو رہا تھا کہ میں پوران پڑے جاتے تھے۔ پھر ساری سماج کو لے کر پاس پن کی گشت لگائی کہیں ہرن زقند بھر لے رہے ہیں کہیں دھتوں پر پرندے چھپا رہے ہیں کہیں طوطے مینا اپنی بیٹی بولی سے لوگوں کے دل کھینچ رہے ہیں۔ ٹھنڈی ہوئے کے جھونکوں سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے کہیں آبتار جاری ہیں۔ پرندے اپنی اپنی ٹولیوں میں چشموں پر کلیلیں کر رہے ہیں۔ عجب پر قضا بن تھا۔ راجہ بدھشٹر کو اس تفریح سے خاص لچھی ہوئی پھر وہاں سے پلٹ کر راجہ دھرتراشت کے پاس آئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھرتراشت اپنے غریبوں میں اندراسن کا شکم بھوکے ہا پنے جس طرح راجہ اندرا سپروٹوں اور دیوتاؤں میں جلوہ فگن ہے۔ اسی طرح رشی راجہ دھرتراشت اپنے پرور میں شو بھاوے رہتے ہیں۔

ادھیا لے

گنگا جی پر ویاس جی کی ہاری میں راجہ دھرتراشت اور راجہ بدھشٹر کی تکی راجہ بدھشٹر، راجہ دھرتراشت کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک کا نام لے کر تیار ہے ہیں۔ کہ میری داہنی جانب مہایا ہو گا۔ ٹڈیو دھنق دھاری ارجن داس کے پاس مہا بلنی بھیم بن دوسری جانب لکل ور سہا دیو بیٹھے ہوئے آپ کی زیارت میں شرف حاصل کر رہے ہیں۔ عورتیں اور لڑکیاں اور آپ کے مرے ہوئے لڑکوں کی داہنیں یہاں موجود ہیں۔ دھرتراشت نے سب کو دعا دی انہیں میں اپنے چلیوں کے ساتھ مہارشی ویاس جی رونق افروز ہوئے۔ راجہ بدھشٹر

نے بڑے تیاگ سے بیٹھایا دیاس جی نے راجہ دھتر اشٹ نے فرمایا۔ رانی کنتی تمہاری خدمت کرتی ہے۔ اور گاندھاری جی جب کہ یہی ہیں راجہ بدیشٹ سے تمہاری ملاقات بھی ہوگئی بدیشی نے ماٹھ صاحب رشی کی بدری سے شہودرجون سے میری نظر سے جھم لیا۔ اور اب اپنے تپ کے زور سے راجہ بدیشٹ میں پرویش کر گئے۔ کیونکہ دوسم روپ راجہ بدیشٹ میں اور دھرم ہی کا اوتار بدیشی تھے۔ اس لئے راجہ بدیشی مرنے کا غم نہ کرنا جس طرح آگ اور پانی سب جگہ ہے۔ اسی طرح جہاں دھرم ہے۔ وہاں بدیشی جی ہیں۔ راجن! تم اپنے سرے ہوئے بیٹوں کا غم نہ کرو تمہارا وقت قریب آگیا۔ جو کچھ ہم سے دیکھنا یا پوچھنا یا سننا چاہو پوچھ لو۔ راجہ ججی بدیشٹ پائے سے دریافت کرتے ہیں کہ مہاراج راجہ بدیشٹ ایک ماہ کے راجہ دھتر اشٹ کے پاس مقیم رہنے کچھ اکیلے تھے نہیں۔ لاؤ لشکر ساتھ تھا۔ ان سب کا گزارش اس بیابان جنگل میں کیونکہ بوداگریہ خیال کر لیا جائے کہ راجہ بدیشٹ بھی راجہ دھتر اشٹ کی طرح کن محل میں گزرتا کرتے تھے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تعجب اس بات کا ہو کہ اور لوگ کیا کھاتے تھے۔ کندھوں استند رہاں تھے۔ کہ سب کلیپ بھرتا۔

بدیشٹ پائے جی۔ راجہ بدیشٹ بہت بڑا مہاراجہ فہم تھا۔ اس نے پہلے ہی سے دیہات اور قریب جوار کے گاؤں سے رسد کا سامان مہیا کر لیا تھا۔ کسی کو تکلیف نہیں ہونے پائی۔ جتنے رشی نارودیل وغیرہ آئے سبھوں کی پوچھن کی اور پوچھ کر لیا یہ کوئی بات نہ تھی جو تمہارے پوچھی ایک روز عروں میں دیکھو تو میں میں۔ نو اس کی زبانوں پر جتنے انگنتی۔ درویدی نکل رہا۔ یو اور کرن کی استریاں گل تمام ہوئیں راجہ دھتر اشٹ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں دیاس جی نے تحریک کی کہ راج رشی میں تمہارے دلی جذبات اور خود داری کو بدیشٹ مہاراجہ۔ درد غم میں شریک ہوا رانی گاندھاری درویدی اور سو بھدار کے دلی حال بھی جانتا ہوں۔ آج میں ایک کریمتہ دکھ لایا چاہتا ہوں جس بات کی خواہش ہو بیان کرو میں تمہاری آرزو پوری کروں گا یہاں جتنے مہارشی لوگ ہیں سب میرے سپیک قانون دھتر اشٹ مہاراج آپ کے دشمنوں سے رنج و خکار ڈور لیا کرتے ہیں۔ کسی بات کا تردد نہیں ہا البتہ کبھی کبھی یہ خیال ضرور آتا ہے کہ دروید میں سا جنم اور جہاں اب دنیا میں ہے یا نہ ہو گا میں نے اپنی جہالت سے پانڈوں کو دکھ بچایا بدیشٹ تپا مہ اور درونا چارح ایسے مہاتما بزرگ مارے گئے نہیں معلوم ان کا کیا حشر ہوا۔ آ یا نرک میں ہیں۔ یا سرگ ہوگئے ہیں۔ اگر ہو سکے تو ان کا کال دکھائیے۔ ان لوگوں کی زیارت اس خیر وقت میں ہو جاتی تو اچھا تھا۔

رانی گاندھاری مہارشی! میرے سو بیٹوں کے مرنے کو تین یو ہوگئی ہیں۔ یہ یو ایں آپ کے

سانے بیٹھی ہوئی اپنے تپ کے سوگ میں دن رات گزارا کرتی ہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دفعہ ان کے شوہروں سے ان کو ملاویں؟

رائی کنتی۔ جو سورج نارائن کی درشت سے پیدا ہوا تھا میرے کچھ کے ٹکڑے کر کے دنیا سے کوٹ کر گیا۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو اس کی صورت دکھا دیجئے۔ اسی درویدی نے اپنے پانچوں لڑکوں کی صورت دیکھنا چاہی۔ اور سو بھدر اراجی بھمنو کے لئے بیقرار ہو گئیں۔

ویاس جی۔ ایسا ہی ہوگا جس طرح رات کے وقت کوئی خواب نظر آئے۔ اور صبح اس کا نام نشان نہیں رہتا۔ اسی طرح یہ سب فردے نہیں دکھائی دیئے۔ یہ لوگ دیونا گندھرب۔ راجھس اور رشی کے اوتار تھے جو کہ کورکشیز کے میدان میں مارے گئے۔ راجہ دھرتراشت گندھربوں کے راجہ کے اوتار ہیں۔ راجہ پانڈو و مدگنوں کا روپ تھے۔ بدراجی اور بدھشتر دھرم راج ہیں بھیم سین ہوا کا انش ہے۔ دریودھن کھجک کا لشکری دو اپہ کا روپ تھا۔ دوشاسن وغیرہ جتنے لڑکے تھے۔ راجھسوں کے انش سے پیدا ہوئے تھے۔ ارجن ترکا اوتار ہے۔ اور کرشن چندر برہم روپ نارائن کا اوتار ہیں۔ نکل سہدیو اسونی کمار روپ سے ہمارے یہاں پیدا ہوئے۔ کرن سونج کی اولاد ہے۔ اہمینیو میں چندر بھان کا انش تھا۔ دھرتراشت صن لکھی کا روپ ہوا۔ برہمیت جی درونا چان نام سے پرتھوی برآئے۔ اسو تھا مال ردر کے انش سے پیدا ہوئے۔ بھیم پتاما گنگا جی کے لڑکے بسو دیوتا کے روپ تھے۔ مہا بھارت کے لئے سمجھوں گا اوتار پو تھا۔ اب وہ سب سرگ لوک میں نو اس کرتے ہیں۔ آپ سب لوگ گنگا جی کے کنارے چلیں۔ ہم آپ کو سب کے درشن کرا دیں گے۔

راجہ بدھشتر نے سواروں کا انتظام کیا۔ اور کل پروار کو ساتھ لئے پہلے گنگا جی کے کنارے پہنچے۔ وہ دن بہت بڑا معلوم ہوتا تھا۔ شام ہونے پر سمجھوں نے سندھیا سے فراغت کی راجہ دھرتراشت گاندھاری جی کے کاندھے پر بٹا رکھے ہوئے گنگا جی کے کنارے ویاس جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سمجھوں نے ویاس جی کو ڈونڈوت کی۔ اور اپنے اپنے آستوں پر بیٹھ گئے۔ مردوں میں مرد اور عورتوں میں عورتیں بیٹھ کر اس نظارے کی منتظر ہوئیں جو ویاس جی آج دکھانے والا ہیں۔ سمجھوں کو کچھ کیسیانہ اس بات کی حیرت تھی کہ کیتو ویاس جی مردہ لوگوں کی حوٹوں پر زیدت کریں گے۔

وہاں تک کہ آپ کے لئے ضرورت ہو تو ان جنگ کی حوٹ کا اجتماع

ہیشم پائے جی گویا میں کہ دیاس نے تپ کے زور سے سب کی آرزوئیں پوری کر دیں جس جس کی جیسی چاہ
 تھی۔ اُس کی تمہیں برائیں۔ دیاس جی نے گنگا جی غوطہ لگایا۔ اور وید پندتوں کا آواہن کر کے راجاؤں اور
 شہر برہمنوں کی روہیں نکالنا شروع کیں۔ شہر و غوہ فاجی۔ تلامہ ہم ہر پاپ ہوا۔ سب سے پہلے ہیشم پیامہ جی
 اور درونا چارج نکلے جن کے پیچھے کونوں کی فوج برآمد ہوئی۔ پھر راجہ دیراٹ اور راجہ دروید پاپی اپنی
 فوجوں کے ساتھ برآمد ہوئے۔ دروید کے پانچویں بیٹے اور اچھینوار جن کا بیٹا گھٹوٹ کچ۔ کرن دروید دھن
 مہار تھی ششنی دوشاسن وغیرہ کی صورتیں دکھائی دیں۔ بعد ازاں گھٹوٹ جی اساتھ ہوا بیٹا بھوکر شہر دیش
 شیل اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ راجہ دھرتراشٹ کے سامنے آئے۔ برش مین دروید جن کا لڑکا کشمن
 دھرتراشٹ دن بہکندی۔ برش کبیت۔ سوہرت۔ اچھیں۔ بالیک۔ راجہ چکتیاں اور بہت سے راجے جنگ
 غوطہ لگا لگا کر دیاس سے نکل نکل اپنی اپنی فوج میں کھڑے ہو گئے۔ جس حیثیت سے یہ لوگ میدان
 کا زار میں ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ اسی صورت سے آج لڑائی میں سرگرمی دکھاتے نظر آئے۔
 گوراجہ دھرتراشٹ اندھے تھے۔ مگر دیاس جی کی کرپا ایسی ہوئی کہ اُن کے دیدے باطن کھل گئے۔ اچھیں
 میں خود بخود روشنی خود دکرائی۔ سب بیٹوں کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی۔ اسی طرح گاندھاری نے
 اپنے بیٹوں کو چھاتی سے لگایا۔ مانا کنتی نے اپنے بیٹے کرن کو دیکھ کر خوب سا پیار کیا۔ سوہرت نے
 اچھینوار کو اور رانی دروید نے اپنے پانچوں بیٹوں کو دیکھ کر کلیجے کی آگ ٹھنڈی کی عرض کیا۔ جو کل
 عزیز تھا۔ دیاس جی نے سب کو بلا دیا۔ حاضریں ایک دوسرے کو حیرت کی نگاہ سے تک رہے تھے۔
 مہاراجہ رت موہنہ روبرو تھا۔ ہیشم پیامہ درونا چارج جی راجہ دروید شہر کے گلے مل کر خوب بیٹے رانی
 گاندھاری نے اپنے بیٹوں کے دیدار سے آنکھیں سنکیں۔ پھر ایک کو گلے لگا لگا کر پیار کیا۔ دروید
 اور کرن نے اپنے بھائی پاندؤں کو گلے لگایا۔ بغض اور حسد کا نام نہ تھا۔ خلوص محبت سے
 ہر ایک مل رہا ہے۔ اسی طرح سب بیوائیں اپنے شوہروں سے ہنسی خوشی ملیں۔ وہ رات بہت
 آندھ سے گزری۔ صبح ہوتے ہی بھوں نے گنگا میں غوطہ لگایا۔ اور نظروں سے غائب ہو گئے۔
 کوئی دیو لوک کوئی برہمن کوئی بہیم لوک۔ جم لوک کویر لوک جہاں سے جو آیا تھا۔ اپنے اپنے مقام
 پر پہنچ گئے۔ دیاس جی نے بیواؤں سے کہا۔ کہ تم اپنے شوہروں کے لوک میں جانا چاہتی ہو تو
 گنگا جی میں غوطہ لگاؤ۔ اپنے اپنے پت کے پاس پہنچ جاؤ گی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جو
 جس کی امتی تھی۔ اپنے شوہر کے ساتھ روانہ ہو بیٹھے۔ مگر چلی گئی۔ دیاس جی نے سب کی آرزوئیں
 پوری کر دیں۔ جو لوگ اس کھٹا کو بھگتی سے پڑھیں۔ وہ بھوساگر سے پار ہو جائیں گے۔

ادھیائے (۱۵)

بیاس جی کے بل سے راجہ جینے جی کو
راجہ پر بھیت اور سمیک رشی و شرنجی
رشی کی روتوں کا ورش

راجہ جینے جی اس اتھاس کو منکر بہت متعجب ہوئے۔ کہ جو لوگ
دنیا سے گزر گئے۔ وہ اپنے جسم میں کیونکر آ سکتے ہیں جسم تو پھونک دیا جاتا ہے
اور دھیں برہم لوک میں لوک برہم لوک وغیرہ میں پہنچ جاتی ہیں۔ بیشم
پارن جی مجھے بڑا تر دوہئے۔ کہ بیشم پتاما اور دورونا چارن۔ دیو دھن کو
وغیرہ تو لڑائی میں مارے گئے۔ انہیں بیاس جی نے کیونکر بلایا اور راجہ و شرنجی
و جد شتر کو زیارت کرائی؟

بیشم پارن جی نے لاکھ سمجھایا۔ جو اور آتما کا بھیڑو کھا کر آتما اور پرما
کو ایک ثابت کیا۔ تاہم راجہ جینے جی کو یقین نہ آیا۔ یہی جواب دیا۔ کہ مجھے
بھی راجہ پر بھیت اپنے پتا کے ورش ہو جائیں۔ تو البتہ معتقد ہو سکتا ہوں۔
بیشم پارن جی نے بیاس جی کا دھیان کیا۔ بیاس جی آگئے۔ راجہ جینے جی کی
شکایت کی۔ کہ انہیں کسی طرح یقین نہیں آتا۔ جو آپ نے راجہ و شرنجی
کی خاطر مرے ہوؤں کو سامنے بلایا تھا۔ بیاس جی نے منتر پڑھ کر آواہن
کیا۔ راجہ پر بھیت جینے جی کے پاس کھڑے دکھائی دیئے۔ راجہ پر بھیت
کی پشت پر سمیک رشی اور شرنجی رشی بھی نظر آئے۔ راجہ کے صاحب
خاص بھی ہمراہ گئے۔ راجہ جینے جی اپنے پتا کی زیارت سے بہت مسرور
ہوئے۔ بیاس جی کی پوجن کی۔ اور ڈنڈرت کر کے پیشانی کے

اپنی گستاخی کی تلافی چاہی۔ بیاس جی آشر بادو سے کر چلے گئے۔ راجہ جینے
 جی لئے بیٹیم پائٹن جی سے بناس کے حالات استفسار کئے۔
بیٹیم پائٹن جی۔ جب راجہ دھڑا شٹ۔ بیٹیم پتھامہ۔ درونا چار
 راجہ دروید۔ ویراٹ۔ درپودھن وغیرہ کو دیکھ چکے۔ بیاس جی دھڑا شٹ
 سے بولے کہ اب آج سے مرے ہوؤں کا غم نہ کرنا۔ تپ کرنے سے
 سویر لوک جاؤ گے۔ راجہ پدھشٹر تمہارے پاس آئے ہوئے ایک ماہ
 سے زائد ہوا۔ اب تم ان کو رخصت کرو۔ راج کاج میں ابتری ہوگی۔ ایسا
 نہ ہو۔ کہ کوئی غنیم چڑھ آئے۔ غفلت اچھی نہیں ہوتی۔ ہستنا پور کا راج
 لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔

راجہ دھڑا شٹ۔ دھڑا شٹ سے، بیٹا! جتنی تم نے میری سیوا
 کی ہے۔ درپودھن اور دوشاسن وغیرہ سے ہرگز ایسی خدمت نہیں ہو
 سکتی تھی۔ میری رُوح تم سے بہت خوش ہے۔ اب تم جاؤ راج کاج
 دیکھو۔ میرا بھی وقت آگیا۔ کچھ دن تپ کر کے دیولوک جاؤں گا۔ تمہاری
 محبت اور پریم سے میرا دل تپ کرنے میں نہیں لگتا۔ مائستائی ہے۔ دھڑا شٹ
 آج خواہ کل بھیج یہاں سے کوچ کرو

پدھشٹر۔ بیٹا جی! میرا جی آپ کے قدموں سے علاحدہ ہونا پسند نہیں
 کرتا۔ اس آخری وقت پر مجھے جدا نہ سمجھئے۔ سلطنت کا کام میرے بھائی دیکھ
 لیں گے۔ انہیں راج مبارک ہو۔ میں بھی آپ کی طرح یہاں رہ کر تپ

کروں گا۔ **کتنی**۔ بیٹا! میری آنکھوں کا نور۔ میرا دلارا۔ تمہاری ابھی سن اس
 قابل نہیں۔ کہ جنگل کی صوبتیں اٹھاؤ۔ تپ کرنے میں بہت تکلیف ہوتی
 ہے۔ گو پترہ برس بناس کر چکے۔ کچھ دنوں آرام کرو۔ پتروں کا شراہہ کرو۔
 اپنے باپ کا پیڈ دو۔ اگر تم ہمارے ساتھ رہو گے۔ ہمارا جی تپ کرنے
 میں نہیں لگے گا۔ تمہاری بددی میں دل بھنسا رہے گا۔ اس لئے ایسا کرو۔ جس
 میں ہماری بھی آخرت بہنصل جائے۔

اسی طرح گاندھاری نے بھی سمجھایا۔ سہیلو لے مہا۔ آپ کے ذمہ سے رعیت کو ڈکھ ہو گا۔ آپ جائیں۔ راج کا راج دیکھیں۔ میں مانا پنا کی خدمت کے لئے یہاں بھڑوں گا۔ کتنی سہیلو سمجھاری ہیں۔ سہیلو اصرار کر رہا ہے۔ پھر راجہ دھرتراشٹ نے راجہ دھرتراشٹ اور سہیلو پانچوں کو مہا کر بہت سا پیار کیا۔ اور فرمایا۔ آخری وقت کی میری نصیحت یہی ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ رہیں۔ راج کا شکہ بھو گو۔ اگر درلودن ہوتا۔ تو اس سے امید تھی۔ کہ وہ ہمارے کہنے کو ٹال دیتا۔ وہ ہماری باتیں کبھی نہ مانتا۔ مگر تم دھرم روپ ہو۔ ہماری خوشی کرو۔ اور امید ہے۔ کہ تم ہمارے کہنے کے خلاف نہ کرو گے۔ ایسے بیٹا ابھی جا کر سہیلو پور میں راج کرو۔ جب ہمارے مرنے کی خبر سننا۔ پتہ اور ترپن کر کے ہماری روحوں کو خوش کرنا۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے۔ رتبہ کرو یا راج۔

راجہ دھرتراشٹ کی نصیحت آمیز گفتگو سے راجہ یدھشٹ نے گردن جھکا لی۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ مگر جواب نہیں دیتے۔ بل پر جبر کر کے کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔ اور جس طرح پھڑے گھوڑوں سے جدا ہوتے ہیں۔ یہی حال راجہ دھرتراشٹ اور پانڈوؤں کا ہوا۔ راجہ یدھشٹ اور جتنے ساتھی اقربا ہمراہی میں تھے۔ سبھوں نے دھرتراشٹ گاندھاری اور رانی کنتی کا طواف کیا۔ اور سہیلو پور کی طرف دھنڈوت کر کے روانہ ہوئے۔ ریشی گنتی جو راجہ یدھشٹ کے ساتھ آئے۔ تھے۔ وہیں بھڑ گئے۔ اور رتبہ کرنے کو کسی بن کو چلے گئے۔

اُدھیا گئے (۱۶)

راجہ دھرتراشٹ اور گاندھاری کنتی کی وفات سن کر راجہ یدھشٹ کا اظہار

اقسوس

بیشم پاتن جی جیجی جی سے رطب اللسان ہیں۔ کہ راجہ بدھشٹر کے ہستی پور
 پہنچے پر دو برس بعد دیورشی تارو جی آئے۔ بدھشٹر نے آؤ بنگلٹ کر کے نارو
 جی کی پوجا کی۔ اور مائٹھوڑ کر عرض کیا کہ بہت دنوں بعد آپ کے ورشن کے
 یہ تو فرمائیے۔ ہمارے چچا دھرتراشٹ لڑا چکے ہیں۔ بہت دنوں سے ہنر
 نہیں معلوم ہوئی۔ چچی گاندھاری اور مانا کنتی کے مزاج کا کیا حال ہے۔
 نارو جی۔ ہے راجن راجہ دھرتراشٹ۔ کنتی۔ گاندھاری نے
 بہت بڑا شپ کیا۔ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ جب تم ان سے
 رخصت ہو کر ہوتا پور آئے۔ راجہ دھرتراشٹ ہر دواری طرف چلے گئے۔
 ایک مہینہ صرف ہوا پھانک کر تپ کیا۔ کنتی اور گاندھاری بھی زمانہ
 کر تپ کرنے لگیں۔ ایک مہینہ بعد ایک بھوجن ہوتا رہا۔ ایک روز راجہ
 دھرتراشٹ کنتی اور گاندھاری کے ساتھ ایشان کر رہے تھے۔ کہ لیکا ایک
 جنگل میں آگ لگ گئی۔ آگ کے شعلوں نے زمین سے آسمان تک چھایا
 جتنے جانور اس جنگل رہتے تھے۔ جل کر کہاں ہو گئے۔ راجہ دھرتراشٹ
 نے سچے سے کہا کہ اب ہمارا وقت قریب آگیا ہے۔ اسی آگن میں جل
 کر دیو لوک جاؤں گا۔ تم اگر بچ سکو۔ تو یہاں سے بھاگ جاؤ۔ سچے لے جواب
 دیا۔ اس آگ میں جتنے سے آپ دیو لوک نہیں پہنچ سکتے۔ دھرتراشٹ
 بولے۔ نہیں ہی آگ مجھے نجات دلا سکے گی۔ دیو لوک کا راستہ کھلا ہوا ہے
 سیدھا چلا جاؤں گا۔ تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔

یہ لیکر راجہ دھرتراشٹ کنتی اور گاندھاری کے ساتھ پورب رخ کر کے
 سماوھی لنگر بیٹھ گئے۔ سچے نے طواف کیا۔ اور کہا کہ اتما کو پر ماتما میں لگا
 دی آپ کا بیڑا پار کریں گے۔ راجہ نے پر ماتما کا وصیان کیا۔ اور آگن
 نے راجہ دھرتراشٹ اور کنتی و گاندھاری کو بھسم کر دیا۔ اور تینوں کی
 روہیں قفس عشری سے پر داز کر کے کویر لوک میں بھیج گئیں۔ سچے وال

تے ہٹ کر دُور کھڑے ہو گئے۔ جب دھڑڑاٹھ جھک کر خاک ہو گئے۔
 کچھ دنوں و ماں کے ریشموں ٹینوں کے ساتھ سجے لے ٹپ کیا۔ پھر ماں
 سے ہمالیہ پہاڑ پر چلے گئے۔ ہے راجن! الیٹو کی مرضی ہی ایسی تھی۔ راجہ
 دھڑڑاٹھ کی قیمت میں یہی لکھتا تھا۔ شد فی ظلمتی نہیں۔ آپ ان کا سوچ
 سوچ نہ کریں۔

راجہ پیدھشٹر سنتے ہی آپ سے گزر گئے۔ گر بیان چاک کر ڈالا
 دل قابو سے جانا رہا۔ ہاتھ مل کر کہہ رہے تھے۔ کہ بے بدھتانا مجھ سے
 پڑھ کر بد قیمت کوئی نہ ہوگا۔ اٹھوس میری قیمت نے مجھے ان کے قابووں
 سے محروم رکھا۔ میری زندگی پر زلف ہے۔ جو اپنے ہونے چھا کی خدمتوں
 سے محروم رہے۔ مائے کیا کروں۔ میری پیاری ماما! ہمیشہ کے لئے
 جدا ہو گئیں۔ رونا اس میں اس خبر سے ماتم رہا تو پیدھشٹر کی زبان سے یہی
 نکلتا تھا۔ کہ راجن۔ بھیم سین ایسے دلاوروں کی ماما اس طرح بے بسی کے
 ساتھ اگن میں جل جائے۔ اور ہمارے مائے کچھ نہ بنے۔ جیف یہ مہی
 راجن ہے۔ جس نے کھانڈوین کو اپنے تیروں کی آگ سے جلا دیا تھا۔
 اندر نے لاکھ چانا۔ کہ کھانڈوین جلنے سے بچ جائے۔ مگر راجن کے تیروں
 کے آگے کچھ پیش نہ پئی۔ مائے یہ وہی اگن ہے جس نے ہمارے ماما کو
 بھسم کر دیا۔ اس وقت ان کا مدگار کوئی نہ تھا۔ جو انہیں بچانا۔ ماں نے ضرور
 پکارا ہوگا۔ ہے پیدھشٹر ہے راجن۔ ہے بھیم سین! مجھے آگ سے بچاؤ۔
 پیدھشٹر اس طرح کے سین کرتے کرتے زمین پر گر پڑے۔ چاروں بھائیوں
 نے بھی سر دے مارا۔ تاراجی نے دودھ کر پیدھشٹر کو اٹھالیا اور چھاتی سے
 لگا کر لٹھیت کرنے لگے۔ دھرموان راجہ عبث سینہ کو بی کرتے ہو۔
 آہ و بکا سے کیا فائدہ۔ ان کی موت یونہی لکھی ہوئی تھی۔ میں نے منہ بے۔
 کہ راجہ دھڑڑاٹھ کی مرضی ہی ایسی تھی۔ کہ اگن میں جھک کر اپنے تیس
 بھسم کر دیں۔ وہ دیو لوک میں پہنچ گئے۔ آپ اٹھو ان کو تلو بلی وور وور
 مرتک کر کے ان کی روحوں کو خوش کرو۔ ناروجی کے سمجھانے

سے راجہ بدھشٹر بیوئیں درلودن کے لڑکے کو ساتھ لے کر گنگا جی کے کنارے پہنچے۔ راجن بھیم سین نکل سہادیو بھی رانیوں کو ساتھ لے کر گنگا جی کے کنارے پہنچے۔ سبھوں نے اتمان کیا۔ اور تلانجلی دے کر تینوں کا مزناک کر م کیا۔ راجہ بدھشٹر نے کچھ برہمنوں کو ہروداد بھیج کر راجہ دھرترا کنتی اور گاندھاری کے پھول منگوائے۔ اور گنگا جی میں پرواہ کر دینے باریوں دن مزناک کر م سے نجات پا کر ہستنا پور آئے۔

بیشتم پائن۔ راجہ جینیجے سے ہے راجن اراجہ دھرترا اسٹ
مہابھارت کی لڑائی کے بعد پندرہ برس تک ہستنا پور میں رہے اور
تین برس جنگ میں تپ کیا۔ بعدہ جل کر کوہر لوک سدھارے۔ راجہ
بدھشٹر نے دھرترا اسٹ گاندھاری اور کنتی کے نام سے علیحدہ
علیحدہ کوٹیں تالاب سدھارے۔ شوالے مندر بنوائے۔ برہمنوں میں
بہت کچھ ان کے نام پر خیرات کی۔ راجہ دھرترا اسٹ کے نام سے سدھ
برت جاری ہوئے۔ برہمن بھوج کیا۔ اسے راجن! جو لوگ اس کتھا
کو نہیں گے۔ سہری نارائن جی کی کرپا سے بھو ساگر سے پار ہو کر دیو
لوک پہنچ جائیں گے۔ انسان کو چاہیے کہ آشرم بناس کر برہمن بھوج
کرے۔ اور غلے کی خیرات کرے۔ برہمنوں کو دکشنا دے کر اپنے
پتروں کی روجوں کو خوش کرے۔

مہابھارت

حصہ شانزدہم

مومل پرب

آدھیائے (۱)

یدو بنیوں کو دربارِ شری کا

شراب

بیشم پاتن ہی نارائن کا دھیان کر کے۔ جینے جی سے فرماتے ہیں
کہ مہابھارت کی لڑائی کے بعد راجہ یدھشٹر کو راج کرتے ۳۵ سال گزر
چکے تھے۔ چھتیسویں سال کے آغاز پر لشکون بدھو نے لگے۔ آندھیوں
چلنے لگس۔ خاک پھڑ آسمان سے گرنے لگے۔ راجہ یدھشٹر کو دوار کا
باسیوں کے ناش ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ کرشن چندر بھگوان اور
بدام جی دنیا سے رحلت کر کے بیکٹھ میں پہنچ گئے۔ اس خبر کی خوشی
کے اثر سے راجہ یدھشٹر کے ہوش اڑ گئے۔ آپس میں صلاح و مشورہ
ہوئے۔ ۵۶ کوٹ یدو بنی ایک سے ایک دلاویہ ایک سے ایک
شہر آپس میں لڑ کر فنا ہو گئے۔ یہ بات بعید از قیاس تھی۔ کہ اتنا

بڑا خاندان جس کے خورشید اقبال کی شعاعیں مہفتِ اقلیم میں درخشاں
تھیں۔ دم بھر میں خاک سو جائے۔ دنیا واقعی ایچ ہے۔ اس پر بھروسہ
کرنا احمقوں کا کام ہے۔ راجہ بدھ شتر نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ دنیا جائے
ثبات نہیں۔ جب کرشن چندر پر ماتا مہارے معاون و مددگار نہیں رہے
تو ہم لوگ کس لئے پھر دسے پر راج کریں۔ سری مہاراج پریم و محام کو
سدا حارسے ہم لوگوں کی زندگی بھیران کے اکارتھ بنے۔

راجہ پیپے (پیشیم پاتن سے) پدوبندیوں کا اتنا بڑا خاندان کیونکر
تباہ ہوا۔ عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ یہ بات بعید از وہم و گمان معلوم ہوتی
ہے۔ کہ کرشن چندر بھگوان جوڑو کی مانند ہیں۔ اپنے خاندان کا اس طرح
ناش کر دیں۔

پیشیم پاتن۔ ایک روز کرشن چندر بھگوان سے دربارسا۔ نارو۔
و شوا متر وغیرہ لئے آئے۔ کرشن چندر کے لڑکوں نے مضحکہ کیا۔ یعنی
سانب کو عورت کا بھیس بنا کر مہاتما ریشیوں کے سامنے پیش کیا۔
اور پوچھا۔ کہ آپ ہمیں کرپا کر کے بتلا دیں۔ کہ اس عورت کے لڑکا ہوگا
یا لڑکی۔ ریشیوں کو یہ مضحکہ پسند نہ آیا۔ اس بے ادبی کا غصہ چڑھ آیا
بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔ کہ اس لڑکے کے شکم سے موسیٰ نکلیں گا۔ وہی
مہاتما اس کا ناش کر دیگا۔ کرشن چندر اور بلرام جی البتہ اس کی زد سے بچ
جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے کبھی مہارے سے سائنڈ بے ادبی نہیں کی۔ مگر
مہاراشراپ خالی نہیں جانا۔ وہ بھی بھیدیا کے تیر سے زخمی ہو کر بیکتہ کو
چلے جاویں گے۔ بلدیو جی اپنی خوشی سے چلا چھوڑ دیں گے۔ ریشیوں
نے سراپ تو دے دیا۔ مگر پشیمان بھی ہو گئے۔ کرشن چندر بھگوان کا
خوف بھی غالب ہوا کہ جب وہ سنیں گے۔ تو کیا کہیں گے۔ ہم ان کو اپنا
منہ کیونکر دکھائیں گے۔ یہ سوچ کر کہاں کہاں میں منہ ڈالے کرشن چندر جی کے
پاس پہنچے۔ اور ماتھ جوڑو کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ زبان سے کچھ نہ کہا
کرشن چندر بھگوان انتریا می ہیں۔ فرمایا سہار شید۔ تم ناحق تادم ہو

جو کچھ ہوتا ہے۔ میری مرضی سے ہوتا ہے۔ تمہارا کچھ قصور نہیں۔ جاؤ
 سہی خوشی ٹپ کرو۔ اور ہمارا وصیان لگاؤ۔ بیکٹھ چھوڑے ہوئے
 مجھے بہت دن ہو گئے ہیں۔ میں یہی چاہتا تھا۔ پیہو بنسیوں کو اپنے زور
 باز، کاکٹھنڈ بھی تمہارا کاناں اسی طرح لکھا تھا۔ دریا شاہ و شواہتر۔ مارو
 رشی۔ دھن ہو عیاراج کہہ کر چلے گئے۔ دوسرے روز سانپ کے شکم
 سے لہجے کا موسل برآمد ہوا۔ راجکاروں نے وہ موسل اگر سین کے رو برو پیش
 کیا۔ راجہ نے جو سراپ کا حال سن چکے تھے۔ موسل کو سوہن سے رتو کر بہت
 احتیاط سے اُس کا تڑا وہ سمندر میں بہا دیا۔ ورا سانپ کو جو رتنے سے باقی رہ
 گیا تھا سوہ بھی سمندر میں پھینک دیا گیا۔ ایک مچھلی اُسے نکل گئی۔ برادہ تو سمندر
 میں پھل کر ایک کنارہ پر پٹیلانام گھاس سے مشہور ہوا۔ اور وہ مچھلی جس کا نام جاتھا
 ایک شکاری کے جال میں پھنس گئی۔ جب اس کا شکم چاک ہو۔ تو وہی موسل
 کا ٹکڑا چمکتا ہوا برآمد ہوا۔ شکاری نے اپنے تیر کی گھانسی بنا کر ترکش میں رکھ
 لیا۔ دوار کا دیش میں راجہ اگر سین نے ڈھنڈورا بٹوا دیا۔ کہ جو شخص آج
 سے شراب پی کر متوالا دکھائی دے گا۔ ہاں پچوں سمیت مارا جائے گا۔ اس
 ڈھنڈورے سے اہل شہر پر دہشت طاری ہوئی۔ لوگوں نے شراب پینا بند
 کر دیا۔

آدھیاے (۲)

کرشن چندر کے حکم سے اوڈھوجی کی بیڑا
 آشرم میں روانگی

میشم پائن جی راجہ جیشیجے سے دوار کا پوری کے حالات اس طرح
 بیان فرمائے ہیں۔ کہ ہم راج کا دوست جس کا نام کنکر تھا۔ دوار کا دیش

ہیں آیا۔ اور گھر گھر گھومتے لگا۔ اس کی صورت عجیب عجیب اور خوفناک
 تھی۔ دیکھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ کبھی ظاہر ہوتا تھا
 کبھی غائب۔ اکثر نوجوانوں نے اس پر تیر چلائے۔ مگر کسی کا تیر نشانے پر
 نہ بیٹھا۔ نہ کوئی ہتھیار اس پر کارگر ہوتا۔ اکثر ڈرپوک مارے خوف کے گھر
 سے نہیں نکلتے تھے جب سے کنکر آیا ہے۔ روزانہ شگون بد ہوا کرتے
 تھے۔ دوار کا پوری پر خوش چھاتی ہوئی ہے۔ راجہ اگر سین نے رعایا کو پر
 انعمال دیکھ کر منادی کرادی۔ شاہی حکم اہل شہر پر نافذ ہوتا ہے۔ کہ آج کل
 خوش کام زمانہ ہے۔ دوار کا پوری کا ستارہ برج خس بر آگیا۔ روزمرہ
 شگون بخس ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ تم لوگ پر بھاس تیر
 کا نشان کرو۔ جو دوسرا کے دروازے کھول دو غریب کو کھانا کھلاؤ۔ برہمن
 کو دان دو۔ ایک روز کرشن بھگوان نے عین دربار میں فرمایا۔ کہ پور نماشی
 کو گرہن پڑنے والا ہے۔ کتنی بچتر بچری ہو گئے ہیں۔ چوہے استعد بڑھ
 گئے ہیں۔ کہ سوتے سوتے لوگوں کے بال کترتے ہیں۔ راتوں کو محلوں
 کے اونچے کنگروں پر ٹوم آواز لگتا ہے۔ بالا خانوں پر گدھ بیٹھتے ہیں۔
 عورتیں استعد خود مختار ہو گئی ہیں۔ کہ اپنے خاوندوں کا حکم نہیں مانتیں
 من مانا کام کرتی ہیں۔ آگ ہیں وہ خدمت باقی نہیں رہی۔ کھانوں کا ذائقہ
 اڑ گیا۔ لوگ عیب کرنے کے عادی ہو گئے۔ جو باتیں دھرم شاستر کے
 خلاف ہیں۔ اب ہوتے دکھائی دیتی ہیں۔ باپ بیٹے میں جھگڑا رہتا ہے۔
 چھتیس برس مہا بھارت کو ہو چکے۔ رانی گاندھاری نے جو سراپ دیا تھا۔
 آج کل ظاہر ہونے دکھائی پڑتا ہے۔ ان باتوں کا تدارک ہونا ضروری ہے
 سراپ سے بچنا گو دشوار ہے۔ مگر نارائن کی گت اہم پار ہے۔ خیرات کرو۔
 ان دو پھوکوں کو بھوجن کھلاؤ۔ برہمن بھوجن کرو۔ نارائن کا دھیان کر کے
 جپ تپ کرو۔ بھون ہونے سے بڑے دنوں کی خوشست جانی ہے۔
 پر بھاس تیر تھ پر چند گرہن کے وقت اشنان کرنے سے پاپ دور ہو جاتے
 ہیں۔ کرشن چندر کی ہدایت کے بموجب دوار کا باسی پر بھاس تیر تھ پر

گئے۔ کرشن چندر مہاراجہ دیو جی کے پرپوار کے ساتھ ہانسی گھوڑوں اور رکتوں پر سوار ہو کر سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ بہت کچھ وان کیا۔ برہم بھوج ہوا ہون وغیرہ سے فرصت پا کر دیو ہنسی لوگ سمندر کے کنارے پیٹھ گئے۔ اور آپس میں گفتگو ہونے لگی۔ بہت دنوں سے شراب پی نہ تھی۔ دل میں شراب پینے کی خواہش ہوتی۔ کرشن چندر اور بلرام جی پرہم دھام کو جانے والے ہیں۔ اس لئے وہاں سے اٹھ کر اووہو جی کے پاس لشریف لائے اووہو جی لیٹن بھگت بڑے گیانی ہاتھ تھے۔ ہمارا ج سکے آئے ہی سرور ہو کر تعظیم کی۔ اور پریم کے ساتھ قدم چھو کر کرشن بھگوان کی مدح سرائی کرنے لگے۔ کرشن چندر بھگوان نے فرمایا۔ ہم بیٹنڈھ کو جاتے ہیں۔ تم بدر کا آشرم میں تپ کرو۔ اووہو جی آگیا پا کر بدر کا آشرم کی طرف راہی ہوئے۔ درباروں میں شراب کا دور چلنے لگا۔ لٹے میں چور ہو رہے تھے۔ برہم بھوج میں جو برہمن بدعو ہوتے تھے۔ ان کے لئے کرشن چندر کے اشارے کھانا پر دینا چاہئے لگا۔ دیو ہنسیوں نے کھانے پر شراب چھڑک دی۔ برہمنوں نے کھانے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور اٹھ کر چلے آئے۔ کرشن چندر نے جب سنا۔ تو بہت ناگوار خاطر ہوا۔ اور ان کا بھوجن بند کر کے آگے رکھوا دیا گیا۔

اُدھیائے (۳)
 ستمک لعل کی چوری سے کرشن بھگوان
 پر کلنک۔ اور کرشن چندر کو ستمک لعل
 کی تلاش

پیشیم پائین جی - ہے راجن، شہنشاہی ملتی نہیں۔ جوہات ہونوالی ہے۔ اس کے گناہان دیئے ہی ہو جاتے ہیں۔ تمام بدوبنی راجہ اگر سین۔ بلدیو جی۔ ساکی۔ کرت برا۔ اور کرشن چندر سمندر کے کنارے جمع ہو گئے۔ دان پین ہونے کے بعد بلدیو جی نے شراب سنگواٹی۔ حکم کی دیر بھتی شراب کا دور چلنے لگا۔ شراب میں استدر سرشار ہوئے۔ کہ متوالے ہو کر باہمی مباہت ہونے لگا۔ پہلے ہما بھارت کی لڑائی کا تذکرہ چھیڑا۔ ساکی جی نے کرت برا سے کہا۔ تم سے بڑھ کر کوئی پانی نہ ہوگا۔ جس نے استو تھناں کا ساتھ دیکر سوئے ہوئے شوہروں کو مار کر ہلاک کیا۔ دلاوروں کا یہ دھرم نہ تھا۔ یہ تو بڑوں کیوں کے کام ہیں۔ شوہر ایسا نہیں کرتے۔ ہر دین جی نے مہنک ساکی جی کے کلام کی تائید کی۔ کرت برا کو ساکی کے کلام سے پیش آگیا۔ تیر بد لک جواب دیا۔ ہم میں دلیری کہاں۔ تم اہنتہ ولاور ہو۔ جو بھوہرے شردا کا جس کا ایک ہاتھ کٹ گیا تھا۔ اور مجبور ہو گیا۔ بے بس جانکر گلا کا ڈالا۔ شجاعت اور تہوری اسی کا نام ہے۔ جیسا تم نے کیا۔ چھتری لوگ بے بس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یہ نہاری دلیہری کا خاصہ تھا۔ کرشن بھگوان بوسے۔ ساکی جی! کرت برا نے ستراجت کو مار کر خود من لے لیا۔ اور چوری مجھے لگی۔

راجہ جیمے (پیشیم پائین سے) کرشن بھگوان کو کیوں چوری گئی۔ سننک من ستراجت کے ہاتھ کیونکر آیا۔

پیشیم پائین - ستراجت نے سورہ آنا پائین کا بڑا شہید کیا۔ سورج نارائن اس کے قہر سے خوش ہو گئے۔ اور محل بے بہا جس کا نام سننک من تھا۔ ستراجت کو عطا فرمایا۔ سننک من استدر روز نشان تھا۔ کہ آفتاب کی روشنی اس کے آگے گر دیتی۔ رات کو جہاں رکنہ دیا۔ دن سو گیا۔ ستراجت لعل بے بہا گئے میں ڈال کر کرشن چندر کی ملاقات کو آپا۔ اس کے آگے سے تمام راج محل منور ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان سے آفتاب اتر آیا ہے۔ ستراجت نے کرشن بھگوان کے قدم چھوئے۔ اور ڈنڈ دست کر کے

کرشن چندر کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ نعل درختاں آپ کو کہاں سے ملا۔ ستراجت نے جواب دیا۔ یہ عطیہ سورج بھگوان کا ہے اس کی خاصیت عجیب و غریب ہے کہ جس کے پاس یہ من ہو۔ اُس پر سانپ پچھو سکا زہر اثر نہیں کر سکتا۔ علاوہ اس کے جس جگہ یہ من رکھا ہو آگہ من سونا زمین سے برآمد ہو جاتا ہے جس کے پاس یہ من ہو۔ کوئی بیماری اُس کو نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کی خاصیتیں منکر متحیر ہوئے۔ ستراجت کے جانے پر کرشن چندر نے کہا اچھا۔ کہ منتک من راہ اگر سین کے قابل ہے۔ راہ اگر سین کو منتک من دے دو۔ وہ اپنے پاس رکھیں گے۔ اس کے عوض میں جس قدر خزانہ چاہے۔ لیون ستراجت نے جواب میں کہا بھیجا کہ میں ہرگز یہ من نہ دوں گا۔ مجھے سورج نارایشن نے دیا ہے جب تک زندہ ہوں۔ کسی کی تاب نہیں۔ جو مجھ سے یہ نعل لے بہا چھین سکے کرشن چندر چپ ہو رہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ کرشن چندر بھگوان کو بہت پسند آیا ہے۔ اگر سین کا بہانہ کرتے ہیں۔ خود اپنے پاس رکھیں گے۔ اتفاق سے ستراجت کا چھوٹا بھائی بیر سین نعل لے بہا گئے ہیں وائے ہوئے کہ کرشن بھگوان کے محل کی جانب سے شکار کھینٹنے کے لئے روانہ ہوا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ جنگل میں ایک شیر کا شکار کرنا چاہا۔ شیر نے ایسا پنجہ مارا۔ کہ بیر سین خود شکار ہو گیا۔ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا۔ نعل لے بہا منہ میں ڈال کر شیر آگے بڑھا۔ سامنے سے جامونت نامی ایک ریچھ آتا تھا۔ شیر اور ریچھ میں زور آزمائی ہوئی۔ جامونت نے شیر کو مار ڈالا۔ اور من لے کر پہاڑ کی کھنڈر میں چلا گیا۔ گھوڑا بھاگتا ہوا اسیطیل میں آیا۔ بیر سین کا پتہ نہیں۔ لوگ سمجھے کہ کرشن چندر کے ہاتھوں پر سین تلک عدم سدھارا۔ ہو نہ ہو۔ منتک کرشن چندر کے پاس ہے۔ کرشن چندر اس کانکاسے بہت پریشان ہوئے۔ اس بات کی جستجو رہی۔ کہ بیر سین کا قاتل کون ہے۔ اس جستجو میں مہاراج دوار کا پوری سے لیکل کھڑے ہوئے۔ شہر سے باہر ہو کر ادھر

اُدھر گشت شروع کی۔ شیر کے پیروں کا نشان پایا۔ معلوم ہوا کہ بیرسین کا قاتل شیر ہے۔ جب آگے بڑھے۔ ریچھ کے پاؤں کے پاؤں کے نشان سے جامونت کے مسکن پر پہنچے۔ پہاڑ اکی کندرا میں جانے لگے۔ لوگوں نے منع کیا مگر آپ نے نہ مانا۔ اپنے ساتھیوں کو فحاش کی۔ کہ بارہ روز تک میرا انتظار کرنا۔ یہ کہہ کر پہاڑ کی کندرا میں چلے گئے۔

اُدھیا گئے (م)

جامونتی اور کرشن چندر کا بیابان

بیشم پائیں۔ کرشن بھگوان جامونت ریچھ کے استخان پر پہنچے عالیشان عمارت نظر آئی۔ سونے کے پنگھوڑے ہیں جامونتی بیٹھی ہوئی جھول رہی ہے۔ اور نہ تک سامنے رکھا ہوا ہے۔ جامونتی کرشن بھگوان کو دیکھتے ہی غل مچانے لگی۔ اتنے میں جامونت کی آنکھ کھلی۔ کرشن بھگوان سے زور ہوئے لگا۔ اٹھا بیٹس روز تاک شاید روز گشت ہوئی۔ جامونت کے ہوش اڑ گئے۔ دم پھول گیا۔ بولا آج تک دنیا میں کوئی شخص جامونت سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب کرشن چندر کے آگے کچھ بس نہ چلا۔ ماکھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ کہ سوائے رام چندر کے اور کوئی مجھ سے زور آزمائی نہیں کر سکتا۔ کیا آپ سری رام چندر جی ہیں۔ کرشن چندر جی مسکرا دیئے۔ جامونت سنے وہی رنگ دہی پر مشابہہ کیا۔ کرشن بھگوان نے اپنا سری رام اوتار کا شمارن کر کے جامونت کو درشن دیئے۔ جامونت نے ڈنڈوت کی۔ اور عرض کیا مبارک! میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ بڑی گستاخی ہوئی۔ معافی چاہتا ہوں۔ میں بڑا خوش قسمت ہوں۔ جو مجھ پر دیا کر کے آپ نے درشن دیئے۔ جہاراج! آپ میرے یہاں گیس واسطے آئے۔ جو حکم ہے۔ بھالوں

جاموئی میری دختر حاضر ہے۔ اُسے اپنی کینز بنائیے۔ کرشن چندر نے شمتک
من کی سرگشت سنائی۔ جاموئی نے جاموئی کی شادی سری مہاراج
سے کر کے وہ محل چیمبر میں دے دیا۔ ادھر کرشن چندر کے ہمراہی بارہ
روز تک انتظار کر کے دوار کا میں واپس آئے۔ آپ کے نہ آنے سے
تمام شہر میں کھرام مچ گیا۔ اہل شہر ستراجت کو گالیاں دینے لگے۔ جب
کرشن چندر شمتک کو لے کر جاموئی کے ساتھ دوار کا جی میں آئے
خوب جن ہوئے۔ بلدیو اور اگر سین نے خوشی کے شادیانے بجا کر خوب
خیرات کی۔ گھر گھر منگلا چار ہوا۔ ایک روز عین دربار میں کرشن چندر
نے ستراجت کو طلب کر کے شمتک من اس کے حوالے کر دیا۔ ستراجت
بہت شرمندہ ہوا۔ ستراجت نے اپنی لڑکی ست بھاماں کی شادی
کرشن بھگوان سے کر دی۔ اور من چیمبر میں دیا۔ خود بدولت نے لینے
سے انکار کیا۔ بلکہ واپس کر دیا۔ کرشن بھگوان اور پانڈوؤں کی حمایت
کے لئے ہستنا پور گئے۔ ادھر کرت برمانے اپنے بھائی ست دھوان
سے کہا۔ کہ ستراجت کو ہلاک کر ڈالو۔ اور وہ من چیمبر پرست دھوان
نے ایسا ہی کیا۔ ستراجت کو رات کے وقت سوتے ہوئے مار ڈالا۔
اور من لے لیا۔ ست بھاماں کو اپنے پیسے کے مرنے کا بہت رنج ہوا
اور روتی ہوئی ہستنا پور پہنچی۔ اور سارا ماجرا کرشن بھگوان سے اظہار کیا۔
کرشن چندر ست بھاماں کے ساتھ گرڈ پر سوار ہو کر دوار کا پہنچے۔ آپ
کے آنے سے ست دھوان روپوش ہو گیا۔ رات چار سو کوں
دور بھاگ گیا۔ کرشن بھگوان یارام جی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے
ست دھوان کا گھوڑا تھکاوٹ سے مجبور ہو کر بیٹھ گیا۔ اور دم لٹو پیا
ناچار ست دھوان پیادہ ہوا کرشن بھگوان کے سامنے سے بھاگا۔ کرشن
بھگوان نے بھی پیادہ پا ہو کر تعاقب کیا۔ اور ستراجت جگہ سے ست
دھوان کا سر کاٹ لیا۔ ست دھوان کے مرنے پر شمتک من کی تلاش
ہوئی۔ مگر من برآمد نہ ہوا۔ کرشن بھگوان نے بلدیو جی سے کہا۔ کہ

سنتک کہ پتہ نہیں لگا۔ معلوم نہیں۔ کس کے پاس ہے۔ بلدیو جی سنکر چپ
 ہو رہے۔ سمجھے۔ کہ کرشن بھگوان نے من اڑا دیا۔ ہم سے یہاں کرشن
 ہیں۔ بلدیو جی تربست دلش میں راجہ جنک کے پاس چلے گئے۔ کہ کرشن
 بلدیو جی کے دل کی بات تاڑ گئے۔ اور مایا کو بلوان جان کر دل جی ل
 میں خوب ہنسنے۔ کرشن بھگوان کی مایا میں سارا سنسار پھنسا ہے۔ بلدیو
 جی اس بابا سے کب چھوٹ سکتے ہیں۔ بلدیو جی کے آئے سے راجہ جنک
 بہت خوش ہوئے۔ اپنے دل میں اتارا۔ اور بہت خاطر تواضع کی۔ راجہ
 وریو دمن کو جب معلوم ہوا۔ کہ بلدیو جی راجہ جنک کے یہاں فروکش
 ہیں۔ خود پہنچا۔ اور ان سے گدا ایدھ سیکھنے کی خواہش کی بلدیو جی نے
 گدا ایدھ سکھلایا۔ وریو دمن سمجھتا تھا۔ کہ ایک دن پانڈوؤں سے گھسان
 کی لڑائی ہوئی ہوئی ہے۔ بھیم سین بڑا بلوان ہے۔ مجھ سے اور اس سے
 ضرور مقابلہ پڑے گا۔ اسوجہ سے اس نے بلرام جی سے گدا ایدھ سیکھا۔
 ادھر ہمارا راج کرشن چندر جی دوار کا پہنچے۔ ست دھوان کے بھائی اکرو
 تے سنا۔ کہ کرشن چندر کے ماتھوں ست دھوان مارا گیا۔ سنتک لے
 کر دوار کا سے چل دیا۔ اکرو کے جانے سے اس کا ہاراں ہو گیا۔ پانی
 مطلق نہ برسا۔ خط پڑ گیا۔ رعایا تنگ ہو گئی۔ پشیران سلطنت و وزیران
 حکومت نے کرشن چندر بھگوان سے غلو کی تباہی کا سنلایا۔ کہ کرشن چندر
 نے فرمایا۔ کہ جب تک اکرو نہ آجھکا۔ پانی برسا محال ہے۔ اکرو کو
 اس کی مال نے بردان دیا ہے۔ کہ جہاں اکرو ہو گا۔ برسات ہو گی۔
 اس لئے کسی کو بھیج کر اسے بلانا ضروری ہے۔ ریشموں نے صلاح کر کے
 کرشن چندر ہمارا راج کی طرف اکرو کی طلبی کے لئے پیام بھیجا۔ اکرو
 کرشن چندر کے بلانے سے حاضر دربار پہنچے۔ اور سنتک من پیش
 کر دیا۔ اور عرض کیا۔ کہ تالیدار حاضر ہے۔ جو گستاخیاں ہوتی ہوں۔ مثلاً
 کی جائیں۔ مجھ سے چوک ہوئی۔ کہ سنتک من سے کہ بھاگ گیا۔ کہ کرشن
 پوسے مجھ اس کی حاجت نہیں۔ البتہ بھائی بلرام جی سمجھتے تھے۔

کہ شمتک من میں نے گنوا دیا ہے۔ اب انہیں یقین ہو جائے گا۔ کہ شمتک من میرے پاس نہ تھا۔ یہ کہہ کر کسی دوت کو جنک پور بھیجا۔ بلدیہ جی کو بلایا۔ جب وہ آئے۔ شمتک من کی ساری داستان اکرورنے کہہ سنائی۔ بلدیہ جی نادام ہوئے۔ کہ میں نے ناحق کرشن چندر کو شمتک من کی چوری لگائی۔ وہ لڑو کی تانہ ہیں۔ انہیں شمتک من دیکار نہ تھا۔ ان کی مایا سے میری عقل پر پتھر پڑ گئے۔ طبیعت میں نئے قسم کے دیواس پیدا ہوا۔ ہلام جی نے اپنی سمجھ پر نفریں بھیج کر کرشن چندر پر نامتا سے معافی مانگی۔ دونوں بھائی بڑی محبت سے دوارکا میں رہنے لگے۔

ادھیائے (۵)

شراب خوری سے چھین کوٹ پیدو نفسیوں کا ناش

بیشم پائین جی راجہ جینجی سے فرماتے ہیں۔ مے راجن! شدنی ملتی انہیں۔ جب پر بھاس چھتر پر بدوبنسی دان پن کر کے فراغت پا چکے تو شراب خوری شروع ہوئی۔ ساتھی اور کرت برما میں مباحثہ ہوا۔ کرشن چندر پر شمتک من کی چوری لگی۔ ساتھی نے کرت برما کو گالیں دیں کرت برما کو بڑا معلوم ہوا۔ ستراجت کے مارے جانے کا حال سُکر ست بھالاجی رونے لگیں۔ ساتھی جی سے رمانہ کیا۔ کہنے لگے۔ یہ بد بخت کرت برما کے سبب سے ستراجت مارا گیا۔ وہی کرت برما ہے۔ جس دروہدی کے پانچوں بیٹوں کو سولے ہوئے استو گھاماں کے ساتھ ملکر مار ڈالا۔ یہ ملعون گردن زدنی ہے۔ کرت برما میدان سے تلوار کھینچ کر ساتھی جی پر حملہ آور ہوا۔ ساتھی جی نے وار خالی دے کر شمشیر ابدار سے اُس کا سر کاٹ لیا

کرت برما کے ہمایوں نے سنا کی جی کو گھیر لیا۔ پرومن جی ان کی مدد کو آئے۔
 بڑے گھسان کی لڑائی۔ سنا کی جی مارے گئے۔ پرومن جی مجروح ہو کر زمین پر
 گرے۔ لوگوں نے ان کا سر بھی کاٹ ڈالا۔ کرشن چندر کو پرومن جی کے مرنے
 سے غمزدہ چڑھ آیا۔ پٹیا لگھا جس جو سمندر کے کنارے لگی ہوئی تھی۔ اٹکھاڑ لی۔
 او۔ پرومنیوں کو مارنا شروع کیا۔ پرومنی شراب میں ایسے سرشار تھے۔ کہ
 اپنے بیگانے کی خبر نہ لیتی۔ ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ کرشن چندر نے
 ہزاروں پرومنیوں کا قتل شروع کیا۔ لاکھوں پرومنی آپس میں کٹ مرنے۔
 پٹیا لگھا جس دو دھاری تلوار کا کام کرتی تھی۔ کرشن چندر بھاگ ان کے پرومن
 سائبان زدہ وغیرہ کی لاشیں دیکھ کر بہت افسوس کیا۔ دارک رکتھان سے
 بلند پوچی کا حال پوچھا۔ وہ بولے مجھے کیا خبر۔ آپ نے رکتھ مانگا۔ اور وار
 ہو کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ میری کے درخت کے نیچے ہلام
 جی بیٹھ ہوئے ہیں۔ انکھیں بند ہیں۔ ایشور کے درختان میں گنن ہو رہے ہیں
 کرشن چندر ان کے پاس کھڑے ہوئے مناشہ نہ بیکہ رہے ہیں۔ کرشن چندر
 کے آنے کی انہیں مطلق خبر نہ تھی۔ آپ نے بھنر سے فرمایا۔ کہ تم جا کر رانیوں
 کی دیکھ بھال رکھو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ڈاکو لوگ موقع پا کر دوار کا پوری بوٹ
 لیں۔ زور ہو ہر آٹھائے جائیں۔ بھنر نے حکم کی تعمیل کی۔ دو دروازوں کی طرف
 چلا گیا۔ مگر راستے میں پرومنیوں کو ٹکرا ہو گیا۔ کرشن چندر۔ انتریا جی بھنر کے
 مرنے سے واقف ہو گئے۔ آپ نے بلند پوچی سے کہا۔ بھائی میں جانا۔ دو دروازوں
 پوری کی حفاظت لازمی ہے۔ ایسا نہ ہو۔ چور ڈاکو اسٹریوں پر پانچ صاف
 کر دیں۔ زور سے لڑنے سے سورتوں کو گزند نہ پہنچائیں۔ بلند پوچی نے کچھ جواب
 نہ دیا۔ آپ وہاں سے دو دروازوں پر فخر آئے۔ بھنر پڑا اور دیو کی سے سارا
 ماجرنا کیا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ جب اس ارجن پتنت پور سے نہ آئیں۔ آپ دو دروازوں
 ہاسیوں کی حفاظت رکھیں۔ افسوس سارا خاندان تباہ ہو گیا۔ کہتی رکتھان میں
 سب آپس میں اڑ کٹ مرنے۔ میرا یہاں۔ ہننا ٹھیک نہیں۔ اپنے بھائی
 ہلام جی کے پاس جانا ہوں۔ وہ ٹھپ کر رہا ہے۔ میں بھی اُن کے ساتھ

تپ کروں گا۔ وہ میرے منتظر ہوں گے۔ کرشن چندر کی زبانی جب پٹال
منارہ تو رینواس میں بیٹس پر لگئی۔ کرام مچ گیا۔ راجکماروں کی جوان جوان راہیاں
اپنے اپنے شہر ہوتا چھا بھائی کے مرنے سے چھاتی پیٹ پیٹ کر رونے
لگیں۔ کرشن چندر ہر ایک کو تسلی دلا ہا دے کر سمجھا رہے ہیں۔ کہ گھبراؤ نہیں
ارہن آئیں گے۔ اور تمہیں ساتھ لے جائیں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے
چلے گئے۔

آدھیا کے (۴)

دنیا سے بلدیوچی کی رحلت اور کرشن چندر جی کا تپ

کرشن چندر جی سمجھا بھجا کر دو ارکا پوری سے بلدیوچی کے پاس سمندر
کے کنارے پہنچے۔ راستے میں پید و بنسیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنگل
اور میدان لاشوں سے بڑھا ہوا تھا۔ کرشن چندر بلدیوچی کے پاس کھڑے
ہیں۔ بلدیوچی کے منہ سے ایک سفید سانپ بہت لمبا چوڑا برآمد ہوا۔
رفتہ رفتہ اس سانپ کے ہزار سر ہو گئے۔ ہیرا جن! وہ سانپ نہ بچ
بلکہ شیش ناگ بن گئے۔ شیش جی سمندر میں اترے۔ سمندر برہمن کے روم
سے استقبال کے واسطے حاضر ہوا۔ اور سرفرد تعظیم و سے شیش جی کی پوجا
کی۔ ادھر بلدیوچی کے منہ سے سانپ نکلتے ہی سادا جسم بے حس ہو گیا۔
بلدیوچی پر دم و حام کو گئے۔ آسمان پر باجے بج رہے ہیں۔ دیوتا خوشیاں منا
رہے ہیں۔ شیش جی کے درشنوں کے لئے نکش۔ پاسک فیو بھل۔
کچر ویدم۔ شکھ و غیرہ بہت سے سرپ راج آسے تھے۔ شیش جی کے
سمندر میں اترتے ہی وہ سانپ بھی پانی میں غوطہ دگا کر غائب ہو گئے

دو یا تین جانوروں نے شیش ناگ جی کا پریر کیا۔ کرشن چندر یہ کیفیت دیکھ کر سوچنے لگے۔ کہ جس کام کے لئے ہمارا اوتار ہوا تھا۔ وہ سب ہو گیا۔ بلدیو جی بھی پرم دھام کو پہنچ گئے۔ اب ہم کو بھی چلنا چاہیے۔ آپ اپنے دارک تھبان کو رخصت کر کے حکم دیا۔ کہ تم پتاجی کے پاس جاؤ۔ میں یہاں تپ کر ڈنگا۔ دارک کے جاتے ہی یوگیش کرشن بھگوان سمندر کے کنارے تپ کرنے لگے

ادھیا لے (۱)

کرشن بھگوان کی برہم لوک کو روانگی

بیشم پائن جی فرماتے ہیں۔ کہ کرشن بھگوان پتیاہراوڑ سے درخت کے نیچے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹ رہے۔ ایک بھیدیا جس کا نام لہدیاک تھا۔ تیر و گمان مانگتے ہیں۔ لئے شکار کی تلاش میں سمندر کے کنارے پہنچا۔ کرشن چندر پتیاہراوڑ سے بیٹے ہوئے تھے۔ لہدیاک سمجھا۔ کہ ہرن ہے بھیدیا نے آپ کے پاؤں کا نشانہ بنایا۔ اور وہ تیر جس کے پیکان میں موسیٰ کی دھواں لگی ہوئی تھی۔ کرشن چندر پر مار دیا۔ اور خود شکار لینے کرشن بھگوان کے پاس آیا۔ آپ اس وقت چتر بھی روپ سے پتیاہراوڑ سے چلے چکے۔ گدا۔ ہدم دھارن کئے بیٹھے تھے۔ لہدیاک آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور گستاخی پر سخت پشیمان ہوا۔ رشتہ سماعت کر سنے لگا۔ پر بھو مجھ سے بڑی چوک ہوئی۔ میں نہیں جانتا تھا۔ کہ حضور انور یہاں جلوہ گستر ہیں۔ نادانگی میں گناہ ہوا ہے۔ قابل معافی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پیری کچھ خطا نہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ میری مرضی سے ہوتا ہے۔ سبجے شرگ ملیگا

بیشم پائن راجہ پنچے سے کہتے ہیں۔ کہ وہ شکار و سب روپ ہو کر سورگ لوک سدھارا۔ راجہ اندر گندھرب اپسرؤں نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ شرگ لوک میں لے گئے۔ شیو برہما۔ اندر۔ برن

کو میرا آپ کے سامنے آئے۔ اور ویدوں کی رچاؤں سے مہاراجا پر شرم وین
 دیال کی اُستنت کر کے ساکشاں گ۔ دُندوت کی سے بھگت و نسل بھگوان
 آپ تو کوئی نا تھ ہیں بیشیش جی ہزار زبان سے آپ کی جہاں برن نہیں
 کر سکتے۔ آپ اندریوں کے سوامی اٹھارہ برہماؤں کے پیدا کرنے والے
 جیوں کے پالن پوٹن کرنے والے شکتیان پر بھو ہیں۔ آپ نے اپنی قدرت
 سے زمین و آسمان پیدا کیا ہے۔ سوامی! آپ کے بغیر بیکٹھ سندان ہے
 ہے ایٹور! آپ کی گت اہم پار ہے۔ آپ کرپا کیجئے۔ دیوتاؤں نے اپنی
 اُستنتی سے کرشن بھگوان کو خوش کیا۔ راجہ اندر اور دیوتاؤں کے تڑھون
 پت اندر لوک تک پہنچے۔ دیوتے نا تھ چوڑ کر مکتس ہوئے۔ ہے دینا نا تھ!
 اب ہیں آگے جانے کی اجازت نہیں مجبور ہیں۔ کرشن چندر نے نسب کو
 رخصت کیا۔ اور آپ برہم لوک چلے گئے۔ تڑیتا کے جگ میں سگر پو کا
 بھائی بالی تھا۔ سگر پو کی حمایت سری رام چندر نے کی تھی۔ اور بالی کو
 چھپ کر تیرا رہا تھا۔ اُس وقت بالی نے کہا تھا کہ آپ نے مجھے بھیڑوں
 کی طرح چھپ کر کیوں ہلاک کیا۔ رام چندر جی نے فرمایا۔ تو بڑا پاپی ہے
 وہی بالی دو اہرنگ میں لہریاں جہانام سے پیدا ہوا۔ اور سری رام چندر
 کرشن روپ سے دنیا میں آئے۔ بالی نے پچھلے جنم کا قصاص لیا۔

ادھیائے (۸)

ارجن دوارک میں۔ بسدیو جی کی وفات

یشم پائن جی راجہ نیچے جی سے کہتے ہیں۔ کہ دوارک رتھان نے
 ہستنا پور پہنچ کر دوارکے لئے ناش ہوئے کا حال راجہ یدھشٹر سے بیان
 کیا۔ پانڈو و سکر رولنے لگے۔ ارجن راجہ جدھشٹر سے رخصت ہو کر دوارکا
 میں آیا۔ سیدھار نو اس پہنچا۔ رانیہاں ارجن کو دیکھتے ہی اشکبار ہو گئے۔

رکمنی جی بہت بھالان ارجن سے ملیں۔ اور چھاتی پیٹ پیٹ کر روئے
 لگیں۔ ارجن بھی چیخ مار کر رونے لگا۔ پھر سب کو نشی اور دلاسا دے
 کر بسدیو جی اپنے ماموں سے ملنے آیا۔ بسدیو جی زمین پر لیٹ رہے تھے
 ارجن قدموں پر۔ بسدیو جی اس قدر تپ غم سے متصل تھے کہ ارجن
 سے ملنے کے لئے لاکھ چانا۔ مگر اکٹھ نہ سکے۔ ناتھ پھیلا دیتے۔ اور ارجن
 کو گود میں بٹھلانا چانا۔ ارجن پاس بیٹھ گیا۔ اور بسدیو جی کو پیچھے کے
 سہارے بٹھلا دیا۔ دونوں ماتحتوں سے پاؤں واسنے لگے۔ بسدیو جی
 بولے۔ ہم سے کرشن چندر چلتے وقت کہہ گئے تھے۔ کہ جب تک
 ارجن نہ آوے رائوں کی حفاظت رکھنا ہے ارجن! وہ نہ بھیجے
 پت تر لو کی ناتھ جس کے روم روم میں ہزاروں برہماڈ ہیں۔ کن بڑا شہ
 کال میں راچھوں کو مار کر زمین کو شور مبروں کے بار سے ہلکا کر کے پیکٹڈ
 کو چلا گیا۔ بلرام جی بھی مجھے چھوڑ کر بہم لوک پہنچے۔ اب دنیا میں رہنا
 فضول ہے۔ بدھاتا ہیں پوچھ لیتا تو اچھا تھا۔ مائے بڑے غضب کی
 بات ہے کہ پتا کو چیتے جی پتر کا شوک ہو۔ کرشن چندر پر ماتا نے
 گاندھاری اور درباسا رشی کا سراپ اپنے اوپر لے لیا۔ دوسروں کے
 مددگار رہے۔ اپنے خاندان کی ذرا بھی حفاظت نہ کی۔ سب آپس میں
 کٹ مرے۔ ان کی مرضی ایسی ہی تھی۔ جو چاہیں کہیں۔ کوئی ان کا مشیر
 نہیں۔ کوئی ساقی نہیں۔ انوس گاندھاری نے سراپ دیکر ہمارے خاندان
 کو خاک میں ملا دیا۔ میں اسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ تر لو کی ناتھ ہیں۔ پر تھوڑی
 کا بھار اٹارنے کی خاطر اوتار لیا ہے۔ سب کام کر کے پر م دھام چلے
 جائیں گے۔ ہے مہا بابا ارجن! جیسا مناسب ہو کر دے۔ دوار کا بھی ڈوب
 جائیگی۔ عورتیں یہاں رہ نہیں سکتیں۔ ارجن نے اپنے ماموں بسدیو جی کی
 درد بھری گفتگو سن کر کہا۔ میں عورتوں اور بچوں کو اندر پرست لیجاؤنگا۔
 اب راجہ یدیشٹر۔ بھیم۔ نکل سہدیو کی زندگی کرشن چندر جی کے پر م دھام
 جانے سے رہ نہیں سکتی۔ میں کیونکر زندہ رہ سکتا ہوں۔ تمام عمر ساتھ رہا۔

آخری وقت چھوڑ کر چلائیے۔ راجہ بدھیشٹر بیڑج چھوڑ دیں گے۔ ہمایہ
پرست پر جا کر پرفستان ہیں گل جاپیں گے۔ ارجن نے وارک رتھان سے
بکھا۔ سواریاں درست کرو۔ عورتوں کو اندر پرست پہنچا دیں۔ آج کے
سالتویں روز یہاں سے سب کو لے کر چلا جاؤں گا۔ سب لوگ اسباب
نروڑ پوز کپڑے لیتے ہیں بھرے بواہر وغیرہ سب سامان فراہم کر کے میرے
ساتھ چلو۔ ارجن نے وہ رات کرشن چندر کے محل میں رو رو کر کانی
صبح ہوئے ہی بسدیو جی نے آتما کو پر ماتا میں پر ویش کر کے جسم خاکی
چھوڑ دیا۔ رنواس میں ماتم ہوا۔ رونا پیٹنا بھا۔ ارجن نے بیش قیمت بواہن
تیار کر کے بسدیو جی کی لاش اٹھائی۔ بسدیو جی کی چاروں رانیاں۔ دیوکی
سجھنا۔ روہنی۔ مدراستی ہوئے کو ارجن کے ساتھ چلیں۔ شہر کی
بزاروں عورتیں رنواس کی رانیاں آہ و بکا کرتی پیادہ پا چلی جاتی تھیں
بسدیو جی اکثر کہا کرتے تھے۔ جہاں کرشن چندر نے اسٹو میڈہ لگیا کیا
ہے۔ مرنے پر میری لاش وہیں پر پھونکی جائے۔ یہ استھان بسدیو جی
کو بہت پسند تھا۔ واہ کرنے کے لئے اکثر چندنا وغیرہ خوشبو دار لٹریاں
جمع ہوتیں۔ لاش چتا پر پر رکھی گئی۔ اور ارجن نے آگ لگائی۔ چاروں
رانیاں بسدیو جی کے ساتھ سنی ہو گئیں۔

اڑھیاٹے (۹)

کرشن چندر رویدیو وغیرہ دیوتیوں
کا داہ کرم ارجن کے ماتھے سے

جب بسدیو جی کا داہ کرم ہو چکا۔ ارجن اس مقام پر آیا۔ یہاں دیو
بہنی لڑ کر کٹ مرے گئے۔ ہزاروں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ارجن نے

کرشن چنپرا اور بلدیو جی کی لاش تلاش کر کے چندن اور اگر کی چٹائیں بنائیں
 اور دونوں لاشیں رکھ کر اگن دی۔ اس طرح داہ کرم کر کے سب عورتوں
 بچوں کو کروں چاکروں کو اکٹھا کر کے نامنتی گھوڑوں رینگوں میں سوار
 کر کے بہت سا زیور اور ہوا اور سونے چاندی کے زیور۔ ریشمی بناری
 بیش قیمت کپڑے اور منٹوں چخروں پر لاد کر چلنے کا ارادہ کیا۔ سولہ ہزار
 رانیاں اور ان کی بہوتیں۔ رکنی ست بھاماں وغیرہ پٹ رانیاں جن
 کی تعداد ایک ارب تک پہنچ گئی۔ چاروں طرف سے محافظت کے
 ساتھ روانہ ہوئیں۔ سوار یوں کے بیچ میں ارجن کا رہتھ تھا۔ حیرت اس
 بات سے ہوتی ہے کہ جس قدر حصہ دوار کا خالی ہوتا تھا۔ سمندر
 میں ڈوب جاتا تھا۔ جب ارجن پر یوار کے ساتھ شہر سے باہر ہوا۔ تو
 سب کے دوار کا کو سمندر نے غرق کر دیا۔ ارجن اس کرتے سے سخت
 متحیر ہوا۔ کرشن مہاراج کے چرتروں کی یاد کر کے بہت رویا۔ راستے
 میں منزل منزل قیام کر کے پنجاب دیش جس میں پانچ دیسا بہتے ہیں پہنچا
 بہت سے گائے گھوڑے چرخ اس دیش میں فالتو سمجھ کر چھوڑ دیئے۔

اڑھیاے (۱۰)

پورٹیروں سے مڈبھڑ اور ارجن کی مکست

ملک پنجاب میں جب ارجن سازو سامان سے پہنچا۔ ڈاکوؤں اور
 قزاقوں نے چاروں طرف سے ارجن کے رتھ کو گھیر لیا۔ اور چوروں کے
 جم غفیف نے عورتوں کے رتھوں پر حملہ کیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا۔
 سب لوگوں چاکروں کو جو حفاظت میں تعینات تھے۔ مار بھگا دیا۔ گاڑیوں
 اور ہپا لکیوں کو لوٹ لیا۔ عورتیں رتھوں سے کوڑ کوڑ کر بھاگنے لگیں۔ مال و

زور کی بھی پرواہ نہ کی۔ جان پیاری تھی۔ بہت سی عورتیں ٹنگوں کے ماتھے
 آئیں۔ بہت سی چوروں کے ماتھوں قتل ہوئیں۔ ارجن نے گانڈیو دمنش سنبھالا
 لاکھ کوشش کی۔ ایک تیر بھی کام نہیں دیتا۔ متتر یاد نہیں آئے۔ ترکش خالی
 ہو گیا۔ ارجن گھبرا گیا۔ کچھ نہ ہو سکا۔ خیال کیا کہ وہ شام سند رکوں بوجھ کی
 قدرت کا ملہ تھی۔ جو میرے ماتھے کے آگے دشمنوں کو ہٹا سکتی جاتی تھی
 اب کوئی نظر نہیں آتا۔ مائے یہ جی گانڈیو دمنش ہے۔ جس نے کروڑوں
 آدمیوں کا خون پیا ہے۔ بڑے بڑے سورما بہادر اسی گانڈیو دمنش نے
 خاک پر سلا دیئے۔ ہے شام سند اب تم کہاں ہو۔ ہماری مدد نہیں کرو گے
 ارجن کرشن چندر دھاراج کا دھیان کر کے بہت منہموم ہوا۔ اور سمجھا۔ کہ میری
 مجال نہ تھی۔ جو مہا بھارت کی خوشخوار لڑائی پر فحیاب ہو سکتا۔ یہ سب کیا
 دھڑا اسی کرشن پر ماتا کا بے۔ جو کچھ عورتیں چوروں کے ماتھے سے بچی بچتی
 سوادیوں ہیں۔ بھا کر وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جن عورتوں کے شوہر لڑائی
 میں کام آئے تھے۔ ان کا بڑا حال تھا۔ ارجن ماتکاوت لگے ہیں جو کرکشیتر کے
 پاس بے۔ پہنچا۔ وہاں کی حکومت کرت پرما کے لڑکے کے سپروکر کے کچھ
 عورتوں کو وہاں چھوڑا۔ مالتا عورتوں اور بال بچوں کے لڑچاں لوگوں
 کو لیکر اندر برتھ آیا۔ ساکھی جی کے لڑکے نے سبھوں کو سرستی ندی کے کنارے
 ٹھہرایا۔ کرشن بھگوان کی پٹرائیاں رکمنی۔ رشبیا۔ ہیم وتی دیوی۔ جامونتی
 وغیرہ اگن میں پرویش کر گئیں۔ ارجن نے بھرتاٹھ کو اندر پرستھ یعنی دہلی
 کا راج دیا۔ اگرورجی کے خاندان والی عورتیں بن ہیں شپ کر کے چلی گئیں
 جنگی پھل پھول کھاتی ہوئیں۔ ہمالیہ پہاڑ پہنچیں۔ کچھ عورتیں بھرتاٹھ کے سپرو
 ہوئیں۔ بھرتاٹھ ان کی پرداخت کرتا رہا۔

اُدھیاے (۱۱)

ارجن اور پیاس جی کی ملاقات

بیشیم پارتی جی نے راجہ جینجی سے کہا کہ پریشور کے روز اہم اور اک سے باہر ہیں۔ یہ وہی ارجن ہے جس نے اکیلے نوات کو ج نگر کے راجہوں کو مغلوب کیا تھا۔ آج وہ قزاقوں کے ماتھے ایسا مجبور ہوا۔ کہ اس کے ہاتھ کچھ نہ بنی۔ ہے راجن! ارجن کی کیا وقعت تھی۔ جو مہابھارت کی لڑائی میں کر سکتا۔ یہ سب کیا دھرا کرشن چندر بھگوان کا تھا۔ ارجن بادل زار پیاس جی کے استھان پر پہنچا۔ پیاس جی اس کے پڑمردہ چہرے پر نظر ڈال کر گویا سوئے۔ آج خلافت شان مہار کے چہرے پر افسردگی برستی ہے۔ کیا کسی برہن کو ہلکا کیا۔ یا کسی جنگ میں شکست کھائی۔ جو ایسے کلدر ہو رہے ہیں۔ یہ بات تو خلافت قیاس ہے۔ کہ لڑائی میں مار گئے۔ آخر سب کیا ہے۔ جو اتنے ملول ہو۔ ارجن نے کرشن چندر کے پریم وہام جانے اور پڑ پندیوں کے آپس میں لڑا کر کٹ مارنے کی ساری کیفیت مشرح بیان کی۔ پھر اپنی مغلوبی کا حال سنایا چوروں نے اس قدر پریشان کیا۔ سارا مال غنیمت کر کے لے گئے۔ اور میرے کئے کچھ نہ ہو سکا۔ گوند پود و منیش نے اپنا سستا چھوٹا دیا۔ ارجن مال کہتا جاتا ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔ ہاتھ کرشن جیسے چھوٹے چھوٹے گئے۔ میری زندگی کا رنڈ ہو گئی۔ بلیہ کرشن چندر کے میرا دیا ہے یہ کام ہے۔ میری عمر اتنی ہی تھی۔ آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں۔ کہ کوئی اہدیش مجھے ایسا سناٹے جس سے میرا کلیان ہو۔

تو پیاس جی نے کہہ دیا کہ تم میرا ماتا ابناشی ہیں۔ اوتارے کر پر تھوئی کا تیار کرنا۔ اس کے کئے۔ کل کام کر کے برہم لو کسا چلے گئے۔

ہے ارجن! تم سوچ کیوں کرتے ہو۔ اُن کا منشا یہی تھا کہ یدو ہنسیوں کو
 ناش ہو۔ اگر وہ چاہتے۔ تو سراپ اُن کا کچھ بنا بگاڑ نہ سکتا تھا۔ ان کے
 نزدیک سراپ دُور کرنا کوئی بات تھی۔ وہ بھگت کے بس میں ہیں
 بھگتی ہی کی وجہ سے تمہارے رتھ کے سارے تھی ہوئے۔ دُشمنوں کو مارا ہے
 پار تھا! تم نے بھیم سین نکل۔ سہیلو کی بددھیں دیوتاؤں کے بہت سے
 کام کئے۔ دُنیا کو چھوڑ دو۔ جو جو ہتھیار جس جس دیوتا سے تم نے حاصل
 کئے تھے۔ وہ اُستر انہیں دیوتاؤں کے پاس پہنچ گئے۔ تم مڑ گئے
 جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ارجن یدو بیاس جی سے رخصت ہوا۔ اور
 راجہ یدو مضر کے پاس سہتہ پور آیا۔

ادھیائے ۱۲

کرشن بھگوان کی جہاں اور پرپ کا

جہا تم

بیشم پائین جی راجہ جینجے سے رطب اللسان ہیں۔ کہ اس موسیٰ پر رب
 میں کرشن چندر اور بلہدر جی کے بیکٹھ دھام پہنچنے کا حال بیان کیا گیا۔
 یدو ہنسیوں کا صنایا ہوا۔ شراب خوری کی مذمت اور ریشیوں کی دُعائے
 ہدکا اثر دکھایا گیا۔ اس لئے جو انسان عالم اور رموز حقیقت سے واقف
 ہے۔ وہ بھگت کے چرتروں کو بڑے آئندہ سے سنتے ہیں۔ جو مایا مودہ
 میں پھنسے ہیں۔ بات بات میں فی نکالتے ہیں۔ بھگوت کے کار خالوں میں
 دخل دیتے ہیں۔ ایسے انسانوں کا آداگون سے ٹھیکارا انہیں ہوتا۔ ان
 کی عقل بھرم میں گھسپی رہتی ہے۔ سری نارائن اپنا شتی جنم مرن کے بہت اپنی
 مایا سے اوتار دھارن کر کے بھگتوں کو درشن دے کر اُن کا جہم سچل

کرتے ہیں۔ جب دھرم نہیں رہتا۔ اور ادھرم چاروں طرف پھیل جاتا ہے
 پر بھتوی پر پاپ کے سوائے دھرم ہوتا نہیں۔ تب ہری پھگوان بھگتوں
 کی مدد کے لئے طرح طرح کے روپ دھارن کرتے ہیں۔ اور راکشوں
 گنہگاروں کو بار کر زہین کو عذاب سے پاک کرتے ہیں۔ کرشن چندر پھگوان
 نے دو آپریٹنگ میں اوتار دھارن کر کے مہابھارت میں ۱۸ اکشونی بول
 خاک میں ملا دیا۔ کنش ہسپتال جہاں سندھ و غیرہ راکشوں کو مار کر پرتھوی
 کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ پھر آپ انتر و حیان ہو گئے۔ اور دوار کا سمندر میں غرق
 ہو گئی۔ اے راجہ جیمے جی! جو اس مہابھارت کی کہتا کا رتبہ نیم سے
 پاٹھ کریں گے۔ تین گے یا ساتیں گے۔ وہ دنیا میں سکھ حاصل کر کے
 سرگ میں باس کریں گے۔

— — — — —

تہا چہارت

حصہ ہفت دہم

برائے ناسیپ

اوصیائے (۱)
 یہ کھیت اور بکرتا پھر کی ہستیا پورا اور
 اندر پرست میں تخت نشینی

بیشم پائین جی سری سر سوتی دیوی کو بیکار کر کے اس پر پ کو اس
 طرح شروع کرتے ہیں کہ سری کرشن کے سرگ لوک جانے پر ارجن
 جب ہستیا پورا آیا۔ راستے کی خرابیاں۔ قزاقوں سے بڑھ پھڑ۔ سمندر میں
 دوار کا کی غرقابی۔ گاندھ پودہ بخش کا کام نہ آنا۔ اپنے بھائی راجہ پد ہشٹر
 کو موہو کیفیت بیان کی پادھشٹر نے ابدیدہ ہو کر فرمایا کہ اب یہ قالب
 ایک ایک گھڑی بھارا ہے۔ جسم عنصری در حقیقت فنا ہوئے والا
 ہے۔ ابھین گھٹو تکی اور پانچوں درویدی کے لڑکے کیسے پہا در
 اور شجاع تھے۔ کیا یہ کوئی شکہ سلنا تھا کہ اس خونخوار لڑائی میں
 مارے جائیں گے۔ جن کی حہارت اور شجاعت کا بڑے بڑے

سُورما دیا مانتے تھے۔ ایسے ہیروں کو زمین نے اپنے آغوش میں لے لیا۔ جب یہ لوگ نہ رہے۔ تو ہم جی کر کیا کر سگے۔ اور سب سے بڑھ کر تو کرشن بھگوان کا غم ہے۔ جن کے نہ ہونے سے ہماری دنیا تاریک ہو گئی۔ جن کے بھروسے پر ہماری زندگی کا وار و مدار تھا۔ وہ چل بسے ہماری زندگی خاک میں مل گئی ہے۔ ارجن قالب انسانی مٹی کا تو وہ ہے اس کا وہ کرنا فضول ہے۔ اب اُس پر ماتا کرشن چندر کا دھیان کر کے بھرت کھنڈ کا طواف کریں۔ اور ہمالیہ پر بت پر برہستان میں اپنے جسم کو گلا دیں۔

اس طرح راجہ یدھشٹر نے ارجن۔ بھیم۔ بھل۔ سہیلو اور دروید سے صلاح کر کے پر ماتا کرشن چندر کا دھیان کیا۔ اور ہمالیہ پر بت پر چلنے کی ٹھانی۔ ایک تو پونہ راجہ یدھشٹر کو مہا بھارت کے خونخوار جنگ میں اعزاء و اقربا کے مرنے سے از حد رنج تھا۔ حکومت سے دل میں متنفر رہا کرتا تھا۔ مگر لوگوں کے سمجھانے سے عمان حکومت مانگے ہیں کی غلطی۔ کرشن چندر مہاراج کی مغفرت میں ایک ایک گھڑی سال کے برابر گزرتی تھی۔ راجہ یدھشٹر اپنے چاروں بھائیوں سمیت مہارانی درویدی کے بھارت کھنڈ کے طواف کے لئے آمادہ ہو گئے۔

یونس کو بکایا محبت سے گلے لگا دیا۔ پھر پچھت اور بھرتا کو گود میں بٹھال کر مہار کیا۔ تدبران سلطنت اور شیران مملکت کو ہلا کر کار و بار سلطنت ان کے سپرد کئے۔ اہل شہر نے جب سنا کہ راجہ یدھشٹر تارک الدنیا ہوتے ہیں۔ ہا دل غناک و دولت پر حاضر ہوئے۔ جن میں رہمن چھتری۔ ویش۔ ستودر شامل تھے۔ جو ٹنٹا۔ گریاں و نالال راجہ یدھشٹر کی زیارت کو حاضر ہوتا۔ اور و ساء شہر نے لاکھ سمجھایا۔ کہ چندے اور قیام کیجئے۔ سلطنت سے دست کش ہونا مناسب نہیں۔ آپ کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر بابرکت ہے۔ جب مانگے اٹھائیں گے۔ رعایا کا نگران کون ہوگا۔ راجہ یدھشٹر نے جواب دیا۔ کہ عالم ضعیفی آگیا۔

ہمبھارت موٹو آتی

اس زمانے میں تپ کرنا راجاؤں پر فرض ہے۔ گو ہم پچھلے دنوں میں تپ کر چکے ہیں۔ اور ہمیشہ بتا رہے ہیں جی اور کرشن چندر آنند کمار کے بچھانے پر چھپیس برس راج بھی کر لیا۔ اب راج کرنے کا زمانہ نہیں۔ جب کرشن بھگوان انہماک سے حامی و مددگار ساتھ چھوڑ کر ہلوک سدھارے کو ہم رہ کر کیا کریں۔ اس لئے اسے نیک و دل و مہار و امراء۔ میری معروض پر التفات کرو۔ اور اجازت دے دو۔ کہ مہنی خوشی ہمالیہ پر بت پر جا کر دنیا سے قطع تعلق کر کے ہماری رو میں قالب عنصری سے پرواز کر جائیں۔ سب کو یقین ہو گیا۔ کہ راجہ پدھشٹر ہمارا کہنا نہ مایوس ہے۔ حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ سکوت کا عالم طاری تھا۔ راجہ پدھشٹر نے بیوٹس کو راج کا ج پتھر دے دیا۔ اور بحرناٹھ ادھر پر پچھت کو ولیعہد مقرر کیا۔ برہمنوں ریشیوں منیشروں کو بہت سی دکھنا دے کر راجہ پدھشٹر رنواس میں آئے۔ اور سبھارا کو پاس بلا کر سمجھایا۔ کہ تمہارا پوتا پر پچھت چکر ورتی راجہ ہو گا۔ کرشن بھگوان کا تیرہ بھرانہ اندر پر سٹھ یعنی دہلی کا راج کر لگا۔ پھر اتر کو تکیں دے کر سمجھایا۔ کہ تمہارا لڑکا راجہ پر پچھت مہتا قلیم کی بادشاہت کر لگا۔ پر پچھت اور بحرناٹھ کی بہت اچھی طرح پرواخت کرنا۔ ہماری ایشور سے دعا ہے۔ کہ جس طرح ہمارے اور کرشن بھگوان میں رابطہ قائم رہا۔ اسی طرح بحرناٹھ اور پر پچھت میں محبت رہے۔ پھر کر پاجارج کو بلا کر فہائش کی۔ کہ آپ دھنر و دیا وید اور علوم شاستر سے پر پچھت اور بحرناٹھ کو آگاہ کریں۔ یہ دونوں لڑکے آپ کے سپرد ہیں۔ آپ ان کی نگرانی کیجئے گا۔ کہ پاجارج نے بخوبی منظور کیا۔ پھر راجہ پدھشٹر نے ان کاموں سے فراغت پاکر کرشن بھگوان۔ بلدیو جی۔ بسدیو اور ان کی اولادوں کا نام لے کر ہر ایک کا شراہہ کیا۔ بارخ۔ ہا ولبیاں۔ تالاب بنوائے۔ اور سینکڑوں مائعتی اور ہزاروں گھوڑے سونے چاندی کے زیوروں سے مستغرق محتاجوں اور غریبوں کو عطا فرمائے۔ بہت سی گائیں اور رکھ پانکی نالکی وغیرہ

برہمنوں اور شیڈوں میں نقدی کے ساتھ تقیم ہوئیں۔ اپنے بھائیوں سے بہت
 زور و طاقت خیرات کرائے۔ پھر مشیروں و وزیروں اور امیروں کو بلا کر راجہ
 پر بھیت کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا۔ اور مزید تاکید کی کہ میری جگہ راجہ
 پر بھیت کو شمار کریں۔ پر بھیت اب تمہارا راجہ ہے۔ اس کی زندگی اب تمہارے
 ہاتھوں میں ہے۔ اس کی خدمت میں کوتاہی نہ ہونے پاوے۔ اور نہ اس پر کسی قسم
 کی تکلیف عاید ہو سکے۔ راجہ یدھشٹر کی ان غم انگیز باتوں سے سب کی آنکھوں
 میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ دست بستہ ہو کر ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حکم کی تعمیل
 میں کسی قسم کا غر نہیں بخوار شاد ہوگا۔ بجالائش گے۔ اس کے بعد راجہ یدھشٹر
 نے گلے سے موتیوں کے مار تارے۔ شاہی پوشاک جو زیب تن تھی۔ بجائے
 اس کے مرگ چھالا امگیر و البستر پہنا۔ ڈنڈا کنڈل ہاتھ میں لیا۔ اسی طرح چابوں
 بھائی اور رانی دو پدی رہیڈوں کے روپ میں راج محل سے باہر نکلے۔ تارو
 بیاس بھادواج۔ لہ کنڈے۔ یگیہ ولک۔ بٹسٹ اور گوتم رشی راجہ
 یدھشٹر سے ملنے آئے۔ پانچوں بھائیوں نے پوجا کی۔ اور ناراین کا دھیان
 کرتے ہوئے سب کے آگے راجہ یدھشٹر ان کے پیچھے بھیم سین اور ان کے
 پیچھے ارجن۔ پھر نکل اور نکل کے پیچھے سہا یو اور سب کے بعد رانی دو پدی
 ہستنا پور سے نکلے۔ چلتے وقت راجہ یدھشٹر نے پر بھیت اور بھرتا نڈھ کو رعایا
 کے سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ جس طرح میری عزت کرتے رہے۔ اُسی طرح یہ
 دونوں لڑکے آپ کے آغوش محبت میں دیتے جاتے ہیں۔ اب میری
 بجائے پر بھیت اور بھرتا نڈھ آپ کی خدمت کریں گے۔ ایشور سے پرارٹھنا
 ہے کہ ان دونوں صاحبزادوں سے رعایا کا دل کبیدہ نہ ہو۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے
 راجہ یدھشٹر کی ہمراہی میں ایک کتا بھی تھا۔ اپنی ناگ کنیاں۔ ورجتر ہنگد بھی
 ارجن کی ہمراہی میں روانہ ہوئیں۔ کچھ میل رعایا بھی ساتھ چلنے پر عازم ہوا۔ سنگ
 راجہ یدھشٹر کے اصرار سے سبھوں کو مجبور ہونا پڑا۔ کچھ دور جا کر واپس ہوا

اڑھیاے (۲)

پانڈوؤں کا بھرت کھنڈ میں طواف

اور دوار کا پوری کو دیکھ کر اٹھارا قوس

بیشم پاتن جی راجہ خنچے جی سے اس کتھا کو یوں شروع کرتے ہیں۔
 کہ راجہ یدھشٹر اعزا و اقربا اوداہل شہر کو روٹا ہوا چھوڑ کر مشرق جانب
 روانہ ہوئے۔ پرہاگ ویش میں گنگا اور جہنا کا اشنان کیا۔ اوی۔ انگد حیر
 دریا نے گنگا میں غوطہ لگا کر غائب ہو گئیں۔ چتر انگد مٹی پورہ چل دی۔ پرہاگ
 راج میں ریشیوں ٹینیوں کے درشن کر کے جب پانڈو آگے بڑھے۔ اُن کا
 گزرا ایک تالاب دسرودہ پر ہوا۔ اگن دیوتا سے ملاقات ہوئی۔ ارجن
 سے گانڈیو دھنش مانگا۔ کہ ہم کو دن دیوتا نے بھیجا ہے۔ اود گانڈیو دھنش
 طلب کیا ہے۔ اب دھنش کی ضرورت نہیں۔ ارجن نے اگن دیوتا کی
 ہدایت سے فی الفور گانڈیو دھنش سرودہ میں ڈال دیا۔ ارجن دیوتا کے دُور
 دھنش لے کر اپنے آقا کی خدمت میں آئے۔ راجہ یدھشٹر بھائیوں کے
 ساتھ ملک آسام میں پہنچے۔ سمندر میں اشنان کر کے جہوپ رویہ رخ
 کیا۔ بحر و بر کی گشت کرتے ہوئے سیت ہندہ امیشور کی زیارت کی۔
 اور وہاں سے گھومتے ہوئے مغرب کی طرف سیدھیاں پھریں۔ دوار کا
 کے قریب پہنچ کر پانڈوؤں کے آئینہ نکل پڑے۔ تمام دوار کا منظر قریب ہو
 چکی تھی۔ عمارتوں کے نام و نشان ابھی نہ تھے۔ کہ شن چندر کی موسیٰ مورت
 اپنی جھلکسا دکھا گئی۔ پیدہ ہندوؤں کے جلال اور اقبال کا نظارہ آنکھوں
 کے سامنے پھر گیا۔ قلب آٹھنے لگا۔ دل اُمتد آیا۔ زمانے کا انقلاب
 اپنا رنگ دکھلا رہا ہے۔ اوفلاک ناہنجار تم نے کیا سے کیا کر دیا۔ تجھ

کو کسی کا جاہ و جلال ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ جس نے ذرا پر پڑے بنگالے۔
 تو اس کا دشمن ہو گیا۔ راجہ یدھشٹر کرشن بھگوان کی یاد کر کے بہت روئے
 پھر اس بات سے تسکین بھی ہوئی۔ کہ پر ماتما کی مرضی پوہنی تھی۔ کرشن اوتار
 اسی لئے ہوا۔ کہ راکشس اور مغرور خود لپٹد راجوں سے زمین کو پاک
 کر کے ریشیوں مینیوں غریب سادہ مزاج نیک چلن خوش اطوار لوگوں کا
 اُپکار کرے۔ بڑے بڑے مردم خوار اچھپوں کو خاک میں ملا دیا۔ بڑے
 سوداؤں کا گھمنڈ توڑ دیا۔ وہ اپنا شی پور کھ کرشن سروپ پیدا ہو کر پرتوی
 کا بھار اتار کر بکینڈھ کو چلا گیا۔ جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ ارجن لبتا
 تھا۔ کہ جب میں دوار کا آیا۔ راجوں کو ہمراہ لے کر شتر سے باہر نکلا۔ تو
 عجیب و غریب نظارہ دیکھنے میں آیا۔ یعنی جس قدر جیتہ دوار کا سے خالی
 ہوتا تھا۔ سمندر میں ڈوب جاتا تھا۔ اب نہ وہ زمین ہے یہ فلک نما عیش
 دکھائی دیتی ہیں۔ یہ عمارتیں بسو کرماں سنے کرشن بھگوان کے اشارے
 سے تعمیر کی تھیں۔ بجائے عمارتوں کے پانی ہی پانی نظر آتا ہے یہ سب
 ایک اوسے اعجاز سری کرشن مہاراج کا تھا۔ جب تک آپ کی مرضی رہی
 سمندر چاروں طرف سے موجیں مارتا ہے۔ اوار کا پوری کی حفاظت کرتا رہا
 اس لئے بھی ایک جینیت سے بہت بڑا تھپ کیا۔ کہ سری مہاراج کے
 روزانہ درشنوں سے اپنا جسم سپن کیا۔ ارجن کی باتوں سے راجہ یدھشٹر اور
 پاندو ایسے منہم ہوئے۔ کہ گھڑی بھر ٹیڑھا شاق ہو گیا۔ رسال سے انکھوں
 کی تری پوٹھتے ہوئے بادل چاکس و ماں سے روانہ ہوئے۔ ہر دوار
 پہنچ کر عابدین مرقانوں کے درشن کے۔ بہت سے ریشی مٹی پاندوؤں کا آنا
 شکر سلنے کو آئے۔ اور ریشی کیش بدر کا آشرم تک براہر ساٹھ رہے۔ راجہ
 یدھشٹر سنے پدگیوں ریشیوں کی ہمراہی میں پدری تاکہ کہ ارنا تھو و غرو
 تیر بختوں میں ہمارے سمجھوں کو رخصت کیا۔ اور آپ پہاچوں اور رانی دروید
 کے ساتھ مہالید پر بت پر چڑھ گئے۔ پھر تکتہ اندر و رشتہ کی طرف یاس
 آمیز نظر ڈالکر سمیر پر بت کی چوٹی کے قریب پہنچے۔ برشتا لی بہاڑ میں پاؤں

گلے جاتے تھے۔ جسم ٹھنڈا ہوا جاتا تھا۔ وہ کتنا رفیق بھی ہمراہ تھا۔ جس نے چلتے وقت رفاقت کی تھی۔ پانڈو برف کی پرواہ نہ کر کے سب سے اونچی چوٹی پر پڑھ گئے۔

ادھیائے (۱۵)

برقانی پہاڑیں پانڈووں کا گلیا۔
اور راجہ جی دھستھر کی اپنے جسم سے سیکٹھ
کو روانگی

بیشم پاشن جی راجہ جی سے فرماتے ہیں۔ کہ جب راجہ جی دھستھر
سیر پربت کی چوٹی پر چڑھے۔ جہاں پر بڑے بڑے میٹھروں اور پویشروں
کا بھی گزر ہونا دشوار ہے۔ برف کا انبار تھا۔ رانی درویدی برف میں گر
پڑیں۔ بیہم سین نے راجہ جی دھستھر سے اطلاع کی۔ کہ رانی درویدی نے
ساتھ چھوڑ دیا۔ راجہ جی دھستھر نے فرمایا۔ کہ درویدی عمت و عفت کی
دیوی تھی۔ پانچ سو سو پے پر راجن سے زیادہ اٹس تھا۔ باوجودیکہ سہاگن
روپ سے سرگ کوٹھی۔ راجہ جی دھستھر آگے بڑھے۔ درویدی کی طرف
پھر کر بھی نہ دیکھا۔ کام کرودھ۔ موہ۔ لوبھ۔ انہکار۔ باپچوں اٹھ ریوں کو
مغلوب کر چکے۔ اس پر بھی اندر پرست دہلی کا راج النسانی حیثیت سے
عدل کے ساتھ کرتے رہے۔ جب سے ہمالیہ کا سودا سر میں سمایا۔ راج
ہاٹ چھوڑ دیا۔ پوگ سادھن کیا۔ کچھ دور گئے ہوں گے۔ کہ سہارنپور
کے گرنے کی خبر بیہم سین نے راجہ جی دھستھر کے گوش گزار کی۔ اور پوچھا
کہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ سہارنپور بھی ملک عدم کو سہارنپور سے۔ اٹھ

شریر تیاگ کرنے کی کیا وجہ ہوتی۔ راجہ نے جواب دیا کہ سہیلہ کو اپنی عقل اور علم کا گھنٹہ تھا۔ وہ اپنے کو ہنڈت جانتا تھا۔ اس غرور کی وجہ سے اس کی عمر نے جو ایسا ہوا۔ اتنے میں نکل برف میں گر پڑے۔ بھیم سین نے وجہ پوچھی۔ راجہ نے کہا یہ اپنی خود بصورتی کے آگے کسی کو نہ گشتا تھا یہی وجہ اس کے جسم چھوٹنے کی ہوتی۔ راجہ پیدھشٹر کے بڑے۔ ادھر ارجن برف میں گر گئے۔ پیدھشٹر نے بھیم سین کو کہا کہ ارجن کو شستر و دیار پر پڑنا ہوتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ گانا دیو و شلش سے دنیا کے راجوں کو ایک دن میں مغلوب کر سکتا ہوں۔ اور واقعی وہ ایسا تھا۔ مٹی سگڑ پیٹھم پیٹا۔ درونا چارچ کرنا ایسے دلاوروں کو ایک دن میں ہلاک نہ کر سکا۔ ہلاک کرنا بہت دشوار تھا۔ اگر کرشن بھگوان ارجن کی محافظت نہ کرتے تو جاہر مونا محال تھا۔ جب رتھ کا سر کاٹتے ہی ارجن کے بھی سو ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر دھرمت اس کے دماغ میں بھری ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ آگے نہ چل سکتے۔ راجہ پیدھشٹر نے آگے قدم بڑھایا ہی تھا کہ بھیم سین کے گرنے کی آواز آئی۔ پیدھشٹر نے پلٹ کر دیکھا۔ اور کہا۔ بھائی۔ تم اس قدر کھاتے تھے کہ دنیا میں کسی انسان کی خوراک تمہاری خوراک کے برابر نہ تھی۔ تم کو لہاٹے کا مود تھا۔ اور یہی وجہ تھا۔ کے ساتھ چھوڑنے کی ہوتی۔ اب صرف راجہ پیدھشٹر اور وہی گشتا مری ہیں۔ جو پہلے روز سے ایک رفاقت کرنا رہا۔ راجہ پیدھشٹر نارائن کے دھیان میں سب سے بلند چوٹی پر چڑھ گئے۔ راجہ اندر و ہر براہ کے سامنے آئے۔ اور کہا۔ پیدھشٹر جی! آپ اپنے اسی جسم میں سر کس پہنچ سکتے ہیں ہم آپ کو لینے کے واسطے آئے ہیں۔ پیدھشٹر نے جواب دیا۔ کہ میں چلنے پر راضی ہوں۔ مگر یہ کتنا بھی ساتھ چاسے گا۔ اندر لوگ۔ کہ سرگاہیں کتنا کم ہو کر ساتھ جاسکتا ہے۔ پیدھشٹر نے کہا۔ تو میرا بھی جانا مال ہے۔ اس لئے میری رفاقت اس لئے کی ہے کہ ہمارے ساتھ سرگ چلے۔ اگر کہتے تو چھوڑتا ہوں تو اوہم ہوتا ہے۔ بس مناسبت سے کہیم اندر کتا و دلوں بھی کی مٹی ہیں

سوار تھے ہوں۔ ہم نہ جائیں گے۔ پیدھشٹر کی ان باتوں سے کتا بہر روپ بہ لکڑ
دھرم راج کی شکل میں سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور فرمایا کہ آفریز ہے۔ نہیں ایت
بھی اپنا دھرم نیا۔ ایک دفعہ تمہاری آزمائش دو بیت بن میں کر چوہ ہوں
تمہارے بھائی پانی پانی کے تالاب پر پہنچے تھے۔ اور تمہارے چاروں بھائی
ایک جگہ کے منہ کا لوالہ ہو گئے۔ آپ نے نکل کو چھوڑنے کے لئے
میرے سوال کا جواب دیا میں نے تمہارے جواب سے خوش ہو کر چاروں
بھائیوں کو چھوڑ دیا۔ وہ جگہ میں ہی تھا۔ اور آج بھی کتے کی حیثیت میں
تمہاری آزمائش بد نظر تھی۔ طبیعت تم سے خوش ہو گئی۔ اب رتھ پر سوار
ہو لیں۔ اور سرگ چلیں۔ حالانکہ راجہ مانڈھاتا۔ شوی ہریشچند اور کئی
راج رشی بیکنڈھ وھام کو کتے۔ مگر تمہاری طرح کوئی مہاتما اس حیثیت
سے سرگ میں نہیں پہنچ سکا۔ تمہارا درجہ سب سے بڑھ کر ہے۔ دنیا
میں تمہاری طرح دھرم وان اور ست بادی راجہ نہ ہوا ہے۔ نہ ہو گا
تم یگیہ اور شپ بہت کیا۔ مہابھارت کی خونخوار لڑائی میں تم نے ایسی
ثابت قدمی دکھائی۔ کرشن بھگوان تمہارے سکھارہے۔ تمہاری تعریف
اور شہرت جب تک دنیا پانی پر قائم ہے۔ شہرہ آفاق ہو گی۔ اپنے باب
راجہ پانڈو کے نام کو قائم کیا۔ جیسے تم دھرم تھا ہو۔ ویسے تمہارے بھائی
ارجن گانڈیو دھنن کا دھارن کر نیوالا کرشن چندر پر ماتما کا دوست تھا۔
بھیم سین سادل اور اور نکل سہدیو کے عالم تمہارے بھائی ہوئے۔ اور ساکشا
نکھئی روپ وروپدی مہارانی تمہاری رانی ہوئی۔ تمہاری طرح دھرم پر
قائم رہنے والا استباز راجہ اب نہ ہو گا۔ راجہ اندرنے نہایت تپاک
سے پیدھشٹر کو لوان پر سوار کیا۔ دیورشی تاردا اور بہت سے رشی راجہ پیدھشٹر
نے ملنے آئے۔ سچوں کی زبان پر ہمارا پیدھشٹر کی صفت اور اوصاف
کے گلے جاری تھے۔ کہ تمہاری طرح کسی راجہ نے سرگ میں پدوی
نہیں پائی۔

اڑھیاے (م)

راجہ یدھشٹر گروک میں

بیشم بائن جی اس طرح راوی ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر اندر کے ساتھ رشیوں
میںوں کے چھنڈ میں بوان پر سوار چلے جاتے تھے۔ یدھشٹر نے دیوتاؤں سے
ولی عندیہ ظاہر کیا۔ کہ ہمیں یہاں ہمارے بھائی بھیم سین۔ ارجن۔ لکل۔ سہید پو
ہیں۔ پہنچا دوں

راجہ ایدر۔ راج رشی! تم اس بات کی فکر مت کرو۔ وہ لوگ
سُرگ میں پہنچ گئے تھے۔ تم بھی سنسار کے مایا مودہ کے جال سے چھوٹ
کر پر م دھام کو جاؤ۔ انسان طریقوں کو چھوڑ دو۔ جو اس ظاہری دھاتی
کو مغلوب کر چکے۔ پھر کیوں بھائیوں کا خیال آیا۔ تنہا ہی طبیعت کی ساوگی
اتناک نہ لگی۔ حالانکہ گیان کے نور سے تنہا رادل نور ہو چکا ہے۔ تو بھی تمہارے
دل سے انسانی عادتیں اب تک نہیں چھوٹیں۔ آسے راجہ بھائی بیٹا۔
استری کوئی کام نہیں آتا۔ ان کا تعلق جب تک روج جسم میں ہے۔ رہتا ہے
جہاں روج جسم سے علیحدہ ہوتی۔ اپنے کرم کا پھل بھو گئے گی۔ تمہارے بھائیوں
نے بھی دھرم کے ساتھ دنیاوی کام کئے۔ وہ آدمی نہ تھے۔ بلکہ دیوتاؤں کے
روپ تھے۔ اس لئے اپنی اپنی الش میں سما گئے۔ سنت کمار کے الش سے
لکل اور سہید پو پیدا ہوئے تھے۔ بھیم سین پون کا لڑکا تھا۔ پون میں بل گیا
اور ارجن رافتا ر موکریشن بھگوان کے پاس پہنچ گیا۔ تم بھی اپنا سروپ کچھ
دیر کے بعد دیکھ لو گے۔ تمہارا تعلق دھرم راج سے ہے۔

دیوتاؤں کی گفتگو سن کر راجہ یدھشٹر نے اسی بات کا اعادہ کیا۔ کہ
ایک دفعہ مجھے رانی دروہدی۔ بھیم سین۔ ارجن وغیرہ چاروں بھائی اور
راجہ ویراٹ اور دروہد سے ملاقات کرادو۔ پھر جیسا ہوگا۔ دیکھ لیا جائیگا

ادھیائے (۵)

پرب استھانک پر پرب کا ہاتم

بیشم پائٹن جی روایت کرتے ہیں کہ پرب استھانک پر پرب میں پانڈوؤں کی سرگ میں روانگی۔ راجہ پربیشتر کے اوصاف مجیدہ کا ذکر کیا گیا۔ جو لوگ اس پر پرب کو نہیں گئے یا سنائیں گے۔ کرشن بھگوان کی کرپا سے بھوسا کرے بار ہو کر سرگ و حمام پہنچیں گے۔ پانچوں پانڈوؤں کی طرح دھرم پر ثابت قدم علوم شاستر سے واقف اور شسترو دیاسے باہر عاقل اور ذی فہم اب کوئی آئندہ نہ پیدا ہوگا۔ راجہ پربیشتر کی مثال کا دھرماتنا تہ زمانہ سلف میں گزرا ہے نہ آئندہ ہونے کی امید ہے۔ راجہ پربیشتر جن اوصاف سے متصف تھے کلک کے زلزلے میں وہ ہائیں قفہ کہانی سمجھی جائیں گی۔ انہیں شاستر و دیا میں عبور تھا۔ ہفت اقلیم کے تاجداروں کو مغلوب کر کے تمام دنیا کا شہنشاہ گردانے لگے۔ جو دولت و ثروت میسر آئی۔ اپنے زور بازو اور ثابت قدمی سے حاصل کی۔ بڑے بڑے بچہ لگے۔ جو اس روز کی دکشائیں دیں۔ جن کا شمار احاطہ امکان سے باہر ہے۔ باوصف اس ثروت و جاہ و حیثیت کے اپنے ہڈے چچا دھرتراشت کی بدولت بہت تکلیفیں برداشت کیں اس پر بھی اپنے چچا کا اعزاز اپنے باپ سے بڑھ کر کیا۔ شب و روز اپنی خدمت کی۔ اور اس افتخار سے رہا۔ کہ اس نے درپو دھن وغیرہ اپنے بیٹوں کی یاد بھول کر بھی نہ کی۔ اپنے کئے پر از حد پیشان تھا۔ کیونکہ اس کے ہوتے درپو دھن کرن اور تنکسی وغیرہ اس کے قریبی رشتہ دار اور اس کے ناخلف لڑکے ہمیشہ پانڈوؤں کے ساتھ بدی کرتے رہے۔ اور پانڈوؤں کا برتاؤ ہنسکی کے ساتھ رہا۔ شراوہ اور یگیہ کرانے کے وقت بھی بھیجیں لے۔ راجہ پربیشتر کو نہایت کی۔ کہ ہم اپنے مورت پربیشم پرباہ کا شراوہ اپنے

ہاتھ سے کریں گے۔ راجہ دھرتی راجہ کو ہمارے کاموں میں دخل نہیں۔
اسے ہرگز مجاز نہیں۔ کہ اپنے مورثوں کا شرادھ کرے۔ درپودھن کی روح
کو پانی دینا مہاراجہ کی سنت میں حرام ہے۔ مگر راجہ دھرتی نے بہیم سین کے
کہنے کی پرواہ نہ کی۔ اپنے چچا کے ارشاد کے بموجب عمل کیا۔ اور دھرتی
سے مقتول لاں جنگ کا شرادھ کرایا۔

دھرتی اپنے برتاؤ سے ہر دلنیز ہو گئے۔ کہہ گئے مہاراجہ بھی
دھرتی کے خلق و خوشحالی کی تعریف کرتے ہیں۔ راجہ دھرتی سورگ میں
پہنچ گئے ہیں ہے راجہ اس پر اب جو لوگ خلوص دل سے اعادہ
کریں گے۔ اور راجہ دھرتی کی ثابت قدمی۔ راستبازی۔ شیریں گفتاری
کی یاد کر کے اس پر آفریں بھیجیں گے۔ ان کے لئے بہشت کا دروازہ
کھلا ہے۔ اور دنیا میں بھی رنج و اٹھار کے شدید نہ جھیلنے پڑیں گے
جب تک آسمان بے ستون قائم ہے۔ آفتاب و مانتاب اپنی کرنوں سے
خلق کو منور کرتے رہیں گے۔ مہاراجہ دھرتی کا نام نیک نیتی سے زبان زد
خلایق رہے گا۔ اور نارائن کا لیش جب تک زمین شیش ناگ جی اپنے اوپر
لئے ہیں۔ بھگتوں اور سچوں پرشوں کو شکھ دے گا۔

ہمایون کا مکتبہ

حصہ ششم

سرکار دہلی پر

ادھیائے (۱)
راجہ یدھشٹر کو سرگ و زرک کی زیارت
و دھرتی دہن اور پانڈوؤں سے ملنے
کی خواہش

بیشم پائین جی اس طرح بائیل ہیں کہ جب راجہ یدھشٹر نے ہرم راج اور اندر سے اپنے بھائیوں کی اوقات کا عندیہ ظاہر کیا۔ راجہ اندر اور ہرم راج دیورشی نارو کی ہمراہی میں راجہ یدھشٹر کو سرگ میں لے گئے۔ دیودھن کو تخت مرصع پر جلوہ افروز دیکھا کہ چاروں طرف بہر دیو جو پھل ہاتھ میں دے کر کھڑے تھے۔ گندھرب و کھنر دست بستہ استادہ ہیں۔

اس حالت راجہ درلودھن کو دیکھ کر راجہ پیدھشٹر کو سخت تعجب ہوا حیرت بھئی کہ گناہوں سے ملوث راجہ درلودھن نے ایسی بددی کیونکر حاصل کر لی۔ درلودھن اور پیدھشٹ۔ تعجب ہے جس کی تمام عمر گناہ کرتے گزری۔ جس نے نیک دل اور راستہ باز لوگوں کو تکلیفیں پہنچائیں۔ سبب سمجھ میں نہیں آتا کہ راجہ ویراٹ درلودھن بھیشم تپاسہ یا دھرتراشٹ من جن کی عمر عبادت میں صرف ہوئی۔ ایک بھئی نہیں دکھائی دیتے۔ راجہ پیدھشٹر نے ناروجی سے پوچھا کہ عصیان ماب درلودھن کے لیے کرم نہیں تھے۔ تو شرگ کے آنند بیوگ رہا ہے۔ اس کے پاس کھڑا نہیں ہونا چاہتا۔ اس لیے شرگ کو دوسری سے سلام بنے۔ جہاں بھیم سین۔ ارجن۔ رانی درلودھنی۔ نکل۔ سہادیو مہار کے بھائی میثم ہیں۔ وہاں مجھے پہنچاؤ۔ ناروجی نے مسکرا کر جواب دیا۔ دھرم راج یہ شرگ ہے۔ یہاں حد اور وہ کا گزر نہیں۔ راجہ درلودھن بھی چونکہ شجاعت اور تہوری کے میدان میں جان دے چکا ہے۔ اس نے پوری پوری جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر بہت کی پابندی کی۔ ہتھیاروں کی آغوش میں جل کر راکھ ہو گیا۔ یہی وجہ اس کے شرگ پلنے کی ہوئی۔ جو تکلیف اور مصائب تم نے اس کی ذات سے اٹھائے۔ گو وہ صحیح ہے۔ مگر وہ امور دنیا ہی تاک تھے۔ اب ان باتوں کو یاد کرنا عیب ہے۔ تم دھرم راج ہو۔ دھرم تمہارا مذہب ہے۔ درلودھن سے محبت سے ملو۔

پیدھشٹر۔ ہائیں! یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اسی ملعون درلودھن کی مخالفت سے کروڑوں شوہر لاکھوں مائیں۔ گھوڑے پوٹنڈ خاک ہوئے۔ آپ مجھے درلودھن سے ملنے کو کہتے ہیں۔ یہاں دم بھر گھر نہیں سکتا۔ وہاں جانا چاہتا ہوں۔ جہاں راجہ ویراٹ اور درلودھن ہمارے بھائی اور رانی درلودھنی ہیں۔ آخر وہ لوگ یہاں کیوں آتے نہیں۔ ہمارے بڑے بھائی راجہ کرن کہاں ہیں۔ ان سے درشن کی تمنا ہے۔

پیدھشٹر کی درد رس گفتگو سے دھرم راج اور راجہ اندر بہت سرور ہوئے۔ اور کہا بہتر ہے۔ ہم تم کو انہیں کے پاس بھیج دیتے ہیں۔

ہما بھارت مولود آتی

یہ کہہ کر ایک قاصد کی ہمراہی میں راجہ یدھشٹر کو زک کی طرف روانہ کیا۔ راستہ
ایسا میلاد اور خراب تھا کہ ایک ایک قدم بار خاطر ہو رہا تھا۔ کہیں مکھیاں
بہ رہی ہیں۔ بدبو سے دماغ اڑا جاتا ہے۔ کہیں پیپ اور خون کی تہیاں
بڑے بڑے کیڑے کھلا رہے ہیں۔ کہیں آگ جل رہی ہے۔ کہیں گرم تیل
کی کڑی چڑھی ہیں۔ کہیں پتھر ملی زمین آگ کی طرح پھٹی ہوئی دیکھی۔ کہیں
ندیوں میں گرم پانی آفتاب کی تپش سے اوٹ رہا ہے۔ بڑی بڑی گھاس
لگی ہوئی۔ جانچا کانٹوں کا انبار نظر آیا۔ ایک قدم چلنا دشوار تھا۔

دینے۔ جن کے پتے چھری کی دھار کی طرح تیز تھے۔ ایک مقام پر تو بہت
کدیل نظر آئی۔ جس کی گرمی سے اس قدر حدت تھی کہ اس کے پاس سے
گزنا دشوار تھا۔ اس مقام پر راجہ یدھشٹر کو بہت شاق گزرا۔ سب چیزیں
دیکھتے ہوئے افسردگی کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ یدھشٹر نے ہمراہی سے
پوچھا۔ کب تک ایسے مقاموں سے سابقہ رہیگا۔ کتنی دیر اور چلیں گے۔ جو
اس مصیبت خیز نظارے سے نجات ہوگی اس مقام کا کیا نام ہے۔ ہم
بھائی کہاں ہیں۔ ہمراہی بولا کہ یہاں تک اجازت دی گئی تھی۔ آپ سنے یہاں
کا رنگ دیکھ لیا۔ آگے یہاں سے بھی بدتر حال ہے۔ اب واپس چلئے۔ راجہ
یدھشٹر نے پلٹنا عنایت سمجھا۔ ایک درد آمیز آواز یہ کہتے ہوئے سنائی دی
کہ دھرم راج چاھشتر جی آپ کے قدم پیمینت لزوم سے اس سر زمین کی
قیمت جاگ اٹھی۔ ہم لوگ گود ووزخی ہیں۔ مگر آپ کے آنے سے وہ راحت
ہوئی۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ راجہ یدھشٹر اس درد آمیز آواز سے چھٹکنے ہو گئے۔
پوچھا۔ آپ لوگ کون ہیں۔ اپنا نام بتاؤ۔ کہ میں بھیج اور میں اجن ہوں۔ نکلیں
اور سہیلو۔ دھرشٹ دمن۔ رانی درویدی اور درویدی کے پانچوں پتر
ہمارے ساتھ زک بھوگ رہے ہیں۔ راجہ یدھشٹر اپنے بھائیوں کی حالت
نہایت رنجیدہ ہوئے۔ افسوس میرے بھائی جنہوں نے برسوں یگیہ لوگ

تپ تیرنڈیا تراکی ہے۔ اور غنت مآب در وہدی جس نے پتی برت دھرم ملتے
وقت تک سنا یا۔ اور اس کا بھاتی دھرشٹ دمن جو اگن گنڈ سے پیدا ہوا۔
یہ سب دوزخی ہو گئے۔ انہوں نے ایسا کونسا پاپ کیا تھا جو تک میں
ڈالے گئے۔ دھرم راج تمہارے ڈھک رزائے میں سکے پانی در پلو دھن تو ٹمرگ
کے آئندہ پاس بھو گئے۔ اور راجن بھیم سین نکل سہدیو میر کے بھائیوں کو
زک دیا۔ جہاں ایک گھڑی بھی کھڑا نہیں ہوتا جاتا۔ پھر اپنے ہمراہی سے کہ تم
اندر سے میرا پیام دو۔ میں یہیں ٹھہرا ہوں۔ رہبر راجہ اندر کے پاس گیا۔ اور
راجہ یدھشٹر کا پیام ہو پہنچا۔ گوش گزار کیا۔

ادھیائے (۲)

دیوتاؤں اور راجہ یدھشٹر کی گفتگو

بیشم پائین جی راجہ جینجی جی سے مخاطب ہیں۔ کہ راہبر نے دیوتاؤں کو
میں آکر راجہ اندر سے راجہ یدھشٹر کا پیام سنایا۔ راجہ اندر دیوتاؤں کو ساقہ لے
کر ویاں آئے۔ ان کے آتے ہی وہ سڑا سہند بسا سہند بدو اور آفتاب
کی حدت دینہ سب بائیر جانی رہیں۔ اور بیٹھے اس کے ٹھنڈی اور
خوشگوار ہوا چلنے لگی۔ اچھے خوشنما اور خوشبودار پھول کھل گئے۔ ہو بہاں اور
ہیپ کی ندیوں کا پتہ نہیں بجائے اس کے کیڑے اور گلاب کی نہریں
جاد ہی تھیں۔ راجہ یدھشٹر نے سراٹھا کر دیکھا۔ کہ راجہ اندر بسوے دیوتاؤں کی
سودج دونوں سویں کنار اور بہت سے دیوتا کھڑے ہوئے ہیں۔ طبیعت
کی وہ حرارت جاتی رہی۔ دل کسی قدر بھاس ہو گیا۔ دیوتاؤں نے یدھشٹر
سے کہا کہ ہے راجہ رشی! تم اپنا شیوک چور نہیں غصہ زیب نہیں دینا
راجاؤں کو زک بھو گنا لازمی ہے۔ کیونکہ ان سے اچھے اور برے
کرم دونوں ہوتے ہیں۔ جو اچھے کرموں کو پہلے بھو گئے ہیں۔ وہ بعد کو زک

میں جاتے ہیں۔ جو بڑے کرم پہلے بھوگتا ہے۔ اُسے پیچھے مُرگ بنتا ہے۔ ہم تمہارے نیک خاناں ہیں۔ ہم مہاراج ہیں۔ اس لئے تم کو پہلے زک دکھا دیا۔ تم نے استوتھماں کی بابت جھوٹی بات کہی تھی۔ اس سے آپ کو زک کا نظارہ دکھانا لازمی ہوا۔ اور یہی وجہ ارجن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہدیو۔ درویدی وغیرہ کو زک پھونکنے کے ہوئے۔ مہاراجی طرف کے سب راجہ جنہوں نے مردانہ وار میدان جنگ میں جان دی تھی۔ مُرگ میں پہنچ گئے۔ تمہارا بڑا بھائی کرن اپنے استھان سورج لوک کو گیا۔ اب تم اپنے دل سے کبیدگی دور کرو۔ اور جو تم نے دنیا میں اچھے کرم کئے ہیں۔ اُن کا سکھ بھوگو۔ مُرگ میں گندھرب اور افسر مہاراجی زیر فرمان رہیں گے جس طرح کہ راجہ ہرشچند۔ اپنی نیک خصلتوں کی بدولت آتم لوک میں جاگزین ہوا۔ راجہ ماندھاتا۔ بھاکیرتھ۔ راجہ دسرتھ کا پتر پھرت اپنی نیک خلقی کی بدولت اپنے اپنے لوگوں میں سکھ بھوگ رہے ہیں۔ اسی طرح تم بھی آئندہ بھوگو۔ ہے راجہ دیویدی گنگا میں جو تینوں لوک کو پاک کر بیوا لی ہے۔ انسان کر دی۔ جو انسانی جلے کی بدولت رنج اور مصیبتیں پہنچا رہی ہیں۔ وہ سب کا فوہ ہو جائیں گی۔

ادھیائے ۳

راجہ یدھشٹر کا دیویدی گنگا میں اُٹھنا

بیشم پانچویں راجہ جینے جی سے رطب اللسانی کرتے ہیں۔ کہ دیوتاؤں نے راجہ یدھشٹر کے تمام شکوک اپنی پند و نصائح سے زائل کر دیئے اور گنگا جی میں اُٹھنا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ دھرم راج جی اس طرح مخاطب ہوئے۔ کہ میں تین مرتبہ تمہاری آزمائش کر چکا۔ واقعی تم دھرم روپ ہو۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ مصیبت میں بھی دھرم میں ثابت قدمی دکھائی۔ دیویدر نے زک کا نظارہ تمہیں اس

دکھایا کہ راجاؤں کو زرک ضرور بھگوان پڑتا ہے۔ درویدی لکشمی روپ ہے۔
 تمہارے لئے اگن کٹڑے سے اس کا اوتار ہوا۔ اب تم گنگا میں اتنان کر کے
 پایا موہ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ راجہ یدھشٹر نے گنگا جی میں اتنان کیا۔ غوطہ
 لگاتے ہی دیب دیہہ پانی پھر دناں سے دیوتاؤں کے ساتھ سرگ میں گئے۔
 ارجن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہیلو اپنے اپنے مقام پر چلے گئے۔ راجہ دھرتراشٹ
 بھی آوے گئے۔ شگھاسن پر راجمان ہیں۔ راجہ یدھشٹر کے پہنچنے ہی دیوتاؤں رشیوں
 اور گندھروں نے مدح سرائی کی بعدہ راجہ یدھشٹر جہاں کوروں کا ست گزیں تھے
 پہنچے۔ کرشن بھگوان کا جمال بے مثال شکھ۔ چکر۔ گدا۔ پدم دھارن کئے۔ نظر آیا۔
 ایک شگھاسن پر ارجن کو زرکا روپ دھارن کئے۔ کرشن چندر کے پاس دیکھا۔
 اس فدائی جمال کے سامنے شیو۔ برہما تینیس کرور دیوتاؤں کو دیدھشٹر دھنے
 پوٹے پایا۔ رشی تپنی آپ کی پوجا اور اپانتہ کر رہے ہیں۔ راجہ یدھشٹر ترلو کی
 ناتھ کیشو رت کے درشن کرنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور آتمہ میں مگن
 ہو گیا۔ ناتھ کے بڑے پریم سے پوجن کی۔ زنا رایت یعنی ارجن اور کرشن بھگوان
 راجہ یدھشٹر سے بناگیر ہوئے۔ دناں سے دیوتاؤں کے گردہ میں بھیم سین کے
 پاس پہنچے۔ بھیم سین کو پون دیوتا کی گود میں دیہہ سروپ دھارن کئے ہوئے
 دیکھا۔ یدھشٹر نے گلے سے لگایا۔ پھر اسونی کماروں کے استھان پر گئے۔ نکل سہیلو
 کو دیکھا۔ اور اسی طرح درویدی لکشمی سروپ نظر آئی۔ راجہ اندر لے گیا۔
 اُسے راج رشی یدھشٹر رانی گاندھاری اور درویدی جن کا جسم انسانوں کی
 طرح نہیں ہوا۔ یہ دونوں سرگ کی لکشمی ہیں۔ تمہاری خاطر دونوں نے اوتار
 لیا۔ اب اپنے اپنے استھان پر پہنچ گئیں۔ راجہ یدھشٹر نے گاندھاری جی
 کے قدم لئے۔ اور رانی درویدی کو آئیر بادوی۔ اتنے میں درویدی کے
 پاؤں لڑکے جو گندھری بنے۔ راجہ یدھشٹر کے قدموں پر گر پڑے۔ راجہ یدھشٹر
 نے چھاتی سے لگا لیا۔ پھر اپنے چچا دھرتراشٹ کے پاس پہنچے۔ جو راجہ پانڈو
 کا بڑا بھائی تھا۔ راجہ دھرتراشٹ کو ایک آوے گئے استھان پر راجمان پایا گندھری
 اور کہنر مورچھل نانک رہے ہیں۔ اپسرا میں سیدہ کر رہی ہیں۔ کچھ گندھری

گانا ستار ہے ہیں۔ راجہ راند نے انہی کے اشارے سے کرن کو دکھایا۔ کہ راجہ
 دیکھو جو رادھا کا لڑکا کرن نام سے موسوم ہوا۔ آکاش میں سورج کی طرح اپنی
 نورانی کرنیں چمکاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ راجن بسوے دیو ساتھی جی بیٹھے ہوئے
 ہیں۔ سمجھدرا کے پتر چندرما کی طرح ابھیند چندرما کی گود میں کھیل رہے
 ہیں۔ یہ کنتی اور مادری تمہاری ماما تمہارے پتا راجہ پانڈو کے ساتھ بیٹھی ہوئی
 تمہارے دیکھنے کے لئے آئی ہیں۔ اور درونا چارج جی برہسپت جی کے ساتھ
 جوہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی زیارت کرو۔ انہوں نے میدان جنگ
 میں لڑائی لڑ کر قالب کو چھوڑ دیا۔ اب یہ یکتا کھنر۔ گندھربوں کے ساتھ رہا
 کرتے ہیں۔

اُدھائے رام مقتولان جنگ کی روتوں سے راجہ یدھشٹر کی ملاقات

بیشم پاتن جی راجہ جینے جی سے اس طرح مخاطب ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر
 سے ہر ایک مقتولان جنگ سے ملاقات کی۔ ہر جس کے اُٹس سے پیدا
 ہوا تھا۔ اُسے اُسی دیوتا میں پرورش کرتے پایا۔ بیشم پتا مہ جی بسو دیوتاؤں
 کے ساتھ درونا چارج برہسپت جی کرت راما روگن پر دمن جی کو سنت کماروں
 کے ہمراہ دیکھا۔ اور پھر یہ سب دیوتاؤں کے روپ دکھائی دینے لگے۔
 راجہ دھرتراشت کو پر پوری کے راج کا مالک ہوا۔ راجہ پانڈو ہیندرلوک
 میں پہنچا۔ پھر سے شرما اور راجہ شل کینس۔ اگر سین۔ بسدیو۔ شکھ۔ اتر
 راجا یہ سب بسویدا میں مل گئے۔ بدر جی کا دھرم راج سے الحاق ہوا۔
 بدیو جی رسائل گئے۔ جو اپنی پشت پر شیش ناگ روپ سے پرتھوی کا

بھار اٹھاتے ہیں۔ کرشن چندر آنند گند کا اتصال لٹن بھگوان سے ہو گیا۔ باسدیو
جی کی سولہ ہزار رانیاں ترستی ندی میں ڈوب کر شرگ ہو گئیں۔ پہنچ گئیں۔
اور اپسر روپ ہو کر سری بھگوان کی سیدیا میں مصروف ہوئیں۔ گھٹوت کچ
کا اوتار کیش سے ہوا تھا۔ اور درلودھن دوشاسن وغیرہ راجپس تھے۔ یہ
سب کپور پوری میں بودو باش کرنے لگے۔ کیونکہ جکش اور راجپسوں کا مسکن
کپور پوری ہے۔ اسے راجہ جیمے جی! جو دیوتا اور راجپس برہما کی ہدایت سے
زمین پر پیدا ہوئے۔ وہ سب اپنے اپنے مقام پر آ گئے۔ اور اپنے اپنے روپ
میں بل گئے۔ اسی طرح جب رام چندر اوتار ہوا۔ سب دیوتا اور راجپس اوتار
پر تھوی پرچم لے کر آخیر میں اپنے سروپ میں اتصال کر گئے۔ تاہا لٹن جی کو پر تھوی
کا بھار اٹھانا تھا۔ اس لئے اوتار دھارن کرتے ہیں۔ جو لوگ پریم اور خلوص
عقیدت سے باسدیو بھگوان کا سرن کرتے ہیں۔ ان کو نکلت پدوی میسر
ہوتی ہے۔ ہاتھ رشی مہی ۱۰ دہری بھگت نارائن جی کا چتر پور تھوی رانیاں
بھاگوت مہا بھارت وغیرہ کا پاٹھ کر کے بھوساگر سے پار آتے جاتے ہیں۔ جو
لوگ ان پوتھوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ نارائن جی کے بھگت ہو جاتے
ہیں۔

ادھیائے (۵)

راجہ جیمے جی کا گیارہواں باب

سننے کا پھل

اگر شرواچی نیشاد تیرتھ پر مہا بھارت پوتھ رشیوں مہینوں کو سنار ہے
ہیں۔ راجہ جیمے جی مہا بھارت سی پاک پوتھ بھیم پائن سے مسکرا از حد مسرور
ہوئے کھٹا کے سمپت ہونے پر یگیہ کیا گیا۔ استیک رشی نے سر پون

رشی کی جان اس یگیہ سے بچائی۔ جینیجی نے بہت کچھ دان و کشتا برہمنوں
 کو دے کر خوش کیا اور تکشک بشا استھان سے راجہ جینیجی کی یگیہ کر کے
 برہمنوں کے ساتھ سہتنا پور آیا۔ اور نیک نیتی کے ساتھ کاروبار سلطنت
 میں مشغول ہوا۔ آٹھوں پہر اس پر ہم پریشور کرشن بھگوان کی یاد دل میں
 جاگزیں رکھی۔ دھرم شالائیں اور چھتریاں لٹوئیں۔ باغ۔ بادلیاں باپ داداؤں
 کے نام سے تعمیر کرائیں۔ اور شر دارشیوں مہینوں سے مہا بھارت کی کتھا
 اس طرح سناتے ہیں کہ راجہ جینیجی کی آرزو ہمیشہ پائین جی نے پوری کی
 یعنی بیاس جی کی تصنیف شدہ مہا بھارت پڑھتی سنائی اسے رشیو! یہ
 کتاب انسان کو موکش اور گناہوں سے نجات دلانا ہوا۔ لی ہے۔ بیاس
 جی نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ ہو ہو اس کتاب میں تحریر کیا۔ جو اس کتھا
 کو خلوص دل سے روزانہ پڑھ کرے یا سناوے۔ اس کے ہر ایک پر ب
 کو پڑھے۔ یا پڑھاوے۔ وہ بھو ساگر سے پار ہو کر موکش پاویں گے۔ ویتا
 میں بھی ان کا نام آفتاب کی طرح روشن ہوگا۔ جاہ و حشمت و دولت و
 ثروت نالچ فرمان رہیں گے۔ اور عقبے میں بھی آئندہ ملیگا۔ اس بھارت
 کتھا میں پورن برہم پر ماتا سری باس دیوی کے چتر بیان کئے گئے۔ جو تاپائین
 جی نے افتار لے کر دیوتاؤں اور انسانوں کو اپنی ادبھت لیلہ دکھائی۔ اسے
 رشی اور مہنتی! اس کتھا کو شراوہ اور کرم کرنے کے وقت جو لوگ پریم
 سے سماعت کریں گے۔ ان کے پتروں کی موکش ہو جائیگی۔ شراوہ سے
 ان کی روحیں خوش ہو کر اچھے لوگوں میں باس کریں گی مہا بھارت کتھا میں
 اکتھ دھرم کام موکش کوئی بات ایسی نہیں جس کا ذکر نہ ہوا ہو۔ اس یستک
 سے اٹھارہ پوراں نکلتے ہیں۔ ان کے سننے ہی غذا یوں سے رہائی ہو جاتی
 ہے۔ یہی ایک کتھا ہے۔ جس کی سماعت سے شرگ ملتا ہے۔ اور پھر موکش
 ہو جاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو اس کتھا کے سننے سے صاحب اقبال لڑکا
 پیدا ہوگا۔ بیاس جی مہاراج نے وید بھاش کیا ساٹھ لاکھ سنگھتا سے
 مہا بھارت تصنیف ہوا۔ تیس لاکھ دیو لوک پندرہ لاکھ پتر لوک ۴ لاکھ

جکش لوک اور ایک لاکھ شلوک اس لوک یعنی دنیا میں اب تک قائم ہیں
 نارودھی نے دیوتاؤں کو اور ست دیوتوں کو ٹیکھ دیو نے راکشس
 اور یکتوں کو اوریشیم پائن جی نے نشوں کو تھائے۔ جب مہابھارت تصنیف
 ہوا۔ تو پہلے پہل اپنے بیٹے سکھ دیو اوریشیم پائن جی اپنے چیلے کو بیاس جی
 نے پڑھایا۔ رشید! میں مانہ اٹھا کر اس بات کی تائید کرتا ہوں۔ کہ مہابھارت
 کے پڑھنے سے انسانوں کو موکش ملتی ہے۔ اگر آدمے شلوک کا بھی روزانہ پاٹھ
 کیا جائے۔ تو بھی دی آرزو میں برآویں۔ یہ نپتک انسان کو اپنی ہندو نصالح
 سے آگاہ کر کے ہدایت کرتی ہے۔ کہ جان بچانے کے وقت تک دھرم میں
 ثابت قدم رہے۔ لہذا اور اچھیا سے کبھی اپنے دھرم کو نہ چھوڑے۔ اگر
 دھرم کے لئے جان کام آجائے۔ تو دھرم پر جان قربان کر دینا مناسب
 ہے۔ دنیا میں جتنی اشیاء ہیں۔ سب فانی ہیں صرف آتما اناشی ہے۔

ادھیائے (۶)

یشیم پائن اور راجہ جینجے سے سوال

وجواب

راجہ جینجے جی نے یشیم پائن سے سوال کیا۔ کہ مہابھارت کتنا سن کر
 کون کون چیزیں دان کر لی چاہئیں۔ اور کس دیوتا کا یوجن ہونا چاہیئے۔
 یشیم پائن جی پہلے تو اس کھٹکے پہل توہیں سنا نا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے
 کہ کرشن بھگوان سے لیکر سب دیوتاؤں نے کھیل تماشے دکھائے کو توہنا
 ہیں اوتار لیا تھا۔ پر ہتھی کا بھارتا کر سب اپنے اپنے لوک چلے گئے
 اپنے اپنے اتش میں داخل ہو گئے۔ مہری بھگوان کالیش اور ہرا کر م بیان
 کرنے سے انسان کی گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جو شر دھما سے

مہابھارت کا پاٹھ کرے۔ وہ بلاشبہ موکش پاسکتا ہے۔ اس کے روزانہ پڑھنے سے بیشک وغیرہ تیرتھوں کے اثنان کرنے کا پھل ملتا ہے۔ اس کی ہدایت پر چلنے والے جو انسان شرادھ اور تیرن کرتے ہیں۔ حسب مقدور بہیم بھوجنا کرتے ہیں۔ ان کے واسطے موکش کا دروازہ کشادہ ہے۔ شرودتا پر واجب ہے۔ کہ وہ ہنر سمیت گودان کرے۔ کھانے پینے کی چیزیں زمین پر ڈھے۔ آؤنی پارچہ۔ پیتا مہر۔ لٹھی پارچہ۔ گھوڑے۔ ماتھی۔ پاننگ۔ پالکی رتھ وغیرہ سوایاں دان کرے۔ راجہ ہماراج اپنا شریر استری۔ لڑکا۔ لڑکی کا دان کریں۔ جو مقدور کے موافق ایسا کرتے ہیں ان کو ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے۔ ان کے راجہ دادا پر دادا مرگ میں جاتے ہیں۔ شرودتا لوگوں میں یہ اوصاف ہوسکتے چاہئیں۔ چہرہ لبثاس فکر اور تروہ سے دور بیکوئی خاطر۔ جو اس ظاہری و باطنی پر قابو۔ عیب بینی اور عیب جوئی سے متنفر۔ شیریں کلام۔ علوم وید شاستر سے واقف و لوگ ان اوصاف سے متصف ہیں۔ وہی شرودتا ہو سکتے ہیں۔ جن کو ان کی باتوں کی پابندی نہیں۔ ان کو مہابھارت کتھا کا پھل نہیں مل سکتا۔ اسلئے بذاتہ اثر یعنی کتھا سنانے والا بھی ایسے اوصاف رکھتا ہو۔ شوک پڑھنے میں لفظی غلطیاں نہ ہوں۔ پریم سے کتھا پڑھی جاوے۔ مہری نارائن اور سرستی دیوی کو نمسکار کر کے کتھا کا آغاز ہو۔ کتھا کہنے والے اور سننے والے دونوں بوالوں پر بیٹھ کر سیدھے مرگ کو چالے ہیں۔ اپسر گندھرب خدمتوں پر متعین ہوتے ہیں۔ پہلی پارنا میں گنی گو ششم یگیہ کا اور دوسری پارنا راتری یگیہ کا اور تیسرے پارنا میں وادشا یگیہ کا پھل ملتا ہے۔ یعنی کتھا سننے اور سنانے والا کو مرگ ملتا ہے۔ دیوتا ولس کے ساتھ بوالوں پر مرگ میں عیش اٹھاتے ہیں۔ ہزاروں بیکنٹھ میں عیش جاودانی پاتے ہیں۔ چھتے پارنا میں بلجے یگیہ۔ اور پانچویں چھٹے پارنا میں اوگنت یگیہ۔ ساتویں پارنا میں ترگنت یگیہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آٹھویں پارنا میں راجوی یگیہ کا پھل سننے سے چند لوک میں بودوہاش ہوتی ہے۔ نویں پارنا میں اسٹومیدھ یگیہ کا پھل کراچھے بوالوں میں دیوتاؤں کے ساتھ میرو تفریح ہوتی رہے۔ گندھرب اور اپسران کی پوجن کرتے ہیں۔ پھر ہشن لوک میں پہنچ کر دیوتاؤں کے گروہ

میں شامل ہو جاتا ہے۔

جیسے جی۔ کتھا پر کون کون چیزیں چڑھائی جاتی ہیں؟

بدیشہ یا ن جی۔ ہر پر پ کے خاتمہ پر برہمنوں کو بھوجن کرانا۔ صاف
ستھرے کپڑے اور خوشبودار پھل پھول چڑھانا چاہیے۔ سبھا پر پ کے
سمپت ہونے پر مالپوڑے لڈو بھوجن کرانے چاہیے۔ بن پر پ کے آغاز پر
خشک و تر میوہ پیاس گدھی پر پھینٹ دے۔ اور خاتمہ پر کٹیہ دان ربرتنوں
میں پانی بھر کر برہمنوں کو دینا۔ دیراٹ پر پ کی سمپتی پر بستروں کا دان لکھائے
آدھوگ پر پ جب ختم ہو جس قسم کی شیرینی یا غذا کی رغبت ہو۔ برہمنوں کو
کھلا دے۔ صندل اور خوشبودار پتھو لوں سے جاپران کی پوجن ہو۔ بدیشہ
پر پ کی سمپتی پر مالپوڑے یا لکی جنس وغیرہ کا دان واجب ہے۔ سورن پر پ
پر پلنگ و حنش بان۔ تلوار برہمنوں کی نذر کرنا۔ اور بھوجن کھانا چاہیے۔
کرن پر پ کے خاتمہ پر برہمن بھوج ہو۔ اور شل پر پ پر لڈو اور شیرینی چڑھنا
چاہیے۔ گدا پر پ کے سمپت ہونے پر مونگ ایک قسم کا غلہ جس کی
داں ہوتی ہے۔ کی چیزیں بڑا کر کتھا پر چڑھا دے۔ استری پر پ کے ختم ہونے
پر رتن اور جواہرات کا دان ہوتا ہے۔ اور شروع ہونے پر گھی آٹا چاول
کا دان لکھا ہے۔ شانتی پر پ پر گھی سے بنی ہوئی چیزوں کا دان لازمی
ہے۔ اسٹو میدھ پر پ اور نیز آشرم پر پ کے سمپت ہونے پر برہمنوں
کو بھوجن کرانا چاہیے۔ موصل پر پ میں خوشبودار بات میں بنی ہوئی چیزیں کتھا
پر پھینٹ کرے۔ چندن سے برہمن کا بھوجن کرے۔ پر استھانک اور
سرکار و من کے ختم ہونے پر جو بھوجن اپنے کو مرغوب تھوں۔ برہمنوں کو کھلا دے
ہر بن پوران کے خاتمے پر ہزاروں برہمنوں کو مدعو کرے۔ اور ایک گائے
بھی برہمن کو دیے۔ سن اور ریشمی پوشا کوں سے برہمنی کو ملبوس کر کے کتھا
سننے والا اگر بہت غریب ہو۔ تو بھی اپنی مقدور پھر جس طرح آدھر بیان
ہوا ہے۔ دان کرے۔ ہر ایک شرفنا پر یہ باتیں لازمی ہیں۔ جب بھارت
کتھا سمپت ہو جائے۔ تو ایک چاند جہا بھارت کی محنت جس پر سمنے کا کم

مہابھارت مولہ آتی

بنا ہو۔ برہمن کی نذر کرے۔ انواع و اقسام کے کھانے کھلا دے سب بچائے
 روپے کے اشرفی دکھنایں دینا چاہیے۔ بہن کے خوش ہو جائے دہتا
 بھی خوش ہوتے ہیں۔ جس گھریا استھان میں بھارت کتھاسنی یا سنا لی جاتی ہے
 اس کے گھر میں کتھشی پاس کرتی ہے۔ اور اس کا خاندان ترپتا ہو جاتا ہے
 بیٹیم یا بن راجہ جی سے فرماتے ہیں۔ کہ رامائن مہابھارت میں سری
 نارائن جی کے جش اور کیرتن گائے گئے ہیں۔ جو انسان ان کتھاؤں کو سنتے یا
 سنتے ہیں۔ پریم پد پاتے ہیں۔ موکش پل پاتا ہے۔ اور مقصد برائے ہیں
 جو ثواب اٹھارہ پوراٹوں کی سماعت سے ملتا ہے۔ وہ صرف ایک بھارت
 کتھا کے سنتے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جو اولاد سے محروم ہیں۔ ان کی
 اولاد خوش نصیب پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ اس کتھا کو دائمی سنتے یا سنتے
 ہیں۔ وہ ہاپوں سے چھوٹ کر سیدھے بیکتھ وھام کہ چلے جاتے ہیں۔ اور
 سری بشن بھگوان بشن میں پرویش کر جاتے ہیں۔ اور اس کی گیارہ پیریاں
 ہاپوں سے چھوٹ جاتی ہیں۔ جو وان اوپر لکھے گئے۔ ان کے ساتھ وسائل
 ہون بھی ہونا لازمی ہے۔

ہے راجن! مہابھارت کی کتھا سنا چکا۔ اب راجہ دشیت اور شکنتلا
 کے دلچسپ حالات بیان ہوتے ہیں۔

ادھائے (۶)

شکنتلا کی پیدائش

زمانہ سلف میں بشوا متر رشی نے جب بہت بڑا تپ کیا۔ راجہ اندر
 نے میکا اپسرا کو ان کے تپ کھنڈن کرنے کے واسطے بھیجا۔ میکا کے
 من و لا وزیر پر فریفتہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد میکا کے بطن سے ایک دختر
 مہ لقا تولد ہوئی۔ تو وہ مادری محبت سے منہ توڑ کر چل دی۔ کچھ التفات

نہ کیا۔ کیونکہ وہ انسان سے پیدا ہوئی تھی۔ نور ابیدہ دختر اکیلی جنگل میں پڑی
 ہوئی تھی۔ بھوک سے منہ کھولے تھی۔ اتفاقاً کنور شی کا گذر اس بیابان میں
 ہوا سو بچتے ہی آنسو گر پڑے۔ گوہ میں اٹھا کر اس کی خوبصورتی کی تعریف کہنے
 ہوئے کئی پرلے گئے۔ اور اپنی خواہر گوہی کے سپرد کیا اور فرمایا۔ کہ اس کی پرورش
 اچھی طرح کرنا۔ گوہی اس کو بڑی محبت سے پالنے لگی۔ چھائے کا دودھ پلاتی تھی
 سب پیشوری اس کو محبت کرتے تھے۔ شکنتلا کنور شی کی دختر کہلانے لگی
 وہ اندھیرے گھر کا آجالا ہلال کی طرح بڑھتی تھی۔ پرشی منی اس سے مانوس ہوئے
 دوڑاکیاں اور بھی اس کے ساتھ پرورش پاتی تھیں۔ بینوں آپس میں خلوص دل
 سے محبت رکھتی تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام انویا اور دوسری کا یریم ودا
 تھا۔ غرضیکہ بینوں لڑکیاں ایسی حسین تھیں۔ گویا پریشور نے نور کے سانچے
 میں ڈھالا تھا۔ اگرچہ بینوں حسن و جمال کی دیوی تھیں۔ مگر شکنتلا ان تینوں میں
 کہیں بڑھی پڑھی نہیں۔ اپنی ایک ایک ادا سے فرشتوں کا دل بھی مسلتی
 تھیں۔ اس کے حسن سوز کے آگے آفتاب عالم تاب کی تجلی مائل تھی۔ ایک شان
 کنو منی نے اس ناتین سے یہ بات کہی۔ کہ میں تیرھ پاتو اکو جانا چاہتا ہوں۔ کچھ
 دنوں بعد آؤں گا۔ تیری خبر گیری گوہی کرے گی۔ اگر کوئی پھسوی آ جاوے
 تو اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ جو میسر آوے۔ بھوجن کرانا۔ کنو منی
 اس طرح بھجا بھا کر تسلی دلاسا دے کر روانہ ہوا۔ اور وہ آتش کا پر کا لاندھیر
 گھر کا آجالا اس بن میں گوہی کے پاس پھولوں کی طرح رہنے لگی۔ اس دشت
 میں جتنے چرند پرند تھے۔ سب اس کے دام محبت میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور
 وہ رشیوں مانیوں کی خدمت میں مشغول تھی۔ ہرن کے بچوں کو دانہ دینا
 درختوں کو پانی سے سیراب رکھنا اسکا دائمی خاصہ تھا۔ گوہی ہر طرح سے اس
 کی خاطر کرتی۔ شکنتلا بھی اس کی جائزادہ فرماں بردار تھی۔ شاب کا عالم شروع
 ہونے ہی نہیں نئی شوقاں اس خود شائل میں عود کرنے لگیں۔ اس کا جو بن
 چو دھویں رات کے چاند کی طرح ترٹی پر تھا۔ اس جنگل میں اس کے حسن کی
 اس قدر جھلک تھی۔ کہ ہزاروں پردوں میں چھپائے نہ چھپتی۔

اڑھیاے (۱)

راجہ دشنیت کا شکار کھیلے ہوئے کنورشی
کے استھان پر آنا۔ اور شکتلا پر فرغیہ سوتا

راجہ دشنیت جس کی اولاد میں راجہ بھرت گزریے ہیں۔ اور جنہوں
نے اپنے نام سے بھارت ورش آباد کیا۔ ایک شکار کھیلے ہوئے کسی دشت
میں پہنچے۔ جہاں کنو منی مہاتارشی تپ کر رہے تھے۔ راجہ دشنیت رنجہ سے
اُتر کر وزیر کے ہمراہ پیادہ بیابان پر غار کی سیر کرنے لگے۔ وہاں کے رشیوں
منینوں نے ان کو دھتس وغیرہ سے مسلح دیکھ کر آنے سے روکا۔ انہوں نے خیال
کیا کہ یہ لوگ شکار کھیلیں گے۔ تب راجہ دشنیت نے ہتھیار سار تھی کو
دے دیئے۔ آگے بڑھ کر دیکھا کہ درختوں کے نیچے پتھر کی سلیں بچی ہیں۔
دریا میں خوبصورت پتے بہتے ہوئے آ رہے ہیں۔ یہ آنکار ہوتا تھا۔ کہ کسی
نے نیگیہ کیا ہے۔ دریا کا پانی بہت صاف شفاف مثل آئینے کے جھلک
رہا تھا۔ بہن اور بہنیاں بہا کر رہی تھیں۔ درختوں پر خوبصورت جانوروں
رہے تھے۔ کسی جگہ رشی منی خاموشی کے ساتھ تپ کرتے تھے ایک ہاتھ
نے کہا کہ کنورشی کے بھی درشن کر لینا۔ وہ سو م تہر تھے ہیں۔ آتے ہونگے
راجہ نے بہت خوش ہو کر جواب دیا کہ بیشک رشی منی ہاتھوں کے درشن
بہت مشکل سے ہیں۔ وہاں جا کر ضرور درشنوں سے مستفیض ہوں گا۔ راجہ
نے وزیر کے ساتھ کنورشی کے استھان پر قدم رنجہ فرمایا۔ چنتار کے سایہ
دار درخت آسمان سے بائیں کر رہے ہیں۔ اور جیلوں سے سنگندھ آرہی
ہے۔ تالاب میں کئی قسم کے کنول کھلے ہیں۔ اور ایک خوبصورت لڑکی
پھولوں کے گرجے اور زیورات پہنے کھڑی ہے۔ چار پانچ عورتیں پانی

سے درختوں کی جڑوں کو سینچ رہی ہیں۔ راجہ اس نہرہ حبیب کے دیکھتے ہی خیال کرنے لگا۔ کہ یہ کوئی دیوتا کی دختر یا پری یا اپسرا کی بیٹی ہے۔ کوئی عورت آج تک ایسی تھیں نظر نہیں آئی۔ آدمی زاد تو ایسی خوبصورت ہو نہیں سکتی۔ راجہ دشنیت شکنتلا پر عاشق ہو گیا۔ کنوجی کی استری والہ سویا نے شکنتلا سے کہا۔ کہ تم نے سادھو تپا کو دیکھ کر نام (جو گورو کو بہت پیاری ہیں) اب تک نہیں سیچا۔ شکنتلا نے جواب دیا۔ کہ ناں بہن بھول گئی۔ پریم ودا نے کہا۔ کہ تمہاری شوخیوں اور طرار یوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسی تم ہو۔ ویسا ہی نوجوان گرو تمہارے عشق میں متوالا ہو گا۔ شکنتلا نے بھوپن چڑھا کر جواب دیا۔ کہ تم کیسی باتیں کرتی ہو۔ پریم ودا نے جواب دیا۔ کہ میں سچ کہتی ہوں۔ پتا کنور شی بھی ایسا ہی خیال کر کے ہیں اس لئے تم سے درختوں کی جڑھ سینچنے کو کہا۔ انہوں نے کہا۔ کہ تم پیار پیار سے بھری ہوئی باتیں کرتی ہو۔ اسی لئے تمہارا نام پریم ودا رکھا گیا۔ یہاں یہ باتیں کی ہی جا رہی ہیں۔ کہ راجہ دشنیت آہستہ آہستہ وہ جنگل میں چھپے ہوئے یہ باتیں سن رہے تھے۔ اتنے میں ایک بھنورا شکنتلا کے گلابی رخساروں پر آکر زلف جھنریں کی خوشبو سے مست ہو کر گرجنے لگا۔ شکنتلا نے کہا۔ کہ پریشور! یہ بے رحم و غاباز مجھ کو کیوں دق کر رہا ہے۔ پریم ودا نے کہا۔ کہ یہ بھنورا تجھے کوئی خوشخبری سنائے آیا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ راجہ دشنیت جو اس جنگل کا محافظ ہے۔ اڑا لے۔ راجہ دشنیت یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا اور وچار کرنے لگا۔ کہ میرے رفو اس میں سینکڑوں عورت کی بچیاں ہیں۔ لیکن اس ہمانا کی لڑکی جن کے سامنے سب مات ہیں۔ میں خیالی کرتا ہوں۔ کہ یہ لڑکی کسی کشتی کی دختر ہے۔ جس کے گلابی رخساروں کا رس بھنورا لینے آیا تھا۔ راجہ دشنیت ان لڑکیوں سے مخاطب ہوا۔ آئے حسن کی دیو پوجا جب تک میں اس جنگل محافظ ہوں۔ کوئی تم لوگوں کو تان نہیں سکتا۔ شکنتلا سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ ہے پیاری تمہاری آرزو میں برائیں۔ شکنتلا راجہ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گئی اور سر ہنچا کر لیا۔ ایک دوسرے کی خوبصورتی پر فریفتہ ہو گئے۔ انہوں نے وہاں جا رہے اور استھان میں تشریف رکھے۔ شکنتلا سے کہا کہ تم ان کی بہانہ نوازی

کرو۔ شکنتلا نے آسن پر راجہ کو بٹھایا۔ راجہ نے کہا کہ تم بھی درختوں کو سینچ بیٹھتے
 تمھک گئی ہو گی۔ بیٹھ جاؤ۔ وہ بھی بیٹھ گئی۔ انسو پانے پریم دواسے کہا کہ یہ کوئی
 شہزادہ معلوم ہوتا ہے۔ خوبصورت بھی ہے۔ اور تجوی بھی ہے۔ یہ خاصیتیں سوائے
 اقبال مندر اچوں کے اور کسی میں نہیں ہوتیں۔ پریم دواسے کہا۔ شاید راجہ دشنیت
 بھی ہے۔ شکنتلا دل میں کہتی تھی۔ کاش کہ میرے پتا کنوی موہو ہو جاتے۔ تو دیری
 اندویش پوری ہو جاتیں۔ دشنیت نے کہا۔ کہ پرو خاندان کے راجاؤں نے
 مجھے یہاں کا راج دیا۔ آپ لوگوں اور کنویشی جی کے درشن کرنے کو آیا ہوں۔
 پریم دواسے کہا۔ کہ ہم لوگ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ راجہ نے شکنتلا کی
 طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ یہ کون ہیں۔ انسو پانے جواب دیا۔ کہ سورج بنسی رشی
 مہاتما بشوا متر کی دختر ہیں۔ راجہ دشنیت نے کہا کہ تم بشوا متر کی دختر بنلائی ہو۔
 اس کا کیا سبب ہے؟

پریم دواسے کہا۔ کہ شکنتلا کو ان کی ماں پیدا ہوئے ہی چھوڑ کر چلی بیٹھ گئی
 میں زمین پر پڑی رہی تھی۔ کنویشی مہاراجے پتا ان کو اٹھا لائے۔ اور پرورش
 کرنے لگے۔

دشنیت۔ کیا کسی درخت کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ تعجب ہے کہ
 مادری محبت نے جوش نہ کھایا۔ مفصل کیفیت مناسبت
انسو پانے۔ مقرر غن ہو کر بول اٹھی۔ مجھ سے سینے۔ بشوا متر نے بہت
 بڑا تپ کیا تھا۔ راجہ اندرو وغرہ آن کے تپ سے ڈر گئے۔ کہ ایسا نہ ہو
 کہ اندر آسن چمن جلے۔ مینکا پری کو بھیجا۔ کہ ان کے تپ میں غل ہو۔
دشنیت۔ رہنمائی دیتا ہو کر انسان سے ڈرنا کیا معنی۔ اچھا
 پھر کیا ہوا؟

انسو پانے۔ مینکا پری اپنی موہنی صورت سے بشوا متر کے پاس پہنچی۔
 بشوا متر کے تپ سے کچھ ایسی ڈری۔ کہ ان کے جلال کے سامنے منہ نہ
 بات بھی نہ کی۔ بہت دن ان کی خدمت میں مشغول رہی۔ آخر کا ہالہ ہوئی
 اور شکنتلا اس کے لپٹن سے پیدا ہوئی۔

دشنیت۔ تو یہ کہو کہ شکنتلا راج کنیا ہے۔
دشنیت شکنتلا کی ولادت کا حال سنکر بہت خوش ہوئے۔ وہ سمجھتے
تھے کہ یہ کسی فقیہ کی لڑکی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ راج ریشیشوا مہاراج کے
نطفے سے پیدا ہوئیں۔ جو چھتہ یوں کے سر تاج گئے جاتے ہیں۔

دشنیت۔ داسنے انک پر کئے سے بھروسہ ہوتا ہے کہ میری
خواہشیں برآئیں گی۔ کیا تمہاری پسلی شکنتلا جی شادی ہم سے کر بھی پان
پرست دشنیت میں اسی جگہ استقامت کریں گی۔ کیا جس سے شادی
ہوگی۔ وہ بھی یہیں رہیگا۔

السنویا۔ ہمارے پتا کنور شہر ہی چاہتے ہیں کہ شکنتلا کا گراہک ایسا
شخص ہو جو اپنے حق میں عظیم النظر ہو۔

شکنتلا۔ اپنے دل میں جب سے اس نوجوان کو دیکھا ہے
نہ جانے دل میں کیا ہو گیا ہے کہ طبیعت خود بخود اس کی صورت پر
لوٹ ہے۔

دشنیت۔ (دل میں) اس باری رو کے آتش حق کے میرا کلیجہ جلا
دیا۔ عشق کا جن سر پر سوار ہو گیا۔ دل اسل سنا ہے۔ ایک گھڑی اٹھو اور
ہم نے کوئی نہیں چاہتا۔ السنویلا کنور شہر کب تک آویں گے
السنویا۔ ٹھیک وقت نہیں بتا سکتی۔ غالباً آج ہی آجائیں گے۔

دشنیت نے چنبیلی کے پھول دے سنے ہاتھ سے شکنتلا کے رخساروں پر ماس
شکنتلا پریم ودا اور السنویا کی نظریں انگوٹھی پر پڑیں۔ جس پر راج دشنیت کا
نام کنور تھا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں
باتیں ہو گئیں۔ کہ یہ نوجوان راج دشنیت ہے۔ السنویا اور پریم ودا نارنگیں
کہ شکنتلا اور راج دشنیت ایک دوسرے کے حق پر مفتون ہیں۔ السنویا
نے شکنتلا سے کہا۔ گوتمی جی منتظر ہوں گی۔ چلو چلیں ایسا نہ ہو۔ خفا ہوں۔

شکنتلا۔ ہاں بہن میری پسلی میں بھی درد ہونے لگا
یہ کہہ کر سب اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور راج دشنیت سے بولیں۔ آپ

آپ کی خدمت ہم سے کچھ نہ ہو سکی۔ ہماری اتنی عرض اور ہے۔ کہ کبھی ہماری
چھوڑی میں آیا کریں۔ ہم لوگوں کو درشن دیں

دشنیت۔ آپ لوگوں نے واقعی اپنی شیریں بیانی سے مجھے نہ کر
لیا۔ تمہاری زیارت سے دل کی کھلی کھلی یہ جس طرح ہو سیکگا۔ آؤں گا۔ بدل
ہیں، شکنتلا کے بیٹرو کچھ زندگی و شہار ہے۔ گھر پر جا کر کیا کروں گا۔ چین، تو
ایک نہیں۔ شکنتلا سہیلیوں کے ساتھ کئی کی طرف روانہ ہوئی۔ اٹھڑنے
سے مل کر دیکھتی جاتی تھی۔ راجہ دشنیت بھی سوار ہو کر فوج کی ہمراہی میں گھر کی
طرف رہی ہوئے۔ مگر شکنتلا کے حن جہاں سوز کا ذکر اپنے، ندیوں اور مصالحوں
سے ہوتا رہا۔ ایسی خوبصورت حن کی ویڈی تو آجہاد بیکھنے میں نہیں آئی۔ اس
چمک دمک اور اس ناپکین کی کوئی داستان نظر سے نہیں گزری۔ ماں بھی تو
اس کی پری ہے۔ مخزن جن کہیں تو زیبا ہے۔ دیکھیں کس خوش نصیب کے ہاتھ
یہ ان بدھائی اور اچھوتا پھول آتا ہے۔ مائڈ ہب منتری سے جواب دیا۔ کہ آپ
کے سوا اور کس کی قیمت ہے۔ کہ اس دولت حن کا مالک بن سکے۔ شکنتلا
کے ذکر ادکار میں وہ راستہ جوں جوں کٹا۔ اور راجہ دشنیت راجدھانی میں
پہنچ کر تو اس میں داخل ہوئے۔

ادھیا گئے

شکنتلا اور دشنیت کا کٹر ٹھہر پالوا

ایک روز دو پہوڑی دربار میں حاضر ہوئے۔ دو درباروں نے عرض کی۔ راجہ
نے روہو طلب کیا۔ تپو ہی سائے آئے۔ دونوں میں کچھ گفتگو ہوئی۔ ایک نے
کہا کہ دشنیت دشنیت راج رشی ہے۔ راج کرتے پر بھی ٹپ کر رہا ہے
اقبال و اجمال کی شعاؤں سے چہرہ منور ہو رہا ہے۔
دوسرا۔ یہ اقبال مندر شہنشاہ راجہ دشنیت ہے۔ جو اندر کے برابر پر تپتی

اور کویر کے مثل دولت مند ہے۔ راجہ اندر کا دوست ہے۔ جب دولوں
 نزدیک آئے۔ راجہ نے دُندوت کی۔ رشیدوں نے دعا دی۔
 بہار رشی۔ مہاراجہ کنورشی جنکل سے نہ معلوم کہاں گئے۔ راجہوں
 نے تنگ کر رکھے۔ پتھروں نے عرض کیا ہے کہ آپ مہاراجہ کی
 حفاظت کیجئے۔

ماہِ ظہیر۔ منتری (منسکر راجہ سے) اب آپ کی آرنہ میں پوری
 ہوں گی۔

راجہ۔ دان و دتھریوں سے آپ جایش میں بھی آتا ہوں۔ روزیر
 تم شکی رتھ تیار کرو۔ کچھ فوج بھی ساتھ چلے۔ میری واپسی تک انتظام
 تمہارے سپرد ہے۔

راجہ دشینت نے تھوڑی سی فوج ساتھ لے کر کوچ بولایا۔ اور کنورشی
 کی کٹی کے قریب غمہ انصب ہوا۔ اور تن تھما کٹے جان کی خاک چھاتا ہوا
 کٹی کے اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ شکنتلا ایک آسن پر لیٹی ہوئی ہے۔ پریم و ما اور
 انویا بایز کر رہی ہیں۔ راجہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ کر باتیں سننے لگا۔ شکنتلا
 راجہ کو نہ دیکھ سکی۔ مگر راجہ درختوں کی آڑ میں دیکھ رہا تھا۔ شکنتلا کا چہرہ زرد پڑ گیا
 تھا۔ یہ تینوں آپس میں باتیں کرتی تھیں۔

انسویا۔ (شکنتلا سے) پیاری! تم دن بدن بوٹی ہو جاتی ہو۔ مجھے
 سب کیفیت معلوم ہے۔ تپ بھر سے بے چین ہو۔ منہ زرد ہو گیا ہے۔ کچھ اپنا
 حال تو کہو۔

شکنتلا۔ تم جانتی ہو۔ پھر کس واسطے چھوڑنی ہو۔ اس وقت نہ بولو۔
 پھر دیکھا جائے گا۔

پریم و ما۔ غلامہ کیوں نہیں کہتا۔ ڈر کس کا ہے۔ کیا یہاں کوئی ہے جو
 تن بیگا۔

شکنتلا۔ جس روز سے اس فوج ان کو دیکھا ہے۔ بول قابو میں نہیں۔
 دشہرم سے گردن جھکالی۔

پریم دوا۔ تم اسی کے تیرنڑگان سے گھرال ہوئی ہو۔
انسویا۔ خیر دل بھی لگایا۔ تو ایک مہاراجہ سے۔

پریم دوا۔ ہاں اب یہ پیٹ رانی ہو گئیں۔ راجہ دشنیت یہ سب باتیں
درختوں کی آڑ سے سن رہا تھا۔ دل میں کہنے لگا۔ مجھے بھی تو اس کا عشق تارا ہے۔
شکر ہے کہ اس کے دل میں بھی میری محبت جگہ پکڑ چکی ہے۔ آخر اس نے کس
حال اپنی سکیوں پر ظاہر کر دیا۔ میری آہوں نے یہ اثر دکھایا۔ کہ وہ بے تاثیر نہ بنیں
پریم دوا۔ تو اس سے ملنے میں کیا تکلیف ہے۔ وہ بھی عشق میں مبتلا
ہوگا۔ دو ٹیکوی بتلائے تو گئے ہیں۔ اب تک آئے نہیں۔

انسویا۔ کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہیے کہ شکنتلا اور راجہ دشنیت
تہائی میں بیٹھ کر دل کی بھڑاس نکال لیں۔ مگر ابھی نہیں کنورشی بھی آئیں۔ آخر
وہ چاہتے ہیں کہ لڑکی کسی عقلمند اور اقبال مند راجہ کے ساتھ بیاہی جائے۔
انسویا۔ راجہ دشنیت سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہمارے
جنگل کا محافظ اور راجہ اندر کا ہم جلیں ہے۔

پریم دوا۔ شکنتلا کی طرف مخاطب ہو کر تم ایک چھند یا کہت بناؤ۔
اس کو ہم مشن تختہ کے راجہ کی نذر کریں۔

شکنتلا۔ بہن ہم نے ایک چھند بنایا ہے۔ لیکن ابھی تم کو نہ دے دوں گی۔ رشی
جی آجائیں تب بتاؤں گی۔

راتنے میں گو تم چلا آیا۔ اور کہا کہ مہاراجہ بڑا اقبال مند ہے جس کے
آنے پر ہمارے بچے میں کوئی غل انداز نہ ہوا۔ لکھڑی سے آگ ایسی تیز ہو گئی۔
کہ سب خوش ہو گئے۔ گو دوجی نے منتروں سے پڑھا پڑھا پانی پریم دوا کو
دے کر کہا کہ تھوڑا سا پانی ان کی آنکھوں اور سر میں لگا کر باقی ان کو پلا دو۔
ان کی بیماری جاتی رہیگی۔ اور تھوڑی سی بھجوت دے گی۔ کہ ان کے بدن میں لگا دو
انسویا نے ایسی ہی کیا۔ اور شکنتلا جل ہی کر بولی کہ اب میرا دل خوش ہے۔ کوئی
فکر نہیں رہی۔ راجہ دشنیت درختوں کی آڑ سے باہر نکل آیا۔

انسویا اور پریم دوا خوش ہو گئیں۔ کہا کہ آپ بہت مناسب وقت

پر آپہنچے۔ شکنتلا بھی استقبال اور تنظیم کے واسطے آٹھنے لگی۔ راجہ نے فرمایا کہ آپ تکلیف مت گوارا کریں۔ آپ آج کل تازہ اور کمزور ہو گئیں ہیں آپ کا نگاہی چہرہ زرد پڑ گیا۔

برکھم ودا۔ آپ تکلیف کر کے شکنتلا کے پاس چوتھے پر تمکن ہوں دشینت شکنتلا کے پاس بیٹھ گئے۔ آپس میں باتیں ہونے لگیں۔ پریم ودا نے کہہ دیا کہ آج کی باتیں بھلا نہ دیکھیں گے۔ راجہ کو چاہیے کہ اپنی رحمت کی پروا کرے۔ رنج و غم کی دیکھ بھال کرے۔ مطلوبوں کی داد و فریاد سننا راجہ کا فرض منصبی ہے۔ اے راجہ! میرے عشق میں شکنتلا کی بدتر حالت ہو گئی ہے دشینت۔ واقعی تمہاری باتوں نے دل پر پورا پورا اثر کر لیا۔ میری پیاری شکنتلا دل میں گھر کر چکی۔ مفارقت سہی نہیں جاتی۔ حسن و لاؤبڑ نے دیوانہ بنا دیا۔ محبت پڑ گئی۔ آج معلوم ہوا کہ ان کو بھی میری گہری محبت ہے شکنتلا۔ مہاراج آپ کے محل سرا میں مجھ سے بڑھ کر حین و نازنین ہوں گی۔ ان کے سامنے میری یاد کیونکر آنے لگی۔

دشینت۔ رانیاں تو بہت سی ہیں۔ لیکن تمہارے برابر خوبصورت حسن کی دیوی آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ دل بے چین ہے۔ آتشِ حسن سے کچھ پھینکا جاتا ہے۔

راجہ کی محبت بھری باتیں سنکر پریم ودا اور انسویا دونوں کھڑی ہوئیں اور کہا۔ دیکھو کیسی کیسی کالی کالی گھٹائیں مشرق کی طرف سے اٹھ آئی ہیں۔ مور اور مودنیاں بے خود ہو کر ناچ رہے ہیں۔ بیگیہ اور سون کی چیزیں باہر پڑی ہو گئی۔ ایسا نہ ہو کوئی دست اندازی کر بیٹھے۔ ہم جاتی ہیں۔ سامان اٹھا کر کٹی میں رکھ دیں۔ دونوں یہاں نہ کر کے کٹی میں چلی گئیں۔ صرف شکنتلا اور دشینت رہ گئے۔ الغرض تنہائی کا موقع غنیمت جانا باتیں ہونے لگیں۔

دشینت۔ مہ جین اگلے زمانے میں رشیوں کی رطکیاں اپنی خوشی سے راجاؤں کے ساتھ شاستر کے موافق گندھرب پوآہ کر لیتی تھیں

کہا تم میری آرزو پوری نہ کر دو گی۔

شکنتلا۔ پتا کنو جی ابھی لشکر لائے ہوں گے۔ یقیناً وہ میری
شہادی تمہارے ساتھ کر دیں گے۔ ٹھوڑی دیر اور صبر کیجئے۔

دشمنیت۔ مہا تاکنوجی وید شاستر سے بخوبی واقف ہیں۔ ان سے
ڈرتا نہ چاہیے۔ ہرگز اس کام میں غل نہ ہوں گے۔ راجہ نے اتنا کہہ کر شکنتلا کے
گلے میں ہاتھ ڈال دیا۔

شکنتلا۔ بہت بہتر۔ اگر آپ کا یہی منشا ہے۔ تو مجھے پٹ رانی یعنی
وہ رانی جس کی اولاد راج پائے کی مستحق ہو۔

راجہ۔ رڈھی محبت سے، رٹو اس کی رانیاں آپ کی خدمت میں
آنکھوں سے کریں گی۔ اب آگے جیادانگی ہے۔ صرف اتنا کہہ دیتے ہیں۔
کہ انہوں نے گندھرب بواہ کر لیا۔ دشمنیت نے اپنی انگشتری جن پر ان کا
نام کندہ تھا۔ شکنتلا کو دے کر کہا۔ میں اپنی راجدھانی سہنا پور میں پہنچے
ہی نہیں بنا تو لگا۔ شکنتلا نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی۔ اتنے میں کچھ مہٹ
معلوم ہوئی۔ شکنتلا نے کہا۔ مہا۔ سے پتا کنو جی کی بہن گوئی جی ابھی ہیں۔ آپ
درختوں کی آڑ میں ہو جائیے۔ راجہ گھنے سایہ دار درختوں کی آڑ میں ہو گیا۔ گوئی جی
اُسے دیکھ سکی۔

گوئی جی۔ شکنتلا سے میں تمہارے واسطے سنتروں سے پڑھا
سے پڑھا تو اپانی لائی ہوں۔ اسے پی لو۔ شکنتلا نے اپنا منہ کھول دیا۔ گوئی
نے پانی بلا کر کہا۔ اب کیا حال ہے۔ بخار میں کچھ کمی ہوئی۔

شکنتلا۔ ماں اب تو اچھی ہوں۔ پانی پیتے ہی مرض کا فور ہو گیا۔
بیماری جاتی رہی۔ گوئی نے نبض دیکھ کر کہا۔ اب تو بیماری نہیں معلوم ہوتی
ہے۔ پانی برسا جاتا ہے۔ اکیلی کیوں بیٹھی ہے۔ رام رام کر کے تپ چھوٹی
پانی پڑنے سے بخار کا اندیشہ ہے۔ کمزور بہت ہو گئی ہے۔ کئی ہیں بیچو۔

شکنتلا۔ ابھی تک پریم ددا اور انویا میرے پاس بیٹھی تھیں۔ چلی
گئیں۔ اب میں مکان کو جاتی ہوں۔ آپ چلیے جب گوئی جی چلی گئیں۔

وشنیت شکنتلا کے پاس آئے۔

شکنتلا۔ ہمارا جہاں میری معاف کیجئے۔

وشنیت۔ تم نے کوئی خطا نہیں کی۔ معاف کیا کروں۔ تم نے اپنی محبت

کے لیے کر لیا۔ ایشور ہی ہتھاری آرزو پوری کرے۔

شکنتلا۔ گوئی جی آئی نہیں۔ ایسا نہ ہو چھا ہوں۔ ہلاتی ہیں۔ جاتی

ہوں۔ راجہ نے کہا۔ بہت خوب۔

شکنتلا گوئی کے پیچھے پیچھے یہ سوچتی ہوئی چلی۔ اسے دل تیرا تو مطلب

پورا ہو گیا۔ اب کیوں فکر متا ہو رہا ہے۔ اوپر پیشور کا دھیان کرنے لگی۔

روٹی میں کہتی تھی۔ ہے ایشور تو انتریا می ہے۔ میری آرزو پوری کر۔ شکنتلا اور

وشنیت اپنے اپنے قیام گاہ پر پہنچے۔

راجہ وشنیت کے پاس ایک چٹا یہ کہتا ہوا آیا۔ کہ یگیہ شروع ہو گیا

ہے۔ راکشس غل ہو رہے ہیں۔ سب لوگ ڈر رہے ہیں۔ آپ چلیں اور

ان موزیوں سے نجات دلائیں۔ وشنیت نے وہیں سے سبے رشیو پتھر

آپ لوگ خوف نہ کریں۔ میں آگیا۔ یہ کہہ کر اپنی فوج سے اٹھا کر کیا۔ فوج

لیں ہو گئی۔ اور آپ دیا پر غسل کرنے لگا۔

اڑھیاٹے (۹)

دُریاسارشی کا سراپ

النویا اور پریم ودا آپس میں باتیں کر رہی ہیں۔ النویا بہن: شکنتلا کا

تو بیاہ ہو گیا۔ کچھ دنوں ہمارا اور اس کا اور رسا ہوتا ہے۔ اب وہ سسرال میں

چلی جا رہی گی۔ اس کی تو ایشور سنے سن لی۔ ہم تم رہ گئیں۔ دیکھیں کیا انجام

ہوتا ہے۔

پریم ودا۔ ہاں بہن! ہتا جی جو کہتے تھے۔ وہی ہوا۔ راجہ وشنیت

و اما ہوتے۔ شکنتلا ہمارا فی کہلائے گی۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اتنے میں ایک مسافر نے دستک دی۔ ونبوہا پریم و داسے مخاطب تھیں۔ شکنتلا دروازے پر بیٹھی ہے مگر اسے اپنے تن کا ہوش نہیں۔ وہ مسافر کی خاطر وندارت کیا کرے گی۔ ایسا نہ ہو کہ اس نے لطفی سے مسافر کا دل ہماری طرف ماسے مکدر ہو۔ چلو چلیں ویکھیں تو ہمیں اپنے خیال میں مست مسافر تو اسی کیا جائے۔ مسافر نے شکنتلا کی بے انتہائی سے مکدر ہو کر سراپ دیا کہ جس کے خیال میں مستغرق ہے۔ جہی تیرا زور کر بگا۔ تیری یاد اس کے دل سے جاتی رہے۔ یہ مسافر کون تھے۔ ہم نہیں جانتے۔ انہو نے آکر دیکھا۔ تو مسافر کا ہاتھ نہیں۔ شکنتلا سے بولی مافوس نے مسافر کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ انہوں نے سراپ دیا سنبھے کچھ خبر ہے۔ وہ کون تھے۔ مائے غضب کیا۔ وہ درہاشارشی تھے۔ کیا تو انہیں پہچانتی تھی میں تو ان کی باتوں سے تاڑ گئی۔ بہت بڑا کیا۔ انہو نے روئے ہوئے دربار کا پچھا کیا۔ ہمارا ج! ذرا ٹھہریے۔ داسی آپ کے پیچھے وڈی چلی آئی ہے۔ دیا کی مستی ہے۔ دیا سامنے پلٹ کر دیکھا۔ تو انہو نے سامنے نظر آئی۔

دور یا سا۔ کیوں کیا حاجت ہے۔

انہو نے۔ ہمارا ج! شکنتلا سے بڑی چو کہا ہوئی۔ آپ کو پہچانا نہیں۔ آپ مجھے جہاں کا زور کر بیٹھی۔ ابھی مکن ہے۔ بھولے پن سے ایسی کٹاخی ہو گئی۔ معاف کیجئے۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔ جو درشن دیکھے۔ ہم لوگ آپ کی پوجا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی مہربانی سے امید ہے کہ مہادی کنائیں بر آئیں گی۔ شکنتلا نے مجھے بھوسا ہے۔ اور درشنوں کی منتظر ہے۔ یہ کہہ کر دربار سے قدموں پر گر پڑی۔

دور یا سا۔ میں تو سراپ دے چھا پھر جو کچھ ہوتا تھا۔ اب میری دعا ہے کہ راجہ دشنیت جن وقت اپنی انگوٹھی دیکھے گا۔ شکنتلا کی یاد آ جائے گی۔ مگر میں اب جانیں سکتا۔ تو جا کر میری دعا کہہ دینا۔ انہو نے لاکھ

کوشش کی۔ دہلیاشارشی شکنتلا کے پاس ہیں۔ مگر بے سود۔ دہلیا سارشی
دعا دے کر آگے چلتے ہوئے۔ انویا پلٹ کر پریم ددا کے پاس آئی۔ اور
سارا ماجرا کہہ سنایا

پریم ددا۔ خیر اتنا لڑو۔ کہ مہاتما جی نے سراپ کا اوصاف تو کر دیا۔
دہلیا سارشی اپنے غصے میں کچھ خیال نہیں کرتے۔ ان کا اتنا ہی کہنا غنیمت
ہے۔ کہ راجہ اپنی انگوٹھی دیکھ کر پہچان لیا۔ اب شکنتلا اتنا بتا دے۔ کہ اس
انگوٹھی کو جس پر راجہ دشنیت کا نام کندہ ہے۔ جان سے زیادہ عزیز رکھے۔
سراپ کا حال شکنتلا کے کانوں میں نہ پڑنے پائے۔ ورنہ وہ اور بھی بے
حال ہوگی۔

انویا اور پریم ددا دونوں نے اپنے استہان میں جا کر آرام کیا۔ راجہ
دشنیت یگیہ پورا کر کے مہنتا پور چلا گیا۔ اور شکنتلا نے بھی کٹومنی کے آشرم
میں وہ رات جیوں تہوں بسر کی۔

ادھیائے (۱) کنوڑشی کی آمد اور شکنتلا کے حالات سے آگاہی

ہندو آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا۔ کہ کنوڑشی اپنے مسکن میں آئے
اشنان پوچھنے فارغ ہو کر بیٹھ گیا۔ باتے میں آکاش بانی ہوئی۔ کنوڑشی
سمجھ گئے۔ مگر اور لوگوں کے ذہن میں آکاش بانی وہ مطلب نہیں آیا۔
انویا اور پریم ددا میں باتیں ہونے لگیں۔

انویا۔ پریم ددا سے کنوڑشی آگئے۔ اور راجہ دشنیت نے
اب تک خبر نہ لی۔ شکنتلا حاملہ ہے۔ اگر یہ سچہ ہوا۔ تو موجب ہندوانی

کنورشی ضرور شکنتلا کو سہتا پوریں پہنچا دیں گے۔
 شکنتلا سر جھکا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ کنورشی دناں آئے۔ اور کہنے لگے۔ ۳۱۔
 کارہنایاں اچھا نہیں۔ اب یہ اپنے خاوند کے گھر جائے تو اچھا ہے۔
 انسویا۔ پریم ودا سے من کنورشی یہاں تھے بھی نہیں۔ انہیں کیونکر
 شکنتلا کا حال معلوم ہوا۔

پریم ودا۔ بہن تم جانتی نہیں۔ اسے اکاش بانی ہوئی تھی۔ وہ سب
 جان گئے۔

انسویا۔ یہ اکاش بانی کیسی۔ میں نے اب تک نہیں سنا
 پریم ودا۔ جب رشی جی ہون کر رہے تھے۔ تو اکاش بانی ہوئی۔
 شکنتلا کے حالات ان پر بخوبی ظاہر ہو گئے۔ کہ شکنتلا راجہ دشنیت کی پٹ
 رانی ہو چکی۔

انسویا شکنتلا اور پریم ودا کا روزانہ ورد تھا کہ اگلے صبح نماز۔
 کیسر۔ رولی چندن دوپ کوید وغیرہ سامان تھالی میں رکھ کر گرو چاکے لیتے
 جایا کرتی تھیں۔ شکنتلا پہلے ہی سے انسان کر کے گورو چاکے لیتے پہنچ چکی
 کچھ سہیلیاں تپسویوں کی عورتیں رولی چاول لے کر اشیر باد دینے کو دور کھڑی
 ہیں۔ انہیں میں انسویا اور پریم ودا بھی دناں پہنچ گئیں

ایک عورت۔ ہمارا رانی شکنتلا۔ تم اپنے خاوند کی پیاری ہو۔

دوسری عورت۔ تیرے بلن سے ایک چتر پیدا ہو گا جس کے نام
 پر آریہ ورت بھارت کھنڈ بولا جائے گا۔ شکنتلا نے ان عورتوں کی بڑی خاطر
 کی۔ اور انسویا اور پریم ودا سے گلے مل کر روئے لگی۔ دیکھنا چاہیے۔ اب
 تم سے کب ملنا ہے۔

پریم ودا۔ مائیں بہن روتی کیوں ہو۔ یہ وقت رونے کا نہیں۔ اپنے
 گھر جا کر تپتی مٹی سیدھا کر۔ وہ یہ کہہ کر اس کے آنسو نکل آئے۔ اور رونے لگی۔ تو
 راج بدھو بے۔ تیرے سنگار کے لئے سونے اور میروں کے زیور چاہیے
 ہم بن کی رہنے والی جنگلی آدمی کہاں سے زیور لائیں۔ نہ یہاں پوشاک

ہے نہ لباس۔ آؤ بہن تیرا سنگار کریں۔ یہ کہکرجنگلی پھول چننے لگیں۔ اتنے
میں ایک چیلار زبور اور ریشمی پوشاک لئے حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کنور شئی مہراج
نے یہ بلبوس رانی شکنتلا کے لئے بھیجا ہے تم انہیں پہنا کر تیار کرو۔ اب یہ اپنے
سسرال جائیگی۔

جتنی عورتیں وہاں تھیں۔ سب دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ گوتمی یہ شاہی
پوشاک اور زیورات کنور شئی کے ہاتھ کیونکر آتے۔

چیلار۔ مہاتما ریشمی جی کی عبادت کا زور کیا کچھ کم ہے۔

گوتمی۔ کیا مہاتما ریشمی کے دھیان کرتے بسوگرمال نے بھی دیتے۔

چیلار۔ بہن کشب جی کے اشارے سے کسی بن دیوی نے ہاتھ اٹھا کر
چند مال سے زبور اور پوشاک طلب کی۔ چند مال جی نے یہ خیال کر کے کہ رانی
شکنتلا راجہ دشنیت کی پٹ رانی ہے۔ اور اپنے عاوند کے پاس جانے
والی ہے۔ جواہرات سے مرصع زبور عطا فرمائے۔

گوتمی۔ تو یہ کہیے کہ اچھا شکون ہاتھ آیا۔ تجھے راجہ اور لکشمی بگی

الٹو یا۔ ایسے زبور اور بلبوس تو خواب میں بھی ہم لوگوں نے نہیں

دیکھے۔ میں ان کا پہنا تا بھی نہیں جانتی۔ خیر علم مصوری کے زور سے تیرا
سنگار کر دوں گی۔ اتنے میں سامنے سے کنور شئی آتے دکھائی دیتے۔

گوتمی۔ شکنتلا۔ پتا جی تم تلے آئے ہو۔ شکنتلا قادم چھو کر ہاتھ
جوڑ کر سامنے کھڑی ہوئی۔

کنور شئی۔ بیٹی راجہ دشنیت۔ تجھے جان سے بڑھ کر رکھیں گے۔ ایشور

تیری کامنا پوری کرے۔ تیرا لڑکا ہفت اقلیم کا مالک ہوگا۔ بیٹی! ساعت

اچھی ہے۔ لگن ٹھیک ہے۔ اگنی ہوتر کی پرکھاں (طواف) کر لو۔ اور اپنی

سسرال جاؤ۔ شکنتلا نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ اگن کٹھ کا طواف

کیا۔

کنور شئی۔ اگن دیوتا کے پہرہ کرتا ہوں۔ تو ہی تیری حفاظت کریں گے

پھر اپنے دو چیلوں سا رنگ بر دور مدارِ دولت سے ہمہا کر سہا۔

مجاہدیت کو

شکنتلا اپنی بہن کو اس کی سسرال پہنچا دیا۔ شکنتلا نے، بن دیوی کو نہایت
کر دیا۔ بن دیوی نے اپنے کی ڈالی سے کوئی گڑھ لٹائی۔ بن دیوی نے شکنتلا سے بھوکہ
سے دل میں ایک قسم کی تازگی پیدا ہوئی۔ درختوں کے لہریں لہریں
پہنچ گئے۔ کوئی تو شکنتلا کی مفاہقت سے بیتاب ہو کر چلے آئی۔ اور وہ
نے محل آمد سے شکنتلا کا واسن بھر دیا۔ بن کنیاں یعنی شکنتلا نے بن دیوی
کی پرکھاں کر کے ماتھے جوڑ کر ڈنڈوت کی۔ برشی بولے۔ بیٹی! بن دیوی تجھ سے
خوش ہے۔ اور اشیر باد دیتی ہے۔ کہ تجھے یہ سفر مبارک ہو۔

انسویا۔ پیاری بہن! ایک بات میری گردہ میں باندھ رکھو۔ راجہ
دشیت کی انگوٹھی تو ماتھے میں پہنے ہو۔ شاید راجہ تمہاری صورت بھول گیا ہو
تم یہی انگوٹھی دکھلا کر اپنی یاد دلانا۔

شکنتلا۔ مائیں! یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا وہ مجھے
بھول جائیں گے؟

پریم۔ ودا۔ گھڑاتی کیوں ہو۔ نہیں بہن تم ان کے دل آڑ نہیں سکتیں۔
شاید راجہ ہیں۔ دھیان نہ رہا ہو۔ اس وقت ہی انگوٹھی تمہارے کام آوے گی۔
کنواری۔ بیٹی! اب چلو۔ دیر کیوں کرتی ہو۔ پھر سب سے جھگڑو
تالاب پر ریشیوں میںوں کی عورتیں جمع ہیں۔ شکنتلا ہر ایک سے ہار
بارنگے بن رہی ہے۔ عورتیں وعادے رہی ہیں۔ کہ اپنے پتی کی پیاری ہو۔
پتی رت و ہرم قائم رہے۔ سدا سہاگن ہو۔ اور تیرا لڑکا دھرموان ہو کر
چکر دیتی راجہ ہو

شکنتلا۔ اری بہن! میری ساڑھی کا کونا کون کھینچ رہا ہے؟

پریم۔ ودا۔ مانا تیری جدائی سبھی جالوروں کو بھی شاق ہو رہی
ہے۔ دیکھو کوئی بہن کا پتھر جس کو تم نے چین سے بالاتھا۔ آج صورت
دیکھ دیکھ کر تیرا منہ تک رہا ہے۔ محبت کی آگ بھڑک رہی ہے۔ پشو پشی
تیرے فراق سے موتے جاتے ہیں۔ شکنتلا کے بے اختیار انسو رگل پڑے
کنواری۔ بیٹی! دل کو ڈھارس دے۔ اس قدر بے قراری اور

آہ وزاری، صدمہ فراق سہا نہیں جاتا۔ تیری یاد کسی دم بھولنے کی نہیں۔ دل پر پتھر رکھ لیا۔ اب جا اپنے خاوند کی خدمتگداری میں مصروف ہو۔ اپنے گھر کا کاج دیکھ کر راج کاج میں طبیعت بہل جائے گی۔ یہاں کا خیال بھی نہ رہیگا۔ ایک نصیحت میری یاد رکھنا۔ کہ محل میں جتنی رانیاں ہوں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت اور رشتہ رکھنا۔ ساتھ پیش آنا۔ میٹھی میٹھی باتوں سے سب کا دل ہاتھ میں لینا۔ اپنے سے بڑے اور بزرگوں کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو۔ سوامی کا حکم سب سے بھالنا۔ رضا جوئی کا خیال رہے۔ خواہیوں ملازموں کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھنا۔ سب کو برابر ہیں۔ جب سوامی (شہر) دکھلائی دیں۔ تو استقبال کے لئے فوراً کھڑی ہو جانا۔ اور تعظیم کے ساتھ ان کی ہدایت پر کام کرنا۔ جب وہ سو جائیں۔ تب سونا۔ اور کے تڑپ کے سب سے پہلے جاگنا۔ جو عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ بہتی برتا کہلا کر اچھے خاندان کی بہو کہلاتی ہیں۔

گوشتی۔ (شکنتلا سے) جہاں تیری جی کے ایدیش کو گرہ دے لو۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے سب کو بل کر شکنتلا کو پہنچانے چلے سارنھی۔ (شکنتلا سے) تالاب آگیا۔ تم لوگ جاؤ۔ قاعدہ ہے۔ اور شاستر کی ہدایت ہے۔ کہ جب کوئی دیا تالاب راستہ میں پڑے۔ مسافر لوگ شہر جاتے ہیں۔ اور یہی آن کی منزل ہوتی ہے۔ پہنچانے والے مسافر کو پہنچا کر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو لے ہیں۔ سب رشی شکنتلا کو پہنچا کر مکان کو واپس ہوئے۔

ادھیاے (۱۱)

دشمنت اور شکنتلا کی محبت و تکرار

تو بدادہ مہاراجہ دشمنت کے پاس حاضر ہوا۔ کہ دو تپیشریوں کے ساتھ

دو عورتیں آئی ہیں۔ اور کنورشی کا پیام لائی ہیں۔

دشنیت - رتیجہ بوجک کہ یہ عورتیں کون ہیں۔ اور کیوں آئی ہیں۔ غیر
ملا۔ شکنتلا جب راجہ دشنیت کے سامنے گئیں۔ اتفاق سے وہاں آئیکہ
پھڑک اٹھی۔ وہ اس پیدا ہوا۔ کہ ایڈور خیر کرے۔ دیکھتے کیا ہوتا ہے۔ اس
بد شکوئی سے گھبرا گئی۔ گونئی نے کہا۔ گھراست نارائن اچھا ہی کرے گا۔ ادھر
راجہ دشنیت عجب شش و پنج میں پھنسا کہ یہ عورت کون ہے۔ اور
کیوں آئی۔ رشیوں کی عورتوں سے کیا واسطہ۔ سادنگ دوت اور سادنگ
برئے التجا کی کہ مہاراج کی بے ہو۔ ہمارے گورو کنورشی نے اشیہر باد دیا ہے
اور اس کنیا کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ گندھرب
بواہ کیا۔ جیسے آپ دھرموان ہیں۔ ویسے شکنتلا بھی لکشی روپ ہے۔ پریشور
نے اچھا بنوگ بنایا ہے۔ شکنتلا آپ کی رانی ہیں۔ اپنے رواج میں رکھتے
اور ہمیں رخصت کیجئے۔ کیونکہ حاملہ ہے۔ ہمارے یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔
دیر پاشارشی کے سراپ سے راجہ دشنیت شکنتلا کو بھول گیا تھا۔
کوئی۔ مہاراج! میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ ہماری شکنتلا اور آپ
نے کنورشی کا انتظار بھی نہ کیا۔ اور دونوں نے بغیر پوچھے کچھ شادی کر لی
خیر آپ جانیں اور یہ

دشنیت - رتیجہ ہونک بن کے پیسوی ہو کر راجاؤں سے چال
چلتے ہیں۔ شکنتلا سے کس نے شادی کی۔ میں تو اس کی صورت سے بھی واقف
نہیں۔ راجہ کی باتیں منکر سادنگ برادر اور ساد دوت دل میں بہت ناراض
ہوئے۔ اور شکنتلا بدحواس ہو گئی۔ اور کانپنے لگی۔ راجہ کی بے مروتی و بکھ
کر سادنگ برہو لا۔ آپ تو دھرموان ہیں۔ ایسے فاسد خیال دل میں لانا راجاؤ
کی شان کے خلاف ہے پہلے تو چہل کر کے شادی کر لی۔ اب ایسی باتیں
بناتے ہو۔ کیا کوئی آدمی ایسا بھی ہے۔ جو کام کر کے بھول جائے۔ مان مہاراج
راجاؤں کو کسی کا ڈر تو ہوتا نہیں۔ جو دل میں آتا ہے۔ کر گزرتے ہیں۔
دشنیت - مہاراجی باتیں سراسر جھوٹ ہیں۔ میں تو اس کی شکل

سے بھی واقف نہیں۔ تم میری منگو کو بتاتے ہو۔ گوئی گھر اگر شکنتلا کو سمجھاتی ہے
شرم کو چھڑا اپنا ہاتھانی چہرہ دکھلا۔ شاید تیرا منہ دیکھ کر خیال ہو۔ یہ کہہ کر شکنتلا
کا گھونگھٹ اٹھا دیا۔ اور راجہ کو اس کا تہنہ دکھلایا۔ مگر راجہ دشنیت نے ماں
یا نہیں کچھ نہ کی۔ بھونچا رہ گیا۔ عجیب چہرہ تھا۔ کہ خواب میں بھی اس کی شکل
نہیں دیکھی۔ حقیقت میں یہ حوروش لڑکی اپنے حن میں یگانہ ہے۔ مگر میں نے
اس کے چہرہ زیبا کو آج تک نہیں دیکھا۔ سازنگ برادر سار دوت چھبھا کر بے
کچھ دل میں سمجھ بوجھ کر جواب دو۔ راجہ دشنیت نے جواب دیا کہ بھوہو رہتا
لڑکی کو ناتی میرے پاس لائے۔ مجھے پڑکناک لگانے سے کیا حاصل۔ آج تک
میں نے اسے نہیں دیکھا۔ مجھے بدنام کر دے ہو۔ کہ تم نے اس کے ساتھ شادی
کی۔ سازنگ برادر سار دوت آتش غضب میں جل اٹھے۔ عیاش کہا کہ جواب دیا
خوب۔ کسی لڑکی کی عزت بگاڑنا عصمت و عنیت پر وجہ لگانا تیرا ہی کام ہے
جب کنورٹی ہمارا راجہ خیریں گے۔ اس وقت سچ جھوٹ کا حال معلوم ہو جائے گا۔
تمام راجہ نہ آٹ دیں تو سہی۔ ایک ہی سراپہ سے تجھے بھرم کر دیں گے۔ شکنتلا
(سے) تم کیوں چپ کئے بیٹھی ہو۔ بے رحم شہر کو تمہاری جیڑتی منظور ہے۔ تب
تو کسی سے نہ پوچھا خودی گدھرب بواہ کیا۔ جیسا کیا ویسا مزہ پایا۔ اپنی یاد
کیوں نہیں دلاتی ہو۔ شرم کو ہالا سے طاق رکھو۔ اور اپنی پچھلی باتیں منساؤ۔
شکنتلا۔ دشنیت سے کیا آپ مہار سے بن میں نہیں کئے تھے
کیا آپ نے ہم سے محبت بھری باتیں نہیں کی تھیں۔

دشنیت۔ رکازوں پر ہاتھ رکھ کر) میری بے عیب ذات میں عیب
لگاتی ہے۔

شکنتلا۔ ماں میں تو عیب لگاتی ہوں۔ لیکن تم نے مجھے کہیں کا نہ
رکھا۔ سراسر ظلم ہے۔ میری بے حرشی سے کیا ہاتھ لگیگا۔ اچھا میں تمہاری دی
ہوئی انگوٹھی دکھاتی ہوں۔ اب تو یاد آئے گی یہ کہہ کر انگوٹھی کو دیکھنے لگی۔ انگوٹھی
ہاتھ میں نہ تھی۔ مائے وہ انگوٹھی کہیں گر پڑی۔ گھر سے تو ہنک چلی تھی۔ قسمت نے
بڑا دن دکھلایا جس طرح سے چاما۔ نالچ بچایا۔

گوئی۔ جب تم سرور میں اشران کیا تھا شاید بل میں گر گئی ہو
شنیت۔ دیر لب خندہ کر کے (تریا چتر یہی کہلاتا ہے۔
شنیت۔ انگوٹھی تو رہی نہیں۔ کیا دکھاؤں۔ ان باتوں کی یاد

دلاتی ہوں جب تم چاہت کی باتیں کرتے تھے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ
 مادھوی کچ میں میرے بنائے چھند پر آپ نے ایک چھند بنایا۔ اتنے میں
 ایک ہرن کا بچہ آیا۔ آپ نے اسے چکارا۔ مگر وہ وحشی تھا۔ رم کر گیا۔ میں
 اسے بلایا۔ تو میرے آگیا۔ اس وقت آپ نے کہا تھا۔ تم دونوں ہنسنا سی
 ہو۔ ہرن کا بچہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ تم سے ہاؤس ہے۔ ہمارے سامنے
 سے بھاگتا ہے۔ ہم ایسے پروسیسوں کا اعتبار جانو تک نہیں کرتے۔
شنیت۔ رندیاں ہمیشہ مردوں کا دل چھین لیتی ہیں۔ بیٹھی بیٹھی

باتوں سے بھولے بھالے پھنس جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کر رہی ہو۔ گویا جھوٹ
 کہیں چھو نہیں گیا۔

گوئی۔ (غصے میں) ہمارا ج ٹھٹھولی سے کوئی نتیجہ نہیں۔ ہم ہنسنا سی
 باتیں بنانا کیا جانیں۔ راجاؤں کے دل میں دغا ہوتی ہے۔ ہم لوگ پیٹ
 کیا جاتیں۔ تیرا ادھر دم دیکھ لیا۔

شنیت۔ عقل خلق نہیں ہوتی۔ بلکہ محبت سبھاؤ سے ہوتی ہے
 استریوں کے چرتروں میں بڑے بڑے عقلمند تجربہ کار اور جہان دیدہ لوگ
 پھنس جاتے ہیں۔ انسان کو ان کی بھولی باتیں دھرم سے ڈکا دیتی ہیں۔ کوئی
 چالاکی سے اپنے اٹڈے کوڑے کے گھونٹے میں رکھ دیتی ہے۔ گوا سہتا
 ہے نیچے نکل کر بڑے ہوتے ہیں۔ تب کوئل کے ساتھ اڑنے لگتے ہیں۔

شنیت۔ ریل کھانے اسے بے انصاف تو کیا کہتے ہیں۔ تو نے
 مجھے دام فریب میں پھانسا۔ ایسا کتنی نہ کوئی ہے نہ کوئی ہوگا۔ تو نے اس
 طرح کپٹ اور پا کھنڈ کو چھپایا۔ جیسے کوئی شخص گہرے کنوئیں کے منہ
 پر گھاس پھوس بچھا دے یہ کہہ کر سر نیچا کر لیا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں
 کا دریا بہ نکلا۔

سانگ پر او رسار دوت دونوں چیلے نہ نکلتا سے خفا ہو کر کہنے لگے۔
 شروع الفت میں تو نے کسی کو خبر نہ کی۔ اب بیکار۔ روتی ہے۔ اپنے کتے
 کا بھل پایا۔ بغیر امتحان کے راہ عشق میں قدم رکھنا تیرا ہی کام تھا۔ آخر اسی کی سزا
 شکنتلا پڑی۔ شکنتلا سے کہہ کر راجہ کی طرف مخاطب ہوئے۔ ہماری بات
 سنو۔ بڑی ہے یا بھلی یہ۔ سننا ہمارا ہے۔ چاہے رکھ چاہے نکال دو۔
 ہم سے کچھ مطلب نہیں۔

گوئی کا ہاتھ پکڑ کر دونوں چیلے گھر کو چلتے لگے۔ شکنتلا بھی روتی ہوئی اُن کے
 پیچھے ہوئی۔ تم نے بھی ساتھ چھوڑا۔ راجہ بھی اٹھا کر تا ہے۔ کسی طرف کی نہ ہی
 بے شرم و بیکس کہاں جاؤں

سارنگ پر سار دوت۔ دیکر بان ہو کر اُسے سمجھت تو یہاں
 کہاں آتی ہے تیرا جو جی چاہے کر۔ خود مختار ہے۔ جہاں جی چاہے رہو۔ ہمارے
 یہاں تیرا ٹھکانا نہیں۔ جیسا راجہ کہتا ہے۔ اگر تو ویسی ہی ہے۔ تو کنو جی ایسی
 لڑکی سے درگزر کرے۔ اگر تیرا کہنا راست ہے۔ تو اپنے غاوند کے گھر رہنا
 مناسب ہے۔ مٹی کے یہاں جا کر رہے گی۔ تو ساری دنیا کلنک لکائے گی
 یہ کہہ کر سارنگ دوت اور سارنگ پر شکنتلا کو پھوڑ کر چلتے ہوئے۔ راجہ نے
 آواز دی۔ اسے کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ اس کے باپ کے پاس لے جا کر
 اس کے پیرو کر دو۔ چیدیں نے پھر کر جواب نہ دیا۔ چلے گئے۔ شکنتلا روتی
 رہ گئی۔ سوم راج پر دہت سننے ترس کھا کر راجہ سے کہا۔ مٹی اور ریشی لوگوں
 کی بہ دعا سے لوگ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اور سراپ بننے سے جب خبردار
 ہوتے ہیں۔ پچھتااتے ہیں جب تک آپ کو یاد نہ آئے۔ تب تک یہ لڑکی
 ہمارے یہاں رہے گی۔ یہ عالمہ بھی ہے۔ اور روناں میں کوئی راتی گر پھ
 رتی نہیں ہے۔ جو لشی لوگ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے چکر روتی لڑکا پیدا ہو گا۔
 شاید اس دختر کے بطن سے تاج و تخت کا مالک پیدا ہو جائے۔ آپ کے
 کوئی اولاد نہیں۔ راج بے چراغ ہے۔ شکنتلا اور آپ کا ضرور گندھرب
 بواہ ہوا۔ کسی مٹی کے سراپ سے گذشتہ باتوں کی یاد جاتی رہی۔ حاضرین

نے راج پر دہشت کی باتوں کو بہت پسند کیا۔ شکنتلا روتی ہوئی سوم راج پر دہشت کے پیچھے روانہ ہوئی۔

اڑھیاے (۱۳)

مینکا اپسرا کے ساتھ شکنتلا کی روتی

شکنتلا روتی ہوئی سوم راج کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ تنے میں ایک آگ کا شعلہ پیدا ہوا۔ اور شکنتلا سے لپٹ زمین سے آسمان پر اڑا۔ وہ شعلہ اس کی ماں مینکا اپسرا تھی۔ جیسے وہ بجلی سی چمک کر نظروں سے غائب ہو گئی۔ سوم راج پر دہشت راج کے پاس آئے۔ اور ساری کیفیت اگر سنائی دہ راج تعجب کی بات ہے۔ ایک چنبھا دیکھنے میں آیا ہے۔ شکنتلا آنسوؤں کی مارا پر روتی ہوئی میرے ہمراہ جا رہی تھی۔ زبان سے یہ کلمے نکل رہے تھے۔ بے کس ہوں پھر کوئی نہیں۔ زمین پھٹ جائے۔ سما جاؤں۔ ایک آگ کا شعلہ آسمان سے گرا۔ اور اس کو خیز لڑکی کو آسمان پر لے اڑا۔

دہشت۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ وال میں کالا ہے۔ ہمارا پٹن نے عزت رکھ لی آپ جائیے۔ اس کا سوچ نہ رکھیے۔

پر دہشت جی اپنے گھر آئے۔ راجہ بھی اٹھ کر اپنی خواب گاہ میں گیا۔ لیکن دل فکر مند تھا۔ رات کی نیند۔ دن کی بھوک جاتی۔ یہی۔ نہایت اوس رہنے لگا۔

اب انگوٹھی کا قصہ سنئے۔ جو شکنتلا کی انگی سے تالاب میں گری تھی۔ وہ انگوٹھی دھیر دھیر ہی گری کے ماتھے لگی باڑا بیچنے لگا۔ جو ہم لوگوں نے راجہ کا نام کھدا دیکھ کر اسے چور جانا۔ کو تو ال کے پاس گرفتار کر کے لے گئے۔ کو تو ال نے مارا باندھا۔ اور پوچھا۔ تم نے یہ انگوٹھی کہاں سے پائی۔ اس نے کہا۔ صاحب میں نے چرائی نہیں۔ تالاب سے ماتھے لگی ہے۔ تالاب

میں جاں ڈالا تھا۔ ایک مچھی پھنس گئی۔ اس کا بیٹ چاک کیا۔ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ آئی۔

انگوٹھی لے کر کوٹوال نے اسے چھوڑ دیا۔ اور راجہ کے پاس انگوٹھی بھیج دی۔ انگوٹھی دیکھتے ہی راجہ کو شکستہ کی یاد آئی۔ درویشوں میں گھر گیا۔ آرام چین یک تخت جاتا رہا۔ مائے مائے کر کے بہتر گرہ لگا۔ خوشی نام کو نہ رہی۔ اسے فلک بھر فتار تو لے کیا رہا۔ آتی ہوئی دولت کو ہٹایا۔ کس سے کہوں۔ اپنے گلے پر چھری پھیر لی۔ وہ معشوقہ میر سے پاس آئی تھی۔ مائے افسوس! میں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ کس بے التفاتی سے پیش آیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی کتنا کھاٹی رہتھا چھوڑ کر چلے۔ بھاری روٹی چلاتی ہی رہی۔ میں مخاطب بھی نہ ہوا۔ اب کیا ہوتا ہے۔ خار مغارت دل میں کھٹک رہا ہے۔ چھائی پٹنی جاتی ہے۔ سانس رکتی ہے

اوصیائے (۱۳)

شکستہ کے درد فراق میں راجہ شہنشاہ کی آہ و زاری

کوٹوال نے جب سے انگوٹھی دی ہے۔ راجہ دشنیت کی حالت بدتر ہو گئی ہے۔ دل میں درد۔ زنگ زدہ دن کو بھوک نہ رات کو ہنہ۔ لڑائی اور بے قرارئی سے سرو کا۔ ہیرا گ سے راگ بھی خوش نہ آتا۔ آٹھ پہر دردوں سے کراتا تھا۔ دن کو کتا تو رات پہاڑ ہو جاتی۔ اگر رات تار سے لگتے کٹی تو دن نہ کتا۔ راجہ کے منہ پر ہونے سے اہل نہر بھی پریشان ہیں لڑکوں کے کھیلنا چھوڑ دیا۔ جوانوں کی حالت مڈھول سے بدتر ہو گئی کسی کے لب سے ہنسی آستان تھی۔ ہر ایک کے منہ پر اسی چھاری

مٹی۔ ابر غم تمام شہر میں چھایا ہوا تھا۔ خوشی مفقود مٹی جو بسنت کی رت مٹی
مگر جو۔ راجہ کے راج میں ایک کنت بسنت رت خروں سے بھی بار مٹی
کول کو بولنے نہ دیتے۔ بلکہ درختوں پر سے اڑا دیتے تھے۔ عطر و پھیل کا
بکنا ایک کنت بند ہو گیا۔ رنگین کپڑوں کا پہننا حرام۔ اگر بندھے بندھے
پائے تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔ پھولوں کا ذکر ہی کیا۔ کچی کلیاں تو ٹہنیوں
سے نونج نونج کر زمین پر پھینک دی جاتیں یہ حال تو اہل شہر کا تھا۔
راجہ بیماروں کی طرح دن بدن زرد ہوتا جاتا تھا۔ دل بکلی تھا۔ چھاتی بار۔
باز بھڑکتی۔ آنکھوں سے دریا رواں تھا۔ راج کا راج سے دل متفرک کیا
بیٹھا رہتا تھا۔ تنہائی کا عالم پسند تھا۔ شکنتلا کے دھیان میں گھنٹوں باتیں
ہوتیں۔ اسی کی پیاری صورت نظروں میں پھرتی۔ دل بیتاب کو شکنتلا کی
باتیں سنتی دیتی تھیں۔ پر بیجاں شکنتلا کی خیالی نصیب سامنے کھڑی کر کے
اس طرح غما طلب ہوتا۔ پیاری میری تقصیر معاف کرو۔ اپنی صورت مجھ
عمیگن کو دکھاؤ۔ اس وقت تم میری یاد سے آڑ گئی تھیں۔ اپنے کٹے کی
سزا پا چکا۔ کہدورت سے دل کو صاف کرو۔ میں کم بخت ہوں۔ تم بہک
بخت ہو۔ غصہ بھوک دو۔ اور مجھ پر رحم کرو۔ میری آغوش محبت میں بیٹھ
جاؤ۔

یہ کہہ راجہ پر غشی طاری ہوئی۔ چہرے پر زردی چھا گئی۔ بدن پسینہ
پسینہ پسینہ ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں سے حرکت جاتی رہی۔ اتنے میں چتر کا نام
ایک خادمہ راجہ کے پاس آئی اور حالت زار دیکھ کر رونے لگی۔ دیکھا
کیا۔ منہ پر چھینٹا مارا۔ جب کچھ ہوش آیا۔ آنکھ کھول دی۔ سر پر ٹوٹ مٹی
کو روئے دیکھا۔ آہ کر کے بولا۔ تجھے کیا کام تھا۔ کس لئے آئی۔ میرے
آرام میں مغل ہوئی۔

شہر کا۔ مہاراج شکنتلا کو تو ایک آگ کا شعلہ اٹھا کر لے گیا۔ نہ
جانے کہاں ہو۔ کچھ بتہ نہیں۔
دشمنیت۔ آگ کا شعلہ نہ تھا۔ اس کی ماں میں کا اپسرا تھی۔

ابھی اڑا لے گئی۔ ادھر میں نے اس تنہا ہر کیا۔ اوھر کنوئی کے دونوں
چیلوں نے اس کی حالت پر متہ ترس کھایا۔ اکیلا چھوڑ دیا۔ ہر چند وہ روتی
پاہلیا تھی رہی۔ مگر کسی نے پرواہ نہ کی تب ہر ماوری نے جوش کھایا۔
اس نکل اندام کو اس کی ماں نے اس ملا سے بجات دی۔
حشر کا رفا و مہر و سکون کی باگ مانقہ سے نہ دیکھے۔ کچھ دن
اور صبر کیجئے۔ منہارا اور اس کا ملاپ ہو جائے گا۔ وہ بھی ہمتا سے ہجر
میں بیٹھ رہے گی۔ جب تنہا رہی چاسست میں شکنتلا کی حالت روتی ہو رہی
ہے۔ تو اس کی ماں حاشا گوارا نہ کرے گی۔ کہ ہمارے فراق میں
وہ نارین اپنی جان گنوا دے۔ دلیبی رکھے۔ اور جو میں نے عرض کیا۔
وہ شدنی ہے۔

دشنیت۔ ایسی قیمت کہاں میں خاک پر وہ افلاک پر۔
میرے اور اس کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملاقات ہوتا
ایک امر ناگزیر ہے۔

حشر کا۔ اچھا دیکھ لیجئے گا۔ میری بات یاد رکھیے۔ انگوٹھی بھی
تو آپ کے جاتی رہی تھی۔ تو کہاں شکنتلا کہاں پاتی۔ کہاں مچھلی۔ جو
کام ہونے کو ہوتا ہے۔ اس کے سامان بھی ویسے ہو جائے ہیں۔
دشنیت۔ انگوٹھی سے مخاطب ہو کر، میں سمجھا تھا۔ کہ
دنیا میں میں ہی بد نصیب ہوں۔ مگر تو مجھ سے بھی زیادہ بد بخت ہے
تجھے وہ ماتھ میں رکھتی تھی۔ مگر تو ایسی کم بخت کہ اس حنائی انگلیوں سے
علیحدہ ہو کر مجھے منہ دکھائے آئی مجھے اس کی دودی نے مرنے تک
پہنچایا۔ اور تیرا حلقہ ترے لئے گرداب ہے۔ نہ مجھے وہ نصیب پڑے گی
اور نہ تجھے وہ ماتھ بیٹھ ہو گا۔ راجہ دشنیت کی زبان سے عجوزانہ
کلمے نکل رہے تھے۔ اب شکنتلا کا قصہ سنئے۔ جب مینکا اسے آٹھا
کر لے گئی۔ کشپ منی کے استھان پر اتارا۔ اب شکنتلا رات دن وہیں
رہتی ہے۔ کچھ دن پہنچ گزرے۔ ایک روز حسب موقعہ مینکا اہل

نے راجہ اندر سے جا کر کہا۔ آپ راجہ دشنیت کو بلا بیجئے۔ اور شکستہ اور
 اس کے سپرد کر دیجئے۔ آپ کی توجہ سے ان دونوں میں میل جول
 ہو جائے گا۔ اندر نے قبول کیا۔ مائل رتھان کی طلبی ہوئی۔ اور حکم دیا۔
 کہ تخت لے جا اور دشنیت کو سوار کر کے لے آ۔

آدھیائے ۱۴

مائل رتھان کے ساتھ راجہ دشنیت کی رات درلوک میں روانگی

مائل حکم پاتے ہی روانہ ہوا۔ راجہ کی ڈیوڑھی پر بچھا۔ اہلکاروں اور
 عرض بیگیوں سے کہا۔ مجھے راجہ اندر نے بھیجا ہے۔ خبر کرو پوچھداروں نے
 سنتے ہی راجہ سے عرض کی۔ جہانگھارت اندر نے مائل رتھان کو بھیجا ہے۔
 ایک ہوان بھی آیا ہے۔ راجہ نے روبرو پیش ہونے کی اجازت دی۔
 مائل نے ہنس کر کیا۔

دشنیت۔ راجہ اندر خیریت سے تو ہیں۔ مزاج اچھا ہے۔

مائل۔ ماں جہانگھارت سب خیریت ہے۔ آپ کو بلا یا ہے۔ ان دونوں
 راجہوں نے زور پانڈھ رکھا ہے۔ کمک کے لئے آپ کی طلبی ہے۔

دشنیت۔ نہ ہے نصیب کہ راجاؤں کے راجہ جہانگھارت اندر

ہیں اس مہربانی سے یاد فرمائے۔ اس کی زندہ نوازی ہے۔ ہمارے کیا
 حقیقت ہے۔ کہ اس کی کمک کر سکیں۔ ایک ادلے انوکھے سے حکم کریں
 تو ان کی ان میں دیوؤں کا خاتمہ کر دے۔

پھر ہلوس شامانہ پنکھ سہتیار لگائے۔ سخت پر بیٹھ کر راجہ اندر کی
 کی خدمت میں روانہ ہوا۔ ادھی مسافت طے ہوئی تھی۔ کہ ایک پہاڑ

آسمان پر نظر آیا۔ مائل سے پوچھا۔ کہ یہ کوہ بایں شکوہ کو لٹا ہے۔ اس کا نام

کیا ہے؟

مائل۔ اس پہاڑ کا نام ہم کو ملتا ہے۔ اس پر کشتی مٹی رہتے ہیں
دشنت۔ اچھا بوان کا رخ اس طرف پھیر دو۔ ہم کشیدہ جی کے
 درشن کریں گے۔ مائل بوان اس طرف لے چلا۔ جب نزدیک پہنچا۔ بوان سے
 اترا۔ اور دھال کی سیر کرنے لگا۔ عجب دلکش مقام۔ کہیں رنگ برنگ کے پھول
 کھل رہے تھے۔ کہیں چٹنوں سے پانی جاری ہے۔ سورت سب میوہ دار ہر ایک
 ٹہنی پر جانور بول رہے ہیں۔ چھو کر رہے ہیں۔ اتنے میں شکنتلا بھی اس طرف
 آئی۔ راجہ نے خجالت سے اس پر نظر ڈالی۔ صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ
 فراق اس کے سینے میں کارگر ہے۔ حال نواح دگر ہے۔ منہ اتر رہے۔ پھر کے
 بال چکے۔ کپڑے بدن کے میلے۔ شکنتلا شرم سے سر جھکا کے نچلتا زوہ پاس
 آئی۔ دشنت سے کچھ بن نہ آئی۔ پاؤں پر گر پڑا
شکنتلا۔ کیوں مجھے گنہگار کرتے ہو

یہ کہہ کر زار زار رونے لگی۔ سر کو پیروں سے اٹھا کر بولی۔ جہا راج اب

نہیں ہوئی آیا

دشنت۔ خطاؤں کی معافی چاہتا ہوں۔ اپنی نالائقی باتوں پر خود
 نادم ہوں جب سے یہ انگوٹھی پائی ہے۔ تمہاری یاد آتی ہے۔ جان و بال
 ہے۔ رنج و غم سے سالق ہے۔ نہ معلوم کیا اسرار تھا۔ جو تمہاری دل سے جاتی
 رہی۔ اپنے گناہوں کا خود معترف ہوں۔ جو جے مروتیاں اور سختیاں ہم سے
 ظہور میں آئی ہیں۔ ان سے درگزر کرو مجھے سخت پریشانی ہے۔ رنجیدگی دور
 کرو۔ رول غمگین کو مسرور کرو۔ یہ کہہ کر زار زار منت و سماجت کی۔

شکنتلا۔ جہا راج تمہارا گناہ کچھ نہیں۔ میری قسمت کی برائی ہے۔
 اتنے میں ایک بالک پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک شیر کے بچے کو پکڑے
 ہوئے آباد کھائی دیا۔ اور دو بڑھی عورتیں اس کے پیچھے پیچھے یہ کہتی چلی آتی
 ہیں۔ بیٹا! اسے چھوڑ دو۔ اس کی ماں آتی ہوگی۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ تجھ پر حربہ

